رسائل

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

احتسابِ قادیانیّت

جلد ۲۴

حضوری باغ روڈ ، ملتان - فون : 4514122

ردِ قادیانیت

رسائل

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

احتسابِ قادیانیت

۲۴

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

عرض مرتب

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ (م ۱۱رمئی ۲۰۰۳ء) ڈسکہ کے رہائشی تھے۔ جامعہ مدینہ ڈسکہ کے مہتمم حضرت مولانا محمد فیروز خان فاضل دیوبند کے ابتدائی شاگردوں میں سے تھے۔ دورہ حدیث آپ نے جامعہ اشرفیہ لاہور سے کیا۔ شیخ التفسیر حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ اور جامع المعقول والمنقول حضرت مولانا رسول خانؒ کے شاگرد رشید تھے۔ بیعت کا تعلق حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحبؒ سے تھا۔ ایسے نابغہ روزگار شخصیات کی صحبتوں نے آپ کو چمکتا دمکتا ستارہ بنادیا تھا۔ صرف ونحو پر مکمل دسترس تھی۔ ذی استعداد عالم دین تھے۔ قدرت نے آپ کو خوبیوں کا مرقعہ بنادیا تھا۔ عمر بھر بڑی مستعدی سے عسر ویسر میں تبلیغ دین کا فریضہ سرانجام دیتے رہے۔ تمام بے دین فتنوں کے خلاف آپ کے پاس معلومات کا قابل قدر وقابل فخر ذخیرہ تھا۔ اخلاص وللٰہیت فقر واستغناء کا پیکر تھے۔ ان کو دیکھ کر اکابر علمائے اسلاف کی یاد تازہ ہوجاتی تھی۔ طبیعت میں وقار تھا۔ مزاج میں مسکنت تھی۔ سراپا اخلاص تھے۔ نام ونمود دکھاوہ اور ریا سے کوسوں دور تھے۔ عمر بھر رزق حلال کما کر دین کی فی سبیل اللہ تبلیغ کرتے رہے۔ شان ابوذریؓ کا پرتو تھے۔ قادیانیت وعیسائیت پر بھرپور گرفت رکھتے تھے۔ ان کا لٹریچر آپ کو ازبر تھا۔ برصغیر میں اس وقت عیسائیت کے لٹریچر پر گہری نظر رکھنے میں آپ کا کوئی ثانی نہیں تھا۔ قادیانیت وعیسائیت کے خلاف متعدد وقیع کتب اور عام رسائل تالیف کئے۔ آپ کا عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سے والہانہ تعلق تھا۔ چناب نگر کے سالانہ رد قادیانیت کورس کے افتتاح پر تشریف لاتے اور اختتامی دعاء کے بعد رخصت ہوتے۔ ان گنت خوبیوں کے مالک تھے۔ کئی بار مختلف بیماریوں کا شکار ہوئے۔ لیکن اتنے مضبوط اعصاب کے انسان تھے کہ ہر دفعہ بیماریوں کو شکست دے کر شیر ہوجاتے تھے۔ یہ ان پر رب کریم کا کرم تھا۔ احکام شرع پر مداومت ان کی طبیعت ثانیہ بن گئی تھی۔ وفات کے روز شام تین بجے جنازہ ہوا۔ حضرت مولانا عزیز الرحمان جالندھری نے نماز جنازہ پڑھایا۔

مولانا عبداللطیف مسعودؒ صاحب کو ردعیسائیت پر خصوصی دسترس حاصل تھی۔تحریف بائبل، بزبان بائبل اور اس کا ''مقدمہ'' ردعیسائیت پر یہ آپ کی گرانقدر تصنیفات ہیں۔

مولانا مرحوم کو ردقادیانیت پر بھی عبور حاصل تھا۔آپ نے ردقادیانیت پر متعدد کتب ورسائل واشتہار شائع کیے جو ہمیں میسر آئے وہ یہ ہیں۔

۱...... رفع ونزول وحیات مسیح علیہ السلام

۲...... حقیقت مرزائیت

۳...... مرزا قادیانی کی سچی باتیں

۴...... بدترین دجل وفریب

۵...... ایک مسجد کی حالت زار

۶...... قادیان کے الہامی چکر

۷...... قادیانیت کی حقیقت

۸...... معرکہ حق وباطل

۹...... مرزا قادیانی کی کہانی اس کی اپنی زبانی

۱۰...... پنجابی نبوت کے کرشمے

۱۱...... مرزائیوں کو احمدی کہنا زبردست کفر ہے

۱۲...... عدالتی فیصلہ

۱۳...... وہ عہد کا رسولؐ

۱۴...... آئینہ قادیانی

۱۵...... مسلم ذرا ہوشیار باش

۱۶...... مرزا غلام احمد قادیانی کے ساٹھ (60) شاہکار جھوٹ

۱۷...... مرزائیت کا الہامی ہیڈ کوارٹر

۱۸...... مرزا قادیانی کے رنگ برنگے شیطانی الہامات

۱۹...... مرزا قادیانی کے بائیس (22) جھوٹ

مقدم الذکر نمبر:۱ مستقل کتاب ہے۔ حال ہی میں شائع ہوئی۔ عام طور پر مل جاتی ہے۔ احتساب قادیانیت کی اس جلد چوبیس (۲۴) میں وہ شامل نہیں کی۔ باقی اٹھارہ کتب ورسائل تمام اس جلد میں شامل ہیں۔ مؤخر الذکر تین نمبر۱۷، ۱۸، ۱۹۔ یہ ردقادیانیت پر آپ کے اشتہارات ہیں۔ ان کو بھی اس جلد میں شامل کر دیا گیا۔ حق تعالیٰ، مجلس تحفظ ختم نبوت کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت سے نوازیں۔ قارئین لیجئے احتساب قادیانیت کی ۲۴ویں جلد پیش خدمت ہے۔ ۲۵، ۲۶ پر کام شروع ہے۔ حق تعالیٰ کو منظور ہے تو وہ بھی جلد پیش خدمت ہوں گی۔

اس جلد کی تیاری میں بہت سارے احباب مولانا عزیز الرحمان ثانی مبلغ لاہور، مولانا مفتی محمد راشد مدنی مبلغ رحیم یار خان، مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ ساہیوال، مولانا غلام رسول دین پوری دفتر مرکزیہ، مولانا عبدالستار حیدری مبلغ میانوالی، بھکر، مولانا عبدالرشید سیال مبلغ مظفر گڑھ، جناب عزیز الرحمان رحمانی دفتر مرکزیہ اور دیگر جن دوستوں نے معاونت کی وہ بہت ہی مبارکباد کے مستحق ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی محنت قبول فرمائی اور کتاب طبع ہو رہی ہے۔

فلحمد للّٰہ اوّلاً وآخراً!

محتاج دعاء: فقیر اللہ وسایا

۱۴؍ذیقعدہ ۱۴۲۹ھ، بمطابق ۱۳؍نومبر ۲۰۰۸ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

اجمالی فہرست......احتساب قادیانیت جلد۲۴

حقیقت مرزائیت

دجل وفریب، کذب وافتراء، حماقت وجہالت

مع رسالہ

علامات مسیح حقانی بزبان مسیح قادیانی

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

حقیقت مرزائیت

کذب وافتراء، دجل وفریب، حماقت وجہالت (۱۰ قادیانی اصولوں کی روشنی میں)

ضلع گورداسپور تحصیل بٹالہ کے ایک گاؤں قادیان میں غداران ملت وملک کا ایک قدیم خاندان رہائش پذیر تھا۔ جس کا سربراہ مرزا غلام مرتضیٰ تھا۔ اس خاندان نے جہاں جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے دوران اپنے آقا انگریز کا حق نمک ادا کرتے ہوئے مجاہدین وطن وملت کے خون سے خوب ہاتھ رنگے۔ ہاں اس کے آئندہ اخلاف بھی اسی ڈگر پر چلنے کا عزم لے کر دنیا میں وجود پذیر ہوتے چلے آئے ہیں۔ اسی غدار ملت کے گھر ۱۸۳۹ء، ۱۸۴۰ء کے دوران ایک فرزند تولد ہوا۔ جس کا نام مرزا غلام احمد تھا۔ یہ فرزند ابتدائی عمر میں کسی نمایاں پوزیشن کا مالک نہ تھا۔ اس کے باپ نے خود اور چند دیگر افراد کے ذریعے اس کی ادھوری سی تعلیم وتربیت کا بندوبست بھی کیا۔ آخر یہ عالم شباب (۲۵ سال کی عمر میں) ایک شرمناک حرکت کی وجہ سے گھر سے بھاگ کر سیالکوٹ کچہری میں معمولی سی تنخواہ مبلغ ۱۰ روپیہ پر ۴ سال تک تعینات رہا۔ پھر وہاں سے اگلے مرحلہ کے لئے ایک خاص مقصد کے تحت گھر واپس آ گیا اور مختلف اہل مذاہب کے ساتھ بحث ومباحثہ شروع کر دیا۔ جس میں ہمیشہ ناکام ہی رہا۔ آخر پلان کے مطابق ۱۸۸۰ء کے لگ بھگ براہین احمدیہ نامی ایک کتاب حمایت اسلام کے سلسلہ میں شائع کرنے کے لئے اشتہار بازی شروع کر دی۔ جس پر اس کی حرص زراندوزی کی خوب آبیاری ہوئی۔ اس کے بعد ۱۸۸۹ء میں مہدویت اور مجددیت کا دعویٰ کر کے بیعت کا سلسلہ شروع کر دیا اور دو سال بعد ۱۸۹۱ء میں مثیل مسیح اور پھر مسیح موعود کا دعویٰ داغ دیا اور مختلف قسم کے الہامات اور پیش گوئیاں شائع کرنا شروع کر دیں۔ ساتھ ساتھ مختلف تصانیف بھی لکھیں جن میں دعویٰ مسیحیت، نبوت بھی کر دیا۔ نیز قرآن وحدیث میں غلو وتحریف کا بھی بازار گرم کر دیا۔ توہین انبیاء وصلحاء کا محاذ بھی کھول دیا۔ جس کے ردعمل میں علمائے حقانی نے اس کا ڈٹ کر مقابلہ کیا اور اس کے ہر دعویٰ اور تحریف وتسویل کا تار پور بکھیر دیا۔ تمام مکاتب فکر کے جمیع علماء نے اس پر فتویٰ کفر لگا دیا۔ جس سے بوکھلا کر یہ دجال نہایت گندی ذہنیت پر اتر آیا۔ اس کے بعد اس نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کر دیا اور نہایت زور شور سے اپنے کفر والحاد کی اشاعت میں مصروف رہا۔ ادھر علمائے حق نے بھی اس کا ناک میں دم کر دیا۔ چنانچہ اسے کبھی بھی آمنے سامنے بحث ومناظرہ کی جرأت نہ ہوسکی۔ محض اپنے گھر بیٹھ کر ہی ہرزہ سرائی کرتا رہتا۔ متعدد مناظرے بھی کئے، مگر سب تحریری تھے۔ تقریری ایک بھی نہ کر سکا۔ بالآخر اسی گہما گہمی میں

۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء کونہایت ہی ذلت آمیز اور عبرتناک موت مرکر واصل جہنم ہوا۔ اس نے پچاس کتب اور تین صد اشتہارات اپنا ملحدانہ ترکہ چھوڑا۔ جن میں ہر قسم کا کذب وافتراء، مکروفریب، جہالت وحماقت بھری ہوئی ہے۔ کوئی صحیح اور معقول بات ہرگز نہیں ہے۔ کیونکہ یہ بقول خود خدا کا فرستادہ نہیں بلکہ ملکہ برطانیہ کے زیر اثر مبعوث ہوا تھا۔ انگریز کا ہی لگایا ہوا پودا تھا۔ یہ حقیقت سو فیصد صحیح اور درست ہے کہ اسے اور اس کے پیروکاروں کو خدا، رسولؐ اور دین ومذہب سے رتی برابر واسطہ نہیں ہے۔ یہ محض ایک تخریبی صیہونیت اور استعاریت کا آلہ کار گروہ ہے۔ ان کے قلوب واذھان میں خدا رسول اور دین ومذہب کا رتی برابر تقدس یا عقیدت نہیں ہے۔ یہ لوگ چند مذہبی مباحث کو محض آڑ بنا کر اپنے اغراض ومقاصد کی تکمیل میں مصروف رہتے ہیں اور ہم بھی محض اس لئے ان کے ساتھ مذہبی مباحثہ کرتے ہیں تاکہ عوام الناس میں یہ تأثر پیدا نہ ہوسکے کہ ہمارے علماء کو ان کے مسائل کا جواب نہیں آتا، ورنہ حقیقت وہی ہے جو اوپر واضح کردی گئی ہے۔ بھلا دین وایمان اور جھوٹ میں کیا رابطہ ہے۔ ایمان اور دجل وفریب کا کیا جوڑ ہے؟

اس حقیقت کو واضح کرنے کے لئے ذیل میں صرف دس وہ اصول اور ضابطے پیش کئے جاتے ہیں جو کہ خود مرزا قادیانی کی ذاتی کتب اور تحریرات سے لئے گئے ہیں۔ پھر ان اصولوں پر مرزا کی سیرت، شخصیت اور کردار کو پرکھا گیا ہے کہ مرزا کسی بھی قسم کے شرف وفضل یا اکرام واعزاز کا مستحق یا کسی بھی سطح پر قابل ذکر اور توجہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ تو ہر منفی وصف کا منبع ومرکز اور پلندہ تھا۔ حتیٰ کہ وہ تو ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں کیا جاسکتا۔ چہ جائیکہ اسے کسی بھی اعزاز یا منصب وعہدہ کا مستحق قرار دیا جائے۔

اب ذیل میں وہ اصول وضوابط اور ان پر شخصیت مرزا کی فٹنگ ملاحظہ فرمایئے۔

مرزا قادیانیت کی اصلی پوزیشن (شرافت یا رذالت؟)

مرزا قادیانی خود بھی اور اس کے چیلے چانٹے مرزا کے کئی کمالات بیان کرتے رہتے ہیں۔ مگر جب ہم اہل حق ان کے ساتھ بحث مباحثہ میں مرزا کے کردار پر بحث کا عنوان پیش کرتے ہیں تو کوئی بھی مرزائی اس پر بحث کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ حالانکہ کسی شخصیت کے دعویٰ اور تعلیمات کی صحت وعدم صحت معلوم کرنے کے لئے اس کے ذاتی کردار پر بحث از حد ضروری اور مفید ہوتی ہے۔ خود رب العالمین نے اپنے حبیب کریم خاتم الانبیاء ﷺ کی حقانیت کے اثبات میں یوں ارشاد فرمایا ہے۔ ’’فقد لبثت فیکم عمرا من قبلی افلا تعقلون (یونس:۱۶)‘‘ ﴿(اعلان نبوت) بلاشبہ میں تم میں اس دعویٰ رسالت سے پیشتر عمر کا کافی حصہ

(چالیس برس) گزار چکا ہوں۔ کیا تم نے کبھی مجھے جھوٹ بولتے یا وعدہ خلافی کرتے دیکھا یا سنا ہے؟ (یہ کبھی نہیں ہوا تو سوچ لو کہ میرا دعویٰ نبوت کتنا صحیح اور مبنی بر حقیقت ہے)۔

اسی طرح حدیث پاک میں بھی مذکور ہے کہ جب آپؐ نے کفار مکہ کے سامنے دعوت حق پیش کرنے کا ارادہ فرمایا تو کوہ صفا پر کھڑے ہو کر سب کو بلا کر اکٹھا فرمایا اور پھر فرمایا "ھل وجدتمونی صادقاً او کاذباً" کہ کیا تم نے مجھے آج سے قبل ہر بات و معاملہ میں سچا پایا ہے یا اس کے خلاف غلط بیانی سے کام لینے والا پایا ہے؟ تو سب نے بیک زبان ہو کر پکارا کہ "ما جربنا علیک الا صدقا" (بخاری ج۲ ص۷۰۲، باب وانذر عشیرتک الاقربین) کہ ہم نے ہر موقعہ پر آپ کو راست باز اور سچا ہی پایا ہے۔ اس کے بعد آپؐ نے ان کے سامنے اعلان حق فرمایا۔

مگر ان حقائق کے برعکس قادیانیت کا معاملہ بالکل الٹ ہے۔ مرزا قادیانی کا ذاتی کردار ہر پہلو سے داغ دار اور منفی ہے۔ انسانیت کے خصائل وصفات سے بالکل عاری ہے۔ حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی کی تحریرات سے واضح طور پر اس کا منفی کردار اظہر من الشمس ہے۔ ذیل میں اس حقیقت پر شواہد پیش خدمت ہیں۔ ان کو بغور مطالعہ فرما کر بائی قادیانیت کی صحیح پوزیشن اور کردار معلوم کر لیں کہ وہ تو ایک شریف انسان بھی ثابت نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ وہ کسی روحانی عہدے پر فائز ہو۔

۱...... مرزا قادیانی کی اپنی پوزیشن کے متعلق وضاحت

لکھتے ہیں کہ:

کرم خاکی ہوں میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

بتلایئے ایسی شخصیت کو کیا تسلیم کریں؟

۲...... اصول

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ:

۱...... "کسی سچے اور عقل مند اور صاف دل انسان کے کلام میں اتنا تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنون یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔" (ست بچن ص۳۰، خزائن ج۱۰ ص۱۴۲)

۲...... "ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریقے سے انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔" (ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

۳...... ''تلك كلم متناقضته متهافتة لا ينطق بها الا الذی ضلت هواسه، وغرب عقله وقياسه وترك طريق المهتدين''

(انجام آتھم ص ۸۳، خزائن ج ۱۱ ص ۸۳)

مندرجہ بالا تینوں قادیانی عبارات اور حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ کسی صحیح الدماغ انسان کے کلام میں تناقض اور مخالفت (کہیں ایک بات لکھے اور دوسری اس کے خلاف اور بات لکھ دے) نہیں ہوسکتی۔ ہاں پاگل، منافق، مخبوط الحواس اور گمراہ کے کلام میں ایسا ہوسکتا ہے۔ اب ذیل میں جناب مرزا قادیانی کی شہادت اور اقرار سنئے۔ لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''(میں نے) ان دو متناقض باتوں (حیات مسیح اور وفات مسیح، ناقل) کو براہین میں جمع کردیا۔'' (اعجاز احمدی ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴)

۲...... ''رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں تناقض کیوں پیدا ہوگیا۔ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسا براہین احمدیہ میں میں نے یہ لکھا تھا کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام آسمان سے نازل ہوگا۔ مگر بعد میں یہ لکھا کہ آنے والا مسیح میں ہوں۔ اس تناقض کا سبب بھی یہی تھا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳)

۳...... ''اس جگہ یاد رہے کہ میں نے براہین میں غلطی سے توفی کے معنی ایک جگہ پورا دینے کے کئے ہیں۔ جس کو بعض مولوی صاحبان بطور اعتراض پیش کیا کرتے ہیں۔ مگر یہ امر جائے اعتراض نہیں۔ میں مانتا ہوں وہ میری غلطی ہے...... میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا ان الہامات کے منشاء سے جو براہین احمدیہ میں درج ہیں۔ صریح نقیض پڑا ہوا ہے۔''

(ایام الصلح ص ۴۱، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۱، ۲۷۲)

ف...... یہ سراسر کذب ودجل ہے۔ اس نے (براہین ص ۴۹۹، ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۶۰۱) پر قرآنی آیات کے حوالہ سے نزول مسیح کا اقرار کیا ہے۔ ایسے ہی (شہادت القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸) نیز (ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰) پر اس نے حیات مسیح کے عقیدہ کو قرآن وحدیث اور اجماع امت کے حوالہ سے اجماعی اور اتفاقی تسلیم کیا ہے۔ اب اس سے انکار کر رہا ہے۔ محض اپنے الہامات کی بناء پر، تو کیا اس کے الہام قرآن مجید اور اجماع امت اور بے شمار احادیث سے زیادہ وقعت رکھتے ہیں؟ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! بالفرض اس کے الہامات قطعی بھی مان لئے جائیں تو اور خرابی لازم آئے گی کہ خدا کے کلام میں تناقض لازم آئے گا جو کہ ازروئے قرآن مجید بھی سراسر محال ہے۔ خدا تعالیٰ نے صداقت قرآن پر عدم تناقض کو دلیل بنایا

ہے۔ پھر اس میں تناقض کیسے ہوسکتا ہے؟ لہٰذا ماننا پڑے گا کہ قرآن برحق ہے۔ مگر الہامات مرزا محض وساوس ابلیسیہ ہیں۔

۳......اصول

مرزا قادیانی بقلم خود لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ص ۵۶ حاشیہ)

۲...... ''تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۹، خزائن ج ۱۱ص ۳۴۳)

۳...... ''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمی کا کام ہے۔'' (آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ص ۱۳)

ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ غلط بیانی کرنا، جھوٹ بولنا، مرتد ہونا ہے، غلاظت خوری ہے، شرارت اور بدذاتی ہے۔ مگر اس اقرار کے باوجود مرزا نے سینکڑوں ہزاروں جھوٹ دھڑلے سے بولے، سرعدالت بھی بولے۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ:

پہلا عدالتی جھوٹ

۱...... ''پیش گوئی میں فریق مخالف کے لفظ سے جس کے لئے ھاویہ یا ذلت کا وعدہ تھا، ایک گروہ مراد ہے۔ جو اس بحث سے تعلق رکھتا ہے۔ خواہ خود بحث کرنے والا تھا یا معاون یا حامی یا سرکردہ تھا۔'' (انوار الاسلام ص ۲، ۸، خزائن ج ۹ص ایضاً)

۲...... ''یہ تو مسٹر عبداللہ آتھم کا حال ہوا۔ مگر اس کے باقی رفیق بھی جو فریق بحث کے لفظ میں داخل تھے...... ان میں سے کوئی بھی اثر ھاویہ سے خالی نہ رہا اور ان سب نے اس میعاد کے اندر اپنی اپنی حالت کے موافق ھاویہ کا مزہ چکھ لیا...... ڈاکٹر مارٹن کلارک اور ویسے ہی اس کے دوسرے تمام دوستوں اور عزیزوں اور ماتحتوں کو سخت صدمہ پہنچا۔''

(انوار الاسلام ص ۸، خزائن ج ۹ص ایضاً)

اور کتاب البریہ میں جو ۱۸۹۷ء میں بیان عدالت میں دیا بالکل اس کی ضد ہے اور ہے بھی وہ بیان بعد تالیف انوار الاسلام کے۔

۳ ''ہم نے کبھی پیش گوئی نہیں کی کہ ڈاکٹر کلارک مرجائیں گے...... عبداللہ آتھم صاحب د... خواست پر پیش گوئی صرف اس کے واسطے کی تھی۔ کل متعلقین مباحث کی بابت

پیش گوئی نہ تھی۔'' (کتاب البریہ ص۲۸۲،خزائن ج۱۳ص۳۰۰) دیکھئے کتنی جلد مکر گیا ہے۔

۴...... ''ڈاکٹر کلارک صاحب کی بابت یہ پیش گوئی نہ تھی اور نہ وہ اس پیش گوئی میں شامل تھا۔فریق سے مراد آتھم ہے۔جیسا کہ عبارت سے ظاہر ہے۔فریق اور شخص کے ایک ہی معنی ہیں......میں نے کوئی پیش گوئی نہ اشارتاً نہ کنایۃً،ڈاکٹر صاحب کی بابت کی۔''

(کتاب البریہ ص۲۶۱،۲۶۲،خزائن ج۱۳ص۲۷۹،۲۸۰)

یہی صاحب انجام آتھم میں لکھ چکے ہیں کہ فریق سے مراد تمام افراد فریق مخالف ہیں۔ایک بھی باہر نہیں۔(دیکھئے انجام آتھم ص۶۷،خزائن ج۱۱ص ایضاً) اور اب شخص اور فریق کو ایک بنا رہا ہے۔دیکھا کبھی ایسا نوسر باز؟

دوسرا عدالتی جھوٹ

۱۸۹۷ء میں کتاب انجام آتھم کے ضمیمہ میں لکھا کہ میرے مریدوں کو تعداد آٹھ ہزار سے زائد ہے اور جب انکم ٹیکس کا مقدمہ ۱۸۹۸ء میں دائر ہوا تو اس وقت اپنے مریدوں کی تعداد صرف ۳۱۸ تسلیم کی۔گویا ایک سال بعد تمام مریدوں کو طاعون چاٹ گئی۔حوالہ جات سنئے:

''مباہلہ سے پیشتر میرے ساتھ شائد تین چار سو آدمی ہوں گے اور اب آٹھ ہزار سے کچھ زیادہ وہ لوگ ہیں جو اس راہ میں جاں فشاں ہیں۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۲۶،خزائن ج۱۱ص۳۱۰)

''مرزا غلام احمد قادیانی ابتدائی ایام میں خود ملازمت کرتا رہا......اس فرقہ میں حسب فہرست منسلکہ ہذا ۳۱۸ آدمی ہیں۔'' (ضرورت الامام ص۴۳،خزائن ج۱۳ص۵۱۴)

''اس جگہ محنت اور تفتیش منشی تاج دین صاحب تحصیل دار پرگنہ بٹالہ قابل ذکر ہیں۔جنہوں نے انصاف اور احقاق حق مقصود رکھ کر واقعات صحیحہ کو آئینہ کی طرح حکام بالادست کو دکھا دیا۔'' (ضرورت الامام ص۴۲،خزائن ج۱۳ص۵۱۳)

یہ بیان جو داخل عدالت ہوا وہ ایک تحصیل دار صاحب کا بیان تھا۔جس کی تائید وتصدیق خود مرزا قادیانی نے بھی کر دی۔

تیسرا جھوٹ

''مجدد صاحب سرہندی نے اپنی مکتوبات میں لکھا ہے کہ جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبہ سے مشرف کیا جائے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جائیں وہ نبی کہلاتا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۳۹۰،خزائن ج۲۲ص۴۰۶)

یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ مجدد صاحب نے تو لفظ محدث لکھا ہے، یہ نبی بنا بیٹھا۔ چنانچہ یہی لفظ محدث اس سے قبل مرزا قادیانی نقل کر بھی چکے ہیں۔ دیکھئے (براہین احمدیہ ص ۵۴۷، خزائن ج ۱ ص ۶۵۵ حاشیہ در حاشیہ) نیز (تحفہ بغداد ص ۱۷ حاشیہ، خزائن ج ۷ ص ۲۱) اور (ازالہ اوہام ص ۴۵۲، خزائن ج ۳ ص ۳۴۱) میں بھی صرف محدث ہی نقل کیا ہے۔ مگر یہاں رگ دجالیت نے جوش مارا تو محدث کی بجائے نبی لکھ مارا۔

سچ ہے۔ ''ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیئھم''

۴..... اصول

جناب مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''وہ شخص بدذات اور حرام زادہ ہے جو مقدس اور راستبازوں پر بے ثبوت تہمت لگاتا ہے۔''
(آریہ دھرم ص ۵۵، خزائن ج ۱۰ ص ۶۲)

نیز یہ بات اور کتب میں بھی مندرج ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے خود اس جرم کا دل کھول کر ارتکاب کیا ہے۔ لہٰذا یہ فتویٰ خود اس پر عائد ہوگا۔ سنئے:

۱..... ''اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا..... یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آگئیں۔''
(کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸)

۲..... نیز حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہ شرمناک بہتان لگایا کہ: ''عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے۔ (معاذ اللہ) شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''
(کشتی نوح ص ۶۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۹ ص ۷۱)

۳..... نیز لکھا ہے کہ: ''یحییٰ نبی کو اس (مسیح علیہ السلام) پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا اور کبھی نہیں سنا گیا کہ کسی فاحشہ عورت نے آ کر اپنی کمائی کے مال سے اس کے سر پر عطر ملا تھا یا ہاتھوں اور سر کے بالوں سے اس کے بدن کو چھوا تھا یا کوئی بے تعلق جوان عورت اس کی خدمت کرتی تھی۔ اسی وجہ سے خدا نے قرآن میں یحییٰ نبی کا نام حصور رکھا۔ مگر مسیح کا نام نہ رکھا۔ کیونکہ ایسے قصے اس نام کے رکھنے سے مانع تھے۔''
(دافع البلاء ص ۴ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

مرزا قادیانی نے خود اقرار کیا ہے کہ میں نے حضرت حسینؓ اور مسیح کے حق میں زبان درازی کی ہے۔ اعجاز احمدی میں لکھا ہے کہ: ''میں نے اس قصیدہ میں جو امام حسینؓ کی نسبت لکھا ہے یا عیسیٰ علیہ السلام کی نسبت بیان کیا ہے۔ یہ انسانی کارروائی نہیں۔ خبیث ہے وہ انسان جو اپنے

نفس سے کاملوں اور راستبازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۴۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۹)

گویا آپ نے خود یہ زبان درازی نہیں کی۔ بلکہ اس کی شیطانی وحی نے کرائی ہے۔ کیونکہ رحمانی وحی میں اس قسم کی ہرزہ سرائی نہیں ہو سکتی۔''

حضرت داؤد علیہ السلام پر تہمت، مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

''اور ایک نانی یسوع صاحب کی جو ایک رشتہ سے دادی بھی تھی بنت سبع (صحیح بنت سبع) کے نام سے موسوم ہے۔ یہ وہی پاک دامن تھی جس نے داؤد کے ساتھ زنا کیا تھا۔ دیکھو ۲ سموئیل ۱۱:۲ (یہ حوالہ بھی غلط صحیح ۱۱:۴،۵ ہے)''

حضرت الیسع اور مسیح، موسیٰ اور ابراہیم علیہم السلام پر مسمریزم کی تہمت

۱...... ''اور اب یہ بات قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ حضرت مسیح بن مریم باذن وحکم الٰہی الیسع نبی کی طرح اس عمل الترب میں کمال رکھتے تھے...... اگر یہ عاجز اس عمل کو مکروہ اور قابل نفرت نہ سمجھتا تو خدا تعالیٰ کے فضل وتوفیق سے امید قوی رکھتا تھا کہ ان عجوبہ نمائیوں میں ابن مریم سے کم نہ رہتا۔'' (ازالہ اوہام ص ۳۰۸ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۲۵۷، ۲۵۸)

۲...... ''پھر دہ ایک اور وہم پیش کرتے ہیں کہ قرآن کریم سے ثابت ہوتا ہے کہ بعض مردے زندہ ہو گئے۔ جیسے وہ مردہ جس کا خون بنی اسرائیل نے چھپا دیا تھا۔ جس کا ذکر اس آیت میں ہے۔ واذ قتلتم نفسا فادارء تم فیها والله مخرج ماکنتم تکتمون'' اس کا جواب یہ ہے کہ: یہ طریق علم عمل الترب مسمریزم کا ایک شعبہ تھا۔ جس کے بعض خواص میں سے یہ بھی ہے کہ جمادات یا مردہ حیوانات میں ایک حرکت مشابہ بحرکت حیوانات پیدا ہو کر اس سے بعض مشتبہ اور مجہول امور کا پتہ لگ سکتا ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۷۵۱، خزائن ج ۳ ص ۵۰۴)

۳...... ''اور یاد رکھنا چاہئے کہ قرآن کریم میں چار پرندوں کا ذکر لکھا ہے کہ ان کے اجزاء متفرقہ یعنی جدا جدا کر کے چار پہاڑوں پر چھوڑا گیا تھا اور پھر وہ بلانے سے آ گئے تھے۔ یہ بھی عمل الترب کی طرف اشارہ ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۷۵۴، خزائن ج ۳ ص ۵۰۶)

سید کائنات ﷺ کی تحقیر

''جب آنحضرت ﷺ کی بیبیوں نے آپ کے روبرو ہاتھ ماپنے شروع کئے تھے تو آپ کو اس غلطی پر متنبہ نہیں کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ فوت ہو گئے۔''

(ازالہ ص ۷۳۶، خزائن ج ۳ ص ۳۹۶)

مندرجہ بالا اقتباسات سے واضح ہو گیا کہ مرزا قادیانی نے ضابطہ تو ٹھیک بنایا ہے۔ مگر

اس میں خود بری طرح پھنسا ہے۔ دیکھئے ان اقتباسات کی رو سے آریہ دھرم ص ۵۵ میں ذکر کردہ تمام القاب کا واحد مستحق ٹھہرے گا۔

۵......مرزائی اصول

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ:

''اسی طرح انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مؤمن کو لازم ہے کہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کت پن کی مثال صادق آئے گی۔'' (ملفوظات احمدیہ ج ۲ ص ۸۰)

لہٰذا اس حوالہ کی رو سے اگرچہ بالفرض مرزا قادیانی نے جواباً ہی گالیاں دی ہوں تو بھی اس پر اپنے بیان کردہ کت پن کی مثال تو لازماً صادق آئے گی۔ ادھر آنجناب کی گالیوں اور گندہ ذہنی کی طویل فہرست محتاج بیاں نہیں ہے۔

۶......قادیانی ضابطہ

مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ:

''اخفا کرنا لئیموں کا کام ہے۔'' الاخفاء معصیته عندی ومن سیر اللئام''

(الاستفتاء ص ۳۶ ملحقہ حقیقت الوحی، خزائن ج ۲۲ ص ۶۵۷)

مرزا کا اعتراف اخفاء...... لکھتا ہے کہ:

''واللّٰه قد کنت اعلم من ایام مدیدة انّنی جعلت السمیح ابن مریم وانی نازل فی منزلته ولکنی اخفیته...... وتوقفت فی الاظهار عشر سنین''

(آئینہ کمالات ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ۵۵۱)

مندرجہ بالا اقتباس کی رو سے بتلایئے مرزا قادیانی لئیم ہوا یا نہیں؟

۷......قادیانی ضابطہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۲۶، خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۲)

اب دیکھئے مرزا قادیانی خود ہی اس دفعہ کا سنگین مجرم اور ان القابات کا صحیح مستحق بنتا ہے۔ کیونکہ اس نے دعویٰ کیا تھا کہ محمدی بیگم کا نکاح مجھ سے ہوگا اور اس الہام کو مؤکد بقسم کیا تھا دیکھئے لکھتا ہے کہ:

’’یسئلونك احق قل ای وربی انه لحق وما انتم بمعجزین زوجنا کھا لا مبدل بکلماتی‘‘ (آسمانی فیصلہ ص۴۰، خزائن ج۴ص۳۵۰)

لوگ آپ سے سوال کرتے ہیں کہ کیا وہ (آسمانی نکاح) حق ہے تو کہہ دے کہ ہاں میرے رب کی قسم وہ یقیناً حق ہے اور تم عاجز نہیں کر سکتے۔ ہم نے تیرا نکاح اس سے کر دیا ہے میرے کلام کو کوئی بھی نہیں بدل سکتا۔

خود اس نے یہ اصول تحریر کیا ہے کہ: ’’والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیه ولا استثناء والا فای فائدہ کانت فی ذکر القسم‘‘

(حمامتہ البشریٰ ص۱۴ احاشیہ، خزائن ج۷ص۱۹۲)

پھر یہ حقیقت واضح ہے کہ مرزا قادیانی کا نکاح محمدی بیگم سے کبھی نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ مرزا نے جھوٹ موٹ محمدی بیگم کے والدین کو مرعوب کرنے کے لئے یہ بڑھانکی تھی کہ یہ خدائی الہام ہے۔ تو صاف طور پر مرزا قادیانی مندرجہ بالا القابات کا مستحق ہوگیا۔ لہٰذا اس کا دامن چھوڑ کر سیدھے سادے مسلمان ہو جاؤ۔

۲...... اسی طرح براہین کے متعلق لکھتا ہے کہ: ’’میں نے اسے ملہم و مامور ہو کر لکھا ہے۔‘‘ (دیکھو اس کی کتاب سرمہ چشم آریہ، اشتہار واجب الاظہار خزائن ج۲ص۴۸)

اور اسی براہین میں دو جگہ پر حیات ونزول مسیح کو آیات قرآنی سے ثابت کیا ہے۔

(براہین احمدیہ ص۴۹۹، ۵۰۵، خزائن ج۱ص۵۹۳، ۶۰۱)

جس مسئلہ کے قادیانی غلط اور قبل از الہام ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ وہ اس نے بقول خود ملہم و مامور ہو کر لکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ مرزا کو وحی وغیرہ کچھ بھی نہیں ہوتی۔ محض منہ زور ہو کر دعویٰ الہام کرتا پھرتا ہے۔ لہٰذا وہ بقول خود سور اور بندروں سے بھی بدتر ہوا۔ ایسے ہی ہم مرزا کے بقایا الہامات کو بھی شیطانی سمجھتے ہیں۔ لہٰذا جناب مرزا بقول خود بدذات، کتوں، بندروں اور سوروں سے بدتر ہوا۔ (اللہ پناہ دے)

۸...... قادیانی ضابطہ

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’یونہی کسی آیت کا سر پیر کاٹ کر اور اپنے مطلب کے موافق بنا کر پیش کرنا یہ تو ان لوگوں کا کام ہے۔ جو سخت شریر اور بدمعاش اور غنڈے کہلاتے ہیں۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۱۹۵، خزائن ج۲۳ص۲۰۳، ۲۰۴)

دوسری جگہ لکھا ہے کہ: ’’اگر ہم بے باک اور کذاب ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے

افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزار درجہ ہم سے کتے اور سور اچھے ہیں۔“

(نشان آسمانی ص ۲، خزائن ج ۴ ص ۳۶۲)

نتیجہ: ۱...... مرزا قادیانی نے یہ تمام حرکات بدکی ہیں۔ جیسا کہ سابقہ نمبروں میں یہ سب چیزیں ذکر ہو چکی ہیں۔ مرزا قادیانی نے جھوٹ بھی سیر ہو کر بولے ہیں۔ جھوٹے افتراء بھی خدا کے ذمے باندھے ہیں۔ آیات کو بھی توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔ دیکھئے حیات مسیح کا عقیدہ کس طرح مختلف آیات کا غلط مطلب لے کر دنیا کو گمراہ کرتا ہے۔ قرآن مجید اور احادیث کے متعلق خوب ڈٹ کر جھوٹ بولتا ہے۔ ابھی تو میرے ۲۲ جھوٹ مرزا اور اس کے حواریوں کی گردن پر فرض ہیں۔ بلکہ اس کے بعد مزید ۴۵ جھوٹوں کا پلندہ ان کو بھیج چکا ہوں۔ جن میں سے ایک کا بھی جواب ان کی طرف سے موصول نہیں ہوا۔

۲...... مرزا قادیانی نے اپنی متعدد تصانیف میں قرآنی آیات اور احادیث نبویہ ﷺ سے ختم نبوت کو ثابت کیا اور اس کے منکر کو واضح طور پر کافر کہا۔ مگر مرزا کا بیٹا بشیر الدین محمود اپنی کتاب حقیقت النبوۃ میں لکھتا ہے کہ میرے ابا نے یہ غلطی کی ہے اور ان تمام عبارتوں کو جو مرزا نے ختم نبوت کے لئے لکھی ہیں اور وہ ۱۹۰۰ء سے پہلی کی ہیں وہ منسوخ سمجھو۔

(حقیقت النبوۃ ص ۱۲۱)

”معلوم ہوا کہ نبوۃ کا مسئلہ آپ (مرزا قادیانی) پر ۱۹۰۰ء یا ۱۹۰۱ء میں لکھا ہے اور چونکہ کتاب ”ایک غلطی کا ازالہ“ ۱۹۰۱ء میں شائع ہوتی ہے۔ جس میں آپ نے اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے...... (یہ بات ثابت ہے کہ ۱۹۰۱ء سے پہلے کے وہ حوالے جن میں آپ نے نبی ہونے سے انکار کیا ہے منسوخ ہیں اور ان سے حجت پکڑنی غلط ہے) یہی بات مرزا محمود نے بالصراحت (حقیقت النبوۃ ص ۲۸۶) پر بھی لکھی ہے۔

۳...... مرزا قادیانی نے اپنی مسیحیت کے اثبات کے لئے سورہ تحریم کی آخری آیت کو نہایت ہی گھناؤنے طریقے پر توڑ مروڑ کر پیش کیا ہے۔

لکھتا ہے کہ: ”اور اسی واقعہ کو سورہ تحریم میں بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہو گا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریم کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔“ (کشتی نوح ص ۴۵، ۴۶، خزائن ج ۱۹ ص ۴۸، ۴۹)

دیکھئے جن باتوں کا سورہ تحریم میں اشارہ تک نہیں اور نہ ہی آج تک کسی محدث، مفسر، مجدد وملہم اور مجتہد نے ظاہر کیا ہے۔ اسے یہ دجال لکھتا ہے کہ کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے۔ العیاذ باللہ! ’’قد صدق النبی من قال فی القرآن برایه فلیتبؤا مقعده من النار (مشکوٰۃ ص ۳۵، کتاب العلم)‘‘

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’اور منجملہ ان دلائل کے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔ قرآن شریف کی یہ آیت ہے ’’کنتم خیر امة اخرجت للناس‘‘ اس کا ترجمہ یہ ہے کہ تم بہترین امت ہو۔ جو اس لئے نکالی گئی ہو تاکہ تم تمام دجالوں اور دجال معہود کے فتنہ کو فرو کر کے اور ان کے شر کو دفع کر کے مخلوق خدا کو فائدہ پہنچاؤ۔ واضح رہے کہ قرآن شریف میں الناس کا لفظ بھی دجال معہود بھی آتا ہے اور جس جگہ ان معنوں کو قرینہ قویہ متعین کرے تو پھر اور معنی کرنا معصیت ہے۔ چنانچہ قرآن شریف کے ایک مقام پر الناس کے معنی دجال ہی لکھا ہے اور وہ یہ ہے۔ ’’خلق السمٰوٰت والارض اکبر من خلق الناس‘‘ یعنی جو کچھ آسمانوں اور زمین کی بناوٹ میں اسرار وعجائبات پر ہیں۔ دجال معہود کی طبائع کی بناوٹ اس کے برابر نہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ص۱۲۰)

ناظرین! فرمایئے، مندرجہ بالا مفہوم آج تک کسی صحابیؓ تابعیؒ یا کسی مجتہد، مفسر مجدد اور محدث وملہم نے لیا ہے؟ جو یہ دجال اعظم نکال رہا ہے۔

اس طرح اس مثیل دجال نے رب العالمین، الرحمٰن، الرحیم، مالک یوم الدین کی تفسیر، آکاش، سورج، قمر، زمین کیا ہے۔ (نسیم دعوت ص۴۳ تا ۵۱، ۵۷ تا ۸۱، خزائن ج۱۹ ص۴۰۵ تا ۴۱۳)

دجال قادیانی کے حوالہ جات بکثرت ملتے ہیں۔ آپ صرف انہی پر اکتفاء فرمائیں۔

۹......قادیانی ضابطہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’اور اس میں کوئی لفظ نہیں کہ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فریق کی کسر شان لازم آئے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایۃً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب ایسے امر کو پرلے درجے کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۱۰۱، خزائن ج۱ص۹۰،۹۱)

مرزا قادیانی نے اس اپنے تسلیم کردہ ضابطے کی قدم قدم پر خود دھجیاں بکھیری ہیں۔ اس نے کسی بھی مذہب وملت کے پیشوا اور اکابر کو معاف نہیں کیا۔ حتیٰ کہ خود سید المرسلین ﷺ، صحابہ کرام، اکابرین امت کی زبردست توہین کی ہے۔ حضرت مسیح کی توہین وتنقیص کے بارہ میں تمام

حدود کو پھلانگ گیا ہے۔

کتاب ''مغلظات مرزا'' مشہور معروف ہے۔ اس کا مطالعہ آپ کو مرزا قادیانی کی شرافت و دیانت سے خوب متعارف کرادے گا۔

۱۰...... قادیانی ضابطہ

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

۱...... ''مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۲۰۹، خزائن ج۲۲ ص۲۱۸)

۲...... ''وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں۔ وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔'' (شحنۂ حق ص۶۰، خزائن ج۲ ص۳۸۶)

۳...... ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(اربعین نمبر۳ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۴۰۷ حاشیہ، ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۵۶)

۴...... ''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۲۰۶، خزائن ج۲۲ ص۲۱۵، ضمیمہ انجام آتھم ص۳۴۳، خزائن ج۱۱ ص۵۹)

۵...... ''جھوٹ ام الخبائث ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج۷ ص۲۸)

مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا حوالہ جات اور فتاویٰ سے ہم سو فیصد متفق ہیں۔ اس نے بالکل سچ کہا ہے۔ مگر مرزا قادیانی خود اتنے جھوٹ بولتا ہے کہ خدا کی پناہ۔ خدا کے ذمے، رسول ﷺ کے ذمے، قرآن وحدیث اور دیگر تمام امور کے متعلق جھوٹ ہی جھوٹ بولتا جاتا ہے۔ خود بندہ نے اس کے ۶۵ جھوٹ کا مجموعہ مرتب کر کے پیش کیا ہے۔ مگر آج تک وہ کسی کی تردید نہیں کر سکے۔ لہٰذا اوپر درج کردہ تمام القابات اور فتوؤں کا مستحق خود ہی بن گیا۔

ضمیمہ

مندرجہ بالا شواہد کے علاوہ دو مزید بنیادی قسم کے ضابطے مزید سماعت فرمائیے۔ مسئلہ ختم نبوت، مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

''ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین'' (حمامة البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

مجھے کب حق پہنچا ہے کہ دعویٰ نبوت کر کے اسلام سے خارج ہو کر کافروں میں جاملوں۔

اس جیسے مرزا قادیانی کے بے شمار اقوال اس کی کتابوں میں مندرج ہیں۔ دیکھئے اس

میں دعویٰ نبوت کوخروج من الاسلام اور کفر قرار دیا ہے۔ مگر اس کے بعد دعویٰ نبوت کر دیا اور برملا کر دیا۔ حتیٰ کہ قادیانی ٹولہ اس کی تائید کے لئے قرآن وحدیث کی نصوص میں باطل تاویلات کرتے رہتے ہیں۔ نیز کہتے ہیں کہ: ’’عدم نبوت کے حوالہ جات سے منسوخ ہیں۔‘‘

(حقیقت النبوۃ ص۱۲۰)

مگر کوئی قادیانی جیالا یہ ثابت نہیں کرسکتا کہ پہلے کوئی بات کفر ہو اور پھر وہ عین اسلام بن جائے۔ ’’ھل من مبارز‘‘ بتلایئے جناب قادیانی بقول خود ہی اسلام سے نکل کر کافروں میں جانہیں ملا؟

مسئلہ حیات ونزول مسیح حقانی علیہ السلام

مرزا قادیانی قبل از ارتداد وزندقہ اسی چیز کا قائل تھا کہ حضرت مسیح ازروئے قرآن وحدیث اور اجماع امت بصورت جسد عنصری اتریں گے اور دین اسلام کو تمام دنیا میں غالب کر دیں گے۔ (دیکھئے حوالہ جات براہین احمدیہ ص۴۹۸،۴۹۹، ص۵۰۵، شہادۃ القرآن ص۴،۹، ازالہ اوہام ص۵۵۷، ص۲۱۱) وغیرہ چنانچہ ازالہ اوہام میں لکھتا ہے کہ: ’’یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح بن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہموزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے۔ جن کو خداتعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰)

اس کے بعد اس مسئلہ کو شرک قرار دے کر قادیانیت کی بنیاد اسی کو قرار دیا ہے تو بتلایئے مرزا قادیانی بقول خود کور باطن اور حق شناسی سے اندھا قرار نہ پایا؟

ناظرین کرام! بندہ نے مرزا قادیانی کی ذاتی تحریرات سے اس کی ذات اور شخصیت کو پہچاننے کے لئے صرف دس شواہد بمع ضمیمہ پیش کئے ہیں۔ جن کے تحت مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل صفات وخصوصیات معلوم ہوتی ہے۔

۱…… مرزا آدم زاد ہی نہیں۔ ۲…… وہ بشر کی جائے نفرت (شرمگاہ) ہے۔ ۳…… متناقض الکلام ہونے کی بناء پر۔ ۴…… وہ پاگل۔ ۵…… مجنوں اور۔ ۶…… منافق ہے۔ ۷…… بوجہ کذب بیانی وہ مرتد اور گندگی خور نیز ولدالزنا اور کنجر وہ راست باز نہیں، راست بازوں پر تہمت لگانے کی وجہ سے

وہ۔ ۱۰...... بدذات اور۔ ۱۱...... حرام زادہ ہے۔ ۱۲...... کت پن کا عادی۔ ۱۳...... لیئم یعنی کمینہ۔ ۱۳...... بدذات۔ ۱۴...... کتے۔ ۱۵...... سور اور بندروں سے بھی بدتر کذاب و مفتری۔ ۱۸...... سور، بندر، شریر اور غنڈا۔ ۲۰، ۲۱...... شریر النفس۔ ۲۲...... شیطان۔ ۲۳...... لعنتی۔

ملاحظہ فرمائیں مندرجہ بالا مرزا قادیانی کے حوالہ جات سے اس کی صرف ۲۳ صفات اور خصلتیں ثابت ہوتی ہیں۔ اب ہر ایک شخص (مسلم، غیر مسلم) سرسری نظر سے ہی مطالعہ کر کے فیصلہ کرے کہ ان تیس اقراری صفات کی موجودگی کی صورت میں ہم مرزا قادیانی کو کیا مانیں۔ مجدد، ملہم، مسیح موعود، نبی، رسول، بزرگ، ایک مسلمان، ایک انسان یا ہم اسے پکا شیطان، لعین دجال و کذاب، منبع شر و ضلالت اور جو کچھ اس نے خود کہا، خدارا کچھ تو انصاف سے کام لیجئے۔ آخر ایک دن مر کر قبر میں جانا ہے۔ خدا کے حضور جواب دہی کے لئے پیش ہونا ہے۔ بتلایئے ایسی صفات کے مالک شخص کے پیچھے لگ کر کیا تمہارا انجام ہوگا۔'' واللہ. باللہ. تاللہ '' بندہ کو مرزا قادیانی یا اس کے ماننے والوں سے کوئی ذاتی دشمنی نہیں۔ محض انسانی ہمدردی کے تحت یہ جدوجہد کر رہا ہوں۔ خدارا سوچئے پھر سوچئے بندہ نے کوئی مرزا قادیانی پر الزام نہیں لگایا۔ بہتان نہیں باندھا۔ ایک ایک لفظ اس کی ذاتی تحریرات سے پیش کیا ہے۔ بندہ تو ابلیس لعین پر بھی جھوٹا الزام لگانا گناہ عظیم اور حرام سمجھتا ہے۔ لہٰذا میری خیر خواہی کو ذہن و قلب میں جگہ دے کر اس ضلالت کی دلدل سے نکل کر سابقہ اسلام کے صراط مستقیم پر آ جایئے۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔ آمین!

مرزا قادیانی اور علامات مسیح بن مریم علیہ السلام

یا اخوۃ الاسلام، یہ ایک دوٹوک اور ہر قسم کے شک و شبہ سے بالاتر حقیقت ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے ماننے والے مرزائیوں کو حق و صداقت اور مذہب سے رتی بھر تعلق نہیں ہے۔ یہ محض ایک پولیٹکل اور تخریب کار ٹولہ ہے جو ہر سطح پر ملک و ملت کا کٹر دشمن ہے۔ مرزا قادیانی کے جملہ دعوے اور اعلان محض دجل و فریب اور کذب و افتراء تھا۔ ان میں حقیقت کا شائبہ تک نہیں تھا۔ یہ بات مرزا کی مجموعی پوزیشن سے بھی واضح ہوتی ہے اور اس کے تفصیلی کردار، جدوجہد اور کتب و تحریرات سے بھی اس کی تمام تحریرات اور دعوے تضاد اور تناقض کا ملغوبہ اور گورکھ دھندہ ہیں۔ اس کا ایک ایک نظریہ اور دعویٰ متناقض اور نہایت پیچ دار اور پہلو دار ہے۔ ایک ایک بات چار چار پانچ پانچ متخالف عنوانات پر مشتمل ہے۔ کہیں ایک بات کا اقرار و اعتراف اور پھر دوسری جگہ اسی کا انکار ملے گا۔ مثلاً اس کا دعویٰ نبوت ہی ملاحظہ فرما لیجئے کہ:

ابتداء میں اس کا بلکلی انکار کر کے مدعی نبوت کو کافر و کذاب تک کہتا ہے۔ لیکن پھر ظلی اور بروزی نبوت کا دعویٰ پھر غیر تشریعی نبوت کا اعلان حتیٰ کہ دبے لفظوں میں حقیقی اور تشریعی نبوت کا بھی دعویٰ کرنے سے نہ چوکا۔ جس کی تشریح و وضاحت بعد میں اس کے فرزند دلبند مرزا بشیر احمد اور بشیر الدین محمود نے نہایت تفصیل سے کی ہے۔ (دیکھئے حقیقت النبوۃ وغیرہ)

ایسے ہی دعویٰ مجددیت اور مسیحیت کا چکر ہے کہ پہلے ملہم اور مجدد و مہدی ہونے کا اعلان کر کے بیعت لینا شروع کی۔ مسیحیت سے بھی انکار تھا۔ بلکہ اس مسئلہ میں جملہ اہل اسلام کے بکلی ہمنوا۔ (دیکھئے شہادت القرآن ص ۴، ۹، ازالہ اوہام ص ۵۵۷، طبع لاہور)

اس کے بعد مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ اور دعویٰ مسیحیت کو افتراء اور کم فہمی قرار دیا ہے۔

(ازالہ ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

ازاں بعد بعینہ مسیح بن مریم ہونے کا دعویٰ اور اعلان اور مسلسل الہامات کا چکر پھر ایک نئی یہ بات بتائی کہ اسلامی لٹریچر میں جو شخص مذکور ہیں۔ مہدیؑ اور مسیح علیہ السلام وہ دونوں ایک ہی ہستی کا نام ہے۔ بلکہ مجدد بھی وہی ہے۔ حتیٰ کہ نبوت بھی اس میں جمع ہے۔ کیونکہ احادیث میں مذکور مسیح کو نبی بھی کہا گیا ہے۔ اس بناء پر اس نے مندرہ بالا تمام دعوے علی الاعلان داغ دیئے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام عنوانات تقریباً الگ الگ ہیں۔

۱...... مجدد تو ہر صدی اور زمانہ میں ہوتے رہے ہیں۔ ایک ایک دو دو بھی اور اس سے بڑھ کر بھی، مگر مرزا قادیانی کی طرح کسی نے اس کا دعویٰ نہیں فرمایا اور نہ ہی کوئی الگ پارٹی بنائی اور نہ بیعت کا ڈھونگ رچایا۔

۲...... اسی طرح احادیث کی رو سے مہدی الگ شخصیت ہے اور مسیح الگ الگ قائم کئے گئے ہیں۔ دونوں کی علامات اور کوائف بھی الگ الگ ہیں۔ مگر یہ بات یہاں بھی واضح ہے کہ نہ تو مہدی نے آکر دعویٰ نبوت کر کے بھی الگ پارٹی بنانا ہے اور نہ ہی مسیح نے آکر اپنی مسیحیت کا اعلان کر کے اور دوسرں کو کافر قرار دے کر اپنی الگ ٹولی بنانا ہے۔

محض تبلیغ و تجدید اسلام ہی کریں گے۔ سب لوگ ان کے عقیدتمند اور فرمانبردار ہوں گے۔ کوئی مخالفت اور تکفیر نہ کرے گا۔ دین کو غلبہ حاصل ہوگا۔ بخلاف مرزا کے کہ اس نے آکر ہر منصب کا الگ الگ اعلان و دعویٰ بھی کیا۔ نہ ماننے والوں کو منکر اور کافر بھی کہا ادھر اسے نہ تو نمایاں کامیابی ہوئی اور نہ ہی دین اسلام کو عالمی غلبہ نصیب ہوا۔

غرض یہ کہ اسلامی مجدد، مہدی اور مسیح والی کوئی بھی بات مرزا میں ثابت نہیں ہوئی۔ یہ محض

وہی حقیقت ہے جسے مسیح نے کہا تھا کہ بہتیرے ہیں میرے نام سے آ کر لوگوں کو گمراہ کریں گے۔ (انجیل متی:۲۴) اور آنحضور ﷺ نے تیس جھوٹے مدعیان نبوت کی جز دی۔ ہر فرد انسانی پر یہ بات ملحوظ خاطر رکھے کہ ہمارے خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی بھی منصب کا دعویٰ نہیں ہو سکتا اور نہ ہی کسی حق پرست نے کیا ہے اور نہ ہی آئندہ کرے گا۔ حتیٰ کہ خدائے پاک کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام جب نازل ہوں گے تو وہ بھی آ کر یہ اعلان یا دعویٰ نہ کریں گے کہ میں نیا نبی ہوں۔ اس لئے کہ ان کی آمد کی خبر خود سید دو عالم ﷺ نے بمع علامات پہلے ہی دے دی ہے۔ تو جب وہ تشریف لاویں گے تو تمام امت مسلمہ بسروچشم ان کو پہچان کر متبع ہو جاویں گے۔ کوئی جھگڑا کوئی اختلاف کوئی تکفیر اور پارٹی بازی کا چکر نہیں چلے گا۔ وہ آتے ہی مسلمانوں کے ساتھ امام مہدی کی اقتداء میں نماز ادا کریں گے۔ وہ کوئی الگ مسجد یا عبادت خانہ نہ بنائیں گے کہ کوئی مسلمان ان کے پیچھے لگے اور کوئی الگ رہے اور مناظرہ بازی کا چکر چل جائے۔ وہ تو آتے ہی نفاذ اسلام اور غلبہ اسلام کی جدوجہد میں مصروف ہو جائیں گے اور تھوڑی ہی مدت میں دجال کو قتل کر کے یہ فریضہ پورا کر لیں گے۔ پھر نہ کوئی قادیانی رہے گا نہ کوئی عیسائی نہ یہودی نہ کوئی ہندو اور دھریہ وغیرہ۔ سب کے سب خاتم الانبیاء ﷺ کے جھنڈے تلے آ کر ''ورافعنا لك ذكرك'' کی پرنور فضاء قائم کر دیں گے۔ ہر طرف توحید خالص اور رسالت آخر الزمان ﷺ ہی کا سلسلہ چلے گا۔ اب ذیل میں ہم حسب تحریرات مرزا قادیانی چند علامات مسیح علیہ السلام کا تذکرہ کر کے واضح کریں گے کہ وہ علامات خود مرزا قادیانی میں نہیں پائی جاتیں۔ لہٰذا مرزا کا مسیحیت یا مہدیت سے کوئی واسطہ نہیں ہے۔ اس سے الگ اور بچ کر رہنے ہی میں سلامتی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے!

علامت اوّل

یہ ہے آنے والے مسیح علیہ السلام کے متعلق خود سید دو عالم ﷺ نے مؤکد بقسم یہ اعلان فرمایا ہے کہ: ''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم (مشکوٰۃ ص ۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام)'' یعنی اس ذات عالی کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عنقریب تم میں مریم کے بیٹے (عیسیٰ) نازل ہوں گے۔ الخ!

اب یہاں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

ا...... آنحضور ﷺ نے نزول مسیح کی قسم کھا کر بیان فرمایا ہے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: ''جو بات قسم کھا کر بیان ہو اس میں تاویل استثناء نہیں ہوتا کہ اس سے مراد یہ ہے یا وہ ہے۔ بلکہ بعینہ اس کا ظاہری مصداق مراد لیا جائے گا۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

تو جب یہ اعلان مؤکد بقسم ہے تو اس میں بیان کردہ ابن مریم علیہ السلام سے مراد بھی

وہی عیسیٰ ہوں گے جو بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آئے تھے۔ جن کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔ دوسرا کوئی فرد نہ ہوگا۔

۲...... یہ فرمان نبوی ﷺ نزول مسیح کے سلسلہ میں نص صریح ہے اور خود مرزا قادیانی نے نصوص میں تاویل کرنے کو الحاد قرار دیا ہے۔ (انجام آتھم ص۱۲۹، خزائن ج۱۱ ص۱۲۹)

اور دوسری جگہ کہا ہے۔ ''تحمل النصوص علی ظواهر''

(ازالہ اوہام ص۴۰۹، خزائن ج۳ ص۳۱۲)

تو چونکہ یہ ذات دجل وفریب، نہ اسرائیلی ہے نہ ہی اس کو خدا نے یہودیوں کی طرف مبعوث فرمایا تھا۔ نہ ہی اس کا ماں کا نام مریم ہے۔ لہٰذا اسے اصلی مسیح علیہ السلام کے ساتھ کچھ بھی تعلق نہیں ہے۔ یہ محض سینہ زوری سے دعویٰ مسیحیت داغ رہا ہے۔ جب کہ حقیقی اور سچا مسیح دوبارہ آ کر کوئی دعویٰ وغیرہ نہیں کریں گے اور نہ ہی اپنی پیش گوئیوں اور الہامات کا چکر اور گورکھ دھندہ شروع کریں گے۔ نیز کوئی مسلمان بھی ان سے الگ نہ رہے گا۔ بلکہ تمام مسلمان ان کے زیر فرمان ہوں گے۔ بلکہ تمام انسان اپنے اپنے مذہب کو چھوڑ کر مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ کوئی مرزائی نہ رہے گا نہ کوئی عیسائی یہودی۔

علامت دوم

خاتم الانبیاء ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام حج کریں گے۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی لکھتا ہے کہ: ''ہمارا حج تو اس وقت ہوگا جب دجال بھی کفر ودجل سے باز آ کر طواف بیت اللہ کرے گا۔ کیونکہ بموجب حدیث صحیح کے وہی وقت مسیح موعود کے حج کا ہوگا...... آخر ایک گروہ دجال کا ایمان لا کر حج کرے گا۔ سو دجال کو ایمان اور حج کے خیال پیدا ہوں گے۔ وہی دن ہمارے حج کے بھی ہوں گے۔'' (ایام الصلح ص۱۶۸، ۱۶۹، خزائن ج۱۴ ص۴۱۶، ۴۱۷)

مندرجہ بالا اقتباس میں مرزا قادیانی نے تسلیم کر لیا ہے کہ ازروئے حدیث صحیح مسیح موعود کا حج کرنا ضروری ہے۔ لیکن مرزا قادیانی نے مرتے دم تک حج نہ کیا۔ اس لئے اس میں یہ علامت نہ پائی گئی تو یہ مسیح موعود کیسے ہو سکتا ہے؟...... لہٰذا مرزا اس علامت میں فیل ہو گیا۔

علامت سوم

مسیح بن مریم کے زمانہ میں تمام مذاہب ختم ہو کر صرف دین اسلام ہی رہ جائے گا۔ ہر طرف عملی طور پر اسلام کو غلبہ حاصل ہوگا۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

''نفخ فی الصور فجمعنا هم جمعا'' تب ہم تمام فرقوں کو ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے...... اور ایسے زمانہ میں صور پھونک کر تمام فرقوں کو دین اسلام پر جمع کیا جائے گا......

اور ایک آسمان مصلح آئے گا۔ درحقیقت اسی مصلح کا نام مسیح موعود (وہ مسیح جس کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے) (شہادۃ القرآن ص۱۵،۱۶، خزائن ج۶ ص۳۱۱،۳۱۲)

اس اقتباس میں مرزا قادیانی نے تسلیم کیا ہے کہ ازروئے قرآن مسیح موعود کی علامت یہ ہے کہ اس وقت تمام دنیا میں صرف ایک ہی مذہب اسلام باقی رہ جائے گا۔ اب دیکھئے یہ علامت مرزا قادیانی میں بالکل موجود نہیں۔ لہٰذا مرزا فیل۔

مرزا قادیانی نے یہ بھی لکھا کہ: ’’وقد اتیٰ زمان تهلك فيه الا باطليل ولا تبغى الزور والظلام وتفنيى الملل كلها الا الاسلام‘‘ (اعجاز المسیح ص۸۳، خزائن ج۱۸ ص۸۵)

نیز مزید لکھا ہے کہ ’’ونفخ فى الصور فجمعنا هم جمعا یعنی آخری زمانہ میں ہر ایک قوم کو آزادی دیں گے۔ تاکہ اپنے مذہب کی خوبی دوسری قوم کے سامنے پیش کرے...... ایک مدت تک ایسا ہوتا رہے گا۔ پھر قرنا میں ایک آواز پھونک دی جائے گی۔ تب ہم تمام قوموں کو ایک قوم بنادیں گے اور ایک ہی مذہب پر جمع کر دیں گے۔‘‘

(چشمہ معرفت ص۶۷ حاشیہ، خزائن ج۲۳ ص۷۵، شہادت القرآن ص۱۵،۱۶، خزائن ج۶ ص۳۱۱،۳۱۲)

تبصرہ ونتیجہ: مندرجہ بالا تینوں اقتباسات سے بالوضاحت معلوم ہوا کہ مسیح موعود کے زمانہ میں تمام مذاہب ختم ہوکر صرف ایک ہی مذہب یعنی اسلام رہ جائے گا۔ اب چونکہ یہ علامت مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ لہٰذا مرزا قادیانی اس میں بھی ناکام اور فیل۔

علامت چہارم

مرزا قادیانی نے خود تسلیم کیا ہے کہ مسیح موعود کا زمانہ امن وصلح کا دور ہوگا۔ چنانچہ ایک جگہ لکھتا ہے کہ: ’’ويضع الله الحرب وتقع الامنة على الارض وتنزل السكينة والصلح فى جذور القلوب‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۳۲۲، خزائن ج۱۶ ص۳۲۲)

اور اللہ تعالیٰ جنگ وجدال کو موقوف کردے گا۔ زمین پر امن وصلح ہوگی اور لوگوں کے دلوں میں اطمینان وسکون اور صلح وصفائی پیدا ہو جائے گی۔

چونکہ یہ علامت بھی مرزا قادیانی میں نہیں پائی گئی۔ لہٰذا مرزا فیل۔

علامت پنجم

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ’’مسیح موعود کے زمانہ میں مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہو جائے گی۔‘‘ مگر مرزا کی اس پیش گوئی کا اثر یہ ہوا کہ حرمین میں ریل کی تیاری شروع ہوکر پھر رہ گئی۔

مرزا قادیانی اس سلسلے میں لکھتے ہیں کہ: ’’ابھی مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے لوگوں کے

لئے ایک بھاری نشان ظاہر ہوا ہے...... حدیث ''یترك القلاص یسعی علیها '' اس کے گواہ ہے۔ پس یہ کس قدر بھاری پیش گوئی ہے۔ جو مسیح کے زمانہ کے لئے اور مسیح موعود کے ظہور کے لئے بطور علامت تھی۔ ریل کی تیاری سے پوری ہوگئی۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۶، خزائن ج ۱۷ص ۱۹۴، ۱۹۵، اربعین نمبر ۲ ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۵)

تبصرہ ونتیجہ: حدیث میں ایسی کسی علامت کا تذکرہ نہیں۔ مرزا قادیانی نے خود ایک چیز کو دیکھ کر جھوٹ یترك القلاص کی تاویل کر کے اپنے اوپر فٹ کر لی۔ لہٰذا خدا نے اس کی تذلیل وتکذیب کے لئے اس شروع کردہ کارروائی کو روک دیا۔ چنانچہ آج تک وہ منصوبہ دوبارہ شروع نہیں ہوسکا۔ اگرچہ اس کی پیش گوئی کے قبل اس منصوبہ کی تیاری شروع تھی۔ خود ہندوستان سے بھی اس کے لئے فنڈ فراہم کیا گیا۔ چنانچہ اس فراہمی فنڈ کا تذکرہ مرزا قادیانی نے خود بھی کیا ہے۔ (الحکم ج ۷ ص ۱۲، مورخہ ۲؍جنوری ۱۸۹۰ء) چونکہ یہ ریل آج تک نہیں چل سکی۔ بلکہ اس کی پٹڑی بھی تیار نہ ہوسکی۔ لہٰذا مرزا قادیانی فیل۔

علامت ششم

مسیح موعود کسی کا شاگرد نہ ہوگا۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''ہمارے نبی ﷺ نے اپنوں کی طرح ظاہری علوم کسی استاد سے نہیں پڑھا تھا۔ مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام مکتبوں میں بیٹھے تھے۔ (بالکل غلط اور بکواس) اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے ایک یہودی استاد سے تمام توراۃ پڑھی تھی...... سو آنے والے کا نام مہدی رکھا گیا۔ (بالکل جھوٹ کسی حدیث میں نہیں) سو اس میں یہ اشارہ ہے کہ وہ آنے والا علوم دین خدا ہی سے حاصل کرے گا اور قرآن حدیث میں وہ کسی کا شاگرد نہ ہوگا...... سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)

مندرجہ بالا اقتباسات میں دو باتیں قابل توجہ ہیں۔

۱...... حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام کے یہ ذمے جھوٹ کہ وہ مکتب میں بیٹھے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توراۃ ایک یہودی استاد سے پڑھی تھی۔ یہ سب جھوٹ اور افتراء ہے۔ جس کا کوئی بھی ثبوت نہیں۔ جب مرزا قادیانی نے پہلے یہ کہہ لیا کہ ہمارے نبی ﷺ نے اور نبیوں کی طرح ظاہری علم کسی سے نہیں پڑھا۔ تو کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبی نہیں کہ انہوں نے لوگوں سے پڑھا تھا۔ گویا خود مرزا قادیانی کے کلام میں تناقض پیدا ہو جاتا ہے جو اس منافقت اور پاگل پن کی علامت ہے۔

۲..... دوسری یہ بات کہ مرزا قادیانی نے کسی انسان سے قرآن وحدیث کا ایک سبق بھی نہیں پڑھا۔ یہ بھی بالکل جھوٹ اور ہذیان ہے۔ کیونکہ خود اس کی ذاتی تحریرات میں یہ حقیقت موجود ہے کہ ''میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کی کتابیں مجھے پڑھائیں۔'' (کتاب البریہ ص۱۶۲ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۱۸۰)

دوسری جگہ لکھا ہے کہ: ''لم یتفق لی التوغل فی علم الحدیث والاصول والفقه الاکطل من الوبل'' (آئینہ کمالات ص۵۴۵، خزائن ج۵ ص۵۴۵)

یعنی مجھے علوم حدیث، اصول اور فقہ میں مشغول ہونے کا بہت ہی کم اتفاق ہوا ہے۔

جیسے موسلا دھار بارش کے مقابلہ میں معمولی پھوار، اثبات جزئی سے دعویٰ کلیت منہدم ہوجاتا ہے۔

دیکھئے اس حوالہ میں تینوں علوم میں تعلیم کا اقرار واعتراف پایا جاتا ہے۔ پھر یہ بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ مرزا قادیانی کی پوزیشن نیم ملا کی تھی۔ اس لئے ہر علم میں کچا اور ناقص تھا۔ جس کی بناء پر ہر جگہ شیطانی تاویلات، غلط تاویلات اور منفی مفہوم پیش کرتا ہے۔ حتیٰ کہ مصنفین کتب کے صحیح نام بھی نہیں لکھ سکتا۔ یہ تفصیل میرے دوسری مضمون میں بخوبی ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ جس کا عنوان میں نے ''مرزا قادیانی کی پوزیشن'' قائم کیا ہے۔

مرزا قادیانی کے استاد یہ لوگ تھے۔ فضل الٰہی، فضل احمد، گل علی شیعہ، غلام مرتضیٰ حکیم۔

اب دیکھئے اس علامت میں بھی مرزا قادیانی نے تناقض اور تضاد بیانی سے کام لیا ہے۔ حالانکہ سچا مسیح علیہ السلام کسی سے پڑھا ہوا نہ ہوگا۔ نیز وہ اس قسم کے ڈھینگیں مارنے کا بھی عادی نہ ہوگا۔ لہٰذا مرزا قادیانی اس علامت میں بھی ناکام اور فیل۔

علامت ہفتم

مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ مسیح موعود آکر صلیب کو توڑے گا۔ البدر ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء۔ چنانچہ آنجہانی لکھتا ہے کہ:

''باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوا ہوں۔ یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت وعظمت اور شان کو دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی مجھ سے ظاہر نہ ہو تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی۔ اگر میں

نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا تھا تو پھر میں سچا ہوں۔اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں۔(واقعی ہم گواہ ہیں کہ کذاب ودجال تھا) کہ میں جھوٹا ہوں۔"(بالکل ایسا ہی ہے) (قادیانی اخبار بدر بابت ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

اب غلبہ اسلام اور غلبہ عیسائیت کا مفہوم بھی اس سے سن لیجئے۔

اسی اخبار میں لکھتا ہے کہ:"میں یقیناً کہہ سکتا ہوں اور یہ بالکل صحیح بات ہے کہ ہر طبقہ کے مسلمان عیسائی ہو چکے ہیں اور ایک لاکھ سے بھی ان کی تعداد زیادہ ہوگئی ہے۔"البدر ۲۰؍ستمبر ۱۹۰۶ء پھر لکھا ہے کہ:"اب جبکہ عیسائی مذہب کا غلبہ ہو گیا اور ہر طبقہ کے مسلمان اس گروہ میں داخل ہو چکے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ اسلام کو اپنے وعدہ کے مطابق غالب کرے۔" (اخبار مذکورہ بالا ص۹، کالم:۱)

مندرجہ بالا دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ عیسائیت کا غلبہ یہ ہے کہ لوگ عیسائی ہو رہے ہیں۔لہٰذا اب اسلام کا غلبہ یوں ہوگا کہ عیسائی مسلمان ہو جائیں۔جیسے کہ احادیث میں سچے مسیح علیہ السلام کی علامات میں مذکور ہے کہ کوئی یہودی عیسائی باقی نہ رہے گا۔تو جب مرزا کے بقول اس کے زمانہ میں مسلمان ہی عیسائی ہو رہے ہیں تو مسیح کی علامت اسلام کا غلبہ تو نہ ظاہر ہوا۔ بلکہ اس کے برعکس صلیب کو ترقی وغلبہ حاصل ہوا۔ چنانچہ اسی ادبار کے دور میں بڑے بڑے عالم بھی لالچ دنیوی میں آکر مرتد ہو گئے اور پادری بن گئے۔جیسے پادری صفدر، عماد الدین، پادری احمد شاہ، حافظ قائم الدین، پادری سلطان محمد پال وغیرہ خذلہم اللہ! تو یہ علامت مرزا قادیانی کے صریح خلاف ہو کر اس کی دجالیت پر مہر لگا رہی ہے کہ واقعی یہ جھوٹا مسیح اور کاذب مدعی نبوت تھا۔

مزید ایک قادیانی رپورٹ..... قادیانی خود لکھتا ہے کہ:

"ابھی کلکتہ میں جو پادری ہیکر صاحب نے اندازہ کرسٹان (عیسائی ہونے والے) شدہ آدمیوں کا بیان کیا ہے۔اس سے ایک نہایت قابل افسوس بات ظاہر ہوتی ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں۔جو پچاس سال پہلے تمام ہندوستان میں کرسٹان شدہ لوگوں کی تعداد صرف ستائیس ہزار تھی۔ اس پچاس سال میں یہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیوں کا پہنچ گئی ہے۔" (براہین احمدیہ تحت عنوان عرض ضروری بحالت مجبوری ص و، خزائن ج۱ ص۲۸،۲۹)

قبل از مقدمہ کتاب دوسری جگہ ہے کہ:"دیکھو! اس قدر لوگ عیسائی ہو گئے ہیں۔جن کی تعداد بیس لاکھ تک پہنچی ہے۔میں نے ایک بشپ کے لیکچر کا خلاصہ پڑھا تھا۔اس نے بیان کیا کہ ہم بیس لاکھ عیسائی کر چکے ہیں۔" (ملفوظات احمدیہ ج۱ ص۲۷۷، ریویو آف ریلیجنز بابت ماہ نومبر، دسمبر ۱۹۰۳ء نمبر ۴۲۰) میں لکھا ہے کہ: ۲۹ لاکھ لوگ عیسائی ہو کر مرتد ہو گئے ہیں۔ یہ مرزا قادیانی کی

حقانیت کی دلیل ہے.....عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ (پیغام الصلح ۶ر مارچ ۱۹۲۸ء)

دور جانے کی ضرورت نہیں۔خود مرزا قادیانی کے ضلع گورداسپور کی رپورٹ ہی ملاحظہ کر لیں۔

۱۸۹۱ء میں عیسائی تعداد صرف ۲۴۰۰ تھی۔

۱۹۰۱ء میں عیسائی تعداد ببرکت مرزا، ۱۷۱ ۴۴ ہوگئی۔

۱۹۱۱ء میں عیسائی تعداد ببرکت قادیانی ۲۳۳۶۵ ہوگئی۔

۱۹۲۱ء میں عیسائی تعداد ببرکت قادیانی ۳۲۸۳۲ تک پہنچ گئی۔

۱۹۳۱ء میں عیسائی تعداد ببرکت قادیانی ۴۳۲۴۳ تک پہنچ گئی تھی۔

اب ۱۹۳۱ سے ۱۹۹۴ء تک مزید ۵۳ سالوں میں یہ تعداد کہاں تک پہنچ چکی ہوگی۔تعداد کا از خود اندازہ لگالیں اور مرزا قادیانی کا اعتراف پڑھیں کہ:''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو سچے موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔'' (بدر ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

کسی نے سچ کہا ہے۔

کوئی بھی کام مسیحا تیرا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا تیرا آنا جانا

(بحوالہ محمدیہ پاکٹ بک ص ۳۵۰)

مبارک ہیں وہ لوگ جو مرزا کی ناکامی اور نامرادی پر گواہی دیتے ہیں اور انہیں کذاب ودجال سمجھ کر اس پر تین حرف (ل ع ن) بھیج کر اپنی عاقبت سنوارتے ہیں۔

علامت ہشتم

سچا مسیح شادی کرے گا اور اس کی اولاد بھی ہوگی۔

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:''اس (محمدی بیگم کے نکاح والی) پیش گوئی کی تصدیق کے لئے جناب رسول اللہ ﷺ نے بھی پہلے سے ایک پیش گوئی فرمائی ہے کہ''یتزوج ویولد له''یعنی وہ مسیح موعود بیوی کرے گا۔نیز صاحب اولاد ہوگا۔اب ظاہر ہے کہ تزوج اور اولاد کا ذکر کرنا عام طور پر مقصود نہیں۔عام طور پر ہر ایک شادی کرتا ہے اور اولاد بھی ہوتی ہے۔اس میں کچھ خوبی نہیں۔بلکہ تزوج سے مراد وہ خاص تزوج ہے۔جو بطور نشان ہوگا اور اولاد سے مراد وہ خاص اولاد ہے جس کی نسبت اس عاجز کی پیش گوئی ہے۔اس جگہ رسول اللہ ﷺ ان سیاہ دل منکروں کو ان کے شبہات کا جواب دے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ یہ باتیں ضرور ہوں گی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳ حاشیہ،خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

اس پیش گوئی کے متعلق مزید سنئے۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

''یادرکھواس پیش گوئی کی دوسری جز پوری نہ ہوئی۔ (نکاح) تو میں ہر ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں۔ یہ کسی خبیث ومفتری کا کاروبار نہیں۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔ وہی رب ذوالجلال جس کے ارادوں کو کوئی روک نہیں سکتا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ص ۳۳۸)

تبصرہ، ملاحظہ فرمائیے۔ کس بے باکی سے حدیث رسول اللہ ﷺ کو اپنی پیش گوئی بنا رہا ہے اور پھر اس کی صداقت پر اتنا زور دے رہا ہے۔ گویا کہ یہ کبھی ٹل ہی نہیں سکتی۔ مگر خدائے برحق نے اس کو خوب ذلیل فرمایا کہ نہ وہ نکاح ہوا اور نہ ہی آگے اولاد کا مسئلہ بنا۔ یہ ''افتراء علی اللہ وعلی الرسول'' کی سزا تھی۔ اس تفصیل کے مطابق مرزا قادیانی اس علامت میں بھی فیل ہوئے۔

ف...... مرزا قادیانی نے اس پیش گوئی کے پورا نہ ہونے کے بعد بہت سی تاویلات کیں کہ یہ مشروط تھی۔ مگر جس حدیث کو اپنی تائید میں پیش کر رہا ہے۔ اس میں کسی شرط یا تاویل کا اشارہ تک نہیں۔ ایسے ہی مرزا قادیانی کی آخری بڑھک میں بھی اس کا کوئی ذکر نہیں۔ لہٰذا مرزا قادیانی اس علامت میں سوفیصلہ ناکام اور فیل ہوا۔

''فلعنة اللہ علی الکاذبین والمفترین الف لعنة الی یوم الحساب''

علامت نہم

سچے مسیح دنیا میں ۴۵ برس رہیں گے۔ اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''میرا یہ دعویٰ تو نہیں...... کہ کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانے میں خاص کر دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔''

(ازالہ اوہام ص ۷۲، ۷۳ حاشیہ، خزائن ج ۳ص ۱۳۸)

۲...... ''ہاں اس بات سے انکار نہیں کہ شاید پیش گوئی کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی آئندہ کسی وقت پیدا ہو۔'' (ازالہ اوہام ص ۲۶۱، خزائن ج ۳ص ۲۳۱)

تبصرہ، مرزا قادیانی نزول سے مراد پیدائش بتلاتے ہیں۔ لہٰذا مرزا کو صرف ۴۵ برس زندہ رہنا چاہئے تھا۔ مگر یہ ۶۸ برس تک پہنچ گیا۔ معلوم ہوا کہ یہ وہ مسیح برحق نہیں بلکہ مسیح کاذب ہے تو اس علامت کے بھی نہ پائے جانے کی بناء پر مرزا ناکام اور فیل ہوا۔

علامت دہم

سچے مسیح علیہ السلام کا روضہ رسول ﷺ میں مدفون ہونا۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

''اور اس کے معنی کو ظاہر پر ہی حمل کریں۔ (وہ تو کرنا ہی پڑے گا۔ کیونکہ النصوص تحمل علی ظواہرہا) اور حدیث کو صحیح بھی مان لیں تو ممکن ہے کہ کوئی مثیل مسیح ایسا بھی ہو جو آنحضرت ﷺ کے روضہ کے پاس مدفون ہو۔''
(دیکھئے ازالہ اوہام ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

نیز مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔

مگر جناب قادیانی نہ مکہ نہ مدینہ جا سکتا نہ حج نصیب ہوا۔ مرنا تو دور کی بات ہے اسی طرح روضہ رسول ﷺ میں مدفون ہونا تو وہم وگمان میں بھی نہیں آ سکتا۔ لہٰذا قادیانی اس نمبر میں بھی ناکام اور فیل ہوئے۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات سے آپ سچے مسیح علیہ السلام کی ازروئے حدیث رسول اللہ ﷺ اور ازروئے تحریرات مرزا ۱۰ علامات ملاحظہ فرمائیں۔ جن میں سے ایک بھی اس میں نہ پائی گئی۔ حالانکہ ایک دو کا پایا جانا بھی اس کے صدق کی دلیل نہ بن سکتی تھی۔ مگر خدائے ذوالجلال والانتقام ایسے کذابوں اور دجالوں کو علی رؤس الاشہاد سو فیصد ذلیل وخوار کرنا چاہتے ہیں۔ تاکہ اس کی مخلوق کے کسی بھی فرد کو ذرا بھی اشتباہ نہ ہو سکے کہ اس میں یہ ایک یا دو علامتیں تو پائی ہی گئی ہیں۔ باقی بھی شاید پوری ہو جائیں۔ اس شک اور اشتباہ کو بکلی ختم کرنے کے لئے خداتعالیٰ نے اس میں ایک علامت بھی ظاہر نہ ہونے دی۔ تاکہ ''یحیی من حی عن بینة ویهلك من هلك عن بینة'' آخر میں ہر فرد بشر (قادیانی یا غیر قادیانی) سے استدعا ہے کہ ایسے راندگان درگاہ الٰہی سے بکلی مجتنب رہ کر اپنی سلامتی کا سامان کریں اور جو افراد اس کے چنگل میں پھنس چکے ہیں وہ خصوصی طور پر اس مسئلہ میں غور وفکر سے کام لے کر سچے مسلمان بنیں اور سعادت اخروی کو حاصل کریں۔'' وما توفیقی الا باللّٰہ وھو یھدی السبیل ۰ اللّٰھم انا نعوذبك من فتنة الدجال ۰ آمین''

ف...... یاد رہے کہ مرزا قادیان ہر بات میں فیل ہی فیل ہے۔ اپنی علمی تربیت میں بھی بوجہ عدم تکمیل کے فیل، بعدہ مختاری کا امتحان دیا اس میں بھی فیل، اپنی پیش گوئیوں میں فیل۔ آتھم وغیرہ کے مناظرہ میں فیل، مباحثہ میں فیل، محمدی بیگم کے نکاح میں فیل، اپنے ہر دعویٰ میں فیل، عربی تفسیر لکھنے کے چیلنج میں فیل۔ غرضیکہ ہر معاملہ میں فیل جب دوسرا نکاح کیا تو اس وقت بھی فیل، مرزا فیل ہی فیل۔ لہٰذا قادیانیوں کی خدمت میں پرزور اپیل ہے کہ اپنے اس سو فیصد فیل گرو سے جان چھڑا کر سابقہ سچے دین اسلام سے وابستہ ہو جائیں۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی
مرزا قادیانی
کی
سچی باتیں
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

مرزا صاحب کی سچی باتیں

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کوئی چیز چاہے کتنی ہی ناپسندیدہ اور ناگوار ہو، مگر پھر بھی اس میں کوئی نہ کوئی بھلائی ضرور ہوتی ہے۔ کوئی بھی چیز سراسر شر نہیں ہوتی اور نہ ہی کوئی خیر ہر قسم کے شر سے خالی ہوتی ہے۔ ایسے ہی کوئی انسان چاہے کتنا ہی کذاب، مفتری، مکار و دجال ہو، وہ کبھی کبھی کوئی سچ بھی بول جاتا ہے۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی سو کذاب و مکار اور دجال ہوں، مگر کبھی کبھی کچھ باتیں انہوں نے سچی بھی کی ہیں۔ اس لئے دیانت داری کا تقاضا یہ ہے کہ آنجناب کے اس پہلو کو بھی نمایاں کیا جائے اور صرف ان کا منفی پہلو ملحوظ نہ رکھا جائے۔ چنانچہ ذیل میں اسی حق ادائی کے پیش نظر بندہ خادم، جناب مرزا قادیانی کی کچھ سچائیاں پیش کر کے عدل وانصاف کا تقاضا پورا کرتا ہے۔ تاکہ ''اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ (مائدہ:۸)'' کا حکم بھی پورا ہو جائے۔

ہر زمانہ میں بنیادی اسلامی تعلیمات کی شہرت

مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ:

۱..... ''مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کے قبول کرنے اور جاننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے۔ وہ ہر زمانہ میں برابر طور پر شائع ہوتی رہیں۔''

(کرامات الصادقین ص۲۰، خزائن ج۷ ص۶۲)

۲..... ''یہ کلام (قرآن مجید) ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اس کی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے..... بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری حفاظت فوائد وتاثیرات قرآنی مراد ہیں۔'' (شہادت القرآن ص۴۲، خزائن ج۶ ص۳۳۸)

۳..... ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون'' کے تحت لکھتے ہیں کہ ''حالانکہ ذکر کا لفظ بھی صریح گواہی دے رہا ہے کہ قرآن بحیثیت ذکر ہونے کے قیامت تک محفوظ رہے گا اور اس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے..... کوئی حصہ تعلیم قرآن کا برباد اور ضائع نہیں ہوگا اور جس طرح روز اول سے اس کا پودا دلوں میں جمایا گیا، یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔'' (شہادۃ القرآن ص۵۴،۵۵، خزائن ج۶ ص۳۵۰،۳۵۱)

۴..... ''دوسرے ایسے آئمہ اور اکابر کے ذریعہ سے جن کو ہر ایک صدی میں فہم قرآن عطاء ہوا ہے۔ جنہوں نے قرآن شریف کے اجمالی مقامات کی احادیث نبویہ ﷺ کی مدد

سے تفسیر کر کے خدا کی پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر ایک زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔"
(ایام الصلح ص ۵۵، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۸)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا چاروں اقتباسات میں واضح طور پر مرزا قادیانی گواہی دے رہے ہیں کہ جیسے قرآن مجید کے الفاظ وحروف روز اوّل سے آج تک اور ہمیشہ تک محفوظ اور باقی رہیں گے۔ اسی طرح اس کے مطالب ومفاہیم بھی محفوظ رہیں گے۔ نیز ہر نظریہ اور عقیدہ اور دیگر اصول واحکام بھی من وعن روز اوّل سے آخر تک برابر یکساں طور پر واضح اور مشہور رہیں گے۔ مسئلہ توحید ہو یا مسئلہ ختم نبوت یا مسئلہ نزول وحیات مسیح وغیرہ۔ تمام امور برابر اور مسلسل ہر دور میں یکساں اور واضح طور پر افراد امت کے اذہان وقلوب میں راسخ اور جاگزیں رہے ہیں۔ کسی بھی زمانہ اور دور میں یہ امور مخفی، اجمالی اور غیر واضح نہیں رہے۔ لہٰذا اب کوئی اگر یہ کہنے لگے کہ ختم نبوت کا یہ مفہوم ہے کہ مستقل نبی نہیں آسکتا، مگر ظلی آسکتا ہے تو یہ بالکل الحاد ہوگا۔ گمراہی ہوگی، یا کوئی کہے توفی مسیح کا یہ مطلب ہے، رفع ونزول کا یہ مفہوم ہے تو یہ محض زندقہ اور گمراہی ہوگی۔ بلکہ اصول بالا کے تحت ان کا وہی مفہوم ہوگا۔ جس کو ہر دور میں آئمہ امت کی تفہیم سے افراد امت حرز جان بنائے ہوئے ہیں۔ اللہ کا اعلان ہے۔"من یشاقق الرسول من بعد ما تبین له الهدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نوله ما تولی ونصله جهنم وساءت مصیرا (نساء:۱۱۵)"

ختم نبوت

اس ضمن میں مرزا غلام احمد قادیانی تحریر کرتے ہیں کہ:

۱..... "اے اہل عرب تمہیں یہی فخر کافی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی حضرت آدم سے شروع فرما کر اس نبی معظم ﷺ پر ختم فرمادی جو کہ تم میں سے ہوئے۔ تمہارے ہی خطے، وطن اور علاقے سے مبعوث ہوئے۔"
(آئینہ کمالات ص ۴۲۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۲..... "اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں کہ وہ ہمارے نبی معظم خاتم النبیین ﷺ کے بعد اور کوئی بھی بھیج دے اور نہ ہی یہ بات اس کے لائق شان ہے کہ وہ دوبارہ سلسلہ نبوت جاری کر دے۔ اس کے بعد کہ وہ اسے منقطع کر چکا ہے۔"
(آئینہ کمالات ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

۳..... "اللہ وہ ذات ہے کہ جو رب العالمین اور رحمٰن اور رحیم ہے۔ جس نے زمین اور آسمان کو چھ دن میں بنایا اور آدم کو پیدا کیا اور رسول بھیجے اور کتابیں بھیجیں اور سب کے

آخر حضرت محمد ﷺ کو پیدا کیا۔ جو خاتم الانبیاء اور خیر الرسل ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۴۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۴۵)

۴..... ''اے مخاطب، تو مدعی نبوت بن کر خدا تعالیٰ پر جھوٹ بول رہا ہے۔ کیونکہ ہمارے نبی کریم ﷺ کے بعد نبی بننے بنانے کا سلسلہ ختم ہو چکا ہے۔ اب فرقان حمید کے بعد کوئی کتاب نہیں ہے جو کہ تمام سابقہ کتب سے افضل ہے اور نہ ہی شریعت محمدیہ کے بعد مزید کوئی شریعت ہوگی۔''

(ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۸، ۶۸۹)

۵..... ''کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کو خدا کا کلام یقین رکھتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں؟''

(انجام آتھم ص ۲۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

آگے لکھا کہ ''پس بلاشبہ وہ مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔ اس کے کافر ہونے میں کچھ شک نہیں۔ ایسے خبیث کو کیونکر کہہ سکتے ہیں کہ وہ قرآن شریف کو مانتا ہے۔''

(انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۶..... ''میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اسلام ایسے بدیہی طور پر سچا ہے کہ اگر تمام کفار روئے زمین دعاء کرنے کے لئے ایک طرف کھڑے ہوں اور ایک طرف میں اکیلا اپنے خدا کی جناب میں کسی امر کے لئے رجوع کروں تو خدا میری ہی تائید کرے گا۔ مگر نہ اس لئے کہ سب سے میں ہی بہتر ہوں۔ بلکہ اس لئے کہ میں اس کے رسول ﷺ پر دلی صدق سے ایمان لایا ہوں اور جانتا ہوں کہ تمام نبوتیں اس پر ختم ہیں اور اس کی شریعت خاتم الشرائع ہے۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۲۴، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۹، ۳۴۰)

۷..... ''فضل والے مہربان پروردگار نے ہمارے نبی کریم ﷺ کا نام بلا استثناء خاتم الانبیاء رکھا اور نبی کریم ﷺ نے اس کی تفسیر اپنے فرمان ''لا نبی بعدی'' میں واضح فرمادی۔ تو اگر ہم آنحضور ﷺ کے بعد کسی کے ظہور کو جائز قرار دے دیں۔ گویا ہم نے وحی نبوت کے دروازہ کو بند ہونے کے بعد دوبارہ کھل جانا جائز قرار دے دیا۔ حالانکہ خاتم الانبیا ﷺ کی وفات کے بعد سلسلہ وحی منقطع ہو چکا ہے اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر سلسلہ انبیاء کو ختم کر دیا ہے۔''

(حمامتہ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

۸..... ''لوگ میرے متعلق کہتے ہیں کہ یہ شخص محمد ﷺ کو آخری نبی اور خاتم الرسل ﷺ نہیں مانتا۔ جب کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور آپ خاتم النبیین ہیں۔ یہ الزام محض

من گھڑت اور تحریف ہے۔ سبحان اللہ! میں نے ایسی کوئی بات نہیں کی۔ یہ محض جھوٹ ہے اور یہ لوگ دجال ہیں۔'' (حمامۃ البشریٰ ص۹، خزائن ج۷ ص۱۸۵)

۹...... ''ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔ ''لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔''

(اشتہار مندرجہ مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷)

۱۰...... آیت ''ماکان محمد'' کا ترجمہ ''یعنی محمد ﷺ تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے۔ مگر وہ رسول اللہ ہے اور ختم کرنے والا نبیوں کا۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۱)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تمام اقتباسات بالکل صحیح اور درست ہیں۔ ان کا قائل بالکل صادق ہے کہ آنحضور ﷺ قرآن وحدیث کے مطابق خدا کے آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد کسی قسم کا ظلی یا بروزی وغیرہ کوئی نبی مبعوث نہیں ہوسکتا۔ بلکہ آپ ہی بلا استثناء آخری رسول ہیں۔ آپ کے بعد باب نبوت بالکل بند ہے۔ اس میں کسی بھی ظلی یا بروزی یا غیر مستقل نبوت کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں۔ جیسے سید الانبیاء ﷺ نے فرمایا کہ ''ان الرسالۃ والنبوۃ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (جامع ترمذی ج۲ ص۵۳، باب ذھبت النبوۃ وبقیت المبشرات)'' بالکل اسی طرح مرزا قادیانی نے بھی بالوضاحت اقرار کیا ہے کہ: ''سلسلہ نبوت منقطع ہوجانے کے بعد دوبارہ شروع نہیں ہوسکتا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۷۷، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ہم مندرجہ بالا حوالہ جات کو شرح صدر سے صحیح تسلیم کرسکتے ہیں اور مرزا قادیانی کو سچی بات کہنے پر داد دیتے ہیں اور ان کو غلط ثابت کرنے والے کو منہ مانگا انعام پیش کرتے ہیں۔

مزید حقائق سماعت فرمائیے۔

قادیانی گماشتے کہتے ہیں کہ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی نہیں بلکہ نبیوں کا مصدق اور افضل النبیین ہے۔ مگر مرزا قادیانی ان کے متفق نہیں۔ وہ برملا کہتے ہیں کہ: ''ختم نبوت کے متعلق میں پھر کہتا ہوں کہ خاتم النبیین کے بڑے معنی یہی ہیں کہ نبوت کے امور کو آدم علیہ السلام سے لے کر آنحضرت ﷺ پر ختم کردیا اور نبوت ختم ہوگئی۔'' (دیکھئے ملفوظات احمدیہ ج۱ ص۲۱، طبع لاہور)

۲...... ''اب بھی اس کے فیضان کے ایسے دروازے کھلے ہیں۔ جیسے کہ پہلے تھے۔ ہاں ضرورتوں کے ختم ہونے پر شریعتیں اور حدود ختم ہوگئیں اور تمام رسالتیں اور نبوتیں اپنے آخری نقطہ پر آکر جو ہمارے سید رسول اللہ ﷺ کا وجود تھا۔ کمال کو پہنچ گئیں۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی ص۵۳، خزائن ج۱۰ ص۳۶۷، ست بچن ص۱۴۹، خزائن ج۱۰ ص۲۷۳)

۴...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ ’’قد قال رسول اللہ ﷺ لا نبی بعدی وسماہ اللّٰہ تعالیٰ خاتم الانبیاء فمن این یظهر نبی بعده‘‘ (تحفہ بغداد ص ۲۸، خزائن ج ۷ ص ۳۴)

۵...... ’’اور جو دیوار نبوت کی آخری اینٹ تھی، وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔‘‘ (سرمہ چشم آریہ ص ۱۹۸، خزائن ج ۲ ص ۲۴۶)

۶...... ’’ہمارے نبی کریم آخر زمانے کے نبی تھے...... چنانچہ یہ امر مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ آپ آخر الزمان ﷺ تھے۔‘‘ (ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۸۲)

۷...... ’’الیوم اکملت لکم دینکم ‘‘ اور آیت ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ‘‘ میں صریح نبوت کو آنحضرت ﷺ پر ختم کر چکا ہے اور صریح لفظوں میں فرما چکا کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ جیسے کہ فرماتا ہے۔ ’’ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین ‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۵۱، خزائن ج ۱۷ ص ۱۷۴)

۸...... ’’آپ نے ’’لا نبی بعدی ‘‘ کہہ کر کسی نئے نبی یا دوبارہ آنے والے نبی کا قطعاً دروازہ بند کر دیا۔‘‘ (ایام الصلح ص ۱۵۲، خزائن ج ۱۴ ص ۴۰۰)

۹...... ’’والنبوة قد انقطعت بعد نبینا ﷺ ولا کتاب بعد الفرقان الذی هو خیر الصحف السابقة...... وان رسولنا خاتم النبیین علیه انقطعت سلسلة المرسلین فلیس حق احد ان یدعی النبوة بعد رسولنا المصطفی ﷺ علی الطریقة المستقلة‘‘ (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۸، ۶۸۹)

۱۰...... ’’ایسے زمانے میں خدا تعالیٰ نے مسیح بن مریم کو بنی اسرائیل کے نبیوں کا خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۶۴۵، خزائن ج ۳ ص ۴۴۸)

۱۱...... ’’اس میں حکمت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ جیسا کہ آدم علیہ السلام خاتم المخلوقات ہیں۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص ۹۸، خزائن ج ۱۷ ص ۲۵۷)

۱۲...... ’’کما کان عیسی علیه السلام خاتم خلفاء السلسة الکلیمیة وکان لها کاخر اللبنة وخاتم المرسلین‘‘

(رسالہ الفرق بین آدم والمسیح ملحقہ خطبہ الہامیہ، خزائن ج ۱۶ ص ۳۰۹)

۱۳...... ’’یہ صرف اسی خدا نے ہی خبر دی۔ جس نے ہمارے نبی ﷺ کو سب نبیوں کے آخر میں بھیجا۔ تا تمام قوموں کو آپ کے جھنڈے کے نیچے اکٹھا کرے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۴۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۷۷)

۱۴...... ’’اذ اخذ الله میثاق النبیین...... الخ! ‘‘یادکر جب خدا نے تمام رسولوں سے عہد لیا کہ جب میں تمہیں کتاب اور حکمت دوں گا اور پھر آخر زمانہ میں تمہارے پاس یہ الرسول آئے گا جو تمہاری کتابوں کی تصدیق کرے گا تو تمہیں اس پر ایمان لانا ہوگا اور اس کی مدد کرنا ہوگی۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۱۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳)

۱۵...... ’’یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمدورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن سے توارد ہی رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔‘‘

(ازالہ ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

دیکھئے! مندرجہ بالا کثیر مقامات پر مرزا قادیانی نے نہایت وضاحت سے اصل عقیدہ ختم نبوت کی شاندار طریقے پر وضاحت کردی۔ اب کسی کو ہرگز اس کے خلاف کچھ بھی کہنے کا قطعاً حق نہیں۔ حتیٰ کہ اگر مرزا قادیانی بھی ایک نقطہ یا شوشہ کا فرق کریں تو وہ بھی ان کے لئے جائز نہ ہوگا۔ بلکہ وہ انحراف اور ارتداد ہی ہوگا۔ کہہ مکرنی ہوگی۔ لہٰذا اصل مسئلہ واضح اور مستحکم ہوگیا۔ اس کے خلاف ایک حرف بھی کہنا اسلام سے انحراف کہلائے گا۔

قرآن مجید کے معنی ومفہوم کی حفاظت

۱...... ’’قرآن مجید کے حروف والفاظ کی طرح اس کا مفہوم بھی ہر زمانہ میں موجود اور محفوظ رہا ہے۔ ’’انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون‘‘ کے بموجب خدا نے ہر زمانہ میں قرآن مجید کے الفاظ ومعانی اور مفہوم کی حفاظت علیٰ وجہ الکمال کرائی ہے۔‘‘

(شہادۃ القرآن ص ۴۲، ۵۴، خزائن ج ۶ ص ۳۳۸، ۳۵۰، ایام الصلح ص ۵۵، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۸)

۲...... ’’مگر وہ باتیں جو مدار ایمان ہیں اور جن کو قبول کرنے اور ماننے سے ایک شخص مسلمان کہلا سکتا ہے۔ وہ ہر زمانہ میں برابر شائع ہوتی رہیں۔‘‘

(کرامات الصادقین ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۶۲)

تفسیر بالرائے اور خدا پر افتراء

۱...... ’’مؤمن کا کام نہیں کہ تفسیر بالرائے کرے۔ من فسر القرآن برایه فهو لیس بمؤمن بل هواخ الشیطان‘‘

(اتمام الحجۃ ص ۴، خزائن ج ۸ ص ۲۷۶، ازالہ ص ۱۳۷، خزائن ج ۳ ص ۱۷۰)

۲...... ’’یونہی کسی آیت کا سر پیر کاٹ کر اور اپنے مطلب کے موافق بنا کر پیش

کرنا یہ تو ان لوگوں کا کام ہے۔ جو سخت شریر اور بدمعاش اور غنڈے کہلاتے ہیں۔''

(چشمہ معرفت ص ۱۹۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۰۳، ۲۰۴)

۳...... ''اگر ہم بے باک اور کذاب ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزار درجے ہم سے کتے اور سور اچھے ہیں۔'' (نشان آسمانی ص ۲، خزائن ج ۴ ص ۳۶۲)

۴...... ''ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے...... اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوئی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین ص ۱۲۶، خزائن ج ۲۱ ص ۲۹۲)

۵...... ''مجھے قسم ہے اللہ تعالیٰ کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اور جس پر جھوٹ بولنا ایک شیطان اور لعنتی کا کام ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۲ ص ۲۱۸)

کلام میں تناقض ہونا

۱...... ''کسی سچیار اور عقل مند اور صاف دل انسان کی کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل اور مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملاتا جائے تو اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔'' (ست بچن ص ۳۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۴۲)

۲...... اخفاء کرنا چھپانا لیموں کا کام ہے۔ (الاستفتاء ص ۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۶۵۷)

قرآن مجید کی تفسیر کا ضابطہ

۱...... ''قرآن مجید کے وہ معانی اور مطالب سب سے زیادہ قبول ہوں گے جن کی تائید قرآن شریف ہی سے ہوتی ہو۔ (یعنی شواہد قرآن)''

(برکات الدعاء ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ایضاً)

۲...... ''دوسرا معیار تفسیر رسول اللہ ﷺ ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سب سے زیادہ قرآن مجید کے سمجھنے والے ہمارے پیارے اور بزرگ حضرت محمد ﷺ تھے۔ پس اگر آنحضرت ﷺ سے تفسیر ثابت ہو جائے تو مسلمان کا فرض ہے کہ بلا توقف اور بلا دغدغہ قبول کرے۔ نہیں تو اس میں الحاد اور فلسفیت کی رگ ہے۔'' (برکات ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ایضاً)

۳...... ''تیسرا معیار صحابہؓ کی تفسیر ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ صحابہ کرامؓ آنحضرت ﷺ کے نوروں کے حاصل کرنے والے اور علم نبوت کے پہلے وارث تھے اور خدا کا ان پر بڑا فضل تھا اور نصرت الٰہی ان کی قوت مدرکہ کے ساتھ تھی۔ چونکہ ان کا نہ صرف قال (ظاہر) تھا۔ بلکہ حال بھی تھا۔''

(برکات ص ۱۸، خزائن ج ۶ ص ایضاً)

۴...... ''پھر اگر کسی وقت کلام اللہ اور حدیث رسول کے سمجھنے میں اختلاف رونما ہوجائے اور عاقبت گمراہ ہونے لگے تو اللہ تعالیٰ نے اس کے لئے ہر صدی میں ایسے علماء ربانی پیدا فرمانے کا انتظام فرما رکھا ہے جو اختلافی مسائل کو خدا اور رسول کی منشاء کے مطابق واضح کرتے رہتے ہیں۔''

۵...... ''(مسلمہ مفہوم کے علاوہ) ایک نئے معنی اپنی طرف سے گھڑ لینا (جیسے خاتم النبیین کا معنی آخری نبی کے بجائے افضل لینا اور توفی کا معنی موت کرنا۔مؤلف) بھی تو الحاد وتحریف ہے۔خدا مسلمانوں کو اس سے بچائے۔'' (ازالہ ص۷۴۵،خزائن ج۳ص۵۰۱)

۶...... ''نصوص (قرآن وحدیث کے واضح المفہوم الفاظ) کو ظاہری معنی پر محمول کرنے پر اجماع ہے۔'' (ازالہ ص۴۰۹،خزائن ج۳ص۳۱۲)

''النصوص یحمل علی ظواهرها'' (ازالہ ص۵۴۰،خزائن ج۳ص۳۹۰)

مجددین کا کام

سید دو عالم ﷺ کا ارشاد ہے کہ ''یحمل هذا العلم من کل خلف عدوله ینفون عنه تحریف الغالین وانتحال المبطلین وتاویل الجاهلین''

(مشکوٰۃ ص۳۶،کتاب العلم)

فرمایا''ان الله یبعث لهذه الامة علی راس کل مائة سنة یجددلها دینا (ابوداؤد ج۲ ص۱۳۲، باب مایذکر فی قدر المائة)''

نیز فرمایا''لا یزال من امتی امة قائمة بامرالله لا یضرهم من خذلهم ولا من خالفهم حتی یاتی امر الله وهم علیٰ ذالك (مشکوٰة ص۵۸۳، باب ثواب هذه الامة)''

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''مجدد لوگ دین میں کوئی کمی بیشی نہیں کرتے۔گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔'' (شہادۃ القرآن ص۴۸،خزائن ج۶ص۳۴۴)

۲...... ''ایسے اکابر ائمہ کو فہم قرآن عطاء ہوتا ہے۔جنہوں نے قرآن شریف کو اجمالی مقامات کو احادیث نبویہ کی مدد سے تفسیر کر کے خدا کے پاک کلام اور پاک تعلیم کو ہر زمانہ میں تحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔'' (ایام الصلح ص۵۵،خزائن ج۱۴ص۲۸۸)

۳...... ''مجدد مجملات کی تفسیر کرتا اور کتاب اللہ کے معارف بیان کرتا ہے۔''

(حمامۃ البشریٰ ص۷۵،خزائن ج۷ص۲۹۰)

۴...... ''جو لوگ خدا کی طرف سے مجددیت کی قوت پاتے ہیں۔ وہ نرے استخوان فروش نہیں ہوتے۔ بلکہ وہ واقعی طور پر نائب رسول اور روحانی طور پر آنجناب کے خلیفہ ہوتے ہیں۔ خدا تعالیٰ انہیں تمام نعمتوں کا وارث بناتا ہے۔''

(فتح الاسلام ص۹، خزائن ج۳ص۷ حاشیہ)

۵...... ''سلف خلف کے لئے بطور وکیل کے ہوتے ہیں اور ان کی شہادتیں آنے والی ذریت کو ماننا ہی پڑتی ہیں۔'' (ازالہ ص۴۷۴، ۴۷۵، خزائن ج۳ص۲۹۳)

حدیث نبوی

۱...... ''پس حدیث کی قدر نہ کرنا گویا ایک عضو اسلام کا کاٹ دینا ہے۔ ہاں ایک ایسی حدیث جو قرآن وسنت کی نقیض ہے اور ایسی حدیث کی نقیض ہو جو قرآن کے مطابق یا مثلاً ایسی حدیث ہو جو صحیح بخاری کے مخالف ہے تو وہ حدیث قبول کے لائق نہ ہوگی۔''

(کشتی نوح ص۵۸، خزائن ج۱۹ص۶۲)

۲...... ''اور اگر یہ کہو کہ کیوں جائز نہیں کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہوں اور آنے والا کوئی بھی نہ ہو تو میں کہتا ہوں کہ ایسا خیال بھی سراسر ظلم ہے۔ کیونکہ یہ حدیثیں (نزول مسیح کی) ایسے تواتر کی حد تک پہنچ گئی ہیں کہ عندالعقل ان کا کذب محال ہے اور ایسے متواترات بدیہیات کے رنگ میں ہو جاتے ہیں۔'' (ایام الصلح ص۴۸، خزائن ج۱۴ص۲۷۹)

انبیاء کرام اور اکابر قوم کا احترام

۱...... ''اسلام میں کسی نبی کی تحقیر کفر ہے۔''

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص۱۸، خزائن ج۲۳ص۳۹۰)

۲...... ''وہ بڑا ہی خبیث اور ملعون اور بدذات ہے جو خدا کے برگزیدہ ومقدس لوگوں کو گالیاں دیتا ہے۔''

(البلاغ المبین ص۱۹، لیکچر لاہور، بدر ج۷ نمبر۲۵ ص۸، مورخہ ۲۵؍جون ۱۹۰۸ء، ملفوظات ج۱۰ص۴۱۹)

۳...... ''ہم مختلف فرقوں کے بزرگ ہادیوں کو بدی اور بے ادبی سے یاد کرنا پرلے درجے کی خباثت اور شرارت سمجھتے ہیں۔'' (براہین احمدیہ حصہ دوم ص۱۰۲، خزائن ج۱ص۹۲)

۴...... ''تیر بر معصوم مے بارد خبیث ...... آسماں رامے سزد گر سنگ بارد برزمیں''

(فتح اسلام ص۵۷، خزائن ج۳ص۴۵)

۵...... ''جن نبیوں کا وجود عنصری کے ساتھ آسمان پر جانا تصور کیا گیا ہے وہ دو نبی

ہیں۔ایک یوحنا جس کا نام ایلیا اور ادریس بھی ہے۔دوسرے مسیح بن مریم جن کو عیسیٰ اور یسوع بھی کہتے ہیں۔'' (توضیح المرام ص۳،خزائن ج۳ص۵۲)

۶...... ''حضرت مسیح کا وجود عیسائیوں اور مسلمانوں میں ایک مشترکہ جائیداد ہے۔'' (تحفہ قیصریہ ص۲۳،خزائن ج۱۲ص۲۷۵)

۷...... ''اس خدا کے دائمی پیارے اور دائمی محبوب اور دائمی مقبول کی نسبت جس کا نام یسوع ہے۔یہودیوں نے تو اپنی شرارت اور بے ایمانی سے لعنت کے برے سے برے مفہوم کو جائز رکھا۔'' (تحفہ قیصریہ ص۲۲،خزائن ج۱۲ص۲۷۴)

۸...... ''اور خدا نے اماموں کے لئے چاہا کہ وہ ذونسب ہوں تاکہ لوگوں کو ان کی کمی نسب کا تصور کر کے نفرت پیدا نہ ہو۔اسی طرح خدا کی سنت اس کے نبیوں میں ہے۔جو قدیم زمانے سے جاری ہے۔پس ڈرو اور دیکھو۔'' (اعجاز احمدی ص۱۷،خزائن ج۹ص۱۸۳،۱۸۴)

۹...... ''شریر انسانوں کا طریق یہ ہے کہ ہجو (کسی کی برائی) کرنے کے وقت پہلے ایک تعریف کا لفظ لے آتے ہیں۔گویا وہ منصف مزاج ہیں۔''

(ست بچن ص۱۳،خزائن ج۱۰ص۱۲۵،حاشیہ)

۱۰...... ''خبیث ہے وہ انسان جو اپنے نفس سے کاملوں اور راست بازوں پر زبان دراز کرتا ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۳۸،خزائن ج۹ص۱۴۹)

۱۱...... ''مسلمان سے یہ ہرگز نہیں ہوسکتا کہ اگر کوئی پادری ہمارے نبی ﷺ کو گالی دے تو ایک مسلمان اس کے عوض حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو گالی دے۔کیونکہ مسلمانوں کے دلوں میں دودھ کے ساتھ یہ اثر پہنچایا گیا ہے۔جیسا کہ وہ اپنے نبی ﷺ سے محبت رکھتے ہیں،ویسا ہی وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے محبت رکھتے ہیں۔'' (ضمیمہ نمبر۳،تریاق القلوب،خزائن ج۱۵ص۴۹۱)

۱۲...... ''بعض جاہل مسلمان کسی عیسائی بدزبانی کے مقابل پر جو آنحضرت ﷺ کی شان میں کرتا ہے حضرت عیسیٰ کی نسبت سخت الفاظ کہہ دیتے ہیں۔''

(مجموعہ فتاوی احمدیہ ج۲ص۸۷،فتاوی مسیح موعود ص۲۳۶)

۱۳...... ''وہ شخص بھی اس سے کچھ کم بدذات نہیں جو مقدس اور راست بازوں پر بے ثبوت تہمت لگاتا ہے۔'' (آریہ دھرم ص۵۵،خزائن ج۱۰ص۶۲)

۱۴...... ''اور اس میں کوئی ایسا لفظ نہیں کہ جس میں کسی بزرگ یا پیشوا کسی فرقہ کی کسرشان لازم آئے اور خود ہم ایسے الفاظ کو صراحتاً یا کنایتاً اختیار کرنا خبث عظیم سمجھتے ہیں اور مرتکب

ایسے امر کو پرلے درجے کا شریر النفس خیال کرتے ہیں۔" (براہین ص ۱۰۱، خزائن ج ۱ ص ۹۰)

۱۵...... "غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں۔ بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔" (آریہ دھرم ص ۱۱، خزائن ج ۱۰ ص ۱۳)

۱۶...... "اسی طرح انسان کو چاہئے کہ جب کوئی شریر گالی دے تو مومن کو لازم ہے کہ وہ اعراض کرے۔ نہیں تو وہی کتّپن کی مثال صادق آئے گی۔" (ملفوظات احمدیہ ج ۱ ص ۱۰۳)

صحیح عقائد

۱...... "خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں مسلمان ہوں اور ان سب عقائد پر ایمان رکھتا ہوں۔ جو اہل سنت والجماعت مانتے ہیں اور کلمہ طیبہ لا اله الا الله محمد رسول الله کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف نماز پڑھتا ہوں اور میں نبوت کا مدعی نہیں۔ بلکہ ایسے مدعی کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں اور یہ بھی لکھا کہ میں ملائکہ کا منکر بھی نہیں۔ بخدا میں اسی طرح ملائک کو مانتا ہوں۔ جیسا کہ شرع میں مانا گیا ہے۔ نہ کسی استبعاد عقلی کی وجہ سے معجزات کے ماننے سے منہ پھیرنے والا ہوں۔" (آسمانی فیصلہ ص ۳، خزائن ج ۴ ص ۳۱۳)

۲...... "اے لوگو! اے مسلمانوں کی ذریت کہلانے والو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو اور اس خدا سے شرم کرو۔ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔" (آسمانی فیصلہ ص ۲۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)

۳...... "گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف سے ہے اور میں حدیث کی پیروی کرتا ہوں جو چشمہ حق و معرفت ہے اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں۔ جو خیر القرون میں باجماع صحابہ صحیح قرار پا گئی۔ نہ ان پر کوئی زیادتی کرتا ہوں اور نہ کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ ہوں اور اس پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص شریعت محمدی میں ذرہ برابر کمی بیشی کرے یا کسی عقیدہ اجماعی کا انکار کرے، اس پر خدا، اس کے فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔"

(انجام آتھم ص ۱۴۴، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۴...... "والله انی لا ادعی النبوة ولا اجاوز الملة ولا اغترف الامن فضالة خاتم النبیین وامن بالله وملائكته وكتبه ورسله واصلی واستقبل القبلة" (المکتوب الی العلماء الحق ملحق بہ رسالہ سر الخلافہ ص ۸۷، خزائن ج ۸ ص ۴۲۲)

"اور خدا کی قسم میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے ملت اسلام سے بغاوت کی ہے۔ میں تو خاتم النبیین علیہ السلام ﷺ کے فیض سے ہی فیض یاب ہو رہا ہوں۔ میں اللہ پر اس

کے فرشتوں پر، اس کی کتابوں پر اور تمام انبیاء پر ایمان رکھتا ہوں۔ نماز کا قائل ہوں اور قبلہ کی طرف منہ کرتا ہوں، مجھ میں کوئی آلائش کفر کی نہیں۔"

۵...... "تم نے مجھے دعویٔ نبوت کی طرف منسوب کیا اور تم لوگ اس بہتان بازی پر ذرا بھر خدا تعالیٰ سے نہ ڈرے اور نہ ہی تم ڈرنے والے ہو۔ تم لوگ میرے مقام کو سمجھے ہی نہیں۔ تم نے میرے صاف شفاف چشمے کو کھارا سمجھ لیا، نہ تمہیں عقل ہی ہے۔ تم کیسے الٰہی اسرار کو سمجھ سکتے ہو۔ جب کہ تم نے تکبر کے کپڑے لٹکا رکھے ہیں۔ تم لوگ کینہ کے جذبات میں غرق ہو کر حق سے اعراض کر رہے ہو اور جہالت کی باتوں پر رجھے ہوئے اور تم فضولیات میں غرق ہو اور اندھوں کی طرح صراط مستقیم سے منہ پھیر رہے ہو۔" (المکتوب الی العلماء ملحق سر الخلافہ ص ۹۱، خزائن ج ۸ ص ۴۲۸)

عظمت صحابہ کرامؓ

مرزا قادیانی نے ایک رسالہ بنام سر الخلافہ خزائن ج ۸ (عربی) الہام خداوندی کی روشنی میں لکھا ہے۔ جس میں تمام صحابہ کرامؓ کی نہایت مدح و توصیف فرمائی۔ ان کو کجوارح رسول اللہ ﷺ قرار دے دیا اور ان کی صالحیت کو تسلیم کیا۔ ان کی ایذا کو ایذاء الٰہی قرار دیا اور ظلم و تعدی کرنے والا قرار دیا۔ ان کے سب و شتم کو انبیاء کا سب و شتم قرار دیا اور لکھا۔ "واعطاھم مالم یوت احدا من العالمین "ان کو اللہ نے وہ مقام دیا اور انعامات و اعزازات سے نوازا کہ تمام جہان میں سے کسی کو بھی نہیں نوازا گیا۔ ان کے تمام افعال زندگی محض رضائے الٰہی کے لئے تھے۔

دوسری جگہ لکھا کہ "گویا وہ سب آنحضرت ﷺ کی عکسی تصویریں تھیں۔"

(فتح اسلام ص ۳۶، خزائن ج ۳ ص ۲۱)

اس کے بعد مسئلہ خلافت میں صدیق و فاروقؓ کو آیت استخلاف کا حقیقی مصداق قرار دیا اور آیت مبارکہ کو انہی کے حق میں منحصر قرار دیا۔ اسی طرح صدیق اکبرؓ کو آیت "انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین " کا مصداق قرار دیا۔ خاص کر صدیق اکبرؓ کی مدح و توصیف میں خوب قلم چلایا۔ ان کو ہمزاج رسول اور خلیفہ رسول ﷺ محسن امت، ممدوح امت قرار دیا۔ حتیٰ کہ اس سلسلہ میں حق و باطل میں فرق کرنے کے لئے انعامی چیلنج اور مباہلہ تک اعلان کر دیا۔ صدیق اکبرؓ کو تمام صحابہؓ سے افضل، اعلیٰ، فضل و مدح کا مرکز قرار دیا۔ ان کے بے پناہ حسنات و برکات کا اظہار کیا۔ سید المرسلین ﷺ کا ہر مشکل میں رفیق حقیقی، خدا کا انتخاب اور رفیق ہجرت قرار دیا۔ ان کو اشجع الناس، محافظ امت مرحومہ، شفیق و رحیم کہا اور کہا سبحان اللہ کیا شان ہے۔ صدیق و فاروق

کی ''لو کان موسیٰ وعیسیٰ حیین لتمنیاھا غبطة ولکن لا یحصل ھذا المقام بالمنیة ''یعنی ان کا مقام اتنا منفرد اور رفیع ہے کہ اگر موسیٰ وعیسیٰ زیدہ ہوتے تو وہ بھی ان کے مقام کے حصول کی تمنا کرتے۔ مگر حصول مقام صرف آرزو سے نہیں ہوتا۔ یہ تو رب رحیم کی رحمت ازلی کا نتیجہ ہے جو کہ انہیں کے ساتھ وابستہ ہے۔

روح صدیق اکبرؓ جامع رجاء وخوف اور شوق وخشیت اور انس ومحبت تھی۔ صفائی باطن میں بے مثال اور صرف درگاہ ربوبیت کی طرف متوجہ تھی۔ ایسی عظیم الشان اور منفرد ہستی کسی قسم کی زیادتی اور ظلم کی مرتکب نہیں ہو سکتی۔

مرزا قادیانی نے مزید لکھا ''ایھا الناس لا تظنوا ظن السوء فی الصحابة ولا تھلکوا انفسکم فی بوادی الاسترابة''

صدیق اکبرؓ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرح حق کی گواہی دی۔ اسی کا ساتھ دیا اسی لئے علی المرتضیٰ نے ان دونوں کے دست اقدس پر رضا اور رغبت سے بیعت کی۔ ان کے پیچھے بلا تکلف نماز پڑھتے رہے۔ انہی کے ساتھ ہر وقت ہر مشکل میں شامل مشورہ رہے۔ وہ ان کے مخالف کیسے ہو سکتے ہیں؟ آیت استخلاف کا مصداق ہے ہی خلافت صدیق اکبرؓ۔

پھر لکھا کہ صدیق اکبر فخر الاسلام والمسلمین تھے۔ ان کا جوہر فطرت رحمت عالم ﷺ کے قریب تھا۔ ''وکان اوّل المستعدین لقبول نفحات النبوة ''یہ فرد اوّل تھے کہ جنہوں نے مثیل قیامت کا حشر روحانی ملاحظہ فرمالیا تھا۔ ''وبدل الجلابیب المتدنسة بالملاحف المطھر قوضاھا الانبیاء فی اکثر سیر النبیین''

ہم قرآن عظیم میں ان کے تذکرہ کے سوا قطعاً کسی کا بھی تذکرہ نہیں پاتے۔ ''ومن عاداہ فبینہ وبین الحق باب مسدود ینفتح ابدا الا بعد رجوعہ الی سید الصدیقین ''اسی لئے ہم گروہ شیعہ میں کوئی اہل تقویٰ نہیں پاتے۔ کیونکہ ان کے اعمال اللہ کے ہاں غیر پسندیدہ ہیں اور وہ صالحین سے عداوت رکھنے والے ہیں۔

نیز لکھا کہ آپؓ کی روح سید المرسلین ﷺ کی روح انور کے ساتھ ملصق ہے اور فیضان الٰہی میں ان کی روح مطہرہ کے ساتھ شامل ہے اور آپ فہم قرآن میں تمام امت سے ممتاز ہیں اور حب رسول ﷺ میں یکتا اور منفرد ہیں۔ حتیٰ کہ: ''انہ کان نسخة اجمالیة من کتاب النبوة وکان امام ارباب الفضل والفتوة من بقیة طین النبیین وکان کظل لرسولنا وسیدنا ﷺ فی جمیع الاداب وکانت لہ مناسبة ازلیة بحضرة

خیر البریة والذالک حصل له من الفیض فی الساعة الواحدة ما لم یحصل للاخرین فی الازمنة المتطاولة والاقطار المتباعدة"

"اما الصدیق فقد خلق متوجها الی مبدء الفیض ومقبلا علی رسول الرحمان فلذاک کان احق الناس بحلول صفات النبوة واولی بان یکون خلیفة لحضرة خیر البریة ویتحد مع متبوعه ویوافقه باتم الوفاق...... ویکون الداخل فی جوهرروحه صدقاً وصفاءً وثباتاً واتقاءً۔ لوارتد العالم کله لا یبالیهم ولا یتاثربل یقدم قدمه کل حین"

اسی لئے خالق کائنات نے نبیوں کے بعد صدیقین کا ذکر فرمایا۔ فرمایا "فاولئك مع الذین انعم الله علیهم من النبیین والصدیقین "اور اس میں اشارہ ہے شان صدیق کی طرف۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے صحابہ میں سے کسی کو بھی صدیق کے لقب سے نہیں نوازا۔ تاکہ آپ کا مقام ظاہر ہو جائے۔ معلوم ہوا کہ یہ آیت کریمہ بھی کمالات صدیق پر اکبر شواہد میں سے ہے۔ کیونکہ صدیق اکبر ہی لسان رسالت سے صدیق کہلائے اور فرقان حمید نے ان کو انبیاء کے ساتھ ملا دیا۔ جیسا اہل نظر پر واضح ہے۔ یہ شان بھی صدیق اکبر ہی کی ہے جس میں وہ منفرد ہیں۔ کوئی ان کا شریک و سہیم نہیں ہے۔

تو ان حقائق بالا سے شان صدیق اکبر واضح ہوگئی کہ انبیاء کے بعد آپ کا ہی مقام افضل ہے۔ "کان افضل الناس بعد الانبیاء "آپ کا شان اقدس میں کوئی بھی ہمسر نہیں ہے۔ مگر آپ نبی نہیں۔ نبوت کا مقام نہایت ہی اعلیٰ وارفع ہے اور وہ ہے بھی وہبی۔ وہ ذاتی کمالات سے نصیب نہیں ہوتا۔ وہ محض عطائے الٰہی سے ملتا ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی نے فاروق اعظمؓ کو بھی آنحضور ﷺ کا ظلی وجود قرار دیا ہے۔ (ایام صلح ص ۳۵، خزائن ج۱۴ ص ۲۶۵) مگر اصدق الخلق نے صاف فرما دیا "لو کان بعدی نبی لکان عمر (مشکوٰۃ ص۵۵۸، باب مناقب عمر) "کہ میرے بعد اگر کوئی نبی ہوتا تو وہ عمر جیسا با کمال انسان ہوتا۔ مگر کیا کہئے باب نبوت کو تو اب تا قیامت تالا لگ گیا ہے۔ یعنی اب کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں پیدا ہو سکتا۔ "ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (جامع ترمذی ج۲ ص۵۳، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات)"

صحابہ کرام عالم تھے، فقیہ تھے، متقی صالح سب کچھ تھے۔ قریب تھے کہ نبی ہو جائیں کیونکہ ان میں نبوت کی استعداد اور صلاحیت تھی۔ مگر وہ اعلان الٰہی آڑے آیا کہ "ماکان محمد

ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰه وخاتم النبیین وکان اللّٰه بکل شئی علیما (احزاب:۴۰) ''لہٰذا آپ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا تا قیامت کوئی امکان نہیں۔''لا نبی بعد ولا امة بعدکم (کنزالعمال ج۱۵ ص۹۴۷، حدیث نمبر ۴۳ ۳۸)''

حیات ونزول مسیح علیہ السلام اور قرآن وحدیث

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱...... وہ فرقانی ارشاد اس آیت میں ہے۔''ھوالذی رسل رسولہ بالھدی ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ'' یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ کیا گیا ہے وہ غلبہ مسیح علیہ السلام کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔

(براہین احمدیہ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ حاشیہ)

۲...... ''عسی ربکم ان یرحمکم وان عدتم عدنا وجعلنا جھنم للکافرین حصیرا'' خداتعالیٰ کا ارادہ اس بات کی طرف متوجہ ہے جو تم پر رحم کرے اور اگر تم نے گناہ اور سرکشی کی طرف رجوع کیا تو ہم بھی سزا اور عقوبت کی طرف رجوع کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کے لئے قید خانہ بنا رکھا ہے۔ یہ آیت اس مقام میں حضرت مسیح علیہ السلام کے جلالی طور پر ظاہر ہونے کا اشارہ ہے۔ یعنی اگر طریق رفق اور نرمی اور لطف، واحسان کو قبول نہیں کریں گے اور حق محض دلائل واضحہ اور آیات بینہ سے کھل گیا ہے۔ اس سے سرکش رہیں گے تو وہ زمانہ بھی آنے والا ہے کہ جب خداتعالیٰ مجرمین کے لئے شدت اور عنف اور قہر اور سختی کو استعمال میں لائے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام نہایت جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں اور سڑکوں کو خس وخاشاک سے صاف کر دیں گے اور کجی اور ناراستی کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی اپنی قہری تجلی سے نیست ونابود کر دے گا۔'' (براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۲)

۳...... ''اور جو قرآن شریف کی آیتیں پیش گوئی کے طور پر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرف منسوب تھیں۔'' (براہین احمدیہ ج۵ ص۸۵، خزائن ج۲۱ ص۱۱۱)

۴...... ''سو واضح ہو کہ اس امر سے دنیا میں کسی کو بھی انکار نہیں کہ احادیث میں مسیح موعود (عیسیٰ بن مریم علیہ السلام) کی کھلی کھلی پیش گوئی موجود ہے۔ بلکہ قریباً تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کہ احادیث کی رو سے ضرور ایک شخص آنے والا ہے۔ جس کا نام عیسیٰ بن مریم ہوگا اور

یہ پیش گوئی بخاری، مسلم اور ترمذی وغیرہ کتب حدیث میں اس کثرت سے پائی جاتی ہے جو ایک منصف مزاج کی تسلی کے لئے کافی ہے اور بالضرورت اس قدر مشترک پر ایمان لانا پڑتا ہے کہ ایک مسیح موعود آنے والا ہے۔ اگرچہ یہ سچ ہے کہ اکثر ہر حدیث اپنی ذات میں مرتبہ آحاد سے زیادہ نہیں۔ مگر اس میں کچھ بھی کلام نہیں کہ جس قدر طرق متفرقہ کی رو سے احادیث نبویہ اس بارہ میں مدون ہو چکی ہیں۔ ان سب کو یکجائی نظر سے دیکھنے سے بلاشبہ اس قدر قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ ضرور آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کے آنے کی خبر دی ہے اور پھر جب ہم ان احادیث کے ساتھ جو اہل سنت وجماعت کے ہاتھ میں ہیں، ان احادیث کو بھی ملاتے ہیں جو دوسرے فرقے اسلام کے مثلاً شیعہ وغیرہ ان پر بھروسہ رکھتے ہیں تو اور بھی اس تواتر کی قوت اور طاقت ثابت ہوتی ہے اور اس کے ساتھ صدہا کتابیں متصوفین کی دیکھی جاتی ہیں تو وہ بھی اس کی شہادت دے رہی ہیں۔ پھر بعد اس کے جب ہم بیرونی طور پر اہل کتاب یعنی نصاریٰ کی کتابیں دیکھتے ہیں یہ خبر ان سے بھی ملتی ہے...... لیکن یہ خبر مسیح موعود کے آنے کی اس قدر زور کے ساتھ ہر زمانہ میں پھیلی ہوئی معلوم ہوتی ہے کہ اس سے بڑھ کر کوئی جہالت نہیں ہوگی کہ اس کے تواتر سے انکار کیا جائے۔ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ اگر اسلام کی وہ کتابیں جن کی رو سے یہ خبر سلسلہ وار شائع ہوتی چلی آئی ہے۔ صدی وار مرتب کر کے اکٹھی کی جائیں تو ایسی کتابیں ہزار ہا سے کچھ کم نہیں ہوں گی۔ ہاں یہ بات اس آدمی کو سمجھانا مشکل ہے جو اسلامی کتابوں سے بالکل بے خبر ہے۔ درحقیقت ایسے اعتراض کرنے والے اپنی بدقسمتی سے کچھ ایسے بے خبر ہوتے ہیں کہ انہیں یہ بصیرت حاصل ہی نہیں ہوتی کہ فلاں واقعہ کس قدر قوت اور مضبوطی کے ساتھ اپنا ثبوت رکھتا ہے۔''

(شہادۃ القرآن ص۲، خزائن ج۶ ص۲۹۸)

۵...... ''اب اس تمہید کے بعد یہ بھی واضح ہو کہ مسیح موعود کے بارے میں جو احادیث میں پیش گوئی ہے۔ وہ ایسی نہیں کہ جس کو آئمہ حدیث نے چند روایتوں کی بناء پر لکھا ہو وبس۔ بلکہ یہ ثابت ہوگیا ہے کہ یہ پیش گوئی عقیدہ کے طور پر ابتداء سے مسلمانوں کے رگ وریشہ میں داخل چلی آتی ہے۔ گویا جس قدر اس وقت روئے زمین پر مسلمان تھے، اس قدر اس پیش گوئی کی صحت پر شہادتیں موجود تھیں۔ کیونکہ عقیدہ کے طور پر وہ اس کو ابتداء سے یاد کرتے چلے آتے تھے اور آئمہ حدیث امام بخاری وغیرہ نے اس پیش گوئی کی نسبت اگر کوئی امر اپنی کوشش سے نکالا ہے تو صرف یہی ہے کہ جب اس کو کروڑہا مسلمانوں میں مشہور اور زبان زد پایا تو اپنے قاعدہ کے موافق مسلمانوں کے اس قولی تعامل کے لئے روایتی سند کو تلاش کر کے پیدا کیا اور روایات صحیحہ

مرفوعہ متصلہ سے جن کا ایک ذخیرہ ان کی کتابوں میں پایا جاتا ہے۔ اسناد کو دکھایا۔‘‘

(شہادۃ القرآن ص ۸،۹، خزائن ج ۶ ص ۳۰۴، ۳۰۵)

ف...... واقعی اہل اسلام کی ہر کتاب حدیث میں اس مسئلہ پر متواتر احادیث موجود ہیں کہ عیسیٰ بن مریم صاحب انجیل لازماً نازل ہوں گے۔ پھر اکابر نے ہر تفسیر سے اسی عقیدہ کو نقل کیا۔ صدہا تفاسیر کے حوالہ جات اکٹھے کر دیئے گئے ہیں۔ اسی طرح نزول مسیح کی احادیث التصریح بما تواتر فی نزول المسیح کے نام سے مستقل کتاب میں اکٹھی کر دی گئی ہیں۔ جس کے بعد اس عقیدہ سے انکار کی گنجائش نہیں اور نہ ہی کسی قسم کے اشتباہ کی گنجائش ہے۔ ہاں منکرین حق ہی اس میں شک وشبہات پیش کرتے رہتے ہیں۔ اللہ کریم تمام اہل اسلام کو ان تمام وساوس سے محفوظ فرمادیں۔

۶...... ’’یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح ابن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب نے باتفاق قبول کر لیا ہے اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں، کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہم وزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے جن کو خدا تعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی بخرہ اور حصہ نہیں دیا اور بباعث اس کے کہ ان لوگوں کے دلوں میں قال اللہ اور قال الرسول کی عظمت باقی نہیں رہی۔ اس لئے جو بات اپنی سمجھ سے بالاتر ہو اس کو محالات اور ممتنعات میں داخل کر لیتے ہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰)

۷...... ’’اور ممکن نہیں کہ خدا کی پیش گوئی میں کچھ تخلف ہو۔ اس لئے اس آیت ’’ھو الذی ارسل رسولہ‘‘ کی نسبت ان متقدمین کا اتفاق ہے جو ہم سے پہلے گذر چکے ہیں کہ یہ عالمگیر غلبہ مسیح ابن مریم کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔‘‘

(چشمہ معرفت ص ۸۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱)

مندرجہ بالا اقتباسات سے روشن ترین طور پر ثابت ہوگیا کہ قرآن مجید کی طرح احادیث رسول ﷺ میں بھی بالاہتمام آمد مسیح علیہ السلام کو بیان فرمایا گیا ہے۔ نیز ابتداء ہی سے تمام افراد امت (عوام وخواص) کا اس پر کلی اتفاق ہے اور تمام امت اس نظریہ کو ایک عام بات کی طرح نہیں بلکہ بطور عقیدہ کے اس حقیقت کو اپنے قلب وجگر میں راسخ اور بسائے ہوئے ہیں۔ چنانچہ یہ حقیقت مشاہدۂ بھی اور بقول مرزا قادیانی بھی کتب تفسیر وحدیث، شروح حدیث، کتب

عقائد وتصوف میں برملا اور بالاہتمام مذکور ہے۔ کتب شیعہ اور ہل کتاب بھی اس نظریہ حقہ کی مصدق اور مؤید ہیں۔ یہ ہے وہ سچائی، صداقت اور حقیقت جس کا مرزا قادیانی نے واضح ترین اظہار کر کے نظریہ اسلام کی سو فیصد تائید کر دی ہے۔ لہٰذا ہم صمیم قلب سے مرزا قادیانی کی اس تصدیق وتائید کے مشکور ہیں۔

اس ذخیرہ حدیث میں مذکور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام سے مراد ان کا کوئی مثیل نہیں۔ بلکہ وہی فرزند مریم بتول اور صاحب انجیل عیسیٰ علیہ السلام ہیں جو رسولا الی بنی اسرائیل تھے اور مبشر خاتم الانبیاء ﷺ تھے۔ جیسے کہ سطور بالا سے دوٹوک انداز سے ثابت ہوگیا۔ بلکہ مرزا قادیانی نے اس تاویل وتحریف کا ہمیشہ کے لئے دروازہ بند کرتے ہوئے ایک ضابطہ یہ طے کر دیا کہ جس بات پر قسم کھائی جائے، یعنی اسے حلفاً بیان کیا جائے۔ اس میں کوئی تاویل اور استثناء نہیں چل سکتے۔ چنانچہ مرزا قادیانی تحریر کرتے ہیں۔

”والقسم یدل علی ان الخبر محمول علی الظاهر لا تاویل فیه ولا استثناء والا فای فائدة فی ذکر القسم فتدبر کالمفتشین المحققین“

(حمامتہ البشریٰ ص۱۴، خزائن ج۷ص۱۹۲ حاشیہ)

”ذکر قسم اس بات کی دلیل ہوتی ہے کہ اس خبر اور اطلاع کو ظاہر ہی پر تسلیم کریں گے۔ اس میں کوئی تاویل یا استثناء کی گنجائش نہ ہوگی۔ ورنہ ذکر قسم کا کیا فائدہ تھا؟ لہٰذا تم ایک مفتش اور محقق کے اندر پر اس مسئلہ میں غور وفکر کرو۔ یعنی قسم کے ساتھ کوئی خبر، واقعہ یا اطلاع حقیقت پر مبنی ہوتی ہے۔ یہ نہیں کہہ سکتے کہ اس سے مراد یہ ہے یا وہ ہے۔“ اب نزول مسیح کی خبر جو صحیح حدیث رسول ﷺ میں مذکور ہے اور مذکور بھی اصح الکتب بعد کتاب اللہ بخاری شریف وغیرہ میں ہے صادق وامین نبی معظم ﷺ فرماتے ہیں کہ:

۱...... ”والذی نفسی بیده لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم (بخاری ج۱ ص۲۹۶، باب قتل الخنزیر، ۳۳۶، باب کسر الصلیب وقتل الخنزیر، ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)“

۲...... ”والذی نفسی بیده لینزلن فیکم ابن مریم (مسلم شریف ج۱ ص۸۷، باب نزول عیسیٰ بن مریم علیه السلام)“

۳...... ”والذی نفسی بیده لیهلن ابن مریم بفج الروحاء حاجا اومعتمرا (مسلم ج۱ ص۴۰۸، باب جواز التمتع فی الحج والقرآن)“

۴…… ''والذی نفسی بیدہ لیقتلنہ ابن مریم بباب لد (مسند حمیدی ج ۲ ص ۳۶۵، حدیث نمبر ۸۲۸)''

یہ چار احادیث ہیں جن میں اصدق الخلق علیہ السلام نے آمد مسیح کو حلفاً بیان فرمایا ہے۔ گویا اس خبر پر ایک نہیں چار قسمیں کھائی گئی ہیں اور قسم بھی اس ذات اقدس کی ہے جو بلاقسم بھی تمام مخلوقات سے زیادہ راست باز اور سچے ہیں۔ لہٰذا اس خبر اور پیش گوئی میں کوئی کیسے کہہ سکتا ہے کہ مسیح سے مراد اس کا مثیل ہے۔ آمد سے مراد یہ ہے، رفع یا نزول سے مراد یہ ہے، قتل خنزیر، کسر صلیب وغیرہ سے مراد یہ ہے یا وہ ہے۔ جب ایک قسم والی خبر میں یہ ایچ پیچ نہیں چل سکتا تو چار قسموں والی خبر میں یہ ڈھکوسلے کیسے چل سکیں گے۔ لہٰذا ازروئے قرآن وحدیث، اجماع امت اور بقول مرزا قادیانی، اہل اسلام کا نظریہ کہ آنے والے وہی مسیح ہیں جو کہ فرزند مریم صدیقہ اور صاحب انجیل تھے۔ دوسرا کوئی فرد ممکن نہیں ورنہ قسم کھا کر بیان کرنے کی کیا ضرورت تھی؟ پھر امت کا ہر فرد جو یہ عقیدہ رکھتا ہے، وہ ہر کتاب میں مذکور ہے کہ وہ اسی اصلی انداز سے آمد مراد و مصداق ہے۔ آج تک کسی ایک فرد نے بھی اس کو تاویل اور مثیلی انداز میں تسلیم نہیں کیا۔ لہٰذا ہمارا عقیدہ سو فیصد برحق ثابت ہوا اور منکرین (قادیانی یا دیگر ملحدین) کا عقیدہ باطل ہوا۔

ہمارے ہر ایک مفسر، محدث، ملہم، مجدد، متکلم، فقیہ ومجتہد، امام وولی وغیرہ تمام کے تمام صراحتاً اس عقیدہ حقہ پر متفق ہیں۔ ایک فرد بھی دکھایا نہیں جاسکتا کہ فلاں نے اس کی یہ تاویل کی ہے۔ دنیا کا کوئی قادیانی، کوئی ملحد ایک ہی تحریر پیش کر کے منہ مانگا انعام حاصل کر سکتا ہے۔ ھل من مبارز؟

مرزا قادیانی کی علت غائی

''ہر ایک چیز اپنی علت غائی سے شناخت کی جاتی ہے۔''

(ازالہ ص ۵۵۳، خزائن ج ۳ ص ۳۹۸)

''میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ وہ سچے مسلمان ہوں اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو، ان کا مصنوعی خدا نظر نہ آوے، دنیا ان کو بھول جائے۔''

(اخبار الحکم ج ۹ نمبر ۲۵ ص ۱۰، مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۰۵ء، ملفوظات ج ۸ ص ۱۴۸)

''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی موعود کو کرنا چاہئے۔ (یعنی قیام تقویٰ اور کسر صلیب وتثلیث) تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان (دس لاکھ یا ہزار تو کجا رہے)

براہین بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی (غرض ومقصد) ظہور میں نہ آوے تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔" (مرزا قادیانی کا خط بنام قاضی نذر حسین مندرجہ اخبار بدر ج ۲ نمبر ۲۹ ص ۴، مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء، مکتوبات احمدیہ ج ۶ حصہ اوّل ص ۱۶۲)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تمام تصریحات کو ہم بالکل درست اور صحیح تسلیم کرتے ہیں۔ لہٰذا ان کی روشنی میں ہم دیکھیں گے کہ جناب مرزا قادیانی اس سچے اور مبنی برحقیقت معیار پر پورے اترے یا نہیں؟ سو بات بالکل واضح ہے۔ مشاہدہ ہے کہ نہ تو مسلمان صحیح مسلمان اور متقی بنے بلکہ مزید عملی اور اعتقادی کمزوریوں میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ دوسری بات کسر صلیب اور خاتمہ تثلیث (عیسائیت) کی اس سے بھی خراب اور بدتر حالت ہے۔ لہٰذا صاف واضح ہوگیا کہ مرزا قادیانی اپنی علت غائی میں بالکل ناکام بلکہ صفر ثابت ہوئے۔ چنانچہ آنجناب خود اپنی زبان اور قلم سے بھی اس حقیقت کا اظہار کر گئے ہیں۔ دیکھئے مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں۔

"مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں وہ اطاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ مجھے کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی اور مردہ ہوں نہ زندہ۔"

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۳)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تحریرات کی روشنی میں فیصلہ اور نتیجہ بالکل واضح ہے کہ جناب مرزا قادیانی سال ہا سال اپنی آمد کے جو اغراض ومقاصد پیش کرتے رہے وہ مشاہدۃً اور بقلم خود پورے نہیں کر سکے۔ لہٰذا انہی کی اس سچی بات کے مطابق (کہ اگر مجھ سے میری علت غائی ظہور میں نہ آوے تو پھر کروڑوں نشان بھی مجھ سے ظاہر ہوں تو گواہ رہو کہ میں جھوٹا ہوں) ہم اب بہانگ دہل اعلان کرتے ہیں کہ مرزا قادیانی شہادت خود کذاب، دجال اور ناکام ونامراد ثابت ہو چکے۔ اس لئے قادیانیوں کا ان سے چمٹے رہنا محض حماقت وجہالت اور کفر وضلالت ہے۔

واسطہ وحی الٰہی

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱...... "اور رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرئیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا بقیامت منقطع ہے۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

۲...... ’’کیونکہ حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دینی جبرائیل کے ذریعے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔‘‘
(ازالہ اوہام ص۵۳۴، خزائن ج۳ ص۳۸۷)

۳...... ’’اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو، وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر!‘‘
(ازالہ اوہام ص۵۸۳، خزائن ج۳ ص۴۱۴)

۴...... ’’اور رسولوں کی تعلیم اور اعلام کے لئے یہی سنت اللہ قدیم سے جاری ہے جو وہ بواسطہ جبرائیل علیہ السلام کے اور بذریعہ نزول آیات ربانی اور کلام رحمانی کے سکھلائی جاتی ہے۔‘‘
(ازالہ اوہام ص۵۸۴، خزائن ج۳ ص۴۱۵)

ف...... مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوگیا کہ انبیاء ورسل پر وحی صرف بواسطہ جبرائیل نازل ہوتی ہے اور کوئی بھی ذریعہ نہیں ہوتا۔ اب وحی نبوت پر مکمل طور پر مہر لگ چکی ہے۔ یعنی رسالت ونبوت منقطع ہو چکی ہے۔ یہ امر محال ہے کہ جبرائیل امین دوبارہ وحی رسالت لانا شروع کر دیں۔ اب کوئی کلام ربانی اگرچہ وہ قرآن سے توارد ہی رکھتا ہو، نازل نہیں ہوسکتا۔

لہٰذا اب قادیانی، جو مرزا قادیانی کا کلام مشتمل بر آیات قرآنی جمع کئے بیٹھے ہیں، وہ سب من جانب اللہ نہیں ہے۔ بلکہ محض من گھڑت ہے۔ کیونکہ بقول مرزا قادیانی ایسے کلام کا نزول اب محال ہے۔ باقی رہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نزول اور امت کی تعلیم وتربیت کے ذرائع تو ان کو اللہ تعالیٰ نے پہلے ہی سب کچھ سکھا دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔ ’’ویعلمه الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل (آل عمران:٤٨) ‘‘یعنی اللہ تعالیٰ نے مسیح علیہ السلام کو کتاب وسنت کی تعلیم دے دی اور تورات وانجیل کی بھی۔

پہلی تعلیم امت آخر الزمان کے لئے اور توارت وانجیل کی تعلیم اصلاح یہود کے لئے۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ روز حشر آپ کو بطور احسان جتلائیں گے کہ’’ واذ علمتك الكتاب والحكمة والتوراة والانجيل (المائده:١١٠) ‘‘اور یاد کیجئے جب کہ میں نے تمہیں کتاب وحکمت اور توراۃ وانجیل کی تعلیم دی تھی۔

اور ظاہر بات ہے کہ اللہ جس کسی کو کسی منصب پر فائز کرے گا۔ اس کے متعلق تمام ضروریات پہلے ضرور فراہم فرماوے گا۔ ورنہ تکلیف مالا یطاق لازم آئے گی۔ جو کہ اللہ کریم کی

شان کے شایان نہیں۔ اسی لئے حضرت آدم کو جب خلافت کے منصب پر فائز فرمانا تھا تو اس سے قبل آپ کو تمام متعلقہ علوم و معارف سے روشناس کرادیا گیا۔ ایسے ہی والذی قدر فهدیٰ کے تحت تکوینی طور پر ہر فرد مخلوق کو اس کی ضروریات حیات کا حصول اس کی فطرت میں ودیعت کر دیا جاتا ہے۔ ایسے ہی جب رب کریم نے حضرت مسیح علیہ السلام کو امت مسلمہ کی اصلاح کے لئے بھیجنا منظور تھا تو اس کے متعلقہ تمام ضروریات (علوم قرآن وسنت) بھی ان کو تعلیم فرمادی گئیں۔ لہٰذا اس قادیانی اشکال کی کوئی وقعت نہیں کہ ان پر دوبارہ وحی آئے گی یا وہ نبوت سے معزول ہو کر آئیں گے۔ یہ سب قادیانی ڈھکوسلے ہیں کہ وہ احکام شرع کہاں سے اور کیسے اخذ کریں گے؟

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ مرزا قادیانی نے ایک سچا اور صحیح ضابطہ بتادیا کہ تاریخ رسالت میں وحی واعلام صرف بواسطہ جبرائیل ہی چلتا آرہا ہے۔ دیگر کوئی فرشتہ اس سے متعلق نہیں فرمایا گیا تو جب جبرائیل تاقیامت اس منصب سے مؤقف کر دیئے گئے ہیں تو آپ کے بعد دیگر کسی بھی فرد کا ادعائے نبوت بھی باطل ٹھہرا، اور یہ کہنا کہ میری یہ وحی ہے، یہ وحی ہے۔ یہ سب ڈھکوسلے ہی ہوسکتے ہیں۔ وحی الٰہی نہیں ہوسکتی۔ ہاں ”وان الشیاطین لیوحون الی اولیائهم“ والی شیطانی وحی ہوسکتی ہے۔

حضرت مسیح علیہ السلام عقیدہ حقہ کے مطابق بہر حال تشریف لائیں گے۔ نبوت سے معزول ہو کر نہیں بلکہ نبوت سے معمور ہوں گے۔ مگر ان کی نبوت نافذ نہ ہوگی۔ جیسا کہ آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ”لوکان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی“ اور فرمایا ”لواصبح موسیٰ فتبعتموه وترکتمونی لضللتم“ کہ اگر موسیٰ صاحب تورات بھی آجائیں اور تم ان کی پیروی کرنے لگو اور مجھے چھوڑ دو تو تم گمراہ ہو جاؤ گے۔ دیکھئے جب موسیٰ کلیم اللہ کی اتباع باعث ضلالت ہے جو کہ مستقل صاحب کتاب نبی تھے تو اور کسی کا کیا مقام ہے؟ لہٰذا آپ کے بعد کسی قسم کا کوئی نبی آنا محال ہے۔ چاہے وہ اعلیٰ ہو یا ادنیٰ۔ اب کوئی دعویٰ وحی والہام نہیں کرسکتا۔ چنانچہ مسیح بھی آکر یہ نہیں کہیں گے کہ ”انی رسول اللّٰه الیکم“ یعنی قطعاً دعویٰ نبوت والہام نہیں کریں گے۔ باقی سرور دوعالم ﷺ کے تعارف کے پیش نظر مسلمان ان کو بالکل جانتے پہچانتے ہوں گے۔ آتے ہی ان کو تعال صل لنا عرض کریں گے اور آکر عذر کریں گے۔ کوئی مباحثہ، مباہلہ، حجت دلیل کی بات نہ ہوگی۔ ان کا تعارف ہمارے نبی ﷺ پہلے ہی ہمیں کروادیا ہے۔ وہ ہمارے ایمان کا پہلے ہی جزو ہیں۔ نئے سرے سے ان پر ایمان لانے کی ہمیں قطعاً کوئی ضرورت نہیں۔

خواب، کشف اور الہام کا سچا ہونا

۱...... ''بعض دفعہ فاسقوں اور غایت درجہ بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ بلکہ بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔ بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آ چکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کے فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں ہے۔ جس کی تمام جوانی بدکاری ہی میں گذرتی ہے۔ کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بر سرو آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی ہوتی ہے۔''
(توضیح المرام ص ۸۴، ۸۵، خزائن ج ۳ ص ۹۵)

۲...... دوسری جگہ تحریر کرتے ہیں کہ: ''ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے۔ لیکن کبھی سچی بات بتلا کر دھوکا دیتا ہے تا ایمان چھین لے۔''

(حقیقت الوحی ص ا، خزائن ج ۲۲ ص ۳)

۳...... ''بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں...... انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵)

۴...... ''اس تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے...... کہ کسی شخص کا محض سچی خوابیں دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر کسی کمال پر دلیل نہیں...... بلکہ یہ محض دماغ کی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے۔ اسی وجہ سے اس میں نیک یا راست ہونے کی شرط نہیں اور نہ ہی مؤمن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۲)

۵...... ''اور ان کو بعض سچی خوابیں آ جاتی ہیں اور سچے کشف ظاہر ہوتے ہیں۔ جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار نہیں ہوتے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲)

۶...... ''اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں۔ جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کا کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا دن

رات زنا کاری کا کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جونجاست، شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان کو جیسا کہ دیکھا گیا، ظہور میں آ گئیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا چھ اقتباسات سے صاف معلوم ہوگیا کہ خواب، کشف اور الہام وغیرہ کوئی حق وصداقت کا معیار نہیں کیونکہ یہ تو کافروں، بدمعاشوں، مشرکوں، زانیوں، دشمنان اسلام اور خاص کر بقول مرزا قادیانی سچی خواب کنجریوں اور زنا کار بدکار عورتوں کو بھی آ سکتا ہے۔ چوہڑیوں اور بھنگنوں کو بھی سچا خواب آ جاتا ہے تو پھر مرزائیوں کا مرزا قادیانی کے خوابوں، مکاشفوں اور الہامات کے پلندے شائع کرنے اور دکھانے کا کیا فائدہ ہوگا؟ کہ حضرت صاحب کا یہ کشف صحیح نکل آیا۔ یہ خواب درست نکلا۔ دیکھئے مرزا قادیانی نے سچی بات کر دی کہ یہ کوئی معیار صدق نہیں۔ سچے خواب اور کشف تو کنجریوں اور بدمعاشوں کو بھی ہو جاتے ہیں۔ سچے الہام شیطان کے بھی ہوتے ہیں۔ کسی الہام یا کشف کا سچا ہو جانا کوئی خوبی یا کمال کی بات نہیں۔ یہ تو محض دماغی بناوٹ ہوتی ہے۔ اس کے لئے ایمان یا اسلام کی شرط نہیں تو جب ایمان واسلام شرط نہیں تو ان کی بناء پر کسی کو مہدی، مجدد یا مسیح موعود کیسے تسلیم کیا جا سکتا ہے؟ لہٰذا قادیانیوں کا مرزا قادیانی کے الہامات اور کشوف کے مجموعے، تذکرہ اور البشریٰ نامی پلندے چھاپنا اور ان کو مرزا قادیانی کی صداقت کی دلیل بنانا محض جہالت اور حماقت ہوگی۔ اس سے مرزا قادیانی کا کوئی منصب ثابت نہیں ہوسکتا۔

الہام ووحی کا دوسرا معیار

مرزا قادیانی رحمانی الہام کے بارے میں لکھتے ہیں کہ: ''اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع وعلیم اور رحیم ہے۔ اس لئے وہ اپنے متقی اور راست باز اور وفادار بندوں کو ان کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال جواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں۔'' ماسوا اس کے شیطان گنگا ہے۔ اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقیر دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ وہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے...... اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے۔ گویا جلدی میں تھک جاتا ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۳۹، ۱۴۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۴۳، ۱۴۴، البشریٰ ص ۳، ۴، حصہ اوّل)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایئے مرزا قادیانی نے کتنی صحیح بات لکھی ہے۔ آپ نے شیطانی اور رحمانی الہام اور کلام میں کتنا واضح خط امتیاز کھینچ کر فیصلہ کر دیا ہے۔ اب اس معیار پر قادیانیوں کے شائع کردہ قادیانی الہامات اور کشوف کو پرکھ لیں کہ آیا وہ رحمانی ہیں یا شیطانی۔ فرمایئے قادیانی (تذکرہ ص۴۷۷) پر مذکور الہام ''تین استرے، عطر کی شیشی'' رحمانی ہوسکتا ہے؟ فرمایئے اس میں کون سی لذت اور طوالت ہے؟ ''امین الملک جے سنگھ بہادر'' (تذکرہ ص۴۷۷) فرمایئے اس میں کتنی فصاحت و بلاغت سمٹی ہوئی ہے؟ ''شکار مرگ'' (البشریٰ ج۲ ص۹۴، تذکرہ ص۵۳۰) فرمایئے اس میں کون سی معنویت، افادیت اور کشش ہے؟ ناظرین کرام! تمام مجموعہ الہامات اسی طرح کے کٹے پھٹے اور مضحکہ خیز چیتھڑے ہیں۔ جن میں کسی قسم کی کوئی معنویت، کشش اور لذت نہیں ہے۔ جن پر کوئی غیر جانبدار آدمی اچٹتی سی نظر ڈال کر بھی ان کی معقولیت کا قائل نہیں ہوسکتا۔

جناب مرزا قادیانی ضابطہ وحی کی صراحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''اور یہ بالکل غیر معقول اور بے ہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔''
(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

۲...... ''پس یاد رکھنا چاہئے کہ قدیم سنت اللہ کے موافق تو یہی عادت الٰہی ہے کہ وہ ہر ایک قوم کے لئے اسی زبان میں ہدایت کرتا ہے۔ لیکن اگر کوئی زبان ایسی ہو کہ ملہم کو خوب یاد ہو اور گویا اس کی زبان کے حکم میں ہے تو بسا اوقات ملہم کو اس زبان میں الہام ہو جاتا ہے۔''

(چشمہ معرفت ص۲۱۰، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

ناظرین کرام! واقعی مرزا قادیانی نے ٹھیک کہا ہے کہ ہر ملہم کو اس کی قومی زبان میں ہی الہام ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید یہی گواہی دیتا ہے۔ ''وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه (ابراهيم)'' لیکن اس معیار پر جب ہم قادیانی کتب کو پرکھتے ہیں تو معاملہ بگڑ جاتا ہے۔ کیونکہ ان میں مرزا قادیانی کے الہامات ہر زبان میں ملتے ہیں۔ عربی، فارسی، پنجابی، اردو، انگلش، سنسکرت اور عبرانی وغیرہ۔ جن میں اکثر زبانوں کی ابجد سے بھی مرزا قادیانی واقف نہیں۔ لہٰذا اگر مرزا قادیانی کے مذکورہ بالا دونوں اقتباسات صحیح ہیں تو ان کے خلاف ان کی تمام تحریرات لازماً غلط ہوں گی۔ ورنہ متناقض الکلام قرار پا کر مرزا قادیانی پاگل کہلائیں گے۔ جو کہ کسی قادیانی کو

قبول نہ ہوگا۔ لہٰذا معاملہ صاف ہے کہ قادیانیت کا تمام چکر ہی یک تماشا ہے۔ جس میں ذرہ برابر معقولیت نہیں ہے۔ کیونکہ ایک صورت میں مرزا قادیانی جھوٹے قرار پاتے ہیں اور دوسری صورت میں پاگل، اور تیسری صورت میں خالی۔ بتلایئے کون سی صورت منظور ہے؟

مرزا قادیانی کی دینداری اور خدا اور سول سے عقیدت

۱...... ''سو مجھ سے پادریوں کے مقابلہ میں جو کچھ وقوع میں آیا۔ یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیر خواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ کیونکہ مجھے تین باتوں نے خیر خواہی میں اوّل درجہ کا بنا دیا ہے۔ ۱......اوّل والد مرحوم کے اثر نے۔ ۲...... اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے۔ ۳......تیسرے خداتعالیٰ کے الہام نے۔''

(ضمیمہ ۳ ملحق کتاب تریاق القلوب ص، خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

۲...... ''صرف یہ التماس ہے کہ سرکار دولت مدار ایسے خاندان کی نسبت جس کو پچاس برس کے متواتر تجربہ سے ایک وفادار، جاں نثار خاندان ثابت کر چکی ہے اور جس کی نسبتاً گورنمنٹ عالیہ کے معزز حکام نے ہمیشہ مستحکم رائے سے اپنی چٹھیات میں یہ گواہی دی ہے کہ وہ قدیم سے سرکار انگریزی کے پکے خیر خواہ اور خدمت گزار ہیں۔ اس خود کاشتہ پودے کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے اور اپنے ماتحت کو اشارہ فرمائے کہ وہ بھی اس خاندان کی ثابت شدہ وفاداری اور اخلاص کا لحاظ کر کے مجھے اور میری جماعت کو ایک خاص عنایت اور مہربانی کی نظر سے دیکھیں۔'' (درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ ملحق بہ کتاب البریہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۳۵۰، تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

۳...... ''اور میں سلطنت انگریزی کے ماتحت مبعوث کیا گیا۔''

(اشتہار واجب الاظہار ملحق بہ تریاق القلوب ص ۳، خزائن ج ۱۵ ص ۵۲۴)

۴...... ''انہوں نے (میرے خاندان نے) ۱۸۵۷ء کے مفسدہ (جنگ آزادی) کے وقت اپنی تھوڑی سی حیثیت کے ساتھ پچاس گھوڑے مع پچاس جوانوں کے اس محسن گورنمنٹ کی امداد کے لئے دیئے اور ہر وقت امداد اور خدمت کے لئے کمربستہ رہے۔ یہاں تک کہ اس دنیا سے گذر گئے۔'' (عاجزانہ درخواست ص ۱، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۸)

۵...... ''سکھوں کا زمانہ ایک آتشی تنور تھا اور انگریزوں کا قدم رحمت و برکت کا قدم تھا۔'' (روئیداد جلسہ دعا ص ۱۶، خزائن ج ۱۵ ص ۶۰۸)

۶...... ’’اور میں نے ممانعت جہاد اور انگریزی اطاعت کے بارے میں اس قدر کتابیں لکھی ہیں اور اشتہار شائع کئے ہیں کہ اگر وہ رسائل اور کتابیں اکٹھی کی جائیں تو پچاس الماریاں ان سے بھر سکتی ہیں۔ میں نے ایسی کتابوں کو تمام ممالک عرب، مصر، شام، کابل اور روم تک پہنچا دیا ہے۔ میری ہمیشہ کوشش رہی ہے کہ مسلمان اس سلطنت کے سچے خیر خواہ ہو جائیں اور مہدی خونی اور مسیح خونی کی بے اصل روایتیں اور جہاد کے جوش دلانے والے تمام مسائل جو احمقوں کے دلوں کو خراب کرتے ہیں۔ ان کے دلوں سے معدوم ہو جائیں...... میں بیس برس تک یہی تعلیم اطاعت گورنمنٹ انگریزی کی دیتا رہا اور اپنے مریدوں میں یہی ہدایتیں جاری کرتا رہا۔‘‘

(تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵، ۱۵۶!)

یعنی کوئی دینی خدمت پیش نہیں، محض انگریزی ایجنٹی مقصود رہا۔

۷...... ’’سو اس نے اپنے قدیم وعدہ کے موافق جو مسیح موعود کے آنے کی نسبت تھا۔ آسمان سے مجھے بھیجا ہے تا میں اس مرد خدا کے رنگ میں ہو کر جو بیت اللحم میں پیدا ہوا (مسیح علیہ السلام) اور ناصرہ (بستی) میں پرورش پائی، حضور ملکہ معظمہ کے نیک اور بابرکت مقاصد کی اعانت میں مشغول ہوں۔ اس نے مجھے بے انتہاء برکتوں کے ساتھ جوڑا اور اپنا مسیح بنایا۔ تا وہ ملکہ معظمہ کے پاک اغراض کو خود آسمان سے مدد دے۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص ۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۶)

۸...... ’’اے ملکہ معظمہ تیرے وہ پاک ارادے ہیں جو آسمانی مدد کو اپنی طرف کھینچ رہے ہیں اور تیری نیک نیتی کی کشش ہے جس سے آسمان رحمت کے ساتھ زمین کی طرف جھکا جاتا ہے۔ اس لئے تیرے عہد سلطنت کے سوا کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا اور تاریکی تاریکی کو کھینچتی ہے۔ اے مبارک اور با اقبال ملکہ زمان، جن کتابوں میں مسیح موعود کا آنا لکھا ہے۔ ان کتابوں میں صریح تیرے پر امن عہد کی طرف بشارات پائے جاتے ہیں۔‘‘ (ستارہ قیصریہ ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۷)

۹...... ’’سو یہ مسیح موعود دنیا میں آیا۔ تیرے ہی وجود کی برکت اور دلی نیک نیتی اور سچی ہمدر[illegible] ایک نتیجہ ہے۔ خدا نے تیرے عہد سلطنت میں دنیا کے دردمندوں کو یاد کیا اور آسمان سے اپنے مسیح کو بھیجا اور وہ تیرے ہی ملک میں اور تیری ہی حدود میں پیدا ہوا۔ تا دنیا کے

لئے یہ ایک گواہی ہو کہ تیری زمین کے سلسلہ عدل نے آسمان کے سلسلہ عدل کو اپنی طرف کھینچا اور تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک سلسلہ رحم برپا کیا اور چونکہ اس مسیح کا پیدا ہونا حق اور باطل کی تفریق کے لئے دنیا پر ایک آخری حکم ہے۔ جس کی رو سے مسیح موعود حکم کہلاتا ہے۔ اس لئے ناصرہ کی طرح جس میں تازگی اور سرسبزی کے زمانہ کی طرف اشارہ تھا۔ اس مسیح کے گاؤں کا نام اسلام پور قاضی ماجھی رکھا۔ تا قاضی کے لفظ سے خدا کے اس آخری حکم کی طرف اشارہ ہو۔''

(ستارہ قیصریہ ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۱۸، ۱۱۹)

۱۰...... ''بدذات ہے وہ نفس جو تیرے احسانوں کا شکر گذار نہیں۔ چونکہ یہ مسئلہ تحقیق شدہ ہے کہ دل کو دل سے راہ ہوتا ہے۔ اس لئے مجھے ضرورت نہیں کہ میں اپنی زبان کی لفاظی سے اس بات کو ظاہر کروں کہ میں آپ سے دلی محبت رکھتا ہوں۔''

(ستارہ قیصریہ ص۹، خزائن ج۱۵ ص۱۱۹)

۱۱...... ''اے بابرکت قیصرہ ہند، تجھے یہ تیری عظمت اور نیک نامی مبارک ہو۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔ خدا کی رحمت کا ہاتھ اس رعایا پر ہے جس پر تیرا ہاتھ ہے۔ تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا کہ تا پرہیزگاری اور پاک اخلاق اور صلح کاری کی راہوں کو دوبارہ دنیا میں قائم کروں۔'' (ستارہ قیصریہ ص۹، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰)

۱۲...... ''غرض ہماری ملکہ معظمہ کی نیک نیتی کی وجہ سے خدا تعالیٰ نے آسمان سے یہ اسباب پیدا کر دیئے ہیں کہ دونوں قوموں عیسائیوں اور مسلمانوں میں وہ اتحاد پیدا ہو جائے کہ پھر ان کو دو قوم نہ کیا جائے۔'' (ستارہ ص۱۳، خزائن ج۱۵ ص۱۲۴)

۱۳...... مرزا قادیانی اپنا مقصد تحریک بیان کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ:

''مسلمانوں میں یہ دو مسئلے نہایت خطرناک اور سراسر غلط ہیں کہ وہ دین کے لئے تلوار کے جہاد کو اپنے مذہب کا ایک رکن سمجھتے ہیں۔ دوسرا عیب ہماری قوم مسلمانوں میں یہ بھی ہے کہ وہ ایک ایسے خونی مسیح اور خونی مہدی کے منتظر ہیں جو ان کے زعم میں زمین کو خون سے بھر دے گا۔ حالانکہ خیال سراسر غلط ہے...... مگر مجھے خدا نے اس لئے بھیجا کہ ان غلطیوں کو دور کر دوں۔''

(ستارہ ص۹، ۱۰، خزائن ج۱۵ ص۱۲۰، ۱۲۱)

۱۴...... ''اور اگر انگریزی سلطنت کی تلوار کا خوف نہ ہوتا تو لوگ ہمیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔'' (نور الحق ص۴، خزائن ج۸ ص۶)

۱۵...... پھر اس کے مقابلہ میں اقرار کیا کہ: ''اور میں کہہ سکتا ہوں کہ میں اس گورنمنٹ کے لئے بطور ایک تعویذ کے ہوں اور بطور ایک پناہ کے ہوں جو آفتوں سے بچادے۔''
(نور الحق ص۳۳، خزائن ج۸ ص۴۵)

تبصرہ و تجزیہ

ناظرین کرام! مندرجہ بالا کثیر اقتباسات میں جناب قادیانی نے اپنی اصل حقیقت کو بالکل الم نشرح فرمادیا۔ کوئی خفا اور پردہ نہیں رکھا کہ میں کوئی دینی اور مذہبی آدمی نہیں ہوں۔ نہ ہی میری تمام تگ و دو دین اسلام کی حمایت اور اشاعت و ترویج کے لئے ہو رہی ہے۔ بلکہ میں تو اپنے خاندانی غدارانہ اثرات کے تحت انگریزی گورنمنٹ کا مخلص ٹاؤٹ ہوں۔ لہٰذا جب کوئی اسلام کے خلاف تحریک اٹھتی ہے، کوئی منہ پھٹ پادری اسلام، قرآن یا سید المرسلین ﷺ کی ذات اقدس پر حملہ کرتا ہے تو مسلمانوں کے ایمانی جذبات اور اشتعال کو دبانے کے لئے بظاہر ان کا حمایتی بن کر کھڑا ہو جاتا ہوں اور پادریوں کو جواب دیتا ہوں اور گورنمنٹ سے مطالبہ کرتا ہوں حالانکہ میں تو گورنمنٹ کا اوّل نمبر کا خیر خواہ ہوں۔ ان کے اقتدار کی حفاظت کے لئے مسلمانوں کو اپنی حکمت عملی سے ٹھنڈا کر دیتا ہوں تا کہ گورنمنٹ کے لئے کوئی نقص امن کا مسئلہ پیدا نہ ہو۔ ورنہ میں تو ایک سکہ بند انگریزی ایجنٹ ہوں۔ مجھے انگریز نے ہی کھڑا کیا ہے کہ تو نبوت و مسیحیت کا ڈرامہ رچا کر ملت اسلامیہ کے عقائد میں شک و شبہات پیدا کر دے۔ جذبہ جہاد کو سرد کر دے تا کہ ہماری حکومت مستحکم ہو جائے۔ چنانچہ میں نے اسی خدمت کی ادائیگی کے لئے مسلم معاشرہ میں بے پناہ لٹریچر پھیلا کر حق خدمت ادا کیا ہے اور کرتا رہوں گا۔ یہ گورنمنٹ بالکل منصف اور عادل ہے۔ کسی مسلم کو اس کے خلاف اٹھنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے۔ اسی نے مجھے نبی، مجدد، مسیح کے دعوے کرنے کے اشارے دے کر کھڑا کیا ہے۔ لہٰذا اس کی اطاعت فرض ہے۔ الغرض یہ گورنمنٹ میری محافظ ہے اور میں اس کا محافظ ہوں۔ ہمارا باہمی گٹھ جوڑ ہے۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایئے جناب مرزا قادیانی باوجود کذاب و مکار ہونے کے کس طرح صحیح اور کھری بات علی اعلان کہہ رہے ہیں کہ نہ میں نبی نہ مسیح اور مجدد وغیرہ ہوں۔ میں تو ایک سرکاری ٹاؤٹ ہوں۔ یہ دھندہ محض پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے شروع کیا ہے۔ لہٰذا تم میرے دام فریب میں نہ آنا۔ دیکھو میں نے صحیح اسلامی عقائد و تعلیمات کے متعلق دوٹوک الفاظ میں واضح کر دیا ہے کہ صحیح اسلامی اصول اور تعلیمات شروع سے مسلسل کھلم کھلا مشہور اور شائع رہی ہیں۔

کسی بھی زمانہ میں کوئی عقیدہ مجمل یا مبہم نہیں رہا کہ بعد میں واضح ہوا ہو۔ عقیدہ ختم نبوت ہو، نزول وحیات مسیح، امام مہدی کا نظریہ ہو یا جہاد کا، سب حقائق من وعن صحیح صحیح طور پر وہی درست ہیں جو روز اوّل سے برابر مسلم چلے آرہے ہیں۔ ان میں کوئی تاویل نہیں چل سکتی۔ لہٰذا ان حقائق میں شک وشبہات پیدا کرنے والے سب بے دین اور ملحد ہیں۔

جھوٹ اور کذاب وافتراء کے متعلق مرزا قادیانی کی پرحقیقت وضاحت

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱...... ’’بے حیائی اور ایمان جمع نہیں ہوسکتے۔‘‘

(تحفہ غزنویہ ص۵، خزائن ج۱۵ ص۵۳۶)

۲...... ’’اے بے باک لوگو، جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۰۶، خزائن ج۲۲ ص۲۱۵، ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ ص۳۰۹ مفہوم)

۳...... ’’لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں، عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں۔‘‘ (براہین ج۵ ص۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۱)

۴...... ’’وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔‘‘

(شحنہ حق ۴۶، خزائن ج۲ ص۳۸۶)

۵...... ’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘

(اربعین ج۳ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۴۰۷ حاشیہ، تحفہ گولڑویہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۵۶ حاشیہ)

۶...... ’’ایسا آدمی جو ہر روز خدا پر جھوٹ بولتا ہے اور آپ ہی ایک بات تراشتا ہے اور پھر کہتا ہے کہ یہ خدا کی وحی ہے جو مجھ کو ہوتی ہے۔ ایسا بدذات انسان تو کتوں اور سوروں اور بندروں سے بدتر ہوتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۱۲۶، خزائن ج۲۱ ص۲۹۲)

۷...... ’’جھوٹ ام الخبائث ہے۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۲۸، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۱)

۸...... ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتماد نہیں رہتا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

ناظرین کرام! کتنی صاف بات ہے جو جناب مرزا قادیانی نے ظاہر کردی کہ جھوٹ کسی بھی مذہب وملت اور معاشرہ میں اچھی چیز نہیں۔ حتیٰ کہ برے سے برا آدمی بھی اس کو غلط اور

قبیح ہی سمجھتا ہے۔ حتیٰ کہ جھوٹ ام الخبائث ہے۔ جھوٹے پر قرآن مجید میں لعنت فرمائی گئی ہے اور پھر عام معاشرہ میں بھی غلط بیانی کرنے والے کا اعتماد نہیں رہتا۔ ہم ان حقائق کو دل و جان سے تسلیم کرتے ہیں کہ واقعتاً جھوٹ ایسی ہی بری شے ہے۔ لہٰذا جب سابقہ صفحات میں مرزا قادیانی نے عقیدہ ختم نبوت اور عقیدہ حیات ونزول مسیح وغیرہ قرآن وحدیث کے حوالہ سے اور نہایت تفصیل کے ساتھ امت مسلمہ کے مطابق صاف تحریر فرمادیئے تو اس کے بعد کوئی تجربہ یا بیان، چاہے وہ مرزا قادیانی کا یا ان کے کسی خلیفہ یا مرید کا ہی کیوں نہ ہو۔ وہ سب جھوٹ اور خبائث ہی ہوگا۔ کیونکہ سچ تو ایک ہی ہوتا ہے۔ دو متناقض بیان صحیح نہیں ہوسکتے۔ حتیٰ کہ خود قادیانی صاحب نے متناقض الکلام کو پاگل قرار دیا ہے۔ پھر عقائد اور واقعات میں نسخ اور تبدیلی بھی نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا ہر صورت میں صحیح بات ایک ہی ہوگی۔ دوسری سراسر غلط اور خرافات ہوگی۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا بیانات کو درست اور سچ قرار دیتے ہوئے اصل قرار دیتے ہیں۔ ان کے علاوہ جملہ بیانات کو کوئی مجبوری قرار دے کر مرزا قادیانی کو پاگل پن سے مبرا سمجھیں گے اور اسی بناء پر ہم تمام قادیانیوں کو بھی اسی حقیقت کی دعوت پیش کر کے الدین النصیحۃ کے تحت ان سے اظہار ہمدردی کرتے ہیں۔

آخری بات

ناظرین کرام! بندہ نے نہایت محنت سے مرزا قادیانی کے صحیح اور پر حقیقت اعترافات کو جمع کردیا ہے۔ آپ دیکھیں کہ آنجہانی نے ہر بات میں اصل حقیقت واضح کردی ہے۔ اب اس کے خلاف دوسری تحریرات محض کذب وافتراء، گپ اور دفع الوقتی ہوں گی۔ مرزا قادیانی کی اصل باتوں کو ہی قبول کریں۔ الٹی سیدھی باتیں ہرگز نہ سنیں۔ کیونکہ ان کے تسلیم کرنے کی صورت میں پھر مرزا قادیانی یا پاگل اور مخبوط الحواس کہلائیں گے یا کذاب ودجال۔

اب فیصلہ قادیانیوں کی مرضی پر موقوف ہے کہ کون سی صورت کو وہ منظور کرتے ہیں یا تو ان باتوں کو تسلیم کر کے اس کو صحیح الدماغ تسلیم کروالیں اور باقی باتوں کو ردی قرار دیں۔ یا اس کے برعکس باتوں کو تسلیم کر کے اس کو مخبوط الحواس اور پاگل تسلیم کرالیں۔ یا پھر ان باتوں کو چھوڑ کر دوسری باتیں تسلیم کر کے اس کو کذاب ودجال اور مفتری علی اللہ، غنڈے، بدمعاش، شریر، کتا، سور وغیرہ القابات سے مزین تسلیم کروالیں۔ جو بھی صورت منظور ہو۔ جلد از جلد اس کا اعلان کریں تاکہ لوگ اس مخمصے سے چھوٹ جائیں۔ اس کے علاوہ دوسری کوئی صورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ سب انسانوں کو حق قبول کرنے کی توفیق دے۔ آمین!

قادیانی خواتین کا حیران کن فراڈ

سچ کے روپ میں

بدترین دجل وفریب

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

اے مسلم ذرا ہوشیار باش

مرزائی ٹولی کا ہر فرد چاہے وہ بچہ ہو یا جوان، مرد ہو یا عورت، کاروباری ہو۔ ملازم ہو۔ بوڑھا ہو یا جوان۔ غرضیکہ ہر فرد اپنے مشن کے کام میں ہمہ تن مصروف ہے۔ پانچ سال کے بچے سے لے کر تا مرگ وہ ہر حالت میں مصروف کار رہے۔ ہر سطح کے افراد کی علمی یا عملی ٹریننگ کر کے اسے مشنری بنایا جاتا ہے۔ چنانچہ ان کے کچھ شعبے درج ذیل ہیں:

اطفال احمدیہ

یہ ان کے پانچ سال سے تیرہ سال کے بچوں کی تنظیم ہے۔

خدام احمدیہ

یہ نوجوانوں کی تنظیم ہے۔

لجنتہ اماء اللہ

یہ لڑکیوں اور عورتوں کی ایک فعال تنظیم ہے۔

واقفات

یہ لڑکیوں اور خواتین کی وہ تنظیم ہے جو کہ جز وقتی طور پر قادیانیت کی تبلیغ کے لئے مشنری سطح پر مسلمان معاشرہ میں گھوم پھر کر انہیں ہر طریقہ سے قادیانیت کی دعوت دیتی ہے۔ چنانچہ ہر روز ربوہ وغیرہ سے ٹولیوں کی ٹولیاں مختلف علاقوں کی طرف سفر کرتی نظر آتی ہیں۔ ان کا ہر دورہ خدمت ایک ہفتہ یا دو ہفتہ یا اس سے زیادہ بھی طول پکڑ سکتا ہے۔ ان کو یہ لوگ عارضی واقفات کا نام بھی دیتے ہیں اور بعینہ عیسائی زنانہ تنظیموں کی طرح طریقہ کار رہے۔ زیر نظر مضمون بھی اطفال احمدیہ کی تربیت کے لئے نصاب کے بارہ میں ہے کہ قادیانی زنانہ تنظیم یعنی (لجنتہ اماء اللہ) کراچی (جن کی کراچی میں ۴۲ یونٹس ہیں) کے لئے سلیمہ میر کا مرتب کردہ ہے جو کہ بالتفصیل اس طرح ہے کہ:

۱...... پانچ سے سات سال کے بچوں کے لئے قاعدہ کا نام کونپل ہے۔ اس میں سوالاً جواباً پہلے اسلامیات کو بیان کیا گیا ہے۔ تاکہ قادیانیت کی اصل فطرت دجل وفریب چابکدستی سے برقرار رہے۔ بعد میں احمدیت کے عنوان سے نہایت ہوشیاری سے مرزائیت کو پیش کیا گیا ہے۔ آخر میں سلسلہ نظم بھی ہے۔ اندرون ٹائٹل پیج پر قادیانی گرووں مثلاً مرزا

غلام احمد قادیانی، نوردین، خلیفہ محمود، ناصر احمد اور طاہر کے اقوال پیش کیے گئے ہیں۔ جن میں جھوٹ کی خوب مذمت کی گئی ہے۔ اس طرح یہ پہلا تربیتی رسالہ ٹائٹل کے علاوہ ١٦ صفحات پر مشتمل ہے۔

٢...... دوسرا رسالہ غنچہ ہے جو اسی ترتیب سے مرتب ہے اور یہ ٢٧ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ بھی پانچ سال سے سات سال کے بچوں کے لئے ہے۔ اس کے اور بعد کے رسائل کے ٹائٹل پیج پر قادیانی پروہتوں کے پرفریب اقوال درج ہیں۔

٣...... تیسرے نمبر پر ''گل'' ہے جو بہترین ٹائٹل کے علاوہ حسب ترتیب ١٠٠ صفحات پر مشتمل ہے اور یہ سات سے دس سال کے بچوں کی تربیت کے لئے ہے۔

٤...... چوتھا رسالہ ''گلدستہ'' ہے اور حسب ترتیب کہ پہلے اسلامیات پھر آخر میں قادیانیت کی زہرناک اور پرفریب تعلیم دی گئی ہے اور یہ ١٢٠ صفحات پر مشتمل ہے۔ اس کی مصنف بشریٰ داؤد ہے۔ غرض کہ بہترین ٹائٹل کے ساتھ اور ترتیب وار عنوان کے ساتھ کونپل، غنچہ، گل، گلدستہ، نہایت ہی عیاری اور مکاری کے ساتھ ترتیب دیئے گئے ہیں اور نام نہند برعکس کافور کے مصداق ہیں۔ یہ تین صد صفحات پر مشتمل قادیانی مواد دجل وفریب کا انتہائی جدید مرقع ہے اور قادیانی مزاج (دجل وفریب) کا قابل داد اور عمدہ عکاس ہے۔

اہل اسلام کو باخبر کرنے کے لئے بندہ نے یہ مختصر سا تعارف مرتب کر کے ہفت روزہ ختم نبوت میں شائع کرایا ہے اور اب علیحدہ طور پر اس کو شائع کیا جارہا ہے۔ تاکہ قرب وجوار کے مسلمان اس سے متعارف ہو کر قادیانیت کے مزاج (دجل وفریب) سے واقف ہوں۔

ناظرین! یہ قادیانیت کا ایک جدید اور گھمبیر طریق واردات ہے۔ اس لئے اس کا بغور مطالعہ فرما کر اپنے اور امت مسلمہ کے ایمان کی حفاظت کی جائے۔ اس طرح اپنے بچوں کو بھی ٹرینڈ کر کے مسلمان بچوں اور بچیوں کے ایمان کی حفاظت کا سامان فراہم کریں۔ اللہ کریم آپ کو توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

جھوٹ کے متعلق قادیانیوں کا علم بغاوت ونفرت

یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ قادیانیت کی فطرت اور خمیر ہی جھوٹ پر استوار ہے۔ اس کی بنیاد مکروفریب اور جھوٹ پر رکھی گئی تھی۔ چنانچہ قادیانیت کے بانی مرزا غلام احمد قادیانی اپنے ہر نظریئے اور مسئلہ میں بڑی جرأت سے جھوٹ بولنے کے عادی تھے۔ قرآن مجید ہو یا حدیث رسولؐ، صحابہ کرامؓ ہوں یا بعد کے آئمہ ھدیٰ، مجددینؒ امت ہوں یا

اولیائے عظام، مرزا قادیانی حسب مزاج ان کے متعلق بے دھڑک جھوٹ بولنے اور بہتان بازی کے عادی تھے۔ ان کی ہر کتاب اور رسالہ ان کے جملہ ملفوظات و مکتوبات ان کے ہر اشتہار اور ٹریکٹ اس ام الخبائث سے خالی نہیں ملیں گے۔ غرضیکہ مرزا قادیانی کا ظاہر و باطن ان کا قلم و لسان غلط بیانی، کذب و اختراء اور دجل و فریب کی نجاست و خباثت سے لتھڑا ہوا نظر آئے گا۔ اگرچہ آنجناب نے عوام الناس کو دھوکہ و فریب دینے کے لئے خود بھی اپنی تحریرات میں کئی مقامات پر جھوٹ کی زبردست مذمت کی ہے۔ مگر بالکل بے نتیجہ۔ کیونکہ مرزا قادیانی اسی آڑ میں خوب اس خباثت کا ارتکاب کیا ہے۔ جیسا کہ علمائے حق نے اس مسئلہ کے متعلق کئی رسائل مرتب کر کے قادیانی اور اس کی ذریت کو اس قول و فعل کے تضاد کی طرف توجہ دلائی ہے۔ نیز بندہ خادم نے بھی اس موضوع پر متعدد تحریرات شائع کر کے قادیانیوں تک پہنچائی ہیں۔ چنانچہ حال میں مرزا قادیانی کے ۶۰ شاہکار جھوٹ کے عنوان سے ایک انعامی کتابچہ شائع کیا گیا ہے۔ مگر قادیانیوں کی طرف سے کسی بھی تحریر یا رسالہ کا جواب نہیں مل سکا اور نہ ہی مل سکتا ہے۔

تحریک جدید، ہاں اب قادیانیوں کی رسوائے زمانہ تحریک لجنتہ اماللہ کی جناب سے جھوٹ کے خلاف ایک زبردست مہم اور تحریک چلانے کی اپیل کی گئی ہے۔ جس کے متعلق انہوں نے مرزا قادیانی کا نام تو نہیں لیا، شائد وہ آپ کے قول و فعل کے تضاد کا خوب تجربہ ملاحظہ کر چکے ہیں۔ لہذا انہوں نے جھوٹ کے متعلق اپنے خلیفہ اول حکیم نورالدین اور خلیفہ دوم بشیر الدین محمود اور دیگر افراد گروہ کے اقوال و ہدایات اور تاکیدات نقل کر کے تمام قادیانیوں کو ''ترک جھوٹ'' مہم چلانے کی اپیل کی ہے۔ اللہ کرے یہ شائد صنف نازک واقعتہ اب سے جھوٹ کے خلاف مخلص ہو کر علم بغاوت و نفرت بلند کر رہی ہیں یا اپنے پیشوا کا رول ہی ادا کر رہی ہیں۔

ذرا توجہ فرمایئے! اب ذیل میں مرزا قادیانی کے سابقہ حوالہ جات کے علاوہ مزید صرف دو اقتباس ملاحظہ فرمائیں۔ جناب والا فرماتے ہیں:

۱...... ''خدا کی جھوٹوں پر نہ ایک دم کے لئے لعنت ہے بلکہ قیامت تک لعنت ہے۔'' (اربعین نمبر۳، ص۱۲، خزائن ج۱۷ص ۳۹۸)

۲...... ''جھوٹ کے اختیار کرنے سے انسان کا دل تاریک ہو جاتا ہے۔ تمہارے لئے ضروری ہے کہ صدق کو اختیار کرو۔'' (غنچہ اندرون ٹائٹل)

۳...... جناب حکیم نورالدین خلیفہ اول کا فرمان!

''پس معلوم ہو کہ جب تک جڑ زمین میں مضبوطی کے ساتھ نہ گڑ جائے اس وقت اکھیڑنا آسان ہے اور جڑ مضبوط ہو جانے کے بعد دشوار۔ عادات وعقائد بھی درخت کی طرح ہوتے ہیں۔ بری عادت کا اب اکھڑنا آسان ہے۔ لیکن جڑ پکڑ جانے کے بعد انہیں اکھیڑنا یعنی ان کا ترک کرنا ناممکن ہوگا۔ بعض بچوں کو جھوٹ بولنے کی عادت ہوتی ہے۔ اگر شروع ہی سے اسے دور نہ کرو گے تو پھر اس کا دور ہونا مشکل ہوگا۔ ہم نے دیکھا ہے کہ جن کو بچپنے میں جھوٹ کی عادت پڑ گئی پھر عالم فاضل ہو کر بھی ان سے جھوٹ کی عادت نہیں چھوٹی ہے۔''

(اخبار بدر ج ۸ نمبر ۱۴ص ۴، ۲۸ جنوری ۱۹۰۸ء بحوالہ قادیانی کتابچہ کونپل اندرون ٹائٹل پیج)

خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین محمود کا فرمان

۴...... ''بہترین اخلاق جن کا پیدا کرنا کسی قوم کی زندگی میں نہایت ضروری ہے وہ سچ اور دیانت ہے جن کا فقدان ہی کسی قوم کو غلام بنا دیتا ہے۔'' (کتابچہ غنچہ اندرون ٹائٹل پیج)

۵...... مرزا ناصر احمد کا قوم کے نام پیغام!

''آج کل الرجیز کا زمانہ ہے۔ یعنی الرجیز دریافت ہو رہی ہیں۔ بڑی بری چیز ہے الرجی۔ مگر ایک الرجی اگر آپ حاصل کر لیں تو میں سمجھتا ہوں بہت اچھی چیز ہوگی الرجی۔ جھوٹ کے خلاف الرجی اختیار کریں۔ جھوٹ کی الرجی (نفرت) کی دعا مانگیں۔ تاکہ معاشرے کو پاک کریں جھوٹ سے۔ جھوٹ کی بیخ کنی کی کوشش کریں۔ یہ جہاد گھروں سے شروع کریں۔ گھروں کی اصلاح کا یونٹ بننا چاہئے۔ جس تک یہ آواز پہنچے خواہ وہ مرد ہو، عورت ہو یا بچے ہوں۔ ان کو جھوٹ کے خلاف جہاد کا علم بلند کر دینا چاہئے۔ جہاد کا علم دینی تعلیم وتربیت سے بلند ہو سکتا ہے۔ اسی جذبے سے یہ نصاف مرتب کیا گیا ہے۔'' (غنچہ ص التعارف)

۶...... ''آپ کے لئے ان (مرزا طاہر) کا پیغام آیا ہے کہ آپ بالکل جھوٹ نہ بولیں۔'' (لجنہ کا مرتب کردہ کتابچہ نمبر ۴ گلدستہ ص ۸۴)

۷...... ''اس طرح روزنامہ جنگ لندن کی خبر کے متعلق مرزا طاہر نے جرمن کے قادیانیوں کو نصیحت فرمائی کہ مجھے پتہ ہے کہ ہماری جماعت کے لوگوں نے ابھی جھوٹ کو مکمل طور پر نہیں چھوڑا۔ ایسے تمام لوگوں کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ جھوٹ سے توبہ کریں۔''

(جنگ لندن مورخہ ۲ جون ۱۹۹۶ء بحوالہ ماہنامہ الفاروق کراچی، جمادی الثانی ۱۴۱۷ھ)

۸...... ''ایسے ہی رسالہ کونپل میں سوال جواب کے ضمن میں سوال درج ہے کہ احمدی بچے کس چیز سے نفرت کرتے ہیں تو جواب میں درج ہے ''جھوٹ سے'' صفحہ۱۲۔ شاباش بچو اس جواب کو خوب یاد رکھنا۔''

ناظرین کرام! مندرجہ بالا قادیانی بانی اور اکابر کے ۸ اقتباس پیش کئے گئے ہیں کہ جن میں سب نے بیک زبان جھوٹ کی زبردست مذمت کرتے ہوئے اب اس کے خلاف علم جہاد بلند کرنے کی تلقین کی ہے کہ جلد از جلد اس خباثت سے جان چھڑاؤ۔ ورنہ کچھ دیر بعد اس سے جان چھڑانا ناممکن ہو جائے گا۔ بظاہر ہر فرد جھوٹ جیسی لعنت کو بیخ و بن سے اکھاڑ پھینکنے کے لئے بے تاب نظر آرہا ہے۔ مگر بانی سلسلہ مرزا غلام احمد قادیانی کا باطن تو بالکل واضح ہو چکا ہے کہ انہوں نے جھوٹ کے خلاف محض لاف گزاف پر ہی اکتفا کیا تھا۔ ورنہ اس کی بنیاد ہی اس ام الخبائث پر استوار تھی۔ اسی طرح دوسرے اکابر۔ لیکن اب قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد کے موڈ سے شک گزرنے لگا ہے کہ شاید یہ واقعی خلوص سے اور صمیم قلب سے جھوٹ سے متنفر اور بیزار ہو کر اس کی بیخ کنی کی فوری کاروائی کا حکم دے رہے ہیں۔ کیونکہ انداز نیا ہے۔ ولولہ اور عزم جدید ہے۔ نیز دوسرے افراد سلسلہ حتیٰ کہ قادیانی خواتین بھی اس نجاست کے ازالہ کے لئے پورے عزم کے ساتھ اٹھ کھڑی ہوئی ہیں۔ اللہ کرے یہ لوگ اپنے اس ارادہ اور عزم میں مخلص ہوں اور اپنی جان توڑ جدوجہد سے اس خباثت سے جان چھڑانے میں کامیاب ہو جائیں۔

راز فاش ہو گیا...... قادیانی فراڈ کھل گیا

ناظرین کرام! مذکورہ بالا قادیانی تربیتی کتابچوں کے سرسری مطالعہ کے دوران اور مذکورہ بالا اقتباسات کے پیش نظر بندہ خادم بہت خوش ہوا کہ اللہ! قادیانیوں کو ہوش آ گیا ہے۔ اب یہ لوگ سنجیدہ ہو کر شاید صحیح راستہ پر آ جائیں۔ مگر افسوس لاکھ افسوس جب ان کتابچوں کا تفصیلی مطالعہ کیا تو ہی ڈھاک کے تین پات ہی نکلے۔ وہی کذب وافتراء کی غلاظت کے چھینٹے نہیں انبار نظر آئے۔ ذیل میں آپ بھی وہ غلیظ لوتھڑے ملاحظہ فرمائیں۔ تاکہ آپ کو قادیانی فطرت اور مزاج سے خوب آگاہی ہو جائے۔ قادیانی خاتون سلیمہ میر جو جھوٹ کے خلاف علم بغاوت ہر گھر میں لہرانے کے لئے بے تاب نظر آرہی تھیں اس نے خود لکھ دیا کہ:

۱...... ''رسول پاک ﷺ نے بتایا کہ ہر سو سال کے بعد ایک مجدد آئے گا۔ تیرہ سو سال کے بعد جو مجدد آئے گا وہ بڑی شان والا ہوگا اور وہ مہدی ہوگا۔ رسول پاک ﷺ نے بتایا کہ آخری زمانے میں آنے والا مجدد مہدی کہلائے گا۔ وہی مسیح ہوگا۔ بچو ہم اس زمانے میں پیدا ہوئے ہیں۔ اس بڑی شان والے مہدی کا زمانہ ہے۔''

(دیکھئے لجنہ اماء اللہ کا دوسرا تربیتی رسالہ غنچہ ص ۵۷)

ناظرین کرام! یہی وہ منفرد اقتباس ہے جو مرزا قادیانی نے اپنی مشہور کتاب براہین احمدیہ حصہ پنجم میں نقل کیا ہے کہ: ''احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ اسی طرح دیگر کتب میں بھی نہایت اہتمام سے یہ مفہوم پیش کیا گیا ہے کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۱۸۸، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۹) اور یہاں ان الفاظ کو ذرا بدل کر مگر مفہوم وہی بیان کر دیا گیا ہے۔ تا کہ عوام الناس ان کے چکر میں آ سکیں۔

یہ حوالہ مدت سے قادیانیوں کے لئے سوہان روح بنا ہوا ہے۔ علمائے اسلام کئی مواقع پر یہ اقتباس قادیانی مربیوں کے سامنے پیش کر چکے ہیں کہ کوئی ایک ہی صحیح نہیں بلکہ ضعیف حدیث ہی پیش کرو جس میں چودھویں صدی کا لفظ ذکر ہو۔ مگر آج تک وہ حوالہ پیش کرنے سے قاصر ہیں۔ حتیٰ کہ کئی قادیانی دولت ایمان سے بھی مالا مال ہو چکے۔ مگر اس کا ثبوت پیش نہیں کیا جا سکا اور نہ ہی آئندہ ممکن ہے۔ اب جھوٹ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے والی لجنہ نے لفظی ہیر پھیر کے ساتھ وہی نظریہ پیش کر کے قادیانی فطرت اور مزاج کا اظہار کر دیا ہے۔ واقعی حکیم صاحب نے صحیح بات لکھی ہے کہ پودے کی جڑ مضبوط ہو جانے پر اسے اکھاڑنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔ جھوٹ کا عادی ہو جانے سے اسے ترک کرنا محال ہو جاتا ہے۔

۲...... دوسری جگہ یوں لکھ دیا ہے:

''رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا کہ تیرہ صدیوں کے شروع میں مجدد آئیں گے۔ مگر چودھویں صدی میں بہت بڑا مجدد آئے گا۔ آپ نے اس مجدد کو مہدی کہا۔ یعنی ہدایت کرنے والا۔''

(تربیتی نصاب کا تیسرا رسالہ ''گل'' صفحہ ۵۷)

۳...... ماں بچہ کے سوال جواب کے سلسلہ میں ایک سوال درج ہے کہ:

رسول پاک ﷺ ان کو (مرزا قادیانی) جانتے تھے۔ جواب میں لجنتہ اماء اللہ کی صدر سلیم میر لکھتی ہیں کہ:

''بالکل جانتے تھے۔ انہوں نے ہی بتایا تھا کہ جب مجھے اللہ تعالیٰ کے پاس جانے کے بعد چودہ سو سال گزر جائیں گے تو ایک بڑا پیارا شخص مہدی بن کر آئے گا اور یہ بھی بتایا تھا کہ اس زمانہ میں لوگ اسلام کو بھول چکے ہوں گے۔'' (کتابچہ بنام غنچہ صفحہ ۵۸) الا لعنة الله علی الکاذبین!

بتاؤ کہاں یہ فرمان نبوی ہے؟۔ مذکورہ مندرجہ بالا دونوں اقتباس کذب وافتراء کی بدترین مثال ہے۔ کیونکہ نہ تو کسی حدیث میں تیرھویں صدی کا ذکر ہے نہ چودھویں کا۔ ویسے دوسرے اقتباس میں قادیانی خاتون نے ایک نئی بات لکھ دی ہے کہ چودہ سو سال گزر جانے کے بعد۔ یعنی گویا پندرھویں صدی میں وہ عجوبہ روزگار مغل بچہ آئے گا۔ (یہ سب میراق وہسٹریا کے کرشمے ہیں)

نیز یہاں مرزا قادیانی کے لئے عہدہ رسالت اور مسیحیت نظر انداز کر کے عہدہ مہدویت پر زور دیا جا رہا ہے جو کہ قادیانیوں کا ایک عظیم فراڈ ہے کہ عوام منصب رسالت کے سننے سے بھی بدکتے ہیں اور مسیحیت کا نام سن کر بھی۔

مہدویت چونکہ عام اور معروف عونان ہے۔ اتنا اشتعال انگیز نہیں۔ لہذا اسے نمایاں شہرت دی جارہی ہے۔ باقی یہ امر بھی قابل توجہ ہے کہ مسلمان اسلام کو بھول چکے ہیں اور مرزا قادیانی اس کی تجدید کریں گے۔ اب بتلایا جائے کہ مسلمان کہاں اسلام کو بھول گئے تھے۔ اور مرزا قادیانی نے کون سا نیا اسلام پیش کیا ہے؟۔

غرضیکہ ایک ایک جملہ کذب وافتراء اور دجل وفریب کا پیکر ہے جو کہ قادیانیت کی فطرت اور بنیاد ہے۔

۴..... ایک جگہ یوں لکھ دیا کہ:

''احادیث میں لکھا ہے کہ آنحضور ﷺ کی وفات ۱۲۰۰ سال بعد مہدی آئیں گے۔ آنحضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ ہر صدی کے سر پر مجدد آئیں گے اور چودھویں صدی میں امام مہدی آئیں گے۔'' (گل ص ۸۶)

یہ سب کچھ قادیانی فطرت کا اظہار ہے۔ کسی بھی حدیث میں مہدی کے لئے نہ

۱۲۰۰ سال بعد کا ذکر ہے نہ ہی ۱۴۰۰ سال بعد کا۔ نیز مرزا قادیانی احادیث میں مذکور امام مہدی کے تو سرے سے منکر ہیں۔ پھر خدا جانے یہ سلیمہ میر کیوں بار بار بحوالہ امام مہدی کا تذکرہ کر رہی ہیں؟۔

۵...... سلیمہ میر ایک جگہ یوں لکھتی ہیں کہ:

''حضرت علی سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ایک عظیم الشان مرد امامت کا دعویٰ کرے گا۔ اس کے ظاہر ہونے کا مقام دو نہروں، دو دریاؤں کے درمیان ہوگا۔'' (مشکوٰۃ باب اشراط الساعۃ ص ۴۷۱)

اس کے بعد لکھا ہے کہ:

''قادیان دو دریاؤں یعنی راوی اور بیاس کے درمیان ہے۔ پھر مادھپور سے دو بڑی نہروں نہر قادیان اور نہر بٹالہ کے درمیان بھی واقع ہے۔''

آگے فرماتی ہیں:

''بات یہاں تک پہنچ گئی کہ دمشق سے مشرق کی طرف برصغیر کے ملک ہندوستان میں دو دریاؤں کے درمیان ایک گاؤں سے مہدی ظہور فرمائیں گے۔ پھر آگے گاؤں کا نام کدعہ بمعنی قادیان بھی لکھ دیا۔'' (غنچہ صفحہ ۸۹)

سبحان اللہ! الامان والحفیظ۔ دعویٰ جھوٹ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے اور پھر کرتوت اور ڈرامہ وہی پرانی طرز کا۔ کچھ تو خدا کا خوف کرتیں۔ میر صاحبہ کیا آپ نے مرنا نہیں۔ قبر کا اندھیر گھڑا تصور میں نہیں آتا۔ قول وعمل کا اتنا تضاد۔ آپ کس خدا کی بندی ہیں؟۔ اتنی بیباکی اور جسارت میں نہایت دلسوزی سے خدمت میں گزارش کرتا ہوں کہ ذرا مشکوٰۃ شریف کے مذکورہ صفحہ پر اپنا ذکر کردہ حوالہ ثابت کردیں کہ دو نہروں یعنی راوی اور بیاس کے درمیان واقع قادیان سے ایک عظیم الشان مرد امامت کا دعویٰ کرے گا............ الخ۔ تو منہ مانگا انعام پائیں۔

میں حلفاً عرض کرتا ہوں کہ آپ یہ الفاظ حدیث میں دکھادیں تو میں آپ کو منہ مانگا انعام پیش کروں گا۔ لہٰذا آپ بے اس مشن کا پرجوش مبلغ بن جاؤں گا۔ اگر نہ دکھا سکیں تو صرف مرزا قادیانی اور مرزائیت پر تین حرف (ل ع ن) بھیج کر اسی اسلام سے وابستہ ہوجائیں جو امت مسلمہ کا دین ہے۔ میر صاحبہ حدیث کے الفاظ میں لکھ دیتا ہوں۔ ترجمہ آپ کسی عربی دان سے کرالیں۔ سنئے:

''عن علیؓ قال قال رسول اللہ ﷺ یخرج رجل من وراء النهر (لیس بین نهرین) یقال له الحارث حراث ۰ علی مقدمته رجل یقال له منصور (فاین منصور القادیانی) یوطن اویمکن لال محمد کما مکنت قریش لرسول اللہ ﷺ ۰ وجب علی کل مومن نصره اوقال اجابته (ابوداؤد بحواله مشکوٰة ص ٤٧١)''

فرمایئے کہاں دونہروں کے درمیان کا ذکر ہے۔ کہاں ہے مرزا قادیانی کے باڈی گارڈ کا نام منصور۔ کب مرزا قادیانی نے اہل بیت کا اقتدار قائم کیا۔ وہ تو خود انگریز سرکار کے کاسہ لیس تھے۔ ان سے اپنا تحفظ مانگتے رہتے۔ اب فرمایئے قادیانی خواتین نے جھوٹ کے خلاف کون سا علم بغاوت بلند کیا؟ یا سابقہ جھوٹ کو نئے انداز میں بنا سنوار کر پیش کر دیا ہے۔ خدارا مخلوق خدا کے ساتھ اتنا ظلم نہ کریں۔ ان کی سادہ لوحی سے غلط مفاد نہ اٹھائیں۔ کیا قادیانی بچوں کو اسی فراڈ اور ڈرامہ بازی کی تربیت دینا ہے۔ خدارا کچھ تو خدا کا خوف کرو۔ آخر مرنا ہے اور سنئے یہی سلیمہ میر صاحبہ قادیانی دجل وزندقہ کا مظاہرہ یوں کرتی ہیں کہ:

''قرآن پاک میں لکھا ہے کہ آنحضو ﷺ دوبارآئیں گے اور آنحضو ﷺ سمجھا رہے ہیں کہ وہ شخص (یعنی دوبارہ آنے والا) غیر عرب ہوگا۔ اس کا مطلب ہے کہ آنحضو ﷺ خود نہیں آئیں گے بلکہ کوئی غیر عرب شخص آئے گا۔ وہ وہی کام کرے گا جو آنحضو ﷺ کرتے آئے تھے۔'' (گل ص ۸۵)

العیاذ باللہ! ثم العیاذ باللہ! کذب علی النبی ﷺ کی اتنی جرأت مندانہ مثال صرف قادیانی ذریت ہی پیش کرسکتی ہے جو صدق و دیانت سے سو فیصد کورے اور بالکل اس کے مخالف ہیں۔ فرمایئے کس قرآن میں لکھا ہے کہ آنحضو ﷺ دو دفعہ آئیں گے؟۔ معاذ اللہ! پھر کہاں لکھا ہے کہ دوسری مرتبہ کی آمد ایک غیر عرب آدمی کے روپ میں ہوگی؟۔ آنحضو ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ میں موجودین کا بھی نبی ہوں۔ ومن یولد بعدی کا بھی اور اپنے سے بعد آنے والوں کا بھی میں ہی نبی ہوں۔ (کنز بحوالہ ہدیۃ المہدیین)

نیز آپ کے پیشوا جناب مرزا قادیانی بھی آپ کے خلاف یہی اقرار کررہے ہیں۔ چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتے ہیں:

...ی النبی الکریم آخرین من امته بتوجهاته الباطنیه کما کان یزکی صحابته (خزائن ص ۲۴۴، ج ۷، حمامۃ البشریٰ ص ۴۹)

ایسے ہی (آئینہ کمالات ص ۲۰۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً) پر بھی یہی مفہوم نقل کرتے ہیں:

تو پھر آپ کیسے اپنے پیشوا کے خلاف ایک دوسرا اور جدید مفہوم پیش کرنے کی جرأت کر رہی ہیں۔ عجیب چکر ہے۔ دعویٰ تو ہے جھوٹ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا۔ مگر اس ام الخبائث میں پہلے سے بھی بڑھ کر غرق ہو رہی ہیں۔ خدارا موت کو کبھی کبھار یاد کر لیا کریں تو شاید آپ کو راہ ہدایت نصیب ہو جائے۔

۸...... ماں کے عنوان سے لکھا ہے کہ:

''مجھے حدیث سناتے ہوئے آنحضورﷺ کے امام مہدی سے پیار کی ایک اور حدیث یاد آ گئی۔ ایک دفعہ آنحضورﷺ اپنے ساتھیوں کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ نے فرمایا اے اللہ مجھے اپنے بھائیوں سے ملا۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہﷺ ہم آپ کے بھائی نہیں۔ آنحضورﷺ نے فرمایا تم تو میرے صحابہؓ ہو۔ میرے بھائی تو آخری زمانہ کے وہ لوگ ہوں گے جو مجھ پر سچا ایمان رکھیں گے۔ حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہیں۔''

(گل نمبر ۸۶ بحوالہ کتاب بحار الانوار)

فرمایئے آپ کو اہل سنت کی مسلم شریف چھوڑ کر رافضیوں کے آنگن میں جانے کی کیا ضرورت لاحق ہوگئی۔ آیا اس کتاب کے غیر معروف ہونے کی بنا پر یا سنی مسلم شریف سے تمہارا مقصد پورا نہیں ہو رہا تھا۔ کیا اس قسم کی تجدید کے لئے یہ مغل بچہ صاحب مبعوث ہوئے تھے؟۔

میر صاحبہ یہ حدیث سہل الحصول کتاب مشکوٰۃ کے صفحہ ۴۰ پر موجود ہے جو کہ آپ کے مفہوم کے یکسر خلاف تھی۔ پھر تم نے مشکوٰۃ شریف کو نظر انداز کر کے ایک غیر متداول کتاب کا سہارا کیوں لیا؟۔ صرف اس لئے کہ وہاں الفاظ آپ کے مقصد کے موافق ہوں گے یا اس غیر متداول کتاب تک کسی کی رسانہ ہوگی۔ لہٰذا اس کے حوالہ سے جو جی میں آئے لکھ کر عوام الناس کو آسانی سے دھوکہ دیا جا سکتا ہے۔ خصوصاً جھوٹے قادیانی بچوں کی تربیت تو قادیانی بدفطرتی پر ہو سکے۔

کتابچہ گل کے صفحہ ۸۴ پر عنوان تو قائم کیا ہے امام مہدی کا مگر آیت بتائی جا رہی وآخرین منھم لما یلحقوابھم! ایمان داری سے فرمایئے یہ آیت رسالت کے متعلق ہے یا مہدویت کے متعلق؟۔ پھر اس صفحہ کے آخر میں لکھ دیا ہے کہ:

۹...... ''وہی اللہ پھر اس رسول (خاتم الانبیاء) کو دوسرے لوگوں میں بھیجے گا۔ یہی رسول پھر آیات سناتے پاک بنانے اور کتاب وحکمت سکھانے کا کام کرے گا۔''

(صفحہ ۸۴، ۸۵)

اب ایمان داری سے بتایئے کہ مسئلہ رسالت بیان ہو رہا ہے یا امام مہدی کا؟۔ ملاحظہ فرمایئے وہی امور اربعہ جو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ ﷺ کے نمایاں فرائض منصبی تھے۔ وہی امام مہدی (اپنے مرزا قادیانی) کے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ العیاذ باللہ!

فرمایئے کس آیت یا حدیث میں امام مہدی کے اوصاف میں یہ امور اربعہ مذکور ہیں۔ نیز جناب قادیانی نے ان امور اربعہ کیسے اور کہاں تعمیل کی ہے۔ آپ نے کتنے بت پرستوں سے ٹکرلے کر ان کو ایمان میں داخل کیا۔ کون سا کعبۃ اللہ واگزار کرایا۔ ہاں یہ کیا کہ آپ کی برکت سے قبلہ اول بیت المقدس دوبارہ اہل صلیب کے قبضہ میں آ کر یہود کے زیر تسلط آ گیا۔ فرمایئے آپ نے کتنے غزوات کی کمان فرمائی ہے۔ کتنا ہندوستان کا علاقہ فتح کیا۔ آپ کی برکت سے تو قادیان بھی کفار کے تسلط میں چلا گیا۔ کتنے افراد کو پاک وصاف کر کے بقیہ مسلمانوں کا پیشوا بنایا۔ کتنے حج کیے؟۔ کہاں کہاں کتب وحکمت کے ادارے قائم کیے۔ فرمایئے مرزا قادیانی نے خاتم الانبیاء والے کون کون سے کام کیے ہیں۔ کتنے قیاصرہ اور کسروں کو مغلوب کیا؟۔ کتنے بت خانے معدوم کیے؟۔

ناظرین کرام! فرمائے کتنی بھیانک اور خطرناک ہے قادیانی ڈرامہ بازی۔ کیسا عجیب وغریب ہے یہ مکروفریب کہ علم بغاوت بلند کیا جھوٹ کے خلاف۔ مگر اسی علم کے تحت پرانے صد سالہ مروج جھوٹ کو پاؤں لگانے کی کوشش کرنے لگے۔ کیا نرالی شعبدہ بازی ہے اللہ کریم ہر فرد بشر کو اس ابلیس کے ہتھکنڈوں سے محفوظ رکھے اور صرف اپنے حبیب عظیم ﷺ کے دامن رحمت وشفقت سے وابستہ رکھے۔ آمین!

اپیل! آخر میں بندہ دوبارہ قادیانی خواتین سے مطالبہ کرتا ہے کہ مندرجہ بالا حوالہ جات کو ثابت کیجئے۔ ورنہ جھوٹ کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے کا ڈرامہ نہ رچائیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کو عقل وشعور نصیب فرمائے۔ ورنہ آپ کو صفحہ ہستی سے معدوم کر کے اپنی پیاری مخلوق کو اس فتنہ وآزمائش سے محفوظ فرمائے۔ آمین! خادم عبداللطیف مسعود ڈسکہ!

خاتم النبیین لا نبی بعدی
ایک مسجد کی
حالت زار
عوام اور حکومت کے لئے لمحہ فکریہ
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

ایک مسجد کی حالت زار

عوام اور حکومت کے لئے لمحہ فکریہ

۱۹۵۷ء کے بعد برصغیر (پاک وہند) میں انگریزی استعمار کے منحوس سائے تلے امت مسلمہ کے لئے بہت سے فتنے ظہور پذیر ہوئے۔ جن میں سے فتنہ مرزائیت سب سے گھمبیر، خطرناک، گمراہ کن اور بھیانک تھا۔ کیونکہ یہ فتنہ ہائلہ باوجودیکہ صیہونیت اور مغربی استعماریت کا نمایاں آلہ کار تھا۔ مگر یہ مذہبی آڑ اور عنوان لے کر نمودار ہوا۔ وہی نام، وہی شعار واصطلاحات، وہی اظہار۔ حالانکہ یہ ملک وملت دونوں کے لئے مہلک تھا۔ اس لئے شروع میں ملت اسلامیہ کی اکثریت اسے ایک مذہبی گروہ سمجھتی رہی۔ کئی پیشوایان دین نے ابتداء میں فتوائے تکفیر میں بھی احتیاط برتی۔ ادھر عوام الناس کا تو یہ حال ہے کہ بزرگان ملت اور علمائے اسلام پوری تفصیل ووضاحت کے ساتھ پورے سوسال سے اس کی حقیقت نمائی اور نقاب کشائی فرمارہے ہیں۔ مگر اکثر عوام الناس اب بھی ان کی اصل حقیقت کو باور کرنے کی طرف متوجہ نہیں ہورہے۔ جس کے نتیجے میں ان ملحدین اور زندیقوں کا کچھ نہ کچھ کام چل رہا ہے۔ اگرچہ عوامی سطح پر اب مرزائیت ایک گالی تصور ہونے لگی ہے۔

عوام الناس کی اس ناواقفی اور عدم توجہی سے ان لوگوں نے بہت فائدہ اٹھایا ہے جس کے نتیجہ میں عام مسلمان ان سے رشتہ داریاں کرتے رہے۔ مسجدوں میں اکٹھی نماز اداء کرتے رہے۔ جنازوں میں شامل ہوتے رہے۔ بڑی قربانی میں شریک ہوتے رہے۔ غرضیکہ معاشرتی، سماجی حتیٰ کہ مذہبی سطح پر بھی ان کے شریک کار ہوتے رہے۔ معاذ اللہ!

ہاں! ۱۹۷۴ء میں ان کو غیر مسلم اقلیت قرار دیئے جانے پر عوامی سطح پر کافی شعور پیدا ہوا۔ اس کے بعد ناواقف لیکن غیرت مند مسلمان سنبھل گئے۔ وہ ان کو غیر مسلم، مرتد اور زندیق وملحد سمجھ کر معاشرتی تعلقات کے بارے میں محتاط ہوگئے۔

مگر ابھی تک ایسے افراد کی کمی نہیں جو اپنے آپ کو مسلمان کہلاتے ہوئے بھی اپنے دین وایمان اور محبت وعقیدت خاتم النبیین ﷺ کا تقاضا پورا نہیں کرتے۔ وہ اب بھی مرزائیوں کے بارے میں نرم گوشہ رکھے ہوئے ہیں۔ ان کی حسب سابق تعلق داریاں ہیں۔ خوشی غمی کی رسومات میں برادری یا محلہ داری کی سطح پر شرکت سے پرہیز نہیں کرتے۔

اللہ سے عاجزانہ استدعا ہے کہ وہ خاتم المرسلین محمد ﷺ کے ہر نام لیوا اور عقیدت مند کو اس مذہب وملت کے ناسور سے محفوظ رہنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

۲

موضع موسیٰ والا کی مسجد اور مسلمان

آمدم برسر مطلب، مندرجہ بالا تفصیل کی روشنی میں اس گاؤں کے مسلمانوں کی حالت بھی کچھ ایسی ہی تھی۔ یہاں پچھلی صدی کی ایک مسجد تھی۔ جبکہ ابھی قادیانیت کا یہ مہلک ناسور نہ پھوٹا تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ مسجد مسلمانوں ہی نے تعمیر کی تھی۔ مگر اسی ناواقفی اور عدم توجہی کی صورت کے تحت کچھ افراد قادیانیت کے چکر میں آگئے اور کچھ افراد دوسرے علاقے سے آکر یہاں آباد ہوگئے۔ پھر یہ قادیانی لوگ بھی اس مسجد میں آنے جانے لگے اور اپنی ہوشیاری اور چابکدستی سے مسجد مذکور کے کرتا دھرتا اور متولی بن بیٹھے۔ اکٹھی نمازیں، اکٹھی قربانیاں اور جنازے ہوتے رہے۔

دریں حالات مسلمان تو اپنے بھولے پن سے اتنے ہی رہے۔ مگر مرزائی اندرون خانہ ریشہ دوانیاں کرتے ہوئے اپنی نفری میں اضافہ کرتے رہے۔ برادری سسٹم اور خاندانی تعلقات سے خوب فائدہ اٹھاتے رہے۔

۱۹۶۰ء میں جبکہ ڈسکہ میں پروانہ ختم نبوت استاذ محترم حضرت مولانا محمد فیروز خان صاحب ثاقب نے دار العلوم مدنیہ قائم فرمایا۔ توحید وسنت کے محاذ پر بالخصوص اس فتنہ مرزائیت کے محاذ پر سینہ سپر ہوکر ہر طرف پیش قدمی فرمانے لگے۔ ڈسکہ کے بڑے بڑے قادیانی جگادریوں کو ناکوں چنے چبوادیئے۔ اس للکار و یلغار حق سے یہ گاؤں بھی متاثر ہونے لگا۔ یہاں بھی اس مرد مجاہد کے بیانات اور اجلاس شروع ہوگئے تو عوام دیہہ کو کچھ شعور ہونے لگا۔ حتیٰ کہ یہاں بھی حق وباطل کی رزمگاہ برپا ہوگئی۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ موسیٰ والا کے قریبی گاؤں بھروکے بھی اس محاذ آرائی اور للکار حق کے نرغے میں آگیا۔ چنانچہ اس کے نتیجے میں مشترکہ نماز وجنازہ اور قربانیوں کا مسئلہ واضح ہوگیا۔ مرزائیت اور دین حق میں خط امتیاز صاف نظر آنے لگا۔ علیحدہ مسجد کا منظر سامنے آگیا۔

تحریک ۱۹۷۴ء

اس تحریک کی کامیابی کے نتیجے میں قادیانیت کے مکروفریب کا پردہ چاک ہوگیا۔ مرزائیت کے مکروہ چہرے کا نقاب اتر گیا۔ تمام غیرت مند مسلمان اصل حقیقت کو پاچکے۔ جس کے نتیجے میں یہ حق وباطل کی محاذ آرائی ہر جگہ مزید سے مزید نمایاں اور متحرک ہوگئی۔ کیونکہ قادیانیوں نے اپنی حیثیت (غیر مسلم) تسلیم نہ کی تھی۔ بلکہ انہوں نے اپنی ریشہ دوانیاں اور سازشیں مزید تیز تر کردیں۔ چنانچہ اس گاؤں (موسیٰ والا) میں بھی کچھ ایسی ہی صورت حال پیدا ہوگئی۔ مرزائیوں نے ایک خاص پلان اور پروگرام کے تحت اہل اسلام سے مختلف حیلوں بہانوں سے الجھنا شروع کردیا جس کی کچھ تفصیلات ہماری کتاب ''قصر مرزائیت میں اور شگاف'' کے

دیباچہ میں ایک واقف حال کے قلم سے مذکور ۱ ہیں۔

اس تحریر کے مطابق ایک سال عید کے موقعہ پر عیدگاہ میں نماز کے لئے آئے ہوئے نہتے مسلمانوں پر قادیانیوں نے حملہ کر دیا (حالانکہ ان کے گرو مرزا غلام احمد قادیانی نے دینی جنگ کو حرام قرار دیا ہے) جس کے نتیجہ میں دو قادیانی ہلاک ہو کر واصل جہنم ہوئے اور کچھ مسلمان شدید زخمی ہو گئے۔

اس کے بعد فوجداری مقدمات بمع مذہبی بحثوں کا سلسلہ شروع ہو گیا جو سول کورٹ سے ہائی کورٹ تک پہنچا اور پھر سول کورٹ میں آ کر فیصلہ کے مرحلہ تک پہنچا۔ یہ مقدمہ ابتدائی طور پر مورخہ ۱۴؍ اپریل ۱۹۷۵ء کو برائے استقرار حق اور حکم امتناعی دوامی دائر کیا گیا جو کہ ہائی کورٹ تک پہنچ کر دوبارہ سول عدالت ڈسکہ میں مورخہ ۱۱؍ اکتوبر ۱۹۸۷ء کو منتقل ہوا۔ پھر پوری بحث وتمحیص کے بعد مورخہ ۲؍ مئی ۱۹۸۸ء کو سول جج جناب منظور حسین ڈوگر نے اس کا فیصلہ اہل اسلام کے حق میں سنا دیا۔

اس مقدمہ میں زیر بحث آنے والے امور و نکات

۱۹۷۴ء کا اسمبلی کا فیصلہ اگرچہ اپنی تفصیلات اور ایمان افروز فیصلہ کے لحاظ سے ایک منفرد تاریخی تھا۔ مگر یہ فیصلہ بھی اپنی بحث وتمحیص، نکات اور فیصلہ کے لحاظ سے نہایت اہم اور منفرد حیثیت کا حامل ہے۔ کیونکہ اس میں قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کے علاوہ ان کے اسلامی اصطلاحات وشعائر کو استعمال کرنے کے متعلق بھی بحث وفیصلہ تھا۔ جس کو موجودہ سپریم کورٹ کے فیصلہ کا دیباچہ اور پیش خیمہ قرار دیا جا سکتا ہے۔ اس میں کافی حد تک قادیانی چالاکیوں اور مغالطوں کو زیر بحث لایا گیا تھا جن کا ہماری طرف سے مسکت اور فیصلہ کن جواب پا کر فاضل جج بالکل مطمئن ہو گئے تھے۔

اس مقدمہ میں زیر بحث آنے والے امور و نکات یہ ہیں:

قادیانی موقف

۱...... ستمبر ۱۹۷۴ء کے فیصلہ (قادیانی غیر مسلم اقلیت ہیں) کو تسلیم کرتے ہوئے بھی قادیانی اسلامی شعائر واصطلاحات استعمال کرنے کے مجاز ہیں۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہہ سکتے ہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں غیر مسلموں کے عبادت خانوں کو مسجد کہا گیا ہے۔ جیسے سورہ کہف کی آیت ۲۱ میں اس کی وضاحت ہے۔

۲...... مسجد متنازعہ کی تولیت اور انتظام وانصرام چونکہ مدت سے قادیانیوں کے

---

۱ اس کتاب میں مقدمہ مسجد کے سلسلہ میں تمام مباحث کو سمو دیا گیا ہے اور آخر میں عدالتی فیصلہ کا انگریزی متن اور پھر اس کا اردو ترجمہ بھی شامل کر دیا گیا ہے۔ اس کا مطالعہ آپ پر بہت سے حقائق منکشف کر دے گا۔

پاس ہے۔لہٰذا وہ مسجد انہی کا حق ہے۔

۳...... اس مسجد کی تعمیر و آرائش ثانی واضح طور پر قادیانیوں نے کرائی ہے۔لہٰذا وہی اس کے حق دار ہیں۔

۴...... قادیانیوں نے اپنے مخصوص مسائل وعقائد (وفات مسیح اور اجرائے نبوت) کی تائید میں متعدد مغالطہ آمیز حوالہ جات پیش کر کے اپنے آپ کو برحق اور عامتہ المسلمین کو غلط کار ثابت کرنے کی ناکام سعی کی۔

ڈسکہ میں عدالتی کارروائی کے دوران قادیانیوں نے ایک خاص غرض اور منصوبہ کے تحت اپنے سینئر قادیانی وکلاء (مجیب الرحمٰن اور عبدالحمید وغیرہ) کو عدالت میں پیش کیا جنہوں نے نہایت عیاری اور چابکدستی سے نئے سرے سے پھر اپنے باطل اور گمراہانہ عقائد پر دلائل پیش کرنے شروع کر دیئے جس کے وہ ہرگز مجاز نہ تھے۔کیونکہ ان تمام مباحث کا قومی اسمبلی نے پوری بحث وتمحیص کے بعد اہل اسلام کے حق میں فیصلہ کر دیا تھا۔

پھر اصولی طور پر وہ اس بات کے پابند تھے کہ اپنے پیش کردہ دلائل کا جواب بھی سن کر جاتے۔تاکہ حق وباطل کا فیصلہ عوام الناس بھی کر لیتے۔لیکن وہ تو صرف وقت گزاری اور خانہ پری کی سطح پر تھے۔لہٰذا جب ہمارے جوابی بیانات کی باری آئی تو تمام قادیانی مع اپنے وکلاء کے کمرہ عدالت سے روپوش ہوگئے۔اس کے باوجود ہم نے مسکت جوابی بحث کر کے ان کے تمام خانہ ساز دلائل کا تاروپود بکھیر کر اصل حقیقت نمایاں طور پر واضح کر دی جس سے عدالت پوری طرح مطمئن ہوگئی۔

جواب

۱...... چنانچہ ہم نے بے شمار قرآنی دلائل سے واضح کر دیا کہ مسجد صرف مسلمانوں ہی کی ہوسکتی ہے۔کسی غیر مسلم کی عبادت گاہ مسجد نہیں کہلا سکتی۔ نیز یہ بھی ثابت کر دیا کہ تمام انبیاء علیہم السلام سابقین اپنی امتوں کو اسلام ہی کی تلقین وتبلیغ فرماتے رہے۔وہ امتیں مسلمان ہی تھیں۔یہ یہود اور مسیحی بعد میں لوگوں نے اپنے طور پر نام وضع کر لئے ہیں۔لہٰذا جب اصل میں وہ مسلمان ہی تھے تو ان کی عبادت گاہیں بھی مسجد ہی کہلائیں گی۔ہاں اختلاف لسانی کے لحاظ سے کوئی دوسرا نام بھی ہوسکتا ہے۔

۲...... مسجد صرف مسلمان ہی تعمیر کر سکتا ہے۔کسی غیر مسلم کی بنائی ہوئی عمارت بنام مسجد، مسجد نہیں کہلا سکتی۔زیادہ سے زیادہ وہ مسجد ضرار کہلائے گی۔اسی بنا پر غیر مسلم کی بنائی ہوئی عبادت گاہ بنام مسجد، مسلمان بطور مسجد استعمال نہیں کر سکتے۔جیسے کہ مسجد ضرار کا واقعہ سورہ توبہ میں مذکور ہے اور اسی طرح کوفہ میں مسیلمیوں کی بنائی ہوئی عمارت بنام مسجد، جس کے مسمار کرنے کا حکم

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ گورنر کوفہ نے صادر فرمایا تھا۔ (دارمی شریف، حدیث نمبر ۲۵۰۶)

۳...... اگر کسی وقت مسلمان کوئی مسجد تعمیر کریں۔ اس کے بعد خدانخواستہ اس پر کفار قابض ہو جائیں تو پھر بھی اس کی مسجدیت زائل نہ ہوگی۔ بلکہ وہ مسجد ہی رہے گی۔ جب بھی مسلمان دوبارہ اس پر قابض ہوں گے تو وہ اسے بطور مسجد استعمال کریں گے۔ یہ غیر مسلم کا قبضہ وتصرف چاہے کتنا ہی طویل ہو اس کی مسجدیت کو زائل نہ کر سکے گا۔ جیسے لاہور کی شاہی مسجد جو کہ سلطان اورنگ زیب نے بنوائی تھی۔ بعد میں اس پر کفار نے قبضہ کر کے اسے اصطبل میں تبدیل کر دیا۔ مگر جب وہ دوبارہ مسلمانوں کے حق میں واگزار ہوگئی تو وہ آج تک مسلمانوں کے زیر تصرف مسجد ہی ہے۔ یہ عارضی تصرف کفار اس کی حیثیت اولیٰ پر اثر انداز نہ ہوا۔ اسی طرح اندلس، ہندوستان، سمرقند اور بخارا وغیرہ میں لاکھوں مساجد کا معاملہ ہے کہ وہ تعمیر تو مسلمانوں نے کی تھیں۔ بعد میں کفار کے تصرف میں چلی گئیں۔ لیکن جب پھر اس پر مسلمان قابض ہوں گے تو وہ عمارات اپنی بنیادی اور ابتدائی حیثیت کے مطابق مسجد ہی ہوں گی۔ اس بھی واضح خانہ کعبہ کی مثال ہے کہ اسے ابتداً چونکہ امام الموحدین حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تعمیر کیا تھا۔ اس پر اس کی مسجدیت ثابت اور محقق ہوگئی۔ بعد میں اس پر کئی دور آئے۔ خاص کر بعثت آخر الانبیاء علیہ السلام سے تین صدی پیشتر سے وہ بت خانہ بنا دیا گیا تھا۔ مگر جب اہل اسلام کے قبضہ میں آیا تو اس کی ابتدائی پوزیشن بحال کی گئی اور آج تک وہ بیت اللہ ہی ہے۔ عہد اسلام کے دوران بھی ایک آدھ مرتبہ ملحدین کے تصرف میں آیا جیسے کچھ مدت (۱۹ سال) تک قرامطیوں کا تصرف وقبضہ۔ مگر جب اس پر مسلمان اہل توحید متصرف وقابض ہوئے تو اس کی سابقہ حیثیت ہی قائم تھی۔ جس پر حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے اسے تعمیر کیا تھا۔ اسی طرح مسجد متنازعہ کا معاملہ ہے کہ اسے شروع میں مسلمانوں نے تعمیر کیا تھا۔ جس سے اس کا مسجد ہونا ثابت اور محقق ہوگیا۔ اب بعد میں قادیانی ملحدین کا تصرف وانتظام اس کی مسجدیت پر اثر انداز نہیں ہوگا۔ جب مسلمان اس کو واگزار کرا کر اس پر متصرف ہوں گے تو پھر اصولاً وہ انہی کی مسجد ہوگی۔ قادیانیوں کا اس پر کوئی استحقاق نہیں ہو سکتا۔ چاہے اسے ایک بار نہیں دس بار بھی تعمیر کریں۔

۴...... اس مسجد کے متعلق ہم نے واضح طور پر ثابت کر دیا کہ یہ مسجد قادیانیت کے وجود سے پیشتر کی تعمیر شدہ ہے جسے صرف مسلمانوں نے تعمیر کیا تھا۔ بعد میں مرزائی اپنی عیاری سے اس پر قابض ومتصرف ہوگئے۔ اس کی تعمیر ثانی میں بھی وہ شریک عمل تھے۔ مگر وہ لوگ چونکہ غیر مسلم ہونے کی بنا پر مسجد کے اہل ہی نہیں۔ لہٰذا یہ صرف اہل اسلام کا ہی حق ہے۔ یہ درمیانی قادیانی تصرف اور انتظام وانصرام کالعدم ہوگا۔ بحکم فرقان حمید: ان اولیاءہ الا المتقون!

۵...... ہم نے اس مسئلہ پر کہ مسجد صرف مسلمانوں ہی کا حق ہے بطور ضمنی استشہاد کے سر ظفر اللہ قادیانی کی تصنیف ''تحدیث نعمت'' سے ایک اقتباس پیش کیا کہ:

''اگر احمدی (مرزائی) غیر مسلم ثابت ہو جائیں تو ان کا مسجد کے ساتھ کیا تعلق ہے؟''

۱......اس اقتباس پر ہم نے اپنا حق تفریع استعمال کرتے ہوئے یہ ثابت کیا کہ جب تمام مرزائی باتفاق عالم اسلام غیر مسلم قرار دیئے جا چکے ہیں تو ان کا اس مسجد یا کسی بھی مسجد کے ساتھ کیا تعلق رہ جاتا ہے۔ ۲......نیز اس کے نتیجہ میں یہ لوگ اپنی عبادت گاہ کا نام بھی مسجد نہیں رکھ سکتے اور نہ ہی اسے مسجد کی طرز پر بنا سکتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ قادیانی اسلامی اصطلاحات اور شعائر بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ کیونکہ مسجد سے قادیانیوں کی لاتعلقی غیر مسلم ہونے کی بنا پر ہے۔

۶...... اسی دوران ہمارے سامنے یہ شہادت بھی آئی کہ ایک موقعہ پر قادیانی مسلمانوں کو یہ پیشکش کرنے لگے کہ وہ ہم سے حسب مرضی کچھ رقم لے کر مسجد سے دستبردار ہو جائیں۔ مگر کوئی بھی مسلمان بوجہ ناجائز ہونے کے اس بات کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ ادھر اس بات سے قادیانیوں کا کفر اور مسجد سے لاتعلقی اور بھی واضح ہوگئی۔ کیونکہ خانہ خدا ہے۔ اس کی خرید و فروخت ناممکن ہے اور جو اس ضابطہ کا قائل نہ ہو۔ وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ ہاں کفار کے لئے سب کچھ ٹھیک ہے۔ وہ مسجد بیچیں یا کچھ اور کریں۔

۷...... ہم نے یہ بھی ثابت کر دیا کہ ہر مذہب کے اپنے اپنے شعائر (خاص علامات) اور اصطلاحات ہوتی ہیں۔ جیسے یہودی، عیسائی، سکھ، ہندو، پارسی وغیرہ۔ مگر ان میں سے کوئی بھی دوسرے کا نام اور مذہبی علامات و اصطلاحات استعمال نہیں کرتا۔ برخلاف قادیانیوں کے۔ یہ لوگ تمام اصول مذاہب سے ہٹ کر اہل اسلام کا نام (مسلمان) اور اسلامی شعائر و اصطلاحات استعمال کر رہے ہیں۔ جن کا انہیں کوئی حق نہیں۔ گورنمنٹ کو انہیں باز رکھنا چاہئے۔ کیونکہ یہ سراسر دھوکہ دہی اور ہماری حق تلفی ہے۔ (الحمدللہ! اب تو سپریم کورٹ نے ہمارے اس حق کو تسلیم کرتے ہوئے مرزائیوں کو اسلامی شعائر و اصطلاحات جیسے مسجد، کلمہ، اذان وغیرہ استعمال کرنے سے قانوناً روک دیا ہے) لہٰذا اب انہیں دیگر مذاہب کی طرح اپنی اصطلاحات اور شعائر وضع کر کے استعمال کرنا چاہئے۔

عدالتی فیصلہ کے بعد

۲رمئی ۱۹۸۸ء کو جب یہ فیصلہ صادر کیا گیا تو ہماری تھوڑی سی کوتاہی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے قادیانیوں نے نہایت ہوشیاری سے حکم امتناعی حاصل کرنے کے لئے عدالت میں عرضداشت پیش کر دی جس کے نتیجہ میں مسجد کی پوزیشن حسب سابق (سیل) بحال رہی اور پھر عدالتی کارروائی ایک اور انداز سے

شروع ہوگئی جو کہ تادم تحریر.......... تاریخوں کے چکر میں ہی اٹکی ہوئی ہے۔ حالانکہ اب اس کیس میں رتی بھر الجھن باقی نہیں رہی۔ کیونکہ جیسے ان کی حیثیت غیر مسلم قرار دے دی گئی ہے۔ ان کی تبلیغی کارروائیوں پر ۱۹۸۴ء میں پابندی لگادی گئی ہے اور اب سپریم کورٹ نے ان کی سات اپیلوں کا فیصلہ سناتے ہوئے یہ بھی طے کردیا ہے کہ یہ لوگ بوجہ غیر مسلم ہونے کے اسلامی علامات وشعائر استعمال کرنے کے قانوناً مجاز نہیں۔ کیونکہ یہ بات دھوکہ دہی اور دوسروں کی حق تلفی کے تحت آتی ! ہے۔ مگر حکومت کی دین ومذہب سے لاتعلقی، سرد مہری اور عدم توجہی کا نتیجہ ہے کہ آج یہ مسجد حکمرانوں کی غفلت اور بے پرواہی پر نوحہ کناں ہے۔ اس کا اسپیکر اور چھت کا سامان خود قادیانی ہی چرا کر لے گئے ہیں۔ وہ دروازہ جسے جناب اے سی صاحب نے سیل کیا تھا۔ وہ سیل تو کجا اس دروازہ کا نام ونشان بھی باقی نہیں رہا۔

ادھر قادیانی مذاق اور تمسخر اڑاتے ہیں کہ یہ ہیں مسجد کے بانی اور متولی اور یہ ہے اسلامی حکومت۔ تمام مسجد اس مسلم آبادی میں ہی مسجد کی شکل وصورت پر نہیں بلکہ گندگی اور ملبہ کے ڈھیر کی صورت اختیار کرچکی ہے۔ ہر دیکھنے والا اسے دیکھ کر خون کے آنسو رونے پر مجبور ہو جاتا ہے۔ چنانچہ مسجد کی حالت زار کو کسی صحافی نے جب ملاحظہ کیا تو وہ کلیجہ مسوس کر رہ گیا۔ اس نے فوری طور پر اس کے جملہ کوائف بمع موجودہ حالت زار باتصویر روزنامہ پاکستان ایکسپریس کی ۲۴ رجنوری ۱۹۹۵ء کی اشاعت میں شائع کرادیئے۔ ادھر یہی تفصیلات انگریزی روزنامہ **THE NEWS** میں بھی شائع ہوگئی جس میں عدالت اور حکمرانوں سے نظریہ پاکستان کا واسطہ دے کر استدعا کی گئی ہے کہ اس مسجد کو مسلمانوں کے حوالے کر کے اس کو مزید بے حرمتی سے بچایا جائے۔ پوری تفصیل اخباری کٹنگ میں ملاحظہ فرمائی جائے۔

اب ہم اہل اسلام رب العالمین کی جناب عالی میں دست سوال دراز کرتے ہیں کہ وہ اے سی صاحب کو توفیق دے کہ وہ موقعہ پر جا کر اپنی لگائی ہوئی سیل برآمد کریں۔ مسجد کا سامان فراہم کریں اور عدالت بھی کچھ بڑی عدالت کا لحاظ رکھتے ہوئے جلد از جلد اس بے مقصد طوالت کو سمیٹ کر مسجد مسلمانوں کے حوالے کرے کہ وہ اسے دوبارہ تعمیر کر کے محمد رسول اللہ ﷺ کے دین اور تعلیمات کا مرکز بنا سکیں۔ واللہ الموفق!

بندہ ناچیز عبداللطیف مسعود ڈسکہ

! آج کل عالمی سطح پر ہیومن رائٹس (انسانی بنیادی حقوق) کا بہت پراپیگنڈہ کیا جارہا ہے کہ ہر شخص آزادی رائے کا حق دار ہے۔ اس کے تحت پاکستان میں بھی حقوق انسانی کا بہت واویلا کیا جارہا ہے۔ مگر اس واویلا سے غرض یہ ہے کہ عیسائی کھلے بندوں اسلام اور خاتم المرسلین ﷺ کی توہین کا ارتکاب کرتے پھریں۔ نیز قادیانی اپنے ملحدانہ عقائد ونظریات کو مسلمانوں کے گمراہ کرنے کے لئے خوب ریشہ دوانیاں کرتے پھریں اور کوئی غرض وغایت نہیں ہے۔

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی
میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں
قادیان کے الہامی چکر
مع ضمیمہ
قادیانیوں کی تبلیغ کے مقاصد
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

قادیاں کے الہامی چکر

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

پیش لفظ

’’نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم۰ اما بعد۰ فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم۰ بسم اللہ الرحمن الرحیم۰ ومن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا اوقال اوحی الی ولم یوحیٰ الیہ شئی (الانعام:۹۳)‘‘

’’وقال تعالیٰ فویل الذین یکتبون الکتاب بایدیھم ثم یقولون ھذا من عند اللہ یشتروابہ ثمناً قلیلا فویل لھم مما کتبت ایدیھم وویل لھم مما یکسبون (البقرہ:۷۹)‘‘

حضرات! جھوٹ اور افتراء ہر مذہب وملت میں ایک قبیح اور بہت بری شے ہے۔ نیز عقل سلیم بھی اس سے انکار کرتی ہے۔ جھوٹا آدمی معاشرے اور سوسائٹی میں صاحب وقار نہیں ہوتا۔ لیکن جب اصدق القائلین یعنی خداتعالیٰ کے ذمہ جھوٹ بات لگائی جائے تو تو اس سے بدتر کوئی وصف نہیں۔ اس لئے کہ اس کے نتائج بہت برے ہوتے ہیں اور فعل کی قباحت اور استحسان نتیجہ پر ہی موقوف ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو سلسلہ وحی ورسالت جاری فرمارکھا ہے اسے بطل کی آمیزش سے بالاتر رکھنے کے لئے بہت انتظام فرمارکھے ہیں۔ جیسے فرمایا ’’لیسلك ومن بین یدیہ ومن خلفہ رصداً (الجن:۲۷)‘‘ پھر جو شخص اس میں آمیزش کرنے کی سعی ناکام کرے اس کے لئے بڑا عذاب ہے۔ چنانچہ راستہ میں خلل انداز ہونے والوں کا تو ناطقہ ہی بند کر دیا۔ آسمانوں پر پہرے لگ گئے اور بعد از نزول جو اس وحی الٰہی اور شریعت غرا میں خلط ملط کرنے کی کوشش کرے اس کے حق میں عذاب الیم کا پروانہ جاری فرمایا اور اظلم کے خطاب سے نوازا۔ مگر پھر بھی اس سٹیج پر آنے والے بغیر کسی جھجک کے آہی دھمکتے ہیں۔ کبھی مسیلمہ ہے تو کبھی اسود عنسی۔ کبھی طلیحہ ہے تو کبھی کوئی دوسرا بدبخت۔ غرضیکہ لمبی چوڑی فہرست ہے اور اس زمانہ میں بھی اس قسم کے بہت سے مفتری ہوئے۔ جن کے سرغنہ کا نام نامی مرزاغلام احمد قادیانی ہے۔ اس کو بھی جب مالیخولیا کا دورہ پڑا تو وحی کی ایسی بھرمار شروع ہوئی کہ سنبھالنا بھی دشوار ہوگیا۔ اس مختصر رسالہ میں اس کی وحی کا جائزہ لیا گیا ہے کہ رحمٰن کی طرف سے ہے یا شیطان کی جانب سے۔ ویسے ہی نہیں بلکہ ایک معیار اور ضابطہ کے تحت تاکہ حق وباطل میں تمیز ہو اور بندگان خدا نور اور ظلمت میں امتیاز کر کے وہ حق سے دور نہ جاپڑیں کہ آخرت کی ناکامی دیکھنا پڑے۔ واللہ الموفق!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

کشف، وحی اور الہام

کشف: عالم غیب کی کسی چیز سے پردہ اٹھا دینے کو کہتے ہیں۔ پہلے جو چیز مستور تھی وہ مکشوف یعنی ظاہر ہوگئی۔

قاضی محمد علی تھانویؒ (اصطلاحات الفنون ص۱۲۵۴) میں ارشاد فرماتے ہیں کہ: ’’الکشف عند اهل السلوك هو المكاشفة ومکاشفہ رفع حجاب را گویند کہ میاں روح جسمانی است کہ ادراک آں بحواس ظاہری نتواں کرد۔‘‘

(بحوالہ اعلام از حضرت مولانا محمد ادریس کاندھلویؒ، مشمولہ احتساب قادیانیت ج۲ص۱۵۰)

’’اہل سلوک کے نزدیک کشف مکاشفہ یعنی اس پردہ کے اٹھ جانے کو کہتے ہیں جو روح جسمانی کے درمیان ہوتا ہے۔ جس کا ادراک حواس ظاہری (آنکھ، کان وغیرہ) سے نہیں ہوسکتا۔‘‘

الہام[۱]: کسی اچھی اور بھلی بات کا بلانظر وفکر اور بغیر کسی سبب ظاہری کے اللہ کی طرف سے دل میں القاء ہونا۔ الہام محض اللہ کا عطیہ ہے۔

کشف اپنے معنی کے لحاظ سے الہام سے عام ہے۔ مگر اس کا تعلق زیادہ تر امور حسیہ سے ہے اور الہام کا تعلق امور قلبیہ سے ہے۔ (اعلام مشمولہ احتساب قادیانیت ج۲ص۱۵۰،۱۵۱)

وحی[۲]: مخفی طور پر کسی چیز کے خبر دینے کا نام ہے۔ بطور اشارہ کنایہ ہو یا خواب کے طور پر ہو یا الہام کے طور پر یا کلام کے طور پر۔ مگر اصطلاح شرع میں وحی اس کلام کو کہتے ہیں جو اللہ

---

[۱] ’’ان يلقى الله فى نفس الانسان امرا يبعثه على فعل الشئى اوتركه المنجه (المنجد ص۵۳۹، طبع بیروت) كانه شئى القى من الروع ‘‘یعنی الہام یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ انسان کے دل میں کوئی ایسی بات ڈال دے جو اسے کسی چیز کے پانے یا چھوڑنے پر آمادہ کر دے۔ مگر اصطلاح میں کسی نیک خیال کو دل میں ڈال دینے کو الہام کہتے ہیں۔ اگرچہ لغوی لحاظ سے عام ہے۔ چنانچہ اسی لغوی لحاظ سے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: ’’فالهمها فجورها وتقوٰها (الشمس:۸)‘‘ اللہ نے نفس انسانی میں اس کی برائی اور اچھائی ڈال دی۔

[۲] ’’وحى اليه، اشار اليه، وحى اليه كلاماً، كلمه سراء اوكلمه بما يخفيه عن غيره. الوحى. كل ما القية الىٰ لغيرك ليعلمه (المنجد طبع بیروت ص۷۰۰، لفظ وحی)‘‘

کی طرف سے بذریعہ فرشتہ نبی کو بھیجا جائے۔ اس کو وحی نبوت بھی کہتے ہیں۔ جو انبیاء کے ساتھ مخصوص ہے۔ اگر بذریعہ القائی القلب ہو تو وحی الہام ہے۔ جو اولیاء کو ہوتی ہے اور بذریعہ خواب ہو تو اس کو شریعت میں رویائے صالحہ (نیک خواب) کہتے ہیں۔ جو عام مومنین کو بھی ہوتی ہے۔ کشف، الہام اور رویاء صالحہ پر لغتۃً وحی کا اطلاق ہوسکتا ہے۔ مگر شریعت میں جب لفظ وحی بولا جائے گا تو اس سے وحی نبوت ہی مراد ہوتی ہے۔ لغتۃً تو شیطانی وسوسوں پر بھی وحی کا لفظ آیا ہے۔ جیسے ''ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیٰھم'' بے شک شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔ (اعلام مشمولہ احتساب قادیانیت ج۲ص۱۵۱)

وحی اور الہام میں فرق: وحی نبوت قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ غلطی سے پاک ہوتی ہے۔ امت پر اس کا ماننا فرض ہوتا ہے اور نبی پر اس کی تبلیغ فرض ہوتی ہے [۱]۔ جیسے فرمایا ''ایھا الرسول بلغ ما انزل الیك'' اے رسول اللہ ﷺ! جو کچھ آپ کی طرف اترا اس کی تبلیغ کر دیجئے۔ الہام ظنی ہوتا ہے، غلطی سے خالی نہیں ہوتا۔ کیونکہ انبیاء تو معصوم ہوتے ہیں۔ مگر اولیاء نہیں ہوتے۔ پھر الہام دوسروں پر حجت نہیں ہوتا۔ نہ الہام سے کوئی حکم ثابت ہوتا ہے۔ حتیٰ کہ کوئی چیز الہام سے مستحب بھی نہیں ہوسکتی۔ پھر الہام بہ نسبت وحی کے مبہم بھی ہوتا ہے۔

جتنا کوئی صالح اور نیک ہوگا اتنا ہی الہام صحیح اور واضح ہوگا۔

(اعلام مشمولہ احتساب قادیانیت ج۲ص۱۵۱،۱۵۲)

---

[۱] وحی چھپا کر رکھنے کو نہیں آتی۔ جیسے مرزا قادیانی (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳) میں کہتے ہیں کہ بارہ سال مجھے یقین نہ آیا۔ جب خود ہی یقین نہ آیا تو دوسروں کو کیا بتلائیں گے۔ حالانکہ نبیوں کی شان یہ ہے کہ ''امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون (البقرہ:۲۸۵)'' رسول پر جو کچھ اترا وہ اس پر ایمان لایا اور ایماندار بھی۔ انہیں جب خود ہی یقین نہ آیا تو ایمان کیسا؟ اسی طرح (آئینہ کمالات ص۵۵۱، خزائن ج۵ص ایضاً) میں دس سال چھپا کر رکھنا مذکور ہے۔ یعنی خداتعالیٰ ۱۰سال وحی بھیجتا رہا کہ تو ہی مسیح ہے۔ مگر میں تھا کہ اسے چھپائے رکھا اور اوپر کے حوالے میں بارہ سال وحی پر یقین نہ آیا۔ پھر وہاں عدم یقین یہاں اخفاء، پھر اخفاء اس لئے تھا کہ موقع تاڑ کر اظہار کروں گا۔ مبادا مرید اور عام مسلمان دفعتاً دعویٰ مسیحیت سے بدک نہ جائیں اور میری روزی میں فرق نہ آئے۔ اس لئے پہلے مجدد، پھر مہدی، پھر مثیل، پھر عین مسیح کا بتدریج دعویٰ کیا۔

الہام شیطانی اور رحمانی میں فرق: اگر الہام کسی نیک کام ار اللہ کی اطاعت کی طرف داعی ہوتو وہ رحمانی ہے اور اگر دنیوی شہوتوں اور نفسانی لذتوں کی طرف بلا رہا ہوتو شیطانی ہے۔(جیسے مرزا قادیانی کو روپے وغیرہ آنے کا الہام ہوتا رہتا تھا)

(کذافی خواتم الحکم ص۹، مدارج السالکین ج اص ۲۷، بحوالہ اعلام مشمولہ احتساب قادیانیت ج ۲ص ۱۵۳، ۱۵۶)

الہام کا شرعی حکم: حضرات انبیاء علیہم السلام کی وحی تو قطعی ہوتی ہے۔ ان کا تو خواب بھی قطعیہ ہے اور واجب العمل ہے۔ جیسے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے خواب دیکھ کر ذبیح اللہ کو ذبح کرنے کا عزم کرلیا۔ مگر اولیاء اللہ کا الہام حجت اور واجب العمل نہیں۔ اگر کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ کے موافق ہوتو عمل جائز ہے۔ پھر بھی واجب نہیں اور جو خلاف ہوتو اس پر بالاجماع جائز نہیں اور وہ الہام [1] شیطانی ہے۔ کیونکہ اس سے کتاب اللہ کا نسخ لازم آتا ہے تو معیار صادق اور کاذب کا موافقت کتاب اللہ اور مخالفت کتاب اللہ ہوا۔

(اعلام مشمولہ احتساب قادیانیت ج ۲ص ۱۵۶)

فتوح الغیب میں ہے کہ الہام اور کشف پر عمل کرنا جائز ہے۔ بشرطیکہ قرآن وحدیث کے مخالف نہ ہوایسے ہی دوسرے اولیاء عظام کے بے شمار اقوال کتب معتبرہ میں وارد ہیں۔ جن کے لکھنے کی اس مختصر میں گنجائش نہیں۔ مگر مرزا قادیانی کی شان دیکھئے کہ یہاں پر اجماعی عقیدے بھی محض الہام کی بناء پر الٹے جارہے ہیں۔(جیسے نزول مسیح کا عقیدہ) اپنا نسب مغل ہے۔ مگر الہام کی بناء پر اسے بھی بدل دیا کہ وہ بنی فاطمہ ہے اور بنی فارس سے ہے۔ ’’علیٰ ھذا القیاس کثیر من الامور الواردۃ فی کتبہ‘‘ اور وحی کے متعلق گذر چکا ہے کہ اصطلاح شرع میں اس کا اطلاق وحی النبوت [2] پر ہوتا ہے۔ جو قطعی اور یقینی ہوتی ہے۔ مگر لغۃً الہام وغیرہ پر بھی بولی

---

[1] مرزا قادیانی بھی فرماتے ہیں کہ: ’’واعلم انہ (ای الالہام) کلھا یخالف القرآن فھو کذب والحاد وزندقۃ‘‘ جاننا چاہئے کہ الہام جب بھی قرآن کے خلاف ہوتو وہ جھوٹ اور الحاد اور زندقہ ہے۔ (حمامتہ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ص ۲۹۷)

[2] جیسے الہام کا ایک معنی لغوی ہے اور ایک اصطلاحی ایسے ہی وحی کا بھی ایک معنی لغوی ہے اور ایک اصطلاحی اور ایسے ہی حضرات صوفیہ نے نبوت کو لغت کے لحاظ سے تقسیم کیا ہے۔ نبوت لغت میں اطلاع دینے کو کہتے ہیں۔ یعنی خدا سے اطلاع پاکر دوسروں کو مطلع کرنا۔ چونکہ نبوت کے لئے تشریع احکام لازمی ہے اور ولایت میں کوئی حکم شرعی نہیں ہوتا۔ اس لئے حضرات صوفیہ نے نبوت ورسالت کا نام نبوت تشریعیہ رکھا اور ولایت کا نام غیر تشریعیہ، (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

۵

جا سکتی ہے۔ چونکہ ظنی ہوتا ہے اور وحی شرعی بوجہ ختم نبوت کے بالکل بند ہے۔ اب باقی ہے تو وحی لغوی جو ظنی ہے اور اگر کوئی اب قطعی وحی کا دعویٰ کرے تو دوسرے لفظوں میں اس نے نبوت کا اعلان کیا، کیوں کہ قطعی وحی نبوت ہی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے بے شمار مقامات پر اپنی وحی کے قطعی ہونے کا اعلان کیا ہے۔ ملاحظہ ہو فرماتے ہیں۔

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) یہ مطلب نہیں کہ شریعت میں نبوت کی دو قسمیں ہیں۔ تشریعی اور غیر تشریعی جیسے یہ قادیانی اور اس کی ذریت لوگوں کو دھوکا دیتی ہے۔ بلکہ نبوت بمعنی لغوی کی دو قسمیں ہیں۔ ایک اصطلاحی نبوت جس کے لئے تشریع احکام لازمی ہے۔ دوسری عام لغوی جو ولایت ہے۔ جس سے صرف حقائق اور معارف کا انکشاف ہوتا ہے۔ مگر اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا اور حضرات صوفیاء نے وضاحت کر دی ہے کہ در نبوت بالکل مسدود ہو چکا ہے۔ وہ وحی جو نبیوں پر اترتی تھی۔ وہ بالکل بند ہے۔ خدا جانے اب مرزا قادیانی پر کیوں شروع ہوگئی۔ شاید انہیں وحی شیطانی اور رحمانی میں تمیز نہیں ہوئی اور نہ کسی کے لئے یہ جائز ہے کہ اپنے آپ پر نبی اور رسولوں کا لفظ بولے۔ جیسے کہ مرزا قادیانی بول کر دائرہ اسلام سے سرپٹ دوڑ پڑے۔ ہاں اولیاء کے لئے الہام باقی ہے۔ حدیث میں ہے ’’من حفظ القرآن فقد ادرجت النبوة بین جنبیه ‘‘ حافظ قرآن کے دونوں پہلوؤں میں نبوت داخل کر دی گئی ہے۔ حالانکہ اسے کوئی نبی نہیں کہتا۔ ابن عربی فرماتے ہیں۔ ’’اعلم ان النبوة التی هی الاخبار من شئی ساریة فی کل موجود منه اهل الکشف والوجود ولکنه لا یطلق علی احد منهم اسم نبی ولا رسول الا علیٰ الملائکة الذی هم رسل ‘‘ (کبریت احمر حق ص۱۱۸، بحوالہ اعلام مشمولہ احتساب قادیانیت ج۲ ص۱۵۴) جاننا چاہئے کہ نبوت جس کے معنی لغت میں خبر دینے کے ہیں وہ اہل کشف کے نزدیک تمام موجودات میں سرایت کئے ہوئے ہے۔ لیکن معنی شرع کے لحاظ سے نبی اور رسول کا اطلاق بجز فرشتوں کے اور موجودات پر نہیں کیا جائے گا۔ اب دیکھئے لغوی لحاظ سے تو ساری موجودات نبی ہونی چاہئے۔ مرزا قادیانی کی کوئی خصوصیت نہیں۔ مگر اطلاق غیر پر بجز فرشتہ کے جائز نہیں۔ اس لغوی لحاظ سے تمام کی طرف الہام وحی کا سلسلہ بھی ہے۔ جیسے فرمایا ’’واوحیٰ ربك الی النحل (النحل:٦٨) ‘‘’’فالهمها فجورها وتقوٰها (الشمس:٨) ‘‘ فاسق، فاجر، حیوان، چرند، پرند کسی کی کوئی تخصیص نہیں۔

سب سے ربط آشنائی ہے تجھے
دل میں ہر ایک کے رسائی ہے تجھے

''اور یہ مکالمہ الٰہیہ جو مجھ سے ہوتا ہے یقینی ہے۔اگر میں ایک دم کے لئے بھی اس میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں اور میری[1] آخرت تباہ ہو جائے۔(تو فکر نہ کریں وہ تو ہو چکی ہے) وہ کلام جو مجھ پر نازل ہوتا ہے یقینی اور قطعی ہے۔مانند آفتاب کی روشنی کے...... اور میں اس پر ایسا ہی ایمان لاتا ہوں۔جیسا کہ خدا کی کتاب پر۔'' (بتلایئے قرآن کے برابر اپنی وحی کو بتلانے والا ملحد اور زندیق نہیں ہے؟) بلفظہ وتلخیصہ ، (تجلیات الٰہیہ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۲) یہ مضمون اور بھی مقامات پر بکثرت آیا ہے۔جیسے (نزول المسیح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۲۴، حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

مندرجہ بالا حوالہ جات میں مرزا قادیانی نے وحی قطعی آنے کا دعویٰ کر کے اور ''اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں سے جا ملوں۔'' (مگر مرزا قادیانی اوپر تو دعویٰ کر چکے ہو۔لہٰذا اب تو مل گئے) (حمامتہ البشریٰ ص ۹۷، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

دوسرے لفظوں میں نبوت کا دعویٰ کر دیا۔کیونکہ قطعی وحی نبوت ہی کی ہوتی ہے۔جیسے گذر چکا اور اس پر بھی بس نہیں صراحتاً بھی دعویٰ نبوت تشریعیہ کیا ہے۔جیسے (اربعین نمبر ۴، ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۴۳۵) میں ہے۔اس بناء پر مرزا قادیانی اپنے منہ سے کافر اور دائرہ اسلام سے خارج بھی ہو گئے۔فرمایا ''وماکان لی ان ادعی النبوۃ واخرج من الاسلام والحق بقوم الکافرین'' ''مجھے کب لائق کہ میں نبوت کا دعویٰ کروں۔لیکن حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی کی وحی رحمانی نہ تھی۔شیطانی تھی، یقینی نہ تھی بلکہ غلط اور بالکل جھوٹی ہوتی تھی۔اس لئے خود بھی انہیں یقین نہ آتا تھا۔خود لکھتے ہیں۔

''پس میری کمال سادگی اور ذہول (نہ مرزا قادیانی عدم یقین کہیے۔بوجہ شیطانی ہونے کے) پر یہ دلیل ہے کہ وحی الٰہی مندرجہ براہین احمدیہ تو مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔مگر میں نے اس رسمی عقیدہ[2] کو براہین میں لکھ دیا۔(یہ عقیدہ حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کا تھا۔جو

---

[1] مرزا قادیانی ایک دم شک کرنے سے کافر بنتے ہو تو بارہ سال شک کرنے سے مہدی مجدد اور مسیح موعود۔سبحان اللہ اسی الٹی منطق پر اے عقل کے دشمن گند بڑھتے بڑھتے کستوری کبھی نہیں بنا کرتی۔بلکہ اس گند میں اور سڑانڈ پیدا ہو جاتی ہے۔

[2] مرزا قادیانی اب تو پھنس گئے۔آپ کا تو دعویٰ ہے کہ میں براہین کے وقت بھی رسول تھا۔پھر یہ کتاب دربار رسول ﷺ میں پیش ہو کر رجسٹری ہو چکی ہے اور یہ یعنی غیر متزلزل ہے۔(براہین ص ۲۴۸، ۲۴۹، خزائن ج ۱ ص ۵۔۔۔) رسول تو غلطی سے پاک ہوتا ہے یہ غلطی کیسے ہو گئی۔۔۔ یہ دھوکہ تو نہیں کیا کہ پہلے صحیح عقیدہ لکھ کر رجسٹری کروالی پھر مکر گئے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

ساری امت کے ہاں متفقہ عقیدہ ہے۔ جس کو (براہین ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ص ۵۹۳) پر لکھ دیا ہے) مگر میں خود تعجب کرتا ہوں کہ میں نے باوجود کھلی کھلی وحی کے جو براہین میں مجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ کیونکر اسی کتاب میں رسمی عقیدہ لکھ دیا۔ (چونکہ وحی شیطانی تھی۔ جس میں یقین نام کو بھی نہیں ہوتا۔ اس لئے اور کچھ ایمان کی رمق باقی تھی۔ لہٰذا قدرت کاملہ نے آپ کو ذلیل کرنے کو لکھوا دیا) پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے (یہ خدا یلاش ہوگا۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶۹، خزائن ج۱۷ص ۲۰۳) اس لئے اس کی وحی میں یقین کا نام ونشان نہ تھا۔ پھر لانے والا بھی خیراتی وغیرہ تھا۔ (تریاق القلوب ص ۹۴، خزائن ج۱۵ص ۳۵۱) بڑی شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد ثانی کے رسمی عقیدہ پر جمارہا۔ (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج۱۹ص ۱۱۳)

اسی طرح بعض مقامات پر لکھا ہے کہ: ''میں نے ۱۰ برس تک چھپائے رکھا۔ جیسے کہ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج۵ص ایضاً)[۱] میں ہے۔''

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) اگر دھوکہ نہیں تو بتلایئے کہ رجسٹریشن کے وقت یہ الفاظ تھے کہ نہیں۔ اگر تھے اور تھا عقیدہ غلط، تو سید المرسلین ﷺ نے درستی کیوں نہ فرمائی کہ یہ تو ساری امت غلطی پر لگی ہوئی ہے۔ اصل میں میں نے یہ کہا تھا کہ مسیح فوت ہوگئے۔ اگر نہیں تو بعد میں داخل کئے تو مکروفریب ہے۔ مرزا قادیانی آنکھیں کھولئے، کہیں اخبار میں بھی نسخ ہوتا ہے۔ پہلے تو آپ نے بحالت رسالت آمد مسیح لکھ دی۔ پھر اس کے خلاف وحی آگئی۔ اس کی مثال پہلے تو کسی وحی میں نہیں ملتی کہ پہلے تو نوح علیہ السلام کے متعلق فرمایا گیا ہے کہ انہوں نے اپنی قوم کو تبلیغ فرمائی یا یہ کام کیا۔ پھر اس کے خلاف وحی شروع ہو جائے۔ مرزا قادیانی اپنا تو بوجہ نسیان حال خراب ہے۔ وحی الٰہی کو کیوں ملوث کر رہے ہو۔ خدا کا خوف چاہئے۔ اب ہاتھ پاؤں مارنے اور حسرت وافسوس کرنے سے کچھ نہ ہوگا کہ کیوں براہین میں لکھ دیا۔ یا وہ غلط یا موجودہ وسوسہ غلط، تناقص تو بہر حال ہے ہی سچیار کے کلام میں تناقص نہیں ہوتا بلکہ مخبوط الحواس کے کلام میں تضاد وغیرہ ہوتا ہے۔

[۱] مرزا قادیانی کو بارہ سالہ وحی پر یقین نہ آیا کہ تم ہی مسیح ہو تو یہ بھی معلوم ہونا چاہئے کہ یقین کی کیا صورت ہوئی، وہ بھی سنئے۔ گلاب شاہ نامی ایک مجذوب یعنی ملنگ جو پہلے ٹھیک تھا پھر اس پر بیہوشی طاری ہوگئی اور ملنگ بن گیا۔ اس نے پیشین گوئی کی تھی کہ عیسیٰ اب جوان ہوگیا ہے اور لدھیانہ آکر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ (ازالہ اوہام ص ۷۰۸، خزائن ج۳ص ۴۸۲) اس پیش گوئی کو کریم بخش نے بیان کیا کہ حضور تمہارے متعلق یہ پیشین گوئی ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

اوپر یہ بھی گذر چکا ہے کہ وحی کے اندر وضاحت اور یقین ہوتا ہے۔ الہام میں ابہام اور ظن ہوتا ہے۔ اب مرزا قادیانی پر جو کچھ اترتا رہا۔ اس کے متعلق فیصلہ کریں کہ وہ الہام ہے یا وحی۔ اگر وحی ثابت ہو تو پھر مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کر کے خروج از اسلام کرلیا اور کافروں سے جا ملے۔ کیونکہ وحی اصطلاحی جو نبوت کی ہے وہ آنحضرت ﷺ کے بعد بالکل مسدود ہے اور اگر الہام ہوا جو کہ مبہم ہوتا ہے اور شیطانی بھی ہوسکتا ہے اور اس سے کوئی حکم شرعی ثابت نہیں ہوتا۔ نہ وہ دوسرے پر حجت ہے۔ پھر مرزا قادیانی گھر بیٹھ کر الہام پر الہام گھڑتے چلے جائیں۔ دوسروں کے سامنے پیش کرنے اور منوانے کے مجاز نہیں۔

پھر وحی والہام کا قاعدہ ہے کہ وہ اسی زبان میں اترے جو منزل علیہ کی ہو اور قوم کی ہو اور وہ سمجھ بھی لے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''وما ارسلنا من رسول الابلسان قومہ (ابراھیم:٤)'' ہم نے کوئی رسول نہیں بھیجا۔ مگر اس کی قومی زبان میں۔ مرزا قادیانی کو یہ بات خود بھی تسلیم ہے۔ لکھتے ہیں کہ: ''اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی اور ہو اور الہام اس کو دوسری زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔''
(چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

جس دل پر حقیقت آفتاب وحی تجلی فرماتا ہے۔ اس کے ساتھ ظن اور شک کی تاریکی ہرگز نہیں رہتی۔ (مرزا قادیانی! پھر آپ کیوں شک کی تاریک گھائیوں کے اندر بارہ سال ٹھوکریں

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) بڑے دردبھرے الفاظ میں بیان کیا۔ بس پھر کیا تھا۔ پہلے جو بارہ برس وحی الٰہی پر یقین نہ آیا اب فوراً یقین آگیا۔ چنانچہ لکھتے ہیں کہ پس اس روز یقین قطعی سے سمجھا گیا کہ یہ پیشین گوئی اس شخص کے رگ وریشہ میں اثر کر گئی ہے۔ (نشان آسمانی ص۳، خزائن ج۴ ص۳۶۳) اب بتلایئے جس کو خدائی وحی پر یقین نہ آئے اور پھر ایک مجذوب کی بات جس کو صرف ایک آدمی بیان کرے یقین آجائے وہ کس درجہ کا آدمی ہے۔ جسے خدا پر یقین نہیں اس کا ہم کیسے یقین کرلیں۔ حالانکہ اوپر گذر چکا ہے کہ اگر میں ایک دم بھی وحی میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔ یہاں تو کروڑوں دم شک رہا، کیا یہ شعر مرزا قادیانی کی حالت کی غمازی تو نہیں کر رہا۔

بتوں سے تجھ کو امیدیں خدا سے نومیدی
مجھے بتا تو سہی اور کافری کیا ہے

نوٹ! ۱۸۸۰ھ سے وحی شروع ہوئی اور ۱۲سال شک رہا۔ ۱۸۹۲ء میں کریم بخش کے بیان سے یقین آگیا۔ سبحان اللہ مرزا قادیانی!

کھاتے رہے۔ معلوم ہوا نا! کہ وحی ربانی نہ تھی۔ یہی ہمارا مقصود ہے) (ص۸۹ از قادیانی مذہب ص۳۰۷) لیکن اگر کوئی کلام یقین کے مرتبہ سے کم تر ہو تو وہ شیطانی کلام ہے نہ ربانی۔ (نزول المسیح ص۱۰۸، خزائن ج۱۸ص۴۸۶) اور بموجب حدیث صحیح کے محدث کا الہام بھی وحی کے نام سے موسوم اور منکر وحی بھی انبیاء کے دخل شیطان سے پاک۔ (ایام الصلح ص۱۶۲، خزائن ج۱۴ص۴۱۰)

مگر مرزا قادیانی کو الہامات ہر زبان میں ہوتے رہے۔ جن کو وہ کچھ بھی نہیں سمجھ سکتے تھے۔ ملاحظہ کیجئے: ''مگر اس سے زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں ہوتے ہیں۔ جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔''

(نزول المسیح ص۵۷، ۸۸، خزائن ج۱۸ص۴۳۵، ۴۶۶)

پھر ثابت ہوا کہ شیطانی ہیں!

اب وہ الہام بھی سنئے جن کے معنی مرزا قادیانی سمجھنے سے قاصر رہے۔ دوسروں سے تشریح طلب کرتے رہے۔ بلکہ ایک ہندو لڑکا شام لال بھی تشریح الہام کے لئے رکھ رکھا تھا۔ مگر وہ بھی کسی وقت ناکام ہو جاتا تو دوسری طرف سلسلۂ جنبانی کرنا پڑتا۔ لکھتے ہیں کہ:

''مخدومی، مکرم اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ! بعد ہذا چونکہ اس ہفتہ میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں۔ مگر قابل اطمینان نہیں [۱] اور بعض منجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا۔ (آج تک کسی نبی پر ترجمہ لفظی کے ساتھ وحی نہیں آئی) بعض کلمات شاید عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق تنقیح ضروری ہے۔ تابعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو۔ آخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں درج کئے جائیں۔ آپ جہاں تک ممکن ہو

---

[۱] لیجئے حضرات! مرزا قادیانی پریشان ہیں۔ کچھ امداد میں بھی کئے دیتا ہوں۔ اپریشن شاید مرزا قادیانی بھول گئے۔ حافظہ جو جواب دے گیا تھا۔ (تریاق القلوب ص۹۵، خزائن ج۱۵ ص۳۵۲) میں ہے کہ: ''اس رات کے بعد میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے۔ مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے۔ اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میری آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل وکدورت ان میں سے پھینک دی اور ہر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور ایک مصفی نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا۔ مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا۔ اس کو چمکتے ہوئے ستارے کی طرح بنا دیا اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہوگیا۔''
(کیوں مرزا قادیانی! اب اپریشن کا پتہ لگا یا نہیں؟)

بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جائے اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔ ’’آ پریشن عمر براطوس یا پلاطوس، یعنی پڑطوس لفظ ہے۔ یا پلاطوس۔‘‘ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا۔ (سبحان اللہ! جس پر الہام ہوا اسے تو پتہ نہیں چل سکا تو دوسرے کو کیا پتہ چلے گا۔ آخر پتہ چلتا کیسے؟ الہام کرنے والا فرشتہ شیر علی بڑا بہادر ہے۔ الہام پر الہام پھینکے جاتا ہے۔ کم بخت کو یہ ہوش نہیں کہ میرا ملہم علیہ ضعیف القویٰ ہے۔ دماغ کمزور، دل کمزور، مالیخولیا اور مراق کا مارا ہوا، وہ کیسے سنبھال سکے گا؟)

اور ’’عمر‘‘ عربی لفظ ہے۔ اس جگہ پراطوس اور پریشن [1] کے معنی دریافت کرتے ہیں کہ کیا ہیں اور کس زبان کے لفظ ہیں اور پھر دو لفظ اور ہیں۔ ’’ھو شعنا نعسا‘‘ معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں۔ اوّل عربی فقرہ ہے۔ ’’یاداؤد عامل بالناس رفقا واحسانا‘‘ یومسٹ ڈودہاٹ آئی لویو۔ (You must do that, I love you) تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے۔ (یہ مترجم الہام ہے کہ مرزا قادیانی پر زیادہ بوجھ نہ پڑے) یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر اس کے بعد ایک اور انگریزی الہام ہے۔ ترجمہ اس کا الہامی نہیں بلکہ ایک ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کے تقدیم وتاخیر کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم وتاخر بھی ہو جاتا ہے۔ اس کو غور سے دیکھ لینا چاہئے۔ (جب آپ کو ہی پتہ نہیں چلا تو دوسرے کو کیا چلے گا؟ واہ مرزا قادیانی!) وہ الہام یہ ہیں۔ ’’دوآل من شڈ بی اینگری بٹ گاڈ از ود یو۔ می شل ہلپ یو وارڈس آف گاڈ نائٹ کین ایکس چینج۔‘‘

اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے کام بدل نہیں سکتے۔ پھر اس کے بعد ایک دو اور انگریزی الہام ہیں جن میں سے کچھ تو معلوم ہیں اور وہ یہ ہیں۔ ’’آئی شل ہلپ یو‘‘ مگر بعد اس کے یہ ہے۔ ’’یو ہیوٹو گو امرتسر‘‘ پھر ایک فقرہ ہے جس کے معنی معلوم نہیں اور وہ یہ ہے۔ ’’ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور‘‘ یہ فقرات ہیں ان کو تنقیح سے دیکھیں اور یہ برائے مہربانی جلد جواب بھیجیں۔ (کہیں نبوت نہ ڈھیلی پڑ جائے اور کوئی مزید ایسی مصیبت نہ پڑ جائے۔) تاکہ اگر ممکن ہو تو آخیر جز میں بعض فقرات بہ موقع مناسب درج ہو سکیں۔ (مکتوبات احمدیہ ج۱ ص۶۹، مکتوب نمبر۳۶)

---

[1] یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے سب علموں کے جاننے کا دعویٰ کیا ہے۔ (اعجاز المسیح ص۳۲، خزائن ج۱۸ ص۳۴) میں مرزا قادیانی کو خطاب ہے کہ: ’’انك رزقت من كل علم‘‘ یعنی تجھے ہر ایک علم دیا گیا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو شام لال اور عباس کی کیا ضرورت اور اگر جھوٹ ہے تو جھوٹا آدمی نبی، محدث، مجدد نہیں ہو سکتا۔ فافہم وتفکر!

انگریزی الہامات

I Love You.

I am with You.

Yes I am Happy.

Life is pain.

I shall Help You.

I can what I will do.

We can what will do.

God is comming by his army. He is with you to hill enemy.

The days shall come God shall help you.

Glory be to the lord.

God makes of earth and heaven.

You have to to to Amritsar.

He had to in the zila Peshawar.

Word and to girls.

A reasonable man.

Though all men should be angry but god is with you. He shall help you. Wordo of god cannot Exchange.

’’میں تم سے محبت کرتا ہوں۔‘‘ (تذکرہ ص۶۳)

’’میں تمہارے ساتھ ہوں۔‘‘ (تذکرہ ص۶۳)

’’ہاں میں خوش ہوں۔‘‘ (تذکرہ ص۶۵)

’’زندگی دکھ ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۶۵)

’’میں تمہاری مدد کروں گا۔‘‘ (تذکرہ ص۶۱۰)

’’میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔‘‘ (تذکرہ ص۶۳)

’’ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔‘‘ (تذکرہ ص۶۴)

''خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔ وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔'' (تذکرہ ص ۶۵)

''وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔'' (تذکرہ ص ۹۹)

''خدائے ذوالجلال۔'' (تذکرہ ص ۵۲۸)

''آؤ بلندۂ زمین و آسمان۔''

''تمہیں امرتسر جانا پڑے گا۔'' (تذکرہ ص ۱۱۷)

''وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔'' (تذکرہ ص ۱۱۷)

''ایک کلام اور دو لڑکیاں۔'' (تذکرہ ص ۵۹۳)

''معقول آدمی۔'' (تذکرہ ص ۴۸۴)

''اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے۔ مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔''

اس کے بعد دو فقرے انگریزی ہیں۔ جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں ہو سکی اور وہ یہ ہیں۔

I shall give you a large party of Islam.

چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا ہے۔

(براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۲۶۴)

اب آپ اسی طرح مرزا قادیانی کے گول مول الہامات سنئے اور پھر اندازہ لگائیے کہ اوپر کے اقوال اور قواعد پر فٹ بیٹھتے ہیں اور مرزا قادیانی کو ان پر یقین ہے یا نہیں۔ ارے یقین تو بعد از علم پیدا ہوتا ہے۔ جب پتہ ہی نہیں کہ کس زبان کا لفظ ہے تو یقین کہاں سے آئے گا۔

ایک انگریزی خواں کی آمد پر انگریزی الہام: ''دس از مائی اینیمی'' یہ میرا دشمن ہے۔

(تریاق القلوب ص ۶۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۶۵)

''عبداللہ خاں، ڈیرہ اسماعیل خاں'' (تریاق القلوب ص ۴۶، خزائن ج ۱۵ ص ۲۲۹)

''جنازہ'' (نزول المسیح ص ۲۲۵، خزائن ج ۱۸ ص ۶۰۳)

(کیا مبہم نہیں! جو شیطانی کلام ہوتا ہے۔ بقول مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی یار محمد اپنے ٹریکٹ ص۳۴ موسومہ (اسلامی قربانی ص۱۲) میں لکھتا ہے کہ: ''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی۔ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔ (نعوذ باللہ! گویا جماع کیا)''

کیا یہ بھی الہام ربانی ہے؟ العیاذ باللہ!

یادر ہے کہ یار محمد پلیڈر نبوت کے مدعی بھی ہیں۔ اس لئے ان کی بات معتبر ہونی چاہئے کہ نبی جھوٹا نہیں ہوتا۔

ایک دفعہ الہام ہوا۔ ''بستر عیش''

(تذکرہ ص۴۹۹، البشریٰ ج۲ ص۸۸، مورخہ ۵ر دسمبر ۱۹۰۳ء، بحوالہ بدر ج۳)

کیا یہ مبہم نہیں؟ شاید مرزا قادیانی خود بھی کوئی معنی نہ فرما سکیں اور ہوسکتا ہے کہ منکوحۂ آسمانی جس کے پیچھے جان کھپادی اس کے وصال کی امید ہو۔

''چوہدری رستم علی'' (مطلب ندارد) (تذکرہ ص۵۳۲، البشریٰ ج۲ ص۱۴)

''زندگیوں کا خاتمہ'' (تذکرہ ص۵۷۷، البشریٰ ج۲ ص۱۰۳)

لیکن کن کی زندگیوں کا خاتمہ؟ کب اور کیسے؟ مرزائیوں کی زندگیوں کا خاتمہ یا ان کے آقاء انگریز کی زندگی کا۔ کوئی تشریح نہیں۔

''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے فتح پائی۔ امین الملک جے سنگھ بہادر''

(تذکرہ ص۶۷۲، البشریٰ ج۲ ص۱۱۸)

ناظرین ہے کوئی مناسبت؟ کیا رحمانی الہام کی یہی خصوصیات ہیں؟

''لاہور میں ایک بے شرم ہے۔'' (تذکرہ ص۷۰۴، البشریٰ ج۲ ص، بحوالہ بدر ج۶ ص۱۱)

بے شرم کی تشریح نہیں فرمائی۔ شاید خود ہی مراد ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے تو کچھ وحی نہیں فرمائی اور ادھر مانند بارش کے وحی کا دعویٰ کیا جارہا ہے۔

''گورنر جنرل کی پیشین گوئی کے پورا ہونے کا وقت آگیا۔''

(تذکرہ ص۳۴۲، البشریٰ ج۲ ص۵۷)

حدیث میں حضرت مسیح کی صفت ''حکما عدلا'' آئی ہے کہ وہ عادل حاکم ہوں گے۔ مرزا قادیانی (تریاق القلوب ص۱۶) میں کہتے ہیں کہ اس کا معنی ہے گورنر جنرل اور وہ یہ خود ہی ہیں۔

اس لئے ان کی پیشین گوئیاں پوری ہونے والی ہیں۔ کیا پہلے پوری نہ ہوئی تھیں؟ ہمیں تو کوئی پوری ہوتی نظر نہیں آتی۔ مثلاً منکوحہ آسمانی آتھم اور دیگر پیشین گوئیاں۔

''بعدا!! انشاء اللہ'' (تذکرہ ص ۴۰۱، البشریٰ ج ۲ ص ۶۵)

کیا مطلب؟ گیارہ دن، سال یا ہفتہ؟ کیا مطلب ہے۔

اس کتے کا آخری دم۔ فرمایا میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی کتاب بیمار ہے۔ میں اسے دوائی دینے لگا ہوں تو میری زبان پر یہ جاری ہوا۔ (تذکرہ ص ۴۱۷، رسالہ مکاشفات مرزا ص ۲۲)

سبحان اللہ! خیر خواہی کیا کہنے، کتوں کے ساتھ اتنی ہمدردی کہ کشف میں دوائی دی جا رہی ہے۔ ادھر فضل احمد مر گیا تو اتنی بے رحمی کہ جنازہ بھی نہ پڑھا۔

''افسوس صد افسوس'' (تذکرہ ص ۴۱۹، البشریٰ ج ۳ ص ۱۷)

واقعی مرزا قادیانی پر افسوس کہ کیوں خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسری خلق خدا کو جہنم کا ایندھن بنایا۔

''فیر مین، (Fair Man)'' معقول آدمی۔ (تذکرہ ص ۴۸۴، البشریٰ ج ۲ ص ۸۴)

کون ہے معقول آدمی۔ شاید مولانا محمد حسین بٹالوی ہوں۔ جنہوں نے ساری عمر اسے سمجھانے میں لگا دی۔ مگر اس نامعقول نے اس معقول آدمی کی بات نہ سنی۔

''فضل الرحمٰن نے دروازہ کھول دیا۔'' (تذکرہ ص ۵۰۹، البشریٰ ج ۲ ص ۹۰)

پتہ نہیں کیسا دروازہ کھولا۔ مبہم ہے۔

''کیا عذاب کا معاملہ درست ہے؟ اگر درست ہے تو کس حد تک؟''

(تذکرہ ص ۵۴۸، البشریٰ ج ۲ ص ۹۷)

غالباً مرزا قادیانی اپنے متعلق پوچھ رہے ہیں تو مرزا قادیانی فکر نہ کریں۔ عذاب کا معاملہ آپ کے حق میں بالکل درست ہے اور کوئی اس کی حد بھی نہیں۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہیں گے۔

''آتش فشاں، مصالح العرب، بامراد، روبلا'' (تذکرہ ص ۵۶۳، ۵۶۴، مکاشفات ص ۴۳)

ایک کاغذ دکھائی دیا اس پر لکھا تھا۔ عجیب الہام ہے، نہ کوئی سر نہ پیر، گالیوں اور لعنتوں کا آتش فشاں۔ تو مرزا قادیانی تھے ہی باقی تینوں کا مفہوم مجھے بھی نہیں آتا۔

''ایک دانہ کس کس نے کھایا؟'' (تذکرہ ص ۵۹۵، البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۷)

اللہ جانے یہ کون سا دانہ ہے۔ تشریح ندارد، جو علامات کلام شیطانی کی ہے۔

''شر الذین انعمت علیهم'' ''ان لوگوں کی شرارت جن پر تو نے انعام کیا۔''

(تذکرہ ص ۵۵۰، البشریٰ ج ۱)

جناب منعم علیہ تو مجسمۂ خیر ہوتے ہیں۔ شرارت کیسی؟ یا محمد کے حوالہ سے یہاں تک سب حوالے پاکٹ بک سے لئے گئے ہیں۔

الوہیت کے الہام

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔ پھر یقین ہو گیا کہ میں وہی ہوں۔''

(آئینہ کمالات ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

''انت بمنزلة اولادی'' ''تو مجھے بیٹوں جیسا ہے۔

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲ حاشیہ، دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

عام الہامات

۱۵؍ مارچ ۱۹۰۶ء بروز پنجشنبہ وقت صبح یہ الہام ہوا۔ ''خدا نکلنے کو ہے۔''

(تجلیات الٰہیہ ص ۱۲، خزائن ج ۲۰ ص ۴۰۴)

کہاں سے مرزا قادیانی؟

''افطر واصوم'' ''میں افطار کرتا ہوں اور روزہ رکھتا ہوں۔

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

العیاذ باللہ! کیا خدا بھی یہ کام کرتا ہے؟

''انت منی وانا منك'' ''تو مجھ سے اور میں تجھ سے۔

(دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷، کتاب البریہ ص ۸۲، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۰)

استغفر اللہ! خدا تعالیٰ تو ''لم یلد ولم یولد'' ہے۔ نہ وہ کسی سے جنا نہ اس نے کسی کو جنا۔ یہ کیا ہذیان ہے کیا یہی ربانی کلام ہے۔ نہیں نہیں یہ کھلا ہوا شیطانی کلام ہے۔

''انی بایعتك بایعنی ربی'' ''میں نے تیرے ساتھ بیعت کی، میرے ساتھ میرے رب نے بیعت کی۔ (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

رب بھی بیعت کیا کرتا ہے؟ ہو سکتا ہے کہ دجل و فریب میں شیطان نے بیعت کی ہو۔

''عسىٰ ان يبعثك ربك مقاماً محمودا ''قریب ہے کہ رب تیرا تجھے مقام محمود میں کھڑا کرے۔'' (دافع البلاء ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۷)

یہ آیت قرآن کی سید المرسلین ﷺ کے متعلق ہے۔ مگر مرزا کے ہاں اپنے اوپر چسپاں ہورہی ہے۔ کیا یہ کھلی توہین نہیں ہے؟

''انی انا الصاعقة ''میں صاعقہ ہوں۔ (مواہب الرحمٰن ص ۱۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۳۴۷)

یعنی خدا کا نام صاعقہ ہے جو نہ کسی کتاب میں نہ حدیث میں حالانکہ اسمائے الٰہیہ تمام توفیقیہ ہیں یعنی سماع پر موقوف ہیں۔

''هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله'' (براہین احمدیہ ص ۴۹۸، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳)

''صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا۔ پھر اس کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے...... محمد رسول الله والذین معهٗ''

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۲، ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۶، ۲۰۷)

اب ایمان داری سے بتلایئے کہ یہ آیت جو حضور ﷺ کے حق میں رسالت ثابت کر رہی ہے اور اسی طرح اگلی محمد رسول اللہ۔ یہ رسالت اور محمد رسول اللہ وہ ہیں جو عرب میں رحمتہ العالمین بن کر آئے یا قادیانی صاحب پھر یہ رسول اور محمد بروزی ہے یا اصلی۔ اب بھی کسر رہ گئی کہ مرزا قادیانی نے حقیقی نبوت کا دعویٰ کیا یا بروزی کا؟ یہ بدبخت تو رسالت محمدیؐ کی پاکیزہ چادر اپنے اوپر اوڑھ رہا ہے۔ ایسے کے متعلق کیا کہو گے جو توہین [1] رسول عربی ﷺ کر رہا ہو۔ وہ مسلمان بھی

---

[1] سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''المهدی من عترتی من ولد فاطمة '' یعنی امام مہدی میری اولاد اور بنی فاطمہ سے ہوں گے۔ (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۳۱، اوّل الکتاب المہدی) یہ مراقی کیا کہتے ہیں۔ ''سمعت ان بعض الجهال یقولون ان المهدی من بنی فاطمة '' (خطبہ الہامیہ ص ۲۴۱، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً) یعنی میں نے بعض جاہلوں سے سنا کہ کہتے ہیں کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا۔ اب دیکھو کس نے فرمایا کہ مہدی بنی فاطمہ سے ہوگا اور اس مراقی صاحب نے کسے جاہل کہا؟ زبان جل جائے قلم ٹوٹ جائے جس سے یہ الفاظ نکلیں۔ مرزا قادیانی، مسیح علیہ السلام اور دوسرے بزرگوں کی توہین کرتے ہیں تو جواب ملتا ہے کہ یہ سارے الزامی جواب ہیں۔ یا ان کی کتابوں سے بیان کیا گیا ہے۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

رہ سکتا ہے؟ چہ جائیکہ اسے مسیح اور مہدی اور مجدد تسلیم کرلیں۔ مرزائی لوگ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے غیر تشریعی نبوت کا دعویٰ کیا ہے اور وہ جاری ہے۔ میں کہتا ہوں اس کے اجرا، یا عدم اجراء کی بحث ہی فضول ہے۔ وہ تو حقیقی نبوت کا دعویٰ کر رہے ہیں۔ جب اپنی وحی کو قرآن کی طرح قطعی بنا رہے ہوں اور اپنی وحی میں امر و نہی کا اعلان کر رہے ہوں۔

(اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

اور مرزا محمود قادیانی ''حقیقی نبی کہہ رہے ہوں۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۷۴)

تو تشریعی غیر تشریعی کی بحث ہی فضول ہے۔ بلکہ مرزا قادیانی تو تمام نبوت کا جامع بنتے ہیں۔ خاتم الانبیاء بھی بنتے ہیں۔

(حقیقت الوحی ص۷۳، خزائن ج۲۲ ص۷۶، تشحیذ الاذہان ج۱۲ نمبر۸ ص۱، ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

(بقیہ حاشیہ گذشتہ صفحہ) اگرچہ یہ بات بھی باطل ہے کیونکہ کسی کتاب میں نہیں ہے کہ: ''پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کو پیشین گوئی کیوں نام رکھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۴، خزائن ج۱۱ ص۲۸۸) ''ہاں آپ کو گالیاں بکنے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے۔ مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں۔ کیونکہ آپ تو گالیاں بکتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے۔ یہ بھی یاد رہے کہ آپ کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۵، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹) ''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں۔ مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۶، خزائن ج۱۱ ص۲۹۰) آپ فرمائیے کہ یہ الزامی جواب ہے یا اپنی خباثت کا اظہار ہے جو سید المرسلین ﷺ سے نہیں شرمایا جو سالار انبیاء ہیں۔ دوسرے سے کب شرمائے گا۔ دوستو ظلم ہوگیا۔ یہ دجال تو اپنی دکان چمکانے کے لئے خداتعالیٰ پر بھی ہاتھ صاف کرنے لگ گیا۔ مخلوق کیا چیز ہے؟ سنئے:

''مسلمانوں کا بالاتفاق اعتقاد ہے کہ اب وحی رسالت تاقیامت منقطع ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

مرزا قادیانی اس پر اعتراض کرتے ہیں۔ ''کوئی عقلمند اس بات کو قبول کرسکتا ہے کہ اس زمانہ میں خدا سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں۔ پھر بعد میں اس کے سوال ہوگا کہ کیوں نہیں بولتا۔ کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہوگئی۔'' العیاذ باللہ! (ضمیمہ نصرۃ الحق ص۱۴۴، خزائن ج۲۱ ص۳۱۲) یہ کون سی کتاب میں ہے خدارا کچھ تو حیا کیجئے۔

''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای''

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۹، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

ایسے بے شمار حوالہ جات مل سکتے ہیں۔ جو اکثر میرے رسالہ ''آئینہ قادیانی'' میں جمع ہیں۔

ایک دفعہ مرزا قادیانی کو ایک فرشتہ نے خواب میں نان عطا فرمایا۔ ملاحظہ ہو:

(نزول المسیح ص ۲۰۶، خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۴)

مرزا قادیانی کو خوابیں اور کشف کھانے پینے اور نکاحوں اور روپیہ کی آمد کے آتے تھے اور اوپر گذر چکا ہے کہ جو الہام دنیوی لذات وشہوات مثل کھانے پینے، روپیہ کے ہوں تو وہ شیطانی ہے۔ (خواتم الحکم اور مدارج)

''ایسا اتفاق دو ہزار مرتبہ سے بھی زیادہ گذرا ہے کہ خدا نے میری حاجت کے وقت مجھے الہام یا کشف سے یہ خبر دی کہ عنقریب کچھ روپیہ آنے والا ہے۔'' (تریاق ص ۳۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۹۹)

دوسری جگہ ہے ''کئی لاکھ روپیہ تجھے آئے گا۔'' (قادیان کے آریہ اور ہم ص ۲۵، خزائن ج ۲۰ ص ۴۳۴)

''ہر چہ باید نو عروسے راہمہ سامان کنم'' (تریاق القلوب ص ۳۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۲)

یہ محمدی بیگم کے متعلق ہے کہ ضرور نکاح ہو کر رہے گا۔ مگر حالات زمانہ جانتا ہے کہ کنواری کا تو نہ ہو سکا تو دوسرا الہام گھڑا کہ: ''ایک باکرہ اور ایک بیوہ آئیں گی۔''

(تریاق ص ۳۴، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۱)

مگر زہے قسمت نہ بیوہ نہ کنواری بلکہ نامرادی میں ہی چل بسے۔ حالانکہ اس نکاح کو ''اپنے صدق وکذب کا معیار ٹھہرایا تھا۔'' ملاحظہ ہو: (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

بلکہ یہی کنواری مرزا قادیانی کے بعد بیوہ ہوگئی۔ الہام تو کسی صورت میں پورا ہوگیا۔ مگر کذب پہلے بھی واضح تھا بعدہ حالات نے اور تصدیق کر دی۔ اسی طرح آتھم کے پندرہ ماہ تک مرنے کا الہام تھا مگر وہ بھی نہ مرا۔ آخری رات بڑا زور لگایا۔ منتر پڑھے مگر کچھ نہ ہوا۔ اگلے دن امرتسر میں آتھم کو جلوس میں پھرایا گیا۔

''میں نے خواب میں دیکھا کہ میرا سر حضرت فاطمہ علیہا السلام نے مادر مہربان کی طرح اپنی ران پر رکھا ہوا ہے۔ العیاذ باللہ!'' (تریاق ص ۳۵، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۲)

اب بتلایئے کہ حضرت فاطمہؓ ایسا کر سکتی ہیں۔ العیاذ باللہ! جب مرزا قادیانی کی وحی اور کشف یقینی ہے، شطحیات سے خارج ہے تو یہ لازماً مرزا قادیانی نے جھوٹا خواب گھڑا ہے یا کوئی شیطانی چکمہ ہے۔

''اوّل مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے بہت سے احکام قضا وقدر کے اہل دنیا کی نیکی وبدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے۔ تمثیل کے طور پر میں نے خدا تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ (یہ خدا یلاش ہوگا ورنہ رب العالمین کی تو یہ شان نہیں) مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخ سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اس سرخ سیاہی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے۔ (خدا یلاش نے آپ کی بڑی توہین کر دی کہ ایک شریف نبی کے کپڑوں کا ستیاناس کر دیا) ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو دیکھا اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصہ کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تر بتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی ایسی چیز ہمارے پاس موجود نہ تھی جن سے اس سرخی کے گرنے کا احتمال ہوتا اور وہ یہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی۔ اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں۔ جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی اور میاں عبداللہ زندہ موجود ہیں اور اس کیفیت کو حلفاً بیان کر سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ خارق عادت اور اعجازی طور پر امر تھا۔''
(تریاق ص۳۳، خزائن ج۱۵ ص۱۹۷، نسیم دعوت ص۶۲، خزائن ج۱۹ ص۴۲۷، نزول المسیح ص۲۲۶، ۲۲۷، خزائن ج۱۸ ص۶۰۴، ۶۰۵)

حضرات حدیث میں ہے کہ تقدیر لکھی جا چکی ہے۔ ''لاتبدیل بکلمات اللّٰہ اور جف القلم'' قلم لکھ کر سوکھ چکی ہے۔ اب مرزا قادیانی نئی تقدیر مرتب کرنے لگ گئے۔ کیا مرزائی وہ عبداللہ کے تر بتر کپڑے دکھلا سکتے ہیں۔ دستخط کروانے یہ عرش پر گئے یا خدا قادیان میں آیا۔ نیز بہت سے نکات فہم روشن ضمیر پر کھل سکتے ہیں۔

''حیوۃ طیبۃ ثمانین حولا اوقریباً من ذالک عمر کے متعلق الہام ہوا کہ تجھے اسی سال تک پاکیزہ زندگی عطاء کریں گے یا اس کے قریب قریب یعنی دو چار برس کم یا زیادہ۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۶۶، اربعین نمبر۳ ص۲۹، ۳۲، خزائن ج۱۷ ص۴۱۹، ۴۲۲)

اس قسم کے حوالہ جات بیشتر کتب میں مل سکتے ہیں۔ اب دیکھیں کہ واقعتہً مرزا قادیانی کی عمر اتنی ہی ہوئی۔ جتنی الہام میں بتلائی گئی یا کم وبیش؟ تو دیکھئے خود مرزا قادیانی جو ملہم من اللہ کی وحی سے بولتے ہیں فرماتے ہیں کہ: ''میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی۔''
(کتاب البریہ ص۱۵۹، خزائن ج۱۳ ص۱۷۷)

اسی طرح وفات مرزا قادیانی کی ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء ہے۔ یہ کل عمر ۶۸ یا ۶۹ سال بنتی ہے۔ اب آپ ہی اندازہ لگائیں کہ یہ الہام کیسا تھا؟ جس میں اتنا فرق نکل آیا۔ ۷۶ یا ۷۸ سال چاہئے تھی یا ۸۲، ۸۴۔ مگر یہاں ۶۸، ۶۹ سال ثابت ہوئی اور بعض حسابات سے اس سے بھی کم نکلتی ہے۔ حالانکہ اس وحی شدہ عمر پر مزید عمر بھی مل گئی تھی۔ وہ اس طرح کہ ایک دفعہ مرزا قادیانی کسی بزرگ کی قبر پر کشفی حالت میں دعاء کر رہے تھے۔ وہ بزرگ آمین کہہ رہے تھے۔ خیال آیا کہ عمر بھی بڑھالی جائے تو پندرہ سال عمر بڑھنے کی دعاء کی۔ بزرگ نے آمین کہی تو مرزا قادیانی اس بزرگ سے الجھ گئے۔ کشتم کشتا ہوگئے تو بیچارے نے کہا کہ چھوڑ دو۔ آمین کہہ دیتا ہوں تو اس نے کہہ دی۔ (البدر ج۲ ص۴۷، دسمبر ۱۹۰۳ء، مکاشفات ص۳)

اس لحاظ سے ۹۰ سال سے اوپر چاہئے مگر بجائے بڑھنے کے گھٹ گئی۔ شاید بزرگ نے دل سے آمین نہ کہی اور ان کی گستاخی کی وجہ سے اور بھی گھٹ گئی۔ آخر مقبولوں کے ساتھ مخالفت نیک پھل تو نہیں لاتی۔ ’’من عادی لی ولیاً ۰ فقد اذنته بالحرب ‘‘ (مشکوٰۃ ص۱۹۷، باب ذکر اللہ عزوجل والتقرب الیہ) جو میرے کسی ولی سے عداوت کرتا ہے میں اس سے اعلان جنگ کرتا ہوں۔ بشمبر داس نامی آدمی پر کوئی مقدمہ تھا۔ اس کے بھائی نے دعاء کا کہا۔ تو مرزا قادیانی کو کشف طاری ہوا۔ فرمایا کہ میں قضاء وقدر کے دفتر میں گیا اور ایک کتاب میرے پاس پیش کی گئی۔ جس میں بشمبر داس کی قید ایک سال لکھی ہوئی تھی۔ تب میں نے اس کی قید میں سے آدھی قید کو اپنے ہاتھ سے اور اپنے قلم سے کاٹ دیا ہے۔

(تریاق القلوب ص۳۲، خزائن ج۱۵ ص۱۹۴)

واہ مرزا قادیانی خوب! کیا قضاء وقدر کے دفتر میں خدائے یلاش کی نظر سے بچ بچا کر پہنچ گئے اور خیراتی وغیرہ سے کتاب منگوا کر قید کاٹ آئے۔ تصرف ہو تو ایسا ہی ہو۔ مگر اپنی عمر کے لئے شاید دفتر بند تھا یا یلاش نے چارہ نہ چلنے دیا کہ بجائے بڑھانے کے گھٹ گئی۔

۱۳ اپریل ۱۸۹۹ء کو الہام ہوا۔ ’’اصبر ملیا ساھب لك غلاما ذکیا‘‘ یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے عنقریب ایک پاک لڑکا عطاء کروں گا۔ ۲ر ذوالحجہ ۱۳۱۶ھ کی تاریخ تھی۔ ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ ’’رب اصح زوجتی لھذہ ‘‘ یعنی اے میرے خدا میری اس بیوی کو بیمار ہونے سے بچا...... یہ الہام تمام قادیانیوں کو سنایا گیا اور اخویم مولوی عبدالکریم نے بہت سے خطوط لکھ کر دوستوں کو بھیج دیئے۔ دو ماہ بعد اس لڑکے کی روح مجھ سے بولی۔ (مرزا جی یہ کیا فرمایا؟ روح

تو لڑکے کی تھی اور بولی آپ میں؟) اور الہام کے طور پر یہ کلام اس کا میں نے سنا۔ ’’انی اسقط من اللّٰہ واصیبہ ‘‘یعنی اب میرا وقت آ گیا ہے اور میں اب خدا کی طرف سے اور خدا کے ہاتھوں سے زمین پر گروں گا اور پھر اسی کی طرف جاؤں گا۔ (زمین پر کہاں سے گرے گا؟ آسمان سے؟ وہ تو مرزا قادیانی کے اندر تھا) دوسری مرتبہ یکم جنوری ۱۸۹۷ء میں بطور الہام یہ کلام مجھ سے کیا اور مخاطب بھائی تھے۔ (مرزا صاحب! ۱۸۹۹ء کے بعد ۱۸۹۷ء کہاں اور کیسے ہو گیا۔ رجعت قہقہری کا کیا معنی) کہ: ’’مجھ میں اور تم میں ایک دن کی میعاد ہے۔ یعنی اے میرے بھائیو! میں پورے ایک دن کے بعد تمہیں ملوں گا۔ اس جگہ ایک دن سے مراد دو برس تھے۔‘‘ (ایک دن سے مراد دو برس یہ مرزا قادیانی کی ہی لغت ہے۔ ورنہ اس کی نظیر تو مفقود ہے۔ واہ مرزا قادیانی بچے نے پیٹ ہی میں وائرلیس سیٹ رکھا ہوا تھا؟ کہ پہلے ہی الہام کر رہا ہے۔)

(تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۶، ۲۱۷)

’’ایک دفعہ ہم گاڑی پر سوار تھے اور لدھیانہ کی طرف جا رہے تھے کہ الہام ہوا کہ ’’نصف ترا، نصف عمالیق را‘‘ اس کے ساتھ یہ تفہیم ہوئی کہ امام بی بی جو ہمارے جدی شرکاء میں سے ایک عورت تھی مر جائے گی اور اس کی نصف زمین ہمیں اور نصف دیگر شرکاء کو مل جائے گی۔‘‘

(نزول المسیح ص ۲۱۳، ۲۱۴، خزائن ج ۱۸ ص ۵۹۱، ۵۹۲)

عمالیق کا معنی دوسرے شرکاء کس لغت میں ہے؟ دیکھا حضرات دنیاوی امور کا ہی الہام ہے۔ وھو من الشیطان الرجیم!

’’تو ہمارے پانی سے اور دوسرے لوگ خشکی سے‘‘ گویا مرزا قادیانی نطفۂ خدا ہیں۔ العیاذ باللہ! اور اس میں دوسرے لوگوں انبیاء و اولیاء کی توہین بھی واضح ہے۔

’’آسمان زمین تیرے ساتھ جیسے میرے ساتھ۔‘‘ شرک اور کیا چیز ہے؟ جب تصرف یکساں ہوا۔

’’تو اس سے نکلا۔‘‘ اس سے کوئی نہیں نکلا۔ لم یلد ’’تو کلمۃ الازل ہے‘‘ حضرت مسیح علیہ السلام تو صرف کلمۃ اللہ تھے اور یہ صاحب کلمۃ الازل ہو گئے۔

’’میں فوجوں سمیت تیرے پاس آؤں گا۔‘‘ یہ کیا؟ فوجوں کی کیا ضرورت؟ جہاد تو حرام ہے۔ شاید مرزا قادیانی کے خدا عاج اور یلاش کو اس کی اطلاع نہ ہو۔

’’میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا‘‘ خدا نے کہاں سے لوٹا تھا؟

’’جس طرف تیرا منہ اس طرف خدا کا منہ‘‘ سبحان اللہ!

’’اے احمد تیرے لبوں پر رحمت جاری کی گئی۔‘‘ سمجھ نہیں آتا کہ مرزائی لغت میں رحمت کسے کہتے ہیں۔ کیا وہی رحمت تو نہیں جو مخالفین کے حق میں برسا کرتی تھی۔ کبھی ہزار لعنت کی گردان کبھی ذریۃ البغایا اور کبھی خنازیر الفلاء وغیرہ وغیرہ۔ گوہر افشانیاں۔ اے اللہ ایسی رحمت نہیں چاہئے۔ مرزا قادیانی کو ہی مبارک ہو۔

’’خدا کی رحمت کے خزانے تجھے دیئے گئے۔‘‘ یہاں تو لعنت کے چشمے پھوٹتے ہیں۔

(نور الحق ص۱۱۸ تا ۱۲۲، خزائن ج۸ ص۱۵۸ تا ۱۶۲)

’’آواہن خدا تیرے اندر اتر آیا۔‘‘ یہ خدائے یلاش کا نزول ہوگا۔ جس کو یار محمد صاحب نے (اسلامی قربانی ص۱۲) میں ذکر فرمایا ہے۔ شاید اسی وجہ سے سارے اعصاب جواب دے گئے تھے اور مجمع الامراض بن گئے تھے۔

’’اس کو خدا نے قادیاں کے قریب نازل کیا۔‘‘ کہاں سے؟ قادیان میں تو پہلے ہی تھے۔ پھر اس کے قریب کیسے نازل ہوگئے؟

’’تیرا بھید میرا بھید ہے؟‘‘ یہ ہمرازی سمجھ میں نہیں آتی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تو فرماتے ہیں۔’’انك تعلم ما فی نفسی ولا اعلم ما فی نفسك ‘‘ اے اللہ تو میرے دل کی بات جانتا ہے اور میں تیرے بھید سے واقف نہیں۔ اس کے بھیدوں کو کون جان سکتا ہے۔

مگر جو قضا وقدر کے دفتر میں تصرف رکھتا ہو وہ واقعتاً ہمراز ہو سکتا ہے۔ العیاذ باللہ!

’’تیرے پر انعام خاص ہے۔‘‘ یہ انعام دو زرد چادروں والا ہی ہوگا۔ ہمہ وقت پیشاب ہی کرتے رہو۔ اللہ ایسے انعام سے ہر ایک کو بچائے۔

(کتاب البریہ ص۸۳ تا ۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۱، ۱۰۳، ۱انتخاباً)

’’میں ایک سوراخ دار برتن کی طرح ہوگیا ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

’’سو میں نے پہلے آسمان وزمین کو اجمالی صورت میں پیدا کیا۔ جس میں کوئی ترتیب وتفریق نہ تھی۔ پھر میں منشاء حق کے موافق اس کی ترتیب وتفریق کی اور میں دیکھتا تھا کہ میں اس کے خلق پر قادر ہوں۔‘‘ (کتاب البریہ ص۸۷، خزائن ج۱۳ ص۱۰۵)

کیا یہ خدائی دعویٰ نہیں۔

’’یا احمد یتم اسمك ولا یتمی اسمی ‘‘ اے احمد تیرا نام پورا ہو جائے گا اور

میرا نہ ہوگا۔ استغفر اللہ! خدا کا نام تو کامل ہے۔ نقص ہے تو مخلوق میں۔ یہاں مرزا قادیانی کیسی بڑہانک رہے ہیں۔ (تحفہ بغداد ص۲۳، خزائن ج۷ص۲۵، اربعین نمبر۲ص۶، خزائن ج۱۷ص۳۵۳)

''زوجنا کھا'' ہم نے تیرا نکاح اس کے ساتھ کر دیا۔ (تحفہ بغداد ص۲۴، خزائن ج۷ص۲۸)

''کن فی الدنیا کانك غریب او عابر سبیل'' دنیا میں ایک مسکین اور مسافر کی طرح رہ۔ (تحفہ بغداد ص۲۳، خزائن ج۷ص۲۵)

مگر مرزا قادیانی تو روپیہ بٹورنے کی فکر ہی میں رہے۔ کبھی ٹیچی ٹیچی لا رہا ہے۔ کبھی دوسرا، الہام بھی اسی کے اور کشف بھی اسی کے۔ غالباً محمدی بیگم کے متعلق ہے۔ مگر نامرادی ہوئی تو دوسرا الہام ہوا۔

''یردھا الیك اسے پھیر کر یعنی بیوہ کر کے تیری طرف لائیں گے۔'' یہ بھی نہ ہوا۔

(اتمام الحجہ ج۷ص۱۶۲)

ہر طرف سے ناکامی دیکھ کر الہام گھڑا۔ فرمایا: ''ایلی ایلی لما سبقتنی'' اے میرے اللہ تو نے مجھے کیوں چھوڑ دیا۔'' جناب کے افتراء کی وجہ سے چھوڑا ہوگا۔

(تحفہ بغداد ص۲۴، خزائن ج۷ص۲۹)

''یاتیك قمر الانبیاء'' تیرے پاس نبیوں کا چاند آئے گا۔

(تحفہ بغداد ص۲۵، خزائن ج۷ص۳۱)

ہم لوگ تو نبیوں کا چاند سید المرسلین ﷺ کو ہی مانتے ہیں۔ یہ بدبخت کون ہے۔ آپ کے مقام پر منحوس قدم رکھنے والا۔ یہ پیشین گوئی بشیر احمد صاحب کے متعلق گھڑی جارہی ہے۔ جسے اب بھی قمر الانبیاء لکھتے ہیں۔ دیکھئے بشیر احمد صاحب کی تصانیف تبلیغ ہدایت وغیرہ۔ استغفر اللہ!

''آسمان سے کئی تخت اترے، پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ص۹۲)

سب سے اونچا تخت تو سید المرسلین ﷺ کا ہے۔ ابراہیم خلیل علیہ السلام، موسیٰ کلیم اللہ علیہ السلام کا تخت بھی نیچے ہے۔ یہ کیسی یاوہ گوئی ہے۔

''انت مدینة العلم'' تو علم کا شہر ہے۔ (اربعین نمبر۳ص۳۳، خزائن ج۱۷ص۴۲۳)

علم کا شہر سید المرسلین ﷺ ہیں۔ جیسے حدیث ہے۔ ''انا مدینة العلم وعلی بابها''

''قیصر ہند کی طرف سے شکریہ'' (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر ۴، ص ۲، خزائن ج ۱۵ ص ۵۰۴)

وجہ اس کی یہ ہے کہ ساری زندگی انگریزوں کی تعریف میں گذری۔ پچاس الماریاں کتابیں لکھیں۔ جہاد حرام کیا۔ تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصرہ لکھا۔ مگران کو پتہ تھا کہ یہ جو اپنے مذہب کا خیر خواہ نہیں۔ ہمارا کب ہوسکتا ہے۔ معمولی سا خطاب بھی نہ دیا۔ سید احمد خاں اور دوسرے بڑے بڑے لوگوں کو سر اور شمس العلماء کے خطابات ملے۔ مگر یہ محروم رہے۔ حالانکہ انہوں نے جو خدمات ادا کی تھیں کسی نے نہ کی ہوں گی۔ ۱۸۵۷ء میں پچاس گھوڑے سواروں کے بھیجے۔ جنگ ٹرانسوال میں ۵۰۰ روپیہ چندہ دیا۔ (روداد جلسہ اور دعا ص ۳۵، خزائن ج ۱۵ ص ۶۲۷) مگر وہاں سے معمولی سی خطاب بھی نہ ملا۔ آخر مایوس ہو کر الہام ہی گھڑنا پڑا کہ: ''قیصر ہند کی طرف سے شکریہ۔'' خدا جانے یہ کون کہہ رہا ہے۔ یا ادھر سے خطاب نہ ملنے کی وجہ یہ ہوگی کہ ان کے گھر ہی کے آدمی تھے۔ جیسے خود فرماتے ہیں کہ: ''میں خود کاشتہ پودا ہوں۔'' (کتاب البریہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۳ ص ۳۵۰)

نہ خدا ہی ملا نہ وصال صنم .... نہ ادھر کے رہے نہ ادھر کے رہے

تو اپنا ہی سب کچھ تھا۔ خطاب کی ضرورت ہی محسوس نہ کی۔ گھر کے آدمی کو گھر والے خطابات نہیں دیا کرتے۔

''پھر دیکھا کہ میرے مقابل پر کسی آدمی نے یا چند آدمیوں نے پتنگ چڑھائی ہے اور وہ پتنگ ٹوٹ گئی اور میں نے اس کو زمین کی طرف گرتے دیکھا۔ پھر کسی نے کہا۔ ''غلام احمد کی جے'' یعنی فتح'' (تذکرہ ص ۷۲۳)

واہ مرزا قادیانی! آپ تو پتنگ بازوں کے بھی استاد بن گئے۔

''کشفی رنگ میں مغز بادام دکھائے گئے اور کشف کا غلبہ اس قدر تھا کہ میں اٹھا کہ بادام لوں۔'' (تذکرہ ص ۷۲۴)

پہلے حوالہ کو ملحوظ رکھ کر نتیجہ نکالئے کہ کھانے پینے کی چیزوں کا الہام شیطانی ہوتا ہے۔ خواتم الحکم وغیرہ۔ مرزا قادیانی کا دماغ بہت کمزور تھا۔ جیسا کہ ذیابیطس کا خاصہ ہے۔ للہذا بلی کو چھچھڑوں کی ہی خواب آتی تھی۔

''ایسوسی ایشن'' تشریح ندارد (تذکرہ ص ۷۲۴)

مبہم الہام شیطانی ہوتے ہیں۔

''ہیضہ کی آمد ہونے والی ہے۔'' (تذکرہ ص ۷۲۴)

یہ جولائی ۱۹۰۷ء کا ہے۔ جس کے تھوڑی دیر بعد یعنی مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی بمرض ہیضہ رخصت ہوگئے۔ کیا ہی سچا الہام ہے۔ یہ واقعی قابل تسلیم ہے۔

حضرت مرزا قادیانی کے الہامات کا سلسلہ بڑا عجیب ہے۔ ایک الہام گول مول گھڑ لیتے۔ جس کی تشریح دوسرے وقت پر اٹھا رکھتے۔ جب کوئی واقعہ ہوتا تو جھٹ اس پر فٹ کر کے اپنی صداقت کا اعلان کر دیتے۔ ان کی زندگی ہی انہی چالبازیوں میں گذری ہے۔

مثال نمبر ا: ۹ رجنوری ۱۹۰۳ء کو الہام ہوا۔ ''قتل خیبۃ وزید ہیبۃ'' ایک آدمی نامرادی سے مرگیا اور ہلاکت اس کی ہیبت ناک ہوگی۔

(مواہب الرحمٰن ص ۱۰۸، خزائن ج ۱۹ ص ۳۲۸، تذکرہ ص ۴۵۰)

اس الہام کے الفاظ کی ہی دورنگی دیکھئے۔ قتل اور زید دو ماضی مجہول کے صیغے ہیں۔ ترجمہ کرتے ہیں۔ ایک آدمی نامرادی میں ہلاک ہوا۔ یہ تو ٹھیک، دوسرا جملہ اس کا مرنا ہیبت ناک ہوگا۔ یہ کیسے؟ شاید ربط یہ ہے کہ اس کی موت کا نتیجہ آگے چل کر ہیبت ناک ہوگا۔ مگر یہ مفہوم ذہن میں نہیں ہے۔ بہرصورت کسی کے نامراد مرنے کا تذکرہ ہے۔ گو جوگیوں کی طرح غیر متعین ہی ہے۔ پھر اللہ کی قدرت دو چار دن بعد ایک غریب ماشکی جو ان کا مخالف تھا فوت ہوگیا۔ تو مرزا قادیانی جن کا دعویٰ یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور نبیوں کے جملہ افعال واقوال اور خیالات سب تصرف باری سے ہوتے ہیں۔ (ریویوج ۲ نمبر ۲ ص ۷۱، ۷۲، بابت فروری ۱۹۰۳ء)

یوں فرمایا ایک سقہ مرگیا۔ اسی دن اس کی شادی تھی۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے خیال آیا کہ قتل خیبۃ وزید ہیبۃ جو وحی ہوئی تھی وہ اسی کی طرف اشارہ ہے۔

(البدر نمبر ۵ ج ۲ مورخہ ۲۰ رفروری ۱۹۰۳ء، ملفوظات ج ۴ ص ۴۱۴)

ناظرین کرام! دیکھئے پنجابی نبوت کے کرشمے کہ کیسے وہ گول مول الہام جو پہلے گھڑ رکھا تھا وہ غریب ماشکی پر تھوپ دیا۔ خیر یہ تو ہوا۔ آگے ملاحظہ فرمائیے۔ ملک کابل میں مرزا قادیانی کے دو مرید عبدالرحمٰن اور عبداللطیف بوجہ تبلیغ حرمت جہاد سمجھ کر سنگسار کئے گئے تو مرزا قادیانی نے زبان وحی سے فرمایا۔ ''اس سے پہلے ایک صریح وحی الٰہی (اب گول مول صریح ہوگئی) صاحبزادہ مولوی عبداللطیف صاحب مرحوم کی نسبت ہوئی تھی۔ جب کہ وہ زندہ تھے۔ بلکہ قادیان میں ہی موجود تھے اور یہ وحی الٰہی (میگزین انگریزی ۹ رفروری ۱۹۰۳ء، الحکم ۱۷ رجنوری ۱۹۰۳ء اور البدر ۱۶ رجنوری ۱۹۰۳ء) کالم دو میں شائع ہوچکی ہے۔ جو مولوی صاحب کے مارے جانے کے بارہ میں ہے اور وہ یہ ہے۔ ''قتل خیبۃ وزید ہیبۃ'' یعنی اس حالت میں مارا گیا کہ اس کی بات کو کسی نے نہ سنا اور اس کا مارا جانا

ایک ہیبت ناک امر تھا۔'' یعنی لوگوں کو بہت ہیبت ناک معلوم ہوا اور اس کا بڑا اثر دلوں پر ہوا۔ کہ کس طرح پنجابی نبی چالبازیاں دکھلاتا ہے۔ (تذکرۃ الشہادتین ص۷۳، خزائن ج۲۰ ص۷۵)

دیکھئے حضرات مرزا قادیانی کی چالاکیاں کہ کہاں یہ گول مول اور بے تکا سا فقرہ جس میں کسی مخالف کے مرنے کی خبر ہے۔ پھر کہاں ایک قادیاں کا غریب ماشکی جو مرزا قادیانی کا پانی بھرا کرتا تھا۔ پھر کہاں عبداللطیف مرزائی جو مخالف نہ تھا۔ نہ اس کی موت نامرادی کی تھی۔ چونکہ مرزا قادیانی صادق تھے۔ اس کی موت تو اعلیٰ درجہ کی شہادت ہونا چاہئے تھی۔ نامراد کیسی؟ واقعی مرزا قادیانی کاذب تھے۔ پھر مرزا قادیانی کا کہنا کہ عبداللطیف کی موت کا صریح الہام تھا، سچ ہے:

خدا محفوظ رکھے ہر بلا سے
خصوصاً آج کل کے انبیاء سے

مثال نمبر۲: ۱۸۸۰ء - ۸۳ء کے درمیانی زمانے میں بوقت تالیف براہین احمدیہ مرزا قادیانی نے ایک الہام سنایا تھا۔ ''شاتان تذبحان وکل من علیها فان'' دو بکریاں ذبح کی جائیں گی اور زمین پر کوئی نہیں جو مرنے سے بچ جائے گا۔ کوئی چار روز پہلے اس دنیا کو چھوڑ گیا کوئی پیچھے اسے جاملا۔ (براہین ص۵۱۱، بقیہ حاشیہ نمبر۳، خزائن ج۱ ص۶۱۰)

اسی طرح (تذکرۃ الشہادتین ص۶۷، خزائن ج۲۰ ص۶۹) میں اس کو بعنوان جلی بیان کیا ہے۔ حضرات! یہ گول مول اور مبہم الہام گھڑ لیا کہ آئندہ کام آئے گا۔

فارغ کیوں بیٹھیں کوئی الہام ہی گھڑ لیں۔ کیا ہزاروں بکرے روزانہ ذبح نہیں ہوتے۔ خود مرزا قادیانی کو ایک دفعہ الہام ہوا۔ ''تین بکرے ذبح کئے جائیں گے۔'' صبح اٹھ کر تین بکرے ذبح کر دیئے۔ (تذکرہ ص۵۸۹)

جو ایک معمولی بات تھی۔ مگر مرزا قادیانی کا مقصود ایسے گھڑے ہوئے الہامات سے تلبیس ہوتی تھی۔ چنانچہ ۵، ۶ برس گذر گئے تو منکوحہ آسمانی محمدی بیگم کی پیشین گوئی کے درمیان یہ الہام یاد آ گیا۔ پھر کیا تھا آؤ دیکھا نہ تاؤ جھٹ اس شیطانی الہام کو اپنے رقیب سلطان محمد اور اس کے باپ احمد بیگ پر جڑ دیا کہ یہ دونوں مر جائیں گے۔ ''دو بکریوں سے یہ مراد ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۵۷، خزائن ج۱۱ ص۳۴۱)

مگر خداتعالیٰ کو چونکہ مرزا قادیانی کا کاذب ہونا منظور تھا اور خاصی ذلت مقصود تھی۔ اس لئے سلطان محمد نہ مرا۔ یہ الہام جوں کا توں رہ گیا۔ آخر سوچتے سوچتے ۱۹۰۳ء میں عبداللطیف

اور عبدالرحمٰن کابلی مرداروں پر چسپاں کر دیا۔ چنانچہ آپ نے بکمال شان نبوت ان کی موت پر جڑ دیا۔ ''خدا تعالیٰ براہین احمدیہ میں فرماتا ہے۔ دو بکریاں ذبح ہوں گی۔ یہ پیشین گوئی مولوی عبداللطیف اوران کے شاگرد عبدالرحمٰن کے بارہ میں ہے۔ جو پورے تیئس برس بعد پوری ہوئی۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۷۰، خزائن ج ۲۰ ص ۷۲، تذکرہ ص ۸۸) میں ایک عنوان قائم کر کے اس پیشین گوئی کو ان دو مرداروں کے بارے میں چسپاں کرتے ہیں۔ ہندو، مسلم، سکھ بھائیو غلام احمد کی جے!

مثال نمبر۳: حضرات آخر یہ بھی سنئے کہ مرزا قادیانی کو وحی کون بھیجتا تھا اور لانے والے کون ہیں؟ مرزا قادیانی کے خدا کا نام بھی الگ ہے اور فرشتوں کے نام بھی کسی کتاب یا حدیث میں نہیں سنے گئے۔ مرزا قادیانی کے خدا کا نام۔

صاعقہ — (تذکرہ ص ۴۴۷)

یلاش (تحفہ گولڑویہ ص ۶۹، خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۳)

عاج (براہین ص ۵۵۶ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

۱...... ٹیچی ٹیچی: وقت مقررہ پر روپیہ لانے والا۔

(حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

۲...... خیراتی (تریاق القلوب ص ۹۴، خزائن ج ۱۵ ص ۳۵۱)

۳...... شیر علی (تریاق القلوب ص ۹۵، خزائن ج ۱۵ ص ۳۵۲)

۴...... مٹھن لال (تذکرہ ص ۵۶۱)

۵...... انگریزی فرشتہ (براہین احمدیہ ص ۴۸۱، خزائن ج ۱ ص ۵۷۲)

حضرات! ان کے علاوہ بھی مرزا قادیانی کے بے شمار ولاتعداد الہامات اور کشوف ہیں۔ بطور نمونہ پیش کئے گئے ہیں۔ اب فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ اصول اور ضوابط کو ذہن میں رکھتے ہوئے اندازہ لگائیے کہ یہ الہامات کیسے ہیں۔ خواہشات ولذات دنیویہ کے متعلق ہے یا امور ضروریہ کے متعلق۔ آپ دیکھیں گے کہ اکثر بلکہ کل الہامات کھانے پینے نکاح اور آمد مال کے متعلق ہیں اور پہلے خواتم الحکم اور مدارج السالکین کے حوالہ سے گذر چکا ہے کہ ایسے الہامات شیطانی ہوتے ہیں تو مرزا قادیانی نبی کیسے بن گئے؟ مجدد اور مہدی کیسے ہوسکتے ہیں۔ ان پر تو شیطانی تسلط نہیں ہوسکتا۔ خدارا امر آخرت میں غور وفکر سے کام لو۔ محض ضد اور تعصب کی بناء پر حق کو باطل اور باطل کو حق کہہ دینا عقل انسان کا تقاضا نہیں۔

''اللھم اھدنا الصراط المستقیم واخر دعونا الحمد للہ رب العالمین''

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

ضمیمہ

قادیانیوں کی تبلیغ کے مقاصد

حضرات! ایک نہایت اہم چیز جس کو عوام پر منکشف کرنا ضروری ہے وہ یہ کہ مرزائی لوگ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے اسلام کی بڑی مدافعت کی ہے۔ غیر مسلموں کے ساتھ مناظرے اور مباحثے کئے۔ جس کی نظیر نہیں ملتی اور خود مرزا قادیانی بھی کہتے ہیں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں۔ (بہت مبارک خیال ہے) اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت دنیا پر ظاہر کر دوں۔ ''پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں آئے تو میں جھوٹا ہوں۔'' لیجئے حضرات نشانات کا تو بھانڈا پھوٹ گیا۔ ان کو اب مرزائی مرزا قادیانی کی صداقت میں پیش نہیں کر سکتے۔ صرف علت غائی کو پیش کریں۔ ''پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو نہیں دیکھتی۔'' اجی دنیا تو دیکھتی ہے اور وہ برا ہی ہوا۔ مگر تمہارے چیلے چانٹے ہی نہیں دیکھتے۔ وہ نشان نشان کرتے رہتے ہیں۔ ''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود اور مہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا۔'' یہ دونوں الگ الگ ہستیاں ہیں۔ مرزا قادیانی دونوں کیسے بن بیٹھے؟ اور لفظ معہود اور موعود علیحدگی پر دلیل نہیں ہے؟ اور تمہارا ''لا مہدی الا عیسیٰ کہنا بے کار ہوا۔'' تو پھر سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔ واہ جی کیسے مزے کی بات کہی، قرین انصاف یہی ہے۔ (اخبار بدر ج۲ نمبر۲۹ ص۴، مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

''میرے آنے کے دو مقصد ہیں۔ مسلمانوں کے لئے یہ کہ وہ اصل تقویٰ اور طہارت پر قائم ہو جائیں اور وہ ایسے سچے مسلمان ہوں جو اللہ تعالیٰ نے مسلمان کے مفہوم میں چاہا ہے اور عیسائیوں کے لئے کسر صلیب ہو اور ان کا مصنوعی خدا (یسوع مسیح) نظر نہ آئے۔ دنیا اس کو بھول جائے اور خدائے واحد کی عبادت ہو۔''

(ملفوظات ج۸ ص۱۴۸، اخبار الحکم قادیان ج۹ ص۱۰ نمبر۲۵ کالم۴، مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۰۵ء)

''تمام دنیا میں اسلام ہی اسلام ہو کر وحدت قومی ہو جائے گی۔''

(ملحض چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱)

''مسلمان اعلیٰ درجے کے متقی جو خدا کے نزدیک متقی ہوں، ہو جائیں گے۔''
''غیر معبود مسیح وغیرہ کی پوجا نہ رہے گی اور خدائے واحد کی عبادت ہوگی۔ وغیرہ''
(اخبار الحکم ج ۹ ص ۱۰ نمبر ۲۵ کالم ۴، مورخہ ۱۷ر جولائی ۱۹۰۵ء)
''میں تمام دنیا کی اصلاح کے لئے آیا ہوں۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۵۱، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۵)

اسی طرح اب بھی بہت سے سمجھدار اسی وسوسے کے اندر پھنسے ہوئے ہیں کہ مرزائی خصوصاً لاہوری پارٹی باہر جا کر بہت تبلیغ کرتی ہے۔ مولوی کیا کر رہے ہیں؟

حضرات! یہ سب شیطانی چکمہ اور جال ہے۔ اب دیکھئے میں بفضلہٖ تعالیٰ اس کو کیسے تار تار کیے دیتا ہوں۔

اوّل یہ سنئے: جو اعلانات مرزا قادیانی کے ہیں کہ سب مسلمان اعلیٰ تقوے کی سٹیج پر نظر آئیں گے اور عیسائی وغیرہ غیر مذاہب مٹ کر وحدت قومی ہو جائے گی۔ تو آنکھیں کھول کر دیکھئے کہ سب مسلمان ایسے ہی ہو گئے؟ سب کو چھوڑیئے، مرزا قادیانی کے مرید اور ماننے والوں پر ہی یہ رنگ چڑھا؟ صاحب ہوش تو یہی کہے گا کہ کچھ نظر تو نہیں آتا۔ جس طرح دوسرے لوگ بدعمل ہیں۔ ایسے ہی مرزائی ہیں۔ احکام شرع کی کوئی پابندی نہیں کرتے۔ نہ پکے نمازی ہیں، نہ سب روزے ہی رکھتے ہیں۔ اسی طرح دوسرے احکام کی حالت ہے۔ دوسری طرف رشوت وغیرہ جتنی بھی برائیاں ہیں برابر کے ملوث ہیں۔ غرض مرزائی وغیر مرزائی میں کوئی فرق نہیں۔ تقویٰ کی ہوا بھی نہیں لگی۔

نماز کی مصیبت کون مول لے، سوٹ بوٹ کون اتارے۔ جب کہ توبہ سے سب کچھ بن جاتا ہے۔ ''ایک شخص نے سوال کیا کہ وہ چھ ماہ تک تارک صلوٰۃ تھا۔ اب توبہ کر لی، ساری نمازیں پڑھوں تو فرمایا، نماز کی قضا نہیں ہوتی۔ اب اس کا علاج توبہ ہی کافی ہے۔'' (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۶۸) حضرات جب توبہ ہی سے بقیہ نمازیں ٹل جاتی ہیں تو جب چاہا توبہ کر لی۔ ہر سال یا چھ ماہ بعد توبہ کر لی، دن میں پانچ مرتبہ کون بوٹ سوٹ اتارے۔ یاد رہے کہ توبہ سے نماز معاف نہیں ہوتی۔ کہیں قرآن وحدیث اور کسی فقیہ امام کا قول نہیں۔ یہ اپنا ڈھکوسلہ ہے۔

''مفتی محمد صادق کو ایک دفعہ فرمایا کہ آپ کا جسم کمزور ہے۔ ان دنوں روزہ نہ رکھیں۔ اس کے عوض سردیوں میں رکھ لیں۔'' مفتی صاحب کی ڈائری بحوالہ عقائد مرزا از مولانا عبدالغفار صاحب، کمزوری کی صراحت نہیں ہے۔ (مؤلف)

وحدت قومی کی بجائے انتشار قومی اس حد تک پہنچ گیا ہے کہ مرزا قادیانی کے آنے سے پہلے مسلمانوں کی اپنی حکومت تھی۔ جب یہ مقدس ہستی آئی تو دیکھئے سلطنت برطانیہ کس طرح چھا گئی۔ جس کو ختم کرنے آئے تھے وہ ترقی کر گئے۔ عرب ممالک، مصر، عراق، شام وغیرہ ادھر ہندوستان تمام عالم اسلام پر عیسائیت چھا گئی۔ خدا کی قدرت کا کرشمہ دیکھئے ان کے تشریف لے جاتے ہی پھر سے یہ ممالک آزاد ہوتے گئے اور اب تک تقریباً مطلع صاف ہے۔

یہ عیسائی تسلط کی ظاہری ترقی تھی۔ جس کے ساتھ ساتھ عیسائی مذہب وتہذیب کا چھا جانا امر لابدی تھا۔ جس کے نتیجہ میں آج عالم اسلام اپنے مذہب وتہذیب کو سلام کہہ کر اپنا وقار اور عظمت ضائع کر بیٹھا ہے۔

اب آپ ان کی مذہبی ترقی اور ترویج کا حال سنئے کہ عیسیٰ پرستی کا ستون کہاں تک ٹوٹا اور مرزا قادیانی کی صداقت کہاں تک اجاگر ہوئی۔ خود انہیں سے ہی سنئے:

''عیسائیت دن بدن پھیل رہی ہے۔''

(اخبار پیغام صلح ص۳۵۰، بحوالہ پاکٹ بک، مارچ ۱۹۲۸ء)

دور کیوں جائیں۔ خود قادیان کے ضلع گورداسپور کی عیسائیوں کی آبادی دیکھئے۔

۱۸۹۱ء میں عیسائی آبادی	۲۴۰۰، ۱۹۰۱ء میں	۴۴۷۱
۱۹۱۱ء میں " "	۲۳۳۶۵، ۱۹۲۱ء میں	۳۲۸۳۸
۱۹۳۱ء میں " "	۴۳۲۴۳	(محمدیہ پاکٹ بک ص۳۵۰)

مندرجہ بالا نقشہ بتلا رہا ہے کہ مرزا قادیانی کے اپنے مرکز میں عیسائی اٹھارہ گنا ترقی کر گئے۔ دوسرے اضلاع اور ممالک کا کیا اندازہ ہوگا؟ اب دوبارہ مرزا قادیانی کا اعلان پڑھیے۔

''اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ (یعنی عیسائیت کو ختم کر کے وحدت قومی کا قیام) جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔'' (بدرج ۲ ص۴ نمبر ۲۹، مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء)

حضرات! آپ نے کیا نتیجہ نکالا؟ یہی نا کہ۔

کوئی بھی کام مسیحا ترا پورا نہ ہوا
نامرادی میں ہوا ہے ترا آنا جانا

کس قدر خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو مرزا قادیانی کی ناکامی پر گواہی دیتے ہیں اور ان کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔ دراصل عاقبت انہی کی ہے۔

مزید سنئے: آج سے ڈیڑھ سال پہلے ہندوستان میں عیسائیوں کی تعداد چند ہزار سے زیادہ نہ تھی۔ آج پچاس لاکھ کے قریب ہے۔ (پیغام صلح مورخہ ۶؍مارچ ۱۹۲۸ء)

اب ۱۹۶۸ء میں کہاں تک پہنچ گئی ہوگی؟

"۱۹۲۷ء میں عیسائیوں نے ۱۹لاکھ ۸ہزار نسخے ہندوستان کی مختلف زبانوں میں بائبل کے شائع کیے۔"

(اخبار پیغام صلح مورخہ ۱۳؍مارچ ۱۹۲۸ء)

ناظرین دیکھتے چلے جائیں کہ عیسیٰ پرستی کا ستون کس طرح گر رہا ہے۔ یا گڑ رہا ہے۔

اس وقت دنیا میں مسیحیت کی اشاعت کے لئے بڑی بڑی انجمنیں سرگرمی اور مستعدی سے کام کر رہی ہیں۔ ان کی تعداد سات سو ہے اور یہ صرف انگلیشین اور پروٹسٹنٹ سوسائیٹیاں ہیں۔ رومن کیتھولک کی جمعیتیں ان کے علاوہ ہیں۔ ۱۹۲۳ء میں جن ممالک نے اوّل الذکر انجمنوں کو مالی امداد دی ان کی فہرست:

امریکہ	۹۷۳۶۰۸۴	لاکھ پونڈ
کینیڈا	۷۲۲۷۹۴	لاکھ پونڈ
برطانوی جماعتیں	۲۷۶۹۳۵۳	لاکھ پونڈ
ناروے، سویڈن، ہالینڈ، سوئٹزرلینڈ	۷۸۰۹۲۰	لاکھ پونڈ
جرمنی	۶۳۹۵	ہزار پونڈ
میزان	۱۴۱۱۴۸۰۴	کروڑ پونڈ

(اخبار پیغام صلح ۲۶؍اکتوبر ۱۹۲۸ء بحوالہ مرزا قادیانی)

ایک قابل غور بات یہ بھی ہے کہ ہمیں تو ہمارے ریفارمر اور حکمران یہ راگ سنا رہے ہیں کہ مذہب ہماری ترقی کا روڑا ہے۔ ہر طرف قدغنیں لگ رہی ہیں۔ مگر یہ مہذب ممالک کا وطیرہ تو کچھ اور ہی ظاہر کر رہا ہے۔ یہ تو اپنی ترقی مذہبی ترویج میں سمجھتے ہیں۔ ہر طرف مشنریاں پھیلا رکھی ہیں۔ گرانٹیں پہنچ رہی ہیں۔ تفصیل کچھ مخفی نہیں ہے۔

یہ لاہوری مرزائیوں کا اخبار بتلا رہا ہے، یہ توڑا ہے مسیح قادیانی نے عیسیٰ پرستی کا ستون۔

اوپر کا اعلان دوبارہ بغور پڑھئے۔ ہم نے اپنے پاس سے کچھ نہیں لکھا۔ سب کچھ ان کے گھر کا ہے۔ مرزا قادیانی نے جو کچھ کہا تھا عینہ اس کا الٹ ظاہر ہو رہا ہے۔

مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو خاتم النبیین ﷺ کا بروز کہتے ہیں۔ ان کی تو ہر بات پوری ہوئی۔ مگر یہاں کچھ بھی معلوم نہیں ہو رہا۔ اپنی زبان سے معکوس نتیجہ سنایا جا رہا ہے۔ کچھ تو سمجھو۔

مرزائیوں کو بہت فخر ہے کہ انہوں نے عیسائیوں کو بہت شکستیں دیں اور تردید عیسائیت میں بہت سے نئے اور قیمتی اصول وضع فرمائے۔

خواجہ کمال الدین صاحب اپنی تصنیف مجدد کامل طبع بمبئی کے ص ۱۱۳ پر بڑے فخر سے تحریر فرماتے ہیں کہ عیسائیت کے خلاف جو دسواں اصول مرزا قادیانی نے ایجاد کیا وہ نہ صرف اپنی نوعیت میں نیا ہے بلکہ اس نے اس مذہب (عیسائی) کا خاتمہ ہی کر دیا وہ یہ ہے:

''مذہب کلیسوی کی کوئی تعلیم کا ایک امر بھی ایسا نہیں جو قدیمی کفار کے مذاہب سے مسروقہ نہ ہو۔''

اس اصول کو خواجہ صاحب نے بڑے فخر سے پیش کیا ہے۔ مگر شاید ان کو یہ معلوم نہ ہو کہ مرزا قادیانی نے اس کے اسلام کے گرانے کے لئے بم کا گولہ رکھا ہوا ہے۔ بغور دیکھئے: مرزا قادیانی لکھتے ہیں ''ماسوا اس کے جس قدر اسلام میں تعلیم پائی جاتی ہے۔ وہ تعلیم دیدک تعلیم کی کسی نہ کسی شاخ میں موجود ہے۔'' (پیغام صلح ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۴۴۵)

دراصل مرزا قادیانی اور ان کے مریدوں کو اسلام اور پیغمبر اسلام سے کوئی سروکار نہیں ہے اور یہ ساری تبلیغ ایک دھوکہ ہے۔ حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ ثبوت اس کا یہ ہے:

''۱۸۵۷ء کے غدر میں جب کہ مسلمانوں کا ستارہ عروج ڈوب گیا۔ غیروں کی حکومت آ گئی۔ مسلمان قوم پر وہ ظلم کے پہاڑ توڑے گئے کہ خدا کی پناہ۔ اس خاندان نے انگریزوں کی امداد میں پچاس گھوڑے مع سازوسامان بہم پہنچائے اور دوسرے موقع پر مزید چودہ سوار بہم پہنچائے۔ یہ ان کی انگریزوں کے ساتھ خیرخواہی اور مسلمانوں کے ساتھ غداری ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ستاون میں جب بے تمیز اور مفسد لوگوں نے محسن سلطنت کے خلاف یورش کی۔ (وہ علمائے ربانی اور اولیاء کرامؒ جنہوں نے اپنا تن من دھن سب کچھ قربان کر دیا اسلام کی خاطر، وہ سب معاذ اللہ بے تمیز اور قادیان کے دہقان باتمیز)'' (شہادت القرآن ص ۹۲ تا ۹۶، خزائن ج ۶ ص ۳۸۸، ۳۹۲)

اپریل ۱۸۹۸ء میں ایک عیسائی پادری نے مطبع آرمی پریس گوجرانوالہ سے ایک کتاب ''امہات المومنین'' شائع کی۔ جس میں سید المرسلین ﷺ کی سخت توہین کی گئی تھی۔ جس کو سن کر کوئی مسلمان برداشت نہیں کر سکتا تھا۔ اس لئے لاہور کی انجمن ''حمایت اسلام'' نے اس بارے میں گورنمنٹ کو میموریل روانہ کیا کہ ایسی تحریر کے متعلق مناسب کاروائی کرے۔ مگر مرزا قادیانی مع اپنی جماعت جسے اسلام اور بانی اسلام ﷺ سے ذرا بھی تعلق نہیں ہے فرماتے ہیں کہ: ''میں مع اپنی جماعت کثیر اور مع دیگر معزز مسلمانوں (یہی معزز مسلمان ساری خرابی کا باعث ہیں، اللہ انہیں

ہدایت دے) کے اس میموریل کا سخت مخالف ہوں اور ہم سب لوگ اس بات پر افسوس کرتے ہیں کہ کیوں اس انجمن کے ممبروں نے محض شتاب کاری سے یہ کاروائی کی۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۰، ۴۱)

اسی طرح پچھلے دنوں امریکہ کے ایک ہفتہ وار رسالے میں سید المرسلین ﷺ کی فرضی تصویر شائع ہوئی۔ جس پر سفارتخانہ پاکستان نے احتجاج کیا۔ مگر ظفر اللہ خاں کی وزارت خارجہ اس احتجاج پر از حد ناراض ہوئی کہ ایسے کام نہ کیا کرو۔

(روزنامہ امروز لاہور، مورخہ ۱۹ر جون ۱۹۵۲ء، بحوالہ مرزائیوں کی سیاسی چالیں ص ۲)

یہ ہے تعلق مختصر طور پر اسلام کے ساتھ۔ بخلاف اپنے متعلق ایسے موقعوں پر کیا تعلیم دی گئی ہے۔

''سب سے پہلی اور مقدم چیز جس کے لئے ہر احمدی (مرزائی) کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ وہ حضرت مسیح موعود (مرزا جی) اور سلسلہ کی ہتک ہے۔''

(اخبار الفضل ج ۲۳ ص ۵، نمبر ۴۳، مورخہ ۲۰ر اگست ۱۹۳۵ء)

دیکھا حضرات! کیا یہی دین سے تعلق ہے کہ وہاں تحمل کی تلقین اور یہاں آخری قطرہ بہا دینے کی تلقین تو ظاہر ہے کہ اسلام سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ اسلام کے لئے جہاد حرام اور اپنے کرشن کے لئے آخری قطرہ بھی بہا دینا فرض ہے۔ اب سمجھے حرمت جہاد کے فتوے کا راز؟

''اپنے دینی اور روحانی پیشوا کی معمولی ہتک کوئی برداشت نہیں کرسکتا۔ پھر کس طرح خیال کیا جاسکتا ہے کہ جماعت احمدیہ کے امام ان کے خاندان کی خواتین جماعت کے معزز کارکنوں اور معزز خواتین کے خلاف اس درجہ شرمناک اور حیا سوز جھوٹے اور بناوٹی الزامات لگائے جائیں اور بار بار لگائے جائیں۔ لیکن کوئی فتنہ پیدا نہ ہو۔ ہر شخص جانتا ہے کہ اس قسم کی شرارتوں کا نتیجہ لڑائی جھگڑا فتنہ فساد حتیٰ کہ قتل وخون ریزی معمولی بات ہے۔''

(الفضل ج ۱۷ ص ۱ نمبر ۱۹۱، مورخہ ۴ر مئی ۱۹۳۰ء)

گذارش ہے کہ پھر یہ تلقین مسلمانوں کو کیوں کی جاتی ہے۔ ان کو ولد الحرام کنجریوں کی اولاد، جنگلی خنزیر کہہ لینا یونہی ہضم ہو جائے گا؟ حالانکہ یہ روحانی پیشوا جن باتوں پر پردہ ڈال رہا ہے۔ یعنی خلیفہ محمود صاحب پر وہ الزامات زنا وغیرہ برحق ہیں۔ کہیں سے تاریخ محمودیت کتاب مل جائے تو سب حقیقت آپ لوگوں پر عیاں ہو جائے۔ ۱۹۳۹ء کا الفضل بھی اس پر شاہد ہے۔ ذرا نکال کر دیکھ تو لیں۔

حضرات بات لمبی ہو رہی ہے۔ یہ سلسلہ جتنا چلے گا نجاست ہی نجاست نکلے گی۔ اصل بات کی طرف آیئے کہ مرزا قادیانی جو مباحثے عیسائیوں وغیرہ سے کرتے تھے ان کی غرض کیا تھی؟ اسلام کی حمایت تھی یا گورنمنٹ کی حمایت اور مسلمانوں کو دھوکہ۔ انہیں کی زبانی سنئے فرماتے ہیں کہ:

''اب میں اپنی گورنمنٹ محسنہ کی خدمت میں جرأت سے کہہ سکتا ہوں کہ یہ وہ بست سالہ میری خدمت ہے۔ (اوپر اپنی خدمات جو ۱۸۵۷ء وغیرہ کی تھی ان کا ذکر ہے) جس کی نظیر برٹش انڈیا میں ایک بھی اسلامی خاندان پیش نہیں کر سکتا اور یہ بھی ظاہر ہے کہ اس قدر لمبے زمانے تک جو کہ بیس برس کا زمانہ ہے۔ ایک مسلسل طور پر تعلیم مذکورہ پر زور دیتے جانا کسی منافق اور خود غرض کا کام نہیں۔ (واقعی مرزا جی مخلص آدمی تھے مگر گورنمنٹ کے حق میں خدا کے حق اور مسلمان کے حق میں سب سے بڑے غدار) بلکہ ایسے شخص کا کام ہے جس کے دل میں اس گورنمنٹ کی سچی خیر خواہی ہے۔ ہاں میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں کہ میں نیک نیتی سے دوسرے مذاہب کے لوگوں سے مباحثات بھی کیا کرتا ہوں اور ایسے ہی پادریوں کے مقابلہ پر بھی مباحثات کی کتابیں شائع کرتا رہا ہوں اور میں اس بات کا اقرار ہوں کہ بعض پادریوں اور عیسائی مشنریوں کی تحریر نہایت سخت ہوگئی۔ (یاد رہے پادریوں کو مرزا قادیانی نے بھی دجال کہا ہے جو آخر زمانہ میں ظاہر ہوگا اور انگریزوں وغیرہ کو یاجوج ماجوج کہا ہے اور آپ ان کی توصیف کر کے اپنی وفاکیشی کا ثبوت دیا جا رہا ہے) اور حد اعتدال سے بڑھ گئی اور بالخصوص پرچہ نور افشاں میں جو ایک عیسائی اخبار لدھیانہ سے نکلتا ہے۔ نہایت گندی تحریریں شائع ہوئیں اور ان مؤلفین نے ہمارے نبی ﷺ کی نسبت نعوذ باللہ ایسے الفاظ استعمال کئے کہ شخص (معاذ اللہ) ڈاکو تھا، زنا کار تھا اور صدہا پرچوں میں یہ شائع کیا کہ یہ شخص بدنیتی سے (معاذ اللہ) اپنی لڑکی پر عاشق تھا اور باایں ہمہ وجود جھوٹا تھا۔ لوٹ مار اور خون کرنا اس کا کام تھا۔ تو مجھے ایسی کتابوں اور اخباروں کے پڑھنے سے یہ اندیشہ دل میں پیدا ہوا کہ مبادا مسلمانوں کے دلوں پر جو ایک جوش رکھنے والی قوم ہے ان کلمات کا کوئی سخت اشتعال دینے والا اثر پیدا نہ ہو۔ (حضرات چور پکڑا گیا یا نہیں؟ دوسروں کا تو خدشہ ہوا، اپنے دل میں تو کوئی اشتعال پیدا نہ ہوا) تب میں نے ان جوشوں کو ٹھنڈا کرنے کے لئے (اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کی حمایت اور غیرت میں نہیں) اپنی صحیح اور پاک نیت سے یہی مناسب سمجھا کہ اس عام جوش کو دبانے کے لئے حکمت عملی یہی ہے کہ ان تحریرات کا کسی قدر سختی سے جواب دیا جائے۔ تاکہ سریع الغضب انسانوں کے جوش فرو ہو جائیں اور ملک میں کوئی بدامنی پیدا نہ ہو۔ (اصل بات یہ تھی کہ اپنے آقا انگریز کی خدمت اور مدد، اسلام کے ساتھ تمہیں کیا واسطہ؟) تب میں نے بمقابل

ایسی کتابوں کے جن میں کمال سختی سے بدزبانی کی گئی تھی چند ایسی کتابیں لکھیں جن میں کسی قدر بالمقابل سختی ہے۔ (یہ ڈرتے ڈرتے لکھ رہے ہیں تاکہ آقا ناراض نہ ہو جائے) کیونکہ میرے کانشنس نے مجھے قطعی طور پر فتویٰ دیا کہ اسلام میں بہت سے وحشیانہ جوش والے آدمی موجود ہیں۔ ان کے غیض وغضب کی آگ بجھانے کے لئے یہ طریق کافی ہوگا۔'' (ضمیمہ نمبر۳ ملحقہ کتاب تریاق القلوب ص۳۶۱،۳۶۲، گورنمنٹ کے حضور درخواست ص ب، ج، خزائن ج۱۵ ص۴۸۹،۴۹۰)

پھر چند سطریں بعد اور وضاحت کرتے ہیں۔ فرماتے ہیں کہ: ''سو مجھے پادریوں کے مقابلہ پر جو کچھ وقوع میں آیا یہی ہے کہ حکمت عملی سے بعض وحشی مسلمانوں کو خوش کیا گیا ہے۔ (ورنہ کوئی حمایت اسلام نہیں ہے۔ اس غرض سے مباحثے نہیں کئے۔ لہٰذا اے گورنمنٹ تجھے میری نیت پر نفاق کا فتویٰ دینے کی ضرورت نہیں کہ میرا خیرخواہی کا بھی ڈھنڈورہ ہے اور میری پادریوں سے بھی جدال ہے) اور میں دعوے سے کہتا ہوں کہ میں تمام مسلمانوں میں سے اوّل درجہ کا خیرخواہ گورنمنٹ انگریزی کا ہوں۔ مجھے تین باتوں نے خیرخواہی میں اوّل درجہ کا بنادیا ہے۔ اوّل والد مرحوم کے اثر نے، دوم اس گورنمنٹ عالیہ کے احسانوں نے، تیسرے خداتعالیٰ کے الہام نے۔'' (تریاق القلوب ص۳۶۳، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱)

دیکھا حضرات! اس پاک تثلیث کو ہم تو پہلے ہی سے کہہ رہے ہیں کہ یہ انگریزوں کا لگایا ہوا پودا ہے۔ لیکن آپ کو یقین نہیں آتا۔ اب تو سن لیا، لہٰذا حق وباطل کا امتیاز واضح ہو جانے پر جادۂ حق پر چلنے کی کوشش کریں۔ واللہ الموفق!

خاتمہ ...... بوجھو تو جانیں

۱...... جناب مرزاقادیانی (تریاق القلوب ضمیمہ نمبر۳ مرقومہ ۲۷؍ستمبر ۱۸۹۹ء ص دال، خزائن ج۱۵ ص۴۹۳) میں تحریر فرماتے ہیں کہ: ''اب میں یقین کرتا ہوں کہ میری جماعت کے لوگ دس ہزار سے بھی زیادہ ہوں گے اور میری فراست یہ پیشین گوئی کرتی ہے کہ تین سال تک میری جماعت ایک لاکھ تک پہنچ جائے گی۔''

۲...... پھر (رسالہ ضمیمہ جہاد مرقومہ ۷؍جولائی ۱۹۰۰ء ص۶، خزائن ج۱۷ ص۲۸) میں لکھا کہ: ''میرے مرید تیس ہزار سے زیادہ ہیں۔'' چلو ٹھیک ہے کہ تقریباً ایک سال کے عرصہ میں ۲۰ ہزار بڑھ گئے۔

۳...... پھر (نزول المسیح مرقومہ ۱۹۰۲ء ص۱۳۱، خزائن ج۱۸ ص۵۰۹) میں لکھا ہے کہ: ''نہ

صرف ستر ہزار بلکہ اب تو جماعت ایک لاکھ کے قریب ہوگئی۔'' واہ سبحان اللہ! پیشین گوئی پوری ہوتی معلوم ہوتی ہے۔ مگر اندھیر ہوگیا۔

۴...... (تریاق القلوب مرقومہ ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۲ء ص ۱۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۴۰۱) میں لکھ دیا کہ: ''اب یہ گروہ دس ہزار کے قریب ہوگیا۔''

جناب یہ ترقی معکوس سمجھ سے بالاتر ہے۔ نیز آپ کی پیشین گوئی بھی ناکام ہورہی ہے۔ پھر نمبر ۳ کو دیکھئے کہ وہاں بھی ۱۹۰۲ء میں تعداد ستر ہزار بلکہ لاکھ تک پہنچائی گئی ہے۔ عجیب فلسفہ ہے۔ یہ تضاد بیانی سچیار آدمی کے شایان شان نہیں ہے۔

اور سنئے: (تجلیات الٰہیہ مرقوم ۱۵/مارچ ۱۹۰۶ء ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''میرے ہاتھ پر چار لاکھ کے قریب لوگوں نے معاصی سے توبہ کی۔''

یہ محض سفید جھوٹ ہے۔ ۱۹۳۵ء کی مردم شماری کے مطابق مرزائی ۵۰ ہزار تک پہنچے ہیں۔ (نوبت مرزا ص ۲۵۱)

اب جناب ۲۵/اکتوبر ۱۹۰۲ء سے ۱۵/مارچ ۱۹۰۶ء تک کی مدت نکالئے اور یہ بھی واضح کیجئے۔ ان لاکھوں مریدوں کی اوسط فی دن اور فی گھنٹہ کیا ہے؟

دوسری بات سنئے: مرزا قادیانی نسیم دعوت میں فرماتے ہیں کہ: ''مجھے کئی سال سے ذیابیطس کی بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بعض دفعہ سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہوجاتا ہے۔ مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوران خون کم ہوکر ہاتھ پیر سرد ہوجانا، نبض کم ہوجانا، دوسرے جسم کے نیچے کے حصے میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا یہ دونوں بیماریاں قریباً بیس برس سے ہیں۔''

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ ''دوران سر اور کثرت پیشاب اسی زمانہ سے ہیں۔ جب میں مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰)

تیسری بات جناب مرزا قادیانی (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۳۶) میں لکھتے ہیں کہ: ''اب تک دو لاکھ سے زیادہ میرے ہاتھ پر نشان ظاہر ہوچکے ہیں۔''

پھر اس کتاب میں آگے چل کر لکھتے ہیں کہ: ''جس شخص کے ہاتھ سے اب تک دس لاکھ سے زیادہ نشان ظاہر ہوچکے ہیں۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۱، خزائن ج ۲۰ ص ۴۳)

حضرات ص۳۴ سے ص۴۱ تک لکھتے لکھتے ایک دو گھنٹہ لگ جاتے ہوں گے۔ (کیونکہ ہر روز دو دو جز لکھ لیا کرتے تھے) (حقیقت الوحی ص۳۰۶، خزائن ج۲۲ ص۳۱۹) تو اتنے قلیل عرصہ میں آٹھ لاکھ نشان کیسے ہوگئے اور سنئے ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: ''اللہ تعالیٰ سے دعاء کرتے ہیں۔ پس اگر تو تین برس کے اندر جو جنوری ۱۹۰۰ء عیسوی سے شروع ہوکر دسمبر ۱۹۰۲ء تک پورے ہو جائیں گے۔ میری تائید میں اور میری تصدیق میں کوئی آسمانی نشان نہ دکھلا دے اور اپنے اس بندہ کو ان لوگوں کی طرح رد کردے۔ جو تیری نظر میں شریر اور پلید اور بے دین اور کذاب اور دجال اور خائن اور مفسد ہیں۔ (ادیب حضرات اور، اور کی رٹ کی بھی داد دیتے چلے جائیں) تو میں تجھے گواہ کرتا ہوں کہ میں اپنے تئیں صادق نہ سمجھوں گا اور ان لعنتوں اور بہتانوں اور الزاموں کا اپنے تئیں مصداق سمجھوں گا۔'' (ضمیمہ تریاق القلوب نمبر۵ ص۲، خزائن ج۱۵ ص۵۰۱)

ناظرین! دیکھئے کس آہ وزاری کے ساتھ طلب نشان ہو رہا ہے اور وہاں دو گھنٹہ میں آٹھ لاکھ آگئے۔

حضرات غور کیجئے کہ جس ہستی کو سو سو مرتبہ پیشاب آرہا ہو۔ دن یا رات، تو ساڑھے تین منٹ بعد پیشاب، پھر سر درد بے چین کئے ہوئے ہو۔ مراق کے سبب دماغی توازن درست نہ ہو۔ بے خوابی بھی ہو، تشنج دل اور بندش نبض بھی طاری ہو ادھر اسہال دم نہیں لینے دیتے اور حقیقت الوحی میں قولنج کا بھی ذکر ہے۔ وہ نماز کیسے ادا کرتی ہوگی۔ کھانے کا کیا انتظام ہوگا۔ مریدوں سے بیعت کیسے لیتی ہوگی۔ خصوصاً جب کہ ہر روز دو اڑھائی منٹ کی اوسط بیٹھی ہے۔ پھر جو اتنی تصانیف اس کی طرف منسوب ہیں۔ وہ کیسے تصنیف ہوگئیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ ایسی ہستی کے پاس کھانا کھانے اور نماز پڑھنے کا بھی کوئی ٹائم نہیں ہے۔ چہ جائیکہ تصنیف کا موقع مل سکے۔ دو باتوں میں سے ایک ضرور جھوٹی ہے یا تو بیماریاں محض دھوکہ دہی اور مبالغہ آرائی ہے یا تصانیف صرف اس کے نام منسوب ہیں اور کرایہ پر لکھوائی گئی ہیں۔

خدارا انصاف کیجئے کہ مرزا قادیانی کی صداقت کیسے ثابت ہوسکتی ہے۔

هذا اخر ما اردت

والله يهدى الى سبيل الرشاد

مراق، مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ: ''اس طرح مجھ کو دو بیماریاں ہیں۔ ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی۔ یعنی مراق اور کثرت بول۔''

(اخبار البدر قادیان ۷؍جون ۱۹۰۶ء، بحوالہ نوبت مرزا ص۲۴۵)

خاتم النبیین لا نبی بعدی
قادیانیت کی حقیقت
اور
خسوف وکسوف کی فیصلہ کن بحث
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

معجزہ خسوف وکسوف کی حقیقت

اور

مرزا قادیانی کے ۴۵ سیاہ جھوٹ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

قادیانیت کی حقیقت اور خسوف وکسوف کی فیصلہ کن بحث

''قال اللہ: ومن ایاتہ الیل والنہار والشمس والقمر (فصلت:۳۷)''

﴿خدا کی قدرت کاملہ کی نشانیوں میں سے رات اور دن اور سورج اور چاند ہیں۔﴾

''وقال النبی ﷺ: ان الشمس والقمر اٰیتان من ایات اللہ لا یخسفان لموت احد ولا لحیاتہ (البخاری ج۱ ص۱۴۲، باب صدقۃ فی الکسوف)''

﴿بے شک سورج اور چاند اللہ تعالیٰ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ ان کو گرہن لگنا (اللہ کی قدرت کی نشانی ہے) یہ کسی کی موت یا زندگی کی وجہ سے نہیں ہوتا۔﴾

ایہا الاخوۃ المسلمون !اس عالم رنگ وبو میں حق وصداقت کے ساتھ نبرد آزما ہونے کے لئے بڑے بڑے شاطر، عیار اور فنکار آتے رہے۔ جنہوں نے خلق خدا کو نور ہدایت سے روکنے اور برگشتہ کرنے کے لئے نہایت پرفریب چکر چلائے۔ قسم قسم اور رنگارنگ کے جتن کئے۔ مگر ان میں مثیل دجال، سرخیل کذابین، سرتاج ملحدین، قدوۃ المبطلین والمفلین، امام المفترین والکذابین، پیکر دجل وفریب، عکس عزازیل، خلف مسیلمہ وعنسی جناب مرزاغلام احمد قادیانی خاتم دائرہ ضلالت علیہ ماعلی اسلافہ من المبطلین والملحدین الی یوم القرار کا مقام اور شان نرالا اور نہایت امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔ آنجناب کی ساری سیرت اور تاریخ عجیب قسم کی رنگینیوں اور بوالعجبیوں سے مزین ومعمور ہے۔ آپ کا علم وعمل ہمہ قسم کے تضاد وتناقض سے معمور ومرصع ہے۔ آپ کی تقریر وتحریر مکمل طور پر مکروفریب اور کذب وجہل سے لبریز ہے۔ آنجناب صفت عکس وتخالف کے ماہر اور مسلّم امام ہیں۔ ایک مسلّمہ حقیقت کی تکذیب وتردید اور ایک طے شدہ کذب وباطل کو مظہر حقیقت کے طور پر پیش کر دینا آپ کے بائیں ہاتھ کا کرتب ہے۔ آنجناب پہلے ایک نظریہ کو دلائل نقلیہ (قرآن وحدیث) اور عقلیہ سے ثابت کر کے دلائل کی دنیا میں تہلکہ مچادیں گے۔ مگر کچھ مدت کے بعد ان تمام دلائل کو بے وقعت قرار دے کر اس نظریہ کی سمت مخالف

کو دولت دلائل سے مالا مال کر کے اپنے پیرومرشد ابلیس کو بھی ورطہ حیرت میں ڈال دیں گے۔ حتیٰ کہ لغت ومحاورہ میں بھی تنسیخ وتبدیلی سے خجالت وندامت محسوس نہ کریں گے۔ آنجناب کی پوری حیات ناپائیدار اسی قسم کے جوڑ توڑ اور ہیرا پھیری میں گذری۔ آپ نے قدم قدم پر اتنے دعوے اور اعلان کئے ہیں کہ انہیں خود بھی ان کا تضاد اور تباین وتخالف پیش نظر نہ رہتا تھا۔ ایک ایک دعویٰ اور نظریہ کو چار چار پانچ پانچ طور پر پیش کرنا آپ کا عام وطیرہ اور دل پسند معمول تھا، جس کے نتیجہ میں آپ کی تحریرات اور کتب ورسائل کی حالت یہ ہوگئی کہ جو شخص جو بھی دعویٰ ثابت کرنا چاہئے۔ وہ اس کے حق میں آپ کی متعدد تائیدات پیش کر سکتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی دعویٰ کرے کہ مرزاقادیانی نے دعویٰ نبوت فرمایا ہے تو وہ اس کی تائید وحمایت میں بیسیوں حوالہ جات پیش کر سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی دوسرا آدمی یہ کہنے لگے کہ مرزاقادیانی نے دعویٰ نبوت ہرگز نہیں فرمایا۔ بلکہ وہ تو مدعی نبوت کو کافر کہتے ہیں تو یہ شخص بھی اپنی تائید میں درجنوں حوالہ جات کتب مرزا سے پیش کر سکتا ہے۔ جیسا کہ لاہوری مرزائیوں کی کتاب ''فتح حق'' اور قادیانیوں کی ''غلبہ حق'' اس کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔ اس طرح دعویٰ مسیحیت اور دیگر دعوؤں کا معاملہ سمجھ لیجئے۔ گویا کہ کتب مرزا مداری کی پٹاری ہیں۔ ان میں سے مرضی کی ہر چیز نکالی جاسکتی ہے۔

مرزاقادیانی کی ایک عجیب عادت یہ تھی کہ آپ ہر منصب ومقام کے متعلق دعویٰ کر دیتے تھے۔ مذاہب عالم میں آئندہ زمانہ میں جس کسی شخصیت کے ظہور وآمد کا تذکرہ سنتے، بس اسی وقت ہمہ قسم کی پرفریب اور لچر قسم کی تاویلات سے اپنی ذات کو اس ڈھانچہ میں فٹ کرنے کی انتھک کوشش شروع کر دیتے۔ جیسے ہندوؤں میں اگر کسی کرشن کے آنے کی بات سن لی تو دعویٰ کر دیا کہ میں ہی وہ کرشن ہوں۔ جس کے تم منتظر ہو۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۵۲۱)

اگر کسی طبقہ میں کسی خاص مہدی کے آنے کی خبر مذکور ہے تو فوراً دعویٰ داغ دیا کہ میں ہی وہ مہدی ہوں۔ اگر بدھ مذہب میں کسی ہستی کے آنے کی خبر سنی تو فوراً کہہ دیا کہ وہ تو میں ہی ہوں۔ عیسائیوں میں آمد مسیح کا سنا تو وہی دعویٰ کر دیا۔ اگر اہل اسلام میں یہ سنا کہ ان کے عقیدہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے نزول کی خبر مذکور ہے تو آنجناب نے بھی ایچ پیچ کر کے اس مقام پر براجمان ہونے کی تگ ودو شروع کر دی۔ اگر سنا کہ اہل اسلام میں مجددین کے ظہوروں کا تصور موجود اور مسلم ہے تو فوراً مجددیت کا دعویٰ داغ دیا کہ میں بھی مجدد ہوں۔ غرضیکہ کہ آنجناب علیہ ماعلیہ کسی بھی قدم پر پیچھے رہنا یا خاموش رہنا اپنی توہین اور کسر شان سمجھتے ہوئے فوراً مضطرب اور تلملا اٹھتے ہیں اور یہ بات بھی نہایت توجہ طلب ہے کہ آپ اس دعویٰ کا مصداق بننے کے لئے

نہایت چابک دستی اور عیارانہ طریقے سے مضحکہ خیز تاویلات اور دلائل بھی پیش کرتے ہیں۔
چنانچہ آپ کے درجنوں دعووں میں سے ایک مہدی ہونے کا بھی دعویٰ ہے کہ احادیث نبویہ میں جس مہدی کے آنے کی اطلاع اور خبر ہے۔ اس کا مصداق میں ہی ہوں۔ دوسرا کوئی نہیں ہوسکتا۔ علاوہ ازیں آنجناب کا یہ نظریہ بھی ہے کہ مہدی اور مسیح موعود دونوں ایک ہی شخصیت ہے، دو نہیں۔ جب کہ کتب احادیث میں دونوں کے لئے الگ الگ باب منعقد کئے گئے ہیں۔ مگر آنجناب کو اس نظریہ کی اس لئے ضرورت لاحق ہوئی کہ آپ کے ولی نعمت اور سرپرست انگریز کو اس سے قبل ایک مہدی (مہدی سوڈانی) سے سابقہ پڑ چکا تھا۔ جس نے انگریز کے مدت تک دانت کھٹے کئے تھے۔ لہٰذا وہ قوم دعویٰ مہدیت سے کچھ خائف اور الرجک تھی۔ اس لئے ان کے اس خود کاشتہ پودے اور نمک حلال گماشتے نے مستقل طور پر اس دعویٰ سے احتراز واجتناب ہی کیا۔ مگر اسے بالکل ترک کرنا بھی گوارا نہ کیا۔ لہٰذا اس نے اس دعویٰ کو مسیحیت میں مدغم کردیا۔ کیوں کہ ایک ضعیف الاسناد اور ناقابل حجت روایت میں الفاظ ''لا مھدی الا عیسیٰ'' بھی وارد ہوئے ہیں۔ لیکن جملہ برادران اسلام خوب یاد رکھیں کہ احادیث میں مہدی کی علامات الگ بیان کی گئی ہیں اور عیسیٰ بن مریم کی الگ، اور ادھر جناب مرزا قادیانی کسی بھی قسم کی علامات سے مطابقت نہیں رکھتا۔

مثلاً مسیح ہیں تو وہ پیدا ہوکر نہیں بلکہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ آکر سلطنت کے مالک بن کر دین اسلام کو دنیا میں غالب کردیں گے۔ پھر تمام خلق خدا صحیح عقائد اور صالح اعمال پر عدل وانصاف اور امن وسکون کی فضا میں زندگی گذاریں گے۔ سوائے اسلام کے کوئی بھی نظریہ اور مذہب باقی نہ رہے گا۔ نہ عیسائیوں کی صلیب پرستی نہ ہندوؤں کی مظاہر پرستی اور نہ ہی دیگر کوئی الحادی تحریک باقی رہے گی۔ یہ مسیح چالیس سال تک دنیا میں سکونت پذیر رہ کر طبعی وفات سے دوچار ہوں گے۔ مسلمان ان کا جنازہ پڑھیں گے اور وہ روضہ رسول کے اندر مدفون ہوں گے۔

اسی طرح متعدد احادیث میں حضرت مسیح کے ذاتی حالات اور آپ کے زمانہ کے حالات تفصیل سے مذکور ہیں۔ جن سے مرزا قادیانی کو کچھ بھی مناسبت نہیں ہے۔

امام مہدی علیہ السلام

اسی طرح احادیث میں امام مہدی کے حالات وعلامات بھی بکثرت وارد ہیں۔ جن میں سے نمایاں درج ذیل ہیں۔

۱...... وہ حضرت حسنؓ کی اولاد سے پیدا ہوں گے۔

۲...... ان کا نام محمد ہوگا۔

۳...... ان کے والد کا نام عبداللہ ہوگا۔

۴...... وہ کشادہ پیشانی اور اونچی ناک والے ہوں گے۔

۵...... وہ سات یا نو سال تک زمین پر حکومت کریں گے۔

۶...... وہ زمین کو عدل وانصاف سے معمور فرمادیں گے۔

۷...... وہ مدینہ کے باشندے ہوں گے۔ وہاں سے نکل کر مکہ مکرمہ تشریف لائیں گے۔

۸...... لوگ ان کو بیعت کے لئے تلاش کرتے ہوں گے۔ حتیٰ کہ رکن اور مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان ان کے ہاتھ پر بیعت ہوگی۔

۹...... وہ بیعت کے خود خواہش مند نہ ہوں گے۔ بلکہ لوگ ان کو مجبور کر کے اپنا پیشوا بنائیں گے۔

۱۰...... وہ اپنے اخلاق وعادات میں سید المرسلین ﷺ کے مشابہ ہوں گے۔ یعنی مکمل طور پر ظاہراً اور باطناً متبع سنت ہوں گے۔ وغیر ذالك!

مندرجہ بالا تمام امور صحاح ستہ کی ایک مشہور کتاب ابوداؤد سے ماخوذ ہیں۔

(ابوداؤد ج۲ ص۱۳۰، ۱۳۱، کتاب المہدی)

اس کے برعکس جناب مثیل دجال کے حالات وعلامات ان کے ساتھ رتی بھر بھی نہیں ملتے۔ ان میں ایک علامت بھی نہیں پائی جاتی۔ نہ خاندان، نہ نام وولدیت، نہ حکومت وسلطنت۔ گویا نہ نام ملتا ہے نہ کام۔ سب کچھ علیحدہ بلکہ الٹ ہے۔

پھر ادھر بدقسمتی سے مرزا قادیانی مہدیت کے ساتھ مجددیت، مسیحیت، نبوت، کرشن وغیرہ کے دعوے بھی کر بیٹھے۔ جب کہ وہ مہدی برحق کوئی ایک اعلان اور دعویٰ بھی نہ کریں گے۔ نہ وہ کوئی پارٹی بنائیں گے۔ مگر یہ صاحب ہر طرف ٹانگیں پھیلائے دیکھے جاسکتے ہیں۔ ان کے زمانہ میں اہل اسلام کی کوئی اور قیادت باقی نہ رہے گی۔ جب کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں متعدد متفرق اور مختلف قیادتیں موجود ہیں۔

مرزا قادیانی کے حالات وکوائف

آپ کا نام غلام احمد، باپ کا نام غلام مرتضیٰ خاندان مغل برلاس، وطن قادیان ضلع گورداسپور، خلق وعادات سنت مصطفی ﷺ کے بالکل برعکس، شکل وشبہات رنگ ڈھنگ، مذکورہ بالا بیان سے بالکل غیر متعلق اور غیر مناسب، خاندانی حالات دین ومذہب، اخلاق وشرافت، قومی غیرت وہمدردی سے بالکل دور اور معرّیٰ۔ آنجناب کا بچپن، جوانی، قبل از دعاوی اور بعد ازاں

سب کچھ اسلام اور اہل اسلام سے بالکل الگ تھلگ بلکہ مخالف اور متضاد۔ مرزا قادیانی کی ذاتی سیرت واخلاق کسی نمایاں پوزیشن بلکہ عام خطوط سے بھی ڈاؤن۔ جیسے بچپن میں آپ چڑی مار مشہور تھے۔ عام اوباش لڑکوں کے ساتھ مشغول ومصروف رہتے تھے۔ ایک دفعہ گھر سے چینی کی بجائے نمک ہی جیب میں بھر کر لے گئے۔ راستہ میں جب ایک مٹھی منہ میں ڈالی تو دم نکلنے کو ہو گیا۔ ایک دفعہ ماں سے کھانا مانگا، ماں نے کہا گڑ ہے کھالے، نہ مانا کہا اچار سے کھالے، نہ مانا۔ آخر تنگ آ کر کہہ دیا کہ جا راکھ سے کھالے تو راکھ ہی روٹی پر رکھ کر کھانے لگے۔ ایک دفعہ ذبح کرتے ہوئے چھری سے بجائے جانور کو کاٹنے کے اپنی ہی انگلی کاٹ لی۔ زیرک، عقلمند، حساس اور باتمیز اتنے تھے کہ ایک دفعہ پہننے کو گرگابی ملی تو دائیں بائیں کی تمیز نہ ہو سکی۔ اہلیہ نے نشان بھی لگا کر دی مگر پھر بھی بات نہ بنی۔ نیچے کا بٹن اوپر کے کاج میں اور اوپر کا نیچے کے کاج میں ڈال لیتے۔ لائی لگ ایسے کہ ایک دفعہ ان کا تایا زاد بھائی امام الدین ان کے ساتھ دادا کی پنشن کی رقم سات صد روپیہ لینے چلا گیا تو راستہ ہی میں اس کو ورغلا کر ادھر ادھر پھراتا رہا۔ حتیٰ کہ وہ خطیر رقم چند دنوں میں اڑا دی تو جناب والا مارے شرم کے گھر کا رخ نہ کر سکے۔ وہیں سیالکوٹ ملازمت کے لئے پہنچے جہاں انہیں پندرہ روپیہ ماہوار کی ملازمت مل گئی جو چار سال تک چلتی رہی۔ اسی دوران ترقی کا سودا دماغ میں سمایا تو مختاری کا امتحان دے دیا۔ جس میں یہ صاحب فیل ہو گئے۔ جب کہ ان کا ایک ہندو ساتھی کامیاب ہو گیا۔ یہ تھی ان کی ذاتی اور ذہنی قابلیت۔

الغرض اس قسم کے حالات وواقعات قادیانیوں کی ذاتی تصانیف میں کافی مذکور ہیں۔ خاص کر سیرت المہدی نامی کتاب جو اسی کے فرزند مرزا بشیر احمد نے لکھی ہے۔

ازاں بعد کچھ عربی فارسی تعلیم بھی حاصل کی مگر وہی نیم ملا خطرہ ایمان والی بات بنی۔ اس کے بعد آنجناب اپنی شہرت اور ذریعہ معاش کے لئے میدان مباحثہ ومناظرہ میں قدم رکھنے لگے۔ ہر قسم کے چیلنج اور دعوے شروع کر دیئے۔ جب کچھ شہرت ہو گئی تو پھر الہام ومجددیت کا خبط سمایا، جو نمبروار چلتا چلتا (نہایت ہی شاطرانہ اور عیارانہ طور پر) دعوی نبوت تک جا پہنچا۔ حتیٰ کہ کرشن اوتار اور جے سنگھ بہادر، ردر گوپال تک نوبت جا پہنچی۔ حتیٰ کہ خدا کا بیٹا بلکہ خدا بھی بن گئے۔

ایک عجیب چکر

مرزا قادیانی نے قبل از دعویٰ الہام ومجددیت تائید اسلام میں ایک کتاب براہین احمدیہ کے عنوان سے تحریر کی۔ جس میں کچھ اپنے اور کچھ مانگے تانگے کے مضامین درج کر کے خوب مال اور شہرت حاصل کرنے کی کوشش کی۔ منجملہ اس کے مباحث میں ایک موضوع وحی

والہام اور کشف کی حقانیت تھا۔ جس پر مرزا قادیانی نے عقلی دلائل پیش کر کے اس کے بعد کچھ اپنے کشوف والہامات بھی ذکر کیے۔ مگر اس غرض سے کہ یہ موضوع موید اور مدلل ہو۔ دین اسلام کی حقانیت واضح ہو جائے۔ (ملاحظہ فرمائیں کتاب مذکورہ کا ص ۴۶۵ تا ۴۶۷، خزائن ج اص ۵۵۵ تا ۵۵۷)

چنانچہ ایک جگہ لکھا کہ: ''اور نیز ان کشوف والہامات کے لکھنے کا یہ بھی ایک باعث ہے کہ اس سے مومنوں کی قوت ایمان بڑھے، ان کے دلوں کو ثبت اور تسلی حاصل ہو اور وہ اس حقیقت حقہ کو بہ یقین کامل سمجھ لیں کہ صراط مستقیم فقط دین اسلام ہے۔ (نہ کہ مرزائیت، ناقل) وغیرہ اور اب آسمان کے نیچے فقط ایک ہی نبی اور ایک ہی کتاب ہے۔ یعنی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ جو اعلیٰ وافضل سب نبیوں سے اور اتم اکمل سب رسولوں سے اور خاتم الانبیاء ہیں۔ جن کی پیروی سے خدا ملتا ہے۔'' (براہین ص ۴۶۷، خزائن ج اص ۵۵۷)

مندرجہ بالا اقتباس بالکل صحیح اور ہمارے موافق ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کا کوئی دعویٰ اور کوئی منصب (مجددیت، مہدیت یا مسیحیت) ظاہر نہیں کیا گیا۔ معیار ایمان ونجات صرف وہی امور بتلائے گئے ہیں جو تمام امت کے ہاں مسلم ہیں۔ ناظرین اس پہلو کو خوب ذہن نشین رکھیں۔ اس کے بعد جب دل ودماغ پر ابلیسانہ پرچھائیں پڑیں۔ خدائے یلاش اور صاعقہ وغیرہ کے جعلی اور خود ساختہ ہرکارے (ٹیچی، مٹھن لال، خیراتی، شیر علی وغیرہ) ملکہ برطانیہ کی برکات سے آنے جانے لگے تو آنجناب نے ہر چیز کو پلٹ دیا۔ یہ اسلام کا خادم اور کارکن بننے والا اب اپنے عیش وآرام کے لئے سلطنت انگلشیہ کا غلام بے دام بن گیا۔ پھر کیا ہوا کہ ہر آن ہر لحظہ نئے سے نئے گریڈ میں ترقی کی منزلیں طے کرنے لگا۔ آج اگر صرف ملہم تو کل ساتھ محدث بھی بننے کی فکر ہے۔ آج اگر محدث ہے تو کل مقام مجددیت کے لئے پر تولنے لگتا ہے۔ پھر مقام مہدیت پر پہنچ گیا۔ وہاں سے مثیل مسیح، پھر اصلی مسیح، پھر ظلی نبی اس کے بعد اصلی نبوت تک تگ ودو کرتے رہے۔ نیز اس افراتفری اور مار دھاڑ میں ہر چیز روندتے چلے گئے۔ نہ قرآن مجید کا خیال، نہ حدیث رسول ﷺ، نہ اجماع امت اور آئمہ دین کا، بلکہ خود ہی سب کچھ بن بیٹھے۔ حتیٰ کہ علوم آلیہ، صرف ونحو اور لغت میں بھی داخل اندازی سے نہ رہ سکے۔ جیسے اگر آج نبوت کا ایک مفہوم ہے تو کل اس کو دوسرے انداز اور مفہوم میں بیان کیا جا رہا ہے۔ پہلے آئمہ لغت کے ہاں اگر لفظ توفی کا مفہوم اخذ الشئی وافیا ہے تو ان دعاوی کے رش میں اس کا معنی صرف موت ہی قابل تسلیم قرار دیا گیا۔ گویا کہ آنجناب کے دست ستم سے نہ کوئی نظریہ محفوظ رہا، نہ ضابطہ علم وفن۔ ہر چیز میں انقلاب پیدا کر دیا۔ اب مندرجہ بالا سطور کی روشنی میں زیر بحث موضوع کی طرف آیئے کہ براہین

میں جو الہامات اور کشوف بیان کئے گئے تھے وہ صرف دین اسلام کی تائید وتصدیق کے لئے تھے۔ ان میں کوئی ذاتی غرض نہ تھی۔ مگر جب آپ انقلابات وتغیرات کی نذر ہو گئے تو انہی الہامات کو اپنے دعویٰ کی سند اور دلیل بنانے لگے کہ میری براہین میں یہ الہام درج ہے، وہ درج ہے۔ حالانکہ وہ تو صرف دین حق کے مسئلہ وحی والہام کی تائید وتصدیق کے لئے تھا۔ نہ کہ مرزا کے کسی دعویٰ ومنصب کی تائید میں۔ بتلایئے کہ کتنا عظیم دجل اور فراڈ ہے۔ گویا اب چیونٹی کو پر لگ گئے۔ یہ رینگنے والی معمولی سی چیز ہر طرف بھن بھناتی ہوئی اڑ رہی ہے یا للعجب۔ الغرض مرزا قادیانی کی تمام تاریخ اسی قسم کے ہیرا پھیری اور دجل وفریب سے معمور ولبریز ہے۔ کسی موقعہ اور دعویٰ پر صاف گوئی اور معقولیت کا شائبہ نظر آنا محال اور ناممکن ہے۔

دعویٰ مہدیت

دعویٰ کی اس چکر بازی میں ایک مقام پر آپ نے مہدویت کا بھی دعویٰ کیا اور پھر حسب عادت اس کی تصدیق وتائید کے لئے قرآن وحدیث سے کچھ دلائل اور سہارے تلاش کرنے نکلے تو کہیں سے کوئی تائید نہ مل سکی۔ آخر پھرتے پھراتے سنن دارقطنی، جو ایک چوتھے درجے کی حدیث کی کتاب ہے۔ اس سے اپنے زعم میں ایک سہارا نظر آیا تو اس کی نوک پلک درست کرنے کے درپے ہوئے۔ وہ روایت درج ذیل ہے:

’’حدثنا ابو سعید الاصطخری ثنا محمد بن عبداللّٰہ بن نوفل ثنا عبید اللّٰہ بن یعیش ثنا یونس بن بکیر عن عمروبن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا ایتین لم تکونا منذ خلق السموات والارض تنکسف القمر لاول لیلة من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منه ولم تکونا منذ خلق السموات والارض (سنن الدار قطنی مع تعلیق المغنی ص۶۵ ج۲، باب صفة الصلوٰة الخسوف والکسوف، مطبعه دار نشر الکتب الاسلامیه لاهور)‘‘

’’قال فی التعلیق: قوله عمر وبن شمر عن جابر کلا هما ضعیفان لا یحتج بهما ‘‘ امام کبیر علی بن عمر دار قطنی مصنف کتاب کہتے ہیں کہ ہم سے ابوسعید نے بیان کیا۔ ان کو محمد بن عبداللہ نے، ان سے عبیداللہ بن یعیش نے، ان سے یونس بن بکر نے، ان سے عمرو بن شمر نے، ان سے جابر نے بیان کیا کہ محمد بن علی (خدا جانے کون ہے) کہتے ہیں کہ ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہیں۔ وہ دونوں نشانیاں آسمان وزمین کی آفرینش سے آج تک ظہور پذیر نہیں ہوئیں (وہ یہ کہ) چاند رمضان کی یکم کو خسوف پذیر ہوگا اور سورج نصف رمضان کو (پندرہ

تاریخ کو) پھر سن لو کہ یہ دونوں نشانیاں آسمان وزمین کی پیدائش سے لے کر آج تک کبھی واقع نہیں ہوئیں۔

جب آنجناب کو یہ روایت نظر آ گئی تو پھر کیا تھا، آپ کی قوت متخیلہ متحرک ہوگئی۔ فن دجل وفریب اور صنعت تاویلات باطلہ اور تسویلات ابلیسی کا خوب مظاہرہ کیا۔ اعلان کر دیا کہ دیکھو یہ حدیث صحیح ہے۔ آسمان وزمین نے میری صداقت کی گواہی دے دی۔ فلاں فلاں کتب ورسائل میں اس پیش گوئی کے متعلق کچھ لکھا گیا ہے۔ یہ مراد ہے، وہ مراد ہے۔ الغرض خوب ہڑبونگ مچائی۔ پھر تقریباً اپنی ہر کتاب ورسالہ اور اشتہارات میں اس کسوف وخسوف کو تاویلات باطلہ سے مزین کر کے خوب پبلسٹی کی گئی۔ مگر علمائے حق نے پوری دیانتداری اور خیر خواہی سے مرزا قادیانی کی ہر تاویل تسویل کا نہایت مسکت اور شافی جواب دیا۔ جس کے بعد کسی ہوشمند انسان کے لئے رتی بھر گنجائش نہیں رہ جاتی۔ مگر ابلیس اور اس کے نمائندے قیامت تک اپنی ہار ماننے والے نہیں ہو سکتے۔ وہ اپنی دسیسہ کاریوں میں مسلسل مصروف ومشغول رہتے ہیں۔ کیونکہ انہوں نے بھی الی یوم یبعثون والا ٹھیکہ مکمل کرنا ہے۔ لہٰذا یہ واقعہ کسوف جو ۱۸۹۴ء میں وقوع پذیر ہوا تھا، اس کو پھر ۱۹۹۴ء میں یعنی سو سال پورا ہونے پر امت قادیانیہ پورے زور وشور سے کتب ورسائل میں پیش کر کے عوام الناس کو گمراہ کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ انگریز کے خود کاشتہ پودے اسی کے رسم ورواج کو اپنا کر اپنے کفر وضلالت پر مہر تصدیق لگا رہے ہیں۔ ورنہ سلسلہ ہدایت ورشد میں ایسی کوئی نظیر موجود نہیں ہے کہ ایک معجزہ کی صد سالہ یا پچاس سالہ یادگار یا جوبلی وغیرہ منائی جائے۔ مثلاً فتح بدر جو کہ مسلم طور پر ایک کائناتی حقیقت ہے۔ اسلامی تاریخ میں اس کی کوئی یاد نہیں منائی جاتی۔ فتح مکہ اور دیگر فتوحات کی کوئی یادگار منانے کا کوئی اسوۂ حسنہ یا ارشاد رسالت موجود نہیں اور نہ ہی عہد صحابہؓ سے آج تک امت مرحومہ نے ان کی جوبلی وغیرہ منائی ہے۔ بلکہ خود یہ قادیانی ٹولہ بھی ایسی کوئی یادگار نہیں مناتا۔ حالانکہ ان کو برحق بھی سمجھتا ہے۔ (اور ادھر یہ خسوف وکسوف مرزا تو ہے بھی متنازعہ) کوئی قادیانی بتلائے کہ کیا کبھی سید المرسلین ﷺ کے کسی معجزہ کی یادگار منائی گئی ہے؟۔ کیا شق القمر کی کبھی یادگار منائی گئی ہے؟ واقعہ معراج کی یاد دیگر عظیم الشان معجزات کی جن کی تعداد خود مرزا قادیانی بھی تین ہزار تک تسلیم کرتا ہے تو جب آپ کے کسی بھی معجزہ کی یادگار منانے کا دستور نہیں۔ نہ اہل اسلام میں نہ خود قادیانیوں میں۔ تو مرزا قادیانی جو آپ کا بروز ظل ہونے کا مدعی ہے۔ اس کے متعلقہ کسی واقعہ کی یاد منانے کا کیا جوڑ ہے؟ خاص کر جب کہ وہ ہو بھی غیر مسلم اور متنازعہ، لہٰذا قادیانیوں کا یہ واویلا خلاف حق ہے۔

ماہناموں کے خصوصی نمبر اور مستقل رسالوں میں اتنا واویلا کرنا محض شور شرابہ ہے اور پھر دیکھئے، میرے سامنے ان کے ایک ماہنامہ مصباح کا خصوصی نمبر موجود ہے۔ جس میں مضامین تھوڑے مگر قادیانی خواتین کی مبارک بادیوں سے بیسیوں صفحات سیاہ کئے گئے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ وہی باطل پرستوں خاص کر عیسائیوں اور انگریزوں کا فارمولا ہے کہ جھوٹ کو اتنا اچھالو اور اتنا بیان کرو کہ لوگ اسے سچ سمجھنے لگیں۔ اس کے سوا اور کوئی مقصد نہیں۔ جب کہ خوشبو (صداقت) خود ہی مہک اٹھتی ہے، اسے مہکانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔

الغرض قادیانی اور اس کی ذریعت باطلہ کا یہی دستور چلا آرہا ہے کہ معمولی سی بات کو اتنا اچھالتے ہیں کہ گویا وہ کوئی نص قرآنی ہے۔ خود قادیانی کی کتب ورسائل دیکھئے ایک بات کو اتنی کثرت سے اور مختلف تاویلات کے روپ میں ذکر کرے گا کہ کوئی کتاب یا رسالہ اس سے خالی رہنا مشکل ہوتا ہے۔ الغرض اہل حق نے مرزا کے مقابلہ میں اسی وقت مرزا قادیانی کی ہر باطل دلیل اور تاویل کے پرخچے اڑا دیئے۔ مستقل کتب تحریر ہوئیں۔ مضامین بھی شائع ہوں گے۔ منجملہ ان تحریرات کے ایک کتاب ''دوسری شہادت آسمانی'' ہے جو حضرت العلامہ عارف کامل مولانا سید محمد علی مونگیریؒ کی تصنیف ہے۔ جس میں حضرت العلامہؒ نے نہایت بسط وتفصیل سے ہر مسئلہ پر بحث فرماکر قیامت تک کے لئے قادیانیوں کا ناطقہ بند کر دیا ہے۔ نہایت لاجواب کتاب ہے۔ مجلس تحفظ ختم نبوت والوں کی خدمت میں اس کی جدید طباعت کے عاجزانہ درخواست کرتا ہوں۔ (الحمدللہ! احتساب قادیانیت پر شائع کر دی ہے۔ فقیر مرتب) تاکہ ہر مبلغ اور عالم بلکہ عوام الناس تک یہ کتاب لاجواب پہنچ جائے۔ فی الحال بندہ حقیر اپنی استعداد کے مطابق مختصراً اس مسئلہ کی حقیقت پیش کرنے کی جسارت کر رہا ہے۔ اللہ اسے اہل ایمان کے لئے مضبوطی ایمان کا باعث اور گمراہوں کے لئے ذریعہ ہدایت بنادے۔ آمین ثم آمین!

روایت دار قطنی، ترجمہ اور مفہوم

ناظرین کرام! مندرجہ بالا دار قطنی کی روایت بمع ترجمہ دوبارہ ملاحظہ فرمائیے:

''عن عمرو بن شمر عن جابر عن محمد بن علی قال ان لمهدینا ایتین لم تكونا منذ خلق السموات والارض ۰ تنكسف القمر لاول ليلة من رمضان وتنكسف الشمس فی النصف منه ۰ ولم تكونا منذ خلق السموات والارض (سنن الدار قطنی مع تعليق المغنی ص٦٥ ج٢، مطبوعه دار نشر الكتب الاسلاميه لاهور)''

اس روایت کے راوی صاحب کتاب سے لے کے محمد بن علی تک سات ہیں۔ کما مرانفاً

بحث روایت (بفرض صحت)

قادیانی کی پیش کردہ اس روایت (نہ کہ حدیث) پر کئی طرح سے بحث کی ضرورت ہے۔

۱...... اوّل تو یہ ایک روایت ہے، حدیث نہیں ہے۔ کیونکہ حدیث فرمان رسول کو کہتے ہیں۔ جب کہ یہ آنحضرت ﷺ تو کجا کسی صحابی تک بھی نہیں پہنچتی۔

۲...... اس کے راوی ۵، ۶ کے متعلق خود اسی کتاب میں صاحب تعلیق نے درج کیا ہے کہ یہ دونوں راوی عمرو بن شمر اور جابر ضعیف ہیں۔ ان سے استدلال نہیں ہوسکتا۔ امام اعظمؒ جن کی جلالت قدر پر خود مرزا قادیانی بھی گواہ ہے۔ وہ اس جابر کو نہایت کذاب کہتے ہیں۔ نیز یہ سند معنعن بھی جو کہ بوجہ امکان تدلیس قابل احتجاج نہیں ہوتی۔

۳...... اس روایت کے آخری راوی محمد بن علی معلوم نہیں کہ کون ہیں۔ آیا امام باقر ہیں یا دیگر کوئی شخصیت؟ لہٰذا یہ سند محدثین مجددین امت کے ہاں غیر معتبر ہوئی۔ بالفرض اگر محمد بن علی وہی امام زین العابدین کے فرزند امام باقر ہی ہوں پھر بھی یہ سند مرفوع متصل نہیں بلکہ منقطع ہے جو کہ عندالمحدثین والمجددین غیر معتبر ہے۔ لہٰذا اس سے کوئی مسئلہ ثابت نہ ہوگا۔

۴...... یہ روایت اپنے مضمون کے لحاظ سے بھی صحیح احادیث کے سراسر خلاف ہے۔ کیونکہ صحیح حدیث (بخاری ج۱ ص۱۴۲، باب صدقۃ فی الکسوف) و (مسلم ج۱ ص۲۹۵، کتاب الکسوف) میں یوں مذکور ہے: ''ان الشمس والقمر ایتان من آیات اللّٰہ لا ینخسفان لموت احد ولا لحیاتہ الخ او کما قال'' ﴿یعنی یہ سورج اور چاند قدرت الٰہی کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں۔ یہ کسی کی موت یا زندگی پر خسوف پذیر نہیں ہوتے۔ بلکہ ان کو منکسف کر کے خدا اپنے بندوں کو ڈراتا اور متنبہ کرتا ہے۔﴾

یعنی اے میرے بندو دیکھو، یہ سورج اور چاند اتنے عظیم جسامت کے مالک ہیں۔ میں قادر قیوم خدا ان کے نور اور کمالات کے سلب کرنے پر بھی قادر ہوں۔ تم مٹھی بھر خاک ہو، تمہاری کیا وقعت ہے۔ لہٰذا میری نافرمانی اور عداوت سے باز آؤ۔ اس کا خیال بھی نہ کرنا، ورنہ پھر خیر نہیں ہوگی۔ یہ صحیح حدیث ہے۔ جس میں خسوف وکسوف کی غرض وغایت بزبان اصدق الخلق بیان فرمائی گئی ہے۔ لہٰذا یہ روایت مرزا اصولی طور پر اس کے خلاف ہونے کی بناء پر قابل حجت نہ ہوگی۔ پھر مزے کی بات یہ ہے کہ اسی حقیقت کو واضح کرنے کے لئے اور مرزے کی، کی کرائی ساری چالاکیوں پر پانی پھیرنے کے لئے امام دارقطنی نے اس روایت کے بعد اور اس باب کے

آخر میں اسی صحیح حدیث رسول ﷺ کو درج فرمایا ہے کہ یہ تو ایک غیر معتبر روایت ہے۔ حدیث رسول نہیں۔ اصل صحیح فرمان پیغمبر یہ ہے جو اس غیر معتبر روایت کے مضمون کے خلاف اور قابل اعتبار وحجت ہے۔ یہ محدثین کا اکثر اصول ہوتا ہے کہ وہ صحیح اور فیصلہ کن حدیث کو بطور فیصلہ کے یا اپنے عندیہ کے آخر میں بیان کرتے ہیں۔ لہٰذا دریں صورت جناب مرزا قادیانی جو کہ امام صاحب کو بہت سراہتے اور ہدیہ عقیدت پیش کرتے نظر آتے ہیں۔ انہی امام دار قطنی نے مرزا کی کھل کر تکذیب فرمائی ہے۔ فاعتبروا! یا اولی الالباب!

۵...... آنجہانی مرزا قادیانی کی ایک عادت یہ بھی ہے کہ وہ کبھی اپنی مخالف حدیث کو اس لئے بھی ناقابل قبول قرار دے لیتا ہے کہ یہ بخاری میں نہیں ہے۔ اگر صحیح ہوتی تو اسے بخاری کیوں نہ ذکر کرتے۔ جیسے احادیث مہدی اور بعض احادیث نزول مسیح۔ (ازالہ اوہام وغیرہ) مگر جب اپنی باری آتی ہے تو دور دراز کی روایت کو بھی درجہ اوّل کی مستند اور معتبر قرار دے لیتا ہے اور خود حکم بننے کا دعویٰ کر لیتا ہے۔ حالانکہ یہ ضابطہ سراسر خلاف عقل ہے تو جب اصول حدیث کے رد سے یہ روایت سنداً ومتناً غیر معتبر قرار پائی تو اس کو اپنے دعویٰ کے ثبوت میں رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کرنا کون سی دیانتداری ہے؟ آخر یہ آئمہ حدیث بھی نہایت محترم ومعزز حضرات تھے۔ ان میں سے کئی مسلمہ مجدد بھی ہیں تو ان کے قواعد وضوابط کو نظر انداز کرنا بقول مرزا قادیانی فسق وکفر نہیں تو اور کیا ہے؟

۶...... اگر یہ روایت مہدی کے لئے تسلیم کر بھی لی جائے تو بھی مرزا قادیانی کو اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔ کیونکہ یہ صرف مہدی کے لئے نشان ثابت ہو سکتا ہے۔ مگر مرزا قادیانی تو مسیح موعود ہونے کے بھی مدعی ہیں۔ اس کے بعد نبوت اور رسالت کے بھی مدعی ہیں۔ لہٰذا یہ ان کو مفید نہیں۔ کہاں مہدی اور کہاں کرشن؟

مندرجہ بالا اصولی اور اجمالی تحقیق کے بعد اب اس روایت کے مندرجات نمبروار اور تفصیل سے سماعت فرمائیے۔ اس روایت کے کل پانچ جملے ہیں۔ اب ہر ایک کی الگ الگ تشریح اور مفہوم کی تنقیح ملاحظہ فرمائیں:

۱...... ’’ان لمھدینا ایتین ‘‘ ترجمہ: بے شک ہمارے مہدی کی دو نشانیاں ہوں گی۔

اس جملہ میں مہدی کی دو نشانیوں کا ذکر ہے۔ پھر مہدی بھی ایسا کہ جس کے دعویٰ کرنے کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بلکہ اس کی پہچان ان دو نشانیوں سے ہوگی نہ کہ دعویٰ سے۔ ازاں بعد وہ صرف مہدی ہوگا۔ نہ مثیل مسیح ہوگا اور نہ مسیح موعود اور نہ ظلی وبروزی یا مطلق نبی ورسول۔ جس

طرح مرزا قادیانی ہر مقام کی طرف بے تکے ہی دوڑتے نظر آتے ہیں۔ بلکہ یہ تو کرشن، جے سنگھ اور رودر گوپال بھی بنتے نظر آتے ہیں۔ موسیٰ اور ابراہیم علیہ السلام وغیرہ تمام انبیاء کا اوتار بھی بنتے پھرتے ہیں۔ جب کہ روایت میں مذکور مہدی مطلق مہدی ہوگا۔ وہ معجون مرکب ہرگز نہ ہوگا۔ دریں صورت جناب قادیانی پہلے نمبر ہی سے فیل ہو جاتے ہیں۔ باقی کی ضرورت ہی نہیں۔ ایک لفظ اس جملہ میں آیتین کا ہے جو کہ آیت کا تثنیہ ہے اور آیت ایسی علامت اور نشانی کو کہتے ہیں کہ جو کسی پوشیدہ شے کو ایسے طور پر لازم ہو کہ اسی نشانی کے ادراک سے خود اس چیز کا ادراک ہو جائے۔ وہ فی حد ذاتہ معلوم نہ ہوسکتی تھی۔ (دیکھئے مفردات امام راغب ص۳۲)

جب آیت کے یہ معنی ہوئے تو معلوم ہوا کہ اس روایت میں مہدی کی دو ایسی نشانیوں کا ذکر ہے کہ جس وقت ان کا ظہور ہوگا فوراً یقین ہو جائے گا کہ امام مہدی موجود ہیں۔ اس کے بعد نہ دعویٰ مہدیت کی ضرورت ہوگی نہ کسی دوسری شرط کی۔ وہ خود ہی ایک خاص موقعہ پر پہچان لئے جائیں گے۔ ادھر جناب مرزا قادیانی میں یہ بات نہیں پوئی گئی۔ بلکہ حدیث میں مذکورہ دیگر علامات سے بھی یہ صاحب یکسر خالی اور محروم ہیں۔ مہدی والا نہ نام، نہ ولدیت، نہ خاندان، نہ کام۔ غرضیکہ مرزا قادیانی ہر نمبر میں فیل ہوگئے۔

ایک مزید شبہ اور اس کا جواب

قادیانی اور اس کی ذریت ایک حدیث یہ پیش کرتی ہے: ’’لا المھدی الا عیسیٰ (ابن ماجه ص ۳۰۲) ‘‘مہدی تو صرف عیسیٰ علیہ السلام ہیں۔ الگ کوئی مہدی نہیں لہٰذا مہدویت کے ساتھ مسیحیت کا دعویٰ بھی اس روایت دارقطنی کے خلاف نہ ہوگا۔

الجواب

جواب یہ ہے کہ اوّل تو یہ حدیث ہی ضعیف اور منکر ہے۔ کیونکہ از روئے احادیث کثیرہ صحیح عیسیٰ علیہ السلام اور مہدی علیہ السلام دونوں الگ الگ شخصیتیں ہیں۔ دونوں کے لئے تمام کتب حدیث میں محدثین نے الگ الگ باب منعقد فرمائے ہیں۔ خود اسی کتاب میں مہدی کے لئے الگ باب اور مسیح علیہ السلام کے لئے الگ باب منعقد ہے۔ لہٰذا دونوں ایک نہیں ہو سکتے۔ دونوں کی علامات الگ الگ بیان فرمائی گئی ہیں۔ اس کے بعد اس خلط ملط کا کوئی امکان باقی نہیں رہ جاتا۔ اسی بناء پر امت مسلمہ ابتداء ہی سے دو ہستیاں الگ الگ تسلیم کرتی آئی ہے۔ پھر یہ صرف ایک ہی حدیث ہے وہ بھی منکر اور ضعیف جیسا کہ خود اسی صفحہ کے حاشیہ۳ پر مفصل باحوالہ بحث کی گئی ہے کہ اس میں محمد بن خالد راوی غیر معتبر ہے۔ امام ذہبیؒ اس روایت کو منکر کہتے ہیں۔ برخلاف اس

کے مسیح اور مہدی کے علیحدہ ہونے کی احادیث بے شمار اور ہر حدیث کی کتاب میں مذکور ہیں۔ بصورت صحت روایت اس کا مفہوم یہ ہے کہ مہدی کامل صرف عیسیٰ ہیں۔ گویا مطلق مہدی کی نفی نہیں۔ بلکہ نفی کمال کا ذکر ہے۔ جیسے ''لا سیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علیؓ ''تو کیا ذوالفقار کے سوا اور کوئی تلوار نہیں ہے۔ علیؓ کے سوا کوئی بھی جوان اور بہادر نہیں ہے؟ تو جیسے یہاں ظاہر مفہوم مراد نہیں ویسے ہی حدیث ابن ماجہ میں ظاہری مفہوم مراد نہیں۔ جیسے ایک جگہ خود مرزا قادیانی نے لکھا ہے: ''لا احمد الا عیسیٰ ولا عیسیٰ الا احمد ''تو کیا یہاں بھی دونوں کو ایک ہی تسلیم کر لو گے۔ بتاؤ عیسیٰ کی نفی کرو گے یا احمد کی۔ (العیاذ باللہ) الغرض ایسی تاویلات اور سہاروں سے قادیانیوں کا مقصود حاصل نہیں ہو سکتا۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تفصیلات سے آپ نے معلوم کر لیا کہ وجود مہدی کے وقت یہ دو نشانیاں ظاہر ہوں گی۔ جن سے ان کی شناخت ہو جائے گی۔ یہ نہیں کہ پہلے ایک شخص مہدیت کا دعویٰ کرے گا۔ پھر لوگ اس سے نشان طلب کریں گے تو وہ کچھ مدت تک اس کے لئے دعاء کرتا رہے گا اور پھر یہ نشان ظہور پذیر ہوں گے۔ روایت بالا میں ان امور کا کوئی ذکر نہیں۔ مگر چونکہ بظاہر روایت قادیانی کی تائید نہ کرتی تھی۔ لہٰذا مختلف حیلے بہانے اور تاویلات باطلہ سے فٹنگ کی کوشش کرتے ہوئے ایک مربی سلسلہ قادیانیہ یوں نتائج اخذ کرتے ہیں کہ: ''اب آپ اس حدیث (روایت) کو دوبارہ غور سے پڑھیں۔ (یعنی قادیانی عینک لگا کر۔ ناقل) تو آپ کو معلوم ہوگا کہ اس میں بہت سی پیش گوئیاں جمع ہیں۔''

۱...... رسول کریم ﷺ کی پیش گوئی (بالکل غلط، روایت میں آپ کا اسم گرامی سرے سے ہے ہی نہیں) کے مطابق ایک شخص امام مہدی ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ (یہ بھی بالکل غلط، روایت میں ایسا کوئی لفظ نہیں ہے)

۲...... یہ امام مہدی قرآن کریم اور رسول اکرم ﷺ کا مطیع اور فرمانبردار ہوگا۔ (دیکھئے روایت میں اس کا نام ونشان تک نہیں۔ یہ محض قادیانی سینہ زوری کا کرشمہ ہے)

۳...... لوگ امام مہدی سے اس کی صداقت کا نشان طلب کریں گے۔ (یہ بھی بالکل جھوٹ ہے)

۴...... یہ نشان رمضان کے مہینے میں واقع ہوگا۔

۵...... چاند کو گرہن کی پہلی تاریخ کو گرہن لگے گا۔ (یہ لفظ ''گرہن کی پہلی تاریخ'' یہ قادیانی چکر بازی ہے)

۶...... سورج کو گرہن کی درمیان تاریخ کو گرہن لگے گا۔ (یہاں بھی یہ لفظ ’’گرہن کی درمیانی تاریخ‘‘ چکر بازی ہے)

۷...... یہ نشان امام مہدی کی صداقت کے لئے ظاہر ہوگا۔ (لیکن وہ مہدی نہ مسیح موعود ہوگا نہ ظلی بروزی نبی اور نہ ہی مہدیت کا دعویٰ کر کے لوگوں کی طلب پر یہ نشان طلب کرے گا اور پھر تاویلات باطلہ سے اس کو اپنے اوپر فٹ کرنے کی کوشش کرے گا)

۸...... سورج اور چاند گرہن تو لگتے ہی رہتے ہیں۔ لیکن اس طرح بطور نشان یہ گرہن پہلے کسی کی صداقت کے لئے ظاہر نہیں ہوا۔ (مگر مرزائی طرز کے گرہن ہو چکے)

(آسمانی گواہ از عبدالسمیع خان قادیانی ص۱۵،۱۶)

چنانچہ تاریخ سے ثابت کیا جائے گا کہ اس قسم کے گرہن کئی مدعیان مہدیت و مسیحیت کے زمانہ میں ہوئے۔ ناظرین کرام، مندرجہ بالا تمام تنقیحات محض خانہ زاد ہیں۔ روایت میں ان کا کوئی تذکرہ نہیں۔ یہی قادیانی مکاریاں اور حیلہ سازیاں ہیں کہ ایک بے تعلق بات کو اپنے دجل وفریب سے مرزا قادیانی پر فٹ کرنے کے لئے زمین وآسمان کے قلابے ملانے کی کوشش کی جاتی ہے۔ مگر سب بے سود۔ ایماندار اور حقیقت شناس نگاہیں فوراً سب کچھ تاڑ لیتی ہیں۔

روایت دارقطنی کا جملہ۲: ’’لم تکونا منذ خلق السموات والارض‘‘ یہ دونوں نشان ابتداء آفرینش سے کبھی بھی ظہور پذیر نہیں ہوئے۔

بلکہ یہ بے مثال اور بے نظیر ہیں۔ یعنی سابقہ تمام تاریخ انسانی میں ایسا گرہن کبھی نہیں ہوا۔ یہ جملہ روایت میں دو مرتبہ ذکر ہوا ہے۔ ایک تو ذکر آیات سے پہلے اور دوسری مرتبہ ان کے بیان کے بعد۔ پہلی مرتبہ یہ جملہ آیتین کی صفت کاشفہ واقعہ ہوا ہے اور دوسری مرتبہ بطور تاکید اور مزید اظہار ندرت کے لئے۔ اب لم تکونا فعل میں ضمیر تثنیہ آیتین کی طرف راجع ہے۔ علاوہ ازیں اس کا کوئی مرجع نہیں۔ مفہوم یہ ہوگا کہ جب سے آسمان وزمین پیدا ہوئے ہیں یہ کسوف کبھی بھی وقوع پذیر نہیں ہوئے۔ بلکہ یہ صرف مہدی کے وقت بطور علامت ظاہر ہوں گے۔ گویا یہ ظاہر کیا جارہا ہے کہ یہ دونوں کسوف وخسوف ایسے عجیب وغریب ہوں گے کہ ان جیسے پہلے کبھی بھی واقع نہیں ہوئے۔ یہ صرف عہد مہدی برحق کے ساتھ مختص ہیں۔ یعنی وہ اپنی ذات میں بے نظیر وبے مثال اور ہمارے مہدی کے لئے مخصوص۔ پہلے نہ کسی کے لئے واقع ہوئے نہ کسی زمانہ میں۔

روایت کا جملہ۳ بیان آیتین: ’’تنکسف القمر لاول لیلۃ من رمضان وتنکسف الشمس فی النصف منہ‘‘ جملہ فعلیہ خبریہ معطوفہ۔ ’’رمضان کی پہلی رات کو چاند

گرہن ہوگا۔نصف رمضان یعنی پندرہ تاریخ کوسورج گرہن ہوگا۔"

اب تاریخ عالم گواہ ہے کہ ابھی تک ایسا گرہن کبھی وقوع پذیر نہیں ہوا۔ مرزا قادیانی کے زمانہ میں چاند وسورج کو گرہن ہوا۔ مگر وہ ۱۳اور ۲۸ کو ہوا۔ لہٰذا وہ بے نظیر نہیں جب کہ روایت میں بے مثال و بے نظیر کسوف کا تذکرہ ہے۔

اب اس فقرہ کے متعلق کئی امور زیر بحث آئیں گے۔

۱...... لفظ قمر کی تحقیق۔

۲...... وقوع خسوف کا وقت۔

۳...... قادیانی پیش کردہ خسوف کی حقیقت۔

مندرجہ بالا زیر بحث روایت کے الفاظ سب پر عیاں ہیں کہ رمضان کی پہلی رات کو چاند گرہن ہوگا اور اس کے نصف یعنی پندرہ کو سورج گرہن ہوگا۔ مگر بالفاظ روایت چونکہ ایسا گرہن کبھی نہیں ہوا اور جس کو یہ پیش کرتے ہیں وہ ان تواریخ میں نہیں ہوا۔ لہٰذا یہ لوگ کئی تاویلات باطلہ کا سہارا لیتے ہیں۔ مثلاً روایت میں جو پہلی رات کا ذکر ہے اس سے مراد خسوف قمر کی پہلی رات یعنی تیرھویں رات مراد ہے۔ کیونکہ قانون قدرت کے مطابق چاند گرہن ہمیشہ ۱۳، ۱۴اور ۱۵ تاریخ کو ہوئے ہیں۔ اسی طرح سورج گرہن کی تاریخیں بھی حسب قانون الٰہی ۲۷، ۲۸اور ۲۹ ہیں تو نصف سے مراد ۲۸ تاریخ ہے۔ یعنی اوّل لیلۃ من رمضان میں حذف مضاف ماننا پڑے گا ورنہ قانون قدرت کے خلاف ورزی لازم آئے گی۔ نیز اس لئے بھی کہ روایت میں لفظ قمر ہے جو کہ تیسری رات کے بعد پر بولا جاتا ہے تو جب پہلی رات کو قمر ہے ہی نہیں تو خسوف کا کیا مطلب ہوگا؟

ہم اہل حق شق وار جواب دیتے ہیں کہ چونکہ روایت میں یہ لفظ موجود ہے کہ یہ نشان پہلے کبھی ہوئے نہیں۔ یہ بالکل خلاف عادت ہوں گے۔ لہٰذا یہ ظاہری الفاظ کے مطابق ہی ہوں گے۔ یعنی یکم رمضان اور پندرہ رمضان کو ورنہ یہ بے مثال نہ رہیں گے جو کہ روایت کا مرکزی مفہوم ہے۔ باقی رہا تمہارا لفظ قمر کا اشکال تو عرض یہ ہے کہ قرآن مجید میں یہ لفظ ۲۷ مرتبہ وارد ہوا ہے۔ جن کے مجموعی ملاحظہ سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ لفظ قمر بطور جنس کے اوّل سے لے کر انتیس یا تیس تک۔ ہر رات کے چاند پر بولا جائے گا۔ بسا اوقات اس کی مختلف کیفیات کے اظہار کے لئے دوسرے اسماء بھی استعمال ہوئے ہیں۔ جیسے ابتداء میں ہلال پھر قمر پھر بدر وغیرہ، ویسے مجموعی طور پر اس پر لفظ قمر کا اطلاق قرآنی استعمال ہے۔ جیسے فرمایا: "والقمر قدرناہ منازل

حتیٰ عاد کالعرجون القدیم ’’’’اور ہم نے چاند کی مختلف منزلیں مقرر کر دی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ آخر میں پرانی ٹہنی کی طرح (باریک اور خمیدہ) ہو جاتا ہے۔‘‘ یہ اطلاق میرے نظریے پر نص قطعی ہے کہ اوّل سے لے کر آخر تک تمام راتوں کے چاند کو قمر کہا جاتا ہے اور کبھی مختلف مدارج میں مختلف نام ہلال بدر وغیرہ کا اطلاق بھی ہوا ہے۔ قمر کا معنی ہی اجالے اور روشنی کے ہیں جو کہ پہلی تاریخ سے ہی اس سے صادر ہونے لگتی ہے۔ لہٰذا یہ ہر حالت میں قمر ہی قمر ہے۔ جیسے اردو میں سب کو چاند کہتے ہیں۔

لغات عربیہ

عربی کی مستند اور مشہور لغات قاموس اور اس کی شرح تاج العروس میں ہے۔ ’’الھلال غرة القمر وھی اوّل لیلة ‘‘یعنی ہلال قمر کی پہلی رات کو کہتے ہیں۔ دیکھئے کیسے واضح ہو گیا کہ قمر ایسا لفظ ہے کہ پہلی رات کے چاند کو بھی کہتے ہیں۔ صاحب تاج العروس لکھتے ہیں۔ ’’القمر لیلتین من اوّل الشھر ھلالا ‘‘یعنی مہینہ کی پہلی دو راتوں کے چاند کو قمر کہتے ہیں۔ ایسے ہی ۲،۱ اور ۲۷ تاریخ کے چاند کو بھی ہلال کہا جاتا ہے۔ (قاموس ج۴ ص۵۴)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں کہ لفظ قمر کا صحیح مفہوم کیسے واضح ہو گیا کہ مجموعی طور پر تمام مہینے کے چاند کو قمر کہتے ہیں اور اس کی مختلف حالتوں کی بناء پر اس کے دوسرے نام بھی ہیں۔ مگر یہ ہے ایک ہی نام یعنی چاند، بوجہ اضافت ہلال الی القمر۔ یہ میرے دعویٰ پر برہان قاطع ہے۔ میں نے اس نظریہ پر برہان اوّل سورۃ یٰسین سے پیش کیا۔ دوسری آیت سماعت فرمایئے: ’’ھوالذی جعل الشمس ضیاءً والقمر نورا وقدرہ منازل لتعلموا عدد السنین والحساب (یونس:۵، وکذالک آیات اخر) ‘‘﴿وہ ذات جس نے سورج کو چمکدار بنایا اور چاند کو روشنی اور اس کے لئے منزلیں مقرر فرمائیں۔ (کبھی ہلال، کبھی قمر اور کبھی بدر وغیرہ) تاکہ تم برسوں کی گنتی جان سکو اور حساب کر سکو۔﴾

دیکھئے اوّل رات سے لے کر آخر تک کو قمر کے لفظ سے تعبیر فرمایا گیا ہے۔ فرمایا کہ اس ذات بے مثال نے اس کی مختلف منزلیں مقرر کر دیں تاکہ تم ڈائری اور حساب وکتاب معلوم کر سکو تو اگر قمر کا اطلاق تین دن یا اس کے بعد کے چاند پر کیا جائے تو کیا پہلی دو تین تاریخیں حساب میں یا کیلنڈر میں نہ آویں گی۔ یاللعجب! ملاحظہ فرمایئے قادیانی عقل وفہم اور علم ودیانت، معلوم ہوا کہ قادیانی اور اس کی ذریت ضالہ کو قرآن مجید، لغات عربی اور محاورات عامہ کا ظاہر اور سطحی مطالعہ بھی میسر نہیں۔ محض ٹیچی ٹیچی اور مٹھن لال کے پیش کردہ ڈھکوسلوں ہی کے زیر گردش

رہ کر جگ ہنسائی اور اضحوکہ عالم بنے ہوئے ہیں۔ اللہ ان کو رشد وہدایت سے بہرہ ور فرمائے یا ہماری ان سے جان چھڑائے۔

نکتہ طیبہ

ایک دلچسپ اور قابل توجہ بات یہ ہے کہ قادیانی اوّل رات سے مراد گرہن کی اوّل رات مراد لیتے ہیں اور نصف سے مراد درمیانی تاریخ لے کر اپنا الو سیدھا کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ مگر وہ غور کریں تو تمام مسئلہ حل ہو جائے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ چاند گرہن رمضان کی پہلی تاریخ کو اور سورج گرہن اس کے نصف میں وقوع پذیر ہوگا۔ تو اگر حسب مراد قادیانی نصف سے مراد سورج گرہن کی ۲۷، ۲۸، ۲۹ تواریخ میں درمیانی تاریخ مراد لی جائے تو ایسا ممکن نہیں۔ کیونکہ تین کا نصف نہیں ہوتا۔ بلکہ وسط ہوتا ہے تو چونکہ روایت میں لفظ والنصف منہ ہے نہ کہ فی الواسط منہ'' لہٰذا یہ لفظ بھی قادیانیوں کے خلاف اور ہمارے لئے ایک واضح دلیل ہے۔ کیونکہ سورج گرہن کی تین تاریخوں کا نصف ہو ہی نہیں سکتا۔ لہٰذا لامحالہ روایت کے ظاہری معنی مراد لئے جائیں گے کہ سورج گرہن ۱۵/ رمضان کو واقع ہوگا جو مہینے کا نصف ہے۔ قادیانی مفہوم کے پیش نظر یہ خسوف بے نظیر نہیں ہو سکتے۔ کیونکہ ایسے گرہن تو صرف نصف صدی کے عرصہ میں تین مرتبہ وقوع پذیر ہو چکے ہیں۔

۱...... اس قسم کا خسوف ۱۳، ۲۸/ رمضان ۱۲۶۷ء کو واقع ہوا اور ہوا بھی ہندوستان میں۔

۲...... دوسرا اس قسم کا اجتماع ۱۳، ۲۸/ رمضان ۱۳۱۱ء کو ملک امریکہ میں ہوا جب کہ اس وقت وہاں مسٹر ڈوئی مدعی مسیحیت موجود تھا۔

۳...... ایسا تیسرا اجتماع یہی ۱۳، ۲۸/ رمضان ۱۳۱۲ء کو وقوع پذیر ہوا۔ جس کو آنجناب بے نظیر قرار دے کر اپنی صداقت کی تائید میں پیش کر رہے ہیں۔

تو اگر ایسا اجتماع خسوف وکسوف کسی مدعی کی صداقت کی دلیل ہے تو قادیانی مسٹر ڈوئی کو بھی تسلیم کر لیں۔ یہ تفصیل حضرت العلامہ سید محمد علی صاحب مونگیریؒ نے اپنی لاجواب کتاب ''دوسری آسمانی شہادت'' میں اس فن نجوم کی دو مشہور کتابوں مسٹر کیتھ کی یوز آف دی گلوبس اور حدائق النجوم سے اخذ کر کے درج فرمائی ہے۔ آگے تحریر فرماتے ہیں کہ انسائیکلوپیڈیا برٹینکا کی تحقیق یہ ہے کہ ہر واقع شدہ گہن ۲۲۳ برس کے بعد پھر اسی طرح اور انہی خصوصیات کے ساتھ دوبارہ وقوع پذیر ہوتا ہے۔ ملاحظہ ہو کتاب مذکور صفحہ ۳۴۔ یہ تجربہ انسائیکلوپیڈیا میں ۶۳ قبل مسیح سے لے کر ۱۹۰۱ء تک درج کیا گیا ہے۔

ایک قادیانی منطق

قادیانی منطق یہ ہے کہ ثابت کیا جائے کہ پہلے بھی ایسا خسوف کسوف ہوا ہو اور اس وقت کوئی مدعی مہدیت بھی موجود ہو۔ تو حضرت العلامہ نے اسی کتاب میں ایسے گہنوں اور مدعیوں کا نقشہ بھی پیش کر دیا ہے کہ جو ایسے گہن کے وقت مدعی مہدیت اور مسیحیت تھے۔

۱...... طریف نامی مدعی مہدویت: دوسری صدی کے ابتداء میں یہ مدعی الہام ونبوت ہوا ہے اور اس کے زمانہ دعویٰ یعنی ۱۱۷ھ میں ایسا گرہن واقع ہوا جیسا کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں ہوا۔ ۱۳ر رمضان کو چاند اور ۲۸ر رمضان کو سورج گرہن۔ لیجئے قادیانی کی شرط پوری ہوگئی۔ یہ تو اگر کسی مدعی کے زمانہ میں چاند اور سورج کا ان تاریخوں میں گرہن لگنا اس کی صداقت کی دلیل ہے تو اس طریف کو بھی تسلیم کر لیا جائے۔ جب کہ یہ صاحب حکومت بھی ہو۔ اس کے بعد اس کا بیٹا مسند حکومت پر بیٹھا۔ ادھر مرزا قادیانی تو اپنے گاؤں بلکہ اپنے محلّہ کے بھی نمبردار یا ذمہ دار نہ بن سکے۔ اس بناء پر طریف کا پلہ اس قادیانی سے بھاری ہو جاتا ہے۔

۲...... ابو منصور عیسیٰ: اس نے دعویٰ نبوت کیا، ۳۶۸ء میں مارا گیا۔ ۳۴۶ء میں جو کہ اس کے دعویٰ کا وقت ہے۔ اس وقت ایسے گرہنوں کا اجتماع ہوا تھا۔ یعنی ۱۳، ۲۸ر رمضان کو۔

۳...... صالح: اس نے ۱۲۷ھ میں دعویٰ نبوت کیا اور اس کے زمانہ میں مرزا کی طرح چاند سورج کا گرہن ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ ہوا۔ پہلے ۱۲۷ھ اور دوسری مرتبہ ۱۶۲ھ میں۔

۴...... مسٹر ڈوئی: اس نے مسیحیت کا دعویٰ امریکہ میں کیا تو ۱۳۱۱ء میں وہاں ۱۳ اور ۲۸ر رمضان کو ایسا گرہن ہوا۔ لہٰذا اگر بوجہ خسوف کے مرزا قادیانی سچ ہوتے ہیں تو یہ صاحب بھی سچا ہوگا۔

۵...... پانچویں شاہسوار جناب مرزا قادیانی ہیں جن کے زمانہ دعویٰ میں ۱۳۱۲ء کو خسوف وکسوف کا ایسا اجتماع ہوا تو اگر یہ اس کے سچے ہونے کی دلیل ہے تو قادیانی امت سابقہ مدعیوں کو بھی سچا مان لے ورنہ اس زندیق سے بھی پلہ چھڑا کر دامن مصطفیٰ سے وابستہ ہو جائیں۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تفصیل سے معلوم ہوا کہ روایت میں کسی ایسے گرہن کا ذکر ہے۔ (بصورت صحت روایت) کہ جس کی کوئی مثال اور نمونہ نہ گذرا ہو۔ مگر جس گرہن کو قادیانی اور اس کی ذریت پیش کرتی ہے۔ اس کی نظائر موجود ہیں۔ لہٰذا یہ بے نظیر نہ ہوا تو پھر روایت کا مصداق نہ ہو سکا اور آنجناب اسی طرح لباس عزت وتائید سے ننگے اور خالی ہی رہ گئے۔ النصف منہ کا معنی درمیان کرنا ایک لاجواب خیانت اور دجل وفریب ہے۔

قادیانیوں سے ایک لاجواب سوال

حضرت العلام فرماتے ہیں کہ یہ تو فرمایئے کہ جب اس طرح کے گہنوں کے اجتماع کا ایک مقرر قاعدہ ہے۔ ہنود، نصاریٰ اور مسلمانوں نے آئندہ ہونے والے گہنوں کی فہرستیں مرتب کر رکھی ہیں جو کہ عام مطبوعہ کتب میں مذکور ہیں۔ تو اگر کوئی ماہر فن اور ان کتب کا جاننے والا اس قاعدہ کو معلوم کر کے اپنے وقت میں ایسے گہن کا واقع ہونا معلوم کر کے اور وہ فہرستیں دیکھ کر مہدی ہونے کا دعویٰ کر دے اور ساتھ ہی دار قطنی کی روایت بھی پیش کر دے تو کیا وہ مہدی تسلیم کر لیا جائے گا؟ ممکن ہے جناب مرزا قادیانی نے انہی کتابوں کو دیکھ کر یہ دعویٰ مہدیت کر دیا ہے۔ چنانچہ آنجناب حقیقت الوحی میں لکھتے ہیں کہ خدا نے بارہ سال پیشتر مجھے یہ خبر دی تھی کہ ایسا گہن ہوا۔ (ماخوذ از ص ۴۰، ۴۱) ہے کوئی قادیانی جیالا جو اس اشکال کا جواب دے۔ ہمارے خیال میں تو یہی بات آتی ہے کہ مرزا قادیانی نے حدائق النجوم دیکھ کر ہی یہ دعویٰ کیا تھا۔ یہ روایت دار قطنی محض سینہ زوری سے اپنے کھاتے میں ڈال رہے ہیں۔ ویسے یہ تو سراسر اس کے خلاف جاتی ہے۔ پھر مرزا قادیانی کا یہ کہنا کہ کوئی جھوٹا مدعی ۲۳ برس تک کامیاب نہیں ہو سکتا۔ جب کہ ادھر صالح باوجود کاذب ہونے کے ۴۷ برس تک بادشاہ بھی رہا۔ پھر اس کی اولاد میں کئی صدیاں حکومت رہی۔ ادھر جناب قادیانی ایک دن کے لئے اپنے قادیان کے بھی نمبردار نہ بن سکے تو بتلایئے قادیانی معیار کی رو سے صالح زیادہ سچا ہے یا مرزا قادیانی؟ صرف دعووں کے واویلا اور اشتہار بازی کے بل بوتے پر تو سچائی ثابت نہیں ہو سکتی۔ بلکہ ان کے لئے ایک صحیح اور مضبوط بنیاد کی ضرورت ہوتی ہے۔ جس کی بناء پر مدعی کی صداقت خود بخود عند الناس مسلم ہو جاتی ہے۔ مگر مرزا قادیانی ان امور سے یکسر خالی اور محروم ہیں۔ یہ صرف جھوٹے واویلا سے کام نکالنا چاہتے ہیں۔

سائنس اور قانون قدرت کا سہارا

روایت کے ظاہری الفاظ کہ چاند گرہن پہلی رمضان کو اور سورج گرہن اس کے نصف یعنی پندرہ تاریخ کو واقع ہوگا۔ اس پر قادیانی ایک اعتراض کرتے ہیں کہ یہ ظاہر مفہوم قانون قدرت اور سائنسی اصولوں کے خلاف ہے۔ کیوں کہ دونوں کے لئے قواعد اور ضوابط موجود ہیں کہ چاند گرہن ہمیشہ ۱۳، ۱۴، اور ۱۵ کو واقع ہوتا ہے۔ ایسے ہی سورج گرہن ۲۷، ۲۸، اور ۲۹ تاریخ کو وقوع پذیر ہوتا ہے۔ یہ سائنسی اصول ہے۔ یہ قانون قدرت ہے۔ اس کے خلاف ہونا ممکن نہیں۔ لہٰذا اس روایت سے مراد ہے کہ چاند گرہن خسوف کی پہلی رات (نہ کہ مہینے کی پہلی رات) ۱۳ کو ہوگا اور سورج گرہن کسوف کی درمیانی رات یعنی ۲۸ کو ہوگا نہ کہ ۱۵ تاریخ کو۔ کیونکہ یہ تو ضابطہ گرہن ہی کے خلاف ہے۔

الجواب

جواب یہ ہے کہ یہ تمہارا اپنا ڈھکوسلہ ہے۔ روایت کے الفاظ بصورت تسلیم یہی بتاتے ہیں کہ یہ بے نظیر خسوف وکسوف کا اجتماع ماہ رمضان میں یکم اور پندرہ تاریخ کو ہی ہوگا۔ جو کہ آج تک نہیں ہوا۔ قادیانی نے چونکہ ایک شیطانی منصوبے کے مطابق کھینچ تان کر اسے اپنے اوپر ہی فٹ کرنا فرض کر رکھا تھا۔ لہٰذا وہ ایسے لچر تاویلات اور سائنسی اصولوں کا سہارا لیتا ہے۔ جب کہ روایت میں اس کی تائید نہیں ہوتی اور نہ ہی خالق کائنات کسی سائنسی اصول کا پابند ہے۔ وہ تو فعال لما یرید ہے۔ ان اللہ علی کل شئی قدیر ہے۔ وہ تو خلاف عادۃ اور قانون آگ کو گلزار بنا سکتا ہے۔ سمندر میں خشک راستے بنا سکتا ہے۔ پتھر سے پانی کے چشمے پیدا کر سکتا ہے۔ لکڑی کے ستون سے انسانی اعمال (رونا اور سسکیاں بھرنا) صادر کر سکتا ہے۔ پتھروں سے کلمہ پڑھا سکتا ہے۔ اس کا دائرہ اختیار اور قانون انسانی فہم وفکر سے کہیں ماورا ہے۔ اس کی ذات وصفات بے مثل ہیں۔

چنانچہ مرزا قادیانی خود تسلیم کرتے ہیں کہ: ”خدا کے کروڑہا قانون قدرت ابھی مخفی ہیں اور آہستہ آہستہ ظاہر ہو رہے ہیں۔ مگر افسوس ان لوگوں پر کہ دانستہ آنکھ بند کر لیتے ہیں۔ اگر یورپ کا کوئی شخص یہ بات ظاہر کر دے کہ میں پتھر میں سے پانی نکال سکتا ہوں یا تمام پتھر کو پانی بنا سکتا ہوں تو اس کے مقابل پر یہ لوگ دم بھی نہ ماریں اور فی الفور امنا و صدقنا کہنے لگیں۔ مگر خدا کے کلام نے جو کچھ بیان کیا اس کو نہیں مانتے۔“ (چشمہ معرفت ص ۲۲۳، خزائن ج ۲۳ ص ۲۳۱)

ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح کا ایک ایک جملہ اور لفظ خود انہی کے اوپر صادق آ رہا ہے۔

قادیانی ٹولہ اپنے راہنما اور پیشوا کے یہ الفاظ بار بار پڑھیں۔ پھر ذرا قانون قدرت قانون قدرت کی گردان کر کے تو دیکھیں۔ ایھا الضالون المتعنتون تم کون ہوتے ہو خدا کے قوانین اور قدرت کے احاطہ کرنے والے۔ وہ تو سب کچھ کر سکتا ہے۔ وہ تو ایک دن اس تمام نظام کو درہم برہم بھی کر دے گا اور سورج کے طلوع مشرق کے قاعدہ اور قانون کی دھجیاں اڑا کر اسے مغرب سے نکال لائے گا۔ تم اس وقت کون سے سائنسی اصول اور قانون فطرت کا سہارا لو گے؟ اس لئے اس قسم کے ڈھکوسلہ بازی سے باز آ جاؤ اور اس خناس اکبر سے جان چھڑا کر حبیب ﷺ کے دامن عافیت کو تھام لو۔ ”ورنہ کیا ہوت، جب چڑیاں چگ گئیں کھیت۔“ لہٰذا اسلامتی کا راستہ یہی ہے کہ امام مہدی اور ہیں جن کے حالات وصفات اصدق الخلق علیہ ﷺ نے تفصیلاً الگ بیان فرما دیئے ہیں۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام، مہدی سے الگ دوسری شخصیت ہیں۔ جن کے حالات وصفات ایک

سو سے اوپر ارشادات نبویہ میں مذکور ہیں۔ دونوں ایک نہیں۔ نیز یہ روایت دارقطنی غیر معتبر ہے۔ بصورت تسلیم صحت مرزا قادیانی پر فٹ نہیں بیٹھتی۔ لہٰذا تمہارے یہ جشن، جوبلیاں اور مبارک بادیاں محض جھوٹی طفل تسلیاں دجل وفریب اور مضحکہ خیز اور حماقت انگیز مشغلہ ہے۔ اب بھی موقعہ ہے ان خرافات سے مجتنب ہو کر جادہ حق پر گامزن ہو جاؤ۔

قادیانی حماقت وجہالت کا ایک نادر نمونہ

قادیانی اپنی صداقت کے لئے اس خسوف وکسوف کے لئے فی کل وادیھیمون کا نمونہ پیش کرتے ہوئے لکھتا ہے۔ ’’آسمان میرے لئے بنایا تو نے ایک گواہ۔ چاند اور سورج ہوئے میرے لئے تاریک وتار‘‘ ملاحظہ فرمائیے کہ انبیاء ورسل تو مخلوق خدا کے لئے نور اور روشنی بن کر آتے ہیں۔ ظلمت کدہ دنیا کو آفتاب ہدایت بن کر منور اور روشن کر دیتے ہیں۔ مگر یہ ذات عجیب خود کہتی ہے کہ چاند اور سورج جو کہ منبع نور ہوتے ہیں وہ بھی میرے لئے اپنی روشنی اور نور سے محروم ہو گئے۔ یا للعجب! واقعتاً سراجا منیرا کے بعد ایسے ہی تاریک وتار آسکتے ہیں۔ نور اور روشنی تو خاتم الانبیا ﷺ پر اختتام پذیر ہو چکا ہے۔ آفتاب نبوت کے بعد سوائے ظلمت وضلالت کے اور کیا ظہور پذیر ہوسکتا ہے؟

روایت کا چوتھا جملہ: ’’ولم تکونا منذ خلق السموات والارض‘‘

روایت میں مندرج دو نشانوں کے ذکر کے بعد پھر وہ جملہ لایا گیا۔ جو پہلے آیتین کے بعد مذکور تھا۔ یہاں صرف واؤ حالیہ کے اضافہ کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے۔ پہلے مقام پر تو یہ جملہ آیتین کی صفت تھا۔ (جس کی وضاحت پہلے کر دی گئی ہے) جس سے مکمل طور پر معلوم ہو گیا تھا کہ مہدی کے وہ دو نشان بے نظیر ہوں گے۔ جن کی مثال پہلے کسی مدعی کے زمانہ میں تو کجا بلکہ کسی بھی وقت ظہور پذیر نہیں ہوئی۔ بلکہ پہلی ہی مرتبہ یہ نشان اور علامتیں ظاہر ہوں گی۔ پھر ان دونوں علامتوں کے وقت کو صاف طور پر بیان فرما کر دوبارہ اس جملہ کو واؤ حالیہ کے ساتھ ذکر کیا تاکہ نہایت تاکید اور خصوصیت کے ساتھ ان نشانوں کی کیفیت اور حالت بیان ہو جائے کہ ظہور اور وقوع اس سے پہلے کبھی بھی نہیں ہوا۔ بلکہ ان کا وقوع صرف اور صرف مہدی برحق کا زمانہ اور عہد ہے۔ گویا اس جملہ کا تکرار بغرض تاکید اور مزید اظہار ندرت کے لئے ہے۔ قادیانی حضرات اکثر جگہ اس تاکیدی جملہ کو نظر انداز کر جاتے ہیں۔ تاکہ ان کے دجل وفریب کی کچھ پردہ داری رہ جائے۔ مگر خدا نے ایسے سکہ بند دجالوں کا ابتداء ہی سے ناطقہ بندی کا سامان فراہم فرمادیا ہے۔ ویسے آپ قادیانیوں کے جس استدلال کو بھی ملاحظہ فرمائیں گے وہاں یہی حقیقت پائیں گے۔ تجربہ شاہد ہے۔

الغرض مندرجہ بالا روایت کی سند بھی غیر صحیح اور غیر معتبر ہے۔ ایسے ہی اس کا مفہوم ومضمون بھی قادیانیوں کے حق میں غیر صحیح ثابت ہوگیا۔ واہ رے نصیب بدبختیاں وگمراہاں۔
''ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذهديتنا ۰ اللهم ثبت قلوبنا على الحق والصراط المستقيم امين ثم امين''

قادیانی مہم کا ایک قرآنی استدلال

یہ ایک حقیقت ہے کہ''اذا فاتك الحياء فافعل ماشئت'' کہ جب کسی انسان سے حیاء رخصت ہو جائے تو پھر وہ جو مرضی میں آئے کرتا پھرے۔ کیونکہ وہ روحانی ایڈز کا شکار ہو جاتا ہے۔''ختم الله على قلوبهم'' کے زمرہ میں آجاتا ہے۔ جس کے سدھرنے اور اصلاح پذیر ہونے کا کوئی امکان نہیں رہتا۔ بعینہ اسی طرح جناب مثیل دجال اکبر کا معاملہ ہے کہ وہ اپنے دجل وفریب اور جھوٹے دعوؤں کی تائید میں شرم وحیاء کو بالائے طاق رکھتے ہوئے ہر حرکت کر گذرتا ہے۔ حتیٰ کہ قرآن مجید میں بھی تحریف کرتے ہوئے ذرا جھجک محسوس نہیں کرتا۔ ایسا لچر مفہوم پیش کرتا ہے کہ کسی بڑے سے بڑے دشمن اسلام کو بھی ویسی جسارت نہیں ہوتی۔ چنانچہ ہمارا مخاطب اس خسوف وکسوف کے بارہ میں ایک تو مندرجہ بالا روایت پیش کرتا ہے اور دوسرے نمبر پر شیطان کے بھی کان کترتے ہوئے قرآن مجید کی سورۃ ۷۵ القیامہ کی درج ذیل آیات سے استدلال کرتا ہے۔

''فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر''

قادیانی ترجمہ: یعنی جس وقت آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند گرہن ہوگا۔ سورج اور چاند اکٹھے کئے جائیں گے۔ یعنی سورج کو بھی گرہن لگے گا۔

(مرزا قادیانی کی کتاب نور الحق حصہ دوم ص ۷، خزائن ج ۸ ص ۱۹۴)

ان آیات کو قادیانی اور اس کی ذریت ضالہ اپنے خسوف وکسوف کی دلیل بناتے ہیں۔ مگر یہ بتائیں کہ ان آیات میں مرزا قادیانی کا دعویٰ مہدیت کہاں مذکور ہے۔ رمضان اور گرہن کی تاریخوں کا کہاں ذکر ہے؟ یہ تو وہی بات ہوئی کہ جب بھوکے کو پوچھا گیا کہ دو اور دو کتنے ہوتے ہیں؟ وہ فوراً بولا چار روٹیاں۔ اسی طرح مشہور ہے کہ ساون کے اندھے کو ہر چیز سبز ہی نظر آتی ہے۔ ایسے ہی مرزا قادیانی کو بھی جب ایک لفظ مل جائے تو اسے اپنے اوپر فٹ کرنے کی دھن میں مگن ہو جاتے ہیں۔ جب خسوف وکسوف کو مدنظر رکھ لیا جائے تو پھر جہاں بھی یہ لفظ دیکھا اسے

اپنے ہی کھاتے میں ڈالنے کی فکر اس کے قلب وذہن پر سوار ہو جاتی ہے۔ ورنہ ان آیات میں مرزائی خسوف وکسوف کا دور دور تک کوئی امکان نہیں ہے۔ آپ خود قرآن مجید سے سورۃ القیامہ نکال کر اور تلاوت کر کے اصل حقیقت معلوم کر سکتے ہیں۔ ذرا توجہ فرمایئے قادیانی کا ایک اور نمونہ کہ ان آیات مبارکہ کو مرزا قادیانی کے مقصود ومطلوب کے ساتھ کچھ تعلق ہے یا نہیں۔ یہاں تو روز قیامت کا تذکرہ ہے کہ جب یہ نظام کائنات درہم برہم کر دیا جائے گا۔ یہ تمام ستارے اور سیارے نیز شمس وقمر اپنی اپنی ڈیوٹی چھوڑ کر خدا کی قہری تجلی کا شکار ہو جائیں گے۔ تو اس وقت انسان پریشان اور مضطرب ہو کر بھاگ دوڑ کرنے کی کوشش کرے گا۔ اس پر تمام حقیقت منکشف ہو جائے گی۔ وہ جان جائے گا کہ اس نے اس آنے والے جہاں کے لئے کیا محنت کی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے! خلاق عالم نے اس سورۃ کا نام ہی القیامہ رکھا ہے۔ لہٰذا ظاہر ہے کہ پھر اس میں حالات وکوائف بھی اسی کے بیان ہوں گے۔ نہ کسی زمانہ کے مدعی مہدیت اور الہام وکشف کے۔ ملاحظہ فرمایئے مرزائی مفہوم سورت کے نام ہی سے کتنا بعید اور لاتعلق ہے۔ آپ یہ آیات بمع چند اگلی آیات سماعت فرما کر قادیانی دجل وفریب کی داد دیجئے۔

”فاذا برق البصر وخسف القمر وجمع الشمس والقمر ۰ یقول الانسان یومئذ این المفر ۰ کلالا وزر ۰ الی ربك یومئذ المستقر ۰ ینبئو الانسان یومئذ بما قدم واخر ۰ بل الانسان علی نفسه بصیرة ۰ ولو القی معاذیر “”جب آنکھیں پتھرا جائیں گی اور چاند بے نور ہو جائے گا اور سورج اور چاند اکھٹے کر دیئے جاویں گے۔ اس دن انسان کہہ اٹھے گا کہ کہاں ہے جائے فرار۔ ہرگز نہیں کوئی بھاگنے کی جگہ۔ اس دن تیرے رب کے ہاں ہی ٹھہرنا ہوگا۔ اس دن انسان کو آگاہ کر دیا جائے گا کہ اس نے آگے کیا بھیجا اور پیچھے کیا چھوڑا۔ بلکہ انسان اپنے آپ پر خود ہی دلیل ہوگا۔ اگرچہ اپنے تمام عذر پیش کر دے۔“

ناظرین کرام! خدارا ذرا فیصلہ فرمایئے کہ کیا ان آیات مبارکہ کو مرزائی مفہوم کے ساتھ کچھ تعلق ہے۔ کوئی اشارہ کوئی کنایہ ممکن ہے؟ بالکل نہیں ہرگز نہیں۔ یہ ہے قادیانی دجل وفریب کا انمول شاہکار۔

انجیل اور قادیانی

دار قطنی کی روایت اور مندرجہ بالا قرآنی آیات کے بعد جناب قادیانی انجیل میں بھی

دسیسہ کاری سے نہیں چوکے۔ وہاں سے محض بے جوڑ یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ: ’’اور فوراً ان دنوں کی مصیبت کے بعد سورج تاریک ہوجائے گا اور چاند اپنی روشنی نہ دے گا اور ستارے آسمان سے گریں گے۔‘‘ (انجیل متی باب:۲۴، آیت:۲۹، رسالہ آسمانی گواہ ص۱۲)

ملاحظہ فرمائیے کہ ان آیات میں مسیح موعود کے آنے کی خبر ہے کہ ان کے آنے سے پہلے یہ کچھ ظاہر ہوگا۔ اس کے بعد ابن آدم نازل ہوگا۔ اس میں یہ کہاں ہے کہ مرزا قادیانی مسیح موعود بنے گا۔ پھر اس کی صداقت کے اظہار کے لئے اس کے فرمان دعویٰ میں یہ نشان ظاہر ہوں گے۔ نہ اس میں کسی مہینے کا ذکر ہے اور نہ ہی کسی تاریخ کا۔ خدا کی پناہ اتنی بے جوڑ بات اور دلیل۔ ناظرین! اسی نمونہ کو سامنے رکھ کر یقین کرلیں کہ قادیانیوں کے تمام دلائل کم وبیش اسی طرز کے بے جوڑ ہی ہوتے ہیں۔ لہٰذا ان کے کسی بھی دعویٰ یا دین پر کان نہ دھریئے۔

اللہ آپ کو ہر فتنہ سے محفوظ فرما کر بروز حشر خاتم المرسلین ﷺ کی شفاعت نصیب فرمائے۔

۱…… ایک نچلے قادیانی نے اس بحث کی تائید میں مندرجہ ذیل حوالہ جات بھی درج کئے ہیں۔ (اعمال ۱:۱۹تا۲۱، لوقا۲:۲۵تا۲۸، یسعیاہ ۳:۱۰، دانیال ۱۷:۲۵، مرقس ۱۳:۲۴)

مگر سابقہ حوالہ کی طرح ان میں بھی ان کو ذرہ بھر تائید میسر نہیں ہوسکتی۔ ہر شخص ان حوالہ جات کا تجزیہ کر کے حقیقت شناس ہوسکتا ہے۔

مرزا قادیانی کے ۲۰ سیاہ جھوٹ

جھوٹ کے متعلق مرزا قادیانی کا فیصلہ لکھتے ہیں:

۱…… ’’لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں۔ عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں۔‘‘ (براہین پنجم ج۵ ص۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۱)

۲…… ’’وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں۔ وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔‘‘ (شحنہ حق ص۶، خزائن ج۲ ص۳۸۶)

۳…… ’’جھوٹ ام الخبائث ہے۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۳۱ حاشیہ)

’’جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۵۶، اربعین نمبر۳ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۴۰۷)

۴…… نیز مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو

جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔" (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

مرزا قادیانی کے اس اصول سے ہم سو فیصد متفق ہیں۔ مگر اب ذیل میں ہم مرزا قادیانی کی کتب سے صرف ۴۰ جھوٹ درج کرتے ہیں۔ اگر کوئی ان کو سچ ثابت کر دے تو ہم اسے مبلغ ایک ہزار روپیہ نقد انعام دیں گے۔ ورنہ تمام قادیانی مرزائیت سے توبہ کر کے دائرہ اسلام میں داخل ہو جائیں اور مرزا قادیانی کو مندرجہ بالا خطابات سے نوازیں۔

۱...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: "مسیح موعود کی نسبت تو آثار (روایات) میں یہ لکھا ہے کہ علماء اس کو قبول نہیں کریں گے۔" (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۸۷، خزائن ج۲۱ ص۳۵۷)

حالانکہ یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ایسی بات کسی حدیث معتبر میں نہیں آتی۔ لہٰذا یہ مرزا قادیانی کا جھوٹ ثابت ہوا۔

۲...... کسی نے مرزا قادیانی سے ایک دفعہ سوال کیا کہ کیا پارسی زبان میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے تو مرزا قادیانی نے کہا کہ: "ہاں خدا کا کلام پارسی میں بھی اترا ہے۔ جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے۔ ایں مشت خاک راگر نہ بخشم چہ کنم"

(چشمہ معرفت ص۱۱، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

یہ مرزا قادیانی کی اپنی وحی ہے۔ جب کہ مرزا قادیانی پر خدا نے کوئی بھی وحی نہیں اتاری پھر کلام الٰہی شاعرانہ نہیں ہوتا۔ لہٰذا یہ بھی آنجناب کا جھوٹ ہوا۔

۳...... "اوّل تم میں سے مولوی اسماعیل علی گڑھی نے میرے مقابل پر کہا کہ ہم میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مرے گا۔" (نزول مسیح ص۳۱، خزائن ج۱۸ ص۴۰۹)

حالانکہ انہوں نے کبھی ایسا نہیں کہا۔ جناب مرزا قادیانی نے یہ بالکل غلط اور جھوٹ لکھا ہے جو ان کی عادت ہے۔

۴...... "قرآن شریف کی نصوص قطعیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ایسا مفتری (مدعی الہام ووحی) اسی دنیا میں دست بدست (جلد اور نقد) سزا پالیتا ہے۔" (انجام آتھم ص۴۹، ۵۰، ۶۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) قرآن مجید میں ایسا کہیں نہیں لکھا۔ بلکہ وہاں لکھا ہے۔ "انما نملی لهم لیزدادوا اثما"

۵...... "آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جب کسی شہر میں وبا نازل ہو تو اس شہر کے لوگوں کو چاہئے کہ بلا توقف اس شہر کو چھوڑ دیں۔ ورنہ خدا تعالیٰ سے لڑائی کرنے والے ٹھہریں گے۔" (ریویو آف ریلیجز ج۶ نمبر۹ ص۳۶۵، ستمبر ۱۹۰۷ء)

۶...... ”تین ہزار سے زائد پیش گوئیاں جو امن عامہ کے خلاف نہیں تھیں۔ پوری ہو چکی ہیں؟“ (حقیقت المہدی ص۸) پھر اس کے بعد اپنے رسالہ (ایک غلطی کا ازالہ ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۱۰) میں لکھا کہ: ”پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئیوں کے قریب خدا کی طرف سے پا کر بچشم خود پوری ہوتے دیکھ چکا ہوں۔“

امن عامہ کی شرط کی کیا وجہ ہے؟ نیز فیصلہ کیجئے کہ مرزا قادیانی کی پہلی بات صحیح ہے یا دوسری یعنی ۳ سو والی یا ڈیڑھ سو والی۔

۷...... ”تفسیر ثنائی میں لکھا ہے کہ ابوہریرہؓ فہم قرآن میں ناقص تھا۔ (استغفر اللہ) اس کی روایت پر محدثین کو اعتراض ہے۔ ابوہریرہؓ میں نقل کرنے کا مادہ تھا اور درایت اور فہم سے بہت ہی کم حصہ رکھتا تھا۔“ (براہین احمدیہ ص۲۳۴، خزائن ج۲۱ ص۴۱۰)

یہ بھی سراسر کذب وافتراء ہے۔ اس تفسیر میں کہیں یہ بات درج نہیں۔ لہٰذا لعنة اللہ علی الکاذبین!

۸...... ”افسوس ہے وہ حدیث بھی اسی زمانہ میں پوری ہوئی۔ جس میں لکھا تھا کہ مسیح کے زمانہ کے علماء ان سب لوگوں سے بدتر ہوں گے۔ جو زمین پر رہتے ہیں۔“

(اعجاز احمدی ص۱۳، خزائن ج۱۹ ص۱۲۰)

یہ بھی بالکل جھوٹ ہے۔ ایسی کوئی حدیث موجود نہیں۔ ذرا کھلائیے نقد انعام پائیے۔

۹...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ”بہت سی حدیثوں سے ثابت ہوگیا کہ بنی آدم کی عمر سات ہزار برس ہے اور آخری آدم پہلے آدم کی طرز پر الف ششم کے آخر میں جو روز ششم کے حکم میں ہے۔ پیدا ہونے والا ہے۔“ (ازالہ اوہام ص۶۹، خزائن ج۳ ص۴۷۵)

نیز لکھا کہ اس ابن مریم (مرزا قادیانی) کا نام انجیل اور قرآن میں آدم رکھا گیا ہے۔

بالکل غلط!

۱۰...... ”چونکہ حدیث صحیح میں آچکا ہے کہ مہدی موعود کے پاس ایک چھپی ہوئی کتاب ہوگی۔ جس میں اس کے تین صد تیرہ اصحاب کا نام درج ہوگا۔ یہ بیان کرنا ضروری ہے کہ پیش گوئی آج پوری ہوگئی۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص۴۰، خزائن ج۱۱ ص۳۲۴)

کسی صحیح حدیث میں یہ نہیں۔ ویسے مرزا قادیانی کے پاس بھی ایسی کتاب نہ تھی۔ خود چھپا کر پیش گوئی پوری کرنا محض دجل وفریب اور مغالطہ دہی ہے۔ جو کہ مرزائیت کا تانا بانا ہے۔

۱۱...... ''احادیث صحیحہ میں پہلے سے یہی فرمایا گیا ہے کہ مہدی کو کافر ٹھہرایا جائے گا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۲)

کوئی ایک روایت بھی پیش نہیں کی جاسکتی۔ لہٰذا وظیفہ بنالو۔ الا لعنة الله علی الکاذبین!

۱۲...... ''صحیح بخاری میں صاف لفظوں میں لکھا گیا ہے کہ آنے والا مسیح موعود اس امت میں سے ہوگا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص ۴۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۲)

ف...... یہ بھی مرزا قادیانی کا خالص اور سیاہ جھوٹ ہے۔ بخاری میں بلکہ کہیں بھی صاف لفظوں میں یہ مضمون نہیں آیا ہے۔

۱۳...... ''ایک وقت ایسا آئے گا کہ سب دوزخ سے نکل چکے ہوں گے۔ یہ حدیث صحیح سے ثابت ہے۔'' (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۹۷)

یہ بالکل درست نہیں ہے۔ قرآن میں تو ہے۔ ''وما هم بخارجین من النار (البقرة:۱٦۷)'' یعنی مجرم کبھی بھی دوزخ سے نہ نکل سکیں گے۔

نیز فرمایا: ''لا یخفف عنهم العذاب (البقرة:۱٦۲)'' ''کلما نضجت جلودهم بدلناهم جلودا غیرها (نساء:٥٦)'' یعنی کفار سے ہرگز عذاب ہلکا نہ کیا جائے گا۔ جب بھی ان کے چمڑے دہک جائیں گے۔ ہم ان کے چمڑے دوسرے بدل دیں گے۔ ''کذالك فی ایات اخر'' اب فرمایئے حدیث صحیح قرآنی نصوص کے خلاف کیسے ہوسکتی ہے؟۔ لهذا لعنة الله علی الکاذبین!

۱۴...... ''لیکن مسیح کی راست بازی اپنے زمانہ کے دوسرے راست بازوں سے بڑھ کر ثابت نہیں ہوتی۔ بلکہ یحییٰ نبی کو اس پر ایک فضیلت ہے۔ کیونکہ وہ شراب نہیں پیتا تھا۔'' (معاذ اللہ)! (دافع البلاء ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۲۰)

ف...... ناظرین کرام! یہ مرزا قادیانی کا سفید جھوٹ ہے۔ مسیح کا شراب پینا کہیں بھی نہیں ثابت ہوسکتا۔ نہ بائبل سے نہ تاریخ سے۔

۱۵...... ''اور مجھے بتلایا گیا ہے کہ تیری خبر قرآن وحدیث میں موجود ہے اور تو ہی آیت ''هو الذی ارسل رسوله'' کا مصداق ہے۔'' (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳)

ف...... یہ بالکل بکواس ہے۔ کہیں بھی مرزا قادیانی کا ذکر نہیں ہے۔ ہاں احادیث میں بطور مفتری اور دجال کے عمومی طور پر ضرور ذکر ہے۔

۱۶...... ''یسوع درحقیقت بوجہ بیماری مرگی کے دیوانہ ہوگیا تھا۔''

(ست بچن ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۰ ص ۲۹۵)

ف...... حضرت مسیح پر یہ الزام خالص کفر ہے اور توہین انبیاء کے زمرہ میں آتا ہے۔ جس سے بڑا کفر کوئی نہیں۔ (العیاذ باللہ)

۱۷...... ''وفات مسیح پر صحابہ کا اجماع ہوچکا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۰۴، خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۶)

ف...... یہ قول مرزا بالکل جھوٹ اور کذب واختراع ہے۔ کسی ایک محدث ومفسر نے اس اجماع کو نقل نہیں کیا۔ ہاں حیات مسیح پر حدیث ابی ہریرہؓ کے تحت اجماع کا ثبوت بدرجہ تواتر ثابت ہے۔ کسی کا اعتراض بھی منقول نہیں۔

۱۸...... ''یہود خود یقیناً اعتقاد نہیں رکھتے کہ انہوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۰۵، خزائن ج ۲۱ ص ۳۷۸)

ف...... ملاحظہ فرمائیے! مرزا قادیانی نے کیسا سفید جھوٹ بولا اور کتاب الٰہی قرآن مجید کی تکذیب کی۔ قرآن مجید میں یہود کا قول یوں ہے۔ ''انا قتلنا المسیح (نساء:۱۵۸)'' یعنی ہم نے مسیح کو قتل کردیا ہے۔ مرزا قادیانی اکثر یہ حرکت کرتے رہتے ہیں۔

۱۹...... ''کفار نے درخواست کی کہ آپ مع جسم عنصری آسمان پر چڑھ جائیں تو ان کو جواب ملا۔ ''قل سبحان ربی'' یعنی ان کو کہہ دے کہ میرا خدا پاک ہے کہ وہ اپنے عہد اور وعدہ کے خلاف کرے وہ کہہ چکا ہے کہ کوئی جسم عنصری آسمان پر نہیں جائے گا۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص ۲۲۴، خزائن ج ۲۱ ص ۴۰۰)

ف...... یہ بھی سراسر سفید جھوٹ ہے خدا نے کہیں بھی یہ وعدہ نہیں فرمایا۔ ''قل لعنة اللہ علی الکاذبین والمفترین''

۲۰...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ''وفات مسیح کا بھید صرف مجھ پر کھولا گیا ہے۔''

(اتمام الحجۃ ص ۳، خزائن ج ۸ ص ۲۷۵)

ف...... یہ بھی مرزا قادیانی کا محض دجل وفریب ہے۔ کیونکہ اس سے قبل مرزا قادیانی وفات مسیح پر تیس آیات قرآنی پیش کرچکے ہیں۔

(ازالہ ص ۵۹۸، ۶۲۶، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳ تا ۴۳۷)

نیز بخاری مسلم کی صحیح احادیث اور کئی علمائے امت کے اقوال اس مسئلہ پر پیش کر چکے ہیں۔ بتلائیے اب یہ اس قدر واضح اور مدلل مسئلہ بھید کیسے ہوسکتا ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ آنجناب اس سے قبل حیات مسیح آیات قرآنیہ اور متواتر صحیح احادیث اور اجماع امت سے واضح کر چکے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰، شہادت القرآن ص ۲، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸)

اب بتلائیے مرزا قادیانی کا پہلا مؤقف درست ہے۔ (حیات مسیح) یا تیس آیات اور احادیث کثیرہ اور اجماع امت سے ثابت شدہ مسئلہ (وفات مسیح) درست ہے یا تیسرا مؤقف، اخفائے مسئلہ کا مؤقف درست ہے؟

ناظرین کرام! آپ مندرجہ بالا بیس حوالہ جات سے نہایت وضاحت سے معلوم کر چکے ہیں کہ مرزا قادیانی سراسر کذب اور دجل وفریب کا پلندہ ہے۔ صدق وراستی کا کوئی ذرہ بھی اس میں نہیں۔ لہٰذا اس فتنہ سے ہمیشہ پناہ مانگتے رہیے۔ ’’اللھم اعوذبك من فتنة الدجال ‘‘ نیز وہ لوگ جو محض سادہ نیک نیتی یا کسی دباؤ یا لالچ کے تحت اس فتنہ میں مبتلا ہو چکے ہیں۔ وہ بھی اپنی عاقبت کا خیال کرتے ہوئے نہایت غور سے سوچیں کہ ایسا مکار وکذاب کیسے ایک راست باز انسان ہوسکتا ہے۔ مہدی مجدد یا مسیح موعود یا نبی ہونا تو لاکھوں میل دور کی بات ہے۔ اللہ رب کریم ہر ایک فرد انسانی کو ہر قسم کے فتنہ اور آزمائش سے محفوظ رکھے آمین۔

مرزا قادیانی کے مزید ۲۵ جھوٹ

مندرجہ بالا ضابطہ کے تحت لگے ہاتھوں ۲۵ جھوٹ اور بھی سماعت فرمائیے۔ تاکہ آنجناب کے متعلق آپ کے ذہن میں مزید سے مزید ان کا کذب وفراڈ واضح ہو جائے اور پھر ان کی طرف سے کوئی بھی ڈھکوسلہ سن کر کوئی وسوسہ پیدا ہونے کا امکان باقی نہ رہے۔

۱...... مرزا قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ: ’’عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے کہ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے۔ اس مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو دیکھنے کی بہت سے نبیوں نے خواہش کی تھی۔‘‘ لاحول ولا قوۃ! (اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

ف...... ملاحظہ فرمائیے کیا اتنا بڑا جھوٹ آپ نے کبھی سنا ہے۔ اس چیز کا تو کہیں اشارہ تک بھی نہیں ہے۔

۲...... ’’دانیال نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل (خدا کی مانند) لکھا ہے۔‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۶، خزائن ج ۱۷ ص ۶۱)

ف…… ناظرین کرام! دانیال کی کتاب میں اس مضمون کا کہیں نام ونشان بھی نہیں ہے۔ یہ محض ٹیپچی کا شاخسانہ ہے۔

۳…… ’’ابن عربی نے ’’فصوص الحکم‘‘ (ان کی معروف کتاب کا نام ہے۔ ناقل) میں لکھا ہے کہ وہ (خاتم الخلفاء) چینی الاصل ہوگا۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۲۰۱، خزائن ج۲۲ ص۲۰۹)

ف…… اگر ایسا ہو بھی تو اس سے مرزا قادیانی کو کیا فائدہ؟ کیونکہ مرزا قادیانی تو چینی الاصل ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ وہ پنجابی ہیں۔

۴…… ’’قرآن شریف بلکہ کتب سابقہ میں بھی ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت میں آئے گا اور مسیح کے نام سے پکارا جائے گا۔ وہ لازماً چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہوگا۔‘‘ (لیکچر لاہور ص۳۹، خزائن ج۲۰ ص۱۸۵)

ف…… ’’لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم‘‘ مرزا قادیانی نے یہ جھوٹ لکھتے وقت ابلیس کے کان کترے ہیں۔ قرآن مجید میں ایسی کسی بات کا امکان ہی نہیں اور نہ ہی کتب سابقہ میں کہیں اس کا نشان ہے۔

۵…… ’’اجماع صحابہؓ وفات مسیح پر ہو چکا ہے۔‘‘

(لیکچر سیالکوٹ ص۵۷، خزائن ج۲۰ ص۲۴۶)

ف…… یہ بالکل جھوٹ ہے۔ ان کا اجماع تو حدیث ابی ہریرہؓ کی روشنی میں حیات ونزول مسیح پر ہوا تھا۔ جس کو تمام مفسرین اور محدثین نے نقل کیا ہے۔ حتیٰ کہ خود مرزا قادیانی نے اسی کو نقل کیا۔ (ازالہ ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰، شہادت القرآن ص۲، خزائن ج۶ ص۲۹۸)

اس کے برعکس کسی ایک نے بھی وفات مسیح پر اجماع نقل نہیں کیا۔ کیا کوئی قادیانی جیالا کسی ایک محدث ومفسر کی نقل دکھا سکتا ہے؟

۶…… ’’آنحضرت ﷺ نے مسیح موعود کے بارہ میں فرمایا کہ وہ نبی اللہ اور اماماً منکم ہوگا۔‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۱۱۸)

ف…… یہ بھی بالکل غلط ہے۔ آنحضور ﷺ نے کہیں نہیں فرمایا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ بلکہ فرمایا ’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم‘‘ یعنی مریم کے بیٹے عیسیٰ نازل ہوں گے۔

۷…… مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’یقول ابن عباسؓ قال سمعت

رسول ﷺ یقول ینزل اخی عیسیٰ ابن مریم علی جبل افیق''
(حمامۃ البشریٰ ص ۸۸، خزائن ج ۷ ص ۳۱۲)

ف...... اس روایت میں ''من السماء'' کا لفظ بھی تھا۔ مگر وہ مرزا قادیانی نے حذف کردیا ہے۔ یہی گڑبڑ ان کا وطیرہ ہے۔

۸...... ''حضرت نبی اکرم ﷺ نے گواہی دی کہ میں نے معراج کی رات حضرت عیسیٰ کو مردوں میں دیکھا۔'' (ملفوظات ج ۱۰ ص ۵۸)

ف...... یہ بھی جناب قادیانی کا سفید جھوٹ اور دجل ہے اور آپ ﷺ کے ذمہ جھوٹ لگایا گیا ہے۔ اس کے متعلق حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ ''من کذب علیّ متعمداً فلیتبوأ مقعدہ فی النار'' یعنی جو میرے ذمہ جھوٹ لگائے وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے۔

۹...... ''آدم سے پہلے بھی زمین پر نسل انسانی موجود تھی۔''
(ملفوظات ج ۱۰ ص ۴۳۲)

ف...... یہ بھی بالکل جھوٹ ہے۔ ورنہ بتلایئے کہ ان کا فرد اوّل کون تھا؟ نیز یہ بات کس آیت یا حدیث میں منقول ہے؟

۱۰...... ''آثار صحیحہ میں آیا ہے کہ اس کو دکھ دیا جائے گا اور اس پر لعنتیں بھیجی جائیں گی۔'' (ضمیمہ کتاب البریہ ص ۶، خزائن ج ۱۳ ص ۳۲۹)

ف...... یہ بالکل صریح اور ڈبل جھوٹ ہے۔ ہم اس پر صرف یہی کہہ سکتے ہیں کہ ''لعنت اللہ علی الکاذبین والمفترین''

۱۱...... ''مرہم عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہزارہا طب کی کتابوں میں موجود ہے۔''
(ست بچن ص ج، خزائن ج ۱۰ ص ۳۰۲)

ف...... آپ صرف پانچ سو کتب طب میں اس کا ذکر دکھادیں تو منہ مانگا انعام۔ ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین ورد کریں۔

۱۲...... ''سورۃ تحریم میں مریمی صفات کا نام ابن مریم رکھ دیا گیا ہے۔''
(تریاق القلوب ص ۱۵۹، خزائن ج ۱۵ ص ۴۸۴)

ف...... ہم اس بارہ میں سوائے لعنۃ اللہ علی الکاذبین کے کچھ اور نہیں کہتے۔

۱۳...... ''حضور ﷺ کی چھ ماہ کی عمر تک آپ ﷺ کے ماں باپ دونوں فوت ہوگئے تھے۔'' (ایام الصلح ص ۱۵۰، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۶)

ف...... یہ بھی بالکل خلاف واقع ہے۔ آپ کی والدہ کا انتقال آپ کی چھ سال کی عمر میں ہوا ہے۔ مرزا کو ماہ اور سال میں فرق نظر نہیں آیا۔

۱۴...... ''وما ارسلنا من رسول ولا نبی ولا محدث کی قرأت بخاری میں غور سے پڑھو۔'' (ایام الصلح ص۷۵، خزائن ج۱۴ ص۳۰۹)

ف...... جناب قادیانی، بخاری میں ہو تو پڑھیں۔ جب وہاں ہے ہی نہیں تو پھر ہم کیا پڑھیں۔ یہی نا ''لعنة الله علی الکاذبین''

۱۵...... مرزا کو اس کے خدا یلاش وصاعقہ نے کہا ''انت منی بمنزلة اولادی'' (دافع البلاء ص۶، خزائن ج۱۸ ص۲۲۷)

اور کہا ''اسمع ولدی'' اے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج۱ ص۴۹)

ف...... از روئے قرآن خدا نے کوئی اولاد نہیں بنائی۔ بلکہ اس کو نہایت کافرانہ نظریہ فرمایا گیا ہے۔ فرمایا: ''لم یتخذ ولداً'' اور فرمایا: ''تکاد السموات یتفطرن منه وتنشق الارض وتخر الجبال هدا ان دعوا للرحمن ولداً'' مرزائی کے جھوٹا ہونے میں ایک بات ہی کافی ہے کہ وہ اپنے آپ کو خدا کا بیٹا مانتا ہے۔

۱۶...... ''مسیح نے تورات ایک یہودی عالم سے سبقاً سبقاً پڑھی۔'' (نزول المسیح ص۶۰، خزائن ج۱۸ ص۴۳۸) بالکل غلط۔

۱۷...... ''سورۃ الناس میں صریح اشارہ ہے کہ بادشاہ وقت کی اطاعت کرو۔''

(روائیداد جلسۂ عام ص۲۷، خزائن ج۱۵ ص۶۱۹)

ف...... یہ افتراء علی اللہ کی نہایت گھناؤنی مثال ہے۔ نہ وہاں صراحت ہے اور نہ ہی کوئی اشارہ۔ ہاں مرزا جیسے خناسوں کا ذکر واضح طور پر موجود ہے۔

۱۸...... ''تمام الہامی کتب بروز کی قائم ہیں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵۸، خزائن ج۱۵ ص۴۸۱) بالکل غلط، ورنہ ثبوت دیجئے۔

۱۹...... ''قرآن سے ثابت ہے کہ مسیح موعود عیسیٰ بن مریم نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۲۰، خزائن ج۱۷ ص۱۱۸)

ف...... کوئی حوالہ پیش کیجئے۔ نیز بتلائیے کہ تم پھر کیوں مریم بنتے رہے اور حیض وحمل کے مرحلے طے کر کے عیسیٰ بنتے رہے۔

۲۰...... ''قرآن مجید میں الناس بمعنی دجال بھی آیا ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۱۲۰) ثبوت دیجئے۔

۲۱...... ''یہودیوں نے حفاظت تورات کے سلسلۂ میں اس کے نقطے بھی گن رکھے تھے۔'' (شہادت القرآن ص۴۲، خزائن ج۶ ص۳۳۸)

ف...... بالکل غلط کہیں سے بھی یہ ثابت نہیں ہوسکتا۔ ہے کوئی مرد میدان جو اس کا ثبوت فراہم کرے۔

۲۲...... ''جو لوگ میرے دعویٰ کے وقت ابھی پیٹ میں تھے۔ اب ان کی اولاد بھی جوان ہوگئی ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۴۵، خزائن ج۲۱ ص۳۱۴)

ف...... یہ لغو مبالغہ کی بدترین مثال ہے۔ کیونکہ ہر صورت میں تو پیٹ والے افراد کم از کم چالیس سال کی عمر کے ہونے چاہئیں۔ حالانکہ مرزا قادیانی کا دعویٰ ۱۸۸۰ء سے بھی تسلیم کیا جائے تو ۱۹۰۸ء تک صرف اٹھائیس سال بنتے تھے۔ گیا ابھی پیٹ والے جواب ہوئے نہ کہ ان کی اولاد۔ سچ ہے ''اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی'' آنجناب ہر موقعہ بے موقعہ جھوٹ کے کامل رسیا ہو چکے ہیں۔ جھوٹ کے بغیر رہ ہی نہیں سکتے۔

۲۳...... ''سورۂ تحریم میں صریح طور پر بیان ہے کہ اس امت کے بعض افراد کا نام مریم رکھا گیا ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ص۱۸۹، خزائن ج۲۱ ص۳۶۱)

ف...... یہ محض افتراء علی اللہ ہے۔ فلعنة اللہ علی الکاذبین!

۲۴...... ''میں (مرزا قادیانی) انگریزی سے واقف نہیں۔''

(براہین احمدیہ پنجم ص۸۰، خزائن ج۲۱ ص۱۰۵)

ف...... یہ بھی بالکل بکواس ہے۔ ورنہ بتلایئے کہ مختاری کا امتحان کس زبان میں ہوتا تھا۔ نیز تیری انگریزی وحی کا کیا حساب کتاب ہوگا؟ جب کہ ضابطہ یہ ہے کہ ہر نبی اس کی قومی زبان میں وحی ہوتی ہے۔

۲۵...... ''آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ غلبہ صلیب کے وقت ایک شخص پیدا ہوگا۔ جو صلیب کو توڑے گا۔ اس کا نام مسیح ابن مریم رکھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۱، خزائن ج۱۱ ص۲۸۵)

ف...... یہ بھی سراسر جھوٹ ہے۔ آپ ﷺ نے یہ کہیں نہیں فرمایا۔ اسی لئے زا قادیانی صلیب توڑنے کی بجائے اس کی پرستش ہی کرتے رہے۔

ناظرین کرام! لیجئے آپ نے یہ مرزا قادیانی کے صرف ۲۰+۲۵=۴۵ جھوٹ ملاحظہ فرمائے ہیں۔ جب کہ اس کی تقریباً ہر بات جھوٹی ہے۔ سینکڑوں ہزاروں جھوٹ نقل کئے جا سکتے ہیں۔ اب اس کے بعد آپ پھر مرزا قادیانی کے مندرجہ بالا اقوال پڑھئے کہ ولد الزنا اور کنجر بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔ جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔ نیز لکھا ہے کہ: ''جو ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو اس کی کسی بات کا اعتبار نہیں رہتا۔''

(چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

اب فرمائیے کہ مرزا کے تو یہاں ۴۵ جھوٹ ثابت ہو گئے۔ لہٰذا یہ ہم کیسے اس کی کسی بات کا یقین کر لیں۔ اسی ضابطہ سے تو اس کا ہر دعویٰ اور ہر ایک پیش گوئی محض ڈرامہ ہی ثابت ہو گئی۔ پیٹ کا چکر ہی ہوگا۔ لہٰذا ہر مسلمان کی خدمت میں گذارش ہے کہ ان کی کسی بات یا مؤقف ونظریہ پر مطلق توجہ نہ دیں۔ یہ محض دھوکا اور خالص فراڈ ہے۔ نیز ان کے پیروکاروں کی خدمت میں مودبانہ گذارش ہے کہ آپ بھی مندرجہ بالا حوالہ جات کو ملاحظہ فرمائیں۔ اگر وہ واقعی غلط ہیں تو پھر اس شیطانی جال سے نکلئے۔ تم نے ان سے کوئی ادھار لے کر کھا لیا ہے جو ہر صورت میں ان کا پلہ نہیں چھوڑتے۔ ہر شخص کو اپنی اپنی جواب دہی کرنا ہوگی۔ اللہ ہر فرد انسانی کو توفیق دے کہ وہ اپنی سعادت اخروی ہی کو ملحوظ رکھ کر زندگی گذارے۔ آمین ثم آمین!

مرزا قادیانی کی عربی

آنجہانی مرزا قادیانی کی مبالغہ آرائی اور دجل وفریب یوں تو ہر پہلو میں نمایاں ہے۔ مگر بسا اوقات وہ صاحب ریکارڈ توڑ اقدام بھی کر گذرتے ہیں۔ چنانچہ ایک مقام پر انہوں نے یہ بڑ ہانک دی کہ: ''قرآن کے بعد میری بلاغت کا نمبر ہے۔'' (نجم الہدیٰ ص۱۲۸، خزائن ج۱۶ ص۴۶۴)

حالانکہ یہ مقام ومرتبہ تو اس ذات مقدسہ کا ہے جس نے اعلان فرمایا کہ: ''انا افصح العرب'' اور فرمایا: ''اعطیت جوامع الکلم'' (مشکوٰۃ ص۵۱۲، باب فضائل سید المرسلین)

یعنی میں تمام عرب سے زیادہ فصاحت کا مالک ہوں اور فرمایا کہ مجھے جامع کلام عطاء فرمایا گیا ہے۔ مگر جناب مرزا قادیانی حسب عادت ہر معاملہ اور ہر موقعہ پر نہایت بے باکی اور گستاخی کا اظہار کرتے رہتے ہیں۔ ذیل میں مرزا قادیانی کی عربی کے چند نمونے پیش خدمت ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:

۱…… ''سمعت ان بعض الجهال يقولون''

(خطبہ الہامیہ ص۲۴۱، خزائن ج۱۶ ص۲۴۱)

حالانکہ ازروئے قرآن''ومن الناس من یقولو''یقولون کی جگہ یقول چاہئے تھا۔

۲...... ''وبو سھن وعنا قھن'' (خطبہ الہامیہ ص۴۹، خزائن ج۱۶ص۴۹)

بتلایئے بوسہ عربی زبان کا لفظ ہے؟

۳...... مرزا قادیانی کی اعجازی کتاب کی جھلکیاں۔لکھا ہے:''ویترك الناس طرق الله ذا الجلال'' (اعجاز المسیح ص۱۲۷، خزائن ج۱۸ص۱۳۱)

لفظ اللہ مجرور ہونے کی بناء پر ذی الجلال چاہئے تھا۔مگر افصح الخلق مرزا کا کرشمہ دیکھئے۔

۴...... ''ولم یزل هذه الجنود تلك الجنود یتحاربان''

(اعجاز المسیح ص۱۲۹، خزائن ج۱۸ص۱۳۲)

''یتحاربان''غلط ہے۔''تتحاربان''چاہئے تھا۔کیونکہ جنود بوجہ جمع ہونے کے ضمیر واحد مونث کا متقاضی ہے۔

۵...... ''الا علی النفس التی سعی سعیها''

(اعجاز المسیح ص۱۳۶، خزائن ج۱۸ص۱۴۰)

لفظ نفس مونث ہے۔لہٰذا سعی کے بنائے سعت چاہئے تھا۔مگر افصح الناس کو اس سے کیا غرض؟

۶...... ''وان لا توذی اخیك'' (اعجاز المسیح ص۱۶۵، خزائن ج۱۸ص۱۶۹)

اخیک مجرور نہیں بلکہ مفعول ہونے کی بناء پر اخاک چاہئے تھا۔شاید مرزا قادیانی کے ہرکارے ٹیچی اور مٹھن لال وغیرہ معمولی صرف ونحو سے بھی واقف نہیں۔

۷...... ''ولکل منها دلالة علی کیفیة ایلاف''

(اعجاز ص۷۶، خزائن ج۱۸ص۷۸)

الف کی جمع الاف،الوف ہے نہ کہ ایلاف۔

۸...... ''اتظن ان یکون الغیر'' (اعجاز المسیح ص۱۷۰، خزائن ج۱۸ص۱۷۲)

الغیر عربی زبان میں معرف باللام نہیں آتا۔

۹...... ''الزم الله کافة اهل الملة'' (اعجاز المسیح ص۸۳، خزائن ج۱۸ص۸۵)

حالانکہ کافہ مضاف نہیں آتا۔

۱۰...... ''ومثلها کمثل ناقة تحمل کلما تحتاج الیه وتوصل الی دار الحب من رکب علیه'' (اعجاز المسیح ص۷۷، خزائن ج۱۸ص۷۹)

رکب علیہ میں ضمیر ناقہ کے لئے جو کہ مذکر نہیں بلکہ مونث ہے۔لہٰذا رکب علیہا چاہئے تھا۔

۱۱...... ''لا شیوخ ولا شاب'' (اعجاز المسیح ص۵۵،خزائن ج۱۸ص۵۷)

اس میں جمع اور مفرد کا عطف خلاف ادب ہے۔

۱۲...... ''هذا الرجیم هو الذی ورد فیه الوعیدا عنی الدجال''
(اعجاز المسیح ص۸۱،خزائن ج۱۸ص۸۳)

حالانکہ رجیم ابلیس کی صفت ہے۔

۱۳...... ''فارتد علی اثارهما ووهب له الجنة''

(البشریٰ ج۱ص۵۵،تذکرہ ص۴۹)

ملاحظہ فرمایئے الجنہ مونث ہے۔جس کے لئے فعل بھی مونث چاہئے تھا۔وھبت نہ کہ وھب۔

۱۴...... ''اجاھد جیشی ''ترجمہ از مرزا قادیانی کہ:''میں اپنا لشکر تیار کررہا ہوں۔'' (البشریٰ ج۱ص۵۵)

ترجمہ کی لطافت قابل توجہ ہے۔

۱۵...... ''بایعنی ربی'' (البشریٰ ج۲ص۷۱،تذکرہ ص۴۲۰)

ترجمہ از مرزا قادیانی ''اے رب میری بیعت قبول کر۔'' ناظرین کرام! فیصلہ خود کرلیں کہ یہ ترجمہ کس اصول بلاغت کی بناء پر درست ہوسکتا ہے۔؟

۱۶...... ''یا مسیح الخلق عدونا لن تری من بعد موادنا وفسادنا ''ترجمہ از مرزا قادیانی ''اے خدا کے مسیح جو مخلوق کی طرف بھیجا گیا۔ہماری جلد خبر لے اور ہمیں اپنی کتاب الصدق سچی کتاب دے۔'' (البشریٰ ج۲ص۷۱،تذکرہ ص۴۲۳)

ترجمہ کے کمالات عیاں ہیں۔یہ ہے مرزا قادیانی کی بلاغت کے شاہکار۔

۱۷...... رشن الخبر۔ترجمہ از مرزا قادیانی ''ناخواندہ مہمان کی خبر''

(البشریٰ ج۲ص۶۹،تذکرہ ص۴۱۳)

۱۸...... ''صلوٰة العرش الی الفرش ''ترجمہ از مرزا قادیانی ''یعنی رحمت

الٰہی جو تم پر ہے وہ عرش سے فرش تک ہے۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۹۸، تذکرہ ص ۵۵۲)

ترجمہ کی نزاکت و لطافت ملاحظہ فرمائیے۔

۱۹...... مرزا قادیانی نے اعجاز المسیح نامی بزبان عربی ایک کتاب لکھی تو بطور تحدی اور چیلنج اعلان کیا کہ اس کا کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔ مگر خدائے عظیم نے اسے پہلے قدم ہی پر رسوا کر دیا۔ کیونکہ اس کے ٹائٹل پیج پر لکھا ہے کہ: ''وقد طبع فی مطبع ضیاء الاسلام فی سبعین یوماً من شهر الصیام'' (اعجاز المسیح ٹائٹل، خزائن ج ۱۸ ص ۱)

یعنی یہ کتاب مطبع ضیاء الاسلام میں رمضان کے ستر دنوں میں طبع ہوئی ہے۔ جب کہ کسی بھی صورت میں رمضان کے ستر دن نہیں ہو سکتے۔ بلکہ ۲۹ یا تیس ہوتے ہیں۔ یہ افصح الخلق کی بلاغت و فصاحت۔

بندہ فقیر ان نمبروں کو بعدد زبانیہ جہنم (جہنم کے منتظم فرشتے) انیس کے عدد پر ہی ختم کرتا ہے۔ (ورنہ تلاش سے ایسے نمونے مل سکتے ہیں۔) کیونکہ کذب دجل کے منصب والا آخرت میں انہی انیس (علیہا تسعۃ عشر) کے ہی حوالہ کیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ) خاتم الانبیاء ﷺ کا مکذب اور گستاخ ہمیشہ ہمیشہ انہی کے زیر نگرانی رہے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب اہل ایمان کو حق پرست بنائے اور آخرت میں اسے برے مقام سے بحرمت سید الانبیاء ﷺ محفوظ فرمائے۔ جنت الفردوس کا وارث بنائے۔ آمین ثم آمین بحرمتہ سید الاوّل و خاتم النبیین ﷺ واصحابہ واز واجہ اجمعین صلوٰۃ دائمہ الیٰ قیام الساعہ۔

قادیانی کلمہ

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ کلمہ طیبہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول'' میں محمد رسول اللہ سے مراد مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے۔ ''مسیح موعود مرزا غلام احمد قادیانی خود محمد رسول اللہ ہیں۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے۔ اس لئے ہم مرزائیوں کو کسی نئے کلمے کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' نعوذ باللہ! (کلمۃ الفصل ص ۱۵۸)

مرزا قادیانی کی شان

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی ٹھیک وہی شان وہی نام وہی رتبہ ہے۔ جو

آنحضرت ﷺ کا تھا۔ نعوذ باللہ! (اخبار الفضل ج ۳ نمبر ۳۷ ص ۷، مورخہ ۱۶ ر ستمبر ۱۹۱۵ء)

تمام انسانوں کے لئے نبی اور رسول

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ چودھویں صدی کے تمام انسانوں کے لئے نبی اور رسول مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ نعوذ باللہ! (تذکرہ ص ۳۵۲)

مرزا رحمۃ للعالمین ہے

قادیانیوں کا عقیدہ ہے کہ رحمۃ للعالمین مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ نعوذ باللہ! (تذکرہ ص ۸۳)

مرزا سید الاوّلین وآخرین ہے

مرزائی اخبار (الفضل نمبر ۱۴ ج ۳ ص ۳، مورخہ ۲۶ ر ستمبر ۱۹۱۵ء) کی اشاعت میں لکھتا ہے کہ وہ مرزا وہی ختم المرسلین تھا۔ وہی فخر الاوّلین وآخرین ہے۔ جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا۔ نعوذ باللہ!

مرزا قادیانی باعث تخلیق کائنات ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان وزمین اور تمام کائنات کو صرف اور صرف مرزا قادیانی کی خاطر پیدا کیا گیا۔ نعوذ باللہ! (حقیقت الوحی ص ۹۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۲)

مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے زیادہ تھی

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا زمانہ روحانی ترقیات کی طرف پہلا قدم تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے میں روحانیت کی پوری تجلی ہوئی۔ نعوذ باللہ! (خطبہ الہامیہ ص ۱۷۷، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

مرزا قادیانی کا تخت سب سے اونچا تھا

قادیانی عقیدہ ہے کہ آسمان سے بہت سے تخت اترے۔ لیکن مرزا قادیانی کا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔ نعوذ باللہ! (حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)

مرزا قادیانی کو بڑی فتح نصیب ہوئی

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کو چھوٹی فتح نصیب ہوئی تھی اور بڑی یعنی فتح مبین مرزا قادیانی کو ہوئی۔ نعوذ باللہ! (خطبہ الہامیہ ص ۲۸۸، خزائن ج ۱۶ ص ۲۸۸)

مرزا قادیانی کا اسلام افضل ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانے کا اسلام پہلی رات کے چاند کی طرح ناقص اور بے نور تھا اور مرزا قادیانی کے زمانے کا اسلام چودھویں رات کے چاند کی طرح تاباں

اور درخشاں ہے۔ نعوذ باللہ! (خطبہ الہامیہ ص ۲۷۲، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۲)

مرزا قادیانی کے معجزے آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہیں

قادیانی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے معجزات تین ہزار تھے۔ نعوذ باللہ!

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

اور مرزا قادیانی کے معجزے تین لاکھ سے زیادہ ہیں۔ نعوذ باللہ!

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

مرزا قادیانی ذہنی طور پر آنحضرت ﷺ سے افضل ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کا ذہنی ارتقاء آنحضرت ﷺ سے زیادہ ہے۔ نعوذ باللہ! (ریویو مئی ۱۹۲۹ء بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۴۱)

مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے اعلیٰ ہے

قادیانی عقیدہ ہے کہ مرزا قادیانی کی روحانیت آنحضرت ﷺ سے اقویٰ اکمل اور اشد ہے۔ نعوذ باللہ! (خطبہ الہامیہ ص ۲۷۲، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

آنحضرت ﷺ مرزا قادیانی کی شکل میں دوبارہ تشریف لائے ہیں

قادیانی عقیدہ ہے کہ:

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد یکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

نعوذ باللہ!

(اخبار بدر قادیان ج نمبر ۲، شمارہ ۴۳ ص ۱۴، مورخہ ۲۵ اکتوبر ۱۹۰۶ء)

نبیوں سے مرزا قادیانی کی بیعت کا عہد

قادیانی عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت محمد رسول اللہ ﷺ تک ہر ایک نبی سے مرزا قادیانی پر ایمان لانے اور اس کی بیعت و نصرت کرنے کا عہد لیا تھا۔ نعوذ باللہ! (اخبار الفضل ج ۱۱ نمبر ۶۷ ص ۱، مورخہ ۲۶ فروری ۱۹۲۴ء)

آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں

قادیانی عقیدہ ہے کہ اس زمانے میں آنحضرت ﷺ کی پیروی باعث نجات نہیں۔ بلکہ صرف مرزا قادیانی کی پیروی سے نجات ہوگی۔ نعوذ باللہ! (اربعین نمبر ۱ ص ۴، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۶)

خاتم النبیین لا نبی بعدی
معرکہ
حق و باطل
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

معرکہ حق و باطل

امت مسلمہ میں قادیانیت کا ناسور پھوٹے ایک صدی گذر چکی ہے۔ اس عرصہ میں معالجین امت نے اس کی مکمل تشخیص کر کے اس ناسور کو جسد ملت سے جڑوں سمیت کاٹ کر الگ پھینک دیا ہے۔ مگر اس کی سرانڈ ابھی تک ملک وملت کو پریشان کر رہی ہے۔ لہٰذا تمام امت کو متحد ہو کر اس سرانڈ سے نجات پانا ازبس ضروری ہے۔ نیز اس طرف بھی توجہ دینا ضروری ہے کہ کہیں اس ناسور کی کوئی جڑ پھر نہ پھوٹ پڑے۔ لہٰذا اس مسئلہ میں غفلت اور لاپرواہی نقصان کا باعث بن سکتی ہے۔

یہ بات سو فیصد صحیح ہے کہ قادیانیت کو مذہب اور حقانیت کے ساتھ ذرہ بھر تعلق نہیں ہے۔ یہ تو محض مغربی استعمار کا ایک آلہ کار اور ایجنٹ گردہ ہے۔ اس ٹولہ نے کچھ دینی مباحث کو محض آڑ کے طور پر اپنا رکھا ہے۔ جیسے مسئلہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام اور اجرائے نبوت وغیرہ۔ علمائے امت نے ان کے تمام تر شبہات کے مسکت جوابات دے کر میدان مناظرہ ومباحثہ سے تو ان کو بھگا دیا ہے۔ مگر اب یہ لوگ اپنے طور پر بذریعہ لٹریچر مختلف وسوسے اور شوشے چھوڑتے رہتے ہیں۔ جو محض دجل وفریب اور دسیسہ کاری ہوتی ہے۔ حقیقت سے ان کو کچھ بھی تعلق نہیں ہوتا۔ اس سلسلہ میں بندہ حقیر بھی کچھ تجربہ رکھتا ہے۔ جس کی بناء پر عرض یہ ہے کہ درباره مسائل قادیانیوں سے نپٹنے کے لئے مختصر طریقہ یہ ہے کہ ان کے پیش کردہ نظریات کا رد اور توڑ خود مرزا قادیانی ہی کی تحریرات سے کیا جاوے تاکہ ان کے لئے کوئی گنجائش نہ رہے۔ اگرچہ یہ طریقہ اپنانے میں قادیانی کتب کا وسیع مطالعہ درکار ہے۔ مگر یہ کوئی مشکل بات نہیں ہے۔ تھوڑی سی محنت کر کے ہمیشہ کے لئے سہولت فراہم ہو جائے گی۔ چنانچہ بندہ حقیر نے اسی طریقے کو اپناتے ہوئے ذیل میں قادیانی کے پیش کردہ معیار ہائے صداقت کو تسلیم کر کے ان کی تردید وتکذیب کا تمام مرحلہ خود قادیانی کتب سے باحسن وجوہ طے کیا ہے۔ جس کا مطالعہ ہر فرد کے لئے نہایت مفید ہوگا۔ بایں طور کہ مرزا قادیانی نے اپنی ذاتی کتب وتحاریر میں حق وصداقت کے جو جو معیار اور ضوابط پیش کئے ہیں۔ انہی کو تسلیم کرتے ہوئے خود اسی کی دیگر تحریرات سے مرزا قادیانی کی تردید اور تکذیب اس حد تک کر دی ہے کہ کسی ہوشمند انسان کو قادیانیت کے دجل وفریب اور حماقت وجہالت ہونے میں رتی بھر شک وشبہ باقی نہیں رہ جاتا۔ اب بندہ ذیل میں وہ معیار بمع رد پیش کر کے ہر فرد بشر کو دعوت فکر دیتا ہے کہ وہ اس تحریر کو بغور مطالعہ فرما کر اپنی عاقبت کی فکر کرے۔ اللہ تعالیٰ سب کو جادۂ حق پر گامزن ہونے کی توفیق عنایت فرمائے۔ ’’واللّٰہ یهدی من یشاء الیٰ طریق مستقیم‘‘

احقر: عبداللطیف مسعود، ڈسکہ!

حق وصداقت کے قادیانی معیار اور ان کا نتیجہ

پہلا معیار

مرزا قادیانی اس کے لڑکے اور اس کے پیروکار سب کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی کو نبوت اتباع نبویؐ سے حاصل ہوئی ہے۔ مگر یہ بات بالکل غلط ہے۔ کیونکہ دین اسلام میں تو اس کی مکمل نفی ہے۔ نیز خود مرزا قادیانی بھی یہی بات کہتا ہے۔ چنانچہ اس نے لکھا ہے کہ:

۱...... ''لا شك ان التحديث موهبة مجردة لا تنال بكسب البتة كما هو شان النبوة'' (حمامۃ البشریٰ ص۸۲، خزائن ج۷ ص۳۰۱)

''اس میں ذرا شک وشبہ نہیں کہ مکالمت ومخاطبت الٰہیہ (وحی الٰہی) محض عطائے الٰہی ہے۔ کسی ریاضت یا محنت سے ہرگز حاصل نہیں ہوتی۔ جیسا کہ شان نبوت کا معاملہ ہے۔ (یعنی جیسے مقام نبوت کسی اتباع یا ریاضت ومجاہدہ سے حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح تحدیث ہے۔)''

۲...... دوسری جگہ لکھا ہے کہ: ''والمؤمن الكامل هو الذى رزق من هذه النعمة على سبيل الموهبة'' (الاستفتاء ص۲۲، خزائن ج۲۲ ص۶۴۳)

۳...... ''سو میں نے محض خدا کے فضل سے نہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے۔ جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی۔''

(حقیقت الوحی ص۶۲، خزائن ج۲۲ ص۶۴)

۴...... ''اب میں بموجب آیہ کریمہ ''واما بنعمة ربك فحدث'' اپنی نسبت بیان کرتا ہوں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اس تیسرے درجے (جن کے مدارج میں کسب اور سلوک اور مجاہدہ کو کچھ بھی دخل نہیں ص۶۵) میں داخل کر کے وہ نعمت بخشی ہے کہ جو میری کوشش سے نہیں بلکہ شکم مادر میں ہی مجھے عطاء کی گئی ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۶۷، خزائن ج۲۲ ص۷۰)

۵...... ''اب خلاصہ کلام یہ ہوا کہ وحی اللہ کے نزول کا اصل موجب خدا تعالیٰ کی رحمانیت ہے۔ کسی عامل کا عمل نہیں ہے اور یہ بزرگ صداقت ہے۔ جس سے ہمارے مخاطب برہمو وغیرہ بے خبر ہیں۔'' (براہین احمدیہ ص۳۵۳، خزائن ج۱ ص۴۲۰، حاشیہ۱۱)

نتیجہ

ناظرین کرام! مندرجہ بالا اقتباسات میں جناب مرزا قادیانی نے واضح طور پر تسلیم کیا ہے کہ نبوت محض عطائے الٰہی سے ملتی ہے۔ اس میں کسی محنت یا ریاضت ومجاہدہ کا ذرہ دخل نہیں

ہوتا۔ مزید برآں آنجہانی قادیانی تو اس سے بھی بڑھ کر شکم مادر ہی سے یہ مقام لے کر آئے ہیں۔ لیکن خدا جانے پھر اس پر کیا مصیبت نازل ہوگئی کہ یہ سب کچھ بھول کر لکھ دیا کہ مجھے آنحضور ﷺ کی اتباع سے نبوت ملی ہے۔ اب اس معمہ کا حل کوئی قادیانی مربی یا ان کا گرو مرزا طاہر ہی کر سکے گا۔ ہل من مبارز؟ نیز قادیانی تو بجائے اتباع کے الٹا مخالفت کے راستہ پر چل پڑا تھا۔ جیسے مسئلہ ختم نبوت، مسئلہ حیات ونزول مسیح علیہ السلام اور مسئلہ جہاد وغیرہ میں۔ خدا جانے قادیانی لغت میں اتباع بھی مخالفت ہی کو کہتے ہیں؟ کیونکہ مرزا ہر معاملہ میں حکم جو ہو کر آیا تھا تو آخر اس نے جہاں قرآن کی غلطیاں نکالیں، حدیث رسول ﷺ میں من پسند رد وقبول کر رویہ اپنایا۔ ایسے ہی یہ رویہ عربی لغت ومحاورہ میں بھی ضرور چلانا چاہئے تھا۔ تاکہ اس کی حکمیت مکمل ہو جائے۔ یا للعجب! ملاحظہ فرمائے مرزا نے ساری امت سے کٹ کر نبوت کی نئی تقسیم کر ڈالی کہ اس کی ایک قسم ظلی نبوت بھی ہے۔ جو اتباع واطاعت سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پھر اس مفہوم کلی کو فرد واحد (صرف اپنی ذات) ہی میں محدود ومنحصر فرمادیا۔ علاوہ ازیں آنجناب نے لفظ توفی کے مفہوم میں بھی تبدیلی وترمیم فرمائی کہ پہلے اس کا معنی تھا کامل نعمت دینا، کامل اجر دینا۔ پھر اس کا مفہوم صرف موت میں منحصر کر دیا۔ الغرض قادیانی اصول وضوابط بطور تجدید کے ساری دنیا سے نرالے اور منفرد کر دیا۔ الغرض قادیانی اصول وضوابط بطور تجدید کے ساری دنیا سے نرالے اور منفرد ہیں۔ ایسے ہی اگر اس کے ہاں اتباع کا معنی بھی مخالفت ہو تو کوئی بعید بات نہیں ہے۔ واہ رے مرزا قادیانی، تیری تو وہی بات ہوئی کہ: ''اونٹ رے اونٹ تیری کون سی کل سیدھی''

تو گویا مرزا کا ظلی نبوت کا نظریہ خود اس کی دیگر تحریرات سے ہی ختم ہو جاتا ہے۔ ہمیں قرآن وحدیث سے دلائل دینے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ اسی طرح ہمیں قادیانیوں کے تمام نظریات کو خود مرزا قادیانی کی تحریرات سے ختم کرنا چاہئے۔

دوسرا معیار، حقیقی نبوت سابقہ

مرزا قادیانی اور اس کے پیروکار خود کو سابقہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معیار پر بلکہ ان سے بھی اعلیٰ مرتبہ پر قرار دیتا ہے۔ (نزول المسیح ص۸۴، خزائن ج۱۸ص ۴۶۰،۴۶۲)

مگر جب کوئی اسے اس معیار پر رکھنے لگتا ہے تو فوراً شتر مرغ کی طرح عذر کر دیتا ہے کہ: ''ماسوا اس کے جو شخص ایک نبی متبوع علیہ السلام کا متبع ہے اور اس کے فرمودہ اور کتاب اللہ پر ایمان لاتا ہے۔ اس کی آزمائش انبیاء کی آزمائش کی طرح کرنا ایک قسم کی بے سمجھی ہے۔ کیونکہ انبیاء اس لئے آتے ہیں کہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر

کروائیں۔" (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹، خزائن ج ۵ ص ۳۳۹، خط بجواب نواب محمد علی خاں)

دوسری جگہ لکھا ہے کہ: "بہت سے لوگ میرے دعویٰ میں نبی کا نام سن کر دھوکہ کھاتے ہیں اور خیال کرتے ہیں کہ شاید میں نے اس نبوت کا دعویٰ کیا ہے۔ جو پہلے زمانوں میں براہ راست نبیوں کو ملی ہے۔ لیکن وہ اس خیال میں غلطی پر ہیں۔"

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

ملاحظہ فرمایئے کہ متنبی صاحب جب دعویٰ کرنے کے موڈ میں ہوتے ہیں تو پھر ترنگ میں آ کر اپنے کمالات اور عجائبات بیان کرنے میں آسمان و زمین کے قلابے ملا دیتے ہیں کہ میں سب سے بڑھ کر ہوں۔ حضرت مسیح علیہ السلام سے بھی کہیں بڑھ کر ہوں۔ مگر جب حقیقت کے جہاں میں آزمانے اور پرکھنے والوں کے سامنے ہوتے ہیں تو تمام لن ترانیاں کافور ہو جاتی ہیں۔ تمام ہوائی قلعے مسمار ہو جاتے ہیں کہ میں نے تو سابقہ انبیاء علیہم السلام جیسی نبوت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کبھی زیادہ زچ ہو کر کہہ دیا کہ نبوت سے میری مراد محض مکالمہ و مخاطبہ الٰہیہ تھی۔ دیگر انبیاء والی نبوت کا دعویٰ نہ تھا۔ اگر تمہیں اس لفظ پر اعتراض ہے تو اسے کاٹا ہوا سمجھو۔ لیکن ایسی طرح دے کر مرزا نکل نہیں سکتا۔ کیونکہ جب وہ آیات پیش کرنے پر آتا ہے تو سابقہ نبوت والی آیات پیش کرتا ہے۔ مگر میدان موازنہ میں آتا ہے تو فوراً پیچھے کو کھسک جاتا ہے۔ اگر سابقہ نبوت باقی نہیں تو اجرائے نبوت کا دعویٰ کیسے؟ یہ بقائے نبوت کے مناظرے اور مباحثے کس لئے کرتے پھرتے ہو؟

یاد رکھئے! اللہ نے تو ایک ہی طرز کی نبوت جاری فرمائی ہے۔ حتیٰ کہ اس نے تو سید الانبیاء ﷺ کے متعلق بھی فرمایا کہ: "هذا نذير من النذر الاولىٰ" کہ ہمارے یہ نبی معظم بھی سابقہ نبیوں میں سے ایک نبیؐ ہی ہیں۔ فرق مراتب الگ بحث ہے۔ فرمایا: "تلك الرسل فضلنا بعضهم على بعض" لہٰذا نفس نبوت میں سب برابر مگر مراتب میں تفاوت۔

یہ مرزا قادیانی والی نبوت کس انداز کی ہے؟ جو سابقہ انبیاء علیہم السلام کی نبوت سے کوئی علیحدہ ہی چیز ہے۔ ایسی نبوت کا اعلان خدا نے تو کہیں فرمایا نہیں ہے۔ ہاں یہ کوئی ابلیسی اور اختراعی چیز ہو تو الگ بات ہے۔ مگر پھر ہمیں اس سے کیا سروکار ہو سکتا ہے۔ ہمیں تو اس نبوت سے وابستہ ہونا ہے جو اللہ کریم نے حضرت آدم علیہ السلام سے شروع فرما کر خاتم الانبیاء ﷺ پر ختم فرما دی اور اسی نبوت کے متعلق ہی اختتام یا بقا و اجراء کی بحث ممکن ہو سکتی ہے۔ پھر اگر کوئی سر پھرا سابقہ چلی آنے والی نبوت کے خاتم الانبیاء ﷺ پر ختم ہونے کا قائل نہیں تو وہ قطعاً دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اسی طرح اگر کوئی اس سے الگ کسی اور قسم کی نبوت کے اجراء کا نظریہ رکھتا ہے تو یہ بھی

بوجہ عدم ثبوت کے دائرہ اسلام سے خارج ہوگا۔ کیونکہ اس نے بلا دلیل ایک نئی چیز کے ابتداء اور جریان کا دعویٰ کیا ہے۔ اسلام میں تو بلا ثبوت کوئی عملی مسئلہ ثابت نہیں ہوتا۔ چہ جائیکہ کوئی نظریہ ثابت ہوجائے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ قادیانی ہمیشہ دورخی، متضاد اور پہلودار بات کرتے ہیں جو کہ ان کے متبوع اور گرو کا وطیرہ تھا۔ لہٰذا ہم ان سے پوچھتے ہیں کہ کیا مرزا قادیانی کی نبوت سابقہ نبیوں ہی کے سلسلہ کی نبوت ہے یا کوئی الگ قسم ہے؟ اگر تم سابقہ سلسلہ نبوت میں اس کو کھڑے کرو تو یہ بات خلاف اسلام ہے کہ وہ نبوت خاتم الانبیاء علیہم السلام پر ختم ہوچکی ہے۔ جس کا اقرار مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے وار اگر تم کسی نئی قسم نبوت کے مدعی ہو۔ جیسے (کلمہ الفصل ص۱۱۲) پر مرزا بشیر احمد قادیانی نے لکھا ہے اور بشیر الدین محمود نے حقیقت نبوت میں خوب زور مارا ہے۔ بلکہ خود مرزا قادیانی نے بھی یہی بات کہی ہے تو یہ بھی اسلام کے خلاف اور کفر خالص ہے۔ نیز تم اس صورت میں اجرائے نبوت کا دعویٰ مباحث اور مناظرے نہیں کر سکتے۔ بات ختم ہوئی۔

تیسرا معیار، مدت نبوت

آنجہانی مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں نے تیئس سال سے دعویٰ نبوت کیا ہوا ہے اور ابھی تک یہ سلسلہ آگے چل رہا ہے۔ خدا جانے کہاں تک جائے۔ جب کہ آنحضورﷺ کے بارہ میں آیت ''لو تقول علینا بعض الاقاویل'' وارد ہے۔ جس سے ثابت ہوتا ہے۔ مدعی نبوت کاذب جلدی مارا جاتا ہے۔ وہ تیئس سال تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا میں بھی سچا مدعی نبوت ہوں۔ دیکھئے اس کی کتاب (حقیقت الوحی ص۲۰۶، خزائن ج۲۲ ص۲۱۴، تمہ حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۴۶۱) پر پینتیس سال لکھے ہیں۔ (اربعین نمبر۳ ص۲۲، خزائن ج۱۷ ص۴۰۹) میں مدت تیئس سال مذکور ہے۔

جواب یہ ہے کہ اوّل تو تیری مدت ہی میں شدید تضاد ہے۔ جس سے تیری یادہ گوئی اور کذب وافتراء کھل جاتا ہے۔ دیکھئے (آئینہ کمالات اسلام ص۵۴، خزائن ج۵ ص۵۴) میں ۱۲سال، (نشان آسمانی ص۳۷، خزائن ج۴ ص۳۹۷) میں ۱۱سال، (سراج منیر ص۴، خزائن ج۱۲ ص۴) میں اور (ایام الصلح ص۳۷، خزائن ج۱۴ ص۲۶۸) میں ۲۵سال، (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۴، خزائن ج۱۷ ص۵۸) میں اور (اربعین ج۳ ص۶ نمبر۴ ص۱،۲، خزائن ج۱۷ ص۳۹۱، ص۴۳۰، ۴۳۱) میں بھی تیئس سال۔ بتلایئے مرزا قادیانی کی کس بات پر اعتبار کیا جاوے۔

۲…… یہ ضابطہ صرف سید دو عالمﷺ کے لئے ہے، عام نہیں۔ کیونکہ ''لو تقول احد'' نہیں فرمایا کہ جو کوئی مدعی نبوت ہمارے ذمہ کوئی بات کہے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ ''لو تقول''

کہ اگر آپ خاتم الانبیاءؐ ایسے ہی کوئی بات بلاوحی کہہ دیں تو ہم یوں کریں گے۔ یہ خاص ہے عام نہیں۔ ورنہ معاملہ خراب ہو جائے گا۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام باوجود سچے نبی ہونے کے صرف تین سال امت میں رہے۔ حضرت یحییٰ علیہ السلام کی مدت بھی نہایت مختصر ہے۔ بعد میں شہید ہو گئے۔ نیز اس طرح آپ کے بعد کاذب مدعیان نبوت ۴۰، ۴۰ سال تک زندہ رہے۔ بلکہ انہوں نے حکومت بھی قائم کرلی۔ خود بہاء اللہ ایرانی کا مسئلہ تمہارے سامنے ہے۔ ان تفاصیل سے واضح ہوا کہ یہ آیت صرف آنحضورﷺ کے لئے ہے، عام نہیں۔

بائبل اور اختصاص خاتم الانبیاءﷺ

قادیانی نے خود ہی بائبل کا حوالہ دے کر اس دلیل کا خاص ہونا تسلیم کرلیا ہے۔ دیکھئے صاحب بہادر بحوالہ استثناء لکھتے ہیں کہ: ’’میں ایک نبی مبعوث کروں گا...... لیکن وہ نبی جو ایسی شرارت کرے کہ کوئی کلام میرے نام سے کہے جو کہ میں نے اسے حکم نہیں دیا کہ لوگوں کو سناتا...... وہ نبی مرجائے گا۔‘‘ (استثناء ۱۸: ۱۸تا۲۰، بحوالہ ضمیمہ اربعین نمبر۳، ۴ص۸، مندرج خزائن ج۱۷ص۴۷۴)

دیکھئے اس حوالہ سے صاف اختصاص معلوم ہو رہا ہے۔

۳...... تیرا یہ دعویٰ نبوت تئیس سال یا کم وبیش محض غلط ہے۔ کیونکہ تو تو اتنے برس خدا کی وحی کو سمجھ ہی نہ سکا تھا۔ (اعجاز احمدی ص۷، خزائن ج۱۹ص۱۱۳) دعویٰ تو سمجھ کے بعد ہونا تھا۔

۴...... اس حساب سے تو نے دعویٰ مسیحیت ۱۸۹۱ء میں کیا اور ۱۹۰۸ء میں یعنی کل ۱۷برس زندہ رہ کر واصل جہنم ہوا، تئیس برس تو پورے نہ کئے۔ لہٰذا فیل۔ حالانکہ یہ مدت بھی غلط ہے۔

۵...... دراصل بقول مرزامحمود اور عام قادیانیوں کے مرزاقادیانی نے ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا تو اس حساب سے صرف ۷سال رہ کر واصل جہنم ہوا۔ تو سچا کیسے کہلا سکتا ہے؟

ایک اور طریقہ سے: آنجہانی نے آیت ’’لوتقول‘‘ کے بارہ میں جو شرائط بیان کی ہیں وہ بھی مرزاقادیانی میں نہیں پائی جاتیں۔ چنانچہ مرزاقادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’پس اے مومنو! اگر تم ایک ایسے شخص کو پاؤ جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اور تم پر ثابت ہو جائے کہ وحی اللہ پانے کے دعویٰ پر تئیس برس کا عرصہ گذر گیا اور وہ متواتر اس عرصہ تک وحی اللہ پانے کا دعویٰ کرتا رہا اور وہ دعویٰ اس کی شائع کردہ تحریروں سے ثابت ہوتا رہا تو یقیناً سمجھ لو کہ وہ خدا کی طرف سے ہے اور اس مدت میں آخر تک کبھی خاموش نہیں رہا اور نہ اس دعویٰ سے دستبردار ہوا۔‘‘

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۴، خزائن ج۱۷ص۵۸)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کیا یہ مذکورہ شرائط مرزا قادیانی میں پائی جاتی ہیں کہ:

۱...... یہ صاحب، براہین احمدیہ سے لے کر آخر تک کبھی اپنے دعویٰ نبوت سے خاموش یا دستبردار نہ ہوا ہو؟

۲...... نیز مسلسل اس دعویٰ کو زور شور سے اپنی کتابوں میں شائع کرتا رہا ہو۔

نتیجہ: افسوس صد افسوس۔ جناب آنجہانی ان علامات سے یکسر خالی اور محروم ہے۔ اس میں یہ تسلسل اور دوام دعویٰ ہرگز نہیں پایا گیا۔ لہٰذا یہ اپنے دعویٰ نبوت میں بالکل فیل اور صفر ہے۔ کیونکہ اس مدت میں مرزا قادیانی سے بجائے تسلسل دعویٰ کے قدم قدم پر اس دعویٰ سے دستبرداری اور انحراف واقع ہوتا رہا۔ بلکہ مدعی نبوت کو کافر، لعنتی اور خارج از اسلام بھی کہتا رہا۔

دیکھئے لکھتا ہے کہ: ''فلا تظن یا اخی انی قلت کلمة فیه رائحة ادعاء النبوة''

(حمامتہ البشریٰ ص۸۳، خزائن ج۷ ص۳۰۲)

نیز لکھا کہ: ''ماکان لی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین'' (حمامتہ البشریٰ ص۷۹، خزائن ج۷ ص۲۹۷)

نیز یہ بھی لکھا کہ: ''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے...... کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے...... اور ان نشانوں کا نام معجزہ رکھنا ہی نہیں چاہئے...... بلکہ کرامات ہے۔'' (جنگ مقدس ص۶۷، خزائن ج۶ ص۱۵۶)

مرزا قادیانی نے تو دعویٰ نبوت کی طرح دعویٰ مسیحیت سے بھی برملا انکار کیا ہے۔ دیکھئے لکھتا ہے کہ: ''اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے...... میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح بن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگاوے، وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

تو جب مرزا قادیانی میں سچے مدعی والی شرائط نہیں پائی گئیں۔ بلکہ وہ اپنے دعویٰ سے بیسیوں مرتبہ انکار وانحراف اور پہلوتہی کرتا رہا ہے تو پھر وہ سچا کیسے ہوگیا۔ وہ تو سراسر کذاب، دجال اور کافر ملعون ہوگا۔ یہ نتیجہ اور حکم ہم نے خود آنجناب کے ضابطہ کے مطابق لگایا ہے۔ لہٰذا آپے سے باہر ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ نیز بقول مرزا محمود قادیانی کہ آپ نے دعویٰ نبوت ۱۹۰۱ء میں کیا ہے۔ آپ نے تریاق القلوب کی تصنیف کے بعد اپنے عقیدہ میں تبدیلی کی ہے۔ لہٰذا ۱۹۰۱ء سے پہلے کے تمام حوالہ جات جن میں دعویٰ نبوت سے انکار ہے، وہ اب منسوخ سمجھے جائیں گے۔ ان سے حجت پکڑنی غلط ہے۔ دیکھئے: (مرزا محمود کی کتاب حقیقت النبوۃ ص۱۲۱)

اب فرمایئے! مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کے صدق وکذب کے متعلق شرائط کس نتیجے تک پہنچیں کہ آنجناب صرف چھ سات سال تک اس دعویٰ پر زندہ رہا اور اتنی ہی مدت بقول مرزا قادیانی آپ کا ایک حریف بابوالٰہی بخش بھی دعویٰ نبوت کر کے زندہ رہا۔ جس نے اپنا نام موسیٰ رکھا ہوا تھا۔ ملاحظہ فرمایئے! مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''بابوالٰہی بخش نے اپنا نام موسیٰ رکھا تھا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۰۵، خزائن ج۲۲ ص۵۴۱)

وہ اس کتاب (عصائے موسیٰ) کی تالیف کے چھ برس بعد فوت ہو گئے۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۱۴، خزائن ج۲۲ ص۵۵) ویسے مرزا قادیانی نے بھی اپنا نام موسیٰ رکھ لیا تھا۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۵۲۰)

اب فرمایئے کہ جب بابوالٰہی بخش چھ برس دعویٰ کے بعد مر گیا تو وہ جھوٹا اور کذاب قرار دیا گیا تو آپ جناب بھی حساب لگالیں کہ ۱۹۰۱ء کے بعد کتنے برس زندہ رہے؟ کیا تم نے تیئس سال والی معیاری مدت پوری کر لی یا ابتدائی پیش رفت ہی میں غضب الٰہی کے شکنجے میں پھنس گئے؟ یہ بات کوئی مخفی یا الجھی ہوئی نہیں۔ بلکہ نہایت واضح ہے کہ تم نے دعویٰ نبوت کے بعد جلد ہی اپنے کذب وافتراء پر مہر تصدیق ثبت کر کے آنجہانی ہو گئے۔

ایک مزید مغالطہ: اگر کوئی قادیانی یہ کہہ دے کہ مرزا قادیانی مطلق دعویٰ الہام کے ساتھ اتنی مدت پوری کر گئے ہیں۔ لہٰذا وہ جھوٹے نہیں بلکہ سچے ثابت ہوں گے تو گذارش یہ ہے کہ یہ زبردست خلط مبحث ہے۔ جناب مرزا قادیانی نے ''لوتقول'' کا معیار دعویٰ نبوت کے متعلق قرار دیا ہے نہ کہ مطلق الہام وکشف کے متعلق اور نہ ہی وہ معیار بن سکتا ہے۔ کیونکہ ''لوتقول'' میں امر نبوت کا ذکر ہے نہ کہ مطلق الہام وکشف کا۔ اگرچہ مرزا قادیانی کی تحریرات اس ضابطہ کے بیان میں پہلودار اور نہایت مغالطہ انگیز ہیں جو کہ اس کی سرشت اور بنیاد ہے۔ مگر اصل حقیقت وہی ہے جو میں نے عرض کی ہے کہ دعویٰ الہام نہیں بلکہ دعویٰ نبوت کے لئے یہ معیار ہے۔ اہل اسلام، قادیانیوں کے اس دھوکے سے خوب ہوشیار ہیں۔ قادیانی ہر جگہ ایسی ڈنڈی مارنے کی کوشش کرتے ہیں۔

ایک اہم نکتہ: ''لوتقول'' کا عنوان سارے قرآن مجید میں صرف اور صرف سید الانبیاء ﷺ کے لئے استعمال ہوا ہے اور کسی بھی نبی کے لئے یہ عنوان نہیں آیا۔ وجہ اس کی یہ ہے مخالفین انبیاء نے اپنے اپنے نبی کے لئے افتراء کا عنوان ہی اختیار کیا تھا۔ جس کے جواب میں بھی لفظ استعمال کیا گیا ہے۔ مگر مخالفین سید الرسل ﷺ نے آپ کے حق میں جب یہ عنوان اختیار

کیا تو اس کے رد میں خالق کائنات نے بھی یہی لفظ استعمال فرمایا تاکہ مخالفین کا خوب رد ہو جائے۔ کیونکہ کسی الزام کا جواب ہمیشہ اسی لفظ میں دیا جاتا ہے۔ جیسے حضرت نوح علیہ السلام کو قوم نے یہ الزام دیا کہ: ''انا لنراك فی ضلل مبین (اعراف:٦٠)'' تو اس کے جواب میں فرمایا کہ: ''قال یقوم لیس بی ضلالة (اعراف:٦١)'' ایسے ہی قوم ہود نے اپنے پیغمبر علیہ السلام کو یہ طعن دیا کہ: ''انا لنراك فی سفاهة (اعراف:٦٦)'' اس کے جواب میں فرمایا کہ:

''قال یقوم لیس بی سفاهة ولکنی رسول من رب العالمین (الاعراف:٦٦،٦٧)'' ملاحظہ فرمائیے کہ طعن منکرین کا جواب انہی کے لفظ میں دیا جارہا ہے۔ اسی طرح کفار مکہ نے کہہ دیا کہ: ''ام یقولون تقوله'' تو اس کے جواب میں یہ فرمایا کہ:

''لوتقول علینا بعض الاقاویل (الحاقة:٤٤)''

تمام قرآن مجید میں ان دو مقامات کے سوا کہیں بھی یہ مادہ استعمال نہیں ہوا۔ لہٰذا اس کی غرض وغایت وہی ہے جو سید الانبیاء ﷺ کے اس عاجز اور حقیر ترین امتی نے پیش کی ہے۔

ایک اور حقیقت: اس انداز سے دوسرے مقام پر یہ عنوان اختیار فرمایا گیا ہے کہ:

''وان کادوا لیفتنونك عن الذی اوحینا الیك لتفتری علینا غیره واذا لا تخذوك خلیلا ۰ ولو لا ان ثبتناك لقد کدت ترکن الیهم شیئاً قلیلا ۰ اذا لا ذقناك ضعف الحیوة وضعف المماة ثم لا تجد لك علینا نصیرا''

(بنی اسرائیل:۷۵تا۸۳)

''اور وہ منکرین تو اس کوشش میں تھے کہ آپ کو اس وحی برحق سے برگشتہ کردیں جو ہم نے آپ کو کی ہے۔ تاکہ آپ ہم پر اس کے علاوہ کچھ اور گھڑ لائیں۔ تب وہ آپ کو اپنا دلی دوست بنالیتے اور اگر یہ بات نہ ہوتی کہ ہم نے آپ کو ثابت قدم رکھا تو آپ تو ان کی جانب کچھ قدر مائل ہو ہی چلے تھے۔ (اگر ایسا ہو جاتا) تو اس وقت ہم آپ کو دنیا اور آخرت میں دوگنا عذاب دیتے اور پھر آپ ہمارے مقابلہ میں کسی کو بھی اپنا مددگار نہ پاتے۔'' (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں یہ عنوان سابقہ عنوان سے بھی کتنا سنگین ہے۔ جس سے رب العالمین کی کبریائی اور شان جلالیت کا نمایاں اظہار ہورہا ہے کہ ہمارے نبی برحق علیہ السلام ہمارا پیغام پہنچانے میں اتنے محتاط اور حساس ہیں کہ اس میں معمولی سی گڑبڑ کا بھی کہیں امکان نہیں ہے۔ بالفرض والتقدیر اگر کہیں ایسا ہو جاتا تو ہمارا یہ ضابطہ شاہی صادر ہو جاتا۔ لہٰذا یہ عنوان صرف امر رسالت کے انتہائی محفوظ ومصون ہونے کے اظہار کے لئے ہے۔ نہ کہ کسی کے لئے مدت اور

معیار صداقت بیان کرنے کے لئے۔ یہ ایسے ہی ہے جیسے فرمایا: ''لو اشرکوا لحبط عنهم ما کانو یعملون (انعام:۸۸)'' لہٰذا قادیانی اور اس کی ذریت باطلہ کو ایسے عنوانات سے رتی برابر سہارا نہیں مل سکتا۔ مرزا چونکہ اللہ تعالیٰ کی شان کبریائی اور عظمت رسالت کی حقیقت سے سو فیصلہ بے بہرہ اور محروم ہے۔ لہٰذا وہ باغوائے شیطانی ایسے ایسے ڈھکوسلے بیان کرتا رہتا ہے کہ جس کی حقیقت کا دور دور کہیں نام و نشان نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ ہر فرد بشر کو اس کے دجل و فریب سے محفوظ رکھے اور جو پھنس چکے ہیں۔ ان کو بھی راہ راست پر آنے کی توفیق عنایت فرمائے۔

چوتھا معیار

قادیانی اور اس کی امت مرزا کے معیار صدق و کذب کے لئے آیت ''لقد لبثت فیکم عمرا من قبله افلا تعقلون (یونس:۱٦)'' بھی پیش کرتے ہیں کہ میری پہلی (قبل از دعویٰ) زندگی ملاحظہ کرو۔

تبصرہ و تجزیہ

۱...... یہ آیت کریمہ صرف آنحضرت ﷺ کے لئے ہے۔ جن کی سیرت طیبہ کے دونوں دور (قبل از نبوت اور بعد ازاں) درخشاں اور بے عیب طاہر و مطہر آج بھی ہمارے سامنے ہیں۔ کوئی مخالف سے مخالف بھی آپ کی ذات اقدس پر انگلی نہیں اٹھا سکتا۔ بلکہ اسی حیات طیبہ کے پیش نظر آپ قبل از نبوت بھی تمام معاشرہ عرب میں صادق و امین کے لقب عالی سے مشہور و معروف تھے اور بعد از نبوت تو ایک ایک لمحہ حیات امت کے لئے قیامت تک اسوۂ حسنہ، ضابطہ حیات، معیار سعادت اور دین و مذہب بنا۔ آپ کی خلوت و جلوت کے اعمال و اخلاق ایسے پاکیزہ اور ''وانك لعلی خلق عظیم'' کے ترجمان تھے کہ اگر ان کو اپنی ہتھیلی پر رکھ کر تمام زمان و مکان میں چکر لگایا جائے تو کوئی جھجک محسوس نہ ہو۔ بلکہ خلق خدا ان کو روح سعادت و کامرانی سمجھ کر اپنانے کے لئے بے تاب ہو جائے۔

برخلاف اس کے قادیانیوں کی حالت یہ ہے کہ جب بھی ان کو سیرت مرزا پر بحث کرنے کا کہا جائے تو وہ زہر کا پیالہ پینا تو گوارا کر سکتے ہیں مگر اس بحث کے لئے تیار نہ ہوں گے۔ یہ ہے بھی حقیقت، کہ مرزا قادیانی نے کسی معیاری کردار اور اخلاق و اعمال کا نمونہ ہرگز پیش نہیں کیا۔ نہ قبل از دعویٰ اور نہ ہی بعد از دعویٰ۔ ملاحظہ فرمائیے وہ تو خود اپنے آپ کو معیار نبوت پر پرکھنے سے کتراتا ہے اور اس کو قادیانیوں کی کم فہمی اور بے سمجھی قرار دیتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیے اس کی مشہور کتاب (آئینہ کمالات ص۳۳۹، خزائن ج۵ ص ایضاً) نیز وہ اپنی پہلی زندگی کے متعلق خود رقمطراز

ہے کہ: ''مجھے کوئی بھی نہیں جانتا تھا۔ نہ کوئی موافق تھا نہ مخالف۔ کیونکہ میں اس زمانہ میں کچھ بھی چیز نہ تھا...... اس زمانہ میں میں درحقیقت اس مردہ کی طرح تھا جو قبر میں صدہا سال سے مدفون ہو اور کوئی نہ جانتا ہو کہ یہ کس کی قبر ہے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۷، ۲۸، خزائن ص ۲۶۰، ۲۶۱)

نیز لکھا ہے کہ: ''بلکہ میرے روشناس بھی صرف چند آدمی ہی نکلیں گے اور خود گورنمنٹ بھی اس بات کی گواہ ہے کہ قادیان میں میرے لئے کسی کی آمد ورفت نہ تھی۔''

(نزول المسیح ص ۱۴۰، خزائن ج ۱۸ ص ۵۱۸، بقیہ رؤیت گواہ نمبر ۱۹)

اب فرمائیے کہ مرزا قادیانی کی ایسی زندگی کو جو بالکل مہمل اور ناقابل توجہ ہو۔ کیسے کسی معیار کے لئے پیش کیا جاسکتا ہے؟

ناظرین کرام! اب اندازہ لگائیں کہ مرزا قادیانی خود ہی اپنے آپ کا ستیاناس کر گیا ہے۔ ایک طرف تو اپنے لئے معیار نبوت پر پیش کرنے کو ناسمجھی قرار دیتا ہے اور دوسری طرف نہایت عیارانہ طور پر وہی معیار اپنے لئے پیش بھی کر دیتا ہے۔ عجیب مسخرہ ہے۔ خدا کرے کوئی نہ سمجھے۔ اے قادیانیو! یہ ہے تمہارا گرو اور پیشوا جو خود کو ایک معمہ بنا کر رکھنا چاہتا ہے۔ وہ اپنی کوئی صاف حیثیت کہیں بھی واضح نہیں کرتا اور نہ ہی کرنا چاہتا ہے۔ تم خواہ مخواہ اس کے پیچھے لگ کر اپنی عاقبت برباد کر رہے ہو۔ میرے خیال میں تو مرزا قادیانی وہی حقیقت سمجھانا چاہتا ہے کہ: ''ایھا العبانقة انکم علی دین من اظھرہ اذلہ اللہ ومن کتمہ اعزہ اللہ'' لہٰذا قادیانیت کے چنگل سے نکل کر خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کے صاف ستھرے اور منور ومطہر جادہ حق پر آجاؤ۔ ورنہ تمہارا وہی حال ہوگا جو ابلیس کے پیروکاروں کا سورہ ابراہیم میں ''وقال الشیطان'' کے ضمن میں واضح کیا گیا ہے۔ ''واللہ یھدی من یشاء الیٰ صراط مستقیم''

پانچواں معیار

مولانا محمد حسین بٹالوی کی تعریف مرزا:

مرزا قادیانی مولانا بٹالوی کی تعریف اپنے حق میں یوں نقل کرتے ہیں کہ: ''مؤلف براہین (مرزا قادیانی) کے حالات وخیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں، ہمارے معاصرین ایسے واقف کم نکلیں گے۔ مؤلف صاحب ہمارے ہم وطن بلکہ اوائل عمر کے ہمارے ہم مکتب ہیں۔ اس زمانہ سے آج تک خط وکتابت وملاقات ومراسلت برابر جاری ہے۔ مؤلف براہین احمدیہ مخالف وموافق کے تجربہ اور مشاہدہ کی رو سے واللہ حسیبہ شریعت محمدیہ پر قائم اور پرہیزگار وصداقت شعار ہیں۔ کتاب براہین احمدیہ ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی

اوراس کا مؤلف اسلام کی مالی وجانی وقلمی ولسانی وحالی وقالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے۔ جس کی نظیر پہلی کتابوں میں بہت ہی کم پائی گئی ہے۔" (ازالہ اوہام ص۸۸۲،۸۸۳، خزائن ج۳ ص۵۸۱)

اس عبارت کو مرزائی اکثر پیش کرتے ہیں تو اس کے متعلق گذارش یہ ہے کہ:

۱...... یہ مضمون محض سابقہ تعارف یا مرزا کی حوصلہ افزائی کے لئے لکھا گیا تھا۔ پوری واقفیت سے نہ لکھا گیا تھا۔ جیسا کہ خود بٹالویؒ صاحب لکھتے ہیں کہ: "جھوٹ بولنا اور دھوکہ دینا آپ کا ایسا وصف لازم بن گیا ہے۔ گویا وہ آپ کی سرشست کا ایک جز ہے۔ زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپ کی سوانح عمری کا میں تفصیلی علم نہیں رکھتا۔ مگر زمانہ تصنیف براہین سے جو جھوٹ بولنا دھوکہ دینا آپ نے اختیار کیا۔" (رسالہ اشاعت السنہ نمبر ۱ج۵ص۸،۱۸۹۲ء)

نیز مرزا قادیانی نے جو بٹالویؒ صاحب کا تبصرہ بایں الفاظ نقل کیا ہے کہ: "زمانہ تالیف براہین احمدیہ کے پہلے آپ کی سوانح عمری کا میں تفصیلی علم نہیں رکھتا تھا۔ مگر زمانہ تالیف براہین احمدیہ سے جو جھوٹ بولنا، دھوکہ دینا آپ نے اختیار کیا ہے..... علی الخصوص ۱۸۹۰ء سے جب سے آپ نے مسیح موعود ہونے کا دعویٰ مشتہر کیا ہے..... آپ کا یہی حال ہے۔"

(آئینہ کمالات ص۳۱۱، خزائن ج۵ص ایضاً)

۲...... علاوہ ازیں اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسا کہ خود مرزا قادیانی نے پہلے چراغ دین جمونی کی تحریر کو بہت سراہا اور اس کے طبع کی اجازت دے دی۔ مگر بعد میں جلانے کا حکم دیا۔ چنانچہ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: "اور میں نے سرسری طور پر کچھ حصہ ان کا سنا تھا اور قابل اعتراض حصہ ابھی سنا نہیں گیا تھا۔ اس لئے میں نے اجازت دے دی تھی کہ اس کے چھپنے میں کچھ مضائقہ نہیں۔ مگر افسوس کہ خطرناک لفظ اور بیہودہ دعویٰ جو کہ اس کے حاشیہ میں ہے۔ اس کو میں کثرت لوگوں اور دوسرے خیالات کی وجہ سے سن نہ سکا اور محض نیک ظنی سے ان کو چھپنے کے لئے اجازت دے دی۔" (دافع البلاء ص۱۹، خزائن ج۱۸ص۲۳۹)

۳...... پھر آگے مزید لکھا ہے کہ: "افسوس کہ اس نے بے وجہ اپنی تعلّی سے ہمارے سچے انصار کی ہتک کی اور عیسائیوں کے بدبودار مذہب کے مقابل پر اسلام کو برابر درجہ کا مذہب سمجھ لیا۔ سو ہم کو ایسے شخص کی کچھ پرواہ نہیں۔ ایسے لوگ ہمارا کچھ بھی بگاڑ نہیں سکتے اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ ایسے انسان سے قطعاً پرہیز کریں، اس کی تحریروں سے ہمیں پوری واقفیت نہ تھی۔ اس لئے اجازت طبع دی تھی۔ اب ایسی تحریروں کو چاک کرنا چاہئے۔"

(دافع البلاء ص۲۲، خزائن ج۱۹ص۲۴۲)

اس کے متعلق اس اقتباس کے سابق ولاحق میں مزید بھی اس کی تنقیص کی ہے۔ تا کہ اجازت طبع سے اثرات کا ازالہ ہو سکے۔ یہی حساب مولانا بٹالویؒ کی تحسین کا بھی لگالینا چاہئے کہ یہ ناقابل اعتبار ہے۔ جیسے جمونی کی تحسین مرزائیوں کے ہاں ناقابل اعتبار ہے۔ علاوہ ازیں مرزا قادیانی نے ایک اور شخص ڈاکٹر عبدالحکیم کے متعلق بھی یہی رویہ اپنایا ہے۔ پہلے تو اس کی لکھی ہوئی تفسیر کو خوب داد دی کہ یہ تفسیر نہایت عمدہ ہے۔ شیریں بیان ہے، نکات قرآنی خوب بیان کئے ہیں، دل سے نکلی ہے اور دلوں پر اثر کرنے والی ہے۔ پھر اس کے برعکس دوسرے مقام پر یوں لکھا کہ: ''ڈاکٹر عبدالحکیم کا تقویٰ صحیح ہوتا تو کبھی تفسیر لکھنے کا نام نہ لیتا۔ کیونکہ وہ اس کا اہل نہیں ہے۔ اس کی تفسیر میں ذرہ روحانیت نہیں اور نہ ہی ظاہری علم کا کچھ حصہ ہے۔''

ناظرین کرام! جیسے مرزا نے خود حسن ظن کے طور پر سرسری طور پر جمونی اور عبدالحکیم کی تحریرات کو اجمالاً دیکھ کر ان کی مدح وتوصیف کر دی۔ بعد میں بغور اور تفصیلی علم ہو جانے پر ان کی سخت تنقیص اور توہین کرنے لگے۔ ایسے ہی مولانا محمد حسین بٹالویؒ کا معاملہ بھی سمجھ لیجئے۔ قادیانیوں کو ان کی تحسین سے خوش نہ ہونا چاہئے ورنہ ان دونوں کی تحریرات بھی حجت سمجھیں۔ جن کی مرزا قادیانی نے تحسین کی ہے۔ جب وہ نہیں تو یہ بھی نہیں۔ جب کہ مرزا ملہم ہے اور بٹالوی صاحب غیر ملہم۔

۴...... نیز مرزا قادیانی کے ہم مجلس لوگ مرزا کے حق میں یہ گواہی بھی دیتے ہیں کہ: ''مرزا قادیانی) نفس پرست ہے، فاسق ہے، فاجر ہے...... بداخلاق، شہرت کا خواہاں، شکم پرور ہے...... کم بخت، کمانے سے عار رکھنے والا، مکر اور فریب اور جھوٹ میں مشاق...... اور جھوٹ بولنے والا ہے۔ مرزا کی جماعت کے لوگ بدمعاش بدچلن لوگ ہیں کہ ہم نے پندرہ سال تک متواتر پہلو بہ پہلو ایک ہی قصبہ میں ان کے ساتھ رہ کر ان کے حال پر غور کیا تو اتنی غور کے بعد ہمیں یہی معلوم ہوا کہ یہ شخص در حقیقت مکار، خودغرض، عشرت پسند، بدزبان وغیرہ وغیرہ ہے۔'' دیکھئے (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۵۲، ۱۵۳، خزائن ج۲۲ ص۵۹۰، ۵۹۱)

مرزا قادیانی کی ذاتی کتاب:

مرزا قادیانی نے یہ تحریر آریہ کے اخبار شبھ چستک کے مختلف پرچوں سے اخذ کر کے لکھی ہے۔ ملاحظہ فرمائیے یہ ہے مرزا قادیانی کے ہم وطن اور حالات کے ذاتی طور پر دیکھنے والوں کا تبصرہ واقعہ، جناب مرزا قادیانی جب گمنامی کے خول سے نکل کر پبلک سطح پر نمودار ہوا تو اس کے کریکٹر وکردار کی تصویر کشی پر از حقیقت یہی واضح ہوئی کہ یہ صاحب نہایت شاطر ومکار، دھوکہ باز اور پرلے درجہ کا نوسر باز آدمی ہے۔ چنانچہ اس نے سب سے پہلی کتاب براہین کے بارے

میں لوگوں سے پچاس جلدیں لکھنے کا وعدہ کر کے رقم پیشگی وصول کر کے خوب لوٹا۔ پھر اس نے پچاس جلدوں کی بجائے صرف پانچ ہی پر ٹرخا دیا اور لوگوں کے مطالبہ پر یہ مکاری اور نوسر بازی کی اعلان کر دیا کہ: ”پہلے براہین کے پچاس حصے لکھنے کا وعدہ تھا۔ مگر پانچ ہی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ کیونکہ پچاس اور پانچ میں صرف صفر کا فرق ہے۔ لہٰذا پانچ سے پچاس کا وعدہ پورا ہو گیا۔“

(براہین پنجم ص ۷، خزائن ج ۲۱ ص ۹)

یہ ہے مرزا قادیانی کی سابقہ نہیں بلکہ دور رسالت والہام کی کیفیت، اور سنئے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ کا ڈرامہ۔

مرزا قادیانی نے ترنگ میں آ کر اعلان کیا کہ میں ایک کتاب پچاس حصوں پر مشتمل لکھوں گا۔ جس میں اسلام کی حقانیت کے تین سو زبردست دلائل درج کروں گا۔ لیکن جب یہ کتاب شروع کی تو سبحان اللہ پہلا حصہ تو چوب قلم سے اشتہار پر ہی پورا ہو گیا۔ پھر مختصر سا دوسرا حصہ مرتب ہوا۔ اس کے ساتھ ساتھ پیشگی قیمت کی صورت میں رقم بٹورنے کا زور شور سے خوب بندوبست کیا کہ کتاب کی قیمت ۱۰ روپے رکھی۔ پھر پچیس روپے کا اعلان کر دیا۔ نیز صرف قیمت ہی نہیں بلکہ اعلان کیا اہل ثروت اصحاب زیادہ سے زیادہ تعاون کریں۔ جس پر جناب مرزا قادیانی کی جھولی میں بواسطہ ٹیچی وخیراتی وغیرہ کافی رقم جمع ہو گئی۔ حالانکہ پیشگی قیمتیں لینے کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ کیونکہ اس کتاب پر کل خرچہ صرف ۹ ہزار روپیہ آتا تھا اور مرزا قادیانی کی جائیداد دس ہزار روپیہ تھی۔

(براہین ص ج، خزائن ج ۱ ص ۶۳)

ادھر مرزا قادیانی اتنے فیاض تھے کہ اعلان کر رہے ہیں۔ میں مشتہر ایسے مجیب کو بلاعذرے وحیلے اپنی جائیداد دس ہزار روپیہ پر قبض ودخل دے دوں گا۔ (براہین ص ۲۶، خزائن ج ۱ ص ۲۸) مگر کتاب کے لئے لوگوں سے مانگنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد کہ تین سو دلائل لکھنے کا وعدہ فرمایا۔ مگر صرف دو قسم کی دلیلوں پر اکتفاء کر لیا۔

چنانچہ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”میں نے پہلے ارادہ کیا تھا کہ اثبات حقیقت اسلام کے لئے تین سو دلیل براہین احمدیہ میں لکھوں۔ لیکن جب میں نے غور سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ یہ دو قسم کے دلائل ہزار ہا نشانوں کے قائم مقام ہیں۔“ (دیباچہ براہین ص ۵، خزائن ج ۲۱ ص ۶)

دراصل مرزا قادیانی کے دانے بھی مک گئے تھے۔

ملاحظہ فرمائیے کہ جس کتاب کو پچاس جلدوں میں شائع کرنے کا اعلان کیا تھا اور اس کی پیشگی قیمت بھی بڑھ چڑھ کر وصول کر لی۔ مگر جب چند ہی قدم چلے تو دانے ختم ہوتے نظر آئے،

جوش مدہم پڑ گیا تو لگے اختصار کا راستہ ڈھونڈنے کہ اتنی طوالت کی کیا ضرورت ہے؟ یہ کام تو اس اختصار میں بھی کافی ہے۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ جو برائے نام چار حصے لکھے، وہ بھی مانگ تانگ کر پورے کئے۔ اپنے اندر اتنی سکت کہاں تھی۔ خود تو آنجناب نیم ملا خطرہ ایمان کے مصداق تھے، پھر کیا ہوا؟ مرزا قادیانی کی زبانی سنئے: ”پھر تخمینہ ۲۳ سال تک اس کتاب کا چھپنا ملتوی رہا...... اور بہت سے لوگ جو اس کتاب کے خریدار تھے۔ اس کتاب کی تکمیل سے پہلے ہی دنیا سے گذر گئے۔“

(دیباچہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲، خزائن ج۲۱ ص۳)

عوام الناس تاخیر اور ٹال مٹول کی وجہ سے اپنی رقم کا مطالبہ کرنے لگے اور اس میں وہ حق بجانب بھی تھے۔ آخر ۲۳ سال گو ربع صدی کا عرصہ کون انتظار کر سکتا ہے؟ اس پر مرزا قادیانی تو خریداروں کو ٹالتے ہی رہے۔ کبھی اپنی طرف سے اور کبھی وحی والہام کے زور سے مگر لوگ نہ ٹلنے تھے نہ ٹلے۔ جس پر مرزا قادیانی تو ٹھنڈے ڈھیٹ بنے رہے۔ لیکن نوردین برداشت نہ کر سکا۔ اس نے ازخود اجازت طلب کی کہ: ”اگر خریدار براہین توقف طبع کتاب سے مضطرب ہوں تو مجھے اجازت فرمایئے کہ یہ ادنیٰ خدمت بجالاؤں کہ ان کی تمام قیمت ادا کردہ اپنے پاس سے واپس کردوں۔“ (فتح اسلام ص۶۱، خزائن ج۳ ص۳۶)

مرزا قادیانی جب اس کے مجیب کو دس ہزار دینے کے لئے مضطرب تھے (خزائن ص۳۸) تو اس کی طباعت پر خرچ کیوں نہ کر سکے؟ آخر غیرت دینی بھی کوئی شے ہے۔ یہ نہ کر سکتے تھے تو کسی سے قرضہ حسنہ لے کر ہی براہین طبع کرالیتے، پھر فروخت کر کے رقم دے دیتے۔ اتنی لمبی چوڑی اشتہار بازی کی کیا ضرورت تھی کہ جس کے نتیجہ میں خریداروں کو اتنی زحمت برداشت کرنی پڑی اور مرزا قادیانی کو بھی اتنا کچھ سننا پڑا۔ آخر کئی افراد کو مجبوراً رقم واپس بھی کرنا پڑی۔ دریں صورت دینی حمایت بھی زندہ رہتی اگر واقعی مرزا قادیانی اس میں مخلص تھے۔ جس کا اظہار یوں کیا ہے کہ: ”یہ کچھ تجارت کا معاملہ نہیں اور مؤلف کو بجز تائید دین کے کسی کے مال سے کچھ غرض نہیں۔“ (براہین ص و، خزائن ج۱ ص۶۹)

اس اظہار کے بعد بھی مرزا قادیانی نے لوگوں کی رقوم واپس نہیں کیں اور نہ ہی نوردین کو واپس کرنے کی اجازت دی تو پھر ہم اس کے سوا کیا گمان کر سکتے ہیں کہ یہ سب معاملہ محض شکم پروری اور حرص زر کی تکمیل تھی۔ لوگوں کے اموال پر محض ڈاکہ ڈالنا اور لوٹ کھسوٹ تھی۔ کوئی تقویٰ، تائید دین اور خلوص نہ تھا۔ چنانچہ پھر اس کے بعد بھی جناب آنجہانی کی زندگی اسی جوڑ توڑ مکروفریب، حیلہ سازی، لوٹ کھسوٹ اور نفسانی محاذ آرائی میں گذری۔ آنجناب سلطان محمد،

مولانا ثناء اللہ، مولانا محمد حسین بٹالویؒ، ڈاکٹر عبدالحکیم، محمدی بیگم و عبداللہ آتھم وغیرہ سے مقابلہ کر کے فیل ہی ہوئے۔ پھر آخر میں اپنی ہی دعاء سے ۱۹۰۸ء میں عالم رنگ و بو سے ناکام چل بسا۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی زندگی۔ جس کو وہ ''لقد لبثت فیکم عمرا من قبله '' کہہ کر پیش کر رہا ہے۔ یہ تو وہی مثل ہوئی کہ نام نہند زنگی را کافور۔

اللہ تعالیٰ ایسے مکاروں اور ابلیس سرشتوں سے ہر فرد انسان کو محفوظ رکھے، آمین!

چھٹا معیار، تناقضات مرزا

جناب مرزا قادیانی اس مسئلہ میں خود لکھتے ہیں کہ: ''اگر میری باتیں اللہ کی طرف سے نہ ہوتیں تو ان میں تناقضات واختلافات ہوتے۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸، ۱۰۹)

یہ اصول واقعی درست ہے۔ کیونکہ خدائی فرمان ہے: ''لوکان من عند غیر اللّٰه لوجدوا فیه اختلافا کثیراً '' اگر یہ قرآن مجید اللہ کی طرف سے نہ ہوتا تو وہ اس میں بہت سے اختلافات پاتے۔

اب اس معیار پر جب مرزا قادیانی کو آزمایا جاتا ہے تو آنجناب خود ہی گھبرا کر اس کا اقرار کر لیتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''رہی یہ بات کہ ایسا کیوں لکھا گیا اور کلام میں یہ تناقض کیوں پیدا ہو گیا؟ سو اس بات کو توجہ کر کے سمجھ لو کہ یہ اسی قسم کا تناقض ہے کہ جیسے براہین میں میں نے یہ لکھا تھا...... اس تناقض کا سبب بھی یہی تھا۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۸، ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۲، ۱۵۳)

ملاحظہ فرمایئے! جناب مرزا قادیانی نے اپنی تحریر میں تناقض کا وقوع کھلے بندوں خود تسلیم کر لیا ہے۔ مزید سنئے لکھتے ہیں کہ:

۲...... ''ان دونوں متناقض مضمونوں کا ایک ہی کتاب میں جمع ہونا اور میرا اس وقت مسیح موعود ہونے کا دعویٰ نہ کرنا...... اس لئے میں نے ان متناقض باتوں کو براہین میں جمع کر دیا۔'' (ضمیمہ نزول مسیح ص ۸، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۴)

۳...... ''میرا اپنا عقیدہ جو میں نے براہین احمدیہ میں لکھا، ان الہامات کی منشاء سے جو براہین احمدیہ میں درج ہے، صریح نقیض میں پڑا ہوا ہے۔''

(ایام الصلح ص ۴۲، خزائن ج ۱۴ ص ۲۷۲)

مرزا قادیانی کا فتویٰ دربارہ متناقض الکلام

۱...... ''پرلے درجے کا جاہل جو اپنے کلام میں متناقض بیانوں کو جمع کرے اور

اس پر اطلاع نہ رکھے۔'' (ست بچن ص۲۹، خزائن ج۱۰ ص۱۴۱)

۲...... نیز لکھا کہ:''کسی سچیار اور عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو، اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔'' (ست بچن ص۳۰، خزائن ج۱۰ ص۱۴۲)

۳...... نیز لکھا کہ:''ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نہیں نکل سکتیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔'' (ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

۴...... ''بلکہ سراسیمہ اور مخبوط الحواس آدمی کی طرح ایسی تقریر بے بنیاد اور متناقض ہے۔'' (براہین ص۴۲۵، خزائن ج۱ ص۵۰۸)

۵...... ''اور جھوٹے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)

۶...... ''قل لوكان الامر من عند غير الله لوجدوا فيه اختلافا كثيرا'' (ازالہ اوہام ص۵۷۷، خزائن ج۳ ص۱۳۹)

۷...... ''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ ص۱۹۱)

۸...... ''تلك كلم متهافتة متناقضة لا ينطق بها الا الذى ضلت حواسه وغرب عقله وقياسه وترك طريق المهتدين''

(انجام آتھم ص۸۳، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا متعدد حوالہ جات سے آپ مرزا قادیانی کے تناقض کو خوب سمجھ چکے ہوں گے اور اس کا حکم اور نتیجہ بھی خود آنجناب کی زبان سے سن چکے ہیں کہ جو شخص خود ایک ضابطہ صداقت مرتب کرے اور پھر خود ہی اپنے آپ کا اس کے خلاف ہونا بھی تسلیم کر لے تو پھر اس کی شناخت کا کوئی بھی پہلو باقی نہیں رہ جاتا۔ ہذا ہو المراد والمرام! لہٰذا ہم اس ضابطہ کے تحت تمام قادیانیوں کو دعوت فکر دیتے ہیں کہ وہ محض خدا کے لئے اور اپنی عاقبت کے پیش نظر سوچیں کہ اتنی وضاحت کے بعد ان کے لئے دائرہ مرزائیت میں رہنے کا کوئی جواز ہوسکتا ہے؟ ہم نے اپنی طرف سے کوئی ضابطہ نہیں بنایا۔ بلکہ خود مرزا قادیانی کی تحریرات سے پیش کیا ہے کہ متناقض کلام کسی مخبوط الحواس، مجنون، پاگل، کذاب وغیرہ کا تو ہوسکتا ہے۔ لیکن وہ کسی خدا پرست، سچیار اور صحیح الدماغ انسان کا کلام نہیں ہوسکتا۔ چہ جائیکہ اسے خدائی یا الہامی

کلام قرار دے کر اسے مدار نجات انسانیت قرار دیا جائے۔

اور سنئے مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ: ''اللہ تعالیٰ مجھے غلطی پر ایک لحہ کے لئے بھی رہنے نہیں دیتا۔'' (نور الحق ص آخر، خزائن ج۸ ص۲۷۲)

فرمایئے کہ مرزا قادیانی ۱۲ سال تک سابقہ غلطی پر رہے یا نہیں؟ تو نتیجہ کیا نکلا کہ یہ سارا افسانہ مرزا قادیانی کا اپنا من گھڑت ہے۔ کوئی وحی کا معاملہ نہیں ہے۔ صرف پیٹ پوجا کا چکر ہے۔ تاکہ نور دین حکیم کے ساتھ خوب عنبر ومشک اور یاقوتیوں کے مزے آئیں اور ان کے نتیجے سے بھی لطف اٹھائیں۔

ساتواں معیار، نبوت کی غرض وغایت

اس سلسلہ میں جناب آنجہانی تحریر کرتے ہیں کہ:

۱...... ''جب علت غائی رسالت اور پیغمبری کی عقائد حقہ اور اعمال صالحہ پر قائم کرنا ہے تو پھر اگر اس علت غائی پر نبی لوگ آپ ہی قائم نہ ہوں تو ان کی کون سن سکتا ہے اور کا ہے کو ان کی بات میں اثر ہوگا۔'' (براہین احمدیہ ص۱۰۵، خزائن ج۱ ص۹۵)

۲...... ''پس جب تک ایک نفس کو ہر قسم کی نالائق باتوں سے تنزہ تام حاصل نہ ہو جائے تب تک وہ نفس قابلیت فیضان وحی کی پیدا نہیں کرتا اور اگر تنزہ تام کی شرط نہ ہوتی اور قابل اور غیر قابل یکساں ہوتا تو سارا جہاں نبی ہو جاتا۔'' (براہین احمدیہ ص۱۰۶، خزائن ج۱ ص۹۶)

۳...... ''وہ ایسے لوگ ہوتے ہیں جن کے سچے اور پاک عقائد ہوں اور سچے مذہب پر ثابت اور مستقیم ہوں۔'' (براہین احمدیہ ص۳۰۴ حاشیہ در حاشیہ۲، خزائن ج۱ ص۳۵۳)

۴...... ''ازاں جملہ ایک عصمت بھی ہے جس کو حفظ الٰہی سے تعبیر کیا جاتا ہے...... اور اگر کوئی لغزش بھی ہو جائے تو رحمت الٰہی جلد تر ان کا تدارک کر لیتی ہے۔''

(براہین احمدیہ ص۴۴۸، خزائن ج۱ ص۵۳۶)

مندرجہ بالا چاروں عبارات بغور ملاحظہ فرما کر خود فیصلہ فرمایئے کہ کیا مرزا قادیانی ان صفات سے کسی بھی درجہ پر متصف تھا؟ نہ اس کے عقائد درست تھے کہ مسئلہ ختم نبوت اور حیات مسیح میں باقرار خود مدتوں گمراہی میں رہا۔ نیز آنجناب کے نظریات اور تاثرات انہی مقدس انبیاء ورسل کے بارہ میں نہایت ناقص، منفی اور گمراہ کن ہیں۔ یہ صاحب خشیت الٰہی اور تعلق مع اللہ سے قطعی محروم اور لاتعلق ہے۔ مقام نبوت تو بعید از وہم وگمان ہے۔ اس کا ذاتی اخلاق کردار انتہائی ڈاؤن تھا۔ یہ ظالم تو تمام عمر ''یشاقق الرسول ویتبع غیر سبیل المؤمنین'' کا پیکر اور

مصداق بنا رہا۔ حیات مسیح کے بارہ میں بارہ سال تک باوجودیکہ الہام الٰہی اس پر حقیقت واضح کرتا رہا۔ مگر یہ کچھ بھی نہ سمجھتا تھا۔ تو کیا ایسا ہونق عالم اور بدھومیاں معاذ اللہ مقام نبوت کا استحقاق رکھ سکتا ہے؟ جس کی ایک بات بھی دوٹوک صاف اور غیر متناقض نہ ہو۔ وہ کیسے کسی منصب کا اہل ہوگا اور تو اور یہ تو بیس سال تک مقام نبوت کو نہ سمجھ سکا۔ (بقول مرزا محمود قادیانی) یہ بدھومیاں نصوص شریعت اور محاورہ ولغت میں بھی اپنی ٹانگ اڑاتا رہا۔ ان میں تبدیلی وترمیم کا ارتکاب کرتا رہا۔ جس کی مثال کسی بھی نبی یا ملہم کے ہاں نہیں ملتی۔ ایسے فردیگانہ کو مقام انسانیت سے بھی ربط نہیں ہوسکتا۔ مقام مکالمت ومخاطبت الٰہیہ تو کہیں دور کی بات ہے۔ جو ملحد ہر موقع پر نصوص قرآنیہ میں تاویل وتحریف پر ہی جسارت کرتا رہا، جو ہر لحظہ ارشادات خاتم الانبیاءﷺ کو ہی بازیچہ اطفال اور مضحکہ بنائے رکھے، ایسے عار انسانیت کو کسی منصب الٰہی سے کیا واسطہ ہوسکتا ہے؟

علاوہ ازیں جو بنیادی احکام شرعیہ سے غافل رہے۔ ہمیشہ رخصت ہی پر کاربند رہنے کو کمال سمجھتا رہے۔ اسے مقام وحی والہام الٰہی سے کیا واسطہ؟ جس لایعقل کی معاشرتی اور معاملاتی زندگی بالکل ناقص اور داغدار ہو، اسے مقام مجددیت اور پیشوائی سے کیا جوڑ ہوسکتا ہے؟ سیددوعالمﷺ نے فرمایا کہ ایک مؤمن بزدل بھی ہوسکتا ہے، بخیل بھی ہوسکتا ہے۔ (اگرچہ ایسا ہونا نہ چاہئے) مگر مؤمن جھوٹا نہیں ہوسکتا۔ (مشکوٰۃ) جب کہ مرزاقادیانی آنجہانی جامع صفات کل ہیں۔ بزدل بھی تھے کہ کبھی آمنے سامنے بات کی ہمت نہیں کی۔ غزوہ وجہاد تو نہایت دور کی بات تھی۔ مرزاقادیانی بخیل بھی پرلے درجے کے تھے کہ محض زبانی انعام کا اشتہار تو دے دیتے۔ مگر کبھی دینے کا ارادہ نہ کیا۔ باقی تیسرا وصف یعنی جھوٹ تو وہ ان کی روح رواں اور اوڑھنا بچھونا تھا۔ ایک دن بھی اس کے بغیر گذارا نہ ہوسکتا ہے۔ آپ مختصر اور جامع طور پر قادیانیت کو سمجھنے کے لئے سورہ انعام کی آیت ۹۴ کی تلاوت فرمالیں۔ وہی اس دجالی فتنے کی مکمل تاریخ وانجام ہے۔

لہٰذا ایسے انسانی ڈھانچے سے کسی بھی صحیح نظریے یا کردار میں راہنمائی ناممکن ہے۔ لہٰذا جو کوئی مرزاقادیانی آنجہانی کے حوالہ سے کوئی نظریہ اختیار یا قبول کر لیتا ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی محروم العقل والفہم نہیں ہوسکتا۔ اللہ کریم ہر فرد بشر کو ایسے بہروپیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین! اللہ محفوظ رکھے ہر بلا سے خصوصاً آج کل کے انبیاء سے۔

آٹھواں معیار، درباره حیات ونزول مسیح

مرزاقادیانی نے براہین میں صاف اقرار کیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہی دوبارہ آسمان سے نازل ہوں گے۔ بعد میں اعجاز احمدی میں لکھا کہ مجھے وحی الہام بارہ برس تک مسیح موعود

بناتی رہی۔ مگر میں بے خبر رہا اور براہین میں ذکر کردہ رسمی عقیدہ پر قائم رہا۔ بارہ برس کے بعد مجھ پر اصل حقیقت کھول دی گئی کہ واقعی تو مسیح موعود ہے تو پھر اس نے ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیحیت کیا۔ یادرہے کہ ۱۸۸۴ء میں بارہ سال ملانے سے ۱۸۹۶ء بنتا ہے نہ کہ ۱۸۹۱ء۔ معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کو براہین کے زمانہ میں یہی معلوم تھا کہ واقعتاً عیسیٰ علیہ السلام ہی نزول فرمائیں گے۔ مگر اس کے بعد ایک جگہ لکھا کہ میں نے دس سال تک اسے چھپائے رکھا۔ ''ولکن اخفیته''

(آئینہ کمالات ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اب بتلایئے اس کی کسی بات کا اعتبار کیا جاوے۔ کیونکہ ایک بات کا معلوم نہ ہونا اور بات ہے اور کسی بات کا چھپائے رکھنا اور بات ہے۔ گویا دونوں حوالوں میں عدم علم اور علم کا تضاد ہے۔ یہی جناب آنجہانی کا وطیرہ ہے کہ اس کی ہر بات تضاد کا شکار ہے۔ تناقص وتضاد سے خالی اس کا کوئی بھی نظریہ اور تحریر پیش نہیں کیا جاسکتا۔

دوسری بات یہ ہے کہ ایک جگہ لکھا ہے کہ: ''پس تم سمجھ سکتے ہو کہ میں نے پہلے اعتقاد کو نہیں چھوڑا۔ جب تک خدا تعالیٰ نے روشن نشانوں اور کھلے کھلے الہاموں کے ساتھ نہیں چھڑایا۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۶۲، ۱۶۳، خزائن ج ۲۲ ص ۶۰۲)

اس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے یہ عقیدہ اپنے الہام پر قائم کیا تھا نہ کہ قرآن وحدیث کی نصوص پر۔ مگر اس کے خلاف یہ بھی لکھ دیا کہ: ''مسیح فوت ہوگئے ہیں۔ اس پر قرآن مجید کی تمیں آیات دلالت کررہی ہیں۔ نیز اس پر تو تمام صحابہؓ کا اجماع ہو چکا ہے۔ لہٰذا ومن سوء الادب ان یقال ان عیسیٰ ما مات وان هوالا شرك عظيم!'' (الاستفتاء ص ۳۹، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

نیز لکھا کہ: ''اتجدون فی کتاب الله نزول عیسیٰ بعد موته فما معنی فلما توفيتنی یاذوی الحصاة'' (ضمیمہ حقیقت الوحی یعنی استفتاء ص ۲۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۴۵)

''کیا تم عیسیٰ علیہ السلام کے ذکر موت کے بعد ان کے نزول کا تذکرہ قرآن میں پاسکتے ہو تو پھر ''فلما توفیتنی'' کا کیا معنی ہوگا؟''

یعنی جب قرآن مجید میں ان کی موت کا ہی ذکر ملتا ہے تو اس کے بعد ان کے نزول کا ذکر کیسے ممکن ہوسکتا ہے؟ یہ تو تضاد ہو جائے گا۔ پھر سابقہ اقتباس سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی نے محض اپنے الہامات کی بناء پر یہ عقیدہ بدلا ہے۔ مگر اس دوسرے اقتباس سے واضح ہوا کہ محض الہام سے نہیں بلکہ قرآن کی صریح نصوص (تمیں آیات) اور اجماع صحابہؓ کی بناء پر یہ عقیدہ اختیار کیا ہے۔ فرمایئے کون سی بات درست ہوگی؟

تیسری بات

۱...... پہلے مرحلہ میں یہ ذات عجیب قران مجید کی آیات سے اور اتباع اہل ایمان کے حیات مسیح کا عقیدہ تسلیم کرتی رہی۔ نیز صحیح احادیث (سنی وشیعہ) اور جمیع کتب اہل تصوف وغیرہ کی اتباع میں بھی یہی حقیقت تھی۔ دیکھئے اس کی کتب:

(شہادت القرآن ص۴،۹، خزائن ج۶ ص۳۰۰،۳۰۵، ازالہ ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰)

۲...... دوسرے مرحلے میں قرآن مجید کی تیس آیات اور اجماع صحابہؓ کی بناء پر وفات مسیح ثابت ہوئی۔ لہٰذا پھر اس عقیدہ کو اپنایا۔

۳...... تیسرے مرحلہ میں یہ ظاہر کیا کہ یہ مسئلہ اور عقیدہ تمام امت سے مخفی رہا تھا۔ حتیٰ کہ اکابرین امت بھی اسی غلطی میں مبتلا تھے۔ مگر وہ معذور تھے۔ اب اس راز کو خدا نے صرف مجھ پر منکشف فرمایا ہے۔ دیکھئے اس کی کتب: (اتمام الحجہ ص۳، خزائن ج۸ ص۲۷۵، ضمیمہ حقیقت الوحی ص۴۶، خزائن ج۲۲ ص۶۶۸، حمامۃ البشریٰ ص۱۳، خزائن ج۷ ص۱۹۱)

اب فرمایئے جو مسئلہ تیس آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا، اس پر تمام صحابہؓ کا واضح اجماع ہو چکا ہے۔ وہ ایک راز کیسے ہو سکتا ہے؟ وہ تمام امت مسلمہ سے مخفی کیسے رہ سکتا ہے؟

یہ ہے اس دجال وکذاب کا رویہ کہ بات کو واضح نہیں کر سکتا۔ محض چکر دینے کی کوشش کرتا ہے۔ نیز ہر بات میں کئی کئی پہلو اختیار کرتا رہتا ہے جو کہ صریحاً ایک دوسرے کے خلاف ہوتے ہیں۔ دریں صورت اسے ایک فریب کار، مکار اور نوسرباز تو تسلیم کیا جا سکتا ہے۔ مگر کسی بھی سچے منصب (مسیح یا مہدی وغیرہ) کا اہل تسلیم کرنا ناممکن ہے۔ اس مسئلہ میں مرزا قادیانی کے مزید کئی تناقض بھی پیش کئے جا سکتے ہیں۔ مگر اختصار کے پیش نظر اتنے پر ہی اکتفا کیا جاتا ہے۔

نواں معیار، انبیاء کسی کے شاگرد نہیں ہوتے

اس سلسلہ میں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’انبیاء علیہم السلام تمام نفوس قدسیہ انبیاء کو بغیر کسی استاد اور اتالیق کے آپ ہی تعلیم اور تادیب فرما کر اپنے فیوض قدیمہ کا نشان ظاہر فرمایا۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۷، خزائن ج۱ ص۱۶)

اس کے برخلاف اپنے متعلق لکھا ہے کہ:

۱...... ’’چونکہ میں نے یونانی طبابت کی کتابیں سبقاً سبقاً پڑھی تھیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص۲۳۴، خزائن ج۲۲ ص۲۴۵)

۲...... ’’جب یہ ضعیف اپنی عمر کے پہلے حصہ میں ہنوز تحصیل علم میں مشغول تھا۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۲۴۹ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ ص۲۷۵)

۳...... ’’مولوی ابوسعید محمد حسین بٹالوی کہ جو کسی زمانہ میں اس عاجز کے ہم مکتب بھی تھے۔‘‘

(براہین احمدیہ ص۵۲۰ حاشیہ در حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۲۱)

۴...... ’’قرات قليلا من الفارسية ونبذة من رسائل الصرف والنحو وعدة من العلوم تعميقية وشياء يسيراً من كتب الطب...... وكذالك لم يتفق لى التوغل فى علم الحديث والاصول والفقه الاكطل من الوبل‘‘

(آئینہ کمالات ص۵۴۵، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۵...... ’’جبکہ ہم قطبی وشرح ملا پڑھتے تھے۔ ہمارے ہم مکتب اس زمانہ سے آج تک ہم میں ان میں خط وکتابت...... جاری ہے۔‘‘

(شہادت القرآن کا اشتہار ملحقہ پولیٹیکل نکتہ چینی کا جواب ص۸۸، خزائن ج۶ ص۳۸۴)

۶...... ’’میرا استاذ مولوی فضل احمد‘‘ (ازالہ اوہام ص۸۷۸، خزائن ج۳ ص۵۷۹)

۷...... ’’میرے استاذ ایک بزرگ شیعہ تھے۔ ان کا مقولہ تھا کہ وبا کا علاج فقط تولاتبریٰ ہے۔‘‘

(دافع البلاء ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۲۳)

ف...... میرے خیال میں اسی رافضی استاد کی صحبت کا اثر تھا کہ یہ ہونہار شاگرد بھی ہمہ وقت تبرابازی کرتا رہتا تھا۔

۸...... مرزاغلام احمد نے سیالکوٹ کی ملازمت کے دوران کسی انگریزی دان سے انگریزی بھی پڑھنے کی کوشش کی تھی۔ مگر بوجہ غبی ہونے کے چل نہ سکا، اسی لئے مختاری کے امتحان میں بھی فیل ہوگیا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۱۵۶، روایت نمبر۱۵۰)

مندرجہ بالا اساتذہ کے علاوہ بھی مرزاقادیانی کے مزید استاذ اس کی سوانح عمری میں مندرج ہیں۔ جن کی مکمل فہرست یہ ہے۔

۱...... مولوی فضل احمد۔ ۲...... میاں فضل الٰہی۔

۳...... گل علی شاہ شیعہ۔ ۴...... خودمرزا کا والد غلام مرتضیٰ وغیرہ۔

لہٰذا اس تعلیم وتعلم کے سلسلہ کی صورت میں بھی جناب قادیانی نبی نہ ہوئے۔ کیونکہ اس نے خود ہی یہ قانون بنایا کہ ان کا معلم خود خدا ہوتا ہے۔

(براہین ص۷، خزائن ج۱ ص۱۶)

تو جب مرزا قادیانی کے اتنے استاذ برآمد ہو گئے تو یہ بقول خود بھی اس مقام کا مستحق کیسے ہوسکتا ہے؟ مرزا قادیانی نے اگرچہ اس موقع پر بھی ڈنڈی مارنے کی کوشش کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے توراۃ ایک یہودی عالم سے سبقاً سبقاً پڑھی۔ مگر یہ بات پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکتی۔ (کیونکہ خود قرآن مجید میں ہے کہ: ''اذ علمتك الکتاب'') نیز بصورت تسلیم مرزا قادیانی کا مندرجہ بالا اصول غلط ہو جائے گا۔ نیز بصورت تعلیم مسیح علیہ السلام آپ کی نبوت کا معاملہ مشکوک ہو جاتا ہے۔ لہٰذا ان تمام حوادثات سے بچنے کا ایک ہی راستہ ہے کہ مرزا قادیانی سے جان چھڑائی جائے اور اسے کوئی بھی منصب نہ دیا جائے تو پھر سارا معاملہ درست ہو جائے گا۔ اللہ اللہ تے خیر سلا!

۱...... کیونکہ نہ تو حضرت مسیح علیہ السلام نے کسی یہودی سے تورات پڑھی۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام کا معلم خود خدا ہوتا ہے۔ چنانچہ خود رب العالمین نے اس حقیقت کو بیان فرمایا۔ دیکھئے فرمان الٰہی ہے کہ: ''واذ علمتك الکتاب والحکمة والتوراة والانجیل (المائدہ:۱۱۰)'' ﴿اور جب کہ میں نے تجھے کتاب وحکمت اور توراۃ وانجیل کی تعلیم دی۔﴾

ملاحظہ فرمائیے! قادیانی کا افتراء اور توہین مسیح علیہ السلام کا انداز جو سراسر نص قرآنی کے بالکل خلاف ہے۔ بتائیے کیا نبی اور مجدد وملہم ایسے ہی ہوتے ہیں۔ جو قرآنی نصوص کے خلاف بیان کریں اور اس کے مقدس انبیاء کرام علیہم السلام کی کردارکشی کرتے پھریں؟ العیاذ باللہ!

۲...... اس بناء پر مرزا قادیانی کسی بھی منصب کا اہل نہیں ہوسکتا۔

۳...... نیز انبیاء کرام علیہم السلام کا تقدس وعظمت بھی بحال رہتی ہے۔

۴...... مسئلہ ختم نبوت بھی درست رہتا ہے۔ لہٰذا اس قادیانی سے ہمیشہ اجتناب کرنا ہی ضروری ہے۔

معیار نبوت

کہ نبی اپنی تعلیم اور دعویٰ میں غلطی نہیں کرتا۔ چنانچہ آنجہانی لکھتا ہے کہ: ''اصل بات یہ ہے کہ جس یقین کو نبی کے دل میں اس کی نبوت کے بارہ میں بٹھایا جاتا ہے۔ وہ دلائل تو آفتاب کی طرح چمک اٹھتے ہیں اور اس قدر تواتر سے جمع ہوتے ہیں کہ وہ امر بدیہی ہو جاتا ہے...... پس ایسا ہی نبیوں اور رسولوں کو ان کے دعویٰ کے متعلق اور ان کی تعلیموں کے متعلق بہت نزدیک سے دکھایا جاتا ہے اور اس میں اس قدر تواتر ہوتا ہے جس میں کچھ شک باقی نہیں رہتا۔ بعض جزوی

امور جو اہم مقاصد میں سے نہیں ہوتے، ان کو نظر کشفی دور سے دیکھتی ہے۔ ان میں کچھ تو اتر نہیں ہوتا۔ اس لئے کبھی ان کی تشخیص میں دھوکا بھی کھالیتی ہے۔" (اعجاز احمدی ص ۲۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۳۵)

پھر مرزا قادیانی اپنے بارہ میں خصوصاً لکھتے ہیں کہ: "ان الله لا یترکنی علی خطا طرفة عین ویعصمنی من کل مین ویحفظنی من سبل الشیطان"

(نور الحق ص ۸۶، خزائن ج ۸ ص ۲۷۲)

"بے شک اللہ مجھے غلطی پر ایک لمحہ بھر بھی باقی نہیں رہنے دیتا اور مجھے ہر غلط اور جھوٹ سے محفوظ فرمالیتا ہے۔ نیز شیطانی راستوں سے میری حفاظت فرماتا ہے۔"

ملاحظہ فرمائیے! جناب قادیانی، انبیاء علیہم السلام کے صدق کو کس اعلیٰ معیار پر بالخصوص اپنے صدق کو واضح فرمار ہے ہیں۔ مگر افسوس اور صد افسوس یہ صرف ان کا دعویٰ ہی دعویٰ ہے۔ عملی طور پر جناب قادیانی اس پر ایک فیصد بھی فٹ نہیں ہوتے۔ کیونکہ آنجناب اپنی مرکزی اور بنیادی بات یعنی حیات مسیح کے بارہ میں ہی ایک لمحہ نہیں ایک گھنٹہ نہیں ایک دن یا ماہ نہیں سال نہیں بلکہ پورے بارہ سال تک غلطی پر اڑے نہیں بلکہ ڈٹے رہے۔ اس عقیدہ کو بحوالہ آیات قرآنیہ اور ذخیرہ احادیث اور کتب تصوف وغیرہ اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ بتاتے رہے۔ چنانچہ خود اعتراف کرتے ہیں کہ: "پھر میں قریباً بارہ برس تک جو ایک زمانہ دراز ہے۔ بالکل اس سے بے خبر اور غافل رہا کہ خدا نے مجھے شدومد سے براہین میں مسیح موعود قرار دیا ہے اور اس میں حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے اس رسمی عقیدہ پر جما رہا۔ جب بارہ برس گذر گئے تب وہ وقت آ گیا کہ میرے پر اصل حقیقت کھول دی گئی۔ ورنہ میرے مخالف بتلادیں کہ میں نے باوجود یہ کہ براہین احمدیہ میں مسیح موعود بنایا گیا۔ بارہ برس تک یہ دعویٰ کیوں نہ کیا اور کیوں براہین میں خدا کی وحی کے مخالف لکھ دیا۔" (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳، ۱۱۴، مطبوعہ ۱۹۰۲ء)

تبصرہ: جناب قادیانی یہ کیوں کیوں کی گردان نہ سنائیے۔ بلکہ اپنے بیان کردہ معیار کے پیش نظر جواب دیجئے کہ جب نبی کو اپنی وحی پر کامل ترین یقین ہوتا ہے تو تجھے کیوں یقین نہ آیا۔ جب کہ یہ مسئلہ بھی تیری تعلیم کا بنیادی حصہ تھا۔ جزدی یا غیر اہم نہ تھا۔ وہ بھی بارہ سال تک، جب تجھے اپنی وحی پر مثل قرآن پختہ یقین تھا اور اگر تو ایک دم بھی شک کرتا تو کافر ہو جاتا۔

(تجلیات الٰہیہ ص ۲۰، خزائن ج ۲۰ ص ۴۱۲)

تو پھر تو بارہ سال تک کیوں کافر بنا رہا۔ جب تجھے خدا تعالیٰ ایک لمحہ بھی غلطی پر باقی

نہیں رہنے دیتا تو اس نے بارہ سال تک تجھے کیوں گمراہی کی دلدل میں پھینک رکھا؟ (معلوم ہوا کہ تیرا سارا چکر ہی ابلیسی ہے)

انبیاء عظام علیہم السلام تو خدائی تعلیم کے مطابق صحیح اور واقعی عقائد پر ہوتے ہیں۔ تو کیوں بارہ سال تک رسمی عقیدہ پر ڈٹا رہا؟ اللہ تعالیٰ نے تیری راہنمائی کیوں نہ فرمائی۔ یا تو ہی وحی الٰہی کو ٹالتا رہا۔ دونوں حالتوں میں تو کذاب ودجال بنتا ہے۔ تیری صداقت کا ذرہ بھی ثابت نہیں ہوتا۔ کمال ہے کہ خدا کی وحی تجھے براہین میں متنبہ کرتی ہے کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ مگر تو ایسا لایعقل اور بدھو ہے کہ بڑے اعتماد سے قرآنی آیات کے حوالہ سے اس کے خلاف مسیح کے جسمانی نزول کا عقیدہ بار بار درج کرتا رہا۔ غرضیکہ تو ہر حالت میں نااہل، نالائق، بدھو اور احمق ہی قرار پائے گا، تیرا کوئی بھی پہلو درست نہیں ہوسکتا۔

گیارھواں میعار، قادیانی مباہلہ اور ان کا انجام

قادیانی کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے کئی مباہلے کئے جن میں وہ کامیاب رہا۔

الجواب: مرزا قادیانی کے مباہلہ کے بارہ میں جو شرائط اس نے خود لگائی ہیں۔ وہ اس کے کسی بھی مباہلہ میں ظاہر نہیں ہوئیں۔ لہٰذا قادیانی اپنے کسی بھی مباہلہ کو اپنی صداقت کے لئے پیش نہیں کرسکتا۔

مباہلہ کے لئے قادیانی شرائط

جناب قادیانی لکھتا ہے کہ:

۱...... ’’میں بھی یہ شرط کرتا ہوں کہ میری دعاء کا اثر صرف اسی صورت میں سمجھا جائے گا کہ جب تمام وہ لوگ جو مباہلہ کے میدان میں بالمقابل آویں۔ ایک سال تک ان بلاؤں میں سے کسی بلا میں گرفتار ہو جاویں۔ اگر ایک بھی باقی رہا تو میں اپنے تئیں کاذب سمجھوں گا۔ اگرچہ وہ ہزار ہوں یا دو ہزار...... میرے مباہلہ میں یہ شرط بھی ہے کہ اشخاص مندرجہ ذیل میں سے کم سے کم دس آدمی حاضر ہوں۔ اس سے کم نہ ہوں۔‘‘ (انجام آتھم ص۶۷، خزائن ج۱۱ ص۶۷)

۲...... ’’مگر یہ شرط ضرور ہے کہ جو الہامات میں نے رسالہ (انجام آتھم ص۵۱ تا ص۶۲) تک لکھے ہیں۔ وہ کل الہامات اپنے اشتہار مباہلہ میں لکھے اور محض حوالہ نہ دے۔ بلکہ کل الہامات مندرجہ صفحات مذکورہ کی نقل اشتہار میں درج کرے۔‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۳۳، خزائن ج۱۱ ص۳۱۷)

۳..... ''یہ بھی یاد رہے کہ اصل مسنون طریقہ مباہلہ میں یہی ہے کہ جو لوگ ایسے مدعی کے ساتھ مباہلہ کریں جو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ رکھتا ہو اور اس کو کاذب اور کافر ٹھہرائیں، وہ جماعت مباہلین کی ہو۔ صرف ایک دو آدمی نہ ہوں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۵، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱۹)

۴..... ''اور اگر کوئی ایسا نہ کرے اور پھر کسی دوسرے وقت میں مباہلہ کی درخواست بھیجے تو ایسی درخواست منظور نہیں کی جائے گی۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۶، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۰)

اب ہم دیکھتے ہیں کہ جن شرائط کا تذکرہ مرزا قادیانی نے کیا ہے۔ کیا وہ شرائط اس کے مباہلات میں پائی گئیں؟ ہرگز نہیں۔ جب وہ شرائط نہ پائی گئیں تو مرزا قادیانی اور اس کی ذریت باطلہ کس طرح ان کو اپنی حقانیت کی دلیل بنا سکتے ہیں۔ جب وہ شرائط ہی نہ پائی گئیں تو مرزا قادیانی کیسے کہہ سکتا ہے کہ یہ لوگ میرے مباہلہ کے اثرات سے مرے۔

وہ حضرات جن کو مرزا قادیانی اپنے مباہلہ کا شکار قرار دیتا ہے: مولانا نذیر حسین دہلویؒ، مولوی اصغر علیؒ، مولوی عبدالمجید دہلویؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا سعد اللہ لدھیانوی، مولوی محمد لدھیانوی، مولوی غلام رسول عرف رسل بابا، مولوی اسماعیل، مولوی شاہ دین، مولوی غلام دستگیر قصوری، لیکھرام وغیرہ۔

(حقیقت الوحی ص ۲۲۸، ۲۸۷، ۳۰۰، ۳۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۲۳۹، ۳۰۰، ۳۱۳، ۳۴۳، ۳۵۴، تتمہ حقیقت الوحی ص ۲۳)

اس کے علاوہ مرزا قادیانی کی تکذیب کے لئے اس کا یہی اقرار کافی ہے کہ: ''ان لوگوں میں سے کوئی مباہلہ کے لئے نہیں آیا۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۰۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۳)

نیز یہی بات اس نے (انجام آتھم ص ۶۶) پر بھی لکھی ہے۔

تو جب بقول شما تیری شرائط کے مطابق کوئی میدان مباہلہ ہی میں نہیں آیا تو پھر وہ تیرے مباہلہ کے شکار کیسے ہو گئے؟ جناب آنجہانی دریں صورت تیرا مباہلہ کو اپنی صداقت کے لئے پیش کرنا کس قدر دجل وفریب ہے۔ ''الا لعنة الله على الكاذبين'' نیز ان حضرات میں جو فوت ہوئے، وہ ان کی انفرادی موت تھی۔ اجتماعی نہ تھی۔ لہٰذا تو ان کی وفات کو اپنے صدق کی دلیل کیسے بنا سکتا ہے؟ پھر یہ افراد سال کے اندر اندر نہیں بلکہ مختلف اوقات میں اپنے اپنے وقت پر دار آخرت کو سدھارے۔ لہٰذا ان حقائق کی موجودگی میں تو اپنا الو کیسے سیدھا کر سکتا ہے؟ ہاں تم مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے مقابلہ میں دعائے استفتاح کے نتیجہ میں ضرور مرے۔

بارھواں معیار

"یا نبی اللہ کنت لا اعرفك" (الاستفتاء ص۸۵، خزائن ج۲۲ ص۷۱۳)

یعنی الہام میں خدا مرزا قادیانی کو خطاب کر رہا ہے کہ اے اللہ کے نبی، میں تجھے نہیں پہچانتا تھا۔ دیکھئے اس الہام میں کوئی تقدیر نہیں کہ اس کا قائل فلاں ہے فلاں ہے اور صرف عن الظاہر کی کوئی دلیل نہیں تو معلوم ہوا کہ اسے خدا نے صاف کہہ دیا کہ اے مرزا میں تو تجھے جانتا بھی نہیں کہ تو کہاں سے ٹپک پڑا؟ میں تو سلسلہ نبوت اپنے حبیب خاتم الانبیاء ﷺ پر ختم کر چکا ہوں۔ تو کہاں سے یہ دعویٰ کر رہا ہے۔ لہٰذا "انت کذاب دجال"

ایسے ہی مرزا قادیانی کو یہ الہام بھی ہوا کہ: "لقد جئت شیئا فریا ۰ ماکان ابوك امرا سوء وما کانت امك بغیا" (تذکرہ ص۷۱۲)

"اے مرزا! یہ تو ایک بہتان باندھ لایا۔ (کہ دعویٰ نبوت کر دیا) تیرا باپ ایسا برا آدمی نہ تھا اور نہ ہی تیری ماں کوئی بدکار تھی۔ تو کس راستہ پر چل پڑا۔ وہ دونوں تو صحیح ختم نبوت کے قائل تھے۔"

ملاحظہ فرمایئے کہ اسے الہام میں کہا جا رہا ہے کہ اے مرزا تو بہت بڑا بہتان گھڑ لایا ہے۔ دعویٰ نبوت اور مسیحیت کرنے کی جرأت کر لی۔ تیرا خاندان سو برا سہی مگر اتنی خرابی اس میں نہ تھی۔ لہٰذا "ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ کذبا" یعنی اس سے بڑا ظالم کون ہو سکتا ہے جو خدا کے ذمے جھوٹ لگائے کہ اس نے مرزا قادیانی کو مسیح بنایا، نبی بنایا، مجدد و مہدی بنایا۔ جب کہ اس نے اسے کچھ بھی نہ بنایا تھا۔

اس سلسلہ میں اب مرزا قادیانی کی ایک ذاتی تحریر سنئے لکھتے ہیں کہ: "اگر ہم بے باک اور کذاب ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کے سامنے افتراؤں سے نہ ڈریں تو ہزار درجہ ہم سے کتے اور سور اچھے ہیں۔" واقعی! (نشان آسمانی ص۲، خزائن ج۴ ص۳۶۲)

اب فیصلہ واضح ہے کہ جناب مرزا قادیانی کی تحریرات سے وہ مفتری علی اللہ ثابت ہو گئے اور خدا کے فرمان کے تحت ظالم ترین اور اپنے فتویٰ کے مطابق کتے اور سور سے بھی بدتر ہے۔ اس کے بعد ہم مرزا قادیانی کو کیا سمجھیں اور مرزا قادیانی کے پلے اب باقی رہ کیا گیا ہے جو یہ قادیانی لئے بیٹھے ہیں۔ لہٰذا تمام قادیانیوں کو اس خناس اعظم سے جان چھڑا لینا چاہئے۔ تاکہ وہ دونوں جہان کی رسوائیوں سے بچ سکیں۔ "واللہ یھدی السبیل ویھدی الیٰ طریق مستقیم"

تیرھواں معیار، صدق وکذب کا ایک عظیم برہان، مرزا قادیانی کی دعائے استفتاح اور اس کا انجام، حضرت مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے ساتھ مرزا قادیانی کا آخری فیصلہ

مرزا قادیانی ساری زندگی مکروفریب اور شاطرانہ چالبازیوں کے تانے بانے بنتا رہا۔ ہمیشہ حق کو چیلنج کرتا، دعوت مبارزت ومباہلہ دیتا۔ مگر حیلہ بہانہ سے سامنے آنے سے کنی کتراجاتا۔ اسی بناء پر اس کے اکثرت مباحثات تحریری ہیں، تقریری نہیں۔ مگر رب قدیر نے آخر میں اسے اپنے غضب وقہر کے شکنجے میں ایسا جکڑا کہ جس سے وہ نکل نہ سکا۔

ہوا یوں کہ مرزا قادیانی نے ۱۵؍اپریل ۱۹۰۷ء کو اپنی طرف سے ایک اشتہار شائع کیا کہ:

''بخدمت مولوی ثناء اللہ صاحب، السلام علیٰ من اتبع الھدیٰ''

مدت سے آپ کے پرچہ اہل حدیث میں میری تکذیب اور تفسیق کا سلسلہ جاری ہے۔ ہمیشہ مجھے آپ مردود، کذاب، دجال ومفسد کے نام سے منسوب کرتے ہیں اور دنیا میں میری نسبت شہرت دیتے ہیں کہ یہ شخص مفتری اور کذاب اور دجال ہے، اور اس شخص کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا سراسر افتراء ہے۔ میں نے آپ سے بہت دکھ اٹھایا اور صبر کرتا رہا۔ (یہ بھی جھوٹ ہے بلکہ تو ہمیشہ ترکی بہ ترکی ان کی توہین وتنقیص میں سرگرم رہا۔ ناقل) مگر چونکہ میں دیکھتا ہوں کہ میں حق کو پھیلانے کے لئے مامور ہوں اور آپ بہت سے افتراء میرے پر کر کے دنیا کو میری طرف آنے سے روکتے ہیں اور مجھے ان گالیوں اور ان تہمتوں اور ان الفاظ سے یاد کرتے ہیں کہ جن سے بڑھ کر کوئی لفظ سخت نہیں ہوسکتا۔ اگر میں ایسا ہی کذاب اور مفتری ہوں جیسا کہ اکثر آپ اپنے ہر پرچہ میں مجھے یاد کرتے ہیں تو میں آپ کی زندگی ہی میں ہلاک ہو جاؤں گا۔ کیونکہ میں جانتا ہوں کہ مفسد اور کذاب کی بہت عمر نہیں ہوتی۔ (یہ بھی غلط ہے، قرآن میں ہے: ''انما نملی لھم لیزدادوا اثما'') اور آخر وہ ذلت اور حسرت کے ساتھ اپنے اشد دشمنوں کی زندگی میں ہی ناکام ہلاک ہو جاتا ہے۔ (یہ بھی ضروری نہیں، دیکھئے مسیلمہ کذاب رحلت خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد ہلاک ہوا) اور اس کا ہلاک ہونا ہی بہتر ہوتا ہے۔ تا خدا کے بندوں کو تباہ نہ کرے۔ (بے شک ایسا ہی ہے) اور اگر میں کذاب اور مفتری نہیں ہوں اور خدا کے مکالمہ اور مخاطبہ سے مشرف ہوں اور مسیح موعود ہوں تو میں خدا کے فضل سے امید رکھتا ہوں کہ آپ سنت اللہ کے مطابق مکذبین کی سزا سے نہیں بچیں گے۔ پس اگر وہ سزا جو انسان کے ہاتھوں سے نہیں بلکہ محض خدا کے ہاتھوں سے ہے۔ جیسے طاعون، ہیضہ وغیرہ مہلک بیماریاں، آپ پر میری زندگی میں ہی وارد نہ ہوئی تو میں خدا

کی طرف سے نہیں۔ یہ کسی الہام یا وحی کی بناء پر پیش گوئی نہیں محض دعا کے طور پر میں نے خدا سے فیصلہ چاہا ہے۔ (معلوم ہوا کہ یہ مباہلہ نہیں محض دعاء ہے۔ جس کے لئے فریق ثانی کی منظوری یا نامنظوری ضروری نہیں) اور میں خدا سے دعاء کرتا ہوں کہ اے میرے مالک بصیر وقدیر جو علیم وخبیر ہے، جو میرے دل کے حالات سے واقف ہے، اگر یہ دعویٰ مسیح موعود ہونے کا محض میرے نفس کا افتراء ہے اور میں تیری نظر میں مفسد اور کذاب ہوں اور دن رات افتراء کرنا میرا کام ہے تو اے میرے پیارے مالک، میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب کی زندگی میں مجھے ہلاک کر اور میری موت سے ان کو اور ان کی جماعت کو خوش کر دے۔ (انشاء اللہ ایسا ہی ہوگا اور ہوا) آمین! مگر اے میرے کامل اور صادق خدا، اگر مولوی ثناء اللہ ان تہمتوں میں جو مجھ پر لگاتا ہے، حق پر نہیں تو میں عاجزی سے تیری جناب میں دعاء کرتا ہوں کہ میری زندگی میں ہی ان کو نابود کر۔ مگر نہ انسانی ہاتھوں سے بلکہ طاعون وہیضہ وغیرہ امراض مہلکہ سے بجز اس صورت کے کہ وہ کھلے کھلے طور پر میرے روبرو اور میری جماعت کے سامنے ان تمام گالیوں اور بدزبانیوں سے توبہ کرے۔ جن کو وہ فرض منصبی سمجھ کر ہمیشہ مجھے دکھ دیتا ہے۔ آمین یا رب العالمین!...... اب میں تیرے ہی تقدس اور رحمت کا دامن پکڑ کر تیری جناب میں ملتجی ہوں کہ مجھ میں اور ثناء اللہ میں سچا فیصلہ فرما اور وہ جو تیری نگاہ میں درحقیقت مفسد اور کذاب ہے۔ اس کو صادق کی زندگی میں ہی دنیا سے اٹھالے یا کسی اور سخت آفت میں جو موت کے برابر ہو، مبتلا کر۔ اے میرے پیارے مالک تو ایسا ہی کر، آمین ثم آمین!'' ربنا افتح بيننا وبين قومنا بالحق وانت خير الفاتحين ۔ آمين!'' (مرزا قادیانی کے شائع کردہ مجموعہ اشتہارات ج۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

تبصرہ وتجزیہ

ناظرین کرام! قادیانی کی یہ طویل تحریر بغور مطالعہ فرما کر فیصلہ کریں کہ آیا یہ مباہلہ ہے یا صرف دعا یک طرفہ ہے۔ جس کے وقوع کے لئے فریق ثانی کی منظوری یا عدم منظوری کو کچھ دخل نہیں۔

۱...... پھر اس کے یک طرفہ دعاء ہونے کی تائید میں مرزا قادیانی نے آخر میں قرآن مجید کی ایک دعاء بھی نقل کر دی۔ جو حضرت شعیب علیہ السلام نے قوم سے مایوس ہو کر خدا کے حضور پیش کی تھی اور وہ فریق مخالف یعنی کفار ومنکرین کی منظوری یا عدم منظوری کی شرط کے بغیر ہی کامل طور پر وقوع پذیر ہوگئی۔ ان کے منکر وکذاب تباہ وبرباد ہوگئے۔

۲...... ایسے ہی حضرت نوح علیہ السلام نے بھی اپنے اور قوم کفار کے درمیان خدائی فیصلہ کے لئے دعاء کی تھی۔ جس کا تذکرہ رب کریم اپنے کلام مجید میں یوں فرماتے ہیں۔

’’قال رب ان قومی کذبون ۰ فافتح بینی وبینہ فتحا ونجنی ومن معی من المؤمنین (الشعراء:۱۱۸،۱۱۹)‘‘ ﴿اے میرے مالک و مربی میری امت نے تو مجھے جھٹلا دیا سو تو میرے اور ان کے درمیان سچا فیصلہ فرمادے۔﴾

دیکھئے مرزا قادیانی نے بھی بالکل یہی عنوان اختیار فرمایا ہے کہ اے اللہ، مجھے ثناء اللہ کذاب ودجال کہتا ہے۔ تو اگر میں ایسا ہی ہوں تو مجھے ہلاک کردے ورنہ اسے ہلاک فرما۔ اب اس میں مخالفین نوح علیہ السلام سے منظوری کا کوئی مطالبہ نہ تھا کہ آیا تمہیں یہ طریق فیصلہ منظور ہے یا نہیں؟ بلکہ محض خدا کے حضور یک طرفہ دعاء ہے۔ جس کی منظوری کے متعلق ہر فرد بشر خوب جانتا ہے کہ منکرین ہلاک ہوگئے اور خدا کے برگزیدہ نبی علیہ السلام بخیر وسلامتی زندہ رہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے اس طرز پر خدا سے فیصلہ طلب کیا، نہ کہ مباہلہ کی دعوت دی۔ (جس کے لئے فریقین کی منظوری اور حاضری ضروری ہے) تو اللہ تعالیٰ نے حسب خواہش قادیانی واقعتاً کذاب ودجال کو سچے کی زندگی میں اس کی منہ مانگی موت ہیضہ سے ہلاک کردیا۔ بات تو بالکل واضح ہے مگر کچھ قادیانی افراد اس میں شیطانی تاویلیں کرتے رہتے ہیں کہ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اس کو منظور نہ کیا تھا۔ لہٰذا مرزا قادیانی کا مرنا فیصلہ نہیں۔ محض اتفاق ہے۔ حالانکہ مندرجہ بالا تفاصیل سے ان کی اس تاویل کا باطل ہونا اظہر من الشمس ہے کہ مرزا واقعتاً اپنی دعاء کے نتیجہ میں منہ مانگی موت سے ہلاک ہوا ہے اور جناب مولانا ثناء اللہ اس کے بعد چالیس سال تک عیش وسکون کی زندگی گذار کر بلکہ قادیانی کو کذاب ودجال ثابت کر کے ۱۹۴۸ء میں خدا کے حضور حاضر ہوئے۔ وہ اپنے اس مشن سے ذرہ پیچھے نہ ہٹے۔ بلکہ پہلے سے بڑھ کر اس محاذ پر قادیانیت کے پرخچے اڑاتے رہے۔

جب قادیانی بقول خود ہیضہ کی مہلک مرض سے ہلاک ہوکر اپنے کذاب وافتراء پر مہر تصدیق ثبت کر گیا۔ (دیکھئے مرزا کے خسر ناصر نواب کی کتاب حیات ناصر ص۱۴، مطبوعہ دسمبر ۱۹۲۷ء)

اب قادیانی حضرات کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس واضح خدائی فیصلہ کے بعد کچھ ہوش کریں کہ مرزا قادیانی کا کذب وافتراء تو سو فیصد ثابت ہوگیا تو تم کیوں اس منحوس کے دامن سے چمٹے ہوئے ہو۔ تمہیں اپنی قبر اور حشر کی فکر نہیں؟

خدارا کچھ خیال کیجئے!! آخر ضد، ہٹ دھرمی کی ایک حد ہوتی ہے۔ اتنی ہٹ دھرمی نہیں ہونی چاہئے کہ انسان اپنی عاقبت کی بھی فکر نہ کرے اور ایک واضح اور ثابت شدہ کذاب ودجال

سے وابستہ رہ کر ہمیشہ ہمیشہ جہنم کا ایندھن بن جائے۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں عقل وتمیز سے نوازا ہے، تم کیوں اس دجال سے وابستہ رہنے پر ادھار کھائے بیٹھے ہو۔ الحذر الحذر!

بچئے اور اپنی آل واولاد کو بھی بچاؤ اس مکار وعیار سے۔ فرمان الٰہی ہے کہ: ''قوا انفسکم واھلیکم نارا (تحریم:۶)'' اللہ تعالیٰ آپ کو راہ ہدایت اور صراط مستقیم سے نوازے آمین! ''اللھم انا نعوذبك من فتنة المسیح الدجال''

ف...... مرزا قادیانی کی یہ دعاء بطور فیصلہ کے تھی۔ اس میں فریق مخالف کی منظوری شرط نہیں ہے۔ جیسے کہ بطور مثال قرآنی مثالیں عرض کر دی گئی ہیں۔ اب اسی طرح خود مرزا قادیانی کی ذاتی تحریر سے بھی ثبوت لیجئے۔ جناب قادیانی مولوی غلام دستگیر قصوری کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''انہوں نے اپنی کتاب میں میرے حق میں بددعا کی تھی کہ اے اللہ مرزا اور اس کے متبعین کو ہدایت دے، ورنہ تباہ وبرباد کر دے تو اس کے نتیجہ میں وہ خود ہی مر گئے۔''

(نشان نمبر ۱۳۵، حقیقت الوحی ص ۳۳۰، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۳)

یہی بات ہم کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے خدا سے یک طرفہ دعاء کی، تو خود ہی اس کے نتیجہ میں ہلاک ہو کر اپنے کذب، پر مہر لگادی۔

چودھواں معیار، تکمیل مشن

۱...... مرزا قادیانی نے کسی کی صداقت کی جو علامات لکھی ہیں۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو موت نہیں دیتا۔ جب تک وہ کام پورا نہ ہو جائے۔ جس کے لئے وہ بھیجے گئے ہیں اور جب تک پاک دلوں میں ان کی قبولیت نہ پھیل جائے۔ تب تک البتہ سفر آخرت ان کو پیش نہیں آتا۔ (ازالہ اوہام ص ۴۴۸، خزائن ج ۳ ص ۳۳۸، نمبر ۱۹)

۲...... نیز لکھا ہے کہ: ''وان الانبیاء لا ینقلون من ھذہ الدنیا الیٰ دار الاخرة الا بعد تکمیل رسالات قد ارسلوا لتبلیغھا''

(حمامتہ البشریٰ ص ۳۹، خزائن ج ۷ ص ۲۴۳، اربعین نمبر ۲ ص ۵، خزائن ج ۱۷ ص ۳۴۴)

۳...... ''لیکن زیرک لوگ اس کو خوب جانتے ہیں کہ ایسے مامور من اللہ کی صداقت کا اس سے بڑھ کر اور کوئی ثبوت ممکن نہیں کہ جس خدمت کے لئے اس کا دعویٰ ہے کہ اس کے بجالانے کے لئے میں بھیجا گیا ہوں۔ اگر وہ خدمت کو ایسی طرز پسندیدہ اور طریق برگزیدہ سے ادا کر دیوے جو دوسرے اس کے شریک نہ ہو سکیں تو یقیناً سمجھا جائے گا کہ وہ اپنے دعویٰ میں سچا تھا۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۵۳، خزائن ج ۳ ص ۳۹۸)

اب ہم مندرجہ بالا معیار پر جب مرزا قادیانی کو پرکھتے ہیں تو ہمیں آنجہانی یہ اعتراف کرتے ہوئے نظر آتے ہیں کہ: ’’مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں وہ طاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مراد تھی اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ میں اس درد کو ساتھ لے جاؤں گا کہ جو کچھ کرنا چاہئے تھا، میں کر نہیں سکا..... مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی اور مردہ ہوں نہ زندہ۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۵۹، خزائن ج۲۲ ص۴۹۳)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جناب قادیانی اپنی ذمہ داری پوری نہ کر سکا۔ بلکہ ادھوری ہی چھوڑ کر راہی ملک عدم ہوگیا۔ ’’فاعتبروا یا اولی الابصار‘‘

ف..... اس بیچارے نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بھی لکھ دیا کہ وہ انجیل کو ناقص ہی چھوڑ کر آسمانوں پر جا بیٹھے۔ (براہین ص۳۶۱، خزائن ج۱ ص۴۳۱) کے اس اقتباس کے تحت تو حضرت مسیح علیہ السلام بھی..... ’’الا لعنۃ اللّٰہ علی الکاذبین‘‘ مگر یہ بات نہیں۔ بلکہ مسیح اپنے مشن کی تکمیل کریں گے۔ کیونکہ ابھی وہ فوت نہیں ہوئے۔ دوبارہ آکر تمام یہود بمع گمراہ عیسائیوں کے راہ راست پر لے آویں گے۔ گویا ان کا یہ نقصان مشن ان کی زندگی کی دلیل ہے۔ ورنہ ان کے سچے نبی ہونے میں تو مرزا قادیانی کو بھی شک نہ تھا۔

مزید سماعت فرمائیے۔ قادیانی لکھتے ہیں کہ: ’’میری صداقت اس سے معلوم کر لو کہ جس کام کے لئے میں آیا ہوں وہ پورا ہوا ہے یا نہ؟ اگر وہ غرض پوری نہ ہو تو خواہ میرے کروڑ نشان ومعجزات ہوں، کوئی ان کا اعتبار نہیں۔‘‘ (دیکھئے قادیانی اخبار بدر مورخہ ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء)

اصل عبارت درج ذیل ہے۔ ’’مگر باوجود ان تمام علامتوں کے طالب حق کے لئے میں یہ بات پیش کرتا ہوں کہ میرا کام جس کے لئے میں اس میدان میں کھڑا ہوں یہی ہے کہ میں عیسیٰ پرستی کے ستون کو توڑ دوں اور بجائے تثلیث کے توحید کو پھیلاؤں اور آنحضرت ﷺ کی جلالت اور عظمت اور شان دنیا پر ظاہر کر دوں۔ پس اگر مجھ سے کروڑ نشان بھی ظاہر ہوں اور یہ علت غائی ظہور میں نہ آوے تو میں جھوٹا ہوں۔ پس دنیا مجھ سے کیوں دشمنی کرتی ہے۔ وہ میرے انجام کو کیوں نہیں دیکھتی؟ اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا جو مسیح موعود ومہدی معہود کو کرنا چاہئے تھا تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مر گیا تو پھر سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘ والسلام فقط غلام احمد!

(اخبار البدر ج۲ نمبر۲۹ ؍جولائی ۱۹۰۶ء ص۴، مکتوبات احمدیہ حصہ اوّل ج۶ ص۱۶۲)

تبصرہ وتجزیہ

ناظرین کرام! آیئے مل کر ہم قادیانی کو اس معیار پر پرکھیں کہ کسر صلیب سے کیا مراد ہے؟ ادلہ توحید کو واضح کرنا اور دلائل تثلیث کو باطل کرنا ہے یا کہ عیسائیوں کی تعداد کو کم کر کے مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ کرنا ہے؟ اگر مراد شق اوّل ہے تو جناب آنجہانی قادیانی اس میں سراسر ناکام اور جھوٹا ہے۔ اس لئے کہ ادلہ تثلیث کو قرآن مجید نے پہلے ہی باطل کر کے دلائل توحید خالص کو اظہر من الشمس کر دیا ہے اور بائبل کی رو سے یا عقلی طور پر دلائل تثلیث کو توڑنے کا نہایت بہترین کام حضرت مولانا رحمت اللہ کیرانویؒ، سید آل حسنؒ ودیگر اکابرین امت اپنی تصانیف میں کر چکے ہیں۔ ان کے مقابلہ میں مرزا قادیانی کے مباحثات اور تحریرات تو عشر عشیر بھی نہیں۔ بلکہ مرزا قادیانی تو خود انہیں بزرگوں کا خوشہ چین ہے۔ نیز مختلف مباحث میں یہ نہایت ناکام رہا ہے۔ پادری آتھم کے مقابلہ میں بری طرح ناکام ہوا۔ جب کہ اس بحث کا خاتمہ مرجہ اناجیل سے نہایت سہولت سے ہوسکتا تھا۔ مگر یہ اپنے اعوان وانصار مثل نوردین وغیرہ کے ساتھ مل کر بھی پندرہ دن تک مغز ماری کرتا رہا لیکن کچھ نہ بنا۔ بالآخر ایک الہام کا بہانہ بنا کر بھاگ کھڑا ہوا۔ یہ تمام تفصیل اس کی ذاتی کتاب جنگ مقدس سے معلوم ہو سکتی ہے۔

اگر مراد اس سے دوسری شق ہے کہ عیسائی شمار کم ہو جائے اور مسلمان بکثرت ہو جائیں تو اس شق میں مرزا قادیانی باقرار خود ہی نہایت ناکام ہوا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ:

۱...... ’’کلکتہ میں جو پادری ہیکٹر صاحب نے اندازہ کرستان شدہ آدمیوں کا بیان کیا ہے۔ اس سے ایک نہایت قابل افسوس خبر ظاہر ہوتی ہے۔ پادری صاحب فرماتے ہیں کہ جو پچاس سال سے پہلے تمام ہندوستان میں کرستان شدہ لوگوں کی تعداد صرف ستائیس ہزار تھی، اب پچاس سال میں یہ کارروائی ہوئی جو ستائیس ہزار سے پانچ لاکھ تک شمار عیسائیوں کا پہنچ گیا۔‘‘

(دیکھئے مرزا قادیانی کی کتاب براہین احمدیہ ص ح، خزائن ج۱ ص۶۹)

یہ قادیانی کا کسر صلیب اور اشاعت وغلبہ اسلام کا منظر براہین کے وقت کا ہے۔ اس کے بعد مزید ملاحظہ فرمایئے قادیانی لکھتا ہے کہ:

۲...... ’’کیونکہ انتیس لاکھ نومرتد عیسائی پنجاب اور ہندوستان میں ظاہر ہوگیا۔‘‘

(نزول مسیح ص۲۹، خزائن ج۱۸ ص۴۰۷)

۳...... ’’اس ملک ہندوستان میں ۲۹ لاکھ انسان مرتد ہوا، عیسائی ہوگیا۔‘‘

(ملفوظات ج۳ ص۴۳۰)

ملاحظہ فرمائیں جوں جوں دنیا میں مرزا قادیانی نے کام کیا اس کی تکذیب یعنی کثرت عیسائیاں مزید سے مزید ہو رہی ہے۔ کہاں وہ چند لاکھ اور کہاں آج کی مردم شماری جو صرف پاکستان میں پچاس ساٹھ لاکھ بتائی جاتی ہے اور عالمی سطح پر ان کی کثرت اور غلبہ شوکت تو نہایت قابل توجہ ہے۔ یہ ہے مرزا قادیانی کی کسر صلیب۔ نام نہند زنگی را کافور!

پندرھواں معیار، تحریف قرآن

مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''یونہی کسی آیت کا سر پیر کاٹ کر اپنے مطلب کے موافق بنا کر پیش کر دینا یہ تو ان لوگوں کا کام ہے جو سخت شریر اور بدمعاش اور گندے کہلاتے ہیں۔''

(چشمہ معرفت ص ۱۹۵، خزائن ج ۲۳ ص ۲۰۴)

نیز لکھا کہ: ''سو قرآن کے برخلاف اس کے اور معنی کرنا یہی تحریف اور الحاد اور دجل ہے۔''

(نزول مسیح ص ۴۰، خزائن ج ۱۸ ص ۴۱۸)

نیز قرآن مجید کا اعلان ہے کہ: ''ومن اظلم ممن افتریٰ علی اللہ'' یعنی اس شخص سے زیادہ ظالم کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے ذمے جھوٹ لگائے۔

نیز بقول مرزا قادیانی مفتری علی اللہ سوروں اور کتوں سے بھی بدتر ہے۔

(نشان آسمانی ص ۲، خزائن ج ۴ ص ۳۶۲)

ناظرین کرام! آپ نے اقتباسات میں قادیانی کا یہ اعتراف اور فیصلہ سن لیا کہ خدا کے ذمے جھوٹ لگانے والا اور قرآن مجید میں تحریف اور من مانے مفہوم بتانے والا کتوں اور سوروں سے بدتر نیز وہ سخت بدمعاش اور غنڈہ قسم کا انسان ہے۔

اب آپ ذیل میں جناب قادیانی کے افتراء دجل وفریب اور تحریف قرآن کے صرف چند نمونے اور مظاہرے ملاحظہ فرمائیں۔

قادیانی افتراء

قادیانی اپنی کتاب کشتی نوح میں لکھتا ہے کہ: ''اور اسی واقعہ کو بطور پیش گوئی کمال تصریح سے بیان کیا گیا ہے کہ عیسیٰ بن مریم اس امت میں اس طرح پیدا ہوگا کہ پہلے کوئی فرد اس امت کا مریم بنایا جائے گا اور پھر بعد اس کے اس مریم میں عیسیٰ کی روح پھونک دی جائے گی۔ پس وہ مریمیت کے رحم میں ایک مدت تک پرورش پا کر عیسیٰ کی روحانیت میں تولد پائے گا اور اس طرح پر وہ عیسیٰ بن مریم کہلائے گا۔ یہ وہ خبر محمدی ابن مریم کے بارہ میں ہے جو قرآن شریف میں یعنی سورہ تحریم میں اس زمانہ سے تیرہ سو برس پہلے بیان کی گئی ہے۔'' (کشتی نوح ص ۴۵،۴۶، خزائن ج ۱۹ ص ۴۹)

اب فرمایئے کیا وہاں اس قادیانی پیش گوئی کا کوئی اشارہ بھی ہے۔ بلکہ یہ تو مرزا قادیانی خود ہی آیت کے مفہوم کو توڑ موڑ کر اپنے نفسانی اور شیطانی مطلب کے موافق بنا رہا ہے اور خود اپنے فتویٰ کے مطابق کتوں اور سوروں سے بھی بدترین بن رہا ہے۔ دجل وافتراء کا ارتکاب کر کے نہایت بدمعاش اور غنڈہ بن گیا ہے۔ کیونکہ آج تک کسی بھی محدث ومفسر نے یہ مفہوم بیان نہیں کیا۔

اصل حقیقت سنئے: سورہ تحریم میں اصل حقیقت یہ ہے کہ رب کائنات نے صرف کسی نسبت کے غیر مؤثر ہونے اور ذاتی عقیدہ وحسن کردار پر کامیابی کا انحصار بیان فرماتے ہوئے چار خواتین کا تذکرہ فرمایا ہے۔ پہلے نمبر پر دو ان خواتین کا تذکرہ ہے کہ جن کی نسبت تو نہایت اونچی تھی۔ مگر ذاتی نظریہ وکردار بالکل منفی تھا۔ یعنی حضرت نوح اور لوط علیہما السلام کی بیویاں جو کہ ایمان وکردار صالح سے خالی تھیں تو فرمایا ان کو یہ پیغمبری کی نسبت کام نہ آئے گی۔ بلکہ ان کو ''قیل ادخلا النار مع الداخلین'' کا فرمان کبریا سنا دیا جائے گا۔

اور دوسرے نمبر پر دو ان خواتین کا تذکرہ فرمایا کہ جن میں سے اوّل الذکر یعنی فرعون کی اہلیہ آسیہ خاتون کی نسبت تو بالکل منفی تھی۔ مگر ان کا ایمان وکردار قابل رشک تھا۔ لہٰذا انہیں اسی دنیا میں دار آخرت کی بہترین زندگی کی بشارت سنا دی گئی اور دوسرے نمبر پر حضرت مریم علیہا السلام کا ذکر فرمایا کہ یہ بھی اعلیٰ کردار کی مالک تھیں۔ اس لئے یہ بھی سعادت دارین سے بہرہ ور ہوں گی اور نہایت صالح زمرہ میں شامل ہوں گی۔ بتلایئے یہاں قادیانی مفہوم کیسے ثابت ہو گیا کہ ایک مغل بچہ کو پہلے صفات مریمیت سے متصف کیا جائے گا۔ پھر اس میں عیسیٰ کی روح نفخ کی جائے گی۔ پھر اسے دس ماہ حمل رہے گا۔ یہ مفہوم کیسے بنے گا؟ کیا کسی حدیث میں ایسا مفہوم منقول ہے؟ کسی صحابی یا تابعی یا آئمہ، محدثین، مفسرین، مجددین واولیائے کرام میں سے کسی نے بھی یہ مفہوم ذکر کیا ہے؟ حالانکہ بقول مرزا قادیانی قرآن کو تحریف لفظی وتحریف معنوی سے محفوظ رکھا۔

(ایام الصلح ص۵۵، خزائن ج۱۴ ص۲۸۸)

مگر یہ قادیانی مفہوم تو ہمیں کسی بھی کونے کھدرے میں سوائے دجال گڑھ (قادیان) کے نظر نہیں آیا۔ نیز اگر تمہارا ہی یہ مفہوم ایک منٹ کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے تو فرمایئے اس سے پہلے ذکر کردہ تین خواتین کا مظہر کون ہوا اور کیسے ہوا؟ آخر ان چار میں سے صرف ایک خاتون کے ذکر کو اپنے حق میں پیش گوئی بنا لینا کون سا انصاف ہے؟ کون سا ضابطہ تفسیر اور قرآن فہمی ہے؟

آخراتنا دجل وفریب، غنڈہ گردی اور بدمعاشی امت کیسے برداشت کرلے گی؟ لہٰذا ہم جناب آنجہانی کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ آپ انسان ہی رہتے تو اچھا تھا۔ اس آیت کے مفہوم کو بگاڑ کر کتے اور سور سے بدتر نہ بنتے۔ اے کاش آپ یہ بدمعاشی اور غنڈہ گردی نہ کرتے۔ کلام الٰہی میں یہ تحریف کر کے اس کے قہر وغضب کا نشانہ نہ بنتے۔

اور سنئے، مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''ہم پوچھتے ہیں کہ پیش گوئی کے بیان کرنے سے کوئی غرض بھی ہوتی ہے۔ پیش گوئیاں اللہ تعالیٰ اس لئے بیان فرماتا ہے کہ انہیں پورا ہوتے دیکھ کر لوگوں کے ایمان میں ترقی ہو۔ لیکن اس قسم کی پیش گوئیاں جو مصنف کتاب پیش کرتے ہیں، ایسا فائدہ نہیں دے سکتیں۔ کیونکہ ان کے پورا ہونے کو ان لوگوں نے تو سمجھا ہی نہیں۔ جن کی آنکھوں کے سامنے وہ پوری ہوئیں اور اب ایک ہزار یا تیرہ سو سال بعد ایک شخص (مرزا قادیانی وغیرہ) کی سمجھ میں یہ بات آئی جو واقعات سے بھی بالکل بے خبر ہے۔ جو آیت ظالموں کی سزا کے لئے ہے، اسے معاویہؓ پر لگا دیا۔ کیونکہ آپ معاویہؓ کو اچھا نہیں سمجھتے۔ لیکن کیا ان کو یقین ہے کہ حضرت معاویہؓ اس آیت کے واقعی مصداق تھے۔''

(قول مرزا منقول از ریویو آف ریلیجنز ج۳ نمبر۱۰، بابت ماہ اکتوبر۱۹۰۴ء ص۳۶۲)

ظاہر ہے کہ جناب مرزا قادیانی کسی شیعہ کو اس آیت کی تحریف کرنے میں اور اختراعی طور پر اس کو حضرت معاویہؓ پر فٹ کرنے کے جرم میں تنبیہ کر رہے ہیں کہ اس نے بلاثبوت اور سینہ زوری سے اس آیت کا مصداق حضرت الامیرؓ کو قرار دے کر ارتکاب ظلم کیا۔ اب اس معیار پر ہم بھی آیت تحریم کے سلسلہ میں دجل وتحریف کرنے کے جرم میں پوچھتے ہیں کہ تمہیں کیا واقعی یقین ہے کہ یہ آیت آپ جیسے جعلی مسیح کے لئے ہے۔ کیا واقعی یہ پیش گوئی پوری ہوئی؟ لوگوں نے مشاہدہ کیا تھا کہ آپ واقعی پہلے مریم بن گئے۔ پھر آپ حاملہ ہوگئے اور لوگوں نے آپ سے عیسیٰ علیہ السلام کو متولد ہوتے دیکھا؟ کیونکہ جب تک یہ تمام منظر بقول شما لوگوں کے مشاہدہ میں نہ آئیں۔ اس وقت تک پیش گوئی کا کیا فائدہ؟ اور اس سے کیسے لوگوں کے یقین میں ترقی ہوگی؟ کیا اس مفہوم کو کسی اور مجدد وملہم نے نقل کیا ہے؟

جب تک تم ان تمام امور کو ثابت نہ کرو گے۔ تمہارا یہ استدلال اور تمہارا مریم وعیسیٰ بننا محض ایک دھوکا اور ڈرامہ تو ہوسکتا ہے۔ مگر حقیقت کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ نہیں ہوسکتا۔

قادیانی افتراء۲

مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''قرآن مجید کے بعض اشارات سے نہایت صفائی کے

ساتھ معلوم ہوتا ہے کہ انسانوں کو خدا بنانے کے موجد پہلے آریہ ورت کے برہمن ہی ہیں۔“

(ست بچن ص ۱۶۳، خزائن ج ۱۰ ص ۲۸۷)

اب قادیانی یا تو قرآن مجید کی ان آیات کا حوالہ دیں۔ جن میں یہ اشارات پائے جاتے ہیں۔ ورنہ تسلیم کرلیں کہ جناب مرزا قادیانی واقعی کتوں اور سوروں سے بدتر تھا اور پرلے درجے کا بدمعاش اور غنڈہ تھا۔ امید ہے کہ ذی ہوش قادیانی ضرور قادیانیت پر تین حرف بھیج کر سیدھے سادے دین اسلام میں آجائیں گے۔

قادیانی افتراء علی اللہ کی مثال ۳

قادیانی لکھتا ہے کہ: ”قرآن شریف اور انجیل سے ثابت ہے کہ یہودیوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو رد کر دیا تھا اور اصلاح مخلوق میں تمام نبیوں سے یہ ان کا گرا ہوا نمبر تھا۔“

(براہین احمدیہ ج ۵ ص ۳۷، ۳۸، خزائن ج ۲۱ ص ۴۸)

بتلائیے یہ کسی آیت سے ثابت ہو رہا ہے۔ ورنہ چلئے غنڈوں اور بدمعاشوں کی لسٹ اور کتوں اور سوروں سے بدتر مقام میں اتر جائیے۔

قادیانی افتراء علی اللہ کی مثال ۴

”اور یہ الہام جو براہین احمدیہ میں بھی چھپ چکا ہے۔ بصراحت وبا آواز بلند ظاہر کر رہا ہے کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں یا احادیث نبویہ میں بمعہ پیش گوئی ضرور موجود ہے۔ انا انزلناہ قریباً من القادیان!“ (ازالہ اوہام ص ۷۴ حاشیہ، خزائن ج ۳ ص ۱۳۹)

اب حسب تفصیل ریویو آف ریلیجنز اکتوبر ۱۹۰۴ء یہ پیش گوئی قرآن وحدیث سے ثابت کی جائے۔ ورنہ مرزا قادیانی اور مرزائی با آواز بلند یہ وظیفہ کریں۔

”نحن فوق خنازیر الفلا ونساء نا من دو نهن الاكلب“

ہر مرزائی اور مرزائنیں صبح وشام اس وظیفہ کی ایک ایک تسبیح ضرور کیا کریں۔

افتراء علی اللہ کی چار مثالوں کے بعد چند مثالیں افتراء علی الرسول بھی ملاحظہ فرمائیے۔

مثال نمبر ۱: ”مثلاً صحیح مسلم کی حدیث میں یہ لفظ موجود ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام جب آسمان سے اتریں گے تو ان کا لباس زرد رنگ کا ہوگا۔“ (ازالہ اوہام ص ۸۱، خزائن ج ۳ ص ۱۴۲)

حالانکہ حدیث مسلم میں آسمان کا لفظ موجود نہیں ہے۔ بلکہ یہ کسی دوسری کتاب میں مذکور ہے۔

مثال نمبر۲: ''اور احادیث صحیحہ سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ مسیح موعود چھٹے ہزار میں پیدا ہوگا۔''
(دیکھئے مرزا قادیانی کی کتاب حقیقت الوحی ص ۲۰۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۰۹)

یہ تحریر بھی افتراء علی الرسولؐ کی بدترین مثال ہے۔ کسی حدیث میں ایسا ذکر نہیں ہے کہ مسیح موعود فلاں سنہ یا صدی میں پیدا ہوگا۔ نہ کسی حدیث میں سنہ اور صدی کا ذکر اور نہ ہی ان کی پیدائش کا تذکرہ۔ یہ ڈبل اور نہایت گمراہ کن افتراء ہے۔

مثال نمبر۳: ''ایسا ہی احادیث صحیح میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔''
(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۱۸۸، خزائن ج ۲۱ ص ۳۵۹)

مثال نمبر۴: ''خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: ''ھذا خلیفۃ اللّٰہ المھدی'' اب سوچو کہ یہ حدیث کس پایہ اور مرتبہ کی ہے۔ جو ایسی کتاب میں درج ہے۔ جو اصح الکتب بعد کتاب اللہ ہے۔''
(دیکھئے مرزا قادیانی کی ذاتی کتاب شہادت القرآن ص ۴۱، خزائن ج ۶ ص ۳۳۷)

ملاحظہ فرمائیے اس بے باک دشمن خدا کی جرأت کہ کس دھڑلے سے خاتم الانبیاء ﷺ کے ذمہ جھوٹ لگا رہا ہے۔ ہے کوئی قادیانی جیالا جو بخاری میں مندرج یہ حدیث دکھادے؟ مرزا قادیانی کا کچھ تو حق نمک ادا کرے ورنہ اس بدمعاش اور غنڈے سے اپنی خلاصی کرانے کی کوشش کرے۔ اللہ تعالیٰ ہر گم کردہ راہ حق کو جادہ مستقیم پر واپس آنے کی توفیق عنایت فرماوے۔ آمین!

قادیانی تاویلات کی حیثیت

ناظرین کرام! آپ مطالعہ قادیانیت میں مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی تاویلات کا نہایت مکروہ اور پرالحاد چکر ملاحظہ فرمائیں گے۔ حالانکہ رحمت کائنات ﷺ نے صاف فرمادیا تھا کہ: ''من قال فی القرآن برایہ فلیتبوء مقعدہ من النار'' کہ جو شخص اپنی رائے سے قرآن میں کچھ کہتا ہے، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے اور بقول مرزا قادیانی بھی یہ تسلیم ہے کہ: ''النصوص تحمل علی ظواھرھا'' اور یہ کہ قرآن کا صحیح مفہوم پہلے قرآن سے، پھر حدیث سے لیا جائے گا۔ پھر صحابہؓ اور پھر بعد میں مفسرین، مجددین و ملہمین رحمہم اللہ سے، اور یہ بھی کہا کہ قرآن کا صحیح مفہوم ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔ بالخصوص بنیادی مفاہیم مدار ایمان امور ہر زمانہ میں برابر مشہور و متعارف رہے ہیں۔

تو پھر ان اصول وضوابط کے پیش نظر قادیانی تاویلات دربارہ سورۃ تحریم اور دیگر آیات واحادیث کا حکم صاف ظاہر ہو جاتا ہے۔

مزید وضاحت

جناب مرزا قادیانی سرسید کے متعلق بہت تفصیلی اور پر حقیقت اظہار رائے کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''سرسید صاحب قرآن کی تعلیم اور اس کی ہدایتوں سے ایسے دور جا پڑے کہ جو تاویلیں قرآن کریم کی نہ خدا کے علم میں تھیں، نہ اس کے رسول کے علم میں، نہ صحابہؓ کے علم میں، نہ اولیاء اور قطبوں اور غوثوں اور ابدال کے علم میں اور نہ ان پر دلالتہ النص نہ اشارۃ النص، وہ سید صاحب کو سوجھیں...... انہوں نے قرآن کریم کی ایسی بعید از صدق وانصاف تاویلیں کیں کہ جن کو ہم کسی طرح سے تاویل نہیں کہہ سکتے۔ بلکہ ایک پیرایہ میں قرآن کریم کی پاک تعلیمات کا رد ہے۔

کیونکہ ہم خیال کرتے ہیں کہ بڑا نجات اور مدار ایمان جس کا حرف حرف قطعی اور متواتر اور یقینی الصحت ہے۔ یعنی قرآن کریم سید صاحب کے ہاتھ میں ہے۔ مگر ان کی اس لغزش کو کہاں چھپائیں اور کیونکر پوشیدہ کریں کہ انہوں نے تو قرآن کریم پر ہی (تاویلیں کر کے) خط نسخ کھینچنا چاہا۔ میں کبھی تسلیم نہیں کروں گا کہ کسی موقعہ پر ان کے قلب نے شہادت دی ہو کہ جو کچھ تاویلات کا دور دراز تک دامن انہوں نے پھیلایا۔ وہ صحیح ہے بلکہ جابجا خود ان کا دل ان کو ملزم کرتا ہوگا کہ اے شخص تیری تمام تاویلات ایسی ہیں کہ اگر قرآن کریم ایک مجسم شخص ہوتا تو بصد زبان ان سے بیزاری ظاہر کرتا اور اس نے بیزاری ظاہر کی ہے۔ کیونکہ ان لوگوں کو سخت مورد غضب ٹھہرایا ہے۔ جو اس کی آیات میں الحاد کرتے ہیں۔ یہودیوں کی کارستانیوں کا نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ انہوں نے کلام الٰہی میں تحریف والحاد اختیار کر کے کیا نام رکھایا۔ قرآن کریم کی کسی آیت کے ایسے معنی کرنے چاہئے کہ جو صدہا دوسری آیات سے جو اس کی تصدیق کے لئے کھڑی ہوں، مطابق ہوں، دل مطمئن ہو جائے اور بول اٹھے کہ ہاں یہی منشاء الٰہی ہے جو اس کے پاک کلام سے ظاہر ہو رہا ہے۔ یہ سخت گناہ اور معصیت کا کام ہے کہ ہم قرآن کریم کی ایسی دور از حقیقت تاویلیں کریں کہ گویا ہم اس کے عیب کی پردہ پوشی کر رہے ہیں یا اس کو وہ باتیں بتلا رہے ہیں جو اس کو معلوم نہیں تھیں۔ (آئینہ کمالات ص۲۲۸،۲۲۹، خزائن ج۵ ص ایضاً)

یہ تنقیدی حاشیہ ص۲۲۶ سے ۲۷۳ تک چلا گیا ہے۔ جس میں مرزا قادیانی سرسید کی فلسفیانہ تاویلات باطلہ کی تردید کر رہے ہیں۔ مگر خود ان کا حال سید صاحب سے مختلف نہیں۔ بلکہ

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی نے خود وفات مسیح اور لفظ توفی کا مفہوم سرسید سے اخذ کیا ہے اور پھر اپنے اسی محسن پر تنقید کی بوچھاڑ بھی کر رہے ہیں۔

اسی طرح حکیم نوردین بھی لکھتے ہیں کہ: ''الٰہی کلام میں تمثیلات واستعارات وکنایات کا ہونا اسلامیوں میں مسلّم ہے۔ مگر ہر جگہ تاویلات وتمثیلات سے، استعارات وکنایات سے اگر کام لیا جائے تو ہر ایک ملحد، منافق، بدعتی اپنی آراء ناقصہ اور خیالات باطلہ کے موافق الٰہی کلمات طیبات کو لاسکتا ہے۔'' (تحریر حکیم نوردین ملحق ازالہ اوہام ص۸، خزائن ج۳ ص۶۳۱)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا گرو اور چیلے کے دونوں اقتباس سے صاف واضح ہو رہا ہے کہ اپنے مذموم مقاصد حاصل کرنے کے لئے ہر جگہ تاویل بازی کا چکر ملحد ومنافق کا کام ہے۔ اس بناء پر جب ہم قادیانی تحریرات ملاحظہ کرتے ہیں تو ان کے جمیع نظریات ومسائل میں اسی شیطانی تاویل بازی کا چکر نظر آتا ہے۔ اب اس قادیانی ضابطہ اور اس کے کردار کے موازنہ کے بعد اصل حقیقت کھل کر سامنے آجاتی ہے کہ قادیانیت سراسر الحاد ومنافقت کا نام ہے۔ قادیانیت قرآن اور اسلام سے بغاوت کا نام ہے۔

سولھواں معیار، مرزا قادیانی کی کذب بیانیاں

جھوٹ کے بارہ میں مرزا قادیانی کا فتویٰ

۱…… ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۵۶)

۲…… ''تکلف سے جھوٹ بولنا گوہ کھانا ہے۔'' (انجام آتھم ص۵۹، خزائن ج۱۱ ص۳۴۳)

۳…… ''جھوٹ اس پاخانہ سے بڑھ کر بدبو رکھتا ہے۔''

(سلسلہ تصنیفات احمدیہ شعبہ دوم، ملفوظات احمدیہ ج۱ ص۱۸۱)

۴…… ''غلط بیانی اور بہتان طرازی راست بازوں کا کام نہیں۔ بلکہ نہایت شریر اور بدذات آدمیوں کا کام ہے۔'' (آریہ دھرم ص۱۱، خزائن ج۱۰ ص۱۳)

۵…… ''میرے نزدیک جھوٹا ہونے کی ذلت ہزار موتوں سے بدتر ہے۔''

(آریہ دھرم ص۴۲، خزائن ج۱۰ ص۴۸)

۶…… ''لعنتی زندگی والے، اوّل وہ شخص اور اس کی جماعت ہے۔ جو خدا تعالیٰ پر افتراء کرتے ہیں اور جھوٹ اور دجالی طریقہ سے دنیا میں فساد اور پھوٹ ڈالتے ہیں۔''

(نزول مسیح ص۸،۱۱، خزائن ج۱۸ ص۳۸۶،۳۸۹)

۷...... ''ظاہر ہے کہ جب کوئی ایک بات میں جھوٹا ثابت ہو جائے تو اس کی دوسری باتوں میں بھی اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲، خزائن ج۲۳ ص۲۳۱)

اب ذیل میں آنجہانی کے چند بالکل ننگے جھوٹ ملاحظہ فرمایئے۔ چنانچہ صاحب بہادر لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''میرے ہی زمانہ میں ملک پر موافق احادیث صحیحہ اور قرآن شریف اور پہلی کتابوں کے طاعون آئی۔'' (حقیقت الوحی ص۴۵، خزائن ج۲۲ ص۴۸، کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵)

اب فرمایئے کہاں قرآن وحدیث وغیرہ میں لکھا ہے کہ مرزا قادیانی کے زمانہ میں طاعون ظاہر ہوگی۔ حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی سر سے لے کر پاؤں تک کذب وافتراء اور دجل وفریب ہی کا پلندہ ہے۔ جہالت وحماقت کا پیکر ہے۔ ''اللهم احفظ عبادك منه''

۲...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ''بہشتیوں کے لئے قرآن مجید میں ''الا ماشاء ربك'' نہیں ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۸۹، خزائن ج۲۲ ص۱۹۶)

حالانکہ اسی صورت میں یہ لفظ واضح طور پر مذکور ہے۔ لیکن مرزا قادیانی پر تکذیب قرآن کی مہر لگ گئی ہے۔ لہٰذا اس نے صاف انکار کر دیا ہے کہ بہشتیوں کے لئے یہ لفظ نہیں آیا۔

۳...... مرزا قادیانی نے بحوالہ مکتوبات مجدد سرہندی لکھا ہے کہ: ''لیکن جس شخص کو بکثرت اس مکالمہ مخاطبت الٰہیہ سے مشرف کیا جاوے اور بکثرت امور غیبیہ اس پر ظاہر کیے جاویں وہ نبی کہلاتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۰، خزائن ج۲۲ ص۴۰۶)

حالانکہ مکتوبات میں لفظ نبی قطعاً نہیں بلکہ لفظ محدث ہے۔ ''فلعنة الله علی المفترین''

۴...... ''خاص کر وہ خلیفہ جس کی نسبت بخاری میں لکھا ہے کہ آسمان سے اس کے لئے آواز آئے گی کہ: هذا خلیفة الله المهدی!''

(شہادت القرآن ص۴۱، خزائن ج۶ ص۳۳۷)

حالانکہ بخاری شریف میں اس لفظ کا کہیں نام ونشان نہیں ہے۔ لہٰذا یہ مرزا قادیانی کا محض جھوٹ ہے۔

۵...... ''صحیح مسلم میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان سے اتریں گے۔''

(ازالہ اوہام ص۸۱، خزائن ج۳ ص۱۴۲)

جب کہ صحیح مسلم کی کسی روایت میں یہ لفظ نہیں ہے۔

۶...... ''انجیل سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس کم از کم ایک ہزار روپیہ رہتا تھا۔'' (ایام الصلح ص۱۴۰، خزائن ج۱۴ص۳۸۵، سلسلہ احمدیہ شعبہ دوم، ملفوظات احمدیہ ج۱ ص۱۲) میں دو ہزار لکھا ہے۔ مگر کسی بھی انجیل میں اس کا تذکرہ نہیں ہے۔ نہ ہزار کا نہ دو ہزار کا۔ بلکہ سو کا بھی نہیں۔

۷...... ''اسلام کے تمام فرقے مانتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے کامل عمر پائی۔ یعنی ایک سو پچیس سال زندہ رہے۔'' (مسیح ہندوستان ص۵۵، خزائن ج۱۵ص۵۵)

حالانکہ یہ سب بہتان ہے۔

۸...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''حدیث آتی ہے کہ یاتی علی جهنم زمان لیس فیها احدو نسیم الصبا تحرك ابوابها!''

(حقیقت الوحی ص۱۸۹، ح، خزائن ج۲۲ص۱۹۶)

مگر حقیقت ہے کہ یہ حدیث کہیں نہیں۔ سچے ہیں تو حوالہ دیں ورنہ قول رسولؐ ''من کذب علی متعمدا فلیتبوأ مقعده من النار'' کا صبح وشام وظیفہ کیا کریں۔

۹...... ایک جگہ مرزا قادیانی آنجہانی لکھتا ہے کہ: ''ایک فارسی حدیث یوں ہے۔''این مشت خاك را گر نه بخشم چه کنم!'' هذا بهتان علی النبی ﷺ!

(حقیقت الوحی ص۱۸۹، خزائن ج۲۲ص۱۹۶)

۱۰...... ''تیرھویں صدی کے اختتام پر مسیح موعود کا آنا اجماعی عقیدہ ہے۔''

(ازالہ اوہام ص۱۸۵، خزائن ج۳ص۱۸۹)

حالانکہ یہ کوئی اجماعی عقیدہ نہیں۔ محض قادیان کے چنڈوخانے کی ایک گپ ہے۔

۱۱...... ''حضرت مسیح علیہ السلام کے لئے کسی حدیث میں رجوع کا لفظ نہیں آیا۔''

(انجام آتھم ص۱۱۱، ۱۵۱، خزائن ج۱۱ص ایضاً، ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ص۱۲۴، خزائن ج۲۱ص۲۹۰)

حالانکہ حدیث میں ''وانه راجع الیکم قبل یوم القیامة'' کے الفاظ موجود ہیں۔ (تفسیر ابن جریر ج۳ص۲۸۹، درمنثور ج۲ص۳۶)

۱۲...... ''سلف کے کلام میں مسیح کے لئے نزول من السماء کا لفظ نہیں آیا۔''

(انجام آتھم ص۱۴۸، خزائن ج۱۱ص۱۴۸)

حالانکہ کئی سلف کے کلام میں یہ لفظ موجود ہے۔ مثلاً فقہ اکبر ص ۸ میں امام اعظمؒ کا یہ کلام موجود ہے۔ بلکہ ''ینزل من السماء'' کا لفظ حدیث میں موجود ہے۔ جس کو خود مرزا قادیانی نے بھی نقل کیا ہے۔ (دیکھئے البشریٰ ص ۸۸، خزائن ج ۷ ص ۳۱۲) فقولوا لعنة الله علی الکاذبین!

۱۳...... ''علم نحو میں یہ قاعدہ مانا گیا ہے کہ توفی کے لفظ میں جہاں خدا فاعل ہو اور انسان مفعول ہو، وہاں ہمیشہ مارنے اور قبض کرنے کے معنی ہوتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۴۵، خزائن ج ۱۷ ص ۱۶۲ و تحفہ ص ۳، خزائن ج ۱۷ ص ۹۰، نیز اربعین ج ۲ ص ۲۷ ح، خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۴) یہ بھی ایک قادیانی گپ ہے۔

۱۴...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''تاریخ دان لوگ جانتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کے گیارہ لڑکے ہوئے اور سب فوت ہوگئے۔'' (چشمہ معرفت ص ۲۸۲، خزائن ج ۲۳ ص ۲۹۹)

سراسر ہذیان اور جھوٹ ہے۔

۱۵...... ''قوم کا اتفاق ہے کہ: ''یعیسیٰ انی متوفیک'' میں چاروں مواعید بالترتیب وقوع میں آئے۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۵۶، خزائن ج ۷ ص ۲۵۹)

یہ بالکل غلط اور بے اصل ہے۔ بلکہ ادھر تو حضرت عبداللہ بن عباسؓ کا قول ہے۔ ''فیه تقدیم وتاخیر''

۱۶...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''دار قطنی کو شائع ہوتے ہوئے گیارہ سو برس ہوچکے ہیں۔'' (ایام الصلح ص ۴۸، خزائن ج ۱۴ ص ۲۸۰)

۱۷...... ''فتاویٰ ابن حجر جو حنفیوں کی نہایت معتبر کتاب ہے۔'' (ایام الصلح ص ۸۰، خزائن ج ۱۴ ص ۳۱۵)

یہ سراسر غلط بیانی ہے۔ نہ دار قطنی گیارہ سو سال سے شائع ہے اور نہ فتاویٰ ابن حجر حنفیوں کی معتبر یا غیر معتبر کتاب ہے۔ بلکہ یہ تو شافعیوں کی کتاب ہے۔

۱۸...... ''یہ حدیث کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ محدثین کے نزدیک اوّل درجہ کی صحیح مانی ہوئی ہے۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۳، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۸)

یہ بھی محض ایک گپ ہے۔ ورنہ ثبوت دیا جائے۔

۱۹...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''صفر کا مہینہ اسلامی مہینوں میں چوتھا مہینہ ہے۔'' (تریاق القلوب ص ۴۱، خزائن ج ۱۵ ص ۲۱۸)

۲۰...... مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ: ’’میرا دعویٰ مسیح موعود کا نہیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

حالانکہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ یہ اسی کتاب میں لکھتا ہے کہ: ’’اگر یہ عاجز مسیح موعود نہیں تو پھر آپ لوگ مسیح موعود کو آسمان سے اتار کر دکھائیں۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۸۵،۱۵۴، خزائن ج۳ ص۱۷۹،۱۸۹)

ظاہر ہے کہ اس کی ایک بات ضرور غلط ہے۔

۲۱...... مرزا قادیانی بڑے طمطراق سے لکھتا ہے کہ: ’’فلا تظن یا اخی انی قلت کلمة فیه رائحة ادعاء النبوة‘‘ (حمامتہ البشریٰ ص۸۳، خزائن ج۷ ص۳۰۲)

حالانکہ یہ کتاب ۱۳۱۱ھ کی تالیف ہے اور مرزا قادیانی خود (اربعین ج۴ ص۶،۷) میں لکھتا ہے کہ میرے دعویٰ نبوت کو ۲۳ سال گذر چکے ہیں۔ بتلایئے کون سی بات درست ہے؟

ناظرین کرام! ہر مذہب وملت میں جھوٹ ایک قبیح اور بری چیز قرار دیا گیا ہے۔ اسلام میں تو اسے ایمان کے منافی اور ضد کہا گیا ہے۔ حتیٰ کہ خود مرزائے قادیان نے بھی اس کے بارہ میں نہایت واضح الفاظ میں فتویٰ دیا ہے۔ تو اب مندرجہ بالا ۲۱ حوالہ جات میں نہایت صراحت سے مرزا قادیانی کی کذب بیانی واضح ہورہی ہے۔ لہٰذا ہم اسے کس طرح کسی بھی مثبت منصب کا حقدار سمجھ سکتے ہیں کہ وہ مجدد ہے یا ملہم ہے؟ مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ تو دور کی بات ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہمیں اس جیسا کوئی بیباک اور جرأت مند انسان نما ڈھانچہ آج تک معلوم ہی نہیں ہوا کہ جو بڑے دھڑلے اور دلیری سے صریح جھوٹ بولے۔ بلکہ مسلسل بولتا ہی چلا جائے۔ نہ خدا سے شرم نہ رسول سے اور نہ ہی اسے عام معاشرتی رسوائی کا خطرہ لاحق ہو کہ میری کذب بیانی واضح ہو جانے پر مجھے شرمسار ہونا پڑے گا۔ غرضیکہ اسے کسی بھی مرحلہ پر کسی قسم کا کوئی باک اور شرم محسوس نہیں ہوتی۔ تو فرمایئے ایسے انسان کو ہم کیا مقام دے سکتے ہیں؟ ’’الا ان نقول اذا فاتك الحیاء فافعل ماشئت‘‘ قادیانی بیباکی اور بے شرمی کی حد، جو قسم اٹھا کر جھوٹ بولتا ہے۔ یہ تو عام کذب بیانی تھی۔ ہم تو اسے دیکھتے ہیں کہ وہ اس سلسلہ میں ابلیس لعین کے بھی کان کتر گیا ہے۔ یہ ظالم قسمیں اور حلف اٹھا کر بھی جھوٹ بولنے میں قطعاً کوئی شرم محسوس نہیں کرتا۔ گویا وہ ’’اذا فاتك الحیاء فافعل ماشئت‘‘ کا ایک سکہ بند مصداق ہے۔ آپ ذیل میں مرزا قادیانی کے حلف اٹھا کر جھوٹ بولنے کے چند نمونے بھی ملاحظہ فرمایئے۔

۱...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''سو میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ میرا حال یہی ہے۔ کوئی ثابت نہیں کر سکتا کہ میں نے کسی انسان سے قرآن یا حدیث یا تفسیر کا ایک سبق بھی پڑھا ہو یا کسی مفسر یا محدث کی شاگردی اختیار کی ہے۔'' (ایام الصلح ص ۱۴۷، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۴)

یہ بیان بالکل غلط ہے۔ مرزا قادیانی نے کئی اساتذہ سے پڑھا ہے۔ فضل احمد سے پڑھا، گل علی شیعہ سے پڑھا۔ جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔ ہاں پڑھا تو پڑھا ادھورا۔ اگر اس نے صحیح اور مکمل تعلیم حاصل کی ہوتی تو اتنا گمراہی میں نہ ڈوبتا۔ محمد بن اسماعیل بخاری کو محمد اسماعیل نہ لکھتا۔ ابوداؤد کو ابن داؤد نہ لکھتا۔ یہ سب جہالت ہی کے کرشمے ہیں کہ اسے نہ منصف کا نام صحیح آتا ہے نہ کتاب کا، ویسے ہی اوٹ پٹانگ لکھتا رہتا ہے۔ یہ تو نیم ملا خطرہ ایمان کا مکمل مصداق تھا۔ اگر کسی کامل کی صحبت اختیار کی ہوتی تو اتنا گمراہ نہ ہوتا۔ یہ دجل وتحریف کا چکر نہ چلاتا۔ خدا خوفی اور للّٰہیت سے اتنا تہی دامن نہ ہوتا۔

۲...... اور سنئے! مرزا قادیانی قسم اٹھا کر دھڑ لے سے جھوٹ بولتا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے کہ: ''واللّٰه قد کنت اعلم من ایام مدیدة اننی جعلت المسیح بن مریم وانی نازل فی منزلته ولکنی اخفیت...... وتوقفت فی الاظهار الیٰ عشر سنین''

(دیکھئے اس کی کتاب آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ۵۵۱)

ملاحظہ فرمائیں کہ یاں قسم کھا کر کہہ رہا ہے کہ خدا کی قسم میں جانتا تھا کہ مجھے مسیح بن مریم بنا دیا گیا ہے۔ مگر میں اسے چھپاتا رہا۔

جب اس کے برعکس (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) میں لکھتا ہے۔ مجھے بارہ سال تک کوئی پتہ نہ چلا کہ خدا کی وحی مجھے مسیح بن مریم بنا رہی ہے۔ بتلایئے مرزا قادیانی کا یہ حلفیہ بیان درست ہے یا بلا حلف۔ ایک میں ہے کہ مجھے پتہ تھا۔ مگر میں نے ظاہر کرنے میں ۱۰ سال تاخیر کر دی۔ دوسری جگہ ہے کہ مجھے پتہ ہی نہ تھا۔ اسی طرح بارہ سال گذر گئے۔ فرمایئے کون سی بات درست ہے؟

یہ تو ثابت ہو گیا کہ مرزا قادیانی نے قسم اٹھا کر غلط بیانی کی ہے۔ اب خود مرزا قادیانی کے بقول ایسی بات کے متعلق نتیجہ بھی سماعت فرمایئے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:

۱...... ''جھوٹی قسم کھانا لعنتی کا کام ہے۔''

(نزول المسیح ص ۲۳۷، خزائن ج ۱۸ ص ۶۱۵، نسیم دعوت ص ۸۷، خزائن ج ۱۹ ص ۴۵۳)

۲...... ’’خدا کا نام لے کر جھوٹ بولنا سخت بدذاتی ہے۔‘‘

(تریاق القلوب ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۴۰، نزول مسیح ص ۱۰، ۱۱، خزائن ج ۱۹ ص ۳۸۸، ۳۸۹)

اب اس فتویٰ کی روشنی میں جناب قادیانی لعنتی اور بدذات ثابت ہوئے۔ فرمایئے بدذات اور لعنتی فرد کسی بھی اچھے منصب کا مستحق ہوسکتا ہے؟ کیا اسے مہدی یا مجدد، ملہم یا مسیح وغیرہ تسلیم کیا جاسکتا ہے؟ قادیانیو! ذرا قبر کی فکر کرو۔ دنیا میں ایسے بدذاتوں سے وابستہ ہوکر تمہارا کیا حشر ہوگا؟ کس منہ سے خدا کے حضور پیش ہوگئے؟ ملک الموت تمہارے ساتھ کیسا سلوک کرے گا؟ آخر کچھ تو سوچو، کسی بات کا تو لحاظ کرو۔

سکے سکے انج ای دوزخ دا بالن نہ بنڑو۔ قسم بخدا سانوں تہاڈے اتے بڑا ترس آوندا ہے۔ ایس واسطے کجھ تے عقل کولوں کم لے کے اگے دی فکر کرو۔ بھیڑیو کجھ تے سوچو! کل تسی سانوں ہی الامہ دینا اے کہ سانوں تساں چنگی طرح کیوں نہ سمجھایا۔

۳...... ’’میں خدا تعالیٰ کی قسم اٹھا کر کہتا ہوں کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو میرے پر نازل ہوا۔ ومن ینکر به فلیبارز للمباھلة ولعنة الله علی من کذب الحق اوافتری علی حضرت العزة! ‘‘ ’’اور جو کوئی اس کا منکر ہو، اسے چاہئے کہ مباہلہ کا چیلنج کرے اور اللہ کی لعنت ہو اس پر جو حق کو جھٹلائے یا باری تعالیٰ پر بہتان باندھے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۴...... ’’اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

۵...... ’’میری تائید میں اس نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں جو آج کی تاریخ سے جو ۱۶؍جولائی ۱۹۰۶ء ہے۔ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں اور اگر کوئی میری قسم کا اعتبار نہ کرے تو میں اس کو ثبوت دے سکتا ہوں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

۶...... ’’دیکھو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزاروں نشان میری تصدیق کے لئے ظاہر ہوئے ہیں اور ہو رہے ہیں اور آئندہ ہوں گے۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۴۵، خزائن ج ۲۲ ص ۴۸)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایئے کہ کس طرح حلف اٹھا کر وحی ونبوت کا دعویٰ کیا جارہا ہے۔ حالانکہ یہی صاحب اس سے قبل دعویٰ نبوت کو کفر والحاد قرار دے چکے ہیں۔ نیز حلفاً کہا کہ خدا نے مجھے مسیح موعود کہا۔ حالانکہ یہ سراسر غلط ہے۔ کیونکہ براہین احمدیہ اور اعجاز احمدی کے مطابق خدا کی وحی تجھے مسیح موعود بناتی تھی۔ مگر تجھے اعتبار ہی نہ آیا تھا۔ پھر ایک ملنگ گلاب شاہ کی پیش گوئی کو بنیاد کر کے تو نے حیض وحمل کے مرحلے طے کر کے پہلے مثیل اور پھر مسیح موعود ہونے کا دعویٰ کیا۔

پھر یہ قوال صاحب حلفاً اپنے نشانات تین لاکھ یا اس سے بھی زیادہ بتلا رہا ہے۔ جب کہ اس سے قبل ص۴۵ پر صرف ہزاروں کا ذکر تھا اور کہیں اس نے دس لاکھ بھی بیان کئے ہیں۔ مگر افسوس ہے کہ جب ان کے نمبر شمار لگاتا ہے۔ گرے پڑے اور عامیانہ واقعات کو بھی ۲۱۰ سے اوپر نہ لے جاسکا۔ حالانکہ کم ازکم ایک لاکھ تو بیان کرتا۔ تاکہ لاکھوں والی بڑ کا کچھ تو اعتبار رہ جاتا۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ جناب قادیانی مراق، ہسٹریا کے مریض ہیں۔ جب انہیں ان کا دورہ چڑھتا ہے تو پھر ان کا دماغ ٹھکانے نہیں رہتا۔ قسم قسم کے مبالغے اور تک بندیوں میں پرواز کرتے ہوئے لاکھوں کروڑوں کے اعداد روندتے ہوئے اوج ثریا تک جا پہنچتے ہیں۔ مگر پھر بھی ان کو سکون حاصل نہیں ہوتا۔ فہل من مزید کی ہی دھن میں رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے کہ یہاں تو ایک نشان تین لاکھ بیان کئے اور ساتھ والے صفحہ میں تین لاکھ بڑے بڑے نشانوں کا ذکر فرمایا اور کہا میں ان کو فرداً فرداً گن بھی سکتا ہوں۔ مگر جب گننے پر آتے ہیں تو ان کی تعداد تین لاکھ تو کجا رہی، تین ہزار پھر پوری نہ کر سکے۔ بلکہ اس سے بھی کم تین سو بھی پوری نہ کر سکے۔ اب بتلایئے اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ اور مبالغہ آرائی ہو سکتی ہے؟ چنانچہ اسی کتاب کے ص۴۵ پر لاکھوں سے نیچے اتر کر ہزاروں کا ذکر فرمارہے ہیں۔ حالانکہ یہ بھی سراسر مبالغہ ہی ہے۔ گپ سنئے۔ جناب آنجہانی بوساطت ملک مٹھن لال فرماتے ہیں کہ:

۷...... ’’میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں مسیح موعود ہوں اور وہی ہوں جس کا نبیوں نے وعدہ دیا اور میری نسبت اور میرے زمانہ کی نسبت توریت اور انجیل اور قرآن شریف میں خبر موجود ہے۔‘‘ (دافع البلاء ص۱۸، خزائن ج۱۸ ص۲۳۸)

اور فرمایا کہ: ’’اے عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص کو یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا ہے۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔‘‘ (اربعین نمبر۴ ص۱۳، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

اب فرمایئے کہاں قرآن اور توریت وانجیل میں مرزا قادیانی کی پیش گوئی ہے؟ کہاں اس کی انبیاء نے بشارت دی اور کس نے اس کے دیکھنے کی خواہش کی تھی؟ یہ تمام امور محض چنڈو خانے کی گپ ہیں۔ جن کا حقیقت کے ساتھ ذرہ برابر تعلق نہیں ہے۔ بلکہ یہ تمام چیز مراق کا نتیجہ ہیں۔ میرے خیال میں تو کوئی ہوشمند فرد بشر ایسے لفاظ اور گپ باز کی بات سننا اپنی توہین خیال کرے گا۔ چہ جائیکہ کوئی اس کو صحیح سمجھنے لگے۔ اللہ کریم اپنی پیاری مخلوق کو اس بین الاقوامی بہروپئے سے بچائے۔ آمین ثم آمین!

سترہواں معیار، پیشگوئیاں (معیار صدق وکذب مرزا)

اس سلسلہ میں جناب مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱…… ''واضح ہو کہ ہمارا صدق وکذب جانچنے کے لئے ہماری پیش گوئی سے بڑھ کر اور کوئی محک (کسوٹی) امتحان نہیں ہوسکتا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۲۸۸، خزائن ج۵ ص۲۸۸)

۲…… ''اگر کوئی تلاش کرتا کرتا مر جائے تو بھی میرے منہ سے نکلی ہوئی کوئی ایسی نہ ملے گی جو خالی گئی۔'' (کشتی نوح ص۶، خزائن ج۱۹ ص۶)

۳…… ''توراۃ اور قرآن نے بڑا ثبوت نبوت کا صرف پیش گوئی کو قرار دیا ہے۔''

(استفتاء ص۳، خزائن ج۱۲ ص۱۱۱)

۴…… ''سو پیش گوئیاں کوئی معمولی بات نہیں۔ کوئی ایسی بات نہیں جو انسان کے اختیار میں ہو۔ بلکہ محض اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں۔ سو اگر کوئی طالب حق ہے تو ان پیش گوئیوں کے وقت کا انتظار کرے۔'' (شہادت القرآن ص۷۹،۸۰، خزائن ج۶ ص۳۷۵،۳۷۶)

۵…… ''ممکن نہیں کہ نبیوں کی پیش گوئیاں ٹل جاویں۔''

(کشتی نوح ص۵، خزائن ج۱۹ ص۵)

نتیجہ

''کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔'' (تریاق القلوب ص۱۰۷، خزائن ج۱۵ ص۳۸۲، سراج منیر ص۱۲، خزائن ج۱۲ ص۱۵، آئینہ کمالات ص۳، خزائن ج۵ ص۶۵۱)

مندرجہ بالا اقتباسات سے معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کے ہاں ان کی پیش گوئیاں نہایت اہمیت کی حامل ہیں اور وہ مرزا قادیانی کے سچے یا جھوٹے ثابت ہونے کے لئے ایک معیار اور کسوٹی ہیں۔

مگر افسوس صد افسوس! بعد میں مرزا قادیانی خود ہی اسی معیار کو خراب اور غیر معتبر قرار دے گئے ہیں۔ چنانچہ بیشتر مقامات پر وضاحت فرما گئے ہیں کہ:

الف...... ''بعض فاسقوں اور غایت درجہ بدکاروں کو بھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ بلکہ بعض پرلے درجے کے بدمعاش اور شریر آدمی ایسے مکاشفات بیان کیا کرتے ہیں کہ آخر وہ سچے نکلتے ہیں۔ بلکہ میں یہاں تک مانتا ہوں کہ تجربہ میں آ چکا ہے کہ بعض اوقات ایک نہایت درجہ کی فاسقہ عورت جو کنجریوں کے گروہ میں ہے۔ جس کی تمام جوانی بدکاری ہی میں گذرتی ہے۔ کبھی سچی خواب دیکھ لیتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ ایسی عورت کبھی ایسی رات میں بھی کہ جب وہ بادہ بہ سرو آشنا بہ بر کا مصداق ہوتی ہے، کوئی خواب دیکھ لیتی ہے اور وہ سچی نکلتی ہے۔''

(مرزا قادیانی کی کتاب توضیح مرام ص۸۴،۸۵، خزائن ج۳ ص۹۴،۹۵)

ف...... اصل مفہوم کے ساتھ مرزا قادیانی کا تجربہ بدکاراں بھی ملحوظ خاطر رہے۔

ب...... ''ممکن ہے کہ ایک خواب سچی بھی ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو اور ممکن ہے کہ ایک الہام سچا ہو اور پھر بھی وہ شیطان کی طرف سے ہو۔ کیونکہ اگرچہ شیطان بڑا جھوٹا ہے۔ لیکن سچی بات بتلا کر دھوکہ دیتا ہے۔ تا ایمان چھین لے۔''

(حقیقت الوحی ص۱، خزائن ج۲۲ ص۳)

ج...... ''بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں...... انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔''

(حقیقت الوحی ص۲، روحانی خزائن ج۲۲ ص۵)

د...... ''اس تقریر سے ہمارا مدعا یہ ہے کہ کسی شخص کو محض سچی خوابوں کا دیکھنا یا بعض سچے الہامات کا مشاہدہ کرنا یہ امر کسی کمال پر دلیل نہیں...... بلکہ یہ محض دماغ کی بناوٹ کا ایک نتیجہ ہے۔ اس وجہ سے اس میں نیک یا راست باز ہونے کی شرط نہیں اور نہ مؤمن اور مسلمان ہونا اس کے لئے ضروری ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۱۰، خزائن ج۲۲ ص۱۲)

ہ...... ''ان کو بعض سچی خوابیں آ جاتی ہیں۔ (جیسے مرزا قادیانی کو) اور سچے کشف ظاہر ہوتے ہیں۔ جن میں کوئی مقبولیت اور محبوبیت کے آثار نہیں ہوتے۔''

(حقیقت الوحی ص۲۰، خزائن ج۲۲ ص۲۲)

و...... ''اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں۔ جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کام تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ ہے کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کی کنجر جن کا دن رات زنا کاری کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہوگئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان کو جیسا کہ دیکھا گیا تھا ظہور میں آ گئیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا چھ اقتباسات سے معلوم ہوا کہ کافروں، بدمعاشوں، مشرکوں، زانیوں خاص کر بقول مرزا کنجریوں کو بھی سچی خواب یا کشف ہوسکتا ہے۔ بلکہ ہوتا رہتا ہے۔ اب فرمایئے کہ اگر مرزا قادیانی کی کوئی خواب، الہام یا کشف و پیش گوئی بالفرض درست بھی نکل آئے تو مندرجہ بالا تفصیل کے مطابق اس کے صدق و کذب کا محک یعنی کسوٹی اور معیار کیسے بن سکتی ہے؟ ویسے اس عالم رنگ و بو میں اس کا کوئی چیلنج یا پیش گوئی کبھی پوری نہ ہوسکی۔ ہاں کھینچ تان کر کسی پیش گوئی کو صحیح ثابت کر لے تو اور بات ہے۔ نیز جب الہامات و کشوف وغیرہ کی حقیقت یہی ہے تو پھر مرزا قادیانی کی مندرجہ ذیل بیان بازی کس پوزیشن میں ہوگی۔ چنانچہ وہ لکھتا ہے کہ:

''خدا تعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں، اس قدر نشان دکھائے کہ اگر وہ ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی نبوت بھی ثابت ہو جائے۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

فرمایئے آنجہانی کتنی بیباکی اور جسارت کا ارتکاب کر رہا ہے۔ جب تیرے جیسے نشانات بدمعاشوں اور کنجروں سے بھی ظہور پذیر ہوسکتے ہیں اور ان سے کسی کا ایمان و کفر بھی ثابت نہیں ہوتا تو پھر ان سے ہزار نہیں ایک بھی نبی سے کیا تعلق ہوسکتا ہے؟ نیز تیرا یہ کہنا کہ کسی انسان کا اپنی پیش گوئی میں جھوٹا نکلنا خود تمام رسوائیوں سے بڑھ کر رسوائی ہے۔ (تریاق) کیا حیثیت رکھتا ہے؟

مگر ہم تیرے کہنے سے ایک منٹ کے لئے یہ بات مان لیتے ہیں کہ تیرے صدق و کذب کو پرکھنے کے لئے تیری پیش گوئیاں ہی اعلیٰ معیار اور کسوٹی ہیں۔ لہٰذا اسی بناء پر ہم نے اس کی تمام کتب کو دیکھا، اس کے الہامات اور پیش گوئیوں کو دیکھا تو یہی معلوم ہوا کہ اس کے تمام الہامات اور پیش گوئیاں فٹ بال کی طرح گول مول اور مبہم ہوتے ہیں۔ جن میں کوئی

صراحت یا وضاحت نہیں ہوتی۔ جدھر چاہو ان کو موم کی ناک کی طرح موڑ لو۔ جب تک ان میں تاویلات باطلہ کا مسالہ نہ لگایا جائے وہ کہیں فٹ نہیں ہوسکتیں۔ ہر پیش گوئی دجل وفریب اور کذب وافتراء سے بھرپور ہے۔ مثلاً اس کا صرف ایک الہام پیش نظر رکھتے ہیں۔

''بکر وثیب''یعنی کنواری اور بیوہ۔

دیکھئے یہ مرکب ناقص ہے۔ جوکہ بالکل مبہم اور گول مول لفظ ہے۔ مزید جملہ خبریہ ہے نہ انشائیہ۔ اب مرزا قادیانی خود اس کے متعلق لکھتا ہے کہ: ''تقریباً اٹھارہ برس کے قریب عرصہ گذرا ہے کہ مجھے کسی تقریب پر مولوی محمد حسین صاحب بٹالویؒ ایڈیٹر رسالہ اشاعت السنہ کے مکان پر جانے کا اتفاق ہوا۔ اس نے مجھ سے کہا کہ آج کل کوئی الہام ہوا ہے؟ میں نے اس کو یہ الہام سنایا۔ جس کو میں کئی مخلصوں کو سنا چکا تھا اور وہ یہ ہے۔''بکر وثیب''جس کے یہ معنی ان کے آگے اور نیز ہر ایک کے آگے میں نے ظاہر کئے کہ خداتعالیٰ کا ارادہ ہے کہ وہ دوعورتیں میرے نکاح میں لائے گا۔ ایک بکر ہوگی اور دوسری بیوہ۔ چنانچہ یہ الہام جو بکر کے متعلق تھا، پورا ہوگیا۔ (یعنی باکرہ سے شادی ہوگئی، نصرت جہاں بیگم دہلوی سے) اور اس وقت بفضلہ تعالیٰ چار پسر اس بیوی سے موجود ہیں اور بیوہ کے الہام کی انتظار ہے۔''

(تریاق القلوب ص۳۴، خزائن ج۱۵ ص۲۰۱، ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ ص۲۹۸)

بقول مرزا قادیانی یہ الہام ۱۸۸۱ء کا ہے۔ جس میں اسے وعدہ دیا گیا کہ تیرے نکاح میں دوعورتیں آئیں گی۔ ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔ اب بقول مرزا قادیانی کنواری والا وعدہ تو پورا ہوگیا۔ مگر بیوہ والا باقی ہے۔ لیکن صاف ظاہر ہے کہ بیوہ سے نکاح والا معاملہ کبھی بھی سامنے نہیں آیا۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی اسی حسرت اور ناکامی کو لے کر ۱۹۰۸ء میں قبر میں چلے گئے۔ اب قادیانی اس بارہ میں مختلف تاویلات کا سہارا لے کر رنگارنگ کی بولیاں بولتے رہتے ہیں۔ مگر مرزا قادیانی کا یہ الہام کسی شرط سے مشروط نہیں۔ بلکہ بالکل صاف ہے کہ دوعورتیں اس کے نکاح میں آئیں گی۔ ایک باکرہ اور دوسری بیوہ۔

اس کے بعد خود مرزا قادیانی نے وضاحت بھی کر دی کہ باکرہ والا حصہ تو پورا ہوچکا ہے۔ مگر بیوہ کا بھی انتظار ہے۔ اب ہم مرزائیوں کو پوچھتے ہیں کہ بتلاؤ یہ بیوہ کی شادی والا الہام اور پیش گوئی کب اور کیسے پوری ہوئی؟

قادیانی اس الجھن کو تاقیامت حل نہیں کر سکتے۔ مگر وہ قادیانی ہی کیسے ہوا جو ہر قسم کا

جعل وفریب اور کذب وافتراء میں ماہر نہ ہو۔ بات بنے یا بگڑے، مرزائی نے کچھ نہ کچھ ضرور بکنا ہے۔ چنانچہ اسی الہام کی تصحیح کے لئے کذب وافتراء کے پتلے غلام احمد قادیانی کا ایک فرزند مرزا بشیر احمد ایم اے یوں ہرزہ سرا ہے کہ یہ الہام (بکر وثیب) اپنے دونوں پہلوؤں سے حضرت ام المؤمنین کی ذات میں ہی پورا ہوگیا جو بکر آئی اور ثیب رہ گئیں۔ (تذکرہ ص ۳۹ ح)

اب اس تاویل ابلیسی کو بار بار پڑھئے تو میرے خیال آپ بار بار ''لعنة الله على الكاذبين والمفترين'' کی گردان کرنے پر مجبور ہوجائیں گے۔

ناظرین کرام! اس باطل تاویل کی طرح تمام قادیانی تاویلات سراسر کذب ودجل کا ہی مرقع ہوتی ہیں۔ قادیانی کی الجھی ہوئی اور متضاد ہفوات کو سلجھانے کے لئے اسی قسم کی تاویلات کا سہارا لیتے ہیں۔ تمام کتب قادیانیہ اس کی شاہد عدل ہیں۔ اسی بناء پر میں دعویٰ کرتا ہوں کہ تمام تر قادیانیت محض دجل وفریب، کذب وافتراء اور جہالت وحماقت کا پلندہ ہے۔

اس کے کسی بھی پہلو میں حق وصداقت، علم وتحقیق کا شائبہ تک نہیں۔ لہٰذا میں بصد خیر خواہی ہر فرد بشر کی خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ اس خباثت وضلالت اور حماقت وجہالت سے بکلی اجتناب کیا جائے اور وہ افراد جو شامت اعمال کی بناء پر اس دلدل میں پھنس چکے ہیں۔ وہ بھی اپنی عاقبت کی فکر کرتے ہوئے رب ذوالجلال کے حضور گڑگڑا کر جادہ حق پر آنے کی التجا کریں۔ اللہ تعالیٰ اپنی پیاری مخلوق کو بدبختی اور ہلاکت ابدی سے بچنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین!

ناظرین کرام! سابقہ تفصیلات سے آپ پر واضح ہوگیا کہ جناب قادیانی ایک عجیب ترین شے ہے۔ اس کا ہر قول وفعل عجیب اور نرالا ہے۔ خود ایک معیار اور ضابطہ طے کرتا ہے۔ مگر خود ہی اس کی پابندی نہیں کرتا۔ بلکہ اس کے بالکل برعکس چلنے لگتا ہے۔ جس سے اس کا سب کیا کرایا تباہ برباد ہوجاتا ہے۔ پھر اس کا یہ کردار اور رویہ کسی بھی سطح پر کسی خداپرست اور مخلص ومتقی فرد کے ساتھ موافقت نہیں کرتا۔ آج تک آپ کسی ولی یا نبی کو نہ جان سکیں گے۔ جس نے مرزا قادیانی کی طرح بلند بانگ معجزہ نمائی کے اکھاڑے قائم کئے ہوں کہ میں اتنے نشان دکھا سکتا ہوں۔ میں یوں کرسکتا ہوں، ہے کوئی میرے مقابلے میں اس میدان میں اترنے والا اور ایسے ہی کسی بھی سطح پر کسی خداپرست اور مخلص ومتقی فرد کے ساتھ موافقت نہیں کرتا۔ آج تک آپ کسی ولی یا نبی کو نہ جان سکیں گے۔ جس نے مرزا قادیانی کی طرح بلند بانگ معجزہ نمائی کے اکھاڑے قائم کئے ہوں کہ میں اتنے نشان دکھا سکتا ہوں۔ میں یوں کرسکتا ہوں، ہے کوئی میرے مقابلے میں اس میدان میں

اترنے والا، اور ایسے ہی کسی بھی نبی رسول نے کسی سابقہ نبی کی تحقیر وتنقیص نہیں کی کہ وہ کیا ہے؟ میں س سے بڑھ کر ہوں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ! حتیٰ کہ خود سالار انبیاء خاتم الانبیاء والرسل علیہ ﷺ نے بھی یہی فرمایا کہ: ’’لا تفضلونی علی یونس بن متی (بخاری ج۱ ص۴۸۵، باب قول اللہ عزوجل وان یونس من المرسلین) ‘‘ کہ مجھے حضرت یونس علیہ السلام پر بھی ترجیح نہ دو۔ مگر مرزا قادیانی ہر موقع اور ہر جگہ ڈینگیں ہی مارتا نظر آتا ہے۔ کبھی کوئی بڑھک مارتا ہے اور کبھی کوئی۔ گویا اس کی ہر ادا مقدسین اور راست بازوں کے سراسر خلاف ہی ہے۔ ہاں جب اپنے آپ میں ہوتا ہے تو پھر ایسا پستی میں چلا جاتا ہے کہ وہ بھی بے نظیر۔ پھر وہ حد آدمیت سے ہی نکل جاتا ہے۔ کبھی کیڑا بن جاتا ہے، کبھی پیشاب کی جگہ وغیرہ وغیرہ۔

اب فرمایئے کہ جو ذات شریفہ کسی بھی پہلو سے راست بازوں سے مواقفت نہ کرے، اسے کیا کہیں اور کیا سمجھیں۔

اب مندرجہ بالا پیش گوئیوں کے ضابطے ملاحظہ فرمانے کے بعد جناب قادیانی کی پیش گوئیوں کے مزید چند نمونے ملاحظہ فرمایئے۔

۱..... مثلاً مرزا قادیانی نے ایک موقع پر یہ پیش گوئی فرمائی کہ:

۱..... ’’الحمدللہ الذی وھب لی علی الکبر اربعة من البنین وانجز وعدہ من الاحسان وبشرنی بخامس فی حین من الاحیان وھذہ کلھا آیات من ربی‘‘ (دیکھئے آنجہانی کی کتاب مواہب الرحمن ص۱۳۹، خزائن ج۱۹ص۳۶۰)

یعنی تمام حمد وثناء اس ذات کے لئے ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں چار بیٹے عطاء فرمائے اور احسان سے اپنا وعدہ پورا فرمایا۔ پھر مجھے پانچویں بیٹے کی بھی خوشخبری دی جو کسی وقت پیدا ہوگا۔ یہ تمام امور میرے رب کی قدرت کے نمونے ہیں۔

اب دیکھنا یہ ہے کہ یہ پانچواں فرزند کب پیدا ہوا یا یہ کہیں مرزا قادیانی کی صلب یا نصرت بیگم کے رحم میں ہی تحلیل ہوگیا تھا۔

آیئے! مرزا قادیانی کے دست راست اور خلیفہ بلافصل جناب حکیم نور دین کی زبانی معلوم کیجئے۔ وہ کہتے ہیں کہ پانچواں بچہ پیدا نہیں ہوا۔

(دیکھئے ریویو آف ریلیجنز ج۷ نمبر۶،۷، بابت ماہ جون وجولائی ۱۹۰۸ء ص۲۷۶)

اس سے صاف معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی آنجہانی کی یہ پیش گوئی پوری نہ نکلی۔ لہٰذا وہ اپنے ضابطہ کے مطابق صادق نہیں بلکہ واضح طور پر کذاب ثابت ہوا۔ ہذا ہو المرام!

۲...... مرزا قادیانی نے مولانا محمد حسین بٹالوی کے متعلق اپنے بعض خوابوں کی بناء پر پیش گوئی کہ یہ میرے مطیع ہو جائیں گے۔ چنانچہ ایک جگہ لکھا کہ: ''وانی رایت ان ھذا الرجل یومن بایمانی قبل موتہ...... وھذہ رویای وارجو ان یجعلھا ربی حقاً''

(حجتہ الاسلام ص۱۹، خزائن ج۶ ص۵۹، سراج منیر ص۲۹ ح۸۰۷، خزائن ج۱۲ ص۳۱،۸۰ پیش گوئی ۳۵)

اب دنیا جانتی ہے کہ حضرت مولانا محمد حسینؒ آخر تک مرزا قادیانی کے مخالف ہی رہے، اس کی تصدیق بالکل نہیں فرمائی۔ تو صاف نتیجہ نکلا کہ مرزا قادیانی اس پیش گوئی میں صاف کذاب نکلا۔ پھر آتھم کی طرح مرزائی یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ وہ دل سے ڈر گئے تھے۔ کیونکہ آخری دم تک ڈنکے کی چوٹ اس کی تردید فرماتے رہے۔ اگرچہ کسی کا دل سے ڈرنا بالکل غیر مؤثر ہے۔

۳...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''خدا نے مجھے وعدہ دیا کہ تمام خبیث مرضوں سے تجھے بچاؤں گا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۵، خزائن ج۱۷ ص۴۴، اربعین نمبر۳ ص۹،۳۰، خزائن ج۱۷ ص۳۹۴،۴۱۹)

حالانکہ مرزا قادیانی کو مندرجہ ذیل بیماریاں لاحق تھیں۔

۞...... ذیابیطس۔ (حقیقت الوحی ص۳۰۶،۳۶۳، خزائن ج۲۲ ص۳۱۹،۳۷۷، ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۱، نزول المسیح ص۲۱۴، خزائن ج۱۸ ص۵۹۲)

۞...... دماغی کمزوری ودوران سر۔

(حقیقت الوحی ص۳۰۶،۳۶۳، خزائن ج۲۲ ص۳۱۹،۳۷۶)

۞...... کثرت پیشاب، دن میں سو سو بار۔

(ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۱، نزول المسیح ص۲۳۵، خزائن ج۱۸ ص۶۱۳)

۞...... درد گردہ جس سے مرگی کا خطرہ ہوتا ہے۔

(حقیقت الوحی ص۳۴۵، خزائن ج۲۲ ص۳۵۸)

۞...... دردسر، دوران سر، کمی خواب، تشنج قلب دل ودماغ اور حس نہایت کمزور، حالت مردمی معدوم۔

(ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۱، نزول المسیح ص۲۰۹، خزائن ج۱۸ ص۵۸۷)

ایک دفعہ قولنج زحری سے سخت بیمار ہوا۔ (حقیقت الوحی ص۲۳۴، خزائن ج۲۲ ص۲۴۶)

فالج جس سے نصف حصہ بیکار ہو گیا۔ (حقیقت الوحی ص۲۳۴، خزائن ج۲۲ ص۲۴۵)

دائم المرض۔ (برکات الدعا ص ۳، خزائن ج ۶ ص ایضاً، سراج منیر ص ۱۵، خزائن ج ۱۲ ص ۱۷، نزول المسیح ص ۱۷۸، خزائن ج ۱۸ ص ۵۵۶)

۴...... مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ کے ساتھ آخری فیصلہ کے نتیجہ میں ناکام اور مغلوب ہوا۔ (دیکھئے اشتہار ''مولوی ثناء اللہ کے ساتھ آخری فیصلہ'' مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۵۷۸، ۵۷۹)

۵...... مولوی ثناء اللہ قادیان میں پیش گوئیوں کی پڑتال کے لئے نہیں آئے گا۔

(اعجاز احمدی ص ۳۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۸)

جب کہ مولانا صاحبؒ قادیان میں تشریف لائے۔

(مواہب الرحمٰن ص ۱۰۹، خزائن ج ۱۹ ص ۳۲۹)

۶...... مرزا قادیانی کے ایک سابقہ مرید ڈاکٹر عبدالحکیم جو کہ بعد میں اس سے منحرف ہوگیا۔ اس نے مرزا قادیانی کے حق میں ۱۲؍جولائی ۱۹۰۶ء کو پیش گوئی کی کہ مرزا کذاب، دجال، مفسد ہے۔ یہ تین سال تک ہلاک ہو جائے گا۔ جس کے مقابلہ میں مرزا قادیانی نے بھی تیر چلایا کہ یہ ڈاکٹر مفسد ہے، یہ میری زندگی میں ہلاک ہوگا تو نتیجہ یہ نکلا کہ مرزا دو سال سے بھی قبل ہی بمرض ہیضہ ہلاک ہوگیا اور ڈاکٹر عبدالحکیم باقی رہ گیا۔ (تفصیل کے لئے دیکھئے مرزا قادیانی کی تحریر بعنوان ''خدا سچے کا حامی ہو'' ملحق تتمہ حقیقت الوحی ص ۱، ۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۹، ۴۱۰)

۷...... مرزا قادیانی کی مشہور عالم پیش گوئی کہ: ''مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل جاری ہوگی۔''

(اربعین نمبر ۲ ص ۲۷، نمبر ۳ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۵، ۳۹۹، تحفہ گولڑویہ ص ۶۴، خزائن ج ۱۷ ص ۱۹۵)

مگر آج تک مکہ اور مدینہ کے درمیان ریل نہ چل سکی۔ اگرچہ اس زمانہ میں کام شروع ہو چکا تھا۔ مگر اس دجال اعظم کی تکذیب وتذلیل کے لئے وہ منصوبہ ختم کر دیا گیا اور آج تک آسمان وزمین آنجہانی پر نفرین بھیج رہے ہیں۔

۸...... محمدی بیگم کے نکاح کے سلسلہ میں سلطان محمد خاوند محمدی بیگم سے مرزا قادیانی کا پہلے ہلاک ہو جانا، مرزا قادیانی کے کذب صریح کی دلیل قاطع ہے۔

(دیکھئے انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

۹...... محمدی بیگم کے نکاح کا مسئلہ خدا کا وعدہ تھا۔ جس کا ٹلنا ناممکن ہے مگر کیا ہوا؟ نامرادی۔ (دیکھئے ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

۱۰...... پادری عبداللہ آتھم کے پندرہ ماہ تک مرنے کی پیش گوئی۔

(جنگ مقدس ص ۲۱۰، خزائن ج ۶ ص ۲۹۲)

۱۱...... محمدی بیگم زوجہ منظور لدھیانوی کے ہاں لڑکا پیدا ہونے کی پیش گوئی جس کے چھ نام ہوں گے۔ عالم کباب، بشیر الدولہ، کلمۃ اللہ، کلمۃ العزیز وغیرہ۔

(حقیقت الوحی ص ۱۰۰، ۱۰۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۳، ۱۰۹)

مگر ہوا کچھ بھی نہیں۔ محض بھنگی کی گپ ہی ثابت ہوئی۔ ’’وکذالك نخزی الکافرین‘‘

۱۲...... محمدی بیگم کے نکاح کے سلسلہ میں چھ پیش گوئیاں ہیں۔

(آئینہ کمالات ص ۳۲۵، خزائن ج ۵ ص ۳۲۵)

مگر اس پیش گوئی کا تمام تانا بانا تار تار ہوگیا۔ مرزا قادیانی ناکام ونامراد واصل جہنم۔

۱۳...... محمدی بیگم کے حقیقی مسلمان خاوند کا اڑھائی برس بعد از نکاح فوت ہو جانا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۲۵، خزائن ج ۵ ص ۳۲۵) جب کہ وہ مرزا قادیانی کے مدتوں بعد فوت ہوا۔ تمام زندگی وہ مرزا قادیانی کے کذب وافتراء کا اشتہار بنا رہا۔

۱۴...... ’’انی اری ان اهل مکة یدخلون افواجا فی حزب الله القادر المختار‘‘ (نور الحق نمبر۲ ص ۱۰، خزائن ج ۸ ص ۱۹۷)

۱۵...... مرزا قادیانی کی عمر مطابق الہام ۸۴ سال یا کم از کم ۷۶ سال ہونی چاہئے تھی۔ مگر وہ نہ ۷۶ سال ہوئی نہ ۸۴ سال۔ بلکہ صرف ۶۸ سال ہی پر ملک الموت نے اسے آدبوچا۔ (حقیقت الوحی ص ۹۶، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۰، استفتاء ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۱۲)

۱۶...... مرزا قادیانی کا ایک مخالف الٰہی بخش کے متعلق لکھا ہے کہ ’’الٰہی بخش ان خیالات فاسدہ پر قائم نہیں رہے گا۔ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۳۹) حالانکہ وہ آخر تک مرزا قادیانی کا مخالف ہی رہا۔

۱۷...... ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (البشریٰ، تذکرہ ص ۵۹۱)

۱۸...... مرزا قادیانی کا ایک الہام ہے کہ: ’’اجیب کل دعائك الا فی شرکائك‘‘ (حقیقت الوحی ص ۲۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۲۵۴)

اس لحاظ سے مرزا احمد بیگ والی پیش گوئی بھی پوری نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ مرزا قادیانی کے

شرکاء میں سے ہے۔ نیز یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ جب مرزا قادیانی کو کہہ دیا گیا کہ تیرے شرکاء کے حق میں دعاء قبول نہ ہوگی تو پھر اس نے اس فرمان کو نظر انداز کر کے محض نفسانی جوش میں آ کر بلعم باعور کی طرح یہ حرکت کیوں کی؟ اگر یہ کہا جائے کہ پیش گوئی دعاء نہیں ہوتی تو ہم کہتے ہیں کہ تمہاری سرسید کے حق میں دعاء پیش گوئی قرار دی گئی ہے۔ جس کا تذکرہ (تریاق القلوب ص ۱۱۰، ۱۱۳، خزائن ج ۱۵ ص ۳۹۶، ۳۸۷) وغیرہ میں کیا گیا ہے۔ لہٰذا یہ قادیانی اعتراض بیکار اور فضول ہوگا۔

۱۹...... لیکھرام کی پشاور والی پیش گوئی بھی سچی نہ نکلی۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے خود لکھا ہے کہ اپنے دشمن یا دوست کا خیال کر کے جب توجہ کی جائے کہ اس کے حق میں برا یا اچھا الہام ہو تو وہ الہام شیطانی ہوتا ہے۔ (ازالہ اوہام ص ۶۲۸، خزائن ج ۳ ص ۴۳۹)

لہٰذا یہ الہام شیطانی ہوا۔ کیونکہ لیکھرام بقول مرزا قادیانی اس کا شدید مخالف اور دشمن تھا اور بالخصوص مرزا قادیانی اس کے متعلق پیش گوئی کرنے کے بعد اس کے مارے جانے کے متعلق کچھ ضرورت سے زیادہ ہی اس طرف مستغرق ہوگئے تھے۔ لہٰذا مراق اور ہسٹریا زدہ قادیانی دل ودماغ انہیں خیالات کے تانے بانے میں مصروف رہتا۔ آخر بصراحت اخبارات مرزا قادیانی کرائے کے قاتل سے اسے قتل کرادیا۔ کیونکہ اس کے مارے جانے کے متعلقہ الہامات سب شیطانی اور مرزا قادیانی کے ذہن کی بناوٹ تھے۔

ناظرین کرام! قادیانی معیار پیش گوئی کی وضاحت کے بعد بطور نمونہ یہ چند پیش گوئیاں بیان کی گئی ہیں۔ چونکہ عدم وقوع مرزا قادیانی کی دجالیت اور کذب وافتراء پر مہر تصدیق ہے۔ ایک قابل توجہ یہ بھی ہے کہ جناب قادیانی ڈینگیں مارتے وقت جب اپنے آپ میں نہیں رہتے تو بے شعوری میں بڑہانک دیتے ہیں کہ میرے لاکھوں نشانات ہیں۔ میرے کروڑوں نشان ہیں۔ میرے اتنے نشان ہیں کہ ان کو اگر ہزار نبی پر تقسیم کیا جائے تو ان کی نبوت ثابت ہو جائے۔ وغیرہ وغیرہ۔ مگر عجیب بات ہے کہ جب مرزا قادیانی ان نشانات کو تفصیلاً اور سیریل نمبر لگا کر بیان کرتے ہیں تو روپیٹ کر ان کا نمبر ۱۸۷ سے اوپر نہیں پہنچا سکے۔ جیسا کہ ان کی آخری کتاب حقیقت الوحی سے ظاہر ہے۔ ورنہ نزول المسیح میں صرف ۱۲۳ اور تریاق القلوب میں صرف ۷۵ پر ہی تھک گئے۔ (دیکھئے تریاق القلوب ص ۱۵۴، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۵) باقی تعداد حوالہ مراق ہوگئی اور یہ بیان کردہ بھی محض عامیانہ اور گھسے پٹے قسم کے واقعات ہیں۔ جن کو معجزات حقہ کے ساتھ ذرا بھر مس نہیں ہے۔ اس سے واضح ہو جاتا ہے کہ جناب قادیانی محض ایک شعبدہ باز کی حیثیت کا مالک ہے۔ اس سے اوپر کچھ بھی نہیں۔ لہٰذا اللہ کریم ہر فرد کو اس کے چنگل سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

مرزا قادیانی کی کہانی اس کی اپنی زبانی

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

مرزا کی کہانی اس کی اپنی زبانی

جناب مہتمم جامعہ شمس الہدیٰ اہلحدیث ڈسکہ کے تاثرات

''الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی خاتم الانبیاء والمرسلین!'' حمد وصلوٰۃ کے بعد میں نے تحریر ہذا کا شروع تا آخر مطالعہ کیا ہے۔ جس میں واجب الاحترام حضرت مولانا عبداللطیف مسعود صاحب مصنف جلیل نے ایک افسانوی اسلوب تحریر پر حقائق وشواہد ثقل سے قادیانیت کی ابتدائے آفرینش سے لے کر اب تک کی تاریخ قبیحہ کو جامع مگر مختصر پیش کیا ہے۔ جس میں مرزا قادیانی کو مرزائیت کی ہی تصانیف کثیرہ کے حوالہ جات سے متناقض الکلام، مخبوط الحواس، دروغ گو، احمق ذہن، ایکٹر وڈرامے باز، انگریزی استعمار کا گماشتہ وایجنٹ، عقل وخرد سے تہی دست، جسمانی وروحانی امراض کا مرقع، خرافات واختراعات ساز اور ابلیس ملعون کا فرزند اور جانشین اعظم ثابت کیا ہے اور قادیانی نسل کو ایک فکر صالح دینے کی کوشش کی ہے اور ساتھ ہی ساتھ قادیانی تحریک کے مستقبل قریب کے لئے پلید وخطرناک سیاسی اور مذہبی عزائم کو بھی بے نقاب کیا ہے۔ میرے نزدیک مصنف موصوف کی یہ کاوش انتہائی شائستہ اور مستحسن عمل ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک دارین میں اجر عظیم عطاء فرمائے۔ آمین، یارب العالمین!

اس رسالہ میں تقریباً تمام قادیانیت، خود مرزا قادیانی کی زبان وتحریر سے نئے طرز اور انداز سے ''فیس ٹو فیس'' بیان کی گئی ہے۔ جس سے اس کے تمام دعوے، مغالطے، چکر بازیاں اور من گھڑت نظریات وکردار بالکل الم نشرح ہو جاتے ہیں اور ہر سطح کے فرد بشر پر اس کی عیاریاں اور مکاریاں کھل جاتی ہیں۔ نیز اس کے تمام خلیفوں کی مکمل کارروائی اور حالات بیان کر کے اس سلسلۂ دجالیہ کو بالکل ننگا کر کے رکھ دیا گیا ہے۔

پیش لفظ!

قارئین کرام! مرزا قادیانی کو کفر والحاد کا یہ ڈرامہ رچائے سو سال سے زائد عرصہ ہو چکا ہے۔ اس عرصہ میں جیسے مرزائیت نے مختلف طرز وانداز سے یہ چکر چلایا، کبھی کسی عنوان سے کبھی کسی عنوان سے۔ اسی طرح علمائے امت نے بھی اس فتنے کا انسداد ہر انداز سے اور ہر سطح پر فرمایا ہے۔ علمی انداز میں بھی اور سیاسی انداز سے بھی، مناظرانہ طور پر بھی اور دعوت ونصیحت کے انداز

میں بھی، چیلنج اور مباہلہ کے انداز میں بھی اور دعاء ومناجات کے طور پر بھی، مذہبی عنوان سے بھی اور سیاسی ودنیوی عنوان سے بھی۔ غرضیکہ طرفین کی طرف سے اس میدان کارزار میں ہر طرز وطریقہ آزمایا اور اپنایا گیا ہے اور خدا کے فضل وکرم سے اہل حق ہر پہلو سے کامیاب اور غالب ہی رہے ہیں۔ ’’الحق یعلوا ولا یعلی‘‘ ستمبر ۱۹۷۴ء کا ماقبل اور مابعد اگرچہ بظاہر نہایت مختلف رہا ہے کہ پہلے مرزا اور مرزائیت پر طعن وتشنیع اور تنقید قانونی لحاظ سے ذرا گراں تھی۔ کیونکہ ابھی تک ملکی قانون نے قادیانیت کا مسئلہ کلیئر نہیں کیا تھا۔ اس لئے ۱۹۷۴ء سے قبل قادیانیت پر کفر والحاد کا فتویٰ کئی قانونی مسائل پیدا کر دیتا تھا۔ مگر پھر بھی اہل حق کسی خطرے کی پرواکئے بغیر اظہار حق کرتے رہتے تھے۔ لیکن ۱۹۷۴ء کے بعد یہ مرحلہ نہایت سہل اور آسان ہوگیا ہے۔ کیونکہ اب قانون مسلمانوں کے حق میں اور قادیانیوں کے خلاف ہے۔ اگرچہ اب بھی کئی مقامات پر کافی الجھن پیش آجاتی ہے۔ مگر مجموعی طور پر اب قادیانیوں کا مقابلہ آسان ہے۔ اب ان کی تردید وتنقید کے ذرائع کچھ وسعت پذیر ہو چکے ہیں۔ ناول، افسانے اور ڈرامے وغیرہ کی حد تک یہ مسئلہ سمجھایا جارہا ہے تاکہ ہر سطح کا ذہن ان کی خباثت کو سہولت سے سمجھ سکے۔ چنانچہ اس خادم نے بھی فتنہ قادیانیت کی تفہیم کا یہ ایک عام فہم طرز اختیار کیا ہے کہ جس میں حوالہ جات بھی استعمال کئے گئے ہیں اور دعوت فکر بھی دی گئی ہے اور انداز نہایت عام فہم، ابتدائی اور سادہ رکھا گیا ہے۔ امید ہے کہ میری یہ کاوش قارئین پسند کریں گے۔ خادم عبداللطیف مسعود، ڈسکہ!

ابتدائیہ!

ابلیس کا ایک معنی خیز خطاب اور اس کا نتیجہ

قرآن مجید نے منبع شر اور پیشوائے کفر وضلالت، ابلیس علیہ ما علیہ کا ایک اہم خطاب یوں نقل فرمایا ہے کہ: ’’وقال الشیطان لما قضی الامر ان اللہ وعدکم وعد الحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم ما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمونی من قبل ان الظالمین لھم عذاب الیم (ابراھیم:۲۲)‘‘ قیامت کی تمام عدالتی کاروائی ختم ہوجانے پر جب جہنمی بمع ابلیس جہنم میں پہنچ جائیں گے تو اہل جہنم کی نوک جھوک اور طعن وتشنیع سے دل برداشتہ ہوکر ابلیس لعین، اپنی پیروکار پارٹی سے ایک اہم خطاب کرے گا کہ: ’’اے مجھے الزام دینے والے احمقو! مجھے ہرگز ملامت نہ کرو اور نہ ہی تمہیں یہ حق پہنچتا ہے۔ کیونکہ اللہ

کریم نے تمہارے ساتھ (توحید اور رسالت کے اقرار اور اطاعت وفرمانبرداری اختیار کرنے پر حسن انجام کا) سچا وعدہ فرمایا تھا۔ چنانچہ فرمایا: "اما یاتینکم منی هدیً فمن تبع هدای فلا خوف علیهم ولا هم یحزنون (البقرہ:۳۸)" اس کے برعکس میں نے بھی (بنا پر عداوت وانتقام) تم سے کچھ پر فریب وعدے کئے تھے۔ (کہ یہ دنیا ہی دنیا ہے۔ آخرت کی کوئی حقیقت نہیں۔ کتب وانبیاء کی باتیں ویسی ہی ہیں۔ وغیرہ) مگر میں نے اپنے وعدوں کا خلاف کیا۔ کیونکہ وہ محض دھوکا اور فریب تھے۔ پھر اس معاملہ میں مراتم پر کچھ دھونس یا زور بھی نہ تھا۔ بلکہ میں نے تمہیں صرف گمراہی کی دعوت ہی دی تھی۔ جسے تم نے نفسانی سہولت کے پیش نظر راضی خوشی قبول کر لیا۔ لہٰذا اب مجھے کسی قسم کی ملامت اور طعن وتشنیع مت کرو۔ بلکہ اپنے آپ کو ہی کوسو اور ملامت کرتے رہو۔ کیونکہ اب نہ تو میں تمہارے کام آ سکتا ہوں اور نہ ہی تم میرا کچھ سنوار یا بگاڑ سکتے ہو۔ کیونکہ اب سارا موقعہ گذر چکا ہے۔ اے ناعاقبت اندیشو! تم جو مجھے خالق حقیقی کے مقابلہ میں اپنا کارساز اور کرتا دھرتا سمجھتے رہے ہو مجھے خدا کی بندگی اور اطاعت میں شریک گردانتے رہے ہو۔ یہ سب کچھ محض تمہاری حماقت اور جہالت تھی۔ لہٰذا اب میرے دل میں اس کی کوئی اہمیت اور وقعت نہیں ہے۔ بلاشبہ تم جیسے ظالموں اور بے انصافوں کے لئے (جنہوں نے خالق حقیقی کے مقابلہ میں میرے ساتھ تعلقات قائم کر لئے تھے) نہایت ہولناک اور تکلیف دہ عذاب ہے۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ ابلیس رجیم اپنی فداکار اور بے لوث پارٹی کی ہزاروں سال کی اطاعت وفرمانبرداری اور تعلق داری سے کس طرح طوطا چشمی کرتے ہوئے اور بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے اسے جوتے کی نوک پر بھی نہیں رکھ رہا۔ بلکہ ایک منٹ میں اس نے آنکھیں پھیر لیں۔ چنانچہ اس کی پارٹی کے سرکردہ رکن افراد اور سرغنے بھی اپنے اپنے حواریوں اور چہیتوں سے یہی معاملہ کریں گے۔

دیکھئے قرآن مجید ان کا کردار بھی بدیں الفاظ پیش کرتا ہے۔ "ویوم نحشرهم جمیعاً ثم نقول للذین اشرکوا مکانکم انتم وشرکاؤکم فزیلنا بینهم وقالوا شرکاؤهم ماکنتم ایانا تعبدون ۰ فکفیٰ بالله شهیداً بیننا وبینکم ان کنا عن عبادتکم لغافلین ۰ هنالك نبلوا کل نفس ما اسلفت وردوا الیٰ الله مولٰهم الحق وضل عنهم ماکانوا یفترون (یونس۲۸ تا ۳۰)" ﴿اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے پھر شرک کرنے والوں کو کہیں گے کہ تم بھی اور جن کو تم شریک سمجھتے تھے وہ بھی اپنی اپنی جگہ پر کھڑے رہو۔ پھر ہم دونوں کو الگ الگ کر دیں گے اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری

پوجا نہ کرتے تھے۔ سو اللہ ہمارے تمہارے درمیان گواہ ہے کہ ہمیں تمہاری پوجا پاٹ کی کچھ خبر نہیں ہے۔ اس وقت ہر کوئی اپنے سابقہ کردار و اعمال کی حقیقت معلوم کرلے گا اور پھر اپنے اللہ کی طرف جو سچا مولیٰ اور مالک ہے رجوع کریں گے اور سب بناوٹی عقیدے اور سہارے کافور اور ملیامیٹ ہو جائیں گے۔ ﴾

دوسری جگہ یوں مذکور ہے کہ: "ویوم ینادیھم فیقول این شرکاء ی الذین کنتم تزعمون ۰ قال الذین حق علیھم القول ربنا ھولاء الذین اغوینا اغوینا ھم کما غوینا تبرء نا الیك ما کانوا ایانا یعبدون وقیل ادعوا شرکائکم فدعوھم فلم یستجیبوا لھم ورأو العذاب لوانھم کانوا یھتدون (القصص:٦٢تا٦٤)" ﴿اور جس دن وہ ان (مشرکوں) کو بلائے گا تو کہے گا کہاں ہیں میرے وہ شریک جن کو تم کچھ (کرنے والے) سمجھتے تھے۔ پھر جن پر فیصلہ لگ چکا کہیں گے اے ہمارے مالک و مولا یہ وہ لوگ ہیں جن کو ہم نے گمراہ کیا تھا۔ ہم نے انہیں اسی طرح گمراہ کیا جیسے ہم خود گمراہ تھے۔ اب ہم تیرے حضور گمراہی سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں۔ نیز یہ لوگ ہماری تو پوجا نہ کیا کرتے تھے اور پھر مشرکوں کو کہا جائے گا کہ اب اپنے بنائے ہوئے شریکوں کو دہائی دو اور پکارو تو جب وہ ان کو پکاریں گے وہ ان کی بالکل نہ سنیں گے اور پھر یہ لوگ عذاب الٰہی کا مشاہدہ کر کے کہہ اٹھیں گے کہ ہائے کاش وہ راہ ہدایت (توحید خالص اور بیزاری شرک) پر چلے ہوتے۔ (کہ آج یہ روز بد نہ دیکھنا پڑتا)۔ ﴾

علاوہ ازیں اور بھی ابلیسی کارندوں کی اپنے پیروکاروں اور پارٹی کے ساتھ طوطا چشمی کے کئی واقعات اور منظر قرآن مجید میں مذکور ہیں۔ مثلاً سورۃ صافات کے دوسرے رکوع میں اور سورہ ابراہیم آیت ۲۱ وغیرہ میں، وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔ نیز ساتھ ہی الاعراف آیت ۱۷۲، یٰسین، سورۃ زمر وغیرہ بھی ملاحظہ فرمالیں۔

اس کے بعد کیا ہوگا؟

ہمارا ظن غالب بلکہ تقریباً یقین ہے کہ دیگر آئمہ ضلالت کی طرح رب کریم میدان حشر میں مرزا قادیانی اور ان کے چیلوں کو بھی آمنے سامنے کر کے باز پرس کرے گا۔ یا بصورت دیگر مندرجہ بالا ابلیسی خطاب کے بعد خود جناب قادیانی علیہ ماعلیہ اپنی پارٹی کے طعن و تشنیع اور لعنت و ملامت کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ایسے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے ایک خصوصی اجلاس و خطاب کا اہتمام فرمائیں گے اور بعد از تیاری اسٹیج پر آواز بلند فرمائیں گے۔

ناظرین کرام! یہ خیال محض خیال ہی نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ کیونکہ روز حشر جب دوسرے گمراہ لیڈروں سے سوال ہوسکتا ہے کہ:’’ء انتم اضللتم عبادی ھولاء ام ھم ضلوا السبیل (فرقان:۱۷) ‘‘تو مرزا قادیانی کو کیوں نہ کھڑا کر کے پوچھا جائے گا۔ خدا کے مقدس نبی کو امت کی گمراہی (جس میں ان کا کوئی دخل نہیں) کے متعلق سوال ہوسکتا ہے۔’’ء انت قلت للناس ‘‘تو مرزا قادیانی کو جس نے لاکھوں بندگان خدا کو گمراہ کیا۔ کیوں نہ سوال ہوگا۔ فرشتوں سے سوال ہوسکتا ہے تو مرزا قادیانی سے کیوں نہ ہوگا۔ لہٰذا ہمارا یہ محض ظن وخیال ہی نہیں بلکہ ایک امر واقعی ہے۔

’’ایھا الھا نقۃ القادیانیۃ انصتوا استمعوا باذان القلوب‘‘

اے نادان مرزائیو! بغور سنو، میں تو ایک معذور ومجبور، مجمع الامراض، مخبوط الحواس اور مراقی انسان تھا۔ میں نے اگر قرآن وحدیث میں امام الضلالہ کی تعلیم وتفہیم سے دجل وفریب اور کذب وافتراء کا چکر چلا کر دعوئ مجددیت، مہدویت، مسیحیت اور نبوت ورسالت کردیا تھا اور اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور خارج از اسلام اور جہنمی کہہ دیا تھا تو یہ سب میری ایک طبعی اور معاشی مجبوری تھی۔ آخر ہر مجبور معذور انسان معاشی ضرورت کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ اور چکر چلا ہی لیتا ہے۔ کیونکہ اس کے بغیر وہ رمق زندگی قائم نہیں رکھ سکتا۔ چنانچہ میرا بھی یہی معاملہ تھا۔ دیکھو میں نے کسی کو طاقت یا دھونس بازی سے اپنے مکروفریب میں نہ پھانسا تھا۔ بلکہ صرف پیر ضلالت کی طرح زبانی کلامی دعوت ہی دیتا تھا۔ اپیل اور فرمائش ہی کرتا تھا۔ جسے تم نے اپنی جہالت کی بناء پر قبول کرلیا۔ جب کہ باقی کروڑوں انسانوں نے رد کردیا۔ بلکہ الٹا میرا ہر روز مقابلہ اور زبردست تعاقب کرتے رہے۔ آخر میں نے ان کا کیا بگاڑ لیا تھا۔ تم ویسے ہی مجھ سے دور رہتے تو کیا ہی اچھا ہوتا۔ دیکھو میرے ساتھ برسرپیکار ہونے والے رحمت کائناتﷺ کے ساتھ وابستہ رہتے ہوئے سایہ خلد بریں کے وارث بن گئے اور تم میرے ساتھ دائمی عتاب وعذاب کا شکار ہوچکے ہو۔

او احمقو! آخر صرف تمہارا دماغ کیوں خراب ہوگیا تھا۔ تمہاری عقل نے ساتھ کیوں نہ دیا کہ جو شخص پیدائش ہی سے کسی قابل قدر کردار وقابلیت کا اہل نہیں۔ وہ بڑا ہوکر کس قسم کی صلاحیتوں کا اظہار کرسکتا ہے۔

دیکھئے! میری زندگی کی ابتداء اور انتہاء تمہارے سامنے تھی کہ مجھے بچپن سے ہی بوجہ کسی تکلیف کے چھ ماہ تک افیون دی جاتی رہی۔ (منہاج الطالبین ص۲۷، از مرزا محمود)

جس سے میری حالت یہ ہوگئی کہ زبان میں لکنت تھتلاپن پیدا ہوگیا۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۲۵، روایت ۳۴۳)

گھڑی کا وقت نہ بتا سکتا تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۰، روایت ۱۶۵)

خود اپنے جوتے کے دائیں بائیں کی تمیز نہ تھی۔ ایک دفعہ چینی کے بجائے نمک ہی پھانک لیا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۴۴، روایت ۲۴۴)

ایک دفعہ راکھ کے ساتھ روٹی کھانے لگا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۴۵، روایت ۲۴۵)

میں تو استنجے کے ڈھیلے اور گڑ ایک ہی جیب میں رکھ لیا کرتا تھا۔ یہ میری نفاست طبع کا حال تھا۔ پھر خدا جانے کون سی چیز کہاں استعمال ہوتی ہوگی۔ (دیباچہ براہین احمدیہ ص ۶۷)

بچپن میں سندھی چڑی مار کے لقب سے مشہور ہوگیا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۴۵، روایت ۵۱)

ماں نے جوتے کے دائیں بائیں پر نشان بھی لگا کر دیا۔ مگر پھر بھی پتہ نہ چلتا تھا۔

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۶۷، روایت ۸۳)

ایک دفعہ چوزہ ذبح کرنے لگا تو بدحواسی میں اپنی انگلی ہی کاٹ لی۔

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۴، روایت ۳۰۷)

بچپن میں شرارتی اتنا تھا کہ ایک دفعہ شرارت کرتے ہوئے گر پڑا تو چوٹ لگنے سے ایک ہاتھ ہی سے ہمیشہ کے لئے معذور ہوگیا۔ چنانچہ میں اس سے پیالی اٹھا کر منہ تک بھی نہیں پہنچا سکتا تھا۔ گویا گڑ اور ڈھیلہ کی طرح منہ اور استنجا میں بھی ایک ہی ہاتھ استعمال کرنا پڑتا تھا۔ میرا شعور تو اتنا مسخ تھا کہ قمیض وغیرہ کا نچلا بٹن اوپر کے کاج میں ٹانک لیتا اور اوپر والے نچلے میں۔ جراب پہنتے وقت ایڑھی پنجے کی طرف ہو جاتی تھی اور پنجہ ایڑھی کی طرف، کچھ پتہ نہ چلتا تھا۔ داڑھی وغیرہ کو تیل لگاتے وقت ہاتھ نیچے صدری وغیرہ تک مل لیتا۔ جس سے سب لباس ہی خراب ہو جاتا۔ میں تو اتنا سادہ اور لائی لگ تھا کہ ایک دفعہ میرے چچازاد بھائی مرزا امام دین صاحب مجھے گھر سے لے گئے کہ باپ کی پنشن کے ساتھ سو روپے لے آئیں۔ مگر رقم لینے کے بعد وہ بھائی مجھے ورغلا کر ادھر ادھر پھراتا رہا اور ہم خوب موجیں مارتے رہے۔ حتیٰ کہ چند دن بعد وہ ساری رقم ختم ہوگئی تو اب مارے شرم کے گھر آنے کی جرأت نہ ہوئی۔ لہٰذا پھر مجبوراً سیالکوٹ کچہری میں پندرہ روپے ماہوار پر ملازمت اختیار کر لی اور پھر لائق اور ذہین اتنا تھا کہ مختاری کے امتحان میں باوجود سخت محنت کرنے کے ناکام ہوگیا۔ (سیرۃ المہدی ج ۱ ص ۱۵۶، روایت ۱۵۰)

بعدازاں میری شادی کر دی گئی تو وہاں میرے سسر مرزا جمیعت بیگ کے دماغ میں بھی کچھ خلل تھا۔ (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۲۵، روایت ۲۱۲)

اس کے بعد آہستہ آہستہ دنیا جہاں کی بیماریاں مجھ پر مسلط ہوگئیں۔ جن میں قولنج، مراق، ہسٹریا، ذیابیطس، اعصابی اور جنسی کمزوری، دوران سر، کثرت بول اور بدہضمی وغیرہ عام تھیں۔ اب بتاؤ ایسے حالات میں، میں زندگی کی گاڑی کیسے کھینچتا۔ پیٹ کا دھندا کیسے چلاتا؟ بس زندگی کی گاڑی، ٹانک وائن، یاقوتی، مشک وعنبر، تیتر وبٹیر کے گوشت وغیرہ لاتعداد مقویات اور ٹانکو کے سہارے ہی گھسٹتی رہی۔ (دیکھئے خطوط امام بنام غلام ص ۲ تا ۱۳۲)

لہٰذا میں نے اوّل عیسائیوں اور ہندوؤں سے مباحثے اور مناظرے کرنے شروع کئے تاکہ کچھ شہرت اور ناموری ہو جائے۔ پھر براہین احمدیہ شائع کرنے کا ناٹک رچایا تاکہ کچھ روپے پیسے سمیٹنے کا جال پھیلایا جاسکے۔ جو کہ خوب چلا۔ اس زمانہ میں ہزاروں روپے اکٹھے ہوگئے۔ کچھ کتاب پر لگائے اور باقی عیش وعشرت میں غرق کرنے لگا۔ ساتھ کچھ شہرت بھی ہوگئی اور کچھ ہدیے اور نذرانے بھی آنے لگے۔ ویسے میں نے آئندہ تمام پروگرام (وحی رسالت مسیحیت وغیرہ) کی بنیاد براہین میں رکھ دی تھی۔ جیسا کہ میری کتاب (شہادۃ القرآن ص ۶۵، خزائن ج ۶ ص ۳۶۱) پر ذکر ہے۔ پھر اس وقت اکثر علماء نے میری تحسین وتائید بھی کی کہ یہ فرد یگانہ اسلام کا بہت بڑا خادم اور وکیل ہے تو میری اور بھی چاندی ہونے لگی۔ اس کے بعد میں نے اس مکروفریب کے دھندے کو مزید آگے بڑھایا کہ مختلف کتب ورسائل لکھنے لگا۔ جن میں آہستہ آہستہ اپنے جھوٹے دعوؤں کا مرحلہ وار اظہار واعلان کرنے لگا۔ یکدم اس لئے نہ کئے کہ کہیں لوگ فوراً بدک ہی نہ جائیں۔ چنانچہ اس کا اظہار بھی میں نے براہین حصہ پنجم میں کر دیا تھا۔ گویا کتابوں اور رسالوں میں اوٹ پٹانگ مار کر اور ادھر ادھر کی خرافات درج کر کے وحی والہام کا چکر چلانا شروع کر دیا۔ تاکہ پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے سادہ لوح لوگوں کو الو بناتا رہوں۔ چنانچہ میرے اکثر پیروکار بھی نیم پاگل اور مراق زدہ ہی ہوتے تھے۔ (سیرۃ المہدی حصہ سوم ص ۳۰۴، روایت ۹۶۹)

پھر بھی کسی دعویٰ یا اعلان میں زیادہ سخت اظہار ہو جاتا۔ جس سے علماء اور عام مسلمان مشتعل ہونے لگتے تو فوراً بساط الہام ووحی لپیٹ کر معذرت بھی کر لیتا کہ اس سے میری مراد یہ تھی وہ تھی۔ کہاں میں اور کہاں دعویٰ نبوت بھئی میں تو ایک پکا سچا سنی مسلمان ہوں۔ مسلمانوں کے تمام ثابت شدہ اجماعی عقائد کو منظور وتسلیم کرتا ہوں۔ اجماعی امور کی خلاف ورزی کو کفر والحاد سمجھتا ہوں۔ (انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

اور جب کبھی عدالت تک نوبت پہنچتی تو فوراً صلح کا عہد نامہ لکھ دیتا کہ سر، میں آئندہ کوئی خطرناک الہام یا پیش گوئی شائع نہیں کروں گا۔ جس سے کسی کی دل آزاری ہوتی ہو۔
(دیکھئے اربعین نمبر ۱ص ۱، خزائن ج ۱۷ص ۳۴۳)

اور جب کبھی لفظ نبی کے استعمال پر لوگ ناراض ہونے لگتے تو فوراً کہہ دیتا اور اعلان کر دیتا کہ اس سے مراد صرف اطلاع غیب ہے۔ حقیقی نبوت مراد نہیں۔ وہ تو آنحضرت ﷺ پر ختم ہو چکی ہے۔ میں تو ختم نبوت کا پکا معتقد ہوں۔ کون بے ایمان ختم نبوت کا منکر ہو سکتا ہے۔ اس کا منکر تو پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ میں نے یہ لفظ لغوی اور مجازی طور پر استعمال کیا ہے۔ لیکن پھر بھی اگر تمہیں گوارا نہ ہو تو اسے کاٹا ہوا سمجھو، اور سنو۔ ''مالی ان ادعی النبوة واخرج من الاسلام والحق بقوم کافرین'' (حمامتہ البشریٰ ص ۹۷، خزائن ج ۷ص ۲۹۷)

غرضیکہ اس موقعہ پر بڑے زور و شور سے ختم نبوت کا اقرار و اعلان کرنے لگتا۔ تاکہ میرا مکر و فریب اور پیٹ کا دھندا چلتا رہے اور راز فاش نہ ہو۔ حتیٰ کہ میں نے اپنی ہر کتاب بالخصوص آخری کتاب حقیقت الوحی میں بھی ختم نبوت کا صحیح عقیدہ درج کر دیا کہ ''اللہ نے سب سے آخر میں ہمارے نبی ﷺ کو پیدا کیا جو کہ خاتم الانبیاء ہیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۱۴۱، خزائن ج ۲۲ص ۱۴۵)

اب بتلاؤ کیا تمہیں تمام انبیاء کرام علیہم السلام کی اولوالعزمی، استقامت، صبر و تحمل اور ذات خداوندی پر بے مثال اعتماد و بھروسہ ان کا زہد و تقویٰ کی قرآنی جھلکیاں نظر نہ آئی تھیں کہ مجھے جیسے تھڑدلے بہروپئے پر اعتماد کر کے اپنی عاقبت برباد کر لی۔ بھلا تمہیں میری کتابوں میں بے شمار مواقع پر ختم نبوت کا مندرج اقرار و اعتراف نہ ملا۔ منکر ختم نبوت کے متعلق دوٹوک کفر کے فتوے نظر نہ آئے۔ میرا اعلان کہ میں اجماع امت کے منکر کو کافر سمجھتا ہوں۔ لہٰذا اہل اسلام کے جملہ اجماعی عقائد و اعمال بالکل صحیح اور واجب الاعتقاد والعمل تھے۔ ان کا منکر کھلم کھلا کافر اور بے دین تھا۔ جس کا اظہار میں بھی بارہا کرتا رہا۔ اگرچہ پیٹ کا دھندہ چلانے کے لئے کبھی کبھی ڈنڈی بھی مار لیتا، لیکن یہ میری مجبوری تھی، ضرورت تھی۔ ایسے ہی جب...... اچھا بات ذرا لمبی ہوگئی۔ مجھے تو پیشاب بے تاب کئے ہوئے ہے۔ میں ابھی فارغ ہو کر آیا۔ وقفہ بول، بول، نعروں کی جھنکار، غلام احمد کی جے، کرشن مہاراج کی جے، کفر و باطل کی نشانی، مرزا قادیانی، مرزا قادیانی۔

اوہ...... اوہ یار مجھے بڑی کمزوری محسوس ہو رہی ہے۔ سر بھی چکرا رہا ہے۔ کوئی ٹانک وانک کا ایک کپ مل جائے یا یاقوتی کی ایک خوراک ہی مل جائے تو آسائی سے بات جاری رکھ

سکوں گا۔ دیکھو بھائی کچھ ملے گا؟ داروغہ جہنم کی گرجدار آواز آئی۔ قادیانی مکار یہاں یہ کچھ نہیں ہے۔ یہاں تو صرف حمیم وغساق ہے۔ ضریع اور زقوم ہی ہے۔ یہ پکڑ لے اور گذارا کر۔ وہ دنیا کی چیزیں تھیں جو وہیں رہ گئیں اور یہ دوسرا جہاں ہے یہاں یہی کچھ ملے گا۔ (معاذ اللہ) یہ تو دارالجزاء ہے۔ ''وترکتم ما خولنا کم وراء ظھورکم''

یہ دیکھ کر قادیانی گھبرا کر گرم آہ بھرتا ہے اور چند لمحے سکوت کر کے پھر گفتگو شروع کر دیتا ہے۔ اچھا بھائی مولیٰ کی مرضی مرتا کیا نہ کرے۔ اچھا سنو! میں نے اپنی کئی کتابوں میں حیات ونزول مسیح علیہ السلام کا واضح اعلان بھی کر دیا تھا۔ جس پر تمام افراد امت کا اجماع واتفاق تھا۔ پھر تمہیں میرے رنگ برنگے دعووں (مہدی، مجدد، مسیح، کرشن اوتار وغیرہ) دیکھ کر بھی سمجھ نہ آئی کہ یہ تو محض کوئی چکر یا ڈرامہ ہے۔ ورنہ سچے نبی تو صرف ایک ہی دعویٰ کرتے ہیں اور نہ امام مہدی دعویٰ کریں گے۔ بلکہ وہ تو خود ہی اپنی علامات اور کردار سے پہچان لئے جائیں گے۔ ایسے ہی سچا مسیح بھی آ کر کوئی دعویٰ نہ کرے گا۔ بلکہ احادیث میں مذکورہ علامات کی روشنی میں انہیں فوراً بغیر کسی شک وتردد اور بحث ومناظرہ کے پہچان لیا جائے گا نہ انہیں کتابیں لکھنے کی ضرورت پڑے گی نہ مباہلے اور مناظرے کرنے اور پارٹی بنانے کی۔ کیونکہ وہ پہلے ہی ہمارے ایمان کا جز ہیں۔ ان کا مکمل تعارف ہمارے رؤف ورحیم نبی کریم ﷺ نے احادیث میں کرا دیا ہے۔ لہٰذا ان کی آمد پر ہمیں کچھ بھی تردد نہ ہوگا۔ نیز انجیل شریف میں بھی جناب مسیح نے دوٹوک انداز میں واضح کر دیا کہ: ''دیکھو بہت سے جھوٹے مسیح اٹھ کھڑے ہوں گے جو کہیں گے کہ میں مسیح ہوں۔ خبردار ان کی باتوں میں نہ آنا۔'' (انجیل، متی، لوقا، مرقس)

تو اس صورت میں تم نے مجھے کس طرح سچا مان لیا کہ میں مجدد بھی ہوں، مہدی بھی ہوں، مسیح بھی ہوں اور نبی بھی ہوں اور ساتھ ہی کرشن اوتار بھی ہوں۔ بھلا مجدد ومہدی اور مسیح تو مسلمان ہیں اور کرشن کافر غیر مسلم۔ تمہیں اتنی تمیز بھی نہ آئی کہ دعویٰ کرشن میں تو مجھے پہلے قدم پر ہی ایمان واسلام سے دستبردار ہونا پڑتا ہے۔ عقل کے اندھو! ایسے ہی میرا نام جے سنگھ بہادر بھی تھا۔

(تذکرہ ص۶۷۲)

جو کہ سکھوں کا نام ہوتا ہے۔ بتلاؤ! ایک سکھ کو امام مہدی یا مجدد سے کیا تعلق؟ امام مہدی تو پکا سچا اور کامل ترین مسلمان ہوگا۔ آنحضور ﷺ نے صاف فرما دیا کہ اس کا نام میرے نام پر ہوگا۔ اس کے باپ کا نام میرے باپ کے نام پر یعنی محمد بن عبداللہ ہوگا۔ اب بتلایئے! کہاں

محمد بن عبداللہ اور کہاں میں غلام احمد ولد غلام مرتضیٰ؟ رتی بھر بھی کوئی موافقت ہے؟ پھر تم کیوں گمراہ ہوگئے؟ اب بتلاؤ میرا اس میں کیا قصور تھا؟ میں نے تو ایک مداری اور بہروپیے کا کردار پیش کیا تھا۔ پاگلو! تم نے اسے حقیقت سمجھ لیا۔ پھر میری وحی بھی عجیب وغریب قسم کی تھی۔ کوئی عربی میں، کوئی فارسی میں، کوئی ہندی میں، کوئی سنسکرت میں اور پنجابی، اردو اور انگریزی میں۔ جس کا میں ایک حرف بھی نہ جانتا تھا۔ حالانکہ قرآن نے سچے نبیوں کا یہ ضابطہ ارشاد فرمایا کہ ہر نبی کو اس کی قومی زبان ہی میں وحی ہوتی ہے اور خود میں نے بھی یہ ضابطہ تحریر کردیا تھا کہ: ''یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔ جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو کہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۲۰۹، خزائن ج۲۳ ص۲۱۸)

چنانچہ کسی وحی کے متعلق یہ بھی لکھ دیا کہ وحی بہت جلدی میں آگئی تھی۔ لہٰذا معلوم نہ ہوسکا کہ لفظ پلاطوس ہے یا پڑاطوس۔ نیز میں نے ہوشعنا اور ربنا عاج کے متعلق لکھ دیا کہ ابھی اس کے معنی نہیں کھلے۔ نیز میں انگریزی وحی کو سمجھنے اور ترجمہ کرانے کے لئے ایک ہندو بچہ شام لال کی خدمات بھی حاصل کرتا تھا۔ (سبحان اللہ)

''لهم عذاب اليم (البقرہ:۱۷۳)''

''اليس فی جهنم مثوی للكافرين (زمر۳۲)''

یعنی مجھے ملامت نہ کرو۔ بلکہ اپنی عقل کا ماتم کرو۔ اب تو میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا اور نہ تم ہی میرا کچھ سنوار دیا بگاڑ سکتے ہو۔ اب میں تمہاری ساری عقیدت ومحبت، تابعداری، چندے اور فنڈز، بیعت نامے وغیرہ کو جوتے کی نوک پر رکھتا ہوں۔ اب تم جیسے احمقوں اور ناعاقبت اندیشوں کے لئے ہمیشہ کا رسوا کن عذاب مقدر ہوچکا ہے۔ ''فلا تدعوا ثبوراً واحداً وادعوا ثبوراً كثيرا (فرقان:۱۴)'' وقفہ اجابت کا اعلان...... اور نعروں کی جھنکار، غلام احمد کی جے۔ جے سنگھ بہادر کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے جے جے وغیرہ۔

مناجات قادیانی بدرگاہ رب العالمین

کچھ لمحات کے بعد دوبارہ نشست جمتی ہے اور قادیانی حسرت وافسوس سے واویلا شروع کردیتا ہے۔

اے میرے مولیٰ! اے میرے مولائے کریم! تو گواہ ہے اور خوب جانتا ہے کہ میں اپنی کتابوں میں لکھ آیا تھا کہ میں ایک دائم المرض اور مراقی آدمی ہوں اور مراقی آدمی کا کسی بات میں

کچھ اعتبار نہیں ہوتا۔ اسی طرح دنیا میں حکیموں اور ڈاکٹروں نے بھی واضح کر دیا تھا کہ مراقی آدمی کو اس کے وہم میں فرشتے بھی نظر آتے ہیں۔ جس پر وہ نبوت اور پیغمبری کا دعویٰ کرنے لگتا ہے۔ چنانچہ ایک صاحب نے ''سودائے مرزا'' نامی کتاب لکھ کر تمام حقیقت واضح بھی کر دی تھی۔ لہٰذا اے بارالٰہا، ان احمقوں کو جہنم کے نچلے طبقے میں ڈال دے۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔ ''فقطع دابر قوم الظالمین القادیانیین والحمدللہ رب العالمین''

اے رب کریم! ان سے دریافت فرمالے کہ کیا سچے نبی کی تمام باتیں اور پیش گوئیاں سچی نہیں ہوتیں۔ جب کہ میں نے جو بھی پیش گوئی کی تھی وہ سو فیصد غلط نکلی۔ جن کا نتیجہ دیکھ کر کئی مخلص پیروکار بھی کھسکنے لگتے۔ جیسے کہ نواب محمد علی مالیر کوٹلہ۔ یہ صاحب نہایت عقیدت مند تھے۔ مگر آتھم کی پیش گوئی کے غلط نکلنے پر بہت پریشان ہوئے۔ چنانچہ اس نے مجھے نہایت پرسوز اور طویل خط لکھا۔ جس کو میں نے نہایت ہی چکنی چپڑی باتوں سے کور کیا۔ پھر مزید مطمئن کرنے کے لئے اپنی لخت جگر مبارکہ بیگم کا رشتہ دے کر اس کو اپنی ضلالت والحاد پر ہی پکا کیا۔ بھلے مانسو! بتاؤ ایسے گھناؤنی ہتھکنڈے راستبازوں کا کردار ہوتا ہے۔ آخر تم لوگ کچھ تو تدبر کرتے تاکہ یہ روز بد تمہیں دیکھنا نہ پڑتا۔ میں نے ہر جگہ دروغ گوئی اور دجل وفریب سے ہی کام نکالا تاکہ ان الوؤں کو پاگل بنا کر اپنا الو سیدھا کئے رکھوں، آخر میں نے پیٹ کا دھندا بھی تو چلانا تھا۔ آخر مرتا کیا نہ کرتا۔

پھر میں نے تو صاف کہہ بھی دیا تھا کہ یہ سلسلہ قادیانیہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) کے ماتحت برپا کیا گیا ہے۔ (نہ کہ خدا کی طرف سے اشتہار واجب الاظہار ص۳، خزائن ج۱۵ ص۵۲۴) یہ مرزا قادیانی ملکہ برطانیہ کی برکت سے آیا۔ (ستارہ قیصرہ ص۸، خزائن ج۱۵ ص۱۸)

میں نے تو بالکل صاف لکھ دیا تھا کہ میں گورنمنٹ برطانیہ کا خودکاشتہ پودا ہوں۔

(تبلیغ رسالت ج۷ ص۱۹)

حتیٰ کہ میں نے ملکہ برطانیہ کی خوشامد اور کاسہ لیسی کرتے ہوئے دو رسالے تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ شائع کر مارے دیگر تحریرات اس کے علاوہ تھیں۔ جن سے پچاس الماریاں بھرتی تھیں۔

میں نے صاف لکھا کہ میں گورنمنٹ کا اوّل درجہ کا خیرخواہ ہوں۔

(ملحقہ تریاق القلوب گورنمنٹ عالیہ میں عاجزانہ درخواست ص ج، خزائن ج۱۵ ص۴۹۱)

اور خدا کی کتاب میں تحریف کرتے ہوئے گورنمنٹ انگریزی کو اولی الامر میں شامل کردیا۔ (العیاذ باللہ) اے اللہ اتنی وضاحت کے باوجود کیا یہ احمق اندھے تھے؟ کہ انہوں نے مجھے خدا کی طرف سے سمجھ لیا۔ کہاں مرکز نبوت حقیقیہ عرش الٰہی اور کہاں تخت ملکہ برطانیہ جو میرے سلسلہ دجالیہ کا مرکز تھا۔ ان احمقوں کو دونوں مرکزوں میں تمیز نہ تھی۔ بھلا انہوں نے نہ سنا تھا کہ چہ نسبت خاک را بعالم پاک۔ کہاں عرش الٰہی کہاں کنواری اور بے غسلی عیسائی ملکہ برطانیہ۔ اے مولیٰ کریم! میں نے تو یہ ضابطہ مسلمہ بھی لکھ دیا تھا کہ انبیاء کی طرف صرف جبرائیل ہی وحی لے کر آتے ہیں۔ (ازالہ اوہام ص۵۳۴، خزائن ج۳ ص۳۸۷)

جب کہ میری کسی بھی کتاب میں یہ وضاحت نہیں کہ میرے پاس جبرائیل وحی لے کر آتا ہے۔ اگر کہیں ہو تو کوئی مرزائی مربی بتلائے۔ بلکہ میں نے تو شغل کرتے ہوئے صاف صاف اپنے جعلی فرشتوں کے نام یہ بتلائے تھے۔ ٹیچی صاحب (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶) مٹھن لال (تذکرہ ص۵۶۰) خیراتی صاحب (تریاق القلوب ص۹۴، خزائن ج۱۵ ص۳۵۱) جناب شیر علی صاحب (تریاق القلوب ص۹۵، خزائن ج۱۵ ص۳۵۲) درشنی صاحب۔ حفیظ نامی فرشتہ انگریزی فرشتہ (تذکرہ ص۷۵۷) وغیرہ وغیرہ۔

اسی طرح میں نے اپنے خدا کے نام یہ بتلائے تھے۔ الصاعقہ (البشریٰ ج۲ ص۷۶) خدائے یلاش (تحفہ گولڑویہ ص۶۹ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۲۰۳) ربنا عاج (براہین ص۵۵۵، خزائن ج۱ ص۶۶۲) انگریزی خدا (براہین ص۴۸۰، خزائن ج۱ ص۵۷۱) وغیرہ۔

تو کیا ایسے خدا اور فرشتے بھی کبھی کتب الٰہیہ میں سنے گئے ہیں۔ میں نے تو محض گپ ماری تھی۔ ایک ڈرامہ رچایا تھا کہ شاید یہ الو میری ڈرامہ بازی سمجھ کر اپنا دامن بچالیں گے۔ مگر یہ بدفطرت الو کے الو ہی رہے۔ بار الٰہا، فرمایئے۔ جب میں نے اتنی صراحت کر دی تو میرا کیا قصور؟ ان احمقوں کو کچھ بھی عقل نہ آئی کہ یہ تو ایک شغل، ڈرامہ اور ٹھٹھہ ہے۔ حقیقت نہیں کبھی ایسے خدا اور فرشتے بھی کبھی ہوئے ہیں یا ہو سکتے ہیں۔ مگر یہ بے سمجھ ظالم میری خوش گپیوں پر یقین لے آئے اور اپنا آپ تباہ کر لیا۔ پھر ایسے خدا اور ایسے فرشتوں کے الہام بھی اس طرح کے ہی ہوتے تھے۔ مثلاً ملاحظہ فرمایئے! البشریٰ اور تذکرہ کوئی الہام عربی میں کوئی اردو اور فارسی میں، کوئی سنسکرت اور پنجابی میں اور کوئی انگریزی میں کوئی عبرانی میں ہے۔ کوئی مکس۔ گویا یہ سب چوں چوں کا مربہ بنا ہوا ہے۔ ایسے ایسے الہام کہ جن کا نہ سر نہ پیر۔ محض گول مول بلا پیندے کے کہ حسب موقع کسی نہ کسی حادثہ یا واقعہ پر فٹ ہو سکیں۔ جیسے ''کلب یموت علیٰ کلب'' اپنے کسی

مخالف کے نقصان یا موت پر اسے فٹ کرلیا کرتا۔ اس کے علاوہ جب کوئی اور واقعہ رونما ہوا اس پر بھی فٹ کرلیا۔ جیسے میرے خلیفوں نے اسے موڑ کر بھٹو کی موت پر فٹ کر کے کوچہ دجالیت کو بارونق کردیا۔

الغرض جیسے میرے خدا اور فرشتے رنگ رنگیلے تھے۔ ویسے ہی الہام ہوتے تھے۔ جیسے ایک الہام ہوا۔ ''تین استرے ایک عطر کی شیشی'' (تذکرہ ص ۷۷۴)

دوسرا ''تائی آئی تار آئی۔'' (تذکرہ ص ۷۸۱)

تیسرا ''کچلہ کو نین فولاد یہ دعائے ہمزاد'' (تذکرہ ص ۷۹۲)

فرمایئے کسی سچے نبی کو ایسے الہام بھی ہوا کرتے ہیں۔ جن کا نہ سر نہ پیر۔ مگر ان ظالموں نے میرے تمام خرافات کو نہایت متبرک سمجھ کر الگ مستقل کتابوں میں جمع کردیا اور اس کے ٹائٹل پیج پر جلی حروف سے لکھ دیا۔ ''وحی مقدس'' کیا مقدس وحی ایسی ہی ہوتی ہے؟ العیاذ باللہ!

لاہوری پاگلوں نے البشریٰ نامی کتاب میں اور قادیانی اور ربوہ والے الوؤں نے تذکرہ نامی کتاب میں گویا یہ شیطانی بکواسات صحیفہ آسمانی ہیں۔ یہ خواہ مخواہ پاگل بن کر عوام کو بھی الو بناتے رہے۔ خاص کر حکیم نوردین جس نے مجھے یہ چکربازی کی پٹی پڑھائی اور ساتھ ہی ساتھ مجھے ایسی چالیں بھی بتاتا رہا۔ اس نے مجھے تباہ کردیا۔ یہ نہ ہوتا تو شاید میں اتنی مخلوق کی گمراہی کا سبب نہ بنتا۔ پھر اس کے ساتھ اور بھی کئی پڑھے لکھے پاگل لگ گئے۔ دیکھو ایک یہ ٹھگ عبدالکریم ہے۔ جس نے پہلے پہل مجھے دعویٰ نبوت کی طرف متوجہ کیا تھا اور یہ اکمل پاگل۔ جس نے اپنے شعروں میں مجھے محمد ثانی قرار دیا اور عہد میثاق کا مصداق بنادیا۔ خدا اسے تباہ و برباد کرے۔ یہ دوسرا شیطان حکیم فضل دین ہے۔ یہ احسن امروہوی ہے۔ اسی طرح اور بھی کئی شیطان کے چیلوں نے میرے گرد اکٹھے ہوکر میرا بیڑہ غرق کردیا۔ خدا ان کو تباہ کرے۔ دوبارہ آمد ہوتی ہے۔

ٹھہرو صبر کرو۔ ہائے اجابت ہائے پیشاب، دونوں راستے چل پڑے ہیں۔ وقفہ اجابت، ایک طرف سے نعروں کی جھنکار اٹھتی ہے۔ میرے غلام احمد کی جے، میرے کرشن اوتار کی جے۔ کفر وضلالت کی نشانی، مرزا قادیانی مرزا قادیانی۔ آفرین ومرحبا قادیان وربوہ۔

میرے محبوب حکیم صاحب ذرا وہ یاقوتی کی ڈبیہ تو لاؤ۔ میرا تو دل بیٹھا جاتا ہے۔ ابھی تو کافی گفتگو باقی ہے۔ ابھی تو یہ ہمارا کنونشن دیر تک چلے گا۔ حضرت وہ تو مطب میں ہی رہ گئی ہے یا آپ کے بیت الفکر میں ہوگی۔ اوہو! افسوس صد افسوس۔ اچھا خیر، چلو بات کرتے ہیں۔ ہاں جی! کوئی اور اشکال یا اہم بات؟ میرے من موہنے امتیو، کھل کر بولو۔

آج ہم پر کوئی پابندی نہیں، کوئی نقص امن کا خطرہ نہیں

ایک منچلا قادیانی: حضرت صاحب! آپ صرف ہمیں ہی لتاڑتے جاتے ہیں۔ ذرا اپنا آپ بھی ملاحظہ فرمائیں۔ کیا آپ نے اپنی بے شمار کتابوں میں بڑے بڑے دلائل کے ساتھ دعویٰ مسیحیت نہ کیا تھا؟ جس پر قرآن مجید کی تیس آیات بھی پیش کیں۔

(ازالہ اوہام ص ۵۹۸، خزائن ج ۳ ص ۴۲۳ تا ۴۳۸)

پھر آپ نے بے شمار رسائل اور اشتہارات اور زبانی بیانات میں نہایت وضاحت سے اعلان فرمایا کہ وفات مسیح تو تمام صحابہؓ کا اجماعی عقیدہ ہے۔ بڑے بڑے آئمہ نے اس کی تصدیق فرمائی ہے۔ جیسے امام بخاری، مالک اور ابن حزم، ابن تیمیہ وغیرہ۔

(انجام آتھم ص ۱۴۴، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً، کتاب البریہ ص ۲۰۳ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۲۲۱)

اسی طرح آپ نے اپنی نبوت کے اثبات کے لئے مستقل رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' لکھ مارا۔ جس میں نہایت مکارانہ چالوں سے زمین کو آسمان اور رات کو دن کر دکھایا۔ اس کے بعد آپ کے مصلح موعود مرزا بشیر الدین نے تو حقیقت نبوت وغیرہ کتب لکھ کر حد ہی کر دی کہ حضرت صاحب حقیقی نبی ہے۔ ظلی و بروزی تو آپ نے تواضعاً فرمایا ہے۔

نیز آپ نے اس موضوع پر کئی مباحثات بھی کئے تھے، چیلنج کئے، مباہلہ کی دعوت دی۔ پھر آپ کے بعد آپ کے یہ جانثار حواری اور پیروکار اس مسئلہ پر ہر اہل اسلام سے مدتوں مناظرے کرتے رہے۔ آپ کے اس امروہی نے تو اس مسئلہ کی تائید میں کئی ضخیم تصانیف بھی شائع کی ہیں۔ تو ہم اس مسئلہ میں پھر کیسے پیچھے رہتے۔ چنانچہ ہم بھی وہی بڑ ہانکتے رہے جو آپ اور یہ حضرات مربی ہانکتے رہتے تھے۔ حضرت آپ کی تو کوئی کتاب اس مسئلہ سے خالی نہیں ہے۔ پھر ہم ہی ملزم کیوں؟ اور آپ بری کیوں؟ آپ کی درجنوں کتابیں، بے شمار ملفوظات اور اشتہارات کس کھاتہ میں جائیں گے؟

مرزا قادیانی: اے میرے پیارے امتی! تیری یہ سب باتیں درست ہیں۔ مگر ذرا توجہ اور غور کرتے تو تمہیں یہاں بھی حقیقت نظر آجاتی اور میری ڈرامہ بازی ظاہر ہو جاتی۔ دیکھئے نا:

اوّل تو خود رب کریم نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر حیات و نزول مسیح کا فیصلہ فرمایا ہے۔ جسے تمام صحابہ کرامؓ اور بعد کے تمام مجددین، مفسرین، محدثین وغیرہ برابر نقل کرتے رہے۔ چنانچہ مجھ سے پہلے کے تمام مفسرین امت نے صاف صاف اس عقیدہ کو بے شمار دلائل و براہین کے ساتھ لکھا ہے۔ کوئی ایک مفسر بھی الگ نہ رہا۔ نیز محدثین کرام نے نزول مسیح کے مستقل ابواب

قائم کر کے حقیقت الم نشرح کر دی۔ ایسے ہی کتب کلام اور تصوف میں بھی اس مسئلہ کو متواتر اور مسلسل نقل کیا جاتا رہا کہ حیات ونزول مسیح پر اجماع امت ہے۔ چنانچہ میں نے خود اس تواتر کے متعلق اپنی کئی کتب میں صراحت کر دی تھی۔ مثلاً:

(ازالہ اوہام ص ۵۵۷، شہادت القرآن ص ۲، ۸، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸، ۳۰۴)

ان تمام شہادات کو نظر انداز کرنا کوئی عقلمندی کی بات تھی جو یہ پاگل اپنی عاقبت تباہ کر بیٹھے؟ نیز میں نے بھی نہایت صفائی سے قرآنی آیات کے حوالہ سے مسیح کے نزول ثانی کا فیصلہ کیا تھا۔ دیکھئے میری اوّل انعامی کتاب (براہین ص ۴۹۸، ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۶۰۱ حاشیہ) وہاں میں نے ''ھوالذی ارسل رسولہ'' کے تحت صاف لکھا تھا کہ جب حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں آئیں گے۔ ایسے ہی آیت ''عسیٰ ان یرحمکم'' کے تحت بھی لکھا تھا۔ ایسے ہی بندہ نے اپنی کتاب (شہادۃ القرآن ص ۲، ۸، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸، ۳۰۴) پر تو اس سے بھی واضح طور پر اس عقیدہ کو بصراحت درج کیا تھا۔ جس میں کسی فرد کو ادنیٰ سا اشتباہ باقی نہ رہنا چاہئے تھا۔ باقی تو سب گپیں تھیں۔

مرزائی: حضرت صاحب اس کے متعلق تو آپ نے صدہا مقامات پر لکھ دیا تھا کہ یہ عقیدہ حقیقت منکشف ہونے سے پہلے کا ہے۔ بعد میں خدا کی مسلسل وحی نے مجھے اس عقیدہ پر قائم نہ رہنے دیا۔ بلکہ فرمایا کہ تو ہی مسیح موعود ہے۔ پہلا مسیح فوت ہو گیا ہے۔

(اعجاز احمدی ص ۶، ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳، ۱۱۴)

مرزا قادیانی: میرے پیارے امتی! اس حوالہ میں بھی وہی دجل وفریب کا معاملہ ہے۔ جو میں ہر موقع اور ہر مسئلہ میں برابر استعمال کرتا رہا۔ یہی تو میرا پروگرام تھا کہ بات الجھا کر تم لوگوں کو الو بنانا ہے۔ تاکہ چندے کا چکر قائم دائم رہے۔ ورنہ میرے کوئی ہل چلتے تھے۔ بھئی یہ ہیرا پھیری نہ کرتا تو پیٹ کا جہنم کہاں سے بھرتا؟ یہ یاقوتیاں، ٹانک وائن، عنبر، مرغ وبٹیر کہاں سے آئے۔ ہاں پھر میری پیاری محبوبہ نصرت جہاں بیگم کے اللے تللے کہاں سے پورے ہوتے۔ سوچتے نہیں؟ وہ بیچاری انہیں شاہ خرچیوں کے سہارے تو رہ رہی تھی اور میرے پاس کیا تھا؟ نہ میرے پاس مال ودولت تھی نہ کوئی شکل اور عقل ہی تھی۔ بس صرف اللے تللے اور ناز نخرے ہی تھے۔ پھر اور بھی کچھ نہ تھا۔ جی ہاں تو بات براہین کے حوالہ کی چل رہی تھی تو پیارے سنو! کہ یہ بھی ایک چکر تھا۔ دراصل میں نے ملکہ برطانیہ کے حکم پر اور نوردین کے مشورہ پر سارا پروگرام پہلے ہی مرتب کر لیا تھا کہ میں نے اس بہانہ سے یہاں تک پہنچنا ہے۔ پروگرام مکمل طور پر پہلے ہی مرحلہ میں

طے شدہ تھا۔ مگر پیش رفت مرحلہ وار کرنا تھی۔ جسے تم نہ سمجھ سکے۔ دیکھو میں نے پہلی کتاب براہین ہی میں اشارے کنائے سے تمام جزئیات اور تفصیلات جمع کر دی تھیں۔ جسے ظاہر میں علمائے اسلام بھی نہ سمجھ سکے اور جو پختہ علمائے حق تھے وہ سب سمجھ گئے۔ ان کے کان میرے متعلق اسی وقت کھڑے ہوگئے تھے کہ میں کیا کرنے والا ہوں۔ آپ خود دیکھیں کہ میں نے براہین کا معاملہ اشاعت تو چوتھے نمبر پر ٹھپ کر دیا تھا۔ اگرچہ لوگوں سے مکمل پیشگی رقم بھی وصول کر چکا تھا۔ چنانچہ لوگوں نے بقیہ کتاب کا مطالبہ بھی کیا مجھے سو قسم کی لعنت ملامت بھی کی۔ مگر میں ایک خاص مقصد کے تحت خاموش ہی رہا۔ جو ہوتا، برداشت کرتا رہا۔ دیکھئے میں نے بعد کی ہر کتاب اور تحریر میں ہمیشہ براہین ہی کا حوالہ دیا ہے۔ گویا وہ میرے مشن کے لئے بطور بنیادی متن کے تھی اور بقیہ کتب اس کی تفصیل وتشریح۔ براہین میں میں نے آئندہ پروگرام کی ایک ایک جزئی سیٹ کر دی تھی۔ جسے بعد میں حسب موقعہ ظاہر کرتا رہا۔ غور سے دیکھئے (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳ حاشیہ) میں اصل مسئلہ بیان کر کے ساتھ اپنا بھی ٹانکا لگا دیا ہے کہ: ''مسیح تو وہی آدیں گے مگر میں مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں۔'' گویا یہ پہلے مروجہ مثیل مسیح بننے کی تمہید اور آسرا تھا۔ جسے بعد میں آگے پہنچایا گیا۔ سنا الو باٹے، تھا تو میں مراقی مگر تم جیسے پڑھے لکھے لوگوں کو خوب چکمہ دیا، احمق بنایا۔ آخر میں نے ابوزید سروجی کی مقامات خوب پڑھی تھی تو اس کا بہروپ کیوں نہ بھرتا۔ ورنہ پڑھنے کا کیا فائدہ؟ جب عمل نہ ہو۔ چنانچہ میں نے (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲) میں بھی صاف لکھ دیا تھا کہ میں تو مسیح کا مثیل ہوں۔ اصل مسیح نہیں جیسا کہ عرصہ سات آٹھ سال یعنی براہین کے زمانہ سے مسلسل شائع کر رہا ہوں۔ تو جو مجھے اصلی مسیح خیال کرے وہ مفتری اور کذاب ہے۔ ص۱۹ پھر میں جہاں اس مسئلہ کو آہستہ آہستہ ظاہر کر رہا تھا۔ وہاں پہلے یہ بھی کہہ دیا کہ یہ مسئلہ نزول مسیح کوئی اتنا اہم مسئلہ نہیں کہ جس پر اسلام کا دارومدار ہوتا۔ (ازالہ ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱) کہ اس پر عوام مشتعل ہو کر فوری طور پر کان نہ کھڑے کر لیں۔ کیونکہ اس مسئلہ کو غیر اہم قرار دے کر جناب سرسید نے بھی وفات مسیح کا نظریہ لکھا تھا۔ (دیکھئے ان کی تفسیر القرآن) مگر انہوں نے اس پر اپنے کسی دعویٰ کی استواری نہ کی تھی۔ اس لئے وہ اہل اسلام کے عتاب عام سے محفوظ رہے اور میں دھر لیا گیا۔ کیونکہ میں نے اس پر اپنی مسیحیت کی استواری کر لی تھی۔ علاوہ ازیں میں نے کھل کر پھر اعلان کر دیا کہ میں ہی آنے والا مسیح ہوں۔ اسرائیلی مسیح تو فوت ہو چکا ہے۔ اس کی تو قبر بھی سری نگر محلہ خانیار میں ہے۔ پھر میں نے یہ بھی لکھوایا تھا کہ یہ بات پوشیدہ نہیں کہ مسیح بن مریم کے آنے کی پیش گوئی ایک اوّل درجہ کی پیش گوئی ہے۔ جس کو سب

نے باتفاق قبول کرلیا ہے۔ (ظاہر ہے سب نے جسمانی نزول ہی کو تسلیم کیا ہوا تھا) اور جس قدر صحاح میں پیش گوئیاں لکھی گئی ہیں۔ کوئی پیش گوئی اس کے ہم پہلو اور ہموزن ثابت نہیں ہوتی۔ تواتر کا اوّل درجہ اس کو حاصل ہے۔ انجیل بھی اس کی مصدق ہے۔ اب اس قدر ثبوت پر پانی پھیرنا اور یہ کہنا کہ یہ تمام حدیثیں موضوع ہیں۔ درحقیقت ان لوگوں کا کام ہے۔ جس کو خداتعالیٰ نے بصیرت دینی اور حق شناسی سے کچھ بھی حصہ بخرہ نہیں دیا۔ دیکھو میری اہم (کتاب ازالہ اوہام ص۵۵۷، خزائن ج۳ ص۴۰۰) دیکھئے میں نے اس بیان سے دوسرا فائدہ اٹھایا۔ ایک تو منکرین حیات کی تردید اور دوسرا اپنے ڈرامے کی تمہید اور تیاری۔ پھر اسی حقیقت کو اس سے بھی سو درجہ وضاحت سے میں نے اپنی کتاب شہادت القرآن کے شروع میں درج کردیا تھا۔ لہٰذا اب بھی کوئی اندھا بن کر محض میری ذاتی چکر بازی کا شکار ہو جائے تو اس کی اپنی بدبختی ہے۔ میرا اس میں کیا قصور؟ کہاں قرآن وحدیث کی نصوص قطعیہ اور کہاں مجھ مراقی کی گپ بازی۔ فرمایئے ازروئے احادیث کثیرہ، آئمہ دین، مجددین ومحدثین، مفسرین اور متکلمین بالاتفاق شروع سے یہی عقیدہ نہیں رکھتے تھے اور لکھتے چلے آئے تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو فرزند مریم تھے۔ صاحب انجیل اور رسولاً الیٰ بنی اسرائیل تھے۔ وہی دوبارہ تشریف لائیں گے۔ نہ کوئی اور مکار وفریبی۔ ابو زید سروجی کا ہم کردار۔ دیکھئے اناجیل اربعہ مروجہ۔ پھر میرا یہ کہنا کہ میرے اس نظریے کے حامی امام بخاری، مالک، ابن تیمیہ، ابن القیم، ابن عربی وغیرہ بھی ہیں۔ میرے پیارو! یہ سب محض فریب اور جھوٹ تھا۔ کیونکہ درحقیقت اس کا کوئی بھی قائل نہ تھا۔ بلکہ یہ سب حضرات بالصراحت حیات ونزول مسیح کے جسمانی طور پر قائل تھے۔ سینکڑوں دینی کتب میں اس پر اجماع نقل کیا گیا تھا۔ تمام محدثین اور متکلمین نے نزول مسیح کے ابواب منعقد فرمائے تھے۔ پھر بھی تم الو کے الو ہی رہے۔ تمام مرزائی مبلغ مکھی پر مکھی مارتے ہوئے وہی میری جھوٹ بات ہی نقل کرتے رہے۔ سچ کہنے یا لکھنے کی توفیق نہ مل سکی۔ العیاذ باللہ!

چنانچہ یہ عقیدہ تمام بزرگان دین نے صدہا بلکہ ہزارہا کتب تفسیر وحدیث میں مسلسل درج فرمایا ہے۔ نیز انجیل متی اور لوقا میں بھی اصل مسیح کے نزول کا واضح تذکرہ ہے۔ دیکھئے متی۲۴:۲۷، لوقا۲۱:۲۷، مرقس۱۳:۱۶،۱، نیز کتاب اعمال۱:۱۱، ۳:۲۱ وغیرہ۔

اب بتلاؤ! ایک طرف اتنی ٹھوس شہادت قرآن کی، احادیث کی اور ان کے ضمن میں ہزارہا علمائے امت کی۔ نیز کتب سابقہ کی بھی اور دوسری طرف میری ہیرا پھیری اور متضاد باتیں وہ بھی ملی جلی اور پرفریب طور پر۔ کیونکہ صاف وضاحت بھی نہ تھی اور کہیں مکارانہ اور دجالانہ اظہار

اور جھوٹا پروپیگنڈہ بھی تھا تو ایک عقل منل انسان کے لئے فیصلہ بالکل آسان ہے کہ ہزار ہا صاف اور دوٹوک شہادات کے مقابلہ میں چند پر فریب اور متضاد تحریرات کا کیا وزن ہوسکتا ہے؟ بھئی دنیا تو دار امتحان تھا۔ ہر شخص کو اپنی سعادت وشقاوت اور نیک و بد میں تمیز کرنا لازمی تھا۔ پھر جو اپنی عقل وفکر کو کام میں لاکر راہ ہدایت پر چلا وہ کامیاب اور جو ہوائے نفسی میں پھنسا رہا وہ ہلاک ہوا۔

مرزا قادیانی: اچھا یار، پیشاب کمبخت پھر زور مار رہا ہے۔ لہٰذا اعلان وقفہ بول کردو۔ چاروں طرف سے وقفہ بول کا اعلان ہوجاتا ہے اور ساتھ ہی نعروں کی گونج فضا میں تلاطم برپا کردیتی ہے۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے۔ مکروفریب کی نشانی، مرزا قادیانی، مرزا قادیانی۔ ملکہ برطانیہ کا ہرکارہ۔ آفرین ومرحبا۔ قادیاں کا بہروپیہ، مردہ باد۔ پھر خاموشی چھاجاتی ہے۔

جناب مسیح دجال قادیانی چند لمحات کے لئے بھاگم بھاگ لیٹرین میں جا گھستے ہیں۔ پھر چند منٹ کے بعد مرجھائے چہرہ کے ساتھ پھر واپس آدھمکتے ہیں۔ تو ایک صاحب حکم نور دین صاحب ہوسکتے ہیں۔ درخواست کرتے ہیں۔ حضرت یہ بول وبراز کا چکر سلسلہ کلام کو بدمزہ کررہا ہے۔ حکم ہو تو ہم اسٹیج کے پاس ہی اس کا بندوبست نہ کردیں تو مرزا قادیانی فوراً تحسین آمیز نگاہ ڈالتے ہوئے فرماتے ہیں۔ شاباش، شاباش۔ نوردین نوردین ہی ہے۔ میرا یہ لنگوٹیا ہی دنیا وآخرت کا جگری یار ثابت ہورہا ہے۔ تو فوراً کوئی ٹوٹا پھوٹا یا زقوم کا خالی ڈرم سٹیج کے پاس رکھ دیا جاتا ہے۔ تاکہ وقت کی بچت ہو اور حضرت صاحب کو دور جانے کی زحمت نہ ہو۔ آواز آتی ہے۔ حضرت آپ تقریر دلپذیر شروع فرمائیں۔ پھر الہامات قادیانی کی دلپذیر تلاوت کے بعد مرزا قادیانی گویا ہوئے۔ ہاں بھئی میں اپنی اصل حقیقت تو واضح کرچکا ہوں کہ یہ سب مجبوری تھی، ضرورت تھی، پیٹ کا دھندہ تھا۔ یہ سب چکر بازی تھی، تو عرض کرتا ہوں کہ میں نے یہ ڈرامہ مذکورہ بالا خطوط پر شروع کیا تھا۔ مگر جب اغوائے شیطانی سے اور آگے پیش رفت کرنے لگا تو نہایت لچر اور غیر معقول ہتھکنڈے اور بہانے استعمال کرنے لگا۔ جن کو کوئی پاگل بھی تسلیم نہیں کرسکتا۔ مگر احمقو! تم نے فوراً اسے وحی آسمانی سمجھ کر قبول کرلیا۔ حالانکہ تمام امت کے مقابلہ میں ایک مخالف اور نئی بات کے متعلق خدا کا صاف اعلان ہے کہ: ”ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الہدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ما تولیٰ ونصلہ جہنم وساءت مصیراً (نساء:۱۱۵)“ ﴿اور جو کوئی ہدایت واضح ہوجانے کے بعد رسول کی مخالفت پر اتر آئے اور تمام اہل ایمان کے خلاف راستہ پر چل پڑے تو ہم اسے اسی طرف دھکیل دیتے ہیں۔ جدھر اس نے رخ کیا۔ بالآخر اسے جہنم رسید کردیتے ہیں اور کتنا ہی برا ٹھکانا ہے۔﴾

چنانچہ میں نے بھی لکھ دیا کہ مجددین امت سے انحراف فسق وکفر ہے۔ اجماعی مسائل سے انحراف فسق وکفر ہے۔ اجماعی مسائل سے انحراف کفر ہے، زندقہ ہے۔ جب کہ یہ مسئلہ حیات ونزول نہایت وضاحت سے تمام مجددین اور آئمہ دین نے بتادیا تھا اور اس پر اجماع امت نقل کیا تھا تو پھر اس میں شک وشبہ کی کیا گنجائش تھی؟ تم نے خواہ مخواہ میری متضاد خرفات کو سینے سے لگا کر ثابت شدہ حقائق سے انحراف کرلیا اور جان بوجھ کر کفر وفسق اور الحاد وزندقہ میں جا گھسے۔

احمقو! پتہ ہے کہ میں مسیح موعود کیسے ٹیکنیکل طریقہ سے بنا۔ وہ طریقہ میں نے (کشتی نوح ص۴۵، ۴۶، خزائن ج۱۹ص ۴۹، ۵۰) اور اپنی دیگر کتب میں لکھا تھا کہ پہلے مجھے مریم بنایا گیا۔ پھر مجھے عیسیٰ کا حمل ہوا۔ جو دس ماہ تک رہا۔ پھر مریمیت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا۔ گویا میں سے میں ہی پیدا ہوگیا۔ او جانورو! بتاؤ کبھی ایسا ہوسکتا ہے یا ہوا بھی ہے؟ اسے کون احمق تسلیم کرے گا۔ اس طرح تو ہر کوئی کسی بھی دعویٰ کے لئے ڈرامہ رچا سکتا ہے۔ اسے کس طرح روکا جاسکتا ہے؟ دیکھو میرے نوردین نے اپنے بیان ملحقہ ازالہ اوہام میں تاویلات باطلہ کے متعلق صراحت کردی تھی۔

(ازالہ اوہام ص۸)

چنانچہ اسی دوران ایک شغلی نے مجھ سے پوچھ ہی لیا کہ حضرت صاحب آپ کو حمل تو ہوا۔ بچہ بھی ہوگیا تو کوئی حیض ونفاس کا چکر بھی چلا تھا۔ تو میں نے اسے جواب دیا کہ بھائی اب حیض کیا دیکھتے ہو وہ تو اب بچہ بن گیا ہے۔ (ہاں پہلے کہتے تو دکھا دیتا) جو خدا کے بچوں جیسا ہے۔ دیکھو میری کتاب (تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ ص۵۸۱) بتلا اے احمق کیا اللہ تعالیٰ کا بھی کوئی بچہ ہوسکتا ہے۔ یہ تو خالص کفر ہے۔ قرآن مجید میں تو اس کی زبردست مذمت آئی ہے کہ فرمایا: ’’قل هو الله احد ۰ الله الصمد ۰ لم يلد ولم يولد ۰ ولم يكن له كفواً احد ‘‘نیز سورہ مریم، آل عمران، توبہ اور مائدہ وغیرہ میں اس کی نہایت مذمت کی گئی ہے۔ ارے کچھ تو سوچتے تاکہ آج جہنم کا ایندھن نہ بنتے اور سنو میرا ایک مخلص اور مراقی مرید قاضی یار محمد بھی تھا۔ جو میرا عاشق زار اور بڑا ہمدرد تھا۔ اس نے ایک رسالہ ’’اسلامی قربانی‘‘ تحریر کیا تھا۔ نیز اس کے مختلف حالات وکوائف میرے محبوب بیٹے بشیر احمد ایم۔اے کی کتاب سیرۃ المہدی میں مذکور ہیں۔ چنانچہ وہ نماز کی حالت میں بھی مجھے نہ چھوڑتا۔ وہاں بھی مجھے چھیڑتا اور ایذا دیتا رہتا تھا۔

(سیرۃ المہدی ج۲ ص۲۶۸)

چنانچہ اس نے اپنے ایک رسالہ (اسلامی قربانی ص۱۲) میں لکھ دیا کہ یہ تمام حالات اور مراحل میرے حضرت صاحب پر گذر چکے ہیں۔ حیض اور حمل اور زچگی کا۔ ہاں ایک اور راز کی بات

یہ حضرت نے بتائی تھی کہ ایک دفعہ میں کشف کی حالت میں تھا کہ خدا نے میرے ساتھ مردوں والا معاملہ کیا تھا۔ یہ حمل اس طرح ہوا تھا۔ چونکہ یہ ذرا شرم کی بات تھی، پردہ کی بات تھی۔ اس لئے حضرت صاحب نے اسے میں یوں بیان فرمایا کہ: ’’سرك سري‘‘ اور خدا نے فرمایا: ’’انت مني بمنزلة لا يعلمها الخلق‘‘ (البشریٰ ج۱ ص۴۶)

نیز یہ بھی الہام ہوا کہ: ’’انت من مائنا وهم من فشل‘‘ (تذکرہ ص۲۰۴)

نیز فرمایا کہ آواہن۔ یعنی خدا تیرے اندر اتر آیا۔

(تذکرہ ص۳۱۱، کتاب البریہ ص۸۴، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲)

ایسے ہی دیگر ارشادات میں حضرت صاحب نے اس حمل زچگی وغیرہ کے تمام حالات اور جزئیات کو بیان فرمایا ہے۔ لیکن ذرا اشارے سے۔ ویسے ہمارے حضرت صاحب بڑے رنگین مزاج بھی تھے کہ کبھی خدا کی بیوی بن کر حمل کرا لیتے اور کبھی اس کے پیارا بیٹا بھی بن جاتے۔ دیکھو نا حضرت کا الہام کہ: ’’اسمع ولدي‘‘ (البشریٰ ج۱ ص۴۹)

اور الہام شریف: ’’انت مني بمنزلة اولادي‘‘ وغیرہ (البشریٰ ج۲ ص۶۵)

یہ تو چھوٹے مقامات ہیں۔ ہمارے حضرت تو اس سے بھی بالا تھے۔ چنانچہ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ: ’’رايتني في المنام‘‘ کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہو گیا ہوں۔ پھر میں نے یقین کر لیا کہ واقع میں خدا ہی ہوں۔

(آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً، کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

مگر پھر یہ بھی فرما دیا کہ: ’’ثم صدرت كاناء منثلم‘‘ کہ پھر میں سوراخ دار برتن بن گیا۔ (کتاب البریہ ص۸۵، خزائن ج۱۳ ص۱۰۳)

بھائیو! میرے خیال میں آپ کو کثرت بول کا مرض یہیں سے شروع ہوا ہوگا۔ کیونکہ سوراخ دار برتن میں پانی وغیرہ ٹھہرتا ہی نہیں بلکہ چلتا ہی رہتا ہے۔ بھائیو! میں تو ایک مرزا قادیانی کا عاشق بے خود ہوں۔ میں آپ کے بہت سے کمالات اور مقامات سے باخبر ہوں۔ لیکن آپ کو اتنے پر اکتفاء کرنا پڑے گا۔ کیونکہ اکثر تعلقات اور امور بھید میں رکھنے پڑتے ہیں۔ لہٰذا مجبور ہوں۔

پھر فوراً آواز گرجتی ہے۔ وقفہ بول،، بول، بول،، وقفہ جیم وغ اق [illegible] نعرے کی جھنکار بلند ہوتی ہے۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے۔ جے سنگھ بہادر کی جے۔ دجل وفریب کی نشانی، مرزا قادیانی مرزا قادیانی۔

تھوڑی دیر بعد پھر محفل جمتی ہے۔ آیئے آیئے حضرت صاحب فرمایئے۔ مرزا قادیانی یوں گویا ہوئے: ہاں تو میں بیان کرر ہا تھا کہ میں نے صاف طور پر بارہا اصل اجماعی عقیدہ حیات ونزول مسیح کا اظہار کر دیا تھا۔ چنانچہ ایک جگہ یہ بھی لکھا کہ قران شریف کی وہ آیتیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارہ میں بطور پیش گوئی کے تھیں۔ وہ اب میری طرف منسوب کر دی گئی ہیں۔ دیکھو (براہین پنجم ص ۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱) یعنی میں نے وضاحت کر دی کہ آمد مسیح کے بارے میں قرآن مجید کی ایک دو نہیں بلکہ کئی آیات تھیں۔ لیکن اب ان کا مصداق میرے خیال میں مسیح ابن مریم نہیں رہے۔ بلکہ ان کا مصداق اب میں ابن چراغ بی بی ہو گیا ہوں۔ اللہ نے آپ کو اس مقام سے فارغ کر کے مجھے اس پر فائز کر دیا ہے۔ العیاذ باللہ!

دیکھو کتنی حماقت آمیز بڑ اور گپ ہے کہ پہلے تو از روئے قرآن اسی مسیح علیہ السلام نے آنا تھا جو مریم کے فرزند تھے۔ مگر اب ان کا مصداق وہ نہیں رہے۔ بلکہ خدائے یلاش نے مجھے بنا دیا ہے۔ بتلاؤ! کبھی ایسا ہونا ممکن ہے کہ کسی آیت کا مصداق ہی بدل جائے۔ پھر تو یوں بھی ہو سکتا ہے کہ پہلے تو ابراہیم علیہ السلام کا مصداق وہی ابراہیم حنیف ہوں جو کہ اسماعیل اسحاق علیہما السلام کے والد محترم تھے اور ''انی جاعلك للناس اماما'' کے مصداق تھے۔ پھر کسی وقت اس نام کا مصداق وہ نہ رہیں۔ بلکہ معاذ اللہ حکیم نور دین یا اور کوئی عام انسان بن جائے۔ بھلا ایسا ہونا ممکن ہے کہ پہلے تو ابلیس کا مصداق وہی عزازیل ازلی مردود ہو۔ پھر چودھویں صدی میں اس کا مصداق میں مرزا غلام احمد بن جاؤں۔ بھئی یہ بات ناممکن ہے۔ تو حضرت مسیح کے مصداق کی تبدیلی بھی محال اور ناممکن ہے۔ میں نے تو ایک جہالت آمیز گپ لگائی تھی۔ مگر تم احمقوں نے فوراً پلے باندھ لی۔ تو بھئی میری فنکاری کے جوہر تو ایسے ہی تھے۔ میں تو کبھی حجر اسود بھی بن جاتا اور کبھی کرم خاکی اور بشر کی جائے نفرت بھی بن جاتا۔ میرا کیا تھا۔ میں تو ایک نامی گرامی بھروپیا تھا۔ آخر تمہیں کس لعین نے میرے ساتھ برباد ہونے کی دعوت دی تھی۔ کیا کھوپڑی قائم نہ تھی۔ کیوں یہ حماقت کی۔ جب تم نے یہ حماقت کر لی تو اب جناب عزازیل علیہ ما علیہ کی طرح اس کا مزہ بھی چکھو۔ دیکھو وہ میرا پیر و مرشد سامنے بیٹھا کس طرح کھسیانی مسکراہٹ میں مصروف ہے اور تمہاری اس حماقت پر داد تحسین دے رہا ہے۔ غلام احمد [illegible] ہے اور بار بار یہ نعرہ لگاتا ہے۔ کفر و زندقہ کی نشانی، مرزا قادیانی، مرزا قادیانی۔ مردود ازلی، مرزا قادیانی وغیرہ۔ پھر فضا میں سکوت چھا جاتا ہے۔

چند منٹ بعد پھر فضا میں ایک ارتعاش پیدا ہوتا ہے .اور ایک جذباتی مرزائی اٹھ کر چیخ کر کہتا ہے۔ جناب مرزا صاحب! تم نے تو اس وقت واقعی ابلیس کا کردار ادا کر دکھایا ہے۔ واقعی ہم ہی احمق تھے۔

قادیانی صاحب! بھئی وہ کیسے؟

مرزائی: حضرت مراقی صاحب! کیا آپ نے اپنے سے پہلے اس کا خطاب دلنواز نہیں سنا۔ جب اس نے کہا کہ میں نے تو تمہارے ساتھ جھوٹ اور پرفریب وعدے کئے تھے۔ ورنہ میرے پاس کیا تھا۔ وہ سب کچھ ایک چکمہ بازی تھی، جاؤ میری جان چھوڑو۔ میں تمہارے کسی کام نہیں آسکتا۔ واقعی ابلیس لعین نے تو انسان کی عاقبت برباد کرنے کا ٹھیکہ لیا ہوا تھا۔ جسے وہ ہر صورت پورا کرتا رہا۔ پھر رب العالمین نے بھی تمام حقیقت پہلے ہی واضح فرمادی تھی کہ: ”ھــذا عدو الکم“ کہ یہ تمہارا دشمن ہے۔ اس کی باتوں میں نہ آنا۔ مگر نادان انسان اس کے بھرے میں پھنستے ہی رہے اور آج یہ روز بد دیکھ رہے ہیں۔ خدا کی آخری کتاب نے اس کی بدفطری غداری اور بے وفائی کے متعلق اعلان کردیا تھا کہ: ”کمثل الشیطان اذ قال للانسان اکفر فلما کفر قال انی بریء منك انی اخاف اللّٰہ رب العالمین (الحشر:۱۶)“ ﴿شیطان کی طرح کہ جب وہ انسان کو کہہ دیتا ہے کہ تو کفر و بغاوت کرلے۔ (اس میں بڑے مزے اور سہولتیں ہیں) تو پھر جب انسان اس کے بھرے میں آکر کفر کر گذرتا ہے تو یہ لعین فوراً کانوں پر ہاتھ رکھ کر محض فریب کاری سے اور توبہ توبہ کا شور مچاتے ہوئے چیخ اٹھتا ہے کہ جاؤ میرا تجھ سے کوئی واسطہ نہیں۔ میں تو اللہ رب العالمین سے ڈرتا ہوں کہ وہ اپنی نافرمانی اور بغاوت کی صورت میں کبھی معاف نہیں کرے گا۔﴾

اسی طرح سورہ انفال کی آیت ۴۸ میں بھی اس کا یہ پرفریب کردار وضع کیا گیا ہے۔

بعینہ اسی طرح آپ نے بھی ہمیں دنیا میں قرآن وحدیث کے حوالہ سے آئمہ دین کے حوالہ سے اپنے رنگ برنگے دعووں (دعویٰ مجددیت، مسیحیت اور نبوت وغیرہ) کی سچائی ظاہر کرتے رہے اور بے شمار کتب ورسائل اور اشتہارات اور بیانات میں اعلان کیا کہ حیات مسیح کا مسئلہ تو ایک کھلا ہوا شرک ہے۔ (الاستفتاء ص۳۹، خزائن ج۲۲ ص۶۶۰)

کیونکہ اسی طرح تو مسیح کی الوہیت کی تائید ہوتی ہے۔ تم نے یہ بھی کہہ دیا کہ: ”مــن قال بنزول المسیح فقد کفر بخاتم الانبیاء“ تم نے یہ بھی بتایا کہ یہ مسئلہ مسلمانوں میں عیسائیوں کی طرف سے داخل ہوا ہے۔

ورنہ اصل دین میں یہ مسئلہ ہرگز نہیں تھا۔ نہ قرآن میں نہ حدیث وغیرہ میں بڑے بڑے اکابر نے وفات مسیح کا اعلان کیا ہے۔ تمام صحابہؓ کا اس پر اجماع ہے اور تمہارے نام نہاد خلیفوں اور چیلوں نے تو اس پر جھوٹے سچے حوالہ جات کے انبار لگادیئے کہ ہر سادہ لوح انسان متاثر ہوئے بغیر نہ رہتا۔ مگر اب اگلی طرف دیکھ کر آپ نے ہر بات اور ہر دعویٰ سے انکار کر کے ہمیں ہی مجرم اور احمق قرار دے رہے ہیں۔ خدا کو حاضر ناظر جان کر کہو کیا تم نے اپنا سارا دھندہ اور کاروبار اسی مسئلہ حیات ووفات کو نہ بنایا ہوا تھا؟ اسی کو تم ختم نبوت کے منافی قرار دیتے تھے۔ قرآن مجید کی تیس آیات بھی اس کی تائید میں بتلاتے رہے اور اب ابلیس کی طرح ہر بات سے مکر رہے ہو؟ کیا اب وہ تیس آیات یاد نہیں رہیں۔ اب بخاری اور اقوال اکابر اور اجماع صحابہؓ بھول گئے۔ فرمایئے! یہ آپ کے چہیتے خلیفے، نوردین، مرزا بشیر، ناصر، طاہر جن کی تمام شاہ خرچیاں اور اللے تللے آپ کی مسیحیت کے بل بوتے پر ہی چلتے تھے۔ انہوں نے آپ کی مسیحیت کے اثبات کے لئے ساری دنیا میں اودھم نہ مچا رکھا تھا؟ یہ مرزا طاہر ی تو تمہارے مرکز وار جنم بھومی لندن میں بیٹھ کر سیٹلائٹ کے ذریعے ساری دنیا میں شور مچایا کرتا تھا کہ ہمارے دادا جان ہی مسیح موعود ہیں۔ مسیح ناصری فوت ہو گئے ہیں۔ چنانچہ اسی شیطان نے غالباً وصال ابن مریم نامی ایک پر فریب رسالہ بھی لکھا تھا۔ جس پر ہمیں بڑا ناز تھا۔ یہ شریر تو تمام علمائے اسلام کو مباہلے کے چیلنج دیا کرتا تھا۔ مگر جب کوئی مرد مؤمن سامنے آتا تو یہ آپ کے طریقے پر اور آپ کے خلفاء مرزا بشیر اور ناصر صاحب کی طرح خود دم سادھ لیتا۔ پھر مثل مکار لومڑ کے اپنی بھٹ میں ہی گیدڑ بھبکیاں دیتا رہتا۔ اول فول بکتا، مگر آپ کی طرح سامنے آنے کی جرأت نہ کرتا۔ چنانچہ اس کے چیلنج پر جب ختم نبوت کے تمام نمائندے اس کو للکارتے ہوئے لندن پہنچے تو یہ دم سادھ کر اپنے گھرانے میں دبک گیا۔ خود پاکستان میں بھی ختم نبوت کے نمائندوں نے اسے للکارا۔ موقعہ اعلان پر گئے۔ مگر یہ آپ کا ہونہار گیدڑ سرشت فرزند نہ آیا اور نہ ہی کوئی وعدہ کیا۔

اب بتلایئے! جب یہ مسئلہ اتنا ہی کچا اور بے ثبوت تھا تو آپ اتنا شور شرابا کیوں کرتے اور کرواتے رہے؟

مرزا قادیانی: یار تم کتنے بے وفا ہو۔ دنیا میں مجھ پر جان اور مال قربان کرتے رہے۔ میرے ہر دکھ درد میں بڑھ چڑھ کر تعاون کرتے رہے۔ میری ہر الٹی سیدھی اور غلط اور فضول بات کو وحی الٰہی سمجھ کر قبول کرتے رہے۔ اب تمہیں اتنا بھی پاس نہیں کہ ذرا پیشاب کا وقفہ کرنے دو۔

ٹھہرو! اعلان ہوتا ہے۔ وقفہ بول، پھر فوراً پاس پڑے ڈرم پر چھا جاتے ہیں۔ چند منٹ بعد پھر بڑے طمطراق سے اسٹیج پر اپنی نشست سنبھال کر بولنے لگتے ہیں۔

اچھا بھئی! سنو، تم نے جو کچھ لمبا چوڑا بیان دیا وہ سب ٹھیک ہوگا۔ مگر ذرا توجہ سے کام لیتے اور میری کتاب مکمل طور پر غور سے مطالعہ کرتے۔ میرے متضاد کردار کو دیکھتے تو تمہیں لازماً اصل حقیقت مل جاتی۔ دیکھو میں نے اپنا یہ دھندہ کیسے مرحلہ وار اور آہستہ آہستہ شروع کیا۔ تاکہ عوام برداشت کرتے جائیں۔ کیونکہ ایک ہی دفعہ ایسے پرفریب اور خلاف اسلام امور کو کون مانتا تھا؟ لوگ تو شام تک میری تکا بوٹی کر دیتے۔ اس لئے میں نے آہستہ آہستہ اپنی خرافات کا اظہار کیا۔ مثلاً دیکھو پہلے میں ایک مسلمان مبلغ کی حیثیت سے سامنے آیا۔ پھر ملہم کے رنگ میں اس کے بعد مجدد اور مہدی کے عنوان سے پھر محض مثیل مسیح کے عنوان سے پھر اس کے ساتھ ساتھ میں مسئلہ ختم نبوت کو مکمل عقیدہ اسلام کے مطابق ظاہر کرتا رہا۔ بلکہ نہایت زور وشور اور اہتمام کے ساتھ کہ مسلمانو! شرم کرو، دشمن قرآن نہ بنو۔ خاتم الانبیا ﷺ کے بعد کسی نئے نبی کا ہرگز تصور نہ کرو۔

(آسمانی فیصلہ ص۲۵، خزائن ج۴ ص۳۳۵)

غرضیکہ سینکڑوں بیانات بڑی شدومد کے ساتھ جاری کر دیا۔ جس سے عوام نہایت خوش ہوئے۔ علمائے حق مطمئن رہے۔ مگر میں اس شدت اہتمام سے اگلے مرحلہ کی تمہید باندھ رہا تھا۔ ورنہ یہ مسئلہ بھلا کس کتاب حدیث یا تفسیر یا عام اسلامی کتاب میں مذکور نہیں تھا؟ یہ تو مسلمانوں کا بچہ بچہ جانتا ہے کہ واقعی حضور ﷺ خدا کے آخری نبی ہیں۔ میں نے یہ شور اس لئے مچادیا تاکہ عوام مسلمانوں کے ذہنوں میں یہ بات جم جائے کہ آپ کے بعد واقعی کوئی نبی نہیں آسکتا تو اس مضبوطی اور پختگی سے میں نے یہ مفاد اٹھایا کہ یہ تصور کرالیا جائے کہ جب آپ ہی آخری رسول ہیں اور آپ کے بعد کوئی مزید نبی نہیں آسکتا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی تو ایک نبی ہی ہیں۔ بتاؤ وہ کیسے آسکتے ہیں؟ کیا وہ نبی نہیں؟ تو جب آئیں گے تو وہ نبی نہ رہیں گے؟ تو ظاہر ہے کہ ان تمام سوالیہ فقروں کا جواب لازماً ہاں میں ملے گا۔ تو اس پر میں اپنی خباثت اور الحاد کی استواری کرلوں گا کہ جب تم مانتے ہو کہ آنحضور ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ کے بعد اور کوئی نبی یا رسول نہیں آسکتا تو حضرت مسیح علیہ السلام بھی تو خدا کے سچے نبی ہیں وہ کیسے آجائیں گے؟ اب یا تو ان کو نبی مانو تو ان کی آمد کا انکار کرنا ضرور ہوگا۔ کیونکہ تم آنحضور ﷺ کو آخری نبی مان چکے ہو۔ یا پھر ان کو نبی نہ مانو تو یہ بات تمہارے عقیدہ اور قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔ اب بتلاؤ! قرآن کو سچا مان کر آنحضور ﷺ کو آخری نبی ماننا ہے تو مسیح علیہ السلام کی آمد کا مسئلہ چھوڑنا پڑے گا اور اگر آمد مسیح کا مسئلہ نہیں چھوڑ سکتے تو قرآن اور حضور ﷺ کی ختم نبوت کا عقیدہ چھوڑنا ہوگا۔ چنانچہ ایک جگہ یہ بھی لکھ دیا کہ جو نزول مسیح کا قائل ہوگا وہ ختم نبوت کا صاف منکر ہے۔ (تحفہ بغداد ص۲۸، خزائن ج۷ ص۳۴)

بتلایئے کون سا راستہ چلو گے۔ ظاہر ہے کہ آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت کا مسئلہ بہت واضح اور ضروری ہے۔ اس کے مقابلہ میں آمد مسیح کا مسئلہ اتنا اہم نہیں۔ لہٰذا اس عقیدہ پر قائم رہتے ہوئے وفات مسیح کو مان لو۔ اسی میں سلامتی ایمان ہے۔ دیکھو قرآن مجید میں مسیح کے بارہ میں توفی کا لفظ آیا ہے۔ جس کا عام محاورہ میں بھی معنی موت ہی ہے۔ بھئی قرآن مجید میں وفات مسیح پر تیس آیتیں مذکور ہیں۔ پھر دیکھو اسی مسئلہ کے پیش نظر ''قد خلت من قبله الرسل '' (ازالہ اوہام ص ۶۰۶، خزائن ج ۳ ص ۴۲۷) کے تحت تمام صحابہؓ نے گذشتہ تمام نبیوں بمع مسیح کی وفات پر اتفاقی فیصلہ دے دیا تھا۔ کسی نے کوئی اعتراض یا اشکال ظاہر نہیں فرمایا۔ اس کے بعد بخاری میں توفی بمعنی موت مذکور ہے۔ امام مالک مات کہتے ہیں۔ ابن حزم، ابن تیمیہؒ جیسے اکابرین امت بھی وفات مسیح کے قائل ہیں۔ کیونکہ آپ کی ختم نبوت اسی صورت میں ثابت ہو سکتی ہے تو میں نے اس طرح دجل وفریب سے کام لیتے ہوئے اور جھوٹے اور غلط حوالے دے کر یہ چکر چلایا۔ جب کہ یہ سب کچھ فراڈ تھا، دھوکا تھا۔ کیونکہ نہ امام مالکؒ وفات مسیح کے قائل ہیں اور نہ ہی ابن تیمیہؒ اور ابن قیمؒ۔ ان کی کتب میں تو اس مسئلہ کی تفصیلی وضاحت ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر گئے، پھر دوبارہ آئیں گے۔ میں نے جھوٹ جھوٹ یہ بات لکھ دی تھی۔ اسی طرح امام بخاریؒ کا معاملہ تھا۔ دیکھئے میں نے آیت قرآنی ''یا عیسیٰ انی متوفیك '' سے دھوکا دے کر خدائی ارشاد کہ ''میں تجھے وفات دینے والا ہوں'' اس سے میں نے موت مسیح پر بڑا زور مارا۔ مگر بات صاف تھی کہ متوفی صیغہ فاعل ہے جو کہ مستقبل کے لئے آتا ہے تو معنی ہوا کہ اے عیسیٰ میں تجھے موت دینے والا ہوں۔ آئندہ زمانہ میں نہ کہ فی الحال۔ تو آئندہ کے لئے سب مانتے ہیں کہ مسیح پر واقعی موت آئے گی۔ اس سے فی الحال موت کیسے ثابت ہوگی۔ مگر تم سب احمق نکلے۔ تم نے اسی کو ماضی سمجھ کر آسمان سر پر اٹھالیا کہ مسیح مر گئے، عیسیٰ مر گئے۔ حالانکہ وفات مسیح تو ثابت ہوتی جب کہ آپ کے متعلق ''ان عیسیٰ قد مان یا توفی ''یعنی ماضی کا صیغہ ہوتا۔ لیکن یہ کہیں بھی نہیں تو موت کیسے ثابت ہوئی۔

تو اس طرح میں نے آہستہ آہستہ اور مرحلہ وار عوام کو اس طرح لگانے کی کوشش کی۔ جس کے نتیجے میں تم جیسے احمق میرے جال میں پھنس گئے اور سعید روحیں خدا کے فضل سے بچی رہیں۔ پھر چونکہ میرا ذاتی کردار بھی کوئی اتنا اچھا نہ تھا۔ بلکہ ایک عام شریف انسان سے بھی گرا ہوا تھا۔ نہ کسی وعدے کا پاس، نہ کسی حق کی ادائیگی کی پرواہ نہ خدا خوفی کا ذرہ نہ اپنے فرائض کی پرواہ۔ محض نفس

پرستی اور خواہش پرستی ہی مجھ پر سوار رہتی تھی۔ اس لئے میری سابقہ بیوی حرمت بی بی بھی میرے جال میں نہ پھنسی۔ میرا وفادار بیٹا فضل احمد بھی بچ گیا۔ میرے دیگر عزیز واقارب بھی میرے اس دھندے کو ایک ڈرامہ ہی سمجھتے رہے۔ لہٰذا ان میں سے کوئی بھی میرے جال میں نہ آیا۔ ہاں نصرت بی بی آئی اس کا باپ آیا تو ایک مجبوری اور چکر بازی سے اور مفاد پرستی کی بناء پر آیا۔ حقیقت پسندی ملحوظ نہ تھی۔ بھلا نصرت جہاں کو جو عیش پرستی میرے گھر میسر آئی تھی وہ اسے کہیں مل سکتی تھی؟ منہ مانگا زیور منہ مانگا کپڑا اور کھانا۔ اس کے زیورات کی تو بات ہی عجیب تھی کہ جب مرضی ہوتی، سابقہ زیور کو تڑوا کر دوسرا بنوالیا۔ جب چاہا اس کو تڑوا کر تیسری چیز بنوالی۔ حتیٰ کہ اندر کھاتے بعض مرید بھی کہنے لگے کہ بیگم صاحبہ زیورات پر بے تحاشہ روپیہ برباد کر رہی ہے۔ مگر میں نے کبھی اسے نہ روکا۔ وہ جو بھی چاہے اس کی فرمائش ہر حالت میں پوری کی جاتی۔ آرام اور راحت وغیرہ۔ گویا وہ واقعی ایک عیش پرست شہزادی یا ملکہ بن گئی تھی۔ میں نے اسے اتنی عیش وبہار کرائی اتنی جی حضور اور خوشامد کی کہ گلی محلے کی عورتیں بھی کہہ اٹھیں ''کہ مرجا بیوی دی گل بڑی منداا ے'' گویا میں زن مرید بنا ہوا تھا اور وہ خود منہ زور اور مختار ملکہ جو کچھ جب بھی منہ سے نکالتی اس کے کہنے سے پہلے اس کی فرمائش پوری ہو جاتی۔ سیر پر جانے کا کہتی تو فوراً اس کو لے کر چل پڑتا۔ اگر شاپنگ کا اظہار کرتی تو حسب خواہش مرید کے ساتھ اس کو جہاں چاہتی بھیج دیتا اور جو وہ طلب کرتی مریدوں کو حکم دیتا کہ اس کی ہر خواہش پوری کرنا کہیں تمہاری ام المؤمنین ناراض نہ ہو جائے۔ ورنہ تمہاری خیر نہیں اور نہ ہی میری۔ مگر آج وہ دیکھو میرے ساتھ عذاب الٰہی کا شکار ہے۔ اسے اب نہ وہ زیور یاد ہے نہ شاہانہ لباس نہ خوراک اور دوسرے اللے تللے۔ ہائے ہائے نصرت تو کتنی بدنصیب تھی۔ تو کتنی بدبخت نکلی میں نے اپنے ساتھ تیرا بھی بیڑا غرق کر دیا۔ مجھے معاف کر دے۔ دنیا میں، میں تیری مانتا رہا۔ آج تو میری مان لے۔

نصرت جہاں: مگر فائدہ؟ اب تو ''اجزعنا ام صبرنا مالنا من محیص (ابراھیم:۲۱)'' کا دور ہے۔ اب لاکھ معافی مانگی جائے۔ سو ہزار جتن کئے جائیں، توبہ استغفار اور عذر وبہانے پیش کئے جائیں، سب فضول ہیں۔ فیصلہ الٰہی صادر ہو چکا ہے۔ اس میں کوئی ترمیم، اپیل، نظر ثانی وغیرہ محال وناممکن ہے۔ یہ الٰہی عدالت ہے۔ کوئی بٹالہ یا گورداسپور کی عدالت نہیں۔ جہاں ہمارا براہ راست کوئی انگریزی جج ہو یا وکیل ہو۔ یہاں قطعاً کوئی اس قسم کا چکر نہیں چل سکتا۔ لہٰذا اب ابدالا باد تک یہیں بہزار حسرت وافسوس رہنا پڑے گا۔ جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔

اس کے بعد مرزا قادیانی دنیا کے ایک دور کا تصور کرتے ہوئے چیخ اٹھتا ہے۔ واہ واہ! اے میری بچپن کی ساتھی حرمت بی بی تو کتنی خوش بخت نکلی، دنیا میں تو بڑی سدھارتھی، سادی تھی مگر اپنی عقل اور ایمان میں کتنی پکی تھی کہ میری ڈرامہ بازی میں نہ آئی۔ تو نے اپنا سہاگ تو اجاڑ لیا۔ مگر اپنی عاقبت سنوار لی اور حرمت بی بی او جنت کی حور تو کتنی خوش نصیب نکلی۔ میں نے تجھے بہت دکھ دیا۔ خدا کے لئے مجھے معاف کر دینا۔ واقعی میں ہی ظالم اور حق تلفی کرنے والا تھا۔ میری بدبختی غالب آگئی۔ میری عاقبت برباد ہوگئی۔ آہ حرمت! اے بی بی آسیہ کی سہیلی تو کتنی سعید اور خوش نصیب ہے۔ مجھے معاف کر دینا۔ دیکھ تیری قسمت تیرے ساتھ اور میری بدبختی میرے ساتھ، بی بی یہ تو خدا کی ازلی تقسیم ہے کسی کا کیا زور ہے۔ حرمت بی بی چیخ کر کہتی ہے۔ او بدبخت ازلی مردود چل دور ہو۔ تو اسی لائق تھا۔ خدا کا لاکھ شکر واحسان ہے کہ اس نے مجھے تیری بدبختی سے محفوظ فرمالیا۔ ’’فللّٰہ الحمد والنعمۃ‘‘ وہ بڑا قادر وقیوم ہے۔ وہ بڑا علیم اور حکیم ہے۔ اس کی حکمتوں کو کون جان سکتا ہے۔ وہ چاہے تو پیغمبر علیہ السلام کی بیوی کو جہنم کا ایندھن بنادے۔ دیکھو حضرت نوح اور لوط علیہم السلام کی بیویاں تمہارے ساتھ جہنم کی سزا میں گرفتار ہیں اور فرعون کی آسیہ خاتون جنت خلد کی بہاریں لوٹ رہی ہے۔ ’’ذالك فضل اللّٰہ یوتیہ من یشاء (مائدہ:۵۴)‘‘ اے خدائے حکیم تو کتنا عجیب ہے۔ چاہے تو کسی عام انسان کو جنت کا شہزادہ بنادے اور چاہے تو بڑے سے بڑے خاندان کو جہنم کا ایندھن بنادے۔ یہ سب کچھ تیرے قبضہ اختیار میں ہے۔ تیری حکمت ومشیت کا تقاضا ہے۔ نہ تو ظالم ہے اور نہ ہی تیری کسی سے عداوت ہے۔ مولا ہم تیری حکمتوں کو نہیں جان سکتے۔ کریما تو کتنا عجب ہے تو نے مکہ کے گمراہوں کو دنیائے ہدایت کا امام اور جنت کا وارث بنادیا۔ مولا کریم تو نے قریش کے بڑے بڑے سرکردہ اور معظم انسانوں عتبہ، شیبہ، ابوجہل، ابولہب، ولید بن عتبہ اور عتیبہ، امیہ بن خلف، عتبہ بن ابی معیط وغیرہ کو حق کی مخالفت میں ڈٹ جانے کی بناء پر دنیا ہی میں ذلیل وخوار کر دیا اور دوسری طرف دور دراز سے صہیب، بلال، سلمان فارسی، زید بن حارثہ، ابوہریرہ رضی اللہ عنہم وغیرہم کو لاکر دامن مصطفی ﷺ میں ڈال دیا۔ جہاں وہ تربیت پاکر جنت الفردوس کے شہزادے بن گئے۔ مولا یہ تیرا ہی فضل وکرم تھا اور تو نے نوح علیہ السلام کے بیٹے اور ابراہیم علیہ السلام کے باپ کو جہنم کا کندہ بنادیا۔ تجھے کون پوچھ سکتا ہے۔ اے مالک حقیقی تو بڑا عجیب ہے تو چاہے تو جہنم کے نچلے طبقے میں پہنچے ہوئے کسی فرد کو نکال کر جنت فردوس کا شہزادہ بنادے اور چاہے تو جنت کے بنے ہوئے مکین کو وہاں سے نکال کر ’’اسفل السافلین (التین:۵)‘‘ میں دھکیل دے۔ ’’لا یسئل عما یفعل (انبیاء:۲۳)‘‘

''انك انت العزيز الحكيم (البقرہ:۱۲۹)'' تیرے سامنے کون دم مار سکتا ہے۔ بڑے بڑے مقرب رسول بھی تیری جناب میں لرزتے اور کانپتے رہتے ہیں اور ہر وقت تیری کبریائی کے سامنے سجدہ ریز رہتے ہیں۔ ہمہ وقت تجھ سے توفیق ہدایت اور استقامت طلب کرتے رہتے ہیں۔ تو چاہے تو بلعم باعور جیسے راست باز کو جنت سے نکال کر جہنم میں ڈال دے اور چاہے تو سجاح نامی مدعیہ نبوت کو آخرکار جنت کا وارث کر دے۔ مولیٰ کریم یہ سب تیری حکمت اور قدرت کے کرشمے ہیں۔ ہمیں ان رازوں کا درک وفہم نہیں ہے۔ تو نے ہمارے سامنے بت پرستوں، آتش پرستوں، اوتار پرستوں کو اپنا پرستار بنا کر خلد بریں کا مالک بنا دیا اور کئی بدبختوں کو توحید پرستی اور حق پرستی سے دھکا دے کر نمرود وآزر کے حلقہ میں داخل کر دیا اور تو نے کتنے ہی بدنصیبوں کو محمد رسول اللہ ﷺ کے دامن رحمت سے دور کر کے بت پرست اور صلیب پرست بنا کر جہنم رسید کر دیا۔ مولیٰ کریم یہ تمام کرشمے اور نمونے ہمارے مشاہدہ میں ہیں۔ خود میں بھی ٹھیک ٹھاک تیری رحمت کے راستے پر چل رہا تھا۔ مسلمان تھا، مجھے قرآن وحدیث کا واجبی علم بھی حاصل تھا۔ بس قسمت نے پلٹا کھایا۔ شقاوت وضلالت کی گھٹائیں مجھ پر محیط ہوگئیں۔ دشمن ازلی کے شکنجے میں آ گیا اور پھر باوجود شعور کے اس دلدل میں آگے ہی آگے دھنستا چلا گیا۔ بلکہ ہزاروں لاکھوں تیرے سادہ لوح بندوں کی بربادی کا بھی سبب بن گیا۔ بس ایک آڑھی، نفسانیت اور انانیت تھی کہ ایک بات غلط کہہ لی تو نفسانی کشمکش میں پھنس کر اس بات کو آگے ہی چلاتا رہا۔ ضد کرتے ہوئے عاقبت کی فکر نہ کی۔ بلکہ آگے ہی چلتا گیا۔ بارالہا، تو میرے حالات کو خوب جانتا ہے۔ میں کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ تو نے واقعی میری ہدایت کے تمام اسباب ووسائل جمع فرما دیئے تھے۔ مگر میں ہی بدبخت اور شقی بنا رہا۔ دنیاوی عیش وآرام کے مقابلہ میں آخرت کے عذاب سے اندھا بنا رہا۔ واقعی تیرا کوئی قصور نہیں، میں ہی ظالم اور بدبخت تھا۔ اچھا میرے مولیٰ کرم ''ما انت بظلام للعبید'' اچھا بھئی بات لمبی ہوگئی۔ ابھی تھوڑا استالوں اور پیشاب سے بھی جان، ہلکی کرلوں۔ پھر سہی، اعلان ہوتا ہے، وقفہ، وقفہ بول واجابت۔

ایک مرزائی بول اٹھتا ہے حضرت اتنا پیشاب آخر کیوں؟

مرزا قادیانی: میرے جاں نثار فدا کار دراصل مجھے بطور تنبیہ کے بے شمار امراض دامن گیر تھیں۔ یہ خدائی تنبیہ تھی کہ دیکھو سچا مسیح تو بیماروں کو شفاء دیتا ... مجھے اپنی ہی بیماریوں سے نجات نہیں ملتی۔ دوسروں کو کیا شفا دیتا؟ تو میرا معاملہ ... تھا۔ لوگ پھر بھی نہ سمجھے۔ تو یہ پیشاب

مجھے کثرت سے آتا تھا۔ بسا اوقات رات یا دن میں سو سو بار پیشاب آتا، اب تو کچھ کمی ہے کہ کچھ وقفہ مل جاتا ہے۔ دنیا میں میرا معاملہ نہایت ابتر تھا۔ بسا اوقات نماز توڑنا پڑتی۔ میں نے ازار بند بھی ریشمی ڈال رکھا تھا جو جلدی سے کھل سکے۔

تھوڑی دیر بعد...... پھر خطاب شروع ہوتا ہے۔ اچھا میرے بد نصیب اور بد بخت ساتھیو! یہ دار آخرت ہے۔ یہاں دنیوی صبح شام کا معاملہ تو ہے نہیں۔ کوئی ٹائم یعنی گھنٹوں اور منٹوں کا سلسلہ نہیں۔ آؤ سنو! میرے ہوشیار اور جذباتی امتیو! میں بار بار اظہار کر چکا ہوں کہ اصل معاملہ وہی تھا۔ جو کہ قرآن وحدیث کے مطابق تمام امت مسلمہ اپنائے ہوئے تھی۔ چنانچہ میں نے بھی کئی مقامات پر دبی زبان سے بلکہ کھل کر بھی اس کی وضاحت کر دی تھی۔ مگر یہ ہیرا پھیری میں نے صرف پیٹ کا جہنم بھرنے اور دنیاوی ٹیپ ٹاپ قائم رکھنے کے لئے شروع کی تھی۔ ذرا پھر توجہ اور غور سے سن لو کہ میں نے براہین احمدیہ میں صاف صاف بحوالہ آیات قرآنی لکھ دیا تھا کہ حضرت مسیح علیہ السلام ضرور جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر تشریف لا کر تمام عالم دین اسلام سے منور کر دیں گے اور تمام گمراہیوں اور بے دینیوں کو ختم کر دیں گے۔

(براہین ص ۴۹۸، ۴۹۹، ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳، ۶۰۱)

پھر دیکھو مزید وضاحت کے لئے میری کتاب (شہادت القرآن ص ۲، ۸، خزائن ج ۶ ص ۲۹۸، ۳۰۴، ازالہ اوہام ص ۵۵۷، خزائن ج ۳ ص ۴۰۰) پھر میں نے صاف لکھ دیا تھا کہ تمام امت کا تیرہ سو سال تک یہی حیات مسیح کا عقیدہ ہے۔ دیکھو میرے (ملفوظات ج ۱۰ ص ۳۰۰) نیز میری آخری کتاب (چشمہ معرفت ص ۸۳، خزائن ج ۲۳ ص ۹۱) وغیرہ۔ پھر یہ بھی سماعت فرمایئے کہ (براہین احمدیہ ص ۵۰۵ حاشیہ، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) میں ''میں نے آمد مسیح کو ایک قہری تجلی اور جلالی آمد سے تعبیر کیا تھا'' اس کے بعد میں نے بارہا لکھا کہ حضورﷺ کی دو بعثتیں تھیں۔ ایک جلالی جو اسم محمد کی مصداق اور مدنی دور والی تھی اور دوسری جمالی بعثت ہے جو اسم احمد کی مصداق اور مکی دور والی تھی۔ جس کو پورا کرنے کے لئے میں آیا ہوں۔ پھر اس کی تعبیر یوں بھی کرتا رہا کہ آپ کا دور جلالی یعنی جہاد والا تھا اور میرا دور جمالی یعنی شفقت ومحبت والا ہے۔ لہٰذا اب جہاد منسوخ اور حرام ہے۔ اب دیکھئے دونوں بیانات میں تضاد آ گیا۔ اس کے بعد پھر میں نے لکھا کہ مسیح کی روحانیت نے دو دفعہ اپنا مثل طلب کیا۔ پہلی دفعہ آنحضورﷺ مبعوث ہوئے اور دوسری دفعہ میں آ گیا اور پھر آخر میں ایک قہری تجلی آئے گی۔ صف عالم گول کر دی جائے گی۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۴۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اب فرمائیے کہ میں نے جیسے ابتداء میں لکھا تھا کہ آمد مسیح جلدی ہوگی۔ اسی طرح درمیانی مغالطے دینے کے بعد پھر لکھ دیا کہ آخر میں ایک قہری تجلی آئے گی۔ یہ دونوں باتیں متفق ہیں۔ درمیان میں محض گپ بازی اور دجل وفریب ہی چلاتا رہا جو کہ اصل حقیقت کو الجھانے کے لئے تھا۔ اس کے بعد آہستہ آہستہ میں نے دوسرا پینترا بدلا کہ پہلے میں نے مسیح موعود کے دعویٰ سے کھلا انکار کر کے مثیل مسیح کا اظہار کیا۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۰، خزائن ج ۳ ص ۱۹۲)

پھر صاف طور پر کہہ دیا کہ اصل مسیح تو واقعی از روئے نصوص یقینی اور اجماع صحابہؓ وباقرار اکابرین امت فوت ہو گئے ہیں۔ آنے والے سے مراد ان کی خوبو اور ہم صفات کسی فرد امت کا آنا مراد ہے۔ پھر میں نے وفات مسیح پر دلائل و براہین کے انبار لگا دیئے اور کھل کر اعلان کر دیا کہ وہ آنے والا میں ہی ہوں۔ کیونکہ صرف مجھ ہی میں مسیح کی روحانیت اتر آئی ہے۔

(آئینہ کمالات ص ۴۳۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

چنانچہ میں نے اپنی کتاب (اعجاز احمدی ص ۷، خزائن ج ۱۹ ص ۱۱۳) پر صاف لکھا کہ واقعی پہلے میں مسلمانوں کے عقیدہ کے مطابق آمد مسیح ناصری کا معتقد تھا۔ مگر وحی الٰہی مجھے مسلسل خبردار کرتی رہی کہ نہیں وہ تو فوت ہو گئے ہیں۔ اب تو ہی مسیح موعود ہے۔ دیکھ ہم نے تجھے یا عیسیٰ کے خطاب سے نواز رکھا ہے۔ جسے تو نے اپنی محکم کتاب براہین میں بھی درج کر دیا تھا۔ مگر میں یہی سمجھتا رہا کہ نہیں آنے والا مسیح وہی صاحب انجیل ہی ہوگا اور کوئی نہیں ہوسکتا۔ مگر خدا کی یہ وحی جو مثل قرآن وغیرہ کے قطعی تھی بار بار مجھے متوجہ کرتی رہی کہ تو ہی اب مسیح ہے۔ پہلے والے تو واقعی فوت ہو گئے ہیں۔ مگر میں ایسا بدھو تھا کہ میرے ذہن میں یہ بات آتی ہی نہ تھی۔ آخر جب وحی خدا نے زیادہ زور مارا اور چاروں طرف سے موسلا دھار بارش کی طرح وحی آنے لگی تب مجھے ہوش آیا کہ او ہو مسیح موعود تو واقعی میں ہی ہوں۔ پھر میں نے دل کڑا کر کے یہ دعویٰ داغ دیا کہ مسیح موعود اور کوئی نہیں بلکہ وہ میں ہی ہوں۔ اس بیان کو میں نے نہایت صراحت سے اپنی کتاب (حقیقت الوحی ص ۱۴۹، ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۳) میں بھی لکھ دیا کہ پہلے میں بھی عام اہل اسلام کے عقیدہ پر تھا۔ پھر خدا کی وحی بارش کی طرح آئی اور مجھے جبراً قائل کر لیا گیا کہ پہلے مسیح فوت ہو گئے۔ اب تو ان کی جگہ پر آیا ہے۔ اسی طرح شروع میں، میں اہل اسلام کے عقیدہ کے مطابق اپنے آپ کو نبوت ورسالت کا مستحق نہ سمجھتا تھا۔ بلکہ آنحضورﷺ کو آخری رسول جانتا تھا۔ پھر بارش کی طرح خدا کی وحی آئی اور جبراً مجھ سے دعوائے نبوت کرا دیا۔ یہ ہے میرا تمام ڈرامہ اور تماشا اور فراڈ۔ کبھی جبراً بھی کسی کو نبوت ملی ہے؟ یہ تو محض ایک ڈرامہ تھا جسے تم نہ سمجھ سکے۔

یہ سب کچھ مکر وفریب اور محض بکواس تھی۔ کیونکہ نہ مجھے کوئی وحی آتی تھی نہ میں اس لائق تھا۔ اس لئے میں نے کچھ بہانہ بناتے ہوئے کہہ دیا کہ خدا کا نام یلاش اور صاعقہ بھی ہے اور اپنے فرشتوں کے نام ٹیچی ٹیچی، خیراتی، شیر علی، مٹھن لال بتلاتا رہا۔ بھلا بتلاؤ کہیں میں نے جبرائیل امین کا نام لیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ الو میاں کچھ سمجھے۔ یہ تو سارا جعلی عکس تھا۔ جو تم لوگ نہ سمجھ سکے۔ اچھا اور سنو یہاں تو میں نے لکھ دیا کہ میرا سابقہ عقیدہ وہ مسلمانوں والا تھا اور میں بارہ سال تک باوجود وحی آنے کے بالکل بے خبر اور غافل رہا۔ مگر دوسری جگہ میں نے صاف واضح کر دیا کہ میں نے یہ سراسر بکواس کی ہے۔ بلکہ ''واللہ انی قد علمت الخ'' خدا کی قسم میں جانتا تھا کہ میں ہی مسیح موعود ہوں۔ مگر کسی تاویل کے بنانے میں مصروف ہو کر ۱۰ سال تک اس اظہار کو ملتوی رکھا۔ آخر جب میرے پیر و مرشد ابلیس علیہ ماعلیہ نے مجھے وہ حمل وحیض والا چکر سمجھا دیا۔ ادھر میرے اس دست راست نور دین نے حدیث دمشقی وغیرہ کی الٹی سیدھی تاویلات سمجھائیں تو میں دلیر ہو کر لدھیانہ چلا گیا کہ وہاں جا کر اس دعویٰ کا اعلان کروں۔ کیونکہ ایک ملنگ نے بھی کوئی اس قسم کی بڑہانکی تھی کہ عیسیٰ اب جواب ہو گیا ہے۔ لدھیانہ میں کر تمام قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ معاذ اللہ

(ازالہ اوہام ص ۷۰۸، خزائن ج ۳ ص ۴۸۲)

چنانچہ میں نے اس کے متعلق بھی کچہری قسم کی کئی گواہیاں مرتب کر کے ازالہ اوہام میں نقل کر دی ہیں۔ تو میں نے اپنی مسیحیت کا اعلان لدھیانہ شریف میں ۱۸۹۱ء میں کر دیا۔ جس پر علمائے لدھیانہ اور دوسرے علمائے اسلام نے میری خوب گت بنائی۔ ہر طرف سے فتویٰ ہائے کفر اور زندقہ شائع ہونے لگے اور یہ بالکل حق بھی تھا۔ کیونکہ اگر وہ ایسے فتوے شائع نہ کرتے تو اکثر عوام گمراہی میں پڑ جاتے۔ اب دیکھو ان دونوں بیانات میں کتنا تضاد ہے کہ پہلے میں عدم علم کا اظہار اور دوسرے میں علم کا حلفی اظہار۔ بھلا جو کسی جھوٹ کو قسم کھا کر بیان کرے۔ اس سے بڑا ملعون کون ہو سکتا ہے؟ اس پر تو خدا رسول اور تمام کائنات کی لعنت برسنے لگتی ہے۔ الو میاں کچھ سمجھے؟ میرے دونوں بیانات میں کتنا واضح تضاد ہے اور میں نے فتویٰ بھی دے دیا تھا کہ سچیار کے کلام میں تضاد نہیں ہوا کرتا اور ''جھوٹ بولنا نجاست خوری ہے۔''

(آسمانی فیصلہ ص ۳۱، خزائن ج ۴ ص ۳۴۱)

جھوٹ بولنا مرتد ہونے کے مترادف ہے۔

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۳ حاشیہ، اربعین نمبر ۳ ص ۲۰ حاشیہ، خزائن ج ۲ ص ۵۶، ۷۰۴)

مگر دیکھو یہ کتنا ڈبل جھوٹ تھا جو میں نے بول کر دنیا کو اپنے دام تزویر میں پھانستا رہا۔ بھئی یہ تو میری ڈرامہ بازی تھی۔ مجبوری تھی۔ مگر تمہاری عقل کہاں ماری گئی تھی کہ کائنات کا وہ سب سے عظیم فرد خاتم الانبیاء ﷺ جو صدق وراستی کا پیکر تھا۔ جس نے کبھی کسی کافر سے بھی جھوٹ نہ بولا تھا۔ وہ عظیم ہستی جو مخالفین میں بھی امین وصادق کے عظیم الشان لقب سے معروف تھی۔ اس نے قسم اٹھا کر فرمایا تھا کہ: ''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا...... الخ! (بخاری ج۱ ص۲۹۶، باب قتل الخنزیر، مسلم)'' وغیرہ کہ اس ذات برحق کی قسم کہ جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ عنقریب تم میں مریم صدیقہ کے فرزند ارجمند لازماً نازل ہوں گے۔

نیز فرمایا: ''والذی نفسی بیدہ لیھلن ابن مریم بفج الروحاء (مسلم ج۱ ص۴۰۸)'' نیز فرمایا: ''والذی نفسی بیدہ لیقتلہ ابن مریم بباب لد (مسند حمیدی)'' وغیرہ۔ تو بتاؤ ایک طرف اس عظیم ہستی کی قسم اور حلف اور دوسری طرف مجھ جیسے بہروپیے اور مکار وفریبی انسان کی خرافات، کیا دونوں میں کوئی تقابل اور توازن ہے؟ کیا تم اتنی واضح حقیقت کو بھی نہ سمجھ سکے کہ صادق امین کے مقابلہ میں اس نوسر باز کی کیا وقعت ہے؟

اچھا اور سنئے! اس کے بعد میں نے ایک اور تیسرا پینترا بدلا کہ وفات مسیح کا مسئلہ کوئی واضح مسئلہ نہ تھا۔ نہ مثبت نہ منفی۔ گویا میں نے اپنے پہلے دونوں بیانات کو فراموش کر کے تیسرا بیان دے دیا کہ اس سے قبل نہ تو حیات مسیح کی صراحت تھی نہ وفات کی۔ (جن کو پہلے میں الگ الگ اور نمبروار ظاہر کیا کرتا تھا) بلکہ یہ تو ایک سرالٰہی اور بھید کی بات تھی۔ جو آج سے قبل کسی پر بھی منکشف نہ ہوئی تھی۔ نہ نبی پر (معاذ اللہ) نہ صحابہؓ اور آئمہ دینؒ پر نہ قرآن میں نہ حدیث وغیرہ میں۔ بلکہ یہ تو ایک سر مکتوم تھا۔ جسے اب خدا نے صرف اور صرف مجھ پر ہی منکشف فرمایا ہے۔ دیکھئے میری کتاب (اتمام الحجۃ ص۳، خزائن ج۸ ص۲۷۵) ودیگر کتب۔ اب بتلایئے جب میں نے ایک مسئلہ میں اتنے پینترے بدلے۔ اتنے پہلو بدلے تو پھر میری کیا پوزیشن طے ہوسکتی ہے؟ کیا پھر میری کسی بھی بات کا اعتماد باقی رہ جاتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ میں نے خود لکھ دیا تھا کہ متناقض الکلام پاگل ہوتا ہے۔ کسی سچیار کے کلام میں تناقض نہیں ہوتا اور ادھر میرے ہر ایک مسئلہ اور نظریہ میں کتنے کتنے پہلو تھے۔ کبھی ایک بات کہہ دی اور کبھی اس کے برعکس دوسری بات کہہ دی۔ یہی میرا وطیرہ اور عادت تھی۔ ہر ایک مسئلہ میں چاہے وہ ختم نبوت کا مسئلہ ہو چاہے حیات مسیح کا چاہے کوئی اور ہو۔ ہر جگہ میرا یہی رول تھا۔ تو ایسے حالات میں ایک عقل مند انسان کو مجھ پر کہاں تک اعتماد کرنا ممکن ہے؟

بھئی ایسے دورخے اور دوغلے انسان کو کوئی بے وقوف بھی منہ نہیں لگاتا۔ یہ تو صرف تمہیں جیسے پاگل تھے جنہوں نے مجھ جیسے بہروپئے کو نہ صرف ایک صالح فرد بلکہ مسیح اور نبی تک تسلیم کرلیا۔ صد ہزار افسوس تمہاری اس عقل و دانش پر۔ ''افلا تفکرتم افلا تدبرتم افلا تذکرتم''

اس بھی آگے، اوالو میاں دیکھ۔ جب میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا تو ساتھ ہی یہ بھی لکھ دیا کہ مثیل مسیح ہونا صرف مجھ پر ہی موقوف نہیں بلکہ ممکن ہے کہ آئندہ ۱۰ ہزار مثیل مسیح اور بھی آجائیں۔ (ازالہ اوہام ص ۱۹۹، خزائن ج ۳ ص ۱۹۷)

ممکن ہے وہ مسیح بھی آجائے تو جو روضہ رسول کے پاس مدفون ہوگا۔

(ازالہ ص ۴۷۰، خزائن ج ۳ ص ۳۵۲)

ہوسکتا ہے کہ آئندہ زمانہ میں کوئی دمشقی حدیث کے مطابق دمشق میں بھی مسیح آجائے۔ ہوسکتا ہے وہ مسیح آجائے۔ جس پر احادیث میں ذکر کردہ علامات ظاہری طور پر صادق آجائیں۔ یعنی مثیل مسیح ہونا صرف میری ذات تک محدود نہیں اور بھی ہوسکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔

اب بتا تو اس ہیرا پھیری اور اناپ شناپ سے کیا سمجھا؟ کیا یہ خرافات کسی معقول انسان کی ہوسکتی ہیں؟ ایسا انسان کبھی کسی منصب یا مقام کا مستحق ہوسکتا ہے؟ ہاں ہاں میں نے تو یہاں تک صفائی کردی تھی کہ پہلے مجھے خدا نے مسیح بنا کر بھیجا۔ مگر مسیح کی نرم خوئی سے لوگ چنداں متاثر نہ ہوئے تو مجھے موسیٰ کی جلالی طبیعت پر قائم کردیا گیا۔

(دیکھئے تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۰)

گویا اب میں مسیح موعود نہیں بلکہ موسیٰ معہود بن گیا ہوں۔ ارے پاگل میں مجدد سے مہدی اور مہدی سے مسیح موعود اور پھر مسیح موعود سے موسیٰ بھی بن گیا تھا۔ مگر تم وہی مرغ کی ایک ٹانگ بتاتے رہے۔ اوجلال دین ''ماسی ماؤدی'' ''ماسی ماؤدی'' خدا برباد کرے۔ تم جیسے احمقوں اور الوؤں کو اور جلال دین اور سرور شاہ، نذیر احمد تم بھی نہ سمجھے؟ اور خبیث غلام رسول راجیکی والے، اور فضل دین بھیروی، عبدالکریم ٹھگنے تو بہت خبیث تھا۔ تو نے از خود اختراعات کرکے میرا بیڑہ غرق کیا۔ تو نے میری نبوت کا شوشہ چھوڑا تھا۔ خدا تجھے غارت کرے اور احسن امروہوی تو ساری زندگی پڑھ پڑھا کر بھی بے ایمان ہوگیا۔ توفیق الٰہی سے بے نصیب ہوگیا اور اللہ دتے تو نے احمدیہ پاکٹ بک لکھ کر دجل وفریب کی حد کردی۔ خدا تجھے غارت کرے۔ لیکن محمد یہ پاکٹ بک والوں نے تجھ پر بھی اتمام حجت کردی تھی۔ لیکن تجھے پھر بھی ہدایت نصیب نہ ہوئی۔ تم تو بڑے ماہر فنکار تھے، بال کی کھال اتارنے والے تھے، مناظر تھے، محقق تھے۔ پتہ نہیں اور کیا کچھ تھے۔

جلال دین شمس: حضرت صاحب! ہم سمجھ تو کچھ رہے تھے مگر ایک دفعہ جو تم سے جڑ گئے تو پیچھے ہٹنا ہمارے لئے ایک عار تھی۔ آخرانانیت اور خودی بھی کوئی چیز ہوتی ہے۔ جو بڑوں بڑوں کی عقل و دانش برباد کر دیتی ہے۔ مقدمہ بہاولپور میں ہماری بہت بری گت بنی۔ سید انور شاہ نے ہمارا ناک میں دم کر دیا۔ مگر جیسے آپ مباحثہ دہلی اور لدھیانہ میں ڈھیٹ بن گئے تھے باوجود تہی دست ہونے کے ہار نہ مانی تھی۔ آتھم کے مقابلے میں ذلت اٹھائی۔ مگر ہار نہ مانی۔ اسی طرح ہم بھی باوجود ہزار ذلتوں کے اپنی خباثت پر ہی اڑے رہے۔ آخر تمہارے فیض یافتہ جو تھے۔ آپ سے بڑھ کر قدم نہ رکھتے تو پھر استفاضہ کس کام کا؟

اچھا اچھا شاباش، آفرین، مرحبا میرے چہیتے مریدو۔ بہت خوب، انسان کو ایسا ہی مستقل مزاج ہونا چاہئے۔ دیکھو نا ابوجہل کتنا بڑا کافر تھا۔ بارہا ذلیل ہوا۔ مگر مرتے دم تک ہار نہیں مانی۔ مرتے وقت بھی کہا کہ میری گردن ذرا اوپر سے کاٹنا تاکہ سردار کا سر معلوم ہو۔ جی حضور بالکل یہی حقیقت ہے جو ہم تمام مرزائیوں میں سرایت کر گئی تھی۔ ہم تو ہم تھے۔ ہمارا تو کوئی بھی مربی بلکہ عام دکاندار یا مزدور بھی ایسا ضدی اور اڑیل ہوتا تھا کہ سراسر ناکامی اور ذلت حاصل ہوتی تھی۔ مگر پھر بھی چپ ہونے کا نام نہ لیتا تھا۔ بس مقابلہ میں کوئی نہ کوئی الٹی سیدھی بات کرتا ہی جاتا تھا۔ مجال ہے کہ ذرا نادم ہو کر ہار مان جائے۔ یہ آپ کے سامنے سب موجود ہیں۔ سب سے گواہی لے لیں۔ ہم سب نے یہی کردار بجالایا یا نہیں؟

ویلکم! مرحبا، مرحبا آفرین۔ بڑے پکے نکلے تم۔ مگر یہ ڈھیٹ پن کس کام کا؟ اس کی وجہ سے تو آج ہم سب کی یہ حالت ہے۔ سب کو معلوم ہو چکا ہے۔ ''فضل عنکم ماکنتم تفترون'' قادیانیت کی جے۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے۔ اچھا بھئی وقفہ بول اور اجابت......

معمولی وقفہ کے بعد...... اچھا بھئی توجہ کرو اور سنو۔ احمقو حماقت کی بھی ایک حد ہوتی ہے۔ آخر تم نے میرا کیا دیکھا تھا کہ میرے پیچھے چل کر آج ابدی ہلاکت میں پڑ چکے ہو؟ دیکھو میں تو کسی قابل قدر کردار کا مالک نہ تھا۔ مجھے وحی اور الہام سے کیا واسطہ ہو سکتا تھا؟ دیکھو بوجہ مجمع الامراض ہونے کے پنج گانہ نماز کا بھی میں عامل نہ تھا۔ روزے کبھی مجھ سے رکھے نہ گئے۔ تلاوت قرآن مجید اور دیگر مسنون وظائف کا کبھی خواب میں بھی خیال نہ آیا۔ فرض زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر ادا کرنے کی مجھے کبھی توفیق نہ ہوئی۔ حج وعمرہ تو میری قسمت میں نہ ہوا۔ اگرچہ میں نے بڑھا نک دی تھی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵)

مگر کچھ بھی نصیب نہ ہوا۔ حالانکہ بقول صادق وامین خاتم الانبیاء ﷺ سچا مسیح لازماً حج کرے گا۔ (مسلم ج۱ص۴۰۸)

اگر تمہاری عقل قائم ہوتی تو صرف اس ایک نشانی سے حقیقت سمجھ کر مجھے دھتکار دیتے۔ مگر میری طرح تم پر بھی ابلیسی تسلط مکمل طور پر چھا گیا تھا۔ تمہاری بدبختی اور الٰہی اضلال تمہیں ہوش ہی نہ کرنے دیتی تھی۔ واقعی ''من یضلل اللہ فلا ھادی لہ '' تو بھئی جسے اسلام کے بنیادی ارکان پر ہی عمل کرنے کی توفیق نہ ہو وہ تو عام مسلمان بھی نہیں بنتا۔ وہ مجدد اور مسیح کیسے بن سکتا ہے؟ پھر جو مکروفریب اور جھوٹ کا رسیا ہو وہ کیسے ملہم ہوسکتا ہے؟ پھر دیکھو جو مجھ پر توفیق الٰہی کے تمام دروازے بند ہوگئے اور میں ''احاطت بہ خطیئتہ '' کا پیکر مجسم مصداق اور نمونہ بن گیا تو پھر کون سا کفر وزندقہ تھا جو مجھ سے صادر نہ ہوا ہو۔ کون سا دجل وفریب مجھ سے چھوٹ گیا تھا۔ مثلاً میں نے یہ بھی لکھ دیا کہ آنحضور ﷺ کے تمام کمالات بمع ختم نبوت میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہوگئے ہیں۔ العیاذ باللہ! (ایک غلطی کا ازالہ ص۵، خزائن ج۱۸ص۲۰۹)

کیا اس سے بڑھ کر کوئی کفر ہوسکتا ہے؟ کوئی زندقہ ہوسکتا ہے؟ میں نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ کیا خدا کو اپنے نبی کو چھپانے کے لئے وہ گندی اور متعفن جگہ ہی ملی تھی۔ جب کہ اس نے مسیح کو زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ العیاذ باللہ! ثم العیاذ باللہ! (تحفہ گولڑویہ ص۱۱۲)

بتلایئے! اس سے بڑھ کر کوئی کفر ہوسکتا ہے؟ توہین رسالت ممکن ہے؟

میں نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ: ''کیا مسیح کو روضۂ رسول میں دفن کریں گے تو نبی کی قبر کھول کر آپ کی ہڈیاں لوگوں کو دکھائی جائیں گی؟ العیاذ باللہ!'' (ازالہ اوہام ص۱۰۷، خزائن ج۳ص۴۷۸)

بتلایئے! اس سے بڑھ کر کوئی بکواس ہوسکتی ہے؟ معاذ اللہ! استغفر اللہ!

حالانکہ میں پہلے لکھ چکا تھا کہ: ''ممکن ہے کہ کوئی ایسا مسیح آجائے جو روضۂ رسول کے پاس مدفون ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۴۷۰، خزائن ج۳ص۳۵۲)

حضرات میں نے یہ بھی بکواس کردی کہ: ''اگر میں مسیح موعود نہیں تو اس مسیح کو آسمان سے اتار کر دکھاؤ۔'' (دیکھو ازالہ اوہام ص۱۵۴، ۱۸۵، خزائن ج۳ص۱۷۹، ۱۸۹)

جب کہ یہ کردار کفار معاندین کا ہے۔ جس کا اظہار قرآن مجید میں کئی بار کیا گیا ہے۔

اوہو دیکھو میں نے کہاں تک جسارت کرلی تھی کہ خدا کے پاکباز اور معصوم نبی صاحب انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ شرابی لکھ دیا۔ العیاذ باللہ! (کشتی نوح ص۶۶، خزائن ج۱۹ص۷۱)

بتلایئے! اس سے بڑھ کر کوئی کفر والحاد اور ارتداد ہوسکتا ہے؟

ادھو! آج اجابت کا بڑا زور ہے۔ لہٰذا فوری طور پر وقفہ اجابت کا اعلان کردو۔ کچھ وقفہ کے بعد مرجھائے اور اترے ہوئے چہرے کے ساتھ قادیانی دوبارہ نشست پر آ دھمکتا ہے۔ ایک مرید عرض کرتا ہے کہ حضور! آج اجابت کا یہ شور اور جلدی کیوں ہے؟ فرمایا کہ میں نے دودھ زیادہ پی لیا تھا۔ حضور آپ کا ہاضمہ پہلے ہی کمزور ہے۔ آپ ذرا احتیاط رکھئے۔ فرمایا کہ پرہیز واحتیاط تو راست باز نبی وملہم کریں۔ جب کہ میں دوسری قسم کا ہوں۔ یعنی ہر طرح کی بے احتیاطی، بے اصولی کرنے والا۔ لہٰذا میں نے کبھی بھی احتیاط نہیں کی۔ اجابت ہوتی ہے تو ہوتی رہے۔ میں نے پرہیز نہیں کرنی۔ دیکھئے میری دنیا سے رخصتی بذریعہ وبائی ہیضہ بھی تو زیادہ کھالینے کی بناء پر ہوئی تھی۔ کیونکہ اس رات میں نے ایک دوست کی دعوت پر گیا تھا تو وہاں میں نے بے تحاشا پر چسکے دار کھانا کھالیا تھا۔ جس سے میری یہ درگت بنی۔ لہٰذا میں احتیاط والا ملہم و مسیح نہیں ہوں بلکہ دوسری جنس کا ہوں۔

ایک حیرت ناک حقیقت

میرے پیارے ساتھیو! ذرا غور سے سنو۔ میں بار بار بڑی صفائی سے کہہ رہا ہوں کہ میرا یہ تمام کاروبار محض ایک ڈرامہ تھا۔ جو میں نے محض پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے رچایا تھا۔ اصل حقیقت یہی ہے کہ میں ملہم ومجدد تھا نہ مہدی، نہ مسیح موعود یا کسی قسم کا کوئی رسول یا نبی اور نہ ہی اسلام میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دیگر کسی مسیح کی گنجائش ہے اور نہ ہی کسی نئے نبی کی۔ چنانچہ آج تک امت مسلمہ متفقہ طور پر ہر زمانہ اور علاقہ میں انہی حقائق پر قائم ہے۔

دوستو! اب میری کہانی اور ڈرامہ کا ایک مزید نمایاں ترین پہلو ملاحظہ فرمائیں کہ پہلے میں نے لکھا تھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خود ہی جسمانی طور پر نازل ہوں گے۔ اس کے بعد پینترا بدل کر لکھا کہ اصل مسیح علیہ السلام تو فوت ہوگئے ہیں۔ آنے والے سے مراد میں مرزا غلام احمد قادیانی ہوں۔ لہٰذا احادیث میں مسیح موعود کے متعلق جتنی نشانیاں مذکور ہیں وہ سب میرے ہاتھوں پوری ہوں گی کہ تمام عالم میں دین حق پھیل جائے گا۔ مخلوق پرستی اور صلیب پرستی نابود ہو جائے گی اور فضائے عالم تقویٰ اور راست بازی سے بھر جائے گی۔ غرضیکہ میری آمد کے دو مقصد ہیں کہ تمام دنیا میں تقویٰ قائم ہو جائے اور صلیب پرستی ختم ہو جائے۔ لہٰذا اگر یہ مقصد پورے نہ ہوئے اور میں مرگیا تو سمجھ لینا میں بالکل جھوٹا تھا۔ (ملفوظات ج ۸ ص ۱۴۸)

اس کے علاوہ یہ بھی لکھا کہ نزول مسیح کا نظریہ ایک جھوٹا نظریہ ہے۔ میرے تمام مخالف مر جائیں گے ان کی اولاد بھی مرے گی اور پھر ان کی اولاد بھی مر کھپ جائے گی۔ لیکن عیسیٰ علیہ

السلام کو آسمان سے اترتے نہ دیکھ سکیں گے۔ پھر اسی نظریہ سے تمام لوگ بدظن ہو کر ان کی وفات کے قائل ہو جائیں۔ عیسائی، مسلم سب ہی ہمارے ہم خیال ہو جائیں گے۔

(تذکرۃ الشہادتین ص۶۵، خزائن ج۲۰ ص۶۷)

پھر کیا ہوا؟ چونکہ مرزا قادیانی کو اپنے جھوٹے ہونے کا پورا یقین بھی تھا۔ اس لئے وہ اس نظریہ کے بارہ میں عجیب تذبذب میں رہتا۔ کبھی ہاں، کبھی ناں۔ کبھی اقرار، کبھی انکار۔

مثلاً ایک دفعہ لکھا کہ مجھے عیسیٰ بنایا گیا جو کہ سراپا شفقت تھے۔ مگر لوگ ان کی نرمی کی وجہ سے متنبہ نہ ہوتے تو اللہ نے پھر مجھے جلالی رنگ دے کر موسیٰ بنا دیا تاکہ میرے مخالفین کو سزا دے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۵۲۰)

پھر لکھا کہ میرا نام موسیٰ آج ہی نہیں بلکہ عرصہ چھبیس سال سے براہین میں لکھا ہوا ہے کہ: ''انت منی بمنزلة موسیٰ'' اور پھر فرمایا: ''ولما تجلی ربه للجبل جعله دکا وخر موسیٰ صعقا'' (دیکھئے حضرت صاحب کی کتاب تتمہ حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۵۲۰)

پھر اس کے بعد صاف اقرار کر لیا کہ: ''مجھے افسوس ہے کہ میں اس کی راہ میں وہ اطاعت اور تقویٰ کا حق بجا نہیں لا سکا جو میری مراد تھی۔ (پہلا اقتباس دیکھئے) اور اس کے دین کی وہ خدمت نہیں کر سکا جو میری تمنا تھی۔ (نہیں بلکہ تیرا فرض منصبی تھا) میں اس درد کو ساتھ لے جاؤنگا کہ جو کچھ کرنا چاہئے تھا میں کر نہیں سکا۔ جب مجھے اپنے نقصان حالت کی طرف خیال آتا ہے تو مجھے اقرار کرنا پڑتا ہے کہ میں کیڑا ہوں نہ آدمی اور مردہ ہوں نہ زندہ۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص۵۹، خزائن ج۲۲ ص۴۹۳)

ساتھیو! بتاؤ کتنی صاف بات ہے کہ میں نے اپنے سابقہ جھوٹ موٹ، دعوؤں کے متعلق صاف اقرار کر لیا کہ میں اپنی ڈیوٹی میں بالکل ناکام رہا ہوں۔ لہٰذا نتیجہ سامنے ہے کہ یہ سب جھوٹ اور ڈرامہ تھا۔ مسلمانوں کا عقیدہ بالکل صحیح حقیقت تھی۔ مرزائیو! اب تو سمجھ جاتے اور اپنی عاقبت برباد نہ کرتے۔ ''ولکن اللّٰہ یفعل ما یشاء ویختار''

نبوت حقیقیہ اور قادیانیہ میں فرق وامتیاز

اس جملہ کو ادا کرتے ہوئے جناب قادیانی کچھ جوش اور اشتعال میں آ گئے اور فرمانے لگے۔ اولوگو! سنو، کان کھول کر سنو۔ اگرچہ اب سب کچھ فضول ہے۔ مگر اظہار حقیقت بھی لازمی ہے۔ تو بھئی حقیقت یہ ہے کہ میں نے واقعی اپنے باطل مقاصد کے تحت ہر قسم کے دعوے کئے تھے اور مرحلہ وار اور قدم بہ قدم کئے تھے۔ تاکہ لوگ یکدم مشتعل نہ ہو جائیں۔ ملہم سے لے کر

مہدویت، مجددیت، مسیحیت اور نبوت وغیرہ کے تمام دعوے یقیناً کئے تھے۔ مگر ان میں سے دو آخری منصبوں کے متعلق تو سو فیصد واضح اور یقینی حقیقت تھی کہ میں ان کے ساتھ ہر صورت میں غیر متعلق اور ان فٹ تھا۔ کیونکہ منصب نبوت کے متعلق قرآن مجید میں تمام متعلقات کو واضح ترین انداز میں اور متعدد بار بیان فرمادیا گیا ہے۔

ا...... چنانچہ مقام نبوت کا پہلا فرض منصبی توحید خالص کی دعوت عام ہوتی ہے۔ جیسے کہ فرمایا: ''وما ارسلنا من قبلك من رسول الا نوحی الیه انه لا اله الا انا فاعبدون (انبیاء:۲۵)'' ﴿اور ہم نے آپؐ سے پہلے تمام رسولوں کو یہی پیغام دے کر بھیجا کہ بے شک میرے بغیر کوئی بھی مستحق عبودیت نہیں۔ لہٰذا صرف میری ہی بندگی اختیار کرو۔﴾

دوسری جگہ اس حقیقت کو یوں واضح فرمایا کہ: ''ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا اللّٰه واجتنبوا الطاغوت (نحل:۳۶)''

اس طرح اجمالی طور پر اور فرداً فرداً بھی ہر نبی کی دعوت میں توحید کا تذکرہ موجود ہے۔ مگر میرے پروگرام اور دعوت میں یہ حقیقت کوئی نہ تھی۔ بلکہ میں تو صرف حرمت جہاد کی دعوت کے لئے ہی انگریز کی طرف سے مبعوث ہوا تھا۔ لہٰذا میں نے عوام کو اطاعت انگریز کا ہی سبق دیا۔ یہی میری دعوت تھی۔ میں نے ساری زندگی اسی میں کھپادی تھی۔ نہ میں نے دعوت واشاعت توحید کا بیڑا اٹھایا اور نہ ہی بت پرستی اور شرک کی تردید کی۔ حالانکہ ہندوستان میں بے شمار بتوں اور دیوتاؤں کی کھلم کھلا پوجا ہورہی تھی۔ مگر میں کبھی کسی مندر یا بت خانے میں دعوت حق کے لئے نہ گیا اور نہ ہی میں نے کبھی ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کی طرح ''ماهذه التماثیل التی انتم لها عاکفون (انبیاء:۵۲)'' کا اعلان کیا اور نہ ہی ''اف لکم ولما تعبدون من دون اللّٰه (انبیاء:۶۷)'' کا نعرہ لگایا اور نہ مجھے ''انکم وما تعبدون من دون اللّٰه حصب جهنم (انبیاء:۹۸)'' کا اعلان کرنے کی توفیق ہوئی۔ میرا تو کاروبار ہی دوسرا تھا کہ کسی نہ کسی طرح اسلام کی عظمت وشوکت جو جذبہ جہاد میں مضمر ہے۔ وہ ختم ہو جائے۔ انگریز کی اطاعت غالب ہو جائے۔ مسلمانوں سے تقویٰ وطہارت ختم ہوکر ہر قسم کی بدعقیدگی اور بدعملی پھیل جائے۔ انگریزی ثقافت اور کلچر مسلم معاشرہ پر چھا جائے۔ یہی میرا مقصد تھا، یہی میرا ہدف تھا۔ جس کے لئے میں نے اپنی جان ومال اور متاع حیات داؤ پر لگادی تھی۔ مگر تم احمق لوگ اتنی واضح حقیقت کو بھی نہ پاسکے۔ افسوس ہزار افسوس۔ میری کتب ورسائل اور اشتہارات سامنے تھیں۔ مگر تم پھر بھی بدھو کے بدھو ہی رہے اور مجھے نہایت صالح متقی اور راست باز بنا بنا کر پیش کرتے رہے۔ ''الا لعنة اللّٰه علی الظالمین''

تبلیغ دین اور دعوت الی الحق

۲...... انبیائے صادقین کی عام سیرت طیبہ صرف دعوت حق سے ہی وابستہ رہی۔ ان کی بعثت کا مقصد ہی تبلیغ حق تھا۔ جس کو انہوں نے بڑی محنت، جانفشانی اور سرفروشی سے ادا فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید میں حضرت نوح علیہ السلام کی دعوت حق کی تفصیلات آپ سورہ اعراف، ھود، انبیاء اور سورہ نوح وغیرہ میں نہایت جامعیت اور اکملیت سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

اسی طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام کا تو کہنا ہی کیا ہے۔ آپ تو امام الموحدین تھے۔ جن کو اللہ نے بار بار ''حنیفاً مسلماً (آل عمران:۶۷) ''فرمایا ہے۔ آپ نے ہر ایک سے اور ہر قدم پر اس مسئلہ کے لئے بھرپور ٹکر لی اور آپ کی سیرت طیبہ کا نمایاں نکتہ اور مرکزی کردار دعوت توحید کے ہی باب سے وابستہ ہے۔ اسی طرح بعد کے انبیاء برحق حضرت مسیح علیہ السلام تک اسی پیغام ودعوت پر جانفشانی کرتے رہے۔ پھر آخر امام المرسلین ﷺ نے تو اس محاذ پر سابقہ تمام ریکارڈ توڑ دیئے۔ سابقہ انبیاء علیہم السلام نے تو صرف دعوت دی۔ محنت فرمائی، نتیجہ کیا رہا؟ یہ کوئی نمایاں بات معلوم نہیں ہوتی تھی۔ مگر سید الانبیا ﷺ کی دعوت توحید کے نتیجے میں تو عملی طور پر بت پرستی اور شرک کی بساط ہی لپیٹ دی گئی۔ شرک وکفر بالکل مغلوب اور نابود ہو گیا۔ کیونکہ آپ کا اسم گرامی ''الماحی یمحوا اللہ بہ الکفر (مشکوٰۃ ص۵۱۵، باب اسماء النبی ﷺ وصفاتہ) ''بھی تھا، جس کا خوب ظہور ہوا۔ ہر سو ''قل جاء الحق وزھق الباطل ''کا نعرہ گونجنے لگا۔ یہ تمام انبیائے مقدسین، دعوت توحید کے لئے ہر انداز اختیار فرمایا کرتے تھے۔ انفرادی اور اجتماعی دعوت بھی ہوتی تھی۔ تنہائی میں اور مجمع عام میں بھی دعوت حق ہوتی تھی۔ گھروں میں، بازاروں میں، سڑکوں اور منڈیوں میں، مخالفین کے معبدوں اور بت خانوں میں اور معاشرتی اداروں اور حکومت کے ایوانوں میں بھی دعوت توحید وراستی جاری ہوتی تھی۔ غرضیکہ ہر سطح پر دعوت حق کا کام رواں دواں رہتا تھا۔ خدا کے نبی تن تنہا نکل کر ہر مقام پر لفظاً آمنے سامنے اعلان حق فرماتے تھے۔ اشتہار بازی یا کتابوں رسالوں کے واسطہ سے دعوت نہ ہوتی تھی۔ پھر مخالفین اشتعال میں آکر بہت کچھ کہتے اور کر گذرتے تھے۔ جسمانی تشدد اور ذہنی ایذا سے ان کی دعوت کو ناکام کرنے کی کوشش کرتے رہتے۔ مگر وہ راست باز بھی بردبرداشت اور تقویٰ وللہیت کے کوہ گراں ہوتے تھے۔ کفار کے منفی ردعمل سے بددل ہو کر دعوت میں کسی قسم کا تعطل وتوقف ہرگز پیدا نہیں ہونے دیتے۔ بلکہ نہایت پامردی اور جرأت اور استقلال سے اس سلسلہ کو رواں دواں رکھتے۔ جب کہ میں نے کبھی اس بازار کا منہ بھی نہیں دیکھا۔ اوّل تو کسی کو حق کی دعوت ہی نہیں

دی۔ بلکہ میری دعوت کا بنیادی مقصد ہی انگریزوں کا غلبہ اور اس کی اطاعت کلی کا قیام تھا اور پھر میں نے اس سے عہدہ برآ ہونے کے لئے انبیاء علیہم السلام کا طریقہ دعوت اختیار نہ کیا۔ بلکہ طاغوت والا حربہ ہی اپنایا۔ یعنی اشتہار بازی، غلط پروپیگنڈہ اور کتاب یا رسالہ بازی، میں کبھی بھی کسی بازار، چوک یا اجتماع میں دعوت کے لئے کھڑا نہ ہوا۔ بلکہ اس سے تو میرا کلیجہ ڈھل کر منہ کو آنے لگتا تھا۔ نہ ہی میں نے انبیائے برحق کی طرح کسی مندر یا بت خانے میں جا کر دعوت حق پیش کرنے کا تصور بھی پیش کیا۔ جب کہ انبیاء حق ہر میدان میں مردانہ وار کود جاتے تھے۔ صلوٰت اللہ وسلامہ علیہم اجمعین!

۳...... انبیائے صادقین علیہم السلام نے ہمیشہ اپنے سے پہلے رسل اور صحائف کی تصدیق وتحسین فرمائی۔ نیز سابقہ انبیاء علیہم السلام کی تعظیم وتوقیر ہی ظاہر فرمائی۔ کبھی بھی ان کی کردارکشی اور توہین وتحقیر کا پہلو اختیار نہ فرمایا اور نہ ہی کبھی ان پر اپنی برتری کا اظہار کیا۔ حتیٰ کہ خود رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا کہ: ''لا تفضلونی علی یونس بن متی ۰ لا تخیرونی بین الانبیاء (بخاری ج۲ ص۶۶۸) '' مگر میں نے کبھی بھی اس رویہ اور ضابطہ کو ملحوظ نہ رکھا۔ بلکہ ہمیشہ سابقہ انبیاء کی توہین وتحقیر کے ہی درپے رہا اور ان کے مقابلہ میں اپنی برتری اور فوقیت کا اظہار اور اعلان کرتا رہتا۔ حتیٰ کہ اولوالعزم انبیاء علیہم السلام کو بھی معاف نہ کرتا۔ خاص کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تو ناقابل یقین حد تک کذب وافتراء کا ارتکاب کرتا رہا۔ چنانچہ میری کتب غلیظہ اس پر شاہد ہیں۔ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو معاذ اللہ شرابی، کبابی، کنجریوں سے میل جول رکھنے والا، خدا جانے یہودیوں کی انگیخت پر کیا کچھ بک دیا۔ حضرت مریم صدیقہ علیہا السلام پر الزام لگانے میں یہود سے بھی سبقت لے گیا۔ دیکھئے معیار الاخیار اور چشمہ مسیح وغیرہ۔

۴...... سچے نبی علیہ السلام ہمیشہ تواضع ومسکنت کی چادر ہی زیب رکھتے کسی بھی موقع پر کوئی خود پسندی، شیخی یا بڑائی کی بات نہ کرتے۔ نہ کہیں مخالف ومنکر کو مالی یا جانی نقصان کی دھمکی دیتے اور نہ ہی اس سے کوئی اپنا مفاد حاصل کرنے کے لئے الہام بازی کا پریشر ڈالتے اور نہ ہی کسی موقع پر ان کی ایذاء رسانی کے مقابلہ میں غیظ وغضب سب وشتم اور لعن وطعن کا اظہار فرماتے۔ جب کہ میری حالت اس سے سوفیصد مخالف تھی۔ میں تو ہمہ وقت مخلص مخالفین کو بھی الہام بازی کے ابلیسی پریشر تلے دبائے رکھنے میں مصروف رہتا۔ جانی مالی نقصان کی بڑھکیں، لافیں مارتا رہتا۔ ہر دن نشان نمائی کے بلند بانگ دعوے، مختلف قسم کی جعلی فتوحات کے الہامی اشتہارات

جاری کرتا رہتا۔ زیادہ جوش آ تا تو نہایت اشتعال میں آ کر لعنت کی طویل گردان بھی شروع کر دیتا اور مقابلہ میں مقابل کی ذاتیات پر اترنے سے بھی نہ شرماتا۔ بلکہ صحیح یا غلط کی پرواہ کئے بغیر اس کی کردار کشی کرنے لگتا۔ ہر ایک مخالف کو انعامی مقابلوں کی چیلنج بازی سے خائف رکھنے کی ہی سعی میں مصروف رہتا اور سب سے بڑھ کر خباثت یہ کرتا کہ ان تمام بکواسات کو انجیل کے ذمے لگا دیتا کہ میری ہر بات انجیل کے حوالہ سے ہے۔ حالانکہ یہ سراسر بہتان تھا۔ انجیل میں ایسی کوئی غلاظت نہ تھی۔ بھائی میں نے تو قرآن کے متعلق بھی بک دیا کہ یہ بھی گالیوں سے پر ہے۔ العیاذ باللہ!

۵...... راست باز نبی کفار و منکرین کے مطالبہ معجزات پر ''انما الایات عند اللہ (انعام:۱۰۹)'' اور ''انما انا نذیر مبین (صٓ:۷۰)'' اور ''ھل کنت الا بشراً رسولا (بنی اسرائیل:۹۳)'' کا جواب تو دیتے۔ لیکن کوئی بڑھک یا شیخی نہ مارتے۔ از خود کبھی بھی اعجاز نمائی کا اعلان و اظہار نہ فرماتے۔ جب کہ میں بلا مطالبہ بھی معجزہ نمائی کے شغل میں ہی مصروف رہتا۔ ہمہ وقت مداری کی پٹاری کھولے رکھتا۔ میں پیش گوئیاں کرنے میں اتنا دلیر اور بے باک تھا کہ رات کو نصرت بیگم سے میل ملاپ کر کے صبح ہی اشتہار شائع کرا کے در و دیوار پر چسپاں کرا دیتا کہ میرے ہاں ان ان صفات اور حلیے کا لڑکا پیدا ہوگا۔ گویا غسل جنابت بعد میں کرتا یا نہ کرتا۔ پہلے اشتہار کا مضمون تیار کر لیتا تا کہ اگلے دن قادیان اور اس کے ماحول میں یہ خبر جان فزا پہنچ جائے۔ مگر جب اس پیش گوئی کا التارخ سامنے آ جاتا تو پھر مجھے بڑی جان توڑ محنت کر کے فضا کو برقرار رکھنا پڑتا۔ کیونکہ ایسے وقت بیگانے تو کجا رہے۔ اپنے معتقد بھی ڈگمگانے لگتے۔ جیسا کہ آتھم اور محمدی بیگم کا ڈرامہ میرے کئی عقیدت مندوں کے لئے جان لیوا ثابت ہوا۔ کئی مریدان باصفا مجھ سے کٹ گئے اور کئی ڈاواں ڈول ہو گئے۔ چنانچہ بعض کو میں نے اپنی لڑکی دے کر بھی قائم رکھا۔ جیسے کہ نواب محمد علی کا معاملہ ہے کہ اس کو اپنی بیٹی مبارکہ بیگم دے کر قادیانیت پر پختہ رکھا۔ غرضیکہ میرے کردار کی ہر جزئی اور پہلو انبیاء حق کے سو فیصد کے مخالف تھا۔

۶...... انبیائے حق علیہم السلام ہر حالت میں حق وصداقت کے مبلغ رہتے۔ کسی بھی مرحلہ اور قدم پر وہ کسی مصلحت یا ناجائز اور وست برداری کی سطح پر نہ اترتے۔ اپنی دعوت کے کسی بھی اصول و ضابطہ سے رتی بھر نہ تو دستبردار ہوتے اور نہ ہی کچھ لچک اختیار کرتے۔ بلکہ مکمل طور پر پوری عزیمت اور استقامت کے ساتھ اس پر قائم رہ کر اسے پوری تندہی کے ساتھ پیش فرماتے رہتے۔ چاہے انہیں اس کے ردعمل میں کتنی ہی مزاحمت برداشت کرنا پڑتی۔ حتیٰ کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی تاریخ اس مرحلہ میں قید و بند، جسمانی اور ذہنی اذیت، جسمانی تشدد اور قتل، فقر و فاقہ وغیرہ جیسی ہر

قسم کی صعوبت سے معمور ہے۔ بلکہ اس سے بھی بڑھ کر وہ اپنی جان کی بازی لگانے سے بھی دریغ نہ فرماتے۔ ملاحظہ فرمایئے حضرت یوسف صدیق علیہ السلام کی قید جسمانی وغیرہ۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ کی روح فرسا آزمائشیں، حضرت ایوب علیہ السلام کا بے مثال صبر واستقامت، حضرت یونس ذی النون علیہ السلام کی محیر العقول آزمائش، حضرت زکریا ویحییٰ علیہ السلام کی پرعزیمت قید وشہادت جسمانی۔ دیگر انبیاء الٰہی کی آزمائش بلکہ ان کے متبعین صادقین کی آزمائشیں کہ:"مستهم الباء ساء والضراء وزلزلوا حتىٰ يقول الرسول والذين امنو معه متىٰ نصرالله (البقره:٢١٤)"اور"وكاين من نبى قاتل معه ربيون كثير ، فما وهنوا لما اصابهم (آل عمران:١٤٦)"اور ضابطہ عمومی"ولنبلونكم بشئى من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس والثمرات (البقره:١٥٥)"کے تذکرے اور واقعات قدم قدم پر پھیلے ہوئے ہیں۔ پھر خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کی آزمائشیں کہ جن کے تصور سے ہی انسانی قلب وذہن ماؤف اور شل ہو جاتے ہیں۔ شعب ابی طالب کی نظر بندی۔ مکہ کے گلی بازار کی جسمانی اور ذہنی اذیتیں۔ حتیٰ کہ حرم کعبہ میں کفار کی ناقابل تصور زیادتیاں اور طائف کے ہولناک مناظر۔ واقعہ ہجرت کی کڑی صعوبتیں۔ وغیرہ! ہزار ہا روح فرسا واقعات اور پھر آپ کے متبعین صادقین کی آزمائشیں کہ"وزلزلوا زلزالاً شديداً (احزاب:١١)"اور"بلغت القلوب الحناجر (احزاب:١٠)"وغیرہ جیسے ان گنت مواقع جن کے نتیجہ میں وہ قدسی طبع حضرات"اولئك هم المؤمنون حقاً (انفال:٤)"کے مقام رفیع پر فائز ہوئے۔ ان لوگوں نے واقعتاً فرزندی خلیل علیہ السلام کو مشاہدتاً حق ثابت کر دکھایا۔ جب کہ میں ان حقائق کے مقابلہ میں نقطہ انجماد اور زیرو پوائنٹ سے بھی کہیں فروتر اور ڈاؤن تھا۔ تو تم لوگ اتنے واضح ترین تفاوت کو بھی ذہن نشین نہ کر سکے۔ ظاہر ہے کہ جو شخص ظلمت ونور، مشرق ومغرب، آسمان وزمین میں فرق محسوس نہ کر سکے۔ وہ کاہے کو کسی نیک انجامی یا سعادت کو پا سکے گا۔ اس کا انجام تو سو فیصد حد تک یہی ہونا چاہئے جو آج آپ سب یہاں اپنی آنکھوں سے ملاحظہ کر رہے ہیں اور اسی کے شکار ہو چکے ہیں۔"وكذالك يجزى الله الظالمين"

وقفہ بول وبراز۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن اوتار کی جے۔ قادیانی بہروپئے کی جے۔ مکروفریب کی نشانی مرزائے قادیانی، مرزائے قادیانی۔

چند منٹ کے بعد پھر مرزا قادیانی اپنی مسند واجب اللعنہ پر رونق افروز ہو کر یوں گویا ہوتے ہیں۔

میرے چہیتے جانثارو! یہ موضوع اگرچہ طول پکڑتا جارہا ہے۔ مگر آپ بور نہ ہوں۔ کیونکہ وقت گذاری کے لئے یہ پروگرام نہایت مفید ثابت ہورہا ہے۔ نیز اصل حقیقت بھی نکھر آئے گی۔

اچھا تو آپ انبیائے صادقین علیہم السلام کے اوصاف وشمائل سن رہے تھے۔ اب اسی ضمن میں خاتم الانبیاء ﷺ (جن کی ضلیت کا میں نے جعلی دعویٰ کیا تھا) کی زبان اقدس سے مسئلہ جہاد کی اہمیت ملاحظہ فرمایئے اور پھر میرا موازنہ بھی کر لینا۔

آپ ﷺ نے جہاد کو ذروۃ الاسلام فرمایا ہے۔ (مشکوۃ شریف ص ۱۴) آپ نے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ: ''الجهاد ماض الٰی یوم القیامة ''نیز فرمایا کہ: ''لا تزال طائفة من امتی یقاتلون علی الحق ، ظاهرین علیٰ ممن ناواهم حتیٰ یقاتل آخرهم المسیح الدجال (مشکوٰة ص ۳۳۱، کتاب الجهاد الفصل الثانی)''

''وقال من لم یغزولم یجهز غازیا او یخلف غازیا فی اهله بخیر اصابه الله بقارعة قبل یوم القیامة (ابوداؤد ج ۱ ص ۳۴۹، باب کراهیة ترك الغزو، مشکوٰة ص ۳۳۱، کتاب الجهاد الفصل الثانی)''

''وقال ایضاً والذی نفسی بیده لوددت ان اقتل فی سبیل الله ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیٰی ثم اقتل ثم احیٰی ثم اقتل ، متفق علیه (مشکوٰة ص ۳۲۹، کتاب الجهاد الفصل الاوّل)''

ملاحظہ فرمایئے کہ خاتم الانبیاء ﷺ نے جہاد کی کتنی اہمیت واضح فرمائی کہ یہ قیامت تک جاری ساری رہے گا۔ کیونکہ یہ دین حق کی عظمت وبقاء کا ذریعہ اور نشان ہے۔ پھر جہاد سے بالکل لاتعلق رہنے والے کی کیسی مذمت فرمائی۔

پیارے ساتھیو! جہاد کے متعلق میرے دل کی بات سنو کہ میں نے جہاد کی مخالفت کی۔ اس کی دو وجہیں تھیں۔ ایک تو یہ کہ غیر ملکی آقا کی نمک حلالی صرف اور صرف اسی صورت میں ہوسکتی تھی۔ دوسری وجہ میری ذاتی اور طبعی مجبوری تھی۔ وہ یہ کہ میں چونکہ طبعاً بزدل تھا۔ میں اعصابی کمزوری، دماغی ضعف اور ضعف قلب کی بناء پر نیز قوت مردی میں بھی نہایت ناقص تھا۔ لہٰذا ان صفات کی موجودگی میں جرأت، حمیت اور شجاعت کیسے ظاہر ہوسکتی ہے۔ ایسا ناقص انسان نہایت ڈرپوک اور بزدل ہوتا ہے۔ وہ تو آمنے سامنے کسی سے کھل کر گفتگو بھی نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ ہتھیار بند ہوکر میدان جہاد میں کودنے کی جرأت کرے۔ اسلحہ جنگ کی چکا چوند اور گھن گرج اور چیخ وپکار

میں عزم واستقامت کا اظہار کرتے ہوئے پیش قدمی کی جرأت کرے یا اپنے مقام پر ڈٹا رہے۔ ایسے مواقع پر تو بڑے بڑے بہادروں کے پتے پانی ہو جاتے ہیں۔ مجھ جیسے ضعف قلب ودماغ کے مریض کہاں ٹھہر سکتے ہیں۔ مجھ جیسے نامردوں اور خسروں کا ایسے تصورت سے ہی ہارٹ فیل ہو جانے کا خطرہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس داخلی اور خارجی مجبوریوں کی بناء پر میں نے جہاد کے خلاف اتنا شور مچایا تھا۔ پھر یہ بات نہایت قابل توجہ اور خطرناک امر ہے کہ اگر کوئی ہمارا مخالف اس مسئلہ کے سلسلے میں یہ کہہ دے کہ قادیانیو! تم نے ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو جو مسلمان طلباء پر حملہ کیا تھا آیا وہ اپنے مذہب کی حمایت کے لئے تھا یا محض غنڈہ گردی تھی؟ تو ہمارے پاس اس کے جواب میں سوائے ندامت اور شرمندگی کے کوئی جواب نہ ہوگا۔ علاوہ ازیں قادیانیوں کی فرقان بٹالین اور دیگر ایسی تنظیموں کا قیام بھی ہمارے اس اختراعی مسئلہ کا منہ توڑ جواب ہے۔

تو اصل بات وہی ہوئی کہ ہم نے ہر مسئلہ کو محض ایک آڑ اور بہانہ بنایا ہوا ہے۔ ورنہ ہمارا کسی بھی دینی مسئلہ پر کوئی یقین نہیں ہے۔ ہم نے محض اپنے تحفظ کے لئے اور مسلم علماء کو الجھانے کے لئے ان مسائل کا سہارا لیا ہوا ہے۔ دیکھ لیجئے میرے بعد میرے گروہ کے لوگوں نے کسی بھی موقع پر مسلمان کو مالی یا جانی نقصان پہنچانے میں ذرا غفلت نہیں برتی۔ ۱۹۵۳ء میں ہمارے کئی پولیس مین یا فوجی نوجوانوں نے قادیانیت کے تحفظ کے لئے کئی مسلمانوں کو بھون ڈالا۔ ایک موقع پر ایک گاؤں موسیٰ والا ضلع سیالکوٹ میں ہمارے لوگوں نے عیدگاہ میں نماز ادا کرتے ہوئے مسلمانوں کو قتل کرنے کے لئے حملہ کر دیا۔ اگرچہ ''ومکروا ومکر اللہ واللہ خیر الماکرین'' کے مطابق بجائے مسلمانوں کے ہمارے ہی دو مرزائی واصل جہنم ہوگئے۔ تو ایسے تمام واقعات دینی جہاد یا جنگ نہیں ہے؟

ہاں تو نبی اکرم ﷺ نے خود اپنے جذبات کا اظہار کیسے مؤثر ترین انداز میں فرمایا کہ میری انتہائی خواہش ہے کہ میں بار بار راہ حق میں شہید ہو جاؤں اور پھر زندہ ہو جاؤں پھر شہید ہو جاؤں۔ اب اتنے اہم ترین اصول دین کی بےقدری اور توہین وتحقیر کیسے جائز ہو سکتی ہے؟ جب کہ دین اسلام کے تمام اصول وفروع قیامت تک کے لئے باقی اور تحفظ یافتہ ہیں۔ مگر میں چونکہ مبعوث ہی جذبہ جہاد کو ختم کرنے کے لئے ہوا تھا۔ لہٰذا نہایت ڈھٹائی اور بےحیائی سے کہہ دیا۔ دوستو!

چھوڑ دو اب جہاد کا خیال
دین کے لئے حرام ہے جہاد وقتال

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۶، خزائن ج۱۷ ص۷۷)

گویا میں نے بالکل فرمان رسولؐ کے بالمقابل یہ بڑ ہانک دی۔ جس کا مجھے کوئی حق نہ تھا۔ کیونکہ یہ تو واضح ترین مخالفت دین تھی اور کھلی بغاوت تھی۔ جس کی آج تک کسی نے بھی جرأت نہ کی تھی۔ مگر تم لوگ پھر بھی متنبہ نہ ہوسکے۔ دیکھو ایک طرف نبی رحمت ﷺ قسم اٹھا کر راہ حق میں بار بار قربان ہو جانے کو آرزوئے قلب وضمیر اپنا مقصد قرار دے رہے ہیں اور آپ نے خود بنفس نفیس ۲۷ غزوات میں کمان بھی فرمائی۔ مگر میں اسے کس قدر تحقیر آمیز لہجے سے ذکر کر رہا تھا۔ حالانکہ دوسری جگہ میں نے خود یہ بات لکھی کہ صفات عفت، سخاوت، شجاعت وغیرہ انسانیت کی زینت ہیں۔ مگر یہ صفات صرف دعویٰ کی حد تک ہونا کوئی قابل تعریف چیز نہیں۔ بلکہ ان کا عملاً اظہار لازمی ہے۔ شجاعت کے لئے میدان میں نکل کر اس کا ثبوت مہیا کرنا لازمی ہے۔ (دیکھئے اسلامی اصولوں کی فلاسفی۔ آخری صفحات) مگر میں عملاً ان تمام صفات میں بالکل صفر تھا۔ تاکہ میرے سرپرست صاحب بہادر خوش ہو جائیں۔ محترمہ ملکہ وکٹوریہ دام اقبالہا خوش ہو جائیں۔ چنانچہ میں نے تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ دو مستقل رسالے بھی شائع کرائے تھے۔ یہ دونوں رسالے اس کی خدمت میں گویا سپاسنامے تھے۔ اسی طرح میں نے حکومت برطانیہ کی خوشنودی کے لئے خونی مہدی اور خونی مسیح کی ملعون اصطلاحات بھی بار بار استعمال کی ہیں۔ اب فرمائیے کہ کہاں فرمان اقدس اور کہاں ایک مخبوط الحواس دیوانے کی بڑ۔ تمہیں اتنا بھی شعور نہ تھا؟ ویسے یار تم تو بالکل بدھو اور عقل وفکر سے عاری نکلے۔ دیکھو حیات مسیح علیہ السلام کے سلسلہ میں بھی رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ”والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم“ مگر تم نے اس صادق وامین ﷺ کی تاکید پر ذرا بھی توجہ نہ کی۔ بلکہ فوراً میری جعل سازی پر یقین کرلیا۔ افسوس صد افسوس تمہاری حالت پر۔

دیکھئے میں نے آنحضور ﷺ کے مقابلہ میں کیا کچھ نہیں بکا۔ آپ نے فرمایا: ”والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم“ تو میں نے بھی لاف ماردی کہ: ”ابن مریم مرگیا حق کی قسم“ (ازالہ اوہام ص۶۲۴،۷خزائن ج۳ ص۵۱۳)

اور بک دیا: ”خدا کی قسم میں ہی مسیح بن مریم ہوں۔“

خدا کے نبی نے فرمایا کہ: مہدی میری عترت اور اولاد فاطمہ سے آئے گا۔ میں نے بک دیا: ”سمعت ان بعض الجہال یقولون ان المہدی من بنی فاطمۃ“

(خطبہ الہامیہ ص۲۴۱،خزائن ج۱۶ ص۲۴۱ حاشیہ)

۷...... انبیائے عظام علیہم السلام بالخصوص خاتم المرسلین ﷺ کا زہد وتقویٰ اور فاقہ مستی ان کی حیات طیبہ کی زینت اور سرمایہ تھی۔ خود رحمت کائنات ﷺ نے دعاء مانگی تھی کہ:
''اللھم اجعل قوت آل محمدؐ کفافاً'' نیز فرمایا: ''اللھم احینی مسکینا وامتنی مسکینا واحشرنی فی زمرۃ المساکین'' وغیرہ۔ آپؐ کے خانہ اقدس میں دو دو ماہ چولہا نہ جلتا تھا۔ محض چند کھجوروں پر گذارا ہو جاتا۔ بسا اوقات تین تین روز فاقہ سے گذر جاتے تو پیٹ کو سکون دینے کے لئے اس پر پتھر باندھ لیتے۔ چنانچہ غزوہ احزاب کے موقع پر بھی ناقابل دید حالت دیکھ کر حضرت جابرؓ اور حضرت ابوطلحہؓ نے مختصر سی دعوت کا اہتمام فرمایا تھا۔ مگر وہ سب کو بافراغت کفایت کر گئی۔ ایسے ہی کتب احادیث وسیر میں بے شمار ایسے واقعات مذکور ہیں۔ پھر یہی زہد وتقویٰ صحابہ کرامؓ اور بعد کے صالحینؒ کا شعار رہا ہے۔

مگر میری حالت تمہارے سامنے تھی کہ قسم قسم کے کھانوں سے فراغت نہ ملتی۔ گویا خاتم الانبیاء ﷺ کا چولہا مدت تک جلتا ہی نہ تھا۔ مگر میرا کبھی بجھتا ہی نہ تھا۔ کئی قسم کے مشروبات وماکولات بے دریغ پیٹ میں گھسیڑتا، انڈیلتا رہتا۔ ٹانک وائن، یاقوتیوں اور دیگر مقویات کا شمار نہ تھا۔ ادھر دنیا سے بے رغبتی اور کنارہ کشی نیز مال کو اپنی امت کے لئے فتنہ قرار دیا۔ جب کہ مجھے حصول زر ہی کی فکر تھی۔ آمد زر پر فخر ومباہات کیا کرتا۔ اپنی سچائی کے ثبوت میں آمد روپیہ کو بار بار پیش کیا کرتا کہ مجھے اتنا روپیہ آیا ہے۔ کبھی کتنی آمد روپیہ کا الہام کبھی کتنے کا۔ غرضیکہ میری تمام حیات ناپائیدار نہایت گھٹیا تھی۔ صالحین کے برعکس، بہیمانہ، غیر روحانی اور سفلی انداز پر تھی۔ چنانچہ میری موت بھی اسی بہیمی بسیار خوری کا نتیجہ تھی۔ بتلایئے اس سے بڑھ کر حق وباطل کے درمیان کون سا امتیاز اور حد فاصل ہو سکتی ہے؟'' ولکن ما عقلتم ولا تذکرتم فکنتم من الخاسرین فاصبروا اولا تصبروا سواء علیکم''

۸...... انبیاء برحق کی شان عالی درجات دیکھئے کہ ان کی ہر جائز اور ضروری حاجت ان کا مالک پوری فرمادیتا۔ مثلاً سید دو عالم ﷺ کو کئی حکمتوں کے تحت کثرۃ ازدواج کی ضرورت تھی تو ان کے حبالہ عقد میں کئی عظیم خواتین جمع فرمادیں۔ پھر مزید اباحت بھی واضح فرمادی اور ایک موقع پر حضرت زینبؓ کے بارہ میں فرمایا ''انا زوجناکھا (احزاب:)'' کہ ہم نے اسے آپؐ کے حبالہ عقد میں دے دیا ہے تو یہ سب ...یسے ہی بلا مزاحمت وقوع پذیر ہو گیا۔ پھر یہ تمام ازواج مطہراتؓ آپ کے ہاں باوجود فاقہ مستی کے بھی خوش وخرم رہیں۔ کسی کو حق تلفی کا کبھی

شکوہ پیدا نہ ہو سکا۔ مگر میرے فراڈ خانہ میں تماشہ ہی تماشہ تھا۔ میں مسکین نے جناب مٹھن لال کی اطلاع پر الہام جھاڑ دیا کہ: ’’بکر وثیب‘‘

(ضمیمہ انجام آتھم ص۱۴، خزائن ج۱۱ص ۲۹۸، تحفہ گولڑویہ ص۳۲، تریاق القلوب ص۳۴، ۷۰، خزائن ج۱۵ص۲۰۱، ۱۸۷)

پھر میں نے یہ الہام مولانا محمد حسین بٹالویؒ کو بڑے فخر سے سنایا کہ بکر تو آ گئی ہے۔ جب کہ ثیب کا انتظار ہے جو لازماً پورا ہو گا۔ مگر دنیا جہاں کو معلوم ہے کہ نصرت کے بعد میرے نکاح میں کوئی بیوہ وغیرہ عورت نہ آ سکی۔ ’’حتیٰ اتانی الموت والثبور‘‘ اس کے بعد میں نے مزید حماقت کا اظہار کیا تو خیراتی ابلیس کے کہنے پر محمدی بیگم کے متعلق اشتہار شائع کر دیا کہ وہ ضرور میرے نکاح میں آوے گی۔ چنانچہ میں نے بھی وہی الفاظ قرآنی اس بارہ میں شائع کر دیئے۔ پھر میں نے اس پیش گوئی کو اپنے صدق وکذب کا معیار بھی قرار دے دیا اور اسے تقدیر مبرم قرار دیا۔ مگر نتیجہ اور انجام ارض وسما اور جن وانس کے سامنے ہے۔ میری کیا کیا رسوائی ہوتی رہی۔ کونسا ایسا طعنہ تھا جو مجھے نہ ملا ہو۔ کون سی ایسی پھبتی تھی جو مجھ پر نہ کسی گئی ہو۔ مگر میرے مرتے دم تک کچھ بھی نہ ہوا۔ وہ محمدی بیگم اپنے گھر خوش خوش رہ رہی تھی۔ جب کہ میں داغ مفارقت لے کر ابدالآباد کی جہنم میں جھلس رہا ہوں۔ گویا میں’’ولا تموتن الا وانتم مسلمون‘‘ کی بجائے’’ارایت من اتخذ الٰہہ ہواہ‘‘ کی تصویر بنا رہا۔ لوگو! دیکھو کتنا واضح فرق ہے حق وباطل میں انبیائے برحق اور مسیلمہ کذاب کی ٹولی میں مگر خدا جانے تمہاری مت بالکل ہی کیوں ماری گئی تھی۔ جو اتنی موٹی بات بھی نہ سمجھ سکے۔’’فلعنة اللّٰه علی الظالمین‘‘

میرے پیارے دوستو! دیکھو جس ہستی کا ظل وبروز ہونے کا میں مدعی تھا۔ اس کا تقویٰ وللہیت، عبادت وریاضت ملاحظہ کرو کہ فرائض کے علاوہ اکثر حصہ رات عبادت میں گذرتا۔ لمبی لمبی رکعات، پانچ پانچ پارے ایک ایک رکعت میں قرآن مجید کی تلاوت ہو رہی ہے۔ جس سے پاؤں مبارک متورم ہو جائیں اور دیکھنے والے ترس کھائے بغیر نہ رہ سکتے کہ آقا اتنی مشقت کیوں برداشت فرماتے ہیں۔ اللہ کریم نے تو آپ کو’’لیغفرلك اللّٰه ما تقدم من ذنبك وما تأخر‘‘ کے عظیم اعزاز سے نواز رکھا ہے تو فرمایا کہ اچھا تو پھر میں’’افلا اکون عبدا شکوراً‘‘ نہ بنوں۔ علاوہ ازیں فرائض کے علاوہ متعدد قسم کے سنن ونوافل ہیں۔ اشراق وچاشت ہے۔ اوابین ہے۔ گویا آپ کی ذات اقدس سراپا عجز ونیاز اور عبودیت ہیں۔ مگر مجھ جیسا کور باطن، دنیا کا کیڑا، پیٹ کا بندہ، کرم خاکی، انسانوں کی عار اور جائے نفرت اس چاشنی سے سوفیصد دور اور

محروم۔ ہائے اس بدنصیب کوتو آقاء کی ایک رکعت کے وقفہ میں تین تین دفعہ پیشاب کی حاجت تنگ کر لیتی تھی۔ میں نوافل اور تہجد وغیرہ تو کجا مجھے تو صحیح انداز سے فرائض بھی نصیب نہ ہو سکتے تھے۔ کبھی پیشاب، کبھی دوران سر، کبھی براز، کبھی ہسٹریا کا دورہ تو کبھی متلی کا چکر۔ غرضیکہ میرا رواں رواں خدائی گرفت میں جکڑا ہوا تھا۔ مجھے للہیت اور عبودیت سے کیا واسطہ ہوسکتا تھا؟ بھائی میرے تقویٰ کا معیار کچھ اور ہی تھا۔ جس کی کچھ وضاحت میں نے اپنی (براہین پنجم خزائن ج۲۱ص۱۸۴) میں کردی تھی۔ باقی رہا الٰہی تقویٰ تو اس سے میں بھی بلکل محروم و ناآشنا تھا اور تم بھی۔ جیسے کہ تمہارے بارہ میں، میں نے اپنی کتاب شہادۃ القرآن کے صفحہ آخر پر کچھ وضاحت کر بھی دی تھی۔ تم بالکل وہی کچھ تھے۔ ذرا اصحاب خاتم الانبیاء ﷺ کے بارہ میں اور میرے ابتدائی پیروکاروں میں موازنہ کرو کہ وہاں سراسر عبودیت الٰہی اور عجز و نیاز، اخوت و محبت کے نظارے، اور یہاں سرکاری ٹاؤٹ۔ کوئی تحصیل دار ہے تو کوئی کلرک، کوئی منشی ہے تو کوئی دیگر ملازم۔ یہ سب انگریزی سرکار کے ملازم اور ایجنٹ تھے۔ انہیں للہیت و تقویٰ شعاری سے کیا واسطہ؟ ہاں تو سید دو عالم ﷺ کی نماز کے علاوہ دوسری عبادات سے صرف روزہ کو سامنے رکھئے تو بھی ہمیں واضح تفصیل ملتی ہے کہ آپ فرض روزہ کے علاوہ نفلی روزے بھی بکثرت رکھتے تھے۔ جب کہ تین دن ہر ماہ کے ہر ہفتہ میں سوموار اور جمعرات کا روزہ معمول عام تھا اور بسا اوقات اکثر مہینہ روزہ سے رہتے اور اکثر اوقات بلا خورد و نوش مسلسل روزہ یعنی وصال کا روزہ بھی رکھ لیتے تھے۔ مگر مجھے ایسے جذبہ اطاعت سے کیا واسطہ۔ میں نے تو فرض روزے بھی پورے نہیں رکھے۔ نفلی کو کون پوچھتا ہے؟ العیاذ باللہ! اب بتلایئے کہ ایسا محروم من الخیر فرد آپ کی ظلیت کا دعویٰ کس منہ سے کرسکتا ہے۔ جب کہ یہاں کوئی نسبت ہی نہیں۔ ہاں اعتکاف اور لیلۃ القدر کی شب بیداری کا میں نے کبھی سوچا بھی نہ تھا۔

۹...... سچا نبی ہمیشہ اور ہر حالت میں محض خدا کی بندگی ہی کی دعوت دیتا ہے۔ وہ کبھی کسی بھی اوتار یا مظہر وغیرہ کی تعظیم نہیں کرتا۔ وہ تو محض اپنے مالک حقیقی ہی کے ساتھ وابستہ رہتا ہے اور دوسروں کو بھی اسی طرح ہونے کی تلقین فرماتا ہے۔ وہ نہ تو کسی بت کو معبود بناتا ہے اور نہ کسی درخت اور پہاڑ کو سجدہ کرتا ہے اور نہ ہی کسی دیگر مخلوق کو حتیٰ کہ وہ تو اپنے آپ کو اور اپنی قبر کو بھی رکوع سجدہ سے پاک رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ چنانچہ سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس گھر میں تصویر اور کتا ہو اس میں ملائکہ رحمت داخل نہیں ہوتے۔ آپ نے ہر ذی روح چیز کی تصویر کو حرام اور ممنوع قرار دیا۔ جس کی تفصیل کتب حدیث میں مذکور ہے۔ مگر میں نے کون سا کام

اور حرکت نہیں کی۔ میں نے تو یہ بھی لکھ دیا کہ: ’’ورایتنی فی المنام عین اللّٰہ وتیقنت اننی ھو…… وصرت کاناء منثلم‘‘ (آئینہ کمالات اسلام ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

اور یہ بھی لکھ دیا کہ: ’’اعطیت صفة الاحیاء والافناء‘‘ معاذ اللہ!

(خطبہ الہامیہ ص۵۵، خزائن ج۱۶ ص ایضاً)

اور کہہ دیا کہ مجھے رب نے فرمایا: ’’اسمع ولدی‘‘ (البشریٰ ج۱ ص۴۰)

دوستو! دیکھو ان خرافات کو کوئی بڑے سے بڑا شاطر و عیار بھی دائرہ کفر سے نہیں نکال سکتا۔ علاوہ ازیں میں نے اپنے لڑکے کے متعلق بھی لکھ دیا کہ: ’’کأن اللّٰہ نزل من السماء‘‘

(ازالہ اوہام ص۱۵۶، خزائن ج۳ ص۱۸۰)

اور اپنے آپ کو کئی مقامات پر ولد اللہ ظاہر کیا۔ ’’نعوذ باللّٰہ من ھذہ الخرافات‘‘ گویا میں نے تمام انبیائے برحق کے برعکس تمہاری ایسی تربیت کی کہ تمہارے اندر کسی بھی قسم کا تقویٰ، عبودیت اور اطاعت وفرمانبرداری کا عکس نہ آ سکا۔ چنانچہ میں نے تمہارے کردار کی ہلکی سی جھلک شہادۃ القرآن کے آخر میں ذکر کر دی تھی۔ نیز یاد رہے کہ میں نے گھر میں ایک گدی کتا بھی رکھا ہوا تھا۔ تاکہ رحمت کے تمام دروازے مجھ پر بند ہو جائیں۔ پھر تم نے ہر قسم کی اعتقادی، عملی، کجروی اختیار کر لی۔ حتیٰ کہ تم نے میری اور میرے خلیفوں کی تصاویر کو گمراہ قوم کی طرح ایک کاروبار کی شکل دے ڈالی۔ تمہارے ہر گھر اور کاروباری ادارہ میں ہماری تصاویر آویزاں کر دی گئیں۔ جب کہ تم اپنی زبانوں سے اپنے آپ کو بڑا موحد اور راست باز ظاہر کرتے رہتے تھے۔ مگر تمہارا کردار نہایت منفی اور نفرت انگیز ہوتا تھا۔

۱۰…… انبیائے صادقین علیہم السلام کی بعثت کا مقصد خود رب العالمین نے واضح فرمایا تھا کہ: ’’لقد ارسلنا رسلنا بالبینٰت وانزلنا معھم الکتاب والمیزان لیقوم الناس بالقسط (الحدید:۲۵)‘‘

اور خصوصاً رحمت کائنات ﷺ کا مشن تو تھا ہی خدا کی حکومت کا قیام اور انسانی معاشرہ کو ہر قسم کی لوٹ کھسوٹ اور بے انصافی سے نجات دلا کر ایک صالح اور پرامن اور جنت نظیر معاشرہ کا قیام۔ چنانچہ اس کا تذکرہ بائبل کی کتاب (یعیاہ ب:۴۲) میں بھی مذکور ہے اور ادھر آپ ﷺ نے بار بار خود بھی قدم قدم پر اس مقصد کو واضح فرمایا اور بالآخر ایسے صالح ترین معاشرہ قائم کر کے بھی دکھا دیا۔ لٹیروں اور ڈاکوؤں کو محافظ وامین بنا دیا۔ ظالموں اور حق تلفی کے خوگروں کو مجسم شفقت

ورحمت اور عدل وانصاف کا شعار بنادیا۔ آپ نے اس بدنظم اور لوٹ گھسوٹ والے افراد کو عظیم ترین پیشوائے عالم بنادیا۔ جعلی خداؤں اور طاغوتوں کا جنازہ نکال دیا۔ دنیائے عالم امن وانصاف کی خوشگوار فضا میں سانس لینے لگی۔ گویا ہر فرد، ہر فیملی، خاندان، محلہ، دیہات، قریہ، شہر، صوبہ، ملک امن وسلامتی کا گہوارہ، پیکر اور مجسمہ بن گیا۔ نہ اپنوں سے بدسلوکی کا اندیشہ اور نہ ہی غیروں سے بے راہ روی اور بے انصافی یا حق تلفی کا خطرہ۔ مگر میری آمد اور ڈرامہ بازی پر ان امور میں سے کچھ بھی ظاہر نہ ہوا۔ بلکہ اگر کچھ پہلے کا باقی تھا تو وہ بھی غائب ہوگیا۔ میں معاشرہ انسانی میں تہذیب وصلاحیت تو کیا قائم کرتا میں تو خود اپنے گھر میں اور اپنے خاص مریدوں میں بھی یہ فضا قائم نہ کرسکا۔ میں خود انصاف کی عدالت قائم کرنے کے بجائے اپنا انصاف لینے کے لئے طاغوت کی عدالت میں حاضری دیتا۔ میرے دور میں ہر قسم کی بدامنی اور بے اطمینانی پورے عروج پر تھی۔ مسلم معاشرہ کی ساکھ دم بدم گرتی ہی چلی گئی۔ کیونکہ میرا تو مشن ہی یہی تھا کہ امت مسلمہ سے روح اسلام نکال پھینکوں۔ میں نے کہنے کو تو ایک موقع پر کہہ دیا تھا کہ میں مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہوں۔ یعنی غربت اور بے کسی کا مرقع ہوں۔ مگر اس کو ثابت کر کے نہ دکھا سکا۔ بتلایئے مسیح نے کب اس وقت کی رومی عدالتوں کے دروازے کھٹکھٹائے تھے یا ان کی کاسہ لیسی کی تھی؟ اپنی خاندانی ٹھاٹھ باٹھ بنانے کے لئے نکاح کے چکر چلائے تھے۔ مکان اور حویلیاں بنائی تھیں۔ اپنے لئے ان گنت وسائل اور بیوی کے لئے ہر قسم کی عیش وعشرت کے سامان اکٹھے کئے تھے۔ ذاتی ضروریات، ٹانک وائن اور یاقوتیاں استعمال کی تھیں اور مختلف قسم کے مرغن اور اعلیٰ درجے کے پکوانوں کا بندوبست کر رکھا تھا۔ بتلایئے مسیح علیہ السلام کے ساتھ میری کون سی مشابہت تھی؟ میں نے بار بار اور موقع بموقع اپنے آپ کو مسیح کا ہم صفت اور ہم طبیعت قرار دینے کی سعی کی ہے۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۷۵، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

مگر حقیقت حال سو فیصد اس کے برعکس تھی۔ میں نے اپنے آپ کو جمیع انبیاء کا ظل اور عکس قرار دیا ہے۔ مگر درحقیقت مماثلت ایک سے بھی نہیں۔ بھائیو! یہ سب فراڈ تھا۔ نہیں کسی بھی نبی یا راست باز کے ساتھ میری قطعاً کوئی مماثلت یا مشابہت نہ تھی۔ سید دو عالم ﷺ کی شان وعظمت تو نہایت دور کی بات ہے۔ تو بھائیو! اتنے نمایاں تضاد کے ہوتے ہوئے بھی تم حق کو نہ پاسکے اور مجھ جیسے ایک مکار بہروپئے کے چکر میں آ گئے۔ افسوس اور ہزار افسوس۔ ’’اف لکم وما کنتم تعبدون‘‘ غرضیکہ جتنے انبیائے صادقین علیہم السلام کی حقانیت اور صداقت کے

دلائل و براہین قائم تھے۔ اتنے ہی اور بلکہ ان سے بڑھ کر میری تکذیب اور باطل پرست ہونے کے دلائل و براہین فراہم تھے۔ میں نے قصداً اور بلا قصد کسی بھی صداقت کو ماند یا ختم کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی تھی۔ خدا اور رسول اور دین حق کے خلاف میں نے ہرزہ سرائی کرنے میں کبھی بھی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ قرآن وحدیث میں لفظی اور معنوی تحریف کرنے میں کبھی کوتاہی نہیں کی تھی۔ میں سید دو عالم ﷺ کی تعظیم وعقیدت کا اظہار بھی کرتا تھا۔ مگر یہ سب فراڈ اور دجل تھا۔ ورنہ میں قول وکردار کے لحاظ سے اوّل درجہ کا آپ ؐ کا مخالف اور باطل کا پرستار اور دل دادہ تھا۔ ذرہ ملاحظہ فرمایئے۔

سید دو عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''انا بشارة عیسیٰ (مشکوٰة ص۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین ﷺ) ''اور ''انا محمد وانا احمد (مشکوٰة ص۵۱۵، باب اسماء النبی ﷺ) '' مگر میں نے نہایت ڈھٹائی سے کہہ دیا کہ اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں۔ یعنی میرا نام احمد ہے۔ لہٰذا تم سب احمدی ہو۔ اس کے بعد میرے محمود نے اپنی کتاب انوار خلافت میں تو اس بحث میں حد ہی کر دی۔ اس بے وقوف نے نہایت دھڑلے سے دعویٰ کر دیا کہ اس پیش گوئی کا مصداق حقیقی ہمارے مرزا قادیانی ہیں۔ آنحضور ﷺ ہرگز نہیں۔ پھر اس پر اس نے اپنے مزعومہ ۱۵ دلائل پیش کر کے اعلان کر دیا کہ کوئی دنیا کا عالم اس موضوع پر میرے ساتھ مناظرہ کرلے جس کا جواب احسن امروہی لاہوری مرزائی نے القول المجد میں خوب دیا۔ (اس کے بعد راقم الحروف نے ''القول الارشد فی تفسیر اسمہ احمد ''میں قادیانی دجل وفریب کی خوب صفائی کر دی۔ جس کا جواب تا قیامت کوئی قادیانی نہیں دے سکتا، تجربہ شاہد ہے) میں نے تو مدت تک یہ عنوان عوام الناس میں متعارف کرایا کہ قادیانیوں کو احمدی کہنا کفر ہی نہیں بلکہ زبردست کفر ہے۔ (اشد کفراً۔ مسعود) تو ساتھیو دیکھو کتنی جسارت، کتنی جہالت اور حماقت تھی کہ ایک بات کے متعلق صاف صاف فرمان رسول موجود ہو کہ اسمہ احمد کا مصداق میں ہوں۔ مگر میں نے بک دیا کہ نہیں آپ ﷺ نہیں بلکہ میں ہوں۔ پھر اس پر تمہارا نام بھی احمدی رکھ دیا اور کہہ دیا کہ آج سے تمہاری ذات احمدی ہے۔ کہئے اس سے بڑھ کر کوئی توہین ہو سکتی ہے کہ آپ ؐ کے فرمان کے بالمقابل کھڑا ہو کر دعویٰ کر دینا کہ آپ ؐ کا فرمان صحیح نہیں۔ میری بات درست ہے۔ الامان والحفیظ۔ الامان والحفیظ!

نیز انبیاء کرام کی شان وعظمت تو بالکل واضح اور مبرہن تھی۔ جن کے مشابہ کوئی نہیں

ہوسکتا اور سب سے افضل خاتم الانبیاء ﷺ تھے۔ جن کا اپنا فرمان ہے کہ:''انا سید ولد آدم ولا فخر، آدم ومن دونہ تحت لوائی (مشکوٰۃ ص۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین الفصل الثانی)''مگر اس کے مقابلہ میں میں نے بھی کہہ دیا کہ:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفاں نہ کمترم زکسے
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

استغفر اللہ ثم استغفر اللہ!

فرمایئے مجھے انبیاء علیہم السلام کے ساتھ کیا نسبت اور واسطہ؟ انبیاء علیہم السلام کا سلسلہ تو بلا استثناء آنحضور ﷺ پر ختم تھا۔ (حمامتہ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰)

میں نے کہا میں کسی سے بھی کم نہیں۔ نہ موسیٰ سے نہ عیسیٰ سے نہ ابراہیم وداؤد سے نہ خاتم الانبیاء سے۔ جو شخص مجھے کسی سے بھی کمتر کہتا ہے وہ جھوٹ کہتا ہے۔ اس پر لعنت ہو۔ کیوں صاحب لعنت کیوں؟ لعنت بازی صدیقوں کا کام نہیں۔ مومن لعان نہیں ہوتا۔ تو میں نبی اور مسیح کیسے بن گیا؟ کچھ عقل کرتے۔

۱۱...... انبیائے صادقین علیہم السلام نہایت عقلمند، ذہین، سنجیدہ طبع، کم گو اور نہایت درجہ کے حق گو اور راست باز اور ہر قسم کی فضول گوئی اور زائد از ضرورت قول وفعل سے مجتنب اور ہر قسم کی بناوٹ اور تصنع وتکلف سے مبرا ہوتے ہیں۔ چنانچہ رب العالمین نے رحمت کائنات ﷺ کے حق میں فرمایا کہ:''وما علمناہ الشعر وما ینبغی لہ (یٰسین:۶۹)''کہ ہم نے آپ کو شعر وشاعری نہیں سکھائی اور نہ ہی یہ چیز آپ ﷺ کے منصب جلیل کے مناسب ہی تھی۔ نیز فرمایا:''وما انا من المتکلفین (صٓ:۸۶)''مگر میرے حالات قدم قدم پر ملاحظہ فرمایئے کہ میں ان تمام نقائص وعیوب سے لبریز تھا۔ عقل وذہانت سے عاری۔ سنجیدگی اور کم گوئی سے سو فیصد ناواقف اور نابلد۔ حق گوئی اور راست بازی کا مجھے کبھی وہم بھی نہ ہوا تھا۔ بلکہ ہر قسم کے تکلف وتصنع کا میں پرلے درجے کا حریص، فضول گو اور قوال۔ بات کا بتنگڑ بنانے والا۔ ہر صحیح بات کی تاویل کرنے میں گویا رائی کو پہاڑ بنا کر پیش کرنے والا۔ شعر وشاعری اور غزل گوئی کا چمپئن۔ چنانچہ میں نے ہر

زبان (عربی، اردو اور فارسی میں) شاعری کی تھی۔ جو کہ علیحدہ درثمین نامی رسالوں میں بھی شائع کر دی گئی تھی۔ میری کفریہ تعلیمات نظم ونثر، کتاب ورسائل، تقریر وبیان، ملفوظات ومکتوبات اور مباہلہ جات اور اشتہار بازی ہر سطح پر موجود تھیں۔ گویا میں ہر دن بلکہ ہر وقت کوئی نہ کوئی تماشا، شغل اور ہنگامہ آرائی قائم رکھتا تھا۔ فضائے ماحول میں تلاطم اور ارتعاش ہی برپا رکھتا تھا۔ سکون وسکوت سے میں بالکل بے بہرہ تھا۔ پھر میرے بعد میرے بچوں نے اس پر مزید استواری کر کے مقابلہ بازی اور مباہلہ بازی کا خوب بازار گرم کیئے رکھا۔ میں نے جس سالانہ جلسہ کو بوجہ عدم ڈسپلن موقوف کیا تھا۔ انہوں نے اسے خوب زور وشور سے اور مسلسل منعقد کرنا شروع کر دیا تا آنکہ ملت اسلامیہ نے بالکل اس کا نام ونشان مٹا دیا۔ الغرض انہوں نے میری لگائے ہوئے اس شجرہ خبیثہ کی خوب آبیاری کی تھی۔ جس کفر وزندقے کی بنیاد میں نے رکھی تھی۔ انہوں نے نہایت مستعدی اور چابکدستی سے اس پر استواری کر لی تھی۔ مقدس ترین گروہ مرسلین علیہم السلام، قدسی صفات جماعت صحابہ کرامؓ، معظم ترین محدثین ومفسرین، مکرم ترین مجددین، مجاہدین، اولیائے کرام اور علمائے حق رحمہم اللہ اجمعین سب ہی کی کردار کشی کرتے ہوئے ہم نے ہمیشہ اپنے ہی تفوق کا اظہار کیا۔ ہر قسم کی لاف وگزاف کا خوب استعمال کیا۔ بڑے بڑے مقدسین کی کردار کشی کرتے رہے اور ساتھ ہی بہانہ یہ بنایا کہ میں نے سب کچھ الزاماً کہا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق میری جملہ خرافات اور ہفوات کا ماخذ اناجیل ہیں۔ اقوال یہود ہیں۔ سابقہ اکابر نے بھی ایسا ہی لکھا ہے۔ حالانکہ سوائے اقوال یہود کے سب کچھ جھوٹ تھا، فریب تھا، بہتان تھا۔ ہاں اقوال یہود ہو سکتے ہیں سو ان کی اتباع کسی معقول انسان کا شیوہ نہیں ہو سکتا۔ ہاں یہودی سرشت فرد کا ہی ہو سکتا ہے۔ مگر یہ کوئی قابل ستائش امر نہیں بلکہ قابل صد مذمت ہے اور سابقہ اکابر نے ایسا کچھ بھی نہیں لکھا۔ تجربہ کیا جا سکتا ہے۔

پھر میں نے یہ بھی بک دیا کہ قرآن بھی گالیوں سے پر ہے۔ العیاذ باللہ! ثم العیاذ باللہ!

میرے ہونہار بچو اور مریدو! بتاؤ کیا قرآن میں گالیاں بھری ہیں؟ احسن امروہی، سرور شاہ، نوردین، فضل دین بھیروی، او محمود، ناصر اور طاہر وغیرہ، تم ہی نشان دہی کرو کہ کہاں قرآن میں گندی گالیاں بھری ہیں؟ بولو، جلدی کرو۔ دیکھو یہاں مسلم علماء اور مبلغ نہیں، سب احرار اور تحفظ والے بھاگ کر جنت میں پہنچ گئے۔ اس لئے ڈر و نہیں کہ ۲۹۵ سی کا نفاذ ہو جائے گا، بولو بولو۔

ایک خناس: جی سر، دیکھئے نامیہ کے متعلق دس گالیاں لکھی ہیں۔ اس کی طرف اشارہ ہوگا؟

قادیانی شاطر: شاباش، شاباش۔ یہی میری مراد تھی ۔مگر عقل سے کام لواور سوچو، ان میں اور میری بکواسات میں آسمان وزمین سے بھی بڑھ کر فرق ہے۔ کہاں کلام علیم وخبیر، کہاں میری ہرزہ سرائی۔ سنواور آج پوری حقیقت اپنے اندر سمولو کہ رب العالمین علیم وخبیر ہے۔ نیز وہ اشتعال وانتقام سے منزہ ہے۔ اس نے جو کچھ کسی کے حق میں فرمادیا، وہ سوفیصد حقیقت ہوگی۔ اگر اسے عتل فرمایا تو وہ ایسا ہی تھا۔ اگر زنیم فرمایا تو وہ واقعی زنیم ہی تھا۔ مگر میری ہرزہ رائی محض انتقام واشتعال کا نتیجہ تھی، دل کی بھڑاس تھی۔ پھر میں علیم وخبیر بھی نہیں۔ اس لئے گالی اور بدزبانی وہ ہوگی جو بوجہ نفسانی جوش اور اشتعال میں دی جائے اور خدا اس سے مبرا اور قرآن اس سے پاک اور میری گالیاں محض نفسانی جوش کا نتیجہ تھا۔ لہٰذا وہ سب بکواس اور بدزبانی ہوگی، حقیقت نہ تھی۔ ساتھیو! یہ فرق ہے میری بکواسات اور قرآنی الفاظ میں۔ لہٰذا قرآن کی یہ زبردست توہین ہے جو میں نے کی تھی۔ العیاذ باللہ!

غرضیکہ کون سا ایسا کفر تھا جو ہم نے مل ملا کر اختیار نہ کیا تھا۔ ذات باری کے متعلق ہو یا دربار رسالت ہو یا دیگر کسی حقیقت کے سلسلہ میں۔ دیکھئے میں نے تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق لکھ دیا کہ: ”حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ ثم معاذ اللہ) شراب پیا کرتے تھے۔ پرانی عادت کی بناء پر یا......“ العیاذ باللہ! (کشتی نوح ص۶۶ حاشیہ، خزائن ج۱۹ ص۷۱)

پھر سب سے بڑھ کر ظلم یہ کہ اس الزام کو عیسائیوں اور انجیل کے ذمہ لگادیا۔ ”الا لعنة الله على الظالمين“ حالانکہ انجیل سے ہرگز آپ کی یہ عادت ثابت نہیں ہوسکتی ہے۔ کوئی مائی کالال جواب بھی اس سے پیش کر کے شاباش حاصل کرے۔

پھر (نسیم دعوت ص۶۹، خزائن ج۱۹ ص۴۳۴،۴۳۵) پر لکھ دیا کہ کسی نے مجھے ایک عارضہ کے سلسلے میں کہا کہ آپ افیون استعمال کریں کہ یہ ذیابیطس (شوگر) میں مفید ہوتی ہے۔ میں نے کہا کہ تمہاری ہمدردی کا شکریہ مگر مجھے خطرہ ہے کہ پھر لوگ کہیں گے کہ پہلا مسیح شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔ ”الا لعنة الله على الظالمين“

نیز میں نے یہ بھی لکھ دیا کہ یسوع اس لئے اپنے آپ کو نیک نہ کہہ سکا کہ لوگ جانتے تھے کہ یہ شخص شرابی کبابی ہے اور یہ خراب چال چلن نہ دعویٰ خدائی کے بعد بلکہ ابتداء ہی سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ چنانچہ خدائی کا دعویٰ شراب خوری کا ایک بدنتیجہ ہے۔

(ست بچن ص۱۷۲ حاشیہ، خزائن ج۱۰ ص۲۹۶)

غرضیکہ میں نے توہین مسیح کے سلسلہ میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اب تم ہی بتاؤ کہ ایک اولوالعزم نبی کو شرابی کبابی کہنا، یہ کوئی شرافت ہے؟ نیز تم بتاؤ کہ انجیل میں یہ باتیں لکھی ہیں؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ سراسر میری ہی بکواسات ہیں۔ چنانچہ میں نے لکھ بھی دیا تھا کہ غلط بیانی اور بہتان طرازی بدذات آدمیوں کا کام ہے۔ (آریہ دھرم ص۱۱، خزائن ج۱۰ص۱۳) بتلایئے پھر میں کیا بنا؟

بتلایئے! شرابی کو آنحضورﷺ نے ملعون نہیں فرمایا؟ تو کیا ایک مقدس نبی کو شرابی کہنا کوئی انسانیت ہے؟ کیا ایسا لعنتی بہتان باز فرد نبی بن جایا کرتا ہے؟ یا خلیفہ بن جاتا ہے؟ وہ تو مسلمان بھی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ بوجہ مرتد ہونے کے اسی وقت واجب القتل ہوجاتا ہے۔ الو دا! پھر تم نے مجھے کس حساب سے مجدد اور مسیح وغیرہ مان لیا۔ تمہارے ہوش وحوس ٹھکانے نہ تھے۔ فضل دین، جلال دین، شمس اور سرور شاہ۔ اندھو، احمقو تمہیں نظر نہ آیا کہ نبیوں پر بہتان باندھنے والا ملعون اور زندیق واجب القتل ہوتا ہے نہ کہ مجدد اور مسیح۔ پھر تم کس بات کو پلے باندھ کر قادیانیت پر اڑے جا رہے تھے اور اس کی حمایت ووکالت کرتے رہے۔

جواب: حضرت صاحب! محض شکم پروری کی خاطر۔ جس طرح آپ نے یہ ڈرامہ شکم پروری کے لئے رچایا تھا۔ ہم بھی اسی بری لت میں پڑ گئے۔ جیسے ابلیس نے آپ کو گھائل کر لیا ہمیں بھی کر لیا۔ بس بات اتنی ہے۔ اچھا جی۔ حتیٰ کہ میں نے ایسی خباثتوں کو اکابر کے ذمہ لگایا جو کہ دیکھیے دوسرے اکابر نے ایسا ہی لکھا ہے اور الزامی لکھا ہے۔ حالانکہ یہ سب بکواس تھی جو میں نے کی۔ مثلاً حضرت کیرانوی کی ازالہ اوہام ص۳۷۰ کے حوالہ سے میں نے مسیح پر شراب نوشی کا الزام تھوپا۔ مگر اس حوالہ سے کوئی تم میں سے بھی دکھا نہیں سکتا۔ یہ تھی میری کارستانی۔ العیاذ باللہ!

وقفہ بول کا اعلان کرتا ہے۔ اچانک ابلیس پورے زور سے چیختا ہے۔ میرے غلام احمد کی جے۔ قادیانیت کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے۔ حماقت وخباثت کی نشانی، مرزا قادیانی مرزا قادیانی۔

چند لمحے کے بعد جناب قادیانی پھر اپنی نشست پر آ کر براجمان ہوجاتے ہیں اور باآواز بلند پکارتے ہیں۔ کفر والحاد کی نشانی، مرزائے قادیانی۔

اچھا بھائیو سنو! تو جب میں نے قدم قدم پر اپنی ڈرامہ بازی کا اظہار کر دیا تھا جس سے سب نیک بخت بلکہ تم جیسے چند احمقوں کے سوا تمام مسلمان محفوظ رہے۔

تمہاری عقل کہاں گھاس چرنے چلی گئی تھی۔ دیکھو میری حرمت بی بی جو میری رازداں تھی وہ باوجود سادہ لوح ہونے کے میرے دجل وفریب کا شکار نہ ہوئی۔ اپنا سہاگ تو اجاڑ لیا۔

زندگی کا سکون برباد کر لیا مگر ایمان کو تھامے رکھا۔ تمہارا بیڑا کیوں غرق ہو گیا تھا؟ تم نے کیوں عقل وسمجھ سے بیزار ہو کر ضلالت کو اپنا لیا۔ دیکھو! میرا نہایت خدمت گار بیٹا فضل احمد، باوجود اس کے کہ بڑا فرماں بردار تھا کہ میرے کہنے پر اس نے اپنا گھر بھی تباہ کر لیا۔ یعنی جب میں نے اسے محمدی بیگم کے چکر میں آ کر حکم دیا کہ بیٹا تم احمد بیگ کی اس عزیزہ کو طلاق دے دو۔ یہ مجھے رشتہ کیوں نہیں دیتے۔ میں کوئی چوہڑا چمار ہوں؟ تو اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی۔ میں بیمار ہوتا تو ساری ساری رات میری خدمت میں لگا رہتا۔ مگر اس نے اپنا متاع ایمان برباد نہ کیا۔ میری مجددیت اور مسیحیت وغیرہ مکاری پر ایمان نہ لایا۔ گویا اس نے قرآن میں مذکور خدائی ضابطہ ''وان جاھداك '' پر کما حقہ عمل کر دکھایا۔ او میرے فضل احمد تو کتنا خوش نصیب نکلا کہ تو نے اپنے متاع ایمان کو میرے کہنے پر برباد نہ کیا۔ جب کہ میرے ساتھ وابستہ ہونے میں دنیا جہاں کی راحتیں تجھے مل سکتی تھی۔ مگر تو نے اس متاع دنیا پر لات ماردی اور آخر تک حق پر قائم رہا۔ تو کتنا خوش بخت نکلا اور میرے سلطان احمد تم بھی خوش نصیب نکلے۔

اچھا میری نصرت بیگم کے بیٹو اور میرے خلیفو! ذرا تم بھی سامنے آ کر کچھ دل کی بھڑاس نکال لو۔ جو کچھ ہونا تھا وہ تو ہو چکا۔ وقت گزاری کے لئے کچھ نہ کچھ کہتے سنتے رہیں۔ مرزا محمود، شریف احمد، بشیر احمد بتاؤ تمہیں میں نے اتنی تعلیم دے کر تربیت کی تھی۔ آخر تم ہی کچھ عقل کرتے۔ میرے چلائے ہوئے اس ڈرامے کو ختم کر دیتے۔ آخر تمہارا پدری بھائی فضل احمد تو بچ ہی گیا۔

فرزندان مرزا: پیارے ابا! دراصل بات یہ ہے کہ ہمیں حقیقت کا تو شعور ہو ہی جاتا۔ مگر کچھ آپ کا قصور اور کچھ ہم قسمت کے ماروں کا۔ دونوں نے مل کر خدائی توفیق کو روک دیا۔ ہمیں ابلیس لعین نے مغلوب کر لیا۔

ابا جان! آپ نے یہ چکر کچھ اتنا پرفریب چلایا تھا کہ سطحی نظر سے یہ حقیقت ہی نظر آتا تھا۔ پھر آپ نے جو چندے منڈے کا ڈرامہ رچایا ہوا تھا کہ سو قسم کے چندے کچھ لنگر کے نام سے، کچھ خدمت دین کے نام سے، کچھ بہشتی مقبرے کے نام پر۔ الغرض بیسیوں قسم کے فنڈ قائم کر کے متاع دنیا کا خوب پھندا لگا دیا تھا۔ پھر عام لوگوں کے لئے آمدنی اور جائیداد کا ۱۰ فیصد حصہ لازمی قرار دیا اور ہم کو اس سے مستثنیٰ قرار دے دیا تھا۔ بلکہ وہ تمام مال و دولت ہمارے ہی تصرف میں آ جاتا تھا۔ سیاہ کریں سفید کریں۔ ہم سے کوئی باز پرس نہ ہو سکتی تھی۔ تو ایسے عیش وعشرت کی چکا چوند میں کہاں ہوش رہتی ہے۔ پھر اس پر مزید اندر کھاتے خواہشات نفس کی تکمیل کا خوب بندوبست فرما دیا تھا۔ لہٰذا ہم جو اپنی مرضی کرتے جس کی عزت پر مرضی ہاتھ ڈال لیتے کوئی چوں نہ

کر سکتا تھا۔ لہٰذا ہم اس شیطانی جال میں پھنسے ہی رہے۔ سوچنے اور نکلنے کا ہوش ہی نہ تھا۔ ''لان الشیطان قد استحوذ علینا وصدق علینا ظنه''

اس ابلیس نے کئی بڑے بڑے نامی گرامی مدعیان معرفت وتقویٰ کو چاروں شانے چت گرایا ہے۔ اگرچہ بیشتر کو اس راستہ پر لانے میں ناکام بھی رہا۔ ذرا اس کی چابک دستی اور ہوشیاری کے چکمے اور کرشمے، ابن جوزی کی کتاب تلبیس ابلیس میں تو ملاحظہ فرمائیں۔ ذرا بلعم باعور جیسے ولیوں کا انجام تو ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ آپ میرا دور خلافت ملاحظہ فرمالیں۔ کتنا سنہری دور تھا۔ ہر طرف پیش رفت جاری تھی۔ مال ودولت کی ریل پیل تھی۔ اندر باہر عیش وعشرت کی فضاء قائم ہے۔ کسی کی رکاوٹ کارگر نہیں ہوسکی۔ مسلم علماء کے ساتھ مقابلے اور مباہلے جاری ہیں۔ میں نے تو قادیان کو مرکز عالم بنادیا۔ اندرون وبیرون ملک اپنی چالبازی سے سیاست کا ایک مضبوط جال پھیلا دیا۔ پاکستان بنا تو اپنی شاطرانہ چال سے اسے آدھ موا کر دیا۔ بننے کے بعد وہاں ہر جگہ اپنے مرید گھسیڑ دیئے۔ جنہوں نے اس کی روح ہی کھینچ لی۔ کسی طرف اسے چلنے نہ دیا۔ مسلم علماء میں سے سید عطاء اللہ بخاریؒ نے اگرچہ میرا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ مگر میں بھی آخر آپ جیسے نہایت عیار اور ڈھیٹ باپ کا فرزند تھا۔ اس نے مباہلہ کا چیلنج دیا۔ مگر میں نے ذرا بھی پرواہ نہیں کی۔ آپ ہی کی سنت پر چلتا رہا کہ پہلے تیز طرار بیان بازی کرلی۔ مگر جب مخالف نے آکر للکارا تو واپس اپنی کھڈ میں دم سادھ کر بیٹھ گئے کہ خود ہی وہ چیخ وچلا کر خاموش ہو جائیں گے۔ یہ بہترین فارمولا ہے۔ ادھر میں نے آپ کے مولوی نوردین کو تو خلافت کا موقعہ دے دیا تاکہ حق الخدمت ادا ہو جائے۔ مگر پھر کسی اور کو اٹھنے نہیں دیا۔ محمد علی لاہوری نے بڑی کوشش کی کہ خلیفہ بن جائے۔ مگر میں نے ایک نہیں چلنے دی۔ آخر وہ علیحدہ ہو کر اپنی ٹولی بنا بیٹھا۔ میں نے بڑے طمطراق سے مدت تک مسند خلافت پر قبضہ جمائے رکھا۔ ان لاہوریوں، باغیوں کا خوب ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ کئی کتابیں اور رسالے ان کے خلاف لکھے۔ بلکہ میرا دور خلافت کا اکثر حصہ اسی باہمی چپقلش میں گذرا۔ دونوں طرف سے درجنوں کتب شائع ہوتی رہیں۔ رسائل اس کے علاوہ تھے۔ خطبے اور بیانات مزید برآں تھے۔ شاید ہی کوئی کتاب ہو جو اس موضوع سے الگ ہو۔ پھر ایک اور آفت آن پڑی کہ میرے خلاف چنیوٹ کے ایک ممتاز اور نامور عالم منظور احمد نے مجھے مباہلہ کا چیلنج دے دیا۔ دونوں پلوں کے درمیان وہ مباہلہ کانفرنس منعقد کرنے لگا۔ میری موت تک ہر سال وہ مجھے دعوت مبارزت دیتا کہ آؤ جو الزامات تجھ پر لگائے گئے ہیں۔ ان کو حلفاً ہٹاؤ۔ مگر وہی فارمولا تھا کہ مخالف کی للکار پر اپنا دم

سادہ کرآپ کے بیت الفکر میں دبک جاتا۔ آخر سامنے کیسے آتا؟ پھر خود قادیان میں میرے خلاف کئی تحریکیں اٹھیں۔ مگر میں نے سب کو دبادیا۔ کسی کو پنپنے نہیں دیا۔ خلافت کا زبردست تقدس قائم کیا تھا کہ مخالفت کی کسی کو جرأت نہیں تھی۔ میرے خلاف کئی حقیقت افروز کتابیں شائع ہوئیں۔ جیسے تاریخ محمودیت، شہر سدوم، کمالات محمودیہ، ربوہ کا مذہبی آمر وغیرہ۔ جن میں صحیح حقائق مندرج تھے۔ مگر میں آپ کی طرح کب ہار ماننے والا تھا۔ عبدالکریم مباہلہ الٹا ناکام ہوا۔ فخر الدین ملتانی اٹھا، اسے قتل کرادیا گیا۔ عبدالرحمٰن مصری اٹھا مگر کچھ نہ کرسکا۔ آخر قتل ہوگیا اور بھی کئی مخالف اٹھے اور انہوں نے معقول اور صحیح اعتراضات اٹھائے۔ ہمارے اندرونی راز ظاہر کیئے۔ اگر وہ پھیل جاتے تو ہمارا تمام تقدس اور دکانداری ٹھپ ہوجاتی۔ مگر میں نے تمام تحریکوں اور شرارتوں کو ٹھپ کردیا۔ کسی کو قتل کرا کے راستہ سے ہٹادیا۔ کسی کو عیسائیوں کی طرح اپنے قائم کردہ محکمہ احتساب کے حوالہ کر کے خاموش کرادیا۔ پیارے اباجی! میں نے بہت مضبوط اور فعال انٹیلی جنس بھی قائم کی ہوئی تھی۔ ذرا کسی مرد عورت نے ہماری پرفریب اور تقدس مآب خلافت کے خلاف کوئی مشورہ کیا۔ بات کی یا پروگرام بنایا۔ فوراً ہمیں اطلاع ہوجاتی تو اس کو نہایت جارحانہ انداز سے متعلقہ محکمہ میں طلب کر کے جھنجھوڑ دیا جاتا۔ جس سے وہ تحریک یا پروگرام وہیں ٹھپ ہو جاتا۔ اگر کوئی ہٹ دھرمی کر بھی لیتا تو اس سے دوسرے طریقہ سے نمٹ لیا جاتا۔ محترم اباجان اس تمام مضبوط ترین بندوبست کے پیش نظر مجھے ربوہ کا مذہبی آمر بھی کہا گیا۔ مگر میں نے کبھی پرواہ نہ کی۔ ہمیشہ اپنی دھونس ہی پر قائم رہتا۔ میں جس کی آبرو سے کھیلنا چاہتا بے دھڑک کھیل لیتا۔ کیا مجال کہ کوئی چوں بھی کرے۔ محترم یہ بڑا لمبا چوڑا معاملہ ہے۔ کہاں تک تفصیل کروں۔ پھر میں نے اپنی مذہبی اور علمی دھونس جمانے کے لئے تفسیر القرآن بھی لکھی۔ احادیث کا ترجمہ بھی کیا۔ غرضیکہ میں نے ہر سطح پر اپنی دھونس اور دجالیت جمانے کے لئے کھل کر کام کیا۔ مؤثر بندوبست کیا۔ یہ لیکچر مرزا قادیانی بڑی توجہ سے سماعت فرمارہے تھے۔ آخر نہایت خوش ہوکر بشیر الدین کو شاباش دی۔ آفرین کہا۔ ادھر یکا یک نعروں کی گونج اٹھی۔ غلام احمد کی جے۔ دجالی خلافت کی جے۔ پھر وقفہ بول کا اعلان ہوا۔ نعروں کی جھنکار، غلام احمد کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے۔

چند لمحے کے بعد جناب قادیانی پھر اسٹیج پر آن دھمکتے ہیں اور اپنے منجھلے فرزند بشیر احمد کو بلاتے ہیں۔ بشیر احمد ایم اے: یس ڈیڈی جان۔ فرمایئے کیا ارشاد ہے؟

مرزا قادیانی: پیارے بیٹے تمہارے بڑے بھائی نے تو اپنی کارروائی سنا کر مجھے خوش کر دیا۔ اب تو بھی کچھ اپنی کارروائی سنا۔

مرزا بشیر احمد: ڈیڈی جان! میں بھی اپنی بساط کے مطابق آپ کے سلسلہ دجالیہ کے لئے انتہائی جدوجہد کرتا رہا۔ مثلاً میں نے ایک تو آپ کی پیاری پیاری اور حقیقت انگیز سیرت لکھی۔ جسے میں نے اپنی ممی جان سے روایت کرتے ہوئے لکھا تھا اور اس کا نام مبارک، سیرت المہدی رکھا۔ میں نے اس میں آپ کے تمام حالات، عادات، کردار، تاریخ، فضائل اور اغراض ومقاصد تحریر کر دیئے۔ غرضیکہ وہ کتاب مبارک ہمارے سلسلہ دجالیہ کی نہایت مستند دستاویز تھی۔

مرزا قادیانی! میرے پیارے بیٹے بالکل ٹھیک۔ واقعی تو نے یہ بڑا اہم کام کیا ہے کہ میری اصل حقیقت اس کتاب میں واضح کر دی تھی۔ شاباش! جیسے میں نے اپنی اصلیت متفرق طور پر اپنی کتابوں میں درج کر دی تھی تو نے اسے یکجا کر دیا ہے۔ اچھا اس میں میرے حالات بھی درج کئے تھے۔ مثلاً جوتے کے دائیں بائیں کی تمیز نہ ہونا۔ چوزہ کی بجائے انگلی کاٹ لینا وغیرہ۔ جو میرے ایک سدھاڑ اور بدھو ہونے کی دلیل تھی۔ جی ڈیڈی! میں نے اس سلسلہ میں بہت کچھ بیان کیا ہے۔ اچھا بھانو اور عائشہ کا قصہ بھی لکھا ہے۔ گرم پانی کے لوٹے اور بیوہ شاہدین وغیرہ کے رنگ رنگیلے واقعات۔ پھر وہ لمبے چوڑے منہ والی لڑکیوں کا قصہ اور قاضی یار محمد کی چھیڑ چھاڑ کا قصہ بھی نقل کیا ہے۔ جی ڈیڈی! ضرور میں نے اس میں ایسے بہت سے واقعات نقل کئے ہیں وغیرہ۔ ممی جان! نے مجھے بہت کچھ بتایا تھا۔ اچھا اچھا۔ خوب میری ہیضہ کی عبرتناک موت کا بھی تذکرہ کیا ہے۔ وہ تو ضرور ہونا چاہئے تھا۔ جی ڈیڈی جان! میں نے وہ بھی بڑی تفصیل سے ذکر کر دیا تھا۔ پھر میرے نانا جان محترم میر ناصر نواب صاحب نے مزید اپنی یادداشت پر کھل کر وبائی ہیضہ کا آپ کی زبان سے ذکر کر دیا تھا۔ شاباش بیٹے لائق اور ہونہار فرزند ایسے ہی ہوتے ہیں۔ اچھا پھر تم نے وہ کتاب خوب شائع کی۔ جی ڈیڈی! ایک دو دفعہ شائع کی۔ اپنے اور غیروں نے اسے بڑا پسند کیا۔ مگر جب مخالفین نے ان منفی حوالوں کو زیادہ اچھال کر ہمارے سلسلہ دجالیہ کو بدنام کرنا شروع کر دیا تو پھر ہم نے اس کی اشاعت موقوف کر دی۔ جس پر یہ یلغار کچھ رک گئی۔ مگر وہ احراری لوگ بہت شرارتی تھے۔ انہوں نے اس کا عکس لے کر اسے پھر شائع کر دیا تو پھر احراری مبلغ آپ کی اور ہمارے مربیوں اور عوام کی خوب گت بناتے تھے۔ اس سے ہماری بہت بدنامی اور ناکامی ہوتی۔ مگر ہم بھی آپ کی طرح ڈھیٹ بنے رہے۔ ہار ماننے والے نہ تھے۔ اچھا اچھا! شاباش! آفرین، بہت خوب۔ تو اتنی وضاحت کے بعد بھی یہ لوگ میری حقیقت کو نہ پاسکے کہ میں کسی معقول کردار کا مالک نہیں بلکہ ایک عام شریف انسان بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔ پھر مجھے ان احمقوں نے مجدد اور مسیح اور نبی وغیرہ۔ کیسے مان لیا؟ کیوں اوئے الو باٹو، جلال دین، نذیر لائل پوری، سرور شاہ، احمد علی

وغیرہ۔ نادانو، پاگلو کیا اس کردار کا حامل انسان مجدد اور مسیح ہوسکتا ہے؟ جسے انسانیت اور شرافت کی ہوا بھی نہیں لگی تھی۔ جس نے خود واضح کر دیا کہ بھئی میں تو ایک مراقی اور مجمع الامراض آدمی ہوں۔ میں تو گورنمنٹ برطانیہ کا وفادار گماشتہ ہوں۔ میرے پاس جبرائیل نہیں بلکہ ٹیچی اور مٹھن لال وغیرہ جیسے دیسی ولایتی ہرکارے آتے ہیں۔ او احمقو! میں نے تو صاف لکھ دیا کہ:

ہوں کرم خاکی میرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

تو کیا مجدد اور مہدی ایسے ہی ہوتے ہیں۔ استغفر اللہ! مسیح اور نبی ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔ معاذ اللہ! او پاگلو! جب قرآن نے صاف صاف اعلان کر دیا تھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کی نبوت منقطع ہے۔ خود سید دو عالم ﷺ نے بھی سینکڑوں ارشاد فرمائے ہیں۔ واضح کر دیا تھا کہ اب سلسلہ نبوت منقطع ہوگیا ہے۔ اب اور کوئی فرد عہدہ نبوت پر فائز نہیں ہوگا۔ چنانچہ تمام محدثین، مفسرین، مجددین اور آئمہ دین اور صلحائے امت نے علی الاعلان ہر کتاب میں یہی فیصلہ دے دیا تھا کہ اب خاتم الانبیا ﷺ کے بعد کوئی نیا فرد انسانی منصب نبوت نہیں پا سکتا۔ اب ہر قسم کی نبوت اور رسالت کا ملنا ممتنع اور محال ہے۔ حتیٰ کہ میں نے خود فیصلہ لکھ دیا کہ اب حضرت ﷺ کے بعد جبرائیل امین، ایک جملہ بھی اگر بولیں تو یہ بھی نبوت کے خلاف ہے۔

(ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۱)

اور لکھ دیا کہ جس سلسلہ وحی کو خدا نے آدم سے شروع فرمایا تھا اسے محمد رسول اللہ ﷺ پر ختم کر دیا ہے۔ دیکھو میری کتاب (آئینہ کمالات اسلام ص ۴۲۰، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اور میں نے مزید وضاحت کر دی کہ اب اللہ تعالیٰ ہمارے آخری نبی محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی بھی رسول کو نئے سرے سے عہدہ نبوت پر فائز نہ کرے گا اور نہ ہی ایک مرتبہ نبی بنانے بند کر کے دوبارہ کسی کو عہدہ نبوت دینا شروع کر دے گا۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

اور خود خاتم الانبیا ﷺ نے بھی اعلان کر دیا تھا کہ: ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ص ۵۳ ج ۲، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات)'' کہ نبی اور رسول بننے بند ہو چکے ہیں تو اب نہ کوئی رسول بنے گا اور نہ نبی۔ میں نے بھی آپ ﷺ کو نبوت کی آخری اینٹ قرار دیا تھا۔ (آریہ دھرم یا ست بچن) اور پھر اس کے خلاف بھی بک دیا کہ وہ آخری اینٹ میں ہوں۔ یا للعجب!

تو میں نے اتنی وضاحت کر دی تھی تو احمقو! تم کس بناء پر مجھ بدبودار مسیلمہ کے ساتھ چمٹ گئے تھے۔ کیا تم نے اسلامی کتابیں، تفسیریں اور کتب احادیث وکلام نہ دیکھی تھی۔ تمہیں فرمان صدیق ''تم الدین وانقطع الوحی اینقص وانا حی '' نظر نہ آیا تھا اور جب مجھ جیسے سرپھروں طلیحہ، اسود عنسی اور خاص کر مسیلمہ کذاب نے ذیلی نبوت کا اعلان کیا تھا تو صدیق اکبرؓ نے کس طرح اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا کر ثابت کر دیا کہ حبیب کبریا ﷺ کے بعد جب کبھی کسی مکار کے سر میں یہ سودا سمایا تو ہر زمانہ کے مسلمان حکمرانوں نے اسے فوراً جہنم کی طرف چلتا کیا۔ کسی نے ذرہ بھر لحاظ نہ کیا۔ کیونکہ افضل الخلق بعد الانبیاء علیہم السلام کا فرمان لاریب امت کے قلوب واذہان میں نقش ہو چکا تھا۔ یہ تو میری بدبختی تھی کہ صلیبی دور تھا جو مسلمانوں کے بڑے مخالف معاند اور دشمن تھے۔ انہوں نے شاہ شہیدؒ کی تحریک جہاد کو ختم یا ٹھنڈا کرنے کے لئے مجھے اپنا گماشتہ بنالیا کہ تو نے آہستہ آہستہ مسیح بن کر حرمت جہاد کی تبلیغ کر کے امت کے ذہنوں کی برین واشنگ کرنا ہے۔ کیونکہ دین اسلام میں یہ مسئلہ جہاد ''ذروۃ الاسلام'' کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہ اسلام کی آن اور بقاء کا ضامن ہے۔ چنانچہ صدیق اکبرؓ نے اپنی پہلی تقریر میں بھی اس کی خوب وضاحت کر دی تھی۔ اس لئے مخالفین اسلام ہمیشہ اسلام، جذبہ جہاد سے خائف رہتے ہیں۔ زبور مقدس میں بھی مذکور ہے کہ لوگ تجھ سے قیامت تک ڈرتے رہیں گے۔ (زبور ۷۲:۵)

پھر یہ صلیبی تو قرون وسطیٰ میں سلطان صلاح الدینؒ کے ہاتھوں مزہ چکھ چکے تھے۔ اس لئے ان کے دلوں پر اسلامی جذبہ جہاد کا بڑا رعب اور دبدبہ طاری تھا۔ نیز عہد قریب میں شاہ شہیدؒ کی تحریک اور اس سے قبل مہدی سوڈانی وغیرہ سے اپنی درگت بنوا چکے تھے اور سلطان ٹیپو شہیدؒ نے تو ان کی وہ گت بنائی تھی کہ ان کی نسلیں بھی یاد رکھیں گی۔ لہٰذا ان تمام تجربوں کی بناء پر یہ تثلیث اور صلیب پرست قوم مسلمانوں سے نہایت مرعوب تھی تو انہوں نے اس جذبے کو ماند یا ختم کرنے کے لئے سو قسم کے پاپڑ بیلے۔ کہیں ہندوستان کے نصاب تعلیم کو بدلا۔ کہیں مجھ جیسے خناسوں کو اس محاذ پر کھڑا کیا تو محض انہی مقاصد کے پیش نظر انہوں نے مجھ سے یہ اظہار کروائے ورنہ کہاں مہدویت، کہاں مجددیت اور کہاں مسیحیت ونبوت اور کہاں مجھ جیسا فاسق وفاجر فریبی اور مکار انسان۔ مجھے تو حب مال وجاہ نے یہ برے دن دکھائے تھے۔ نادانو! تم تو پڑھے لکھے لوگ تھے۔ میری چکر بازی میں نہ بھی آتے تو پھر بھی تم خاطر خواہ مسئلہ معاش کا بندوبست کر سکتے تھے۔ جب کہ میری حالت نیم ملاں خطرہ ایمان کی سی تھی۔ میں نے تو واجبی سی کتابیں پڑھی تھیں۔ لیکن استعداد ناقص تھی۔ دیکھو نا! میری عربی تحریر کے نمونے، مجھے تو مذکر مؤنث اور واحد جمع کی تمیز نہیں

تھی۔ بس جوش حماقت ودجالیت میں جو کچھ منہ میں آتا بکتا اور لکھتا چلا جاتا۔ تم عربی کے ماہر لوگ تھے۔ احسن تم تو بہت اونچی استعداد والے تھے۔ آخر تم تو دیکھ لیتے میں نے ایک جگہ لکھ دیا۔
''کلام افصحت من لدن رب کریم'' (الاستفتاء ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۷۱۳)

ذرا بتلاؤ! یہ عربی گرائمر کے مطابق صحیح ہے۔ جی حضرت! کلام افصحت او ہو یہ تو درست نہیں کیونکہ کلام مذکر ہے اور افصحت اس کا فعل آپ نے مؤنث لکھ دیا۔ اچھا بتلاؤ!'' وھب لہ الجنۃ '' درست ہے۔ حضرت یہ بھی ٹھیک نہیں لگتا۔ الوؤ! اس جیسے بیسیوں نمونے پیر مہر علی صاحب آف گولڑہ نے سیف چشتیائی میں پیش کر دیئے تھے۔ ذرا دیکھ تو لیتے۔ اب کہہ رہے ہو کہ غلط ہے اور دنیا میں اندھے بنے رہے۔ پاگلو! تم اتنے ہی بیوقوف اور جاہل بن گئے تھے کہ ذرا عقل نہ آئی کہ ایسا جاہل بھی کبھی کسی منصب کا اہل ہوسکتا ہے۔ مجدد، مہدی، مسیح اور نبی تو بات ہی بڑی دور کی ہے اور وہ ہے بھی وہبی چیز۔ وہ اکتسابی اور مجاہدہ وریاضت سے حاصل نہیں ہوسکتی۔ بھئی دیکھو! میں کوئی نئی بات پیش نہیں کر رہا۔ بلکہ اپنی دنیاوی تحریرات کے حوالہ سے تمہارے سامنے اصل حقیقت کا اظہار کر رہا ہوں۔ اب بتاؤ دنیا میں تم کس غلاظت وخباثت سے چمٹے رہے تھے۔ شرم نہ آئی بے ایمانو! تم نے بڑی بڑی پاکٹ بکیں (احمدیہ پاکٹ بک، تعلیمی پاکٹ وغیرہ) لکھ کر دنیا میں اودھم مچایا ہوا تھا۔ مباحثوں اور مباہلوں کا چکر چلایا ہوا تھا۔ مگر تم نے ہر جگہ مار ہی کھائی۔ جیت یا غلبہ تمہاری قسمت میں ہی نہیں تھا۔

او احمقو! یہ تو قواعد کی غلطیاں ہیں۔ وہاں تو ننکانہ والوں نے یا اور کسی نے میری قرآنی اغلاط بھی شائع کی تھیں کہ دیکھو مرزاقادیانی نے اپنی کتابوں میں قرآن کی اتنی آیات غلط لکھی ہیں۔ مثلاً براہین کو لے لو وہاں (براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱) پر میں نے قرآنی آیت یوں لکھ دی تھی۔'' عسیٰ ان یرحم علیکم '' حالانکہ اصل میں یرحمکم بلا صلے کے تھی۔ نادان اندھو! تمہیں پتہ نہ چلا تھا۔ ہاں ہاں مجھے اطلاع مل گئی تھی کہ تم نے اپنی شقاوت کو سینے سے چمٹائے رکھا۔ ایڈیشن پر ایڈیشن شائع کرتے رہے۔ مگر ان آیات کی تصحیح نہ کی اور جلال دین خبیث تو نے ہی میری کتابوں کو آڈٹ کر کے روحانی خزائن کی صورت میں چھپوایا تھا۔ تو یہ آیات قرآنیہ کیوں درست نہ کیں۔ تمہیں اتنی بھی شرم نہ آئی کہ آخر مجھ سے غلطی ہوسکتی ہے تو اس کو درست کر لیتے۔

اور الو میاں! تمہاری تعلیم کہاں غرق ہوگئی؟ کیا عام کتب حدیث میں مذکور نہیں تھا کہ ایک دفعہ آنحضرت ﷺ نماز پڑھاتے ہوئے کوئی لفظ چھوڑ گئے۔ مگر صحابہؓ نے اس وقت لقمہ نہ دیا۔ بعد میں جب عرض کیا تو فرمایا کہ صحابہؓ آپ نے مجھے کیوں نہ بتایا تو جب خاتم المرسلین ﷺ کا

یہ معاملہ ہے تو میں بالفرض کچھ ہوتا بھی تو پھر بھی آپؑ کے مقابلہ میں میری کیا وقعت تھی کہ مجھ سے جو قرآنی الفاظ میں خطاء ہو جائے اس کو درست نہ کیا جائے۔ آخر خبیثو! اتنی موٹی بات بھی تمہاری کھوپڑی میں نہ آئی۔ واقعی تم پر یہی فرمان الٰہی صادق آتا ہے۔ ''افرایت من اتخذ الٰهه هواه واضله الله علیٰ علم (جاثیه:۲۳)'' او ظالمو! میں نے خود تو ضلالت میں چھلانگ لگادی تھی۔ مگر تم نے اور مجھے نیچے کود بایا۔ ''الا لعنة الله علی الظالمین''

او خبیثو! تم نے میری کتاب (اربعین نمبر۲ ص۲۳) میں علماء کی لعنت پھٹکار سے بچنے کے لئے لفظ انبیاء کو تو اولیاء سے بدل دیا۔ مگر تمہیں احکم الحاکمین کا ذرا خوف نہ آیا کہ اس کے کلام برحق کی خطاء کو جو مجھ سے غیر اختیاری طور پر صادر ہوگئی تھی اسے درست نہ کر سکے۔ ابلیس نے تمہاری کہاں تک مت ماردی تھی کہ سوائے جہالت وحماقت کے کچھ بھی تمہارے پلے نہ رہا۔ یہ تو خدائی کلام تھا۔ جس کے متعلق خود سرور دو عالم ﷺ سے اعلان کروایا گیا۔ ''قل ما یکون لی ان ابدله من تلقائی نفسی (یونس)'' اسے تو صحیح کر لیتے۔ اسی طرح میں نے احادیث کے متعلق بہت کچھ جھوٹ سچ بولا کہیں سے لفظ نکال دیا کہیں مزید گھسیڑ دیا۔ جیسے من السماء کا لفظ (حمامتہ البشریٰ) کہیں قرآن سے نکال دیا۔ جیسے ازالہ اوہام میں ''او ترقیٰ فی السماء'' کا جملہ وغیرہ۔ مگر تمہیں کچھ خیال نہ آیا کہ اسے درست ہی کر لیں۔

ایک قادیانی: مربی: پیرومرشد۔ یہ آپ کی جھاڑ جھنکار محض فضول ہے۔ ہم تو آپ کو حد سے بڑھی ہوئی یقین دہانی کے نشے میں سب کچھ فراموش کر بیٹھے تھے۔ ہمارا ذہن یہی بن چکا تھا کہ ہمارے حضرت صاحب جو کچھ لکھ گئے ہیں وہ بالکل صحیح ہے۔ چاہے کچھ ہو جائے، ہم اس سے نہ ہٹیں گے اور نہ ہی بدلیں گے اور دوسری بات یہ تھی کہ جیسے آپ ہوائے نفسی کے شکار ہو کر اور پنجہ ابلیس میں پھنس کر اس نارسعیر کے راستے پر چل پڑے تھے۔ ہمیں بھی آپ کی صحبت بد کے طفیل وہی لعنت پڑگئی۔ جیسے آپ دنیاوی عیش وعشرت کے نشے میں سب کچھ تج کر بیٹھے ہم بھی دنیاوی عزت اور واہ واہ کے نشے میں اندھا دھند جہنم کے گڑھوں کی طرف سرپٹ دوڑ پڑے۔ فرمایئے! آپ نے کتنی دھونس بٹھائی تھی کہ:

۱…… میری وحی مثل قرآن کے قطعی اور یقینی ہے۔

(حقیقت الوحی ص۲۱۱، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

۲…… مجھے خدا ایک لحہ بھی غلطی پر باقی نہیں چھوڑتا۔ بلکہ فوراً متنبہ کر دیتا ہے۔

(نورالقرآن ص آخر، خزائن ج۸ ص۲۷۲)

۳...... آپ نے فرمایا تھا کہ اگر میں ایک دم کے لئے بھی اپنی وحی میں شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔ (تجلیات الٰہیہ ص ۲۰ج ۲۰ص ۴۱۲) حضرت تو فرمائیے ایسے زبردست تقدس کے غلافوں کے اندر ہم کس طرح جھانک کر تصحیح کا خیال کر سکتے تھے؟

یکایک ایک طرف سے نعروں کی جھنکار اٹھی۔ غلام احمد کی جے۔ مرزائیت کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے۔ اس کے بعد وقفہ اجابت کا اعلان ہوتا ہے۔ کفر وضلالت کی نشانی، مرزا قادیانی، مرزا قادیانی۔

چند منٹ بعد جناب قادیانی پھر اپنی مسند پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ ہاں بھئی! ذرا ٹھہرو۔ مجھے ذرا اپنے دوسرے فرزند بشیر احمد سے کچھ مزید دریافت کرنا ہے۔

بشیر احمد! جی ڈیڈی جان! حاضر۔ فرمائیے:

اچھا بیٹا بتلاؤ کہ تم نے سیرۃ المہدی کے علاوہ اور کون سی کتاب لکھی؟ ڈیڈی جان! جان پدر۔ میں نے ایک اہم مضمون بنام کلمۃ الفصل بھی شائع کیا تھا۔

عزیز بیٹے! اس میں کیا لکھا تھا؟

ڈیڈی جان! دراصل اس تحریر کا پس منظر بہت عجیب اور تفصیل طلب ہے۔

جان پدر! وہ کیوں؟

بشیر احمد ایم۔اے: ڈیڈی جان! اصل واقعہ یوں ہے کہ جب آپ بذریعہ وبائی ہیضہ جہنم رسید ہو گئے تو بعد میں آپ کے دست راست حکیم نوردین تھے۔ ظاہر ہے کہ ہم ان کے سامنے تو یوں بھی نہ آ سکتے تھے۔ کیونکہ ان کی شخصیت نہایت اہم اور بلند بالا تھی۔ آپ کی دجالی تحریک کے یہی تو روح رواں تھے۔ اگر یہ نہ ہوتے تو آپ شاید کبھی یہ سلسلہ دجالیہ شروع نہ کر سکتے۔ ہم نے یہ بھی سنا تھا کہ یہ بھیرہ کے حجام اور نائی تھے اور نائی نہایت ذہین ہوتے ہیں۔ لہٰذا انہوں نے آپ کو تمام نشیب وفراز سے مطلع کیا تھا۔ ہر مشکل اور کٹھن مرحلہ پر یہ آپ کے دست راست اور معاون بنے رہے۔ اس لئے ہم کچھ نہ بول سکے۔ یہ آپ کے خلیفہ اور نائب بن گئے۔ انہوں نے آپ کے قائم کردہ سلسلہ دجالیہ کی خوب استواری فرمائی۔ اگرچہ تھوڑی ہی مدت بعد یہ بھی آپ کے پیچھے لپک پڑے۔ مگر بنیاد تو وہی مضبوط فرما گئے۔ لیکن ان کے آپ کے ہاں پہنچ جانے کے بعد قادیان میں بہت شور ہوا۔ ایک ہنگامہ کھڑا ہو گیا۔ وہ یوں کہ اس واقعہ پر ہمارے برادر مکرم مرزا بشیر الدین محمود صاف آپ کی مسند دجالیت پر براجمان ہونے کے خواہش مند ہوئے اور حق بھی انہی کا بنتا تھا۔ جس کی تصدیق ان کی تاریخ نے بھی کر دی۔ مگر آپ کا ایک اور مرید محمد علی نام

تھا۔اس کے منہ میں بھی پانی بھر آیا کہ اب خلافت میرا حق ہے۔ کیونکہ میں بہت پڑھا لکھا اور گریجویٹ ہوں۔ گویا بظاہر برابر کی چوٹ تھی۔ مگر جب آپ کی روحانی اور جسمانی اولاد اپنے مؤقف پر ڈٹ گئی تو پھر اس کی کیا بساط تھی کہ وہ خلیفہ بن جاتا۔ چنانچہ کافی تو تکار کے بعد برادر مکرم خلافت دجالیہ کی گدی کے وارث بن گئے اور تسلیم کر لئے گئے اور محمد علی بری طرح ناکام ہوا۔ اس کے بعد اس نے اپنے حلقہ احباب کو علیحدہ منظم کر کے اپنی الگ پارٹی بنائی۔ جس میں کچھ پڑھے لکھے اور کالجیٹ بھی تھے۔ جیسے احسن امروہی اور خواجہ کمال الدین وغیرہ۔ چنانچہ اس نے اپنی الگ پارٹی کا الگ تشخص قائم کرنے کے لئے کئی مسائل میں ہم سے اختلاف کا راستہ اپنالیا۔ حالانکہ پہلے اس کے وہ نظریات نہ تھے۔ مگر اب اس کی یہ مجبوری تھی کہ اپنا الگ تشخص قائم کرے۔ ڈیڈی جان! اس نے بہت ظلم کیا کہ آپ کے اہم بنیادی مسائل کو اختلافی بنا کر ایک نیا میدان کارزار قائم کر لیا۔ چنانچہ اس نے کہا کہ کسی بھی کلمہ گو کو کافر نہیں کہا جا سکتا اور نہ ہی مرزا قادیانی نے کہا ہے اور دوسری بات یہ کہ جناب مرزا قادیانی صرف مجدد و محدث ہی ہیں۔ مسیح موعود بھی ہیں۔ مگر کسی بھی سطح پر نبی نہیں ہیں۔ اگر کہیں حضرت نے لکھا ہے تو صرف مجازی اور لغوی معنی میں ایسا لکھا ہے۔ چنانچہ یہ دو مسائل برادر مکرم اور محمد علی کے درمیان نہایت طوالت اختیار کر گئے۔ علاوہ ازیں خلافت کا مسئلہ بھی زیر بحث تھا کہ وہ بجائے خلافت کے ایک انتظامی کمیٹی کا قائل تھا اور ہم سب مسند خلافت کے لہٰذا یہ مسئلہ بھی زیر بحث آ گیا اور ادھر محمد علی نے لاہور میں اپنا مرکز قائم کر لیا اور اپنے نظریات کی تائید میں اور ہمارے خلاف بہت کچھ لکھا۔ اس نے قرآن کا ترجمہ اور تفسیر بھی لکھی۔ دیگر کئی کتابیں لکھیں۔ پھر اس کے معاونین نے بھی بہت کچھ لکھا۔ لیکن ادھر بھائی بشیر الدین نے بھی جواب لکھنے میں حد کر دی۔ چنانچہ ان کی کتاب حقیقت النبوۃ بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس میں بھائی جان نے آپ کی دجالی نبوت کے اثبات کے لئے دلائل کا انبار لگا دیا تھا۔ تقریباً تین صد صفحات کی کتاب تھی۔ مگر لاجواب اور بے نظیر۔ اس میں محمد علی کو خوب ناک چنے چبوائے۔ اس میں بھائی جان نے ثابت کر دیا کہ آپ بقول خود ظلی نبی تو ہیں۔ مگر یہ ایک متواضعانہ اظہار ہے۔ آپ دراصل حقیقی نبی ہیں اور جو والد کی تحریرات میں نبوت کا انکار ملتا ہے، تو وہ اس بناء پر ہے کہ پہلے حضرت کو نبوت کا حقیقی مفہوم اور مصداق ذہن نشین نہ تھا۔ اس لئے آپ نبوت سے انکار کر دیتے۔ بعد میں جب انکشاف تام ہوا تو پھر آپ نے کھل کر دعویٰ نبوت فرما دیا۔ جیسے پہلے آپ کو لفظ توفی کا صحیح مفہوم ذہن نشین نہ تھا۔ مگر جب خدا نے انکشاف تام سے اصل حقیقت کھول دی تو پھر آپ اس کا مفہوم صرف موت ہی لیتے تھے۔ لہٰذا آپ کی دونوں قسم کی

تحریرات کا حل اور توافق یہ ہے کہ منفی تحریرات قبل از انکشاف تام ہیں۔ جواب منسوخ تصور ہوں گی۔ ان سے استدلال جائز نہیں ہوگا۔ تو اتنی عمیق محنت سے برادر عکرم نے محمد علی کو لاجواب کرنے کی پوری کوشش کی اور دیگر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کی بھی۔ جس کے نتیجے میں قادیانی احباب اپنے موقف پر ڈٹ گئے اور اسی نظریہ پر جان و مال کی قربانیاں دینے لگے۔

دونوں فریق ایک دوسرے کے مقابل خوب لکھنے لگے۔ اگر برادر مکرم نے حقیقت النبوۃ لکھی تو مقابل میں محمد علی نے النبوۃ فی الاسلام چھ صد صفحات پر مشتمل کتاب لکھ ماری۔ جس میں تقریباً نصف آخر انکار نبوت کے حوالہ جات ہی پر مشتمل تھا۔ ایسے ہی مرزا محمود قادیانی کا قول فیصل نامی ایک رسالہ بھی تھا۔ نیز ایک اور مسئلہ کہ اسمہ احمد کا مصداق کون ہے۔ بردر مکرم نے انوار خلافت نامی رسالہ میں اس پر خوب دلائل دیئے کہ اس کا مصداق مرزا قادیانی ہی ہیں اور اس میں مخالفین سے خوب پنجہ آزمائی کے لئے چیلنج کئے۔ جب کہ دوسری طرف القول المجد احسن امروہی نے لکھ کر اس کا خوب ستیاناس کر دیا۔ بڑا علمی رسالہ تھا۔ اسی طرح مختلف مسائل میں مقابلہ بازی جاری رہی۔ حتیٰ کہ مختلف مسائل ونظریات پر باہمی مقابلہ بازی کا بازار خوب گرما گرم رہا۔ حتیٰ کہ بھائی صاحب کا اکثر دور خلافت اس باہمی کشمکش میں مصروف رہا۔ نیز اور بھی کئی داخلی وخارجی محاذ کھل رہے تھے۔ کہیں عبدالکریم مباہلہ اور ان جیسے کئی اور لوگ کھڑے ہوگئے اور مصری کی ہنگامہ خیزی اس کے علاوہ تھی۔ اکثر دور تقریباً اس باہمی کشمکش پر ہی مشتمل رہا۔ مگر جیسا کہ آپ کو خوب معلوم ہے کہ یہ سب کچھ محض فریب اور فراڈ تھا۔ بھلا واضح تضاد میں بھی کوئی موافقت ہوسکتی ہے۔ بھلا کبھی لغت میں بھی نسخ اور تبدیلی ہوسکتی ہے۔ کوئی اس کی سابقہ مثال پیش کی جاسکتی ہے؟ لیکن آفرین ہے آپ کے اس لائق ترین جیالے سپوت پر کہ اس نے آسمان وزمین کے قلابے ملا کر تمام مربیوں اور عوام کو الو بنائے رکھا۔ اس نے واقعی رات کو دن کر دکھایا۔ اسی طرح مسئلہ تکفیر میں بھی کافی لے دے ہوتی رہی۔ پھر آخر میں دونوں فریقوں نے آپ کے دامن اغلط میں پناہ لینے کی کوشش کی۔ چنانچہ قادیان والوں نے آپ کی تمام تحریرات سے دعویٰ نبوت کے جملہ حوالہ جات بالترتیب اکٹھے کئے کہ حضرت نے آخر تک دعویٰ نبوت کو برقرار رکھا ہے۔ ادھر لاہوریوں نے بھی آپ کی پٹاری سے ایسے حوالہ جات کا انبار لگا دیا کہ حضرت کا آخر تک دعویٰ نبوت سے انکار ثابت ہو رہا ہے۔ چنانچہ دونوں پارٹیوں نے آپ کا آخری سے آخری حوالہ اپنی اپنی تائید میں ڈھونڈ نکالا۔ ایک نے غلبہ حق لکھا دوسروں نے فتح حق۔ لیکن دراصل بات یہ تھی اور جس کا آپ اس وقت بھی بلکہ کئی مرتبہ اظہار کر چکے ہیں کہ میں نے یہ ایک ڈرامہ رچایا تھا۔ کہیں کچھ لکھ دیا کہیں اس کے

خلاف کچھ اور لکھ دیا۔ گویا ایک ایک موضوع پر چار چار پانچ پانچ قسم کے متضاد بیانات میری کتابوں سے نکل سکتے ہیں۔ لہٰذا آپ کی اسی تضاد بیانی اور ہیرا پھیری سے دونوں طبقوں نے خوب فائدہ اٹھایا۔ اگرچہ غلبہ، غلبہ حق والوں کو ہی ملا۔ کیونکہ آپ نے واقعہ دعویٰ نبوت کیا تھا جس کے بے شمار شواہد موجود ہیں۔ یہ انکار تو محض مداری کی پٹاری تھی جو جس کی مرضی ہوتی ان سے برآمد کر سکتا تھا۔ پھر ایک بات یہ بھی تھی کہ لاہوری محمد علی کے کچھ ایسے اقتباسات بھی ہمیں مل گئے۔ جن میں اس نے پہلے واضح طور پر آپ کی نبوت کا اظہار کیا ہوا تھا۔ لہٰذا ہمارے ہاتھ اس کی یہ کمزوری بھی آ گئی۔

دراصل آپ کے پیش نظر چونکہ دین و مذہب ہرگز نہ تھا۔ محض انگریز بہادر کی چاکری تھی۔ لہٰذا آپ نے کوئی بھی مسئلہ فیصلہ کن اور صاف انداز میں ہرگز نہ لکھا۔ خصوصاً مسئلہ ختم نبوت اور حیات و وفات مسیح کو اتنا الجھا الجھا کر لکھا کہ قیامت تک کوئی بھی اس کو کلیئر نہیں کر سکتا۔ یہ مسائل آپ نے محض ایک آڑ اور بہانہ بنائے ہوئے تھے۔ ورنہ آپ کے پیش نظر دین ہرگز نہ تھا۔ لہٰذا آپ نے نہایت چابکدستی سے عوام کی نظروں میں ان مسائل میں دھول جھونکی کہ مدت تک مسلم و قادیانی ان مسائل میں مناظرے اور مباحثے کر کے وقت ضائع کرتے رہے۔ اگرچہ قادیانی ہمیشہ ذلیل و خوار ہی ہوتے رہے۔

ڈیڈی جان! بھائی جان کے اس جان مار معرکہ میں ہم بھی الگ بے کار بیٹھ نہیں سکتے تھے۔ چنانچہ میں نے بھی اسی تعاون کے سلسلہ میں یہ کلمۃ الفصل نامی رسالہ لکھا۔ جس میں میں نے بھائی جان کی تائید کرتے ہوئے نبوت کی خوب توجیہہ کر دی کہ نبوت کی تین قسمیں ہیں۔ تشریعی، غیر تشریعی۔ پھر غیر تشریعی کی دو قسمیں کر دیں۔ ایک حقیقی دوسری غیر حقیقی یعنی ظلی بروزی اور اکتسابی۔ پھر لکھا کہ یہ تیسری قسم آنحضرت ﷺ سے قبل نہ تھی۔ یہ صرف آپؐ کے بعد ہی وجود پذیر ہوئی ہے۔ (دیکھئے کلمۃ الفصل ص۱۱۲) چنانچہ آپ نے بھی یہی بات (حقیقت الوحی ص۱۵۰) کے حاشیہ پر لکھی تھی۔

''کیونکہ آپ کے پہلے کوئی ایسی کامل کتاب یا نبی نہ آیا تھا کہ جس کے فیض کامل سے کوئی نبی بن سکے۔ یہ تو آپ ہی کی قوت قدسیہ ہے کہ جس کے فیضان سے ظلی طور پر اب نبی بن سکتے ہیں۔'' چنانچہ یہ بنیاد ہمیں آپ کے رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' وغیرہ سے بسہولت مل گئی۔ جہاں آپ نے لکھا ہے کہ: ''محمد رسول اللہ ﷺ کی نبوت بمع جمیع کمالات میرے آئینہ ظلیت میں منعکس ہو گئی ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۸، خزائن ج۱۸ ص۲۱۲)

اور دوسری جگہ لکھ مارا کہ:''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای''
(خطبہ الہامیہ ص۲۵۹،خزائن ج۱۶ ص ایضاً)

آپ نے یہ بھی لکھا کہ:

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم از کسے
کم نیم ازاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۹۹،۱۰۰،خزائن ج۱۸ ص۴۷۷،۴۷۸)

کہیے اس سے بڑھ کر کیا کفر ہو سکتا ہے؟ پھر میں نے یہ بھی لکھ مارا کہ حضرت مسیح کی روحانیت نے بوجہ فساد امت دو دفعہ جوش مار کر اصلاح امت کے لئے اپنا مثیل چاہا۔ چنانچہ پہلے جوش پر آنحضورﷺ تشریف لائے اور دوبارہ جوش پر میں آ گیا ہوں تاکہ امت مسیحی کی اصلاح کروں۔
(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۲ تا ۳۴۶،خزائن ج۵ ص ایضاً)

پھر لکھا کہ اسی طرح ہمارے آنحضورﷺ کی روحانیت بھی وقتاً فوقتاً جوش مارتی رہتی ہے۔ اصلاح امت کے۔ لئے جس کے نتیجے میں کئی افراد آپ کی صفات کاملہ کے مظہر بن کر اور محمد واحمد نام پا کر دنیا میں آتے رہے۔ مگر امت محمدیہ کی حالت عیسائیوں جیسی نہیں ہوئی۔ کیونکہ آپ کی امت میں ابھی ہزاروں صالحین موجود ہیں۔
(آئینہ کمالات اسلام ص۳۴۶،خزائن ج۵ ص ایضاً)

غور کیجئے کہ ایک طرف تو امت کو یہود ونصاریٰ کے قدم پر اقرار دے کر اس کا مصلح بنتا رہا۔ مگر یہاں معاملہ اس کے خلاف ہے۔ نیز جب متعدد محمد احمد ہوئے تو کیا انہوں نے بھی کوئی بروزیت کا دعویٰ کیا۔ تاریخ اسلام کے کسی بھی کونے کھدرے میں کسی ظلی محمد واحمد نے میرے جیسا کبھی ڈرامہ رچایا؟ ظلی وبروزی نبوت کا دعویٰ کیا؟ نہ ماننے والوں کو کافر وجہنمی قرار دیا؟ کوئی ثابت کر سکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ تو دیکھو ساتھیو، میرا سارا دھندہ محض ڈرامہ اور تماشا ہی تھا۔ جس کو تم حقیقت جان کر مجھ پر لٹو ہو گئے اور آج یہ روز بد دیکھ رہے ہو۔ دیکھئے ایک طرف میرا یہ کردار ہے اور دوسری طرف ابلیس کا کردار۔ ایمانداری سے بتلایئے، ابلیس میرا مقابلہ کر سکا؟

قادیانی مربی: حضرت صاحب، واقعی وہ مقابلہ تو نہ کر سکا مگر یہ طریق کار تو اس نے ہی آپ کو سمجھایا ہے۔ بڑا وہی ہوگا، آپ تو اس کے مثیل ہوں گے۔

جی سر! تو گویا جناب نے متعدد مقامات پر دعویٰ نبوت کا واضح اظہار فرمایا۔ اگرچہ کئی مقامات پر بروزی اور ظلی کی جعلی اصطلاح کے رنگ میں۔ لیکن یہ سب آپ کی فریب کاری تھی۔ کیونکہ اسلام میں ایسی کوئی اصطلاح مستعمل نہیں۔ نہ کوئی ظلی نبی آج تک ہوا ہے۔ درحقیقت آپ نے اس اصطلاح کے پردے میں ہندوؤں کے مسئلہ تناسخ کا اقرار فرمایا تھا۔ اگرچہ کھل کر تناسخ کا لفظ استعمال نہیں کیا۔ کیونکہ یہی تو اپنا کمال اور وصف نمایاں تھا کہ بات بھی کر لیتے۔ مگر لفظوں میں پردہ داری اور پہلوداری کے ساتھ۔ حالانکہ مسلمانوں کے ایمانیات میں ''امنت باللّٰہ وملئکته وکتبه ورسله'' مطلق بلا تقسیم ہے۔ یہ سب کے سب رسول وصف رسالت میں مشترک ہیں۔ ان میں ایک بھی ظلی نہیں تھا۔ کسی کی نبوت بھی اکتسابی نہیں بلکہ براہ راست خدا کی طرف سے ہے۔ جیسا کہ اس نے فرمایا۔ ''اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته (انعام:۱۲۴)'' اور ''اللّٰہ یصطفی من الملائکة رسلا ومن الناس (الحج:۷۵)''

ایسے ہی بے شمار نصوص قرآنیہ ہیں۔ جن میں نبوت کی تقسیم کی نفی ہوئی ہے۔ نیز اس کا محض وہبی ہونا ہی ثابت ہوتا ہے۔ فیضان یا مجاہدہ واتباع سے ملنا محض گپ ہے۔ جس کا حقیقت سے دور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ پھر آپ کی کتاب (حمامتہ البشریٰ ص۸۲، خزائن ج۷ ص۳۰۱) میں صاف لکھا ہے کہ: ''لاشك ان التحدیث موهبة مجردة لا تنال بکسب البتة کما هو شان النبوة'' نیز آپ نے صاف لکھ دیا تھا: ''ما نعنی من النبوة ما یعنی فی الصحف الاولیٰ'' (خزائن ج۲۳ ص۴۳۷)

تو جب آپ کی نبوت ہی سابقہ کتب میں غیر مذکور ہے تو ان سے استدلال کیسے جائز ہوسکتا تھا۔ الغرض یہ ہمارا سلسلہ دجالیہ محض فراڈ ہی تھا۔ اس میں رتی بھر حقیقت نہ تھی۔ تو آیت بالا ''اللّٰہ اعلم حیث یجعل رسالته'' نیز فرمان رسول۔ ''ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (ترمذی ج۲ ص۵۳، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات)'' وغیرہ اسی طرح آپ کا حمامتہ میں لکھنا کہ آنحضورﷺ بلا استثناء خاتم الانبیاء ہیں۔

(حمامتہ البشریٰ ص۲۰، خزائن ج۷ ص۲۰۰)

یہ جملہ رسول وانبیاء وصف رسالت ونبوت میں مشترک نیز مؤمن بہ ہونے میں بھی مشترک ہیں۔ حالانکہ باہمی فرق مراتب بوضاحت قرآن ''تلك الرسل فضلنا بعضهم علی بعضهم (البقرہ:۲۵۳)'' ضرور ہے۔ غرضیکہ آپ کی ایجاد کردہ ظلی نبوت کی ہم نے یوں توجیہ کر کے حق ابوت اور تربیت ادا کیا۔ پھر میں نے صاف وضاحت کر دی کہ لفظ ظلی سے یہ نہ

سمجھنا کہ یہ کوئی ہلکی یا گھٹیا قسم کی نسبت ہے۔ بلکہ یہ نہایت اعلیٰ درجہ کی نبوت ہے۔ حتیٰ کہ بعض انبیاء علیہم السلام سے بھی آپ کا مرتبہ بلند ہے۔ سن لو کہ آپ کی ظلی نبوت وہ بلند مقام نبوت ہے جس نے آپ کو آنحضورﷺ کے پہلو بہ پہلو کھڑا کر دیا۔ (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳)

ڈیڈی جان! دیکھئے ہم نے آپ کے دعویٰ نبوت کی پائیداری کے لئے کتنی محنت کی کہ ایک طے شدہ اور مسلم نظریہ اسلام میں رخنہ ڈال دیا کہ نبوت کی تین قسمیں کر ڈالیں۔ جن میں تیسری غیر تشریعی اور ظلی، یعنی اکتسابی اور غیر مستقل نبوت بھی ہے۔ جو کہ آپ کو ہی ملی۔ حالانکہ اسلامی لٹریچر میں یہ اجماعی حقیقت ہے کہ نبوت بہر صورت عطیہ الٰہیہ ہوتی ہے۔ اکتسابی نہیں ہے اور مزید یہ کہ آپ نے خود (حمامۃ البشریٰ ص ۸۲، خزائن ج ۷ ص ۳۰۱) میں اسی حقیقت کو واضح کیا ہے کہ: ”لا شك ان التحديث موهبة مجردة لا تنال بكسب البتة كما هو شان النبوة“ نیز آپ نے اسی کتاب میں لکھا تھا ہمارے نبی برحق خاتم الانبیاء ہیں۔ اس میں کوئی تقسیم یا استثناء نہیں۔ (حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

پھر آپ نے یہ بھی لکھ دیا تھا کہ مجھے یہ نعمت شکم مادر ہی میں عطاء ہوگئی تھی۔ (حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰) گویا میری نبوت اکتسابی نہیں بلکہ وہبی ہے۔ جب کہ سینکڑوں مقامات میں آپ نے اسے اکتسابی ظاہر کیا ہے۔ بالخصوص ایک غلطی کے ازالہ میں۔ بس یہ آپ کی تضاد بیانی اور چکر بازی ہی ہم سب کو ورطہ حیرت میں ڈالے ہوئے تھی۔ جس کا جو جی چاہتا تھا اس کی تائید آپ کی پٹاری سے نکال دکھاتا ہے۔ واہ ڈیڈی جان آج تک کوئی ایسا بہروپیا اور نوسر باز شاہد ہی آپ جیسا خدا نے پیدا کیا ہوگا۔ واقعی آپ کی یہ بات درست ہے کہ نبی کا نام پانے کے لئے تیرہ صدیوں میں صرف میں ہی مخصوص ہوا۔ (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۶)

گرگٹ اتنے رنگ نہیں بدلتا جتنے آپ نے بدل کر دکھا دیئے۔ ابوزید سروجی بھی آپ حضور کے سامنے پانی بھرتا نظر آتا ہے۔ یہ مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی وغیرہ تو آپ کے سامنے طفل مکتب کی حیثیت رکھتے تھے۔ جو کمال آپ کو ملا وہ کسی اور کو نہیں ملا۔ پھر نعروں کی جھنکار اٹھی۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن اوتار کی جے۔ قادیانی بہروپیے کی جے۔ کفر والحاد کی نشانی۔ مرزا قادیانی مرزا قادیانی۔

محترم ڈیڈی جان! میں نے وہاں کھل کر لکھ دیا کہ ہمارے مسیح موعود کی نبوت جزو ایمان ہے جو آپ کو تسلیم نہ کرے وہ دائرہ اسلام سے قطعاً خارج ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام حتیٰ کہ خاتم الانبیاءﷺ کا منکر کافر ہے۔ ایسے ہی آپ کی نبوت کا منکر بھی...... پھر دیکھو لا

الـہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ میں صرف محمد رسول اللہ ہی مراد نہیں۔ بلکہ اس اسم گرامی میں سابقہ جمیع انبیاء آ گئے ہیں۔ وہاں حضرت مرزا قادیانی کی آمد پر کلمہ کے مفہوم میں ایک مزید نبی کا اضافہ ہو گیا ہے تو گویا محمد رسول اللہ ﷺ کے مفہوم میں مرزا قادیانی بھی داخل ہے اور بہت کچھ لکھا جو کچھ آپ کے اور ہمارے پیر و مرشد نے اشارہ کیا وہ سب کچھ لکھ دیا۔ ساتھ ساتھ محمد علی لاہوری کی خوب گت بنا تا گیا کہ بھئی یا تو مرزا قادیانی کے منکرین کو دائرہ اسلام سے خارج سمجھ لو یا پھر خود مسیح موعود کو خارج از اسلام سمجھ لو۔ دونوں میں سے ایک چیز ضرور تسلیم کرنا ہوگی۔ چونکہ آپ نے بھی لکھ دیا تھا کہ، میرا منکر کافر اور جہنمی ہے۔ (حقیقت الوحی ص ۱۳۰، ۱۷۹، خزائن ج ۲۲ ص ۱۳۳، ۱۸۵)

اور برادر مکرم نے تو حد کر دی کہ جو مسیح موعود کو نہیں مانتے اگر چہ انہوں نے آپ کا نام بھی نہ سنا ہو وہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ (آئینہ صداقت ص ۳۵)

پھر میں نے اور بھائی جان نے اس بات پر بہت زور دیا کہ قرآن کی آیت کریمہ اسمہ احمد کا مصداق صرف ہمارے ڈیڈی ہیں۔ آنحضور ﷺ قطعاً مراد نہیں۔ ہاں ضمنی طور پر ہو سکتے ہیں۔ العیاذ باللہ! پھر ہم نے اس نکتہ کو نہایت شدت سے بیان کیا۔ جب کہ دوسری طرف سے احسن امروہی نے اس کے خلاف مستقل رسالہ القول المجید بھی لکھا تھا تو بھائی جان نے انوار خلافت وغیرہ میں جواب لکھا۔ غرضیکہ اس باغی پارٹی کا مقابلہ بھائی جان اور ہم خوب کرتے رہے۔ ادھر بھائی جان کا دور ویسے بھی آپ کے سلسلہ دجالیہ کا سنہری اور کامیاب ترین دور تھا کہ بھائی نے مذہبی علمی اور سیاسی لحاظ سے قابل قدر پیش رفت کی۔ مذہبی پہلو تو حد کمال تک بیان کر دیا گیا۔ اگر چہ سیاسی مسئلہ بھی خوب سے خوب تر واضح کر دیا گیا۔ ہمارا الفضل تو اس وقت ایک سیاسی شاہکار تھا۔ جس کا ہر شمارہ سیاست کا مرقع ہوتا تھا۔ بلکہ وہ تو ہمارا شعلہ نوا آرگن تھا۔ برادر مکرم نہایت جرأت اور بے باکی کے ساتھ آپ کے سلسلہ دجالیہ کے اغراض ومقاصد نہایت تفصیل سے بیان فرماتے۔ ہر خطبہ جمعہ بس ایک ایٹم تھا جو ملت اسلامیہ کو ختم یا مضمحل کرنے کے لئے بے تاب تھا۔

اب ذرا ہماری سیاسی پیش رفت اور کامیابیاں مزید سماعت فرمائیں۔ وہ یوں کہ حسب سابق بھائی جان اس میدان میں نہایت جرأت اور بے باکی سے بولتے برستے گرجتے تھے کہ گویا ابھی کچھ ہو جائے گا۔ مطالبہ پاکستان کے موقع پر مسلم لیگ کے قیام پر بھائی یعنی خلیفہ صاحب واضح طور پر دو قومی نظریہ کی بنیاد پر تقسیم ملک کے زبردست خلاف تھے اور نہایت بلند آواز سے اس کا اظہار فرمایا کہ یہ وطن کی تقسیم غیر فطری ہے۔ میرا الہامی عقیدہ اور ایمان ہے کہ یہ

تقسیم نہ ہونی چاہئے اور اگر ہو بھی گئی تو ہم اس کی مخالفت کریں گے اور کوشش کریں گے کہ ملک پھر متحد ہو جائے۔ (الفضل ۵ ر اپریل ۱۹۴۷ء) چنانچہ آپ ۱۹۴۷ء تک خوب بیان بازی کرتے رہے۔ ادھر مسلم علماء کی یلغار کے خلاف بھی آنجناب نہایت دلیری کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے۔ اپنے کارکنوں مبلغین کو حوصلہ دیتے رہے، کئی قسم کی فورسز اور تنظیمیں قائم کر کے ملک میں تہلکہ مچا دیا۔ گویا ہمارا ربوہ شریف عیسائی ویٹیکن سٹی کی طرح باقاعدہ ایک اسٹیٹ ان اسٹیٹ تھا۔ جس کا ہر محکمہ اور ہر نظام اپنا تھا۔ چنانچہ آپ نے تقسیم ملک کے بعد اس ملک کو توڑنے یا کمزور کرنے کے لئے ہزار ہا جتن کئے۔ اوّل تو تقسیم ہی میں ایسا رخنہ ڈال دیا کہ جسے کبھی بند نہیں کیا جاسکتا کہ آپ کی اسکیم سے پنجاب کے چار ضلعے بجائے پاکستان کے انڈیا کے پاس چلے گئے۔ جس کی بناء پر جموں وکشمیر کا علاقہ جو پاکستان کی شہ رگ کی حیثیت رکھتا ہے، وہ خود بخود کٹ گیا۔ اگرچہ پاکستان نے کچھ محنت کر کے ۱۹۴۸ء میں کچھ حصہ آزاد کرا لیا۔ مگر بقیہ حصہ ہمیشہ کی سردردی کا سبب بنا ہوا تھا۔ وہاں خون کی ندیاں نہریں بہہ نکلیں۔ مگر مسئلہ حل نہ ہوا۔ ادھر سرپرست اقوام متحدہ والے بھی محض خانہ پری کے لئے بالغ رائے دہی کا مطالبہ منظور کر کے انڈیا کو فرمائش کرتا رہتا تھا۔ مگر محض وقت گذاری کے لئے۔ دل سے وہ بھی یہی چاہتا تھا کہ پاکستان اسی طرح تشویش میں پڑا رہے۔ بلکہ انہوں نے ہی تو اسے خراب کیا تھا۔ پھر بھائی جان نے پہلے کشمیر کمیٹی میں سربراہ بن کر کچھ کرنے کا پروگرام بنایا۔ مگر کمیٹی کے دیگر ارکان بڑے ہوشیار نکلے، وہ ہماری نیت سمجھ گئے اور خلیفہ کو سرکانے کی فکر کرنے لگے۔ پھر اور تو اور ڈاکٹر اقبال بھی آپ سے بدظن ہو گیا اور صاف کہہ دیا کہ ”قادیانیت یہودیت کا چربہ ہے۔“

پھر برادر مکرم اور طرف پیش رفت کرنے کے منصوبے بنانے اور اپنانے لگے جو نہایت تفصیل طلب ہیں۔ آپ نے پاکستان کے کسی صوبہ مثلاً بلوچستان کے متعلق یہ منصوبہ بنایا تھا کہ اسے اپنے زیر اقتدار کر لیا جائے تاکہ کم از کم کوئی ملک نہ سہی تو ایک صوبہ تو خالصتاً احمدی کہلا سکے۔ مگر برا ہو احراری علماء اور دیگر افراد قوم کا کہ انہوں نے اس منصوبہ کو بھی نہایت بری طرح ناکام بنا دیا۔ پھر بھائی نے ۱۹۵۳ء تک ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ بس ایک معرکہ شروع ہو گیا۔ ہماری نمائندہ حکومت نے مسلمانوں کے خلاف زبردست ایکشن لیا اور مارشل لاء کے تحت تقریباً ۱۰ ہزار ختم نبوت کا نعرہ لگانے والوں کو بھون ڈالا۔ تمام احرار بلکہ علمائے اسلام کو جیلوں میں ڈال دیا۔ گویا وہ ہماری کامیابی کی ایک جھلک تھی۔ مگر یہ ڈرامہ بھی ادھورا ہی رہ گیا۔ چنانچہ یہی تحریک آگے چل کر ہماری تباہی کا باعث بنی۔ الغرض بھائی جان نے نصف صدی تک سلسلہ دجالیہ کا پرچم اڑائے

رکھا۔ آخر تک وہ آپ کی طرف گرفت الٰہی میں جکڑے رہے اور نہایت ذلت وخواری سے آپ کے پاس پہنچ گئے۔" ولو تریٰ اذ الظالمون فی غمرات الموت والملائکة باسطوا ایدیھم اخرجوا انفسکم الیوم تجزون عذاب الھون بما کنتم تقولون علی اللہ غیر الحق وکنتم عن آیاته تستکبرون (انعام:۹۳)"

شاباش بیٹے! تم نے میرا کلیجہ ٹھنڈا کر دیا۔ اچھا اب بیٹھ جاؤ۔ ادھر ایک دفعہ پھر پرجوش نعروں کی جھنکار اٹھی۔ جے غلام احمد کی جے۔ انگریزی نبی کی جے۔ خود کاشتہ پودے کی جے۔ خلیفہ محمود کی جے۔ کرشن اوتار کی جے۔ ربوہ کے آمر کی جے۔ ربوہ کے راسپوٹین کی جے وغیرہ۔ پھر وقفہ بول کا اعلان ہوا اور جناب قادیانی اپنی عارضی ڈرم نما لیٹرین میں گھس گئے۔

چند لمحوں کے بعد مرجھائے ہوئے موڈ میں دوبارہ اپنی نشست گاہ پر اکڑ کر براجمان ہوگئے۔ آواز آتی ہے۔

مرزا قادیانی: اچھا پیارے بیٹے ناصر!

ناصر احمد: جی دادا حضور، بندہ حاضر ہے۔

مرحبا بیٹے: ذرا تم بھی کچھ اپنی رام کہانی سناؤ۔ دیکھو ہمارے سلسلہ دجالیہ کے تمام متعلقین، اراکین، مبلغین اور مربی بمع عوام مرد وزن کے حاضر ہیں۔ دنیا میں مسلمانوں نے ہمارا سالانہ میلہ رکوایا تھا۔ مگر اب روک کر دکھائیں۔ دیکھئے کیسے پنجاب گورنمنٹ اور ڈی سی جھنگ ہمارے خلاف پابندی لگاتا ہے۔ او گورنر پنجاب او ڈی سی جھنگ، کدھر ہے تو؟ آ ذرا لگا ہمارے اس میلہ پر پابندی۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے امیر وناظم، خواجہ خان محمد، مولوی عزیز الرحمٰن جالندھری، اور طوفانی میاں اور شاہین ختم نبوت بننے والے اللہ وسایا اور دیگر نمائندو! اب کرو احتجاج، مطالبے اور مظاہرے، نعرہ بازی، ملاقاتیں۔ دیکھو ہمارا میلہ لگا ہوا ہے۔ مگر تم کہیں دور دور تک نظر بھی نہیں آتے۔ اب کیوں بھاگ گئے۔ آؤ نا ہمارے خلاف کرو کوشش۔ اب صرف ہماری حکومت ہے۔ دیکھو ہماری شان وشوکت۔ گاؤ نعرہ، سلسلہ دجالیہ زندہ باد۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن اوتار کی جے۔ ربوہ کا راسپوٹین محمود پائندہ باد۔ رودر گوپال کی جے۔ جے جے۔ جے سنگھ بہادر۔

اچھا بیٹے، ذرا تم بھی اپنی اگلی کارروائی سناؤ اور کھل کر بولو۔ اب یہاں کوئی پابندی نہیں ہے۔ یہاں آج کل ہماری ہی حکومت ہے۔

مرزا ناصر: ڈیڈی جان، حاضر۔ فرمائیے کیا ارشاد ہے؟

مرزا قادیانی: جان پدر بیان کرو کہ تمہارا دور خلافت کیسا رہا؟

مرزا ناصر: ڈیڈی جان! میرا دور خلافت مجموعی طور پر نہایت کامیاب رہا۔ اگرچہ درمیان میں کچھ بدمزگیاں بھی پیدا ہوئیں۔ تفصیل اس کی یہ ہے کہ آپ کے خلیفہ دوم کی پیش رفت کو میں نے قائم اور جاری رکھا۔ وہ تمام داخلی منصوبہ بندیاں اور انتظامات کو مزید مستحکم بنانے کی ازحد کوشش کرتا رہا۔ جو تعلیمی ادارے ربوہ کالج اور اسکول اور رفاہی ادارے فضل عمر ہسپتال وغیرہ اور دیگر تبلیغی سلسلہ خلافت ثانیہ میں قائم ہوا تھا۔ اس کو مزید سے مزید استحکام ہی ہوا۔ علمی خدمات کے سلسلہ میں ایک کام یہ ہوا کہ میں نے آپ کی تمام تصانیف کو ۲۳ جلدوں میں بنام روحانی خزائن شائع کرا دیا۔ اسی طرح آپ کے مجموعہ اشتہارات جو کہ پہلے تبلیغ رسالت کے نام پر طبع ہوئے تھے۔ ان کو نئے سرے سے مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے صرف تین جلدوں میں شائع کرایا۔ اسی طرح دیگر علمی خدمات مناظرین اور مبلغین کے سلسلہ کو مزید مستحکم کیا۔ دارالامان ربوہ کے داخلی انتظامات اور بیرونی روابط کو مزید استحکام اور ترقی دی۔ پاکستانی حکومتیں آئے دن بدلتی رہیں مگر ہم نے بڑی لگن اور پوری محنت سے اپنے گماشتے انتظامی، عدالتی اور سول اور فوجی محکموں میں اس طرح گھسیڑ دیئے کہ وہ اپنے اپنے مقام پر سلسلہ کی ترقی اور ترویج میں مؤثر رول ادا کرنے کے لائق ہوگئے اور پھر وہ اپنی مکمل توانائیاں اس بارہ میں صرف کرتے بھی رہے۔ جس کے نتیجہ میں قوم مسلم کا نفاذ اسلام کا خواب نہ صرف ادھورا رہا۔ بلکہ مزید دور اور سراب کی صورت اختیار کرتا چلا گیا۔ علاوہ ازیں میں نے اندرونی انتظامات کے بعد بیرونی ممالک میں مزید سے مزید رابطے بھی قائم کیے۔ اگرچہ ہمارا نامور جیالا سپوت سر ظفر اللہ خان ابتدائے پاکستان سے ہی بین الاقوامی سطح پر (اندرونی خدمات کے علاوہ) سلسلہ کی ترویج وترقی کے لئے ناقابل فراموش خدمات ادا کر رہا تھا۔ بلکہ یہ تو ہمارے لئے حکیم صاحب کی طرح ایک نعمت غیر مترقبہ تھا۔ جسے ہم نے مزید سے مزید مستحکم کر دیا۔ کیونکہ حکیم صاحب اگر سلسلہ کی بنیاد قائم کرنے میں منفرد حیثیت کے مالک ہیں تو سر ظفر اللہ اس کی استواری اور تعمیر وترقی میں نمایاں ترین خدمات کے ہیرو ہیں۔ خدا اس کے طبقات ناریہ میں مزید سے مزید اضافہ فرمائے۔ اب مرزا قادیانی وقفہ بول کا اعلان کرنے والے تھے کہ نعروں کی جھنکار بلند ہوئی۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن اوتار کی جے۔ انگریزی گماشتہ مرحبا وغیرہ۔ وقفہ بول بول........ چند منٹ بعد مرزا قادیانی استنجے کا ڈھیلا کوٹ میں رکھتے ہوئے مسند ارشاد پر براجمان ہو جاتے ہیں۔ اچھا! جان پدر۔ پھر کیا ہوا؟

ڈیڈی جان، ذرا دیکھئے آپ کو غلطی لگ گئی۔ یہ استنجا کا ڈھیلا کیسا ہے؟ حضور یہ مٹی نہیں، یہ تو میرے خیال میں گڑ لگتا ہے۔

ہاں ہاں جان پدر، واقعی یہ گڑ ہی ہے۔ مجھے غلطی لگ گئی۔ چونکہ مٹی اور گڑ کے ڈھیلے میری اسی جیب میں اکٹھے ہی ہوتے ہیں۔ اس لئے کبھی کبھی غلطی لگ جاتی ہے۔ اکثر اندھیری راتوں میں اور کبھی میں پہلے چکھ کر استعمال کرتا ہوں کہ یہ مٹی ہے یا گڑ۔ اسی لئے کبھی گڑ کی جگہ مٹی منہ میں آتی ہے اور استنجا میں کبھی گڑ استعمال ہو جاتا ہے۔

واہ رے ڈیڈی جان، یہ کیا حرکت ہے؟ بہرحال ڈیڈی جان! پھر یوں ہوا کہ ہمارے والد صاحب مرزا بشیر الدین علیہ ماعلیہ نے جو سیاسی جال پھیلا رکھا تھا کہ یہ ملک کی تقسیم بالکل غیر فطری اور غیر پسندیدہ ہے۔ یہ نہیں ہونی چاہئے۔ اگر ہوگئی تو ہم پوری کوشش کریں گے کہ دوبارہ دونوں ملک ایک ہو جائیں۔ متحدہ ہندوستان ہی رہے۔ کیونکہ ہماری ترقی اور سلامتی اسی صورت میں باقی رہتی ہے۔ لیکن پاکستان اپنے مقاصد میں کامیاب ہوگیا تو پھر ہمارے سلسلہ دجالیہ کی خیر نہیں۔ کیونکہ اسلام کا یہ اٹل اصول ہے کہ خاتم الانبیاء ﷺ کے بعد کسی اور مدعی نبوت کی سزا محض قتل ہے۔ چنانچہ خلافت اولیٰ کے وقت سے اس پر بلا تردد اور بلا اختلاف عمل ہوتا چلا آیا ہے اور کوئی مجرم تو شاید بچ جاتا مگر مدعی نبوت کسی بھی صورت میں بچ نہ سکتا تھا۔ اگرچہ وقت کا مسلمان حکمران کتنا ہی کمزور یا بے عمل ہوتا۔ امت مسلمہ کی ساری تاریخ اسی بات کی گواہ ہے۔ چنانچہ ابھی عہد قریب میں ایرانی مدعی نبوت کا حشر تمام دنیا جانتی ہے کہ اسے توپ کے دہانے پر باندھ کر بے نشان کر دیا گیا۔ اس کی پارٹی کو خلاف قانون قرار دے کر ملک بدر کر دیا گیا۔ یہ تو ایک پاکستان تھا جو انگریز کے منحوس سائے تلے تھا۔ جہاں وہ ہر خلاف اسلام تحریک کی تائید کرتا تھا۔ اس لئے ہمارا سلسلہ بچا رہا اور پروان چڑھتا گیا۔ کیونکہ یہ قائم بھی اسی نے کرایا تھا۔ لہٰذا ہماری ہمیشہ یہی کوشش رہی کہ اوّل تو یہ ملک بن ہی نہ سکے۔ اگر بن جائے تو لنگڑا لولا بنے۔ اس کا سرحدی معاملہ نہایت خراب کر دیا جائے۔ جس کی بناء پر یہ کبھی اپنے پاؤں پر کھڑا نہ ہو سکے اور پھر ہم اس کے داخلی اور خارجی امور میں ہمیشہ گھن کی طرح گھسے رہے تاکہ کہیں یہ قوم اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہو جائے۔ کیونکہ پھر ہماری خیر نہ تھی۔ نیز جس مقصد کے لئے میں وجود میں لایا گیا تھا وہ پورا نہ ہوتا تھا۔ ہمارے سرپرست ناراض ہو جاتے۔ اسی لئے ہم نے مندرجہ بالا امور کے لئے اور بھی کئی سطح اور محاذ پر پاکستان کو ختم کرنے یا ادھ موا کرنے کے منصوبے بنائے اور چلائے اور خوب چلائے اور پھر اس کے پھل بھی کھائے۔ سول سطح پر بھی اور فوجی سطح پر بھی۔ چنانچہ ہم نے اپنے مقاصد کے تحت ۱۹۴۸ء سے ہی فوجی ٹکراؤ شروع کرا دیا۔ جس سے پاکستان کو کوئی فائدہ تو ہرگز نہیں ہوا بلکہ نقصان ضرور ہوتا رہا اور فائدہ صرف بھارت کو۔ چنانچہ ہمارے قادیانی جرنیل اور افسران ہر وقت کسی نہ

کسی پلان کی ترتیب وتکمیل میں مصروف رہتے۔ چنانچہ ۱۹۶۵ء کا مشہور پاک وہند معرکہ ہماری ہی سازشوں کا نتیجہ تھا۔ جس کی تفصیل کا یہ موقعہ نہیں۔ اس کے بعد ۱۹۷۱ء میں ہم نے ایسا زبردست پلان بنایا کہ دونوں ملکوں کو باہم ٹکرا دیا۔ جس کے نتیجے میں پہلے نمبر پر پاکستان ہی دولخت ہو گیا۔ ایک بنگلہ دیش کے نام سے انڈیا کی جھولی میں جا گرا اور دوسرا اپنی شہ رگ سے ہندوستان کے الجھاؤ میں پھنس گیا۔ اس معرکہ میں دوسرا کارنامہ یہ سامنے آیا کہ پاکستان کے ۹۰ ہزار فوجی دشمن کی قید میں چلے گئے۔ جس سے پاک فوج کے وقار کو بہت دھچکا لگا۔

ڈیڈی جان! یہاں تک تو ہمارے منصوبوں کا سلسلہ بلا روک ٹوک بڑی کامیابی کے ساتھ آگے ہی بڑھ رہا تھا کہ اچانک ہماری سازشوں اور منصوبے بندی میں تھوڑی سی مگر پریشان کن ایک آزمائش پیش آ گئی۔ وہ یوں کہ ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو کچھ مسلم طالب علم سیر وسیاحت کے پروگرام پر نکلے تو ربوہ اسٹیشن پر انہوں نے کچھ دل آزار حرکات دیکھ کر ختم نبوت زندہ باد کے نعرے لگائے۔ پھر آپ کے خلاف بھی نعرہ بازی کی۔ جس سے ہمارے جذبات نہایت مجروح ہوئے۔ کیونکہ ہمارے ابو نے تو اعلان کر رکھا تھا کہ جو اس سلسلہ دجالیہ کی توہین کرے تو تمہارے جسم سے ایک غیض وغضب کا شعلہ نکل جانا چاہئے۔ اس کا منہ توڑ دو۔ وغیرہ وغیرہ۔ آپ نے ہمارے جذبات اور احساسات کی کافی تربیت اور تکمیل کر دی تھی۔ چنانچہ ہم نے کئی قسم کی فورسز قائم کر رہی تھیں اور ان کو جدید ترین اسلحہ سے مسلح کر رکھا تھا تاکہ موقع ضرورت پر دشمن کو سبق سکھایا جا سکے۔

الغرض اس وقت تو وہ ٹرین گذر گئی۔ مگر ہماری فورسز خون کے گھونٹ پی کر رہ گئیں اور انتقام کے جنون میں بے چین ہو گئیں۔ انہوں نے حلف اٹھالیا کہ ان سے بلکہ تمام مسلمانوں سے اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔ جس طرح ہم نے ۱۹۵۳ء میں مسلمانوں سے خوب بدلا لیا تھا۔ اب اس سے آگے قدم رکھیں گے۔ چنانچہ اس وقت ایسے انتظامات کے سربراہ آپ کے پوتے مرزا طاہر تھے جو کہ نہایت ذہین اور فعال نوجوان تھے۔ لہٰذا جب وہ سٹوڈنٹ واپس آنے والے تھے تو ہم نے ان کی آمد سے قبل ہی اپنے تمام انتظامات مکمل کر لئے تھے۔ اپنے سینکڑوں ہزاروں جیالے رضا کار مرزا طاہر کی قیادت میں ہر قسم کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر ان کا بے تابی سے انتظار کر رہے تھے اور پھر ہم نے مختلف ریلوے اسٹیشن پر اپنے آدمیوں کے ذریعے مسلسل رابطہ قائم کیا ہوا تھا کہ یہ دشمن بچ نہ نکلیں۔ چنانچہ وہ ٹرین جب ربوہ اسٹیشن پر رکی تو بس پھر ہماری یلغار قابل دید تھی۔ ہمارے قادیانی جیالے ان سٹوڈنٹوں پر چاروں طرف سے یکبار ٹوٹ پڑے۔ ان کو ڈبہ سے کھینچ کھینچ کر اپنے انتقام کا نشانہ بنایا اور خوب بنایا۔ کوئی بھی ہماری کارروائی سے باقی نہ بچا۔ لیکن پھر

قدرت کا لکھا سامنے آنے لگا۔ ابتلاء سامنے آ گئی کہ جب یہ ٹرین فیصل آباد پہنچی تو بس یکدم وہاں ایک کہرام مچ گیا۔ مجلس تحفظ ختم نبوت کے سربراہ اور بہترین مدبر مولانا تاج محمودؒ نے اس واقعہ کا گہری نظر سے جائزہ لے کر ایک منظم تحریک شروع کر دی کہ آناً فاناً سارا شہر بند ہو گیا۔ ہر طرف تاریں کھڑک گئیں۔ تمام سرکاری افسروں اور ذمہ داریوں میں بھگدڑ مچ گئی۔ ادھر خاتم الانبیا ﷺ کے نام لیوا ملک کے کونے کونے میں باخبر ہو گئے اور پھر قلیل سے قلیل مدت میں فیصل آباد میں اکٹھے ہو گئے۔ ایک لائحہ عمل مرتب کیا گیا۔ پھر ایک فعال آل پارٹیز مجلس عمل تحفظ ختم نبوت وجود میں آ گئی۔ جس میں بلا تفریق مسلک وطبقہ ہر ایک مذہبی اور سماجی راہنماء نے بھی حصہ لیا۔ شہر شہر، قریہ قریہ میٹنگ ہوتی اور تمام انتظام مکمل کر لیا گیا۔ ہر مسلمان ہماری خباثت دیکھ کر خون کے آنسو رو رہا تھا اور ایک دفعہ قادیانیت کو عالم وجود سے مٹانے کے لئے پورے ایمانی جذبے اور عزم کے ساتھ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو گئے۔ پشتوں کے گروہی اختلافات جن کو ہم نے اور ہمارے سرپرست انگریز نے ہوا دے دے کر پروان چڑھایا ہوا تھا اور اب وہ اپنے اپنے فرقہ کا علامتی نشان بن چکے تھے۔ وہ سب یک قلم کافور ہو گئے۔ سب نے یہ مصنوعی رنجشیں فراموش کر کے ایک صف مرصوص بنا لی۔ پھر تمام امت ہر جگہ پر سراپا احتجاج بن گئی۔ ہڑتالیں، مظاہرے اور جلسہ وجلوسوں کا ایک، ایمان افروز طوفان اٹھ کھڑا ہوا کہ جس کے سامنے قادیانیت اور اس کے ہمنوا نہ ٹھہر سکے۔ ہمیں یوں محسوس ہو رہا ہے کہ اب ہمارا یہ ڈرامہ اور تماشہ چند دنوں کا مہمان ہے۔ چنانچہ اہل ایمان نے اس جذبہ ایمانی سے ہر سطح پر کوشش کی کہ مختصری مدت میں حکومت وقت کو گھٹنے ٹیکنے پڑ گئے اور انہوں نے پورے خلوص اور صحت نیت کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ ہم ان انگریزی گماشتوں کو قانونی طور پر بھی غیر مسلم قرار دے دیں گے۔ چنانچہ گورنمنٹ نے قانونی راستہ اختیار کرتے ہوئے مجھے موقعہ دیا کہ میں پورے اطمینان اور آزادی کے ساتھ قادیانیت پر مسلم علماء کے سامنے گفتگو کروں تاکہ کچھ شک وشبہ کی گنجائش نہ رہے۔ حتیٰ کہ میں از خود بنفس نفیس اسمبلی میں تمام ارکان کی موجودگی میں پیش ہوا اور ادھر اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار بحث کر رہے تھے۔ جن کو علمائے اسلام نے خوب تیاری کرائی تھی۔ ادھر میرے ساتھ بھی معاونین موجود تھے۔ گویا کھلے اور پرسکون ماحول میں یہ سلسلہ بحث چلتا رہا۔ کوئی دباؤ نہیں تھا کوئی دھونس نہ تھی۔ اب میرے لئے یہ بڑا کٹھن موقعہ تھا۔ کیونکہ عام مناظروں یا مباحثوں میں تو ہم اپنی فطرت، روش اور عادت کے مطابق ہر قسم کا ہیر پھیر اور دجل وفریب سے کام نکالنے کی کوشش کر لیتے تھے۔ جھوٹ سچ بول کر کامیاب ہونے یا کم از کم برابر رہنے کا تاثر قائم کر سکتے تھے۔ یا ابتداء ہی میں مرحلہ شرائط میں کوئی آڑ پیدا کر لیتے۔

مگر یہاں اب یہ تمام حربے ناکام تھے۔ کچھ نہیں ہوسکتا تھا۔ کیونکہ گفتگو ارکان اسمبلی کے سامنے تھی جہاں کوئی ہیرا پھیری نہ چل سکتی تھی۔ بھلا سرکاری وکیل کے ساتھ گفتگو کرنا کوئی کھیل ہے۔ جہاں ہر بات ٹو دی پوائنٹ اور با اصول کرنا پڑتی ہے۔ وہاں غلط مبحث اور ہیرا پھیری سے کام نہیں چلایا جاسکتا۔ چنانچہ مجھے ہر روز ایسے حوصلہ شکن اور اعصاب توڑ مواقع سے سابقہ پڑتا رہا۔ یحییٰ بختیار مجھے ہر بات میں پھانس کر مکمل لاجواب کر دیتا تھا۔ میں کبھی اپنے تھکنے کا بہانہ کر کے موقعہ ٹال جاتا۔ کبھی چیکنگ کا بہانہ بنالیتا اور کبھی ویسے ہی ندامت برداشت کر کے اور ڈھیٹ بن کر بیٹھا رہتا۔ کچھ نہ کچھ بولتا ہی جاتا۔

ویسے اس نے میرے ایسے اوسان خطاء کئے کہ میں بار بار پانی طلب کرتا۔ میرے پسینے چھوٹ جاتے۔ (یہ) تمام کارروائی کا ریکارڈ مولوی اللہ وسایا نے مرتب کر کے عام سطح پر شائع کر دی ہے۔ دادا جان! یہ تحفظ والے بھی بڑے ظالم لوگ تھے ذرا لحاظ نہیں کرتے تھے۔ ہر بات کو ظاہر کر کے ہماری خوب گت بناتے۔ پھر یہ اللہ وسایا تو نہایت فعال جماعت کا مخلص، ہوشیار اور خطرناک مسلم مبلغ تھا۔ یہ ظالم تو ہر جگہ پہنچ جاتا۔ چنانچہ میں نے آخر عمر میں آپ کی طرح ایک شادی رچالی، مال بہت نفیس تھا۔ چنانچہ عقد کے بعد اسلام آباد میں میں نے ہنی مون منانے کا پروگرام بنالیا تو جس بنگلہ میں میں سکونت پذیر ہوا، ان ظالموں نے اسی کے ساتھ ایک جلسہ رکھ لیا۔ وہاں ان ظالموں نے میرے باپ بشیر الدین کا وہ سربستہ راز والے خطوط برسر عام پڑھ کر سنانے شروع کر دیئے جو کہ نہایت قابل شرم تھے۔ بس یہ منظر دیکھ کر میرا ہنی مون تو وہیں دھرا رہ گیا۔ میرا تو حال برا ہو گیا۔ پھر مجھے دل کے دورے پڑنے لگے۔ تو چند ہی دن بعد میں یہاں آپ کے پاس پہنچ گیا۔ تو یہ لوگ اتنے بے لحاظ اور ظالم ہیں کہ کوئی بھی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتے۔ الغرض یہ بحث کے ۱۱ دن میرے لئے نہایت کٹھن اور قیامت خیز تھے ان کا ایک ایک منٹ ہزار سال کا تھا۔

کیونکہ ایک طرف سلسلہ کی لاج کا مسئلہ تھا کہ تمام دنیا کے سامنے رسوائی ہو جائے گی اور پھر اپنے حلقہ ارادت واثر میں نہایت شرمندگی کا موقع تھا۔ اس لئے ہر لمحہ اور سانس رک رک کر آرہا تھا۔ آخر یہ قیامت خیز لمحات گذر گئے۔ پھر میرے بعد ہماری باغی ٹولی لاہوری گروپ کی باری آئی تو وہ بھی میری طرح نہایت ذلت وناکامی سے دوچار ہوئے۔ بلکہ وہ تو پہلے ہی پوائنٹ پر ذلیل ہو گئے۔ یہ تمام عدالتی کارروائی تحریک ۱۹۷۴ء نامی کتاب میں اللہ وسایا نے نہایت صفائی اور خلوص سے مرتب کر کے شائع کر دی تھی۔ جس کو نہایت چاہت کے ساتھ ہاتھوں ہاتھ لیا گیا۔

ایڈیشن پر ایڈیشن نکلتے رہے۔ ادھر ہمارے ہاں بھی کچھ دنوں تک مردنی سی چھائی رہی۔ کیونکہ اتنی ذلت کے ردعمل میں چاہے کوئی انسان کتنا ہی ڈھیٹ اور مجسم ابلیس ہو وہ متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ مگر ہماری اور ہمارے پیروکار کی فطرت اور خمیر ماشاء اللہ آپ کی تربیت سے نہایت ہی گھٹیا اور مسخ شدہ واقع ہوئی ہے۔ آپ کی طرح، نہ کسی ناکامی کا چنداں اثر اور نہ کسی ذلت و رسوائی کا فکر۔ دیکھئے آتھم کے مقابلہ میں کتنی خفت ہوئی مگر آپ تھے ایک صبر و ہمت کا پہاڑ۔ زیادہ سے زیادہ چند لمحات متاثر ہوئے اور پھر اسی طرح شیر اور دلیر۔ آخر استقامت ایک گوہر نایاب ہے۔ اسے ہاتھ سے کیوں جانے دیتے۔ پھر آپ کی سیرت غلیظہ میں محمدی بیگم کا عجیب ترین مقصد بھی موجود ہے کہ آپ نے اس کے حصول کے لئے کتنے پاپڑ بیلے، کتنے جتن کئے۔ مگر ہر طرف سے ناکامی اور ذلت ہی دامن گیر ہوئی۔ آپ نے ہزار قسم کے بلند بانگ الہامی نعرے لگائے کہ یہ ہوگا وہ ہوگا۔ مگر یہ سب محض ایک فراڈ اور چکمہ تھا۔ کچھ بھی نہ ہوا۔ وہ محمدی بیگم بہ سلامتی ایمان سلطان محمد کے ساتھ بیاہ دی گئی اور مدت تک آپ کے سینہ اغلظ پر مونگ دلتی رہی اور آپ اس کا داغ مفارقت لے کر یہاں نار جحیم میں بھی آوارد ہوئے۔ مگر وہ ٹس سے مس نہ ہوئی۔

ہاں بیٹے! یہ واقعات میرے لئے بڑے سوہان روح بنے ہوئے تھے۔ آتھم کا بھی اور اس لڑکی کا بھی۔ دیکھو کہ آتھم مقررہ مدت میں نہ مرا تو مہینے کی آخری رات سو قسم کے جنتر منتر کئے۔ رات کو کچھ دانوں پر دم کر کے بھی اندھے کنویں میں ڈالے۔ ادھر ساری رات تمام امت کے افراد مرد و عورت گویا ماتم کر رہے تھے کہ یا اللہ آتھم مر جائے۔ آتھم مر جائے۔ مگر وہ بڑا سخت جان نکلا۔ اگلی صبح عیسائیوں نے وہ طوفان بدتمیزی اٹھایا کہ الامان والحفیظ۔ انہوں نے سارے شہر میں اپنا جلوس پھیرایا اور میرے اور میرے سلسلہ کے خلاف بہت کچھ بکا گیا۔ پھر یہ تو خیر ایک عام بات تھی۔ ان ظالموں نے میرے اس ڈرامہ کو بہانہ بنا کر اسلام حتیٰ کہ رحمت کائنات ﷺ کے خلاف بھی بہت کچھ بکا۔ عیسائی بھنگڑے ڈالتے رہے۔ کئی قسم کی اول فلول بکتے رہے۔ ادھر ہم سب اندر دبکے بیٹھے رہے۔ یہ سب کچھ میری وجہ سے ہوا۔ ادھر جب کئی مریدوں میں تشکیک کی لہر پیدا ہونے لگی تو میں نے کئی قسم کے عذر بہانے تراش کر کے ان کو مطمئن کرنے لگا کہ یہ اندر سے ڈر گیا تھا۔ اس لئے بچ گیا ہے۔ اگر میری یہ بات جھوٹ ہے تو اسے کہو کہ وہ قسم اٹھا کر حلف اٹھائے کہ میں اندر سے نہیں ڈرا تو چونکہ عیسائیوں کے ہاں قسم کا مسئلہ بالکل نہیں ہے۔ اس لئے وہ کیسے قسم کھاتا ہے۔ لیکن اس بہانے میرا الو کچھ سیدھا ہو گیا۔ کم از کم میرے لاعقل مرید تو مطمئن ہو گئے کہ حضرت صاحب ٹھیک فرما رہے ہیں۔ حالانکہ بات واضح تھی کہ ایسے موقعہ پر کسی کا دل سے ڈرنا

کیسے معلوم ہوسکتا ہے اور پھر یہ دل کا خوف ایک طبعی معاملہ ہے۔ اس سے خدائی وعید کیسے ٹل سکتی ہے؟ دیکھئے آنحضورﷺ کے مقابلے میں ابوجہل صرف ڈرتا ہی نہیں تھا۔ بلکہ دل سے جانتا بھی تھا کہ آپؐ واقعی حق پر ہیں۔ مگر پھر بھی اسے یہ قلبی ڈر مفید نہ ہوا۔ دیکھئے کفار کے قلبی ڈر کے متعلق خود علیم وخبیر ذات نے اطلاع دی ہے کہ: ''وجحدوا بها واستيقنتها انفسهم'' مگر یہ ڈر غیر معتبر ہے۔ امیہ کے متعلق کسے پتہ نہیں کہ وہ آپ کی پیش گوئی کے بعد نہایت خائف اور لرزاں تھا۔ حتیٰ کہ اسے زبردستی جنگ بدر میں لایا گیا وہ بادل نخواستہ شریک بھی ہوا۔ آخر ایک موقعہ پر وہ حملہ آور ہوا تو صحابہؓ نے روکنا چاہا لیکن سرکار دو عالمﷺ نے فرمایا کہ آنے دو میں اسے خود قتل کروں گا۔ چنانچہ آپؐ نے اس کی گردن پر معمولی سی نیزہ کی خراش ہی لگائی۔ جس پر وہ بیل طرح دھاڑتا تھا۔ دوسرے کافر اسے شرم دلاتے کہ ارے بدبخت اس معمولی خراش پر اتنا چلاتا ہے۔ لوگ کیا کہیں گے؟ تو اس نے کہا کہ بات یہ ہے کہ یہ زخم خود صادق وامین کا لگایا ہوا ہے اور فرمایا ہے کہ میں اسے قتل کروں گا۔ تو اب گویا مارا ہی گیا۔ میرا بچنا محال ہے۔ کیونکہ اس امین وصادقؐ کے قول میں تخلف نہیں ہوسکتا۔ آخر وہ ایک عبرتناک موت مر گیا۔ اب بتلایئے وہ دل سے ڈرا نہ تھا۔ لیکن یہ ڈرا سے کچھ بھی فائدہ مند نہ ہوا۔ اسی طرح اگر آتھم دل سے ڈر بھی گیا ہوتا۔ (اگرچہ یہ بات درست نہیں اسے میری گیدڑ بھبکیوں کا خوب علم تھا۔ لہٰذا وہ مجھ سے ہرگز نہیں ڈرتا تھا) تو بھی حسب فرمان الٰہی بچ نہ سکتا تھا۔ لہٰذا میرا یہ بہانہ اور تاویل بھی محض چنڈوخانے کی ایک گپ تھی جو میں نے محض اپنے احمقوں کو قابو میں رکھنے کے لئے ماری تھی۔ ورنہ من آنم کہ من دانم۔ کیوں بھئی نوردین صاحب اور حکیم فضل دین صاحب اور عبدالکریم اور احسن امروہی وغیرہ۔ میرے جانثارو! کیوں بیٹے بشیر الدین محمود اور بشیر احمد وغیرہ یہ بات درست ہے نا۔ مشترکہ آواز۔ ہاں جی! حضرت والا بالکل درست ہے۔ آخر قرآن حکیم اور واقعیت کو کیسے جھٹلایا جاسکتا ہے؟

بس بالکل اس طرح میں نے محمدی بیگم اور دیگر واقعات میں بھی ہیرا پھیری اور مکروفریب سے اپنے الوؤں کو قابو میں رکھا۔ ورنہ میری کوئی بھی پیش گوئی کبھی پوری نہ ہوسکی۔

دیکھو میں نے پیش گوئی کی کہ ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔ (البشریٰ ج۲ص۱۰۵)

مگر دنیا جہاں جانتی ہے کہ میں کہاں اور کیسی عبرتناک موت مرا۔ پھر میں نے ایک دفعہ حجاز میں ریل کی لائن بچھتے ہوئے دیکھ کر پیش گوئی ٹھوک دی کہ یہاں ریل چلے گی مگر چونکہ میں نمائندہ ابلیسی تھا۔ اس لئے خدا نے لازماً مجھے ہر جگہ جھوٹا ظاہر کرنا تھا۔ چنانچہ ایسے ہی ہوا کہ گورنمنٹ نے وہ منصوبہ ہی ختم کردیا جو کام شروع ہوچکا تھا اس کو بھی ختم کردیا گیا اور یوں میری

ذلت ورسوائی کا سامان بنا۔ حالانکہ اس موقعہ پر اگر کوئی عام آدمی نے بھی حالات کے پیش نظر ایسی پیش گوئی کی ہوتی تو اس کی تکمیل بھی متوقع تھی۔ اس میں الہام وغیرہ کو کوئی دخل نہ تھا۔ مگر اللہ کریم نے اپنے بندوں کو میری پوزیشن اور ڈرامہ بازی کی حقیقت ظاہر کرنے کے لئے ایسے مواقع پر بھی جھوٹا ہی ثابت کیا۔ کیوں جی! میرے مراقی امتیو، خلیفو اور مربیو۔ یہی بات ہے نا؟ جی سر یہی بات ہے۔ احمقو! یہاں مان رہے ہو۔ مگر دنیا میں کیوں اندھے بنے رہے۔ وہاں اگر تمہاری کھوپڑی کام کرتی ہوئی تو آج تم یہ روز بد نہ دیکھتے۔ او ظالمو! تم نے کتنا بڑا ظلم ڈھایا کہ اندھے ہو کر میرے تماشہ پر یقین کر لیا تو خود بھی برباد ہوئے اور مجھے بھی ڈبل ٹرپل برباد کیا اور ساتھ ہزاروں لاکھوں مخلوق خدا کی تباہی کا ذریعہ بھی بنے۔

او میرے نالائق خلیفو! اور بدفطرت حواریو اور مبلغو۔ خبیثو! تم نے خواہ مخواہ چند ٹکوں کے عوض دنیا میں گمراہی پھیلائی۔ بلا دلیل علمائے اسلام سے ٹکر لی۔ جاؤ خبیثو! دفع ہو جاؤ میرے سامنے سے۔ مجھے میرے پیر و مرشد کی قسم۔ اگر میرے بس میں ہو تو میں تم سب کو مرغا بنا کر تمہاری پشتوں پر کوڑے برساؤں۔ ظالمو! تم نے اتنی عوام کو برباد کیا۔ تمہیں کسی کی خوشی یا غمی کا ذرا فکر نہ تھا۔ کسی کا عزیز باپ مر جاتا تو تم ظالمو رجسٹر لے کر فوراً جا دھمکتے۔ لاؤ بھی ہمارا حساب پھر جنازہ اٹھانے دیں گے۔ ۱۰ فیصد کا حساب کرو۔ پراپرٹی کا حساب لکھاؤ۔ توبہ توبہ! اتنی سنگ دلی اور بدبختی کہ بچے یتیم ہو رہے ہیں، عورت بیوہ ہو گئی اور تمہارے اللے تللے ہو رہے ہیں۔ تمہارا سیزن گرم ہو رہا ہے۔ کوئی غریب صبح سے شام تک بچوں کا پیٹ پالنے کے لئے محنت کرتا ہے۔ مگر تم کو یہ فکر نہیں کہ اس کی اپنی ضروریات بھی پوری ہوتی ہیں یا نہیں۔ تم نے ظالمو اپنا عشر لازمی بٹورنا ہے۔ آخر کچھ تو شرم ہونی چاہئے۔ کہیں اخبار کا چندہ، کہیں رسالوں کا فنڈ، کہیں لنگر کا پھندہ، کہیں بہشتی مقبرہ کا چکر گرم کر رکھا ہے۔ کہیں دوسرے چکر چلا رکھے ہیں۔ میں تو ایک معذور آدمی تھا۔ اپنی ضرورت کے لئے تھوڑا بہت چکر چلایا۔ مگر ظالمو تم نے تو لوٹ مار کی حد کر دی۔ میں نے بھی وسیع مکان کا مصنوعی الہام سنا دیا۔ لوگوں سے چندہ بٹورا اور کبھی منارۃ المسیح کے بہانے لوگوں کی جیبیں ٹٹولیں۔ مگر ظالمو تم نے تو اپنی کوٹھیاں، بلڈنگیں اور ایوان محمود جیسی فضول عمارتیں بنانے کے لئے عوام کو لوٹنا شروع کر دیا۔ جائیدادیں بن رہی ہیں۔ تمہاری اولاد مرسڈیز کاروں پر اللے تللے کر رہی تھی۔ تم نے تو عوام کا خون نچوڑ کر ربوہ کو شداد کی بہشت کا نمونہ بنا کر رکھ دیا تھا۔ ظالمو! ادھر تم اپنی عیش و عشرت میں غرق ہوتے تھے۔ ادھر میری ہڈی پسلی ایک کی جاتی رہی تھی کہ خبیث تو نے یہ کیا چکر چلایا ہے۔ میں نے صرف ایک نصرت جہاں کے ناز نخرے اٹھانے کے لئے لوگوں کو لوٹا مگر تم

نے اپنے گھروں میں شاہانہ عشرت کدے بنانے کے لئے لوگوں کے مال پر ڈاکے ڈالنے شروع کر دیئے۔ آخر کچھ تو خیال کرتے۔ اچھا خیر، ۱۹۷۴ء کی ناکامی کے بعد کیا ہوا؟

مرزا ناصر: پھر حضرت میرا دور تو ختم ہو گیا۔ اگرچہ ہماری ذلت و رسوائی مزید پیش رفت کر رہی تھی۔ جب کہ میں تو بس اپنی طاہرہ کے چکر میں ہی دنیا سے رخصت ہو گیا۔ وقفہ بول۔ نعروں کی جھنکار و شور۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن اوتار کی جے۔ قادیانیت مردہ باد۔ انگریزی گماشتے کی جے۔

تھوڑی دیر بعد جناب قادیانی پھر اپنی مسند پر براجمان ہوتے ہیں اور آواز دیتے ہیں۔

بیٹے طاہر! طاہر احمد! وہ آتا ہے جی دادا جان! حاضر، فرمایئے کیا ارشاد۔

مرزا صاحب: بیٹے اب تم بھی اپنی کچھ تاریخ اور روئیداد پیش کرو تاکہ مزید کچھ وقت پاس ہو جائے۔ مرزا طاہر! دادا جان میرا دور نہایت آزمائش کا دور تھا۔ وہ بڑا کٹھن زمانہ تھا۔ کیونکہ ۱۹۷۴ء کی تحریک اور ہماری ناکامی کے بعد امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ کی پارٹی مجلس تحفظ ختم نبوت جو کہ مسلمانوں کے تقریباً مکاتب فکر کے سنجیدہ علماء کرام پر مشتمل تھی انہوں نے مسلسل ہمارا تعاقب جاری رکھا۔ مگر ۱۹۷۴ء کے بعد ان میں مزید مستعدی ظاہر ہو گئی۔ انہوں نے اپنے آپ کو مزید فعال اور مستحکم کر لیا۔ ادھر چنیوٹ کے مولانا منظور احمد نے بھی بیرون ممالک میں ہمارے خلاف خوب کھل کر اظہار حقیقت کرنا شروع کر دیا اور جگہ بجگہ ہم پر غیر مسلم ہونے کے فتوے لگنے شروع ہو گئے۔ بلکہ ملکی عدالتوں نے بھی ہمارے غیر مسلم ہونے کے فیصلے سنانے شروع کر دیئے۔ چنانچہ سب سے پہلے ۱۹۳۴ء میں بہاول پور میں ایک نہایت اہم مقدمہ کا فیصلہ سامنے آیا تھا۔ جس میں قادیانیوں کو واضح طور پر غیر مسلم قرار دیا گیا۔ اس کے بعد پنڈی اور سندھ وغیرہ میں ایسے عدالتی فیصلے صادر ہوئے اور بیرونی سطح پر رابطہ عالم اسلامی نے اور دیگر تمام مسلم تنظیموں نے مشترکہ فیصلے دیئے کہ قادیانی غیر مسلم ہیں۔ یہ مجلس تحفظ ختم نبوت کے ادارہ کا کام تھا کہ جس نے ملک کے ہر شہر اور گاؤں کے دورے کر کے عوام کو ہمارے اس فتنے سے آگاہ کیا۔ جگہ جگہ اپنے مرکز قائم کیے۔ وہاں مستقل کامیاب مبلغ مقرر کئے اور پھر ہمارے خلاف بے پناہ لٹریچر شائع کیا گیا۔ جس میں ہمارے تمام مکر و فریب اور کذب و دجل واضح کر دیا گیا۔ اس سلسلہ تعاقب میں مولانا محمد یوسف لدھیانوی نے بڑا مرکزی کردار ادا کیا تھا۔ اس بندہ خدا نے اس ادارہ کو زبردست متحرک بنا دیا۔ پھر ایک خاموش طبع درویش خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم نے اس ادارہ کی سرپرستی قبول کر کے مزید اس میں روح پھونک دی۔ یہ صاحب شب و روز اس محاذ پر متحرک

ہو گئے۔ عجیب جذبہ تھا۔ کہاں ایک گوشہ نشین درویش اور اب کہاں ہر وقت شہر شہر قریہ قریہ کے سفر اور وہ بھی بڑھاپے میں۔ اگرچہ اس سے پہلے ہمارے ہی تربیت یافتہ لال حسین اختر جو کہ ہم سے کٹ کر پھر دائرہ اسلام میں چلے گئے تھے۔ انہوں نے نمایاں کام کیا۔ کیونکہ وہ گھر کے بھیدی تھے۔ اس لئے ہر مناظرہ میں ان کا سامنا کرنے سے ہمارے گھاگھ مناظر بھی جھجکتے تھے۔ ان کے بعد پھر مولانا محمد علی جالندھریؒ اور مولانا محمد حیات صاحب وغیرہ فعال قسم کے لوگوں نے ہمارے تعاقب میں جان توڑ محنت کر کے ہمیں بس کھڈے لائن لگا دیا۔ ازاں بعد ایک فوجی جنرل نے حکومت کی باگ ڈور سنبھالی۔ یہ ایک سادہ مسلمان آدمی تھا۔ اس نے ملک میں اسلام نظام رائج کرنے کا تہیہ کیا ہوا تھا۔ اگرچہ ہم نے اور دیگر مخالفین اسلام نے اس کی کچھ زیادہ نہ چلنے دی۔ مگر پھر بھی وہ ہمارے لئے نہایت خطرناک ثابت ہوا۔ ۱۹۷۴ء میں جو قانون بنایا گیا تھا اس نے اسے اپناتے ہوئے ۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو امتناع قادیانیت کا قانون نافذ کر دیا کہ ہم نہ تو تبلیغ کر سکتے ہیں نہ پریس استعمال کر سکتے ہیں اور نہ ہی سالانہ میلہ لگا سکتے ہیں۔ نہ کوئی اخبار نہ رسالہ جاری کرنے کے مجاز ہیں۔ اس طرح ہم سیاسی اور سرکاری سرپرستی سے بھی محروم ہو گئے اور عوامی سادہ لوح سے بھی کٹ گئے۔ کیونکہ سرکاری فیصلے نے ہر چھوٹے بڑے اور ہر سطح کے انسان کو ہماری اصلیت کا پتہ چلا دیا۔ ورنہ اس سے قبل کئی گاؤں اور علاقوں میں ہم مسلمانوں کے ساتھ اکٹھے قربانیاں بھی کر لیتے۔ شادی بیاہ بھی رچا لیتے۔ مسجدیں بھی مشترکہ بنا لیتے تاکہ اپنی تبلیغ لوگوں تک پہنچا کر ان کو اپنے دام تزویر میں پھنساتے رہیں۔ مگر اس مرحلہ پر ہمارا دھندہ بالکل ٹھپ ہو گیا۔ گویا مرزائیت ایک طعن اور گالی بن گئی۔ بڑے بڑے افسر اور بااثر لوگ بھی اپنی حیثیت پوشیدہ رکھنے میں سلامتی سمجھنے لگے۔ ہمارا جلسہ بند اور الفضل بند، تبلیغ بند، سب کچھ بند، ہم اپنے سینہ پر کلمہ طیبہ کا بیج نہ لگا سکتے اور نہ ہی اپنے مکان یا کاروباری ادارہ کے گیٹ پر اسے لکھ سکتے تھے۔ نہ دیگر کوئی اسلامی علامت کسی بھی سطح پر استعمال کرنے کے مجاز۔ گر کوئی جرأت کر لیتا تو فوراً مجلس تحفظ ختم نبوت والے حوالہ قانون کرا دیتے۔ حکومت اور انتظامیہ بھی سرکاری قانون کے تحت ہمارے خلاف کارروائی کرنے میں مجبور تھی۔

غرضیکہ میرے لئے یہ وقت نہایت کٹھن تھا۔ ایسے حالات میں، میں بہت گھٹن محسوس کرنے لگا اور یہ حالات ایسے ابتر ہو گئے کہ میرا اس سے ماحول میں رہنا ناممکن ہو گیا۔ چنانچہ میں ایک خاص پلان کے تحت رات کو برقع پہن کر وہاں سے فرار ہوا اور سیدھا اپنے جنم بھومی لندن کی کشادہ اور آزاد فضا میں ہجرت کر آیا۔ یہاں اپنے سرپرستوں کی زیر نگرانی اور حمایت میں نے اپنا

مرکز قائم کر لیا۔ لیکن مجلس تحفظ ختم نبوت والے بھی بہت چست نکلے۔ انہوں نے بھی میرے قریب ایک گرجا خرید کر اپنا تبلیغی مرکز قائم کر لیا۔ جس میں مختلف تبلیغی پروگراموں کے تحت سالانہ کانفرنس کا سلسلہ بھی شروع کر دیا گیا۔ مقامی زبان میں ہمارے خلاف لٹریچر بھی شائع ہونا شروع ہو گیا۔ اگر چہ اس سے قبل بھی یہاں برطانیہ میں مسلمانوں کے کئی مراکز اور مساجد تھیں۔ مگر یہ ادارہ تو مستقل طور پر ہمارے ہی تعاقب کے لئے قائم ہوا۔ پھر ہم نے اگلا قدم اٹھایا کہ ایک چینل حاصل کر کے ڈش کے ذریعے تمام عالم میں اپنی تبلیغ کا سلسلہ شروع کر دیا گیا۔ جس سے علمائے اسلام بہت سیخ پا ہوئے۔ بہت پریشان ہوئے کیونکہ ہماری تبلیغ گھر گھر پہنچ رہی تھی۔ پاکستان کے جس گاؤں میں قادیانیوں کا ایک بھی گھر ہوتا وہاں وہ ڈش کا انتظام ضرور کرتا۔ یا اسے کر کے دیا جاتا۔ جہاں زیادہ آبادی ہوتی، وہاں اپنے گھر میں ڈش پر میرا خطاب سننے کے لئے تمام افراد جماعت کو بمع خواتین کے جمع کر لیا جاتا۔ نیز مسلم نوجوانوں کو گھیر گھار کر ڈش دیکھنے سننے کی دعوت دیتے۔ چنانچہ کئی نوجوان ڈش پر یہ پروگرام سنتے اور کئی اس سے متاثر ہو کر بیعت فارم بھی پر کر لیتے اور کئی کو ہم شادی کا لالچ دے کر بیعت فارم پر کرا لیتے۔ کئی کو ملازمت کا جھانسا دے کر پھانس لیتے اور کئی افراد کو جرمنی اور کینیڈا وغیرہ کے ویزا اور نیشنلٹی کا چکمہ دے کر پھانس لیتے۔ اس طرح بہت افراد ہمارے چکر میں آ گئے۔۔ پھر ہم نے بیرونی سطح پر عیسائی مشنریوں والا رول اپنایا کہ غریب علاقوں میں سکول کھول لئے۔ سڑکیں اور رفاہی ادارے مثلاً ڈسپنسریاں یا ہسپتال کھول کر عوام الناس کو مائل کر کے اپنا شکار کر لیتے۔ چنانچہ ایک دفعہ ہم نے مالی علاقہ میں پینتیس چالیس ہزار افراد کو حلقہ بگوش قادیانیت کر لیا۔ مگر برا ہو ان مجلس تحفظ ختم نبوت والوں کا کہ یہ وہاں فوراً پہنچ گئے اور ہمارا دجل وفریب ظاہر کر کے ان قادیانیوں کو دوبارہ حلقہ بگوش اسلام کر لیا اور ہم یوں ہی ہاتھ ملتے رہ گئے۔ اس طرح کی کئی کارروائیاں ہوئیں۔ مگر ہم پھر بھی ہمت نہ ہارتے تھے۔ کہیں نہ کہیں شب خون مار ہی لیتے۔ مگر آخر باطل باطل ہی ہوتا ہے، تھوڑے وقفے کے بعد ہمارا دجل کھل جاتا اور ہم نامرادی اور حسرت سے ہاتھ ملتے رہ جاتے۔

اس طرح ہماری سرگرمیوں کا سلسلہ پھر سرگرم ہو گیا۔ ہاں ایک آزمائش ابھی سر پر سوار تھی کہ امتناع قادیانیت کے قانون کے تحت ہمارا کوئی فرد اسلامی اصطلاحات اور کلمہ شریف کا استعمال نہیں کر سکتا تھا۔ بصورت دیگر قید اور جرمانہ کی سزا سے دوچار ہونا پڑتا ہے۔ سلسلہ میں ہمارے نوجوانوں بہت جواں مردی اور ہمت کا ثبوت دیا۔ سینے پر کلمہ کا بیج لگا لیتے یا دروازوں پر کلمہ طیبہ آویزاں کر لیتے۔ مگر رپورٹ ہونے پر انتظامیہ فوری کلمہ کو محفوظ کر لیتی اور ملزم کو گرفتار کر

کے جیل میں بھیج دیتی۔ اسی طرح ہم اپنی انگوٹھیوں میں آپ کی نشانی ''الیس اللہ بکاف عبدہ'' نقش نہیں کر سکتے تھے۔ ورنہ قید کی سزا سامنے ہوتی۔ اس طرح مسلمانوں کے قبرستان میں اپنے مردے دفن نہیں کر سکتے تھے۔ اس سلسلہ میں بھی کافی مقدمات یا جھگڑے کھڑے ہوئے۔ نیز ہم مسجد یا مسجد نما کوئی عمارت نہیں بنا سکتے تھے اور نہ ہی اپنی عبادت گاہ کو مسجد کا عنوان دے سکتے تھے۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کی عبادت گاہ کا نام تھا۔ الغرض اب ہم کوئی بھی اسلامی اصطلاح یا شعائر اسلام نہ کر سکتے تھے۔ اس طرح بہت مصیبت پڑ گئی۔ زندگی مشکل ہو گئی۔ اب ہمارے مبلغ اپنے افراد کو تبلیغ کرتے بھی جھجکتے تھے۔ پھر بھی ہمارے مبلغ اور مربی کسی نہ کسی طرح اپنی کارروائیاں جاری رکھے رہے۔ جب کہ اہل اسلام کھل کر ہمارے خلاف تبلیغ کرنے لگے۔ کانفرنس منعقد کر کے ہمارے راز فاش کئے جاتے۔ ہمارے خلاف مسلمانوں کی خوب ذہن سازی کی جاتی۔ منفی نعرے لگوائے جاتے۔ علاوہ ازیں انہوں نے ایک مستقل ہفت روزہ بنام ختم نبوت کراچی سے جاری کیا ہوا تھا۔ جو کہ اندرون و بیرون ملک ہمارا ڈٹ کر کامیاب اور مؤثر تعاقب کر رہا تھا اور پھر انہوں نے ملتان مرکز میں سالانہ تربیتی کورس بھی منعقد کرنا شروع کر دیا۔ جس میں ملک بھر سے علماء، مدرسین، طلبہ اور دیگر تعلیم یافتہ افراد شامل ہو کر خوب تربیت لیتے اور واپس جا کر اپنے علاقوں میں ہمارا ناک میں دم کر دیتے۔ پھر انہوں نے ہمارے ربوہ کے ساتھ ہی مسلم کالونی میں ایک بہت بڑا تبلیغی مرکز قائم کر لیا۔ جہاں تربیتی کورس کے علاوہ سالانہ ملک گیر کانفرنس بھی منعقد کرانے لگے جو کہ بہت مؤثر ثابت ہوتی۔ وہاں لٹریچر ملتا اور دیگر مفید معلومات حاصل ہوتیں۔ ایسے ہی ہمارے دوسری مشہور حریف منظور احمد چنیوٹی نے بھی اپنے ادارہ دعوت وارشاد میں سالانہ تربیتی کورس شروع کرا دیا۔ نیز مکمل سٹڈی کے لئے انہوں نے سال بھر کا ایک کورس شروع کرایا۔ جس میں ذہین طلباء کو مکمل اور عالمانہ تیاری کرائی جاتی تھی۔ نیز انہوں نے بھی کئی تبلیغی کتب شائع کیں۔ پھر ایک تیسرا انٹرنیشنل ادارہ بھی عالم وجود میں آ گیا۔ انٹرنیشنل مومنٹ جس کے تحت انوار ختم نبوت نامی ماہنامہ جاری ہو گیا۔ علاوہ ازیں ہمارے تعاقب میں لاتعداد سلسلہ تصنیف شروع ہو گیا۔ جس سے ہمیں ناقابل برداشت نقصان پہنچا۔ ہر جگہ جزوی سٹڈی کورس شروع ہو گئے، جلسے اور کانفرنسیں ہونے لگیں۔ ہاں نیلام بھر کے سلسلہ میں مانسہرہ کے کچھ ساتھی اپنے علاقے میں یہ پروگرام منعقد کرنے لگے۔ جس سے سرحد میں بھی ہر جگہ ہمارا ناطقہ بند ہونے لگا۔ نیز اہل اسلام نے جدید سطح پر لٹریچر شائع کرنا شروع کر دیا۔ مثلاً ۱۹۵۳ء کی تحریک، ۱۹۷۴ء کی تحریک کے محرکات واسباب اور دیگر تمام تفصیل وکوائف پر مشتمل کئی ضخیم کتابیں شائع کی گئیں۔ فیصل آباد کے

صاحبزادہ طارق محمودؒ جو کہ ہمارے ہی خلاف ایک ہفت روزہ لولاک نکال رہے تھے جو بعد میں ماہنامہ کی شکل اختیار کر گیا اور بجائے فیصل آباد کے مرکزی دفتر ملتان سے شائع ہونا شروع ہو گیا۔ انہوں نے ''قادیانیت کا سیاسی تجزیہ'' نامی نہایت مفصل مؤثر اور مفید کتب شائع کر دی۔ نیز ایک اہم کتاب ''قادیانیت ہماری نظر میں'' شائع ہوئی۔ جس نے ہمارے تمام راز اور منصوبے ظاہر کر دیئے۔ جس سے ملک کا ہر ہوشمند طبقہ ہم سے نفرت کرنے لگا۔ چنانچہ پہلے تو ہم احمدی کہلاتے تھے۔ مگر پھر اس راز کے منکشف ہو جانے پر سرکاری اور عوامی محاورہ میں بھی قادیانی اور مرزائی کا لقب اور عنوان ہمیں مستقل طور پر الاٹ ہو گیا۔ احمدی کہنا ممنوع اور متروک ہو گیا۔

دادا جان! اس قسم کے کافی امور اور بھی ہیں۔ اتنا کچھ کہ بیان نہیں کیا جا سکتا۔ ہاں ایک بات ضرور عرض کروں گا کہ امتناع قادیانیت قانون کے خلاف ہمارے تعلیم یافتہ وکلاء حضرات نے کافی محنت کر کے ملک کی سپریم کورٹ میں رٹ دائر کر دی۔ بلکہ ایسی متعدد اپیلیں دائر کی گئیں جن میں اس قانون کو حقوق انسانی کے خلاف ثابت کرنے کی کوشش کی گئی۔ مگر سپریم کورٹ کے ججز نے نہایت دیانت داری اور مکمل بحث و تمحیص کے بعد یہ اپیلیں مسترد کر دیں اور صاف لکھا کہ قادیانی واقعی غیر مسلم ہیں۔ ان کو اسلامی اصطلاحات کے استعمال کی قطعاً اجازت نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اس طرح اسلام کا تشخص مجروح ہوتا ہے اور مسلمانوں کے حقوق متاثر ہوتے ہیں۔ چنانچہ اس پر ہم اپنا سامنہ لے کر بیٹھ گئے۔ ہاں ایک اور اہم اور ضروری واقعہ یہ بھی پیش آیا کہ میں نے کافی محنت کر کے ایک علاقہ کے ہزارہا افراد کو دائرہ قادیانیت میں لانے کی کوشش کی۔ بیعت بھی لے لی۔ مگر یہ مجلس تحفظ ختم نبوت والے فوراً وہاں بھی پہنچے اور ان لوگوں کو اصل حقیقت سے باخبر کر کے واپس اسلام میں لے گئے۔ گویا ہماری کامیابی زبردست ناکامی میں تبدیل ہو گئی۔ اسی طرح ایک موقعہ پر ہم نے تاشقند میں کوئی چکر چلایا کہ وہاں کے میئر سے ایک بڑی مسجد کی چابی بھی حاصل کر لی کہ وہاں اپنا اسلامی مرکز بنائیں گے۔ مگر یہ تحفظ والے گویا پہلے ہی انتظار میں تھے۔ فوراً وہاں پہنچے اور ہمارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا۔ پھر ہم ہر سال سالانہ جلسہ ربوہ کی کوشش کرتے تھے، اعلان کرتے تھے مگر ہر بار یہ لوگ ہمیں ناکام کر دیتے۔ انتظامیہ فوراً پابندی لگا دیتی تھی۔ الغرض اس قسم کے کافی مقابلے ہوتے رہتے تھے۔ مگر ہر موقعہ پر ناکامی ہمارے ہی مقدر میں ہوتی تھی۔ اگرچہ ایسے کٹھن اور پرتھکن حالات میں ہم نے کافی چکر چلا رکھے تھے۔ جیسے ملازمت کا چکر، مالی تعاون اور رشتہ کا چکر، بیرون ملک ویزہ کا لالچ وغیرہ۔ مگر کامیابی معمولی اور ناکامی زیادہ پلے پڑتی تھی۔ گویا یوں لگتا تھا کہ اب ہم چند دنوں کے ہی مہمان تھے۔ خود میں لندن مرکز میں بیٹھ کر بذریعہ ڈش

اپنے سابقہ مریدوں کو قابو میں رکھنے کے لئے بہت واویلا کیا کرتا تھا۔ کئی قسم کے جھوٹے بلند بانگ دعوے کرتا۔ لاف گزاف مارتا۔ جعلی بیعتوں کی تشہیر کرتا تاکہ یہ نادان مرید بد دل نہ ہوں۔ مگر خاطر خواہ نتیجہ برآمد نہ ہوتا۔ ملک پاکستان میں جگہ جگہ سے خبریں آنے لگتیں کہ آج فلاں جگہ اتنے قادیانی مسلمان ہوگئے، آج وہاں قادیانی مربی مسلم عالم کی تاب نہ لا سکا۔ جس کے نتیجے میں اتنے مرزائی دوبارہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ آج فلاں علاقہ میں اتنے خاندان قادیانیت پر لعنت بھیج کر پکے سچے مسلمان ہوگئے وغیرہ وغیرہ۔ ایسی خبروں کا تانتا بندھ گیا۔

غرضیکہ میری شب و روز کی محنت کا نتیجہ منفی ہی نکلتا۔ روز بروز ہماری نفری میں کمی ہی ہوتی رہی۔ کہیں سے اگر ہزار جتن کے بعد ایک آدھ آدمی کو پھانسنے کی خبر آتی تو دس مقامات پر کئی افراد کے مسلمان ہو جانے کی خبریں آجاتیں۔ جی دادا جان! ایک اور پریشان کن مصیبت یہ سامنے آئی کہ ننکانہ صاحب میں جہاں سکھوں کا اہم مرکز بھی تھا۔ وہاں سے کچھ فعال قسم کے جدید تعلیم یافتہ نوجوان ہمارے خلاف محاذ قائم کر بیٹھے۔ آخر یہ کالجیٹ لوگ تھے بہت ہوشیار اور تربیت یافتہ بھی تھے۔ انہوں نے ہمیں بہت پریشان کیا۔ آئے دن کوئی نہ کوئی اچھوتا رسالہ یا رنگین پمفلٹ اور ٹریکٹ شائع کر دیتے۔ جس میں نہایت اشتعال انگیز انداز سے ہمارے خلاف لکھا جاتا۔ اہم پوائنٹ اٹھائے جاتے۔ کئی حیران کن انکشاف کئے جاتے۔ ان لوگوں نے ہمیں بہت دق کیا۔ ان لوگوں نے سینکڑوں کتابچے شائع کر کے بس ہمارا ناطقہ بند کر دیا۔ پھر کئی مقامات پر آپ کا کارٹون بنا کر دلآزار ڈرامے بھی پیش کرتے رہتے۔ جس سے عوام بہت خوش ہوتے۔ ہمارے خلاف کارروائی میں دلچسپی لیتے۔ یہ نوجوان طاہر رزاق اور متین خالد تھے۔ جنہوں نے قادیانی تعاقب میں قابل قدر کام کیا۔ مرگ مرزائیت اور قادیانی افسانے وغیرہ نہایت دلچسپ کتابیں شائع کیں۔ جو نوجوانوں میں نہایت مقبول ہوئیں۔ پھر متین خالد نے کافی محنت سے ایک ایٹم بم تیار کیا جس کا نام تھا ''ثبوت حاضر ہیں'' کافی ضخیم کتاب تھی۔ جس میں ہر تحریر اور واقعہ کا دستاویزی ثبوت فراہم کر دیا۔ اس سے ہمارے سلسلہ دجالیہ کو ناقابل برداشت دھچکا لگا۔ ادھر ہم ان کے خلاف کچھ بھی نہ کر سکتے تھے۔ کیونکہ یہ لوگ بڑے فعال اور قانون سے واقف بھی تھے۔ چنانچہ میں نے خود لندن میں بیٹھ کر بھی ان کو بہت کوسا۔ مگر سب بے فائدہ۔ یہ لوگ مزید حوصلہ سے اپنی ڈگر پر رواں دواں رہے۔ ان لوگوں نے مزید آگے پیش رفت کرتے ہوئے سالانہ انعامی تحریری مقابلوں کا بندوبست بھی شروع کر دیا تھا۔ جس سے کافی مسلمانوں کو ہمارے خلاف تحقیق و ریسرچ کرنے اور لکھنے کا موقع مل جاتا اور اس سے متاثر ہو کر بے شمار عوام اور خواص ہماری

اصلیت سے واقف ہو جاتے اور کئی قادیانی اس سے پریشان ہو کر مسلمان ہو جاتے۔ اس طرح ہمارا کافی نقصان ہو جاتا تھا۔ واداجان! اگرچہ اس دوران کئی ملحد عالمی تنظیمیں حقوق انسانی کے چکر چلا کر ہماری تائید میں کھڑی ہو گئیں۔ مگر پھر بھی کچھ نہ بنا۔ ان کے مقابلہ میں مسلم علماء اور سکالرز نے اپنا مؤقف بین الاقوامی قانون کے مطابق پیش کر کے ہماری تائید کو مخدوش کر دیا۔

چنانچہ ایک موقعہ پر جنوبی افریقہ کی ایک عیسائی خاتون جج نے بھی ہمارے ہی خلاف فیصلہ دے دیا کہ واقعی قادیانی غیر مسلم ہیں۔ پھر ۱۹۹۵ء کے آخر میں تو ساؤتھ افریقہ کی سپریم کورٹ نے حد کر دی۔ اس عدالت عظمیٰ نے نہایت اہتمام کے ساتھ ہمارے خلاف طویل اور جاندار فیصلہ دے دیا کہ یہ لوگ واقعی غیر مسلم ہیں۔ ان کے کفر و اسلام کا فیصلہ صرف علمائے اسلام کا ہی معتبر ہو سکتا ہے۔ کوئی غیر مسلم یا سیکولر عدالت اس کی مجاز نہیں۔ غرضیکہ قدم قدم پر ہماری مشکلات میں اضافہ ہی ہوتا رہا۔ اگر کہیں کوئی کامیابی کا ایک قدم اٹھتا تو دوسری جگہ ناکامی کے دو قدم اٹھ جاتے۔ پھر اسی جدوجہد میں، میں نے کوشش کی۔ رابطے کئے کہ پاکستان میں تو ہمارا سالانہ میلہ بند ہو گیا ہے۔ آؤ ہندوستان سے کچھ منت سماجت کریں۔ ان کو اپنی وفاداری کا چکمہ دیں کہ ہم تو تمہارے ہی خادم ہیں۔ اسلام سے ہمارا کیا واسطہ؟ یہ ہم نے محض چکر بازی اور فراڈ شروع کر رکھا ہے۔ ورنہ نہ ہمارا اسلام سے کوئی واسطہ اور نہ ہی پاکستان کے ساتھ۔ دیکھو ہمارے خلیفہ دوم کا الہام موجود ہے کہ ہندوستان کی تقسیم غیر فطری ہے۔ اگر ہو بھی گئی تو ایک دن ختم ہو جائے گی۔ ہمارا تو یہ الہامی عقیدہ ہے۔ لہٰذا ہم تو اپنے عقیدہ کی سطح پر ان حدود کو ختم کرنے کے لئے ہر طرح سر توڑ کوشش کریں گے۔ کیونکہ ہندوستان میں ہمارا مرکز اوّل قادیان شریف ہے۔ اس کو ہم کیسے ترک کر سکتے ہیں۔ ہم جو پاکستان منتقل ہوئے تو یہ اس بناء پر نہیں کہ ہم انڈیا کے مخالف ہیں۔ بلکہ اسی کی خدمت کے لئے آئے ہیں کہ یہاں رہ کر ہم ان بناوٹی سرحدوں کو ختم کرانے کے لئے جدوجہد کریں گے۔ چنانچہ ہماری وفاداری کا کھلا ثبوت سامنے ہے کہ ہم نے کوشش کر کے کشمیر کا مسئلہ پیدا کر دیا۔ پھر ہم نے کوشش کر کے مشرقی پاکستان کو ختم کر کے بنگلہ دیش بنا کر انڈیا کی جھولی میں ڈال دیا۔ ہمارے حضرت کی رؤیا تو دیکھو اس میں مذکور ہے کہ میں کشف میں گاندھی جی کے ساتھ ایک ہی چارپائی پر لیٹا تھا۔ یہ ہمارے اتحاد کی دلیل ہے۔ برہان ہے۔ دیکھئے ہمارا کسی بھی مسلم حکومت کے ساتھ پرخلوص تعلق نہیں ہے۔ بلکہ ہر مخالف پاکستان کے ساتھ ہمارا رابطہ ہے۔ پیار ہے۔ چنانچہ اسرائیل جو کہ تمام عرب اور عالم اسلام کا کھلا دشمن ہے۔ پاکستان نے آج تک اسے تسلیم نہیں کیا۔ لیکن ہمارا وہاں بھی ایک مضبوط مرکز ہے۔ وہاں سے تربیت حاصل کر کے

یہودیوں کے ساتھ ہمارا رضا کار بھی برابر ان کے شریک کار رہتے ہیں۔ چنانچہ یہ سب کے سامنے آ چکی ہے کہ سینکڑوں قادیانی کمانڈو اور تخریب کار مقبوضہ کشمیر میں مجاہدین کو ختم کرنے یا دبانے کے لئے آ چکے ہیں۔ خود اسرائیلی فوج میں چھ سو مرزائی کمانڈوز کی اطلاع زبان زد ہے۔ اس لئے عالم کفر کو ہمارے متعلق اپنی حمایت اور وفاداری میں کبھی بھی تردد نہ ہونا چاہئے۔ ہم تمہارے ہیں اور تمہارے ہی رہیں گے۔ ہمیں کفر والحاد دنیا کے جس خطے میں چاہے استعمال کر کے ہمارے خلوص اور وفاداری کا امتحان لے سکتا ہے۔ دیکھو نا! ہماری تاریخ کہ ہمارے جد اوّل حضرت مرزا غلام مرتضیٰ قادیانی نے جنگ آزادی میں مسلمانوں کے خلاف محاذ میں پچاس گھوڑے بمع سوار انگریز کو پیش کر کے تمغہ وفاداری حاصل کیا اور اس سے پہلے سکھوں کے ساتھ مل کر بھی ہمارا خاندان مسلمان مجاہدین کو کرش کرتا رہا۔ یہ تو ہماری فطرت اور خاندانی کردار ہے۔ جس کے پیش نظر ہمارے مرزا غلام احمد قادیانی کو مسلمانوں کے خلاف استعمال کرنے کے لئے دعویٰ مسیحیت اور نبوت پر آمادہ کیا گیا تھا۔ جسے آنجناب نے آبائی سرشت کے پیش نظر ہنسی خوشی قبول فرمالیا۔ تو پھر دادا جان! انڈیا سرکار نے یہ معروف حالات وکوائف جانتے ہوئے ہمیں قادیان میں سالانہ میلہ لگانے کی اجازت دے دی اور خوشی سے دے دی۔ تو ہم نے وہاں بڑے جوش وخروش اور طمطراق سے میلہ لگایا۔ جس میں میں خود شریک ہوا اور وہاں پاکستانی حکومت کے خلاف خوب زہر اگلا۔ دل کی بھڑاس نکالی۔ مسلم علماء کو خوب لتاڑا۔ یہ ہماری ایک کامیابی کی حوصلہ افزاء شق تھی۔ علاوہ ازیں ایک کامیابی ہمیں ہمارے سرپرستوں عیسائیوں سے یوں حاصل ہوئی کہ ایک موقعہ پر مسلمانوں نے یہ مطالبہ کیا کہ شناختی کارڈ میں مذہب کا خانہ الگ ہونا چاہئے۔ جس طرح پاسپورٹ میں ہوتا ہے۔ سروس بکوں میں مذہب کا اندراج امتیازی طور پر ہوتا ہے تو اس طرح شناخت کے لئے شناختی کارڈ میں بھی ہونا چاہئے۔ چنانچہ اس مطالبہ کو معقول جانتے ہوئے حکومت نے تسلیم بھی کر لیا۔ مگر ہمارے مہربان عیسائیوں نے اندرون وبیرون سطح پر اتنا پراپیگنڈہ کیا کہ حکومت کو مجبوراً یہ فیصلہ واپس لینا پڑا۔ یہ بھی ہماری کامیابی کا ایک اہم قدم تھا۔

مرزا قادیانی: شاباش بیٹے بہت خوب تو نے واقعی اپنی بساط سے بڑھ کر محنت کی۔ آفرین ہے تم پر۔ نعروں کی جھنکار۔ قادیانیت کی جے۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن اوتار کی جے وغیرہ۔ پھر وقفہ بول کا اعلان ہوتا ہے۔ وقفہ بول وبراز......

چند لمحے بعد ہی جناب مرزا قادیانی واپس تشریف لا کر مسند گفتگو سنبھالتے ہیں اور بڑے فکر مند اور سنجیدہ انداز میں یوں گوہر افشانی فرمانا شروع کرتے ہیں۔

ہاں میرے دل کی بھڑاس، بیٹے طاہر کچھ اور سناؤ۔ میرا جی لگ رہا ہے۔

مرزا طاہر: جی دادا جان، ایک اور مسئلہ یہ سامنے آیا کہ جس طرح آپ کے عہد نحوست میں کئی آپ کے مخلص مرید آپ کے چنگل سے آزاد ہوکر حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ جیسے میر عباس لدھیانوی، حافظ یوسف، منشی الٰہی یوسف اکاؤسٹ، عبدالحکیم پٹیالوی وغیرہ۔ اس کے بعد خلیفہ دوم کے عہد میں عبدالکریم ناقد، مولانا لال حسین اختر وغیرہ ہمارے دجل وفریب سے نکل کر حلقہ بگوش اسلام ہوگئے۔ اسی طرح میرے دور میں بھی کئی خوش نصیب ہمارے پرگھٹن حلقہ سے نکل کر شاہراہ اسلام پر آگئے۔ خاص کر ۱۹۸۹ء میں فلسطینی نوجوان حسن عودہ جو کہ میرا خصوصی آدمی تھا، عربی مجلّہ کا ایڈیٹر بھی تھا۔ مگر آہستہ آہستہ اس کی قسمت نے پلٹا کھایا تو وہ ہمارے راز سے واقف ہوکر حلقہ اسلام میں چلا گیا۔ اس نے مجھے بڑا دھچکا لگایا۔ اسی طرح ۱۱ر اپریل ۱۹۸۶ء کو انڈونیشیا کا ایک بہترین اور کامیاب مبلغ احمد یار ہادی حلقہ بگوش اسلام ہوگیا۔ جس پر ہم نے بے پناہ محنت و دولت صرف کی تھی۔ مگر طلیحہ اور سجاح کی طرح اس کی قسمت بھی اچھی تھی کہ وہ علیٰ وجہ البصیرت ہمارے مکروفریب سے نکل کر دائرہ اسلام میں شامل ہوگیا اور پھر مجھے ہی دعوت مباہلہ دینے لگا۔ جیسا کہ ہفت روزہ ختم نبوت اور دیگر رسائل وکتب میں تفصیلات درج ہیں۔ اب ایسے مواقع میں، میں بھی بے بس تھا۔ میں نے آپ اور اپنے ابومحمود کی طرح دم سادھنے کا کردار ہی اپنایا۔ اس کے علاوہ بھی بے شمار اہم شخصیات حلقہ بگوش اسلام ہوتی رہیں۔ وقفہ بول اور نعرے۔

کچھ دیر کے بعد......

میرے جانثارو اور چہیتے امتیو! آپ لوگ یہاں مدت سے میری اور دیگر مختلف حضرات کی زبانی اصل حقائق سن رہے ہو۔ اگر آپ لوگ توجہ سے کام لیں تو ہماری اصل حقیقت یہی تھی اور یہ کچھ صرف اس مقام پر ہی ظاہر نہیں ہوا۔ بلکہ دار دنیا ہی میں سب کچھ موجود تھا۔ چنانچہ میں نے بھی اپنی تحریرات میں نہایت اہم اور بنیادی حقائق درج کر دیئے تھے اور بعد میں خود ہر ذی شعور انسان ان حقائق کو سابقہ بنیاد کے پیش نظر اخذ کر سکتا تھا۔

دیکھو خالق کائنات نے انسان کے سامنے تمام حقیقت، یعنی ہدایت وضلالت، خیر وشر اور حق وباطل واضح کر دیا تھا۔ چنانچہ اس کا ارشاد ہے: ''انا ھدیناہ السبیل اما شاکراً واما کفوراً (الدھر:۳)'' ﴿ہم نے انسان کے سامنے راہ ہدایت کھول دی ہے۔ اب وہ ہدایت کو قبول کر کے شکر گذار بن جائے یا اس کو نظر انداز کر کے کفر وضلالت میں جاگے۔﴾

ہاں یہ بات ضرور تھی کہ دار دنیا میں انسان کے ذہن وقلب پر نفسانی خواہشات کا غلاف بھی پڑا ہوا تھا۔ جس کی بناء پر اس کا شعور اتنا اجاگر نہ تھا۔ اس میں اتنی فکر مندی اور رغبت الی الاخرۃ کا جذبہ اتنا قوی نہ تھا۔ لہٰذا وہ راہ حق کے مقابلہ میں خواہشات کے چنگل میں بہت جلد پھنس جاتا تھا۔ نیز ایک اور قومی دشمن بھی اس کے درپے رہتا تھا۔ یعنی ابلیس جو اسے ہمیشہ خواہشات ہی کی جانب مائل رکھتا اور حق وصداقت کی طرف سے ہمیشہ بدظن اور دور رکھنے کی تگ ودو میں مصروف رہتا۔ اللہ کریم نے ہزار ہا نبی اور رسول علیہم السلام انسان کو راہ حق پر قائم کرنے کے لئے بھیجے۔ جن کا کردار نہایت اعلیٰ اور فائق ترین ہوتا تھا۔ وہ نہایت بے لوث اور خلق خدا کی ہمدردی میں ہمہ وقت مصروف رہتے تھے۔ ان سے اپنی کوئی غرض بھی نہ رکھتے بلکہ بار بار اعلان کرتے کہ: ’’لا اسئلکم علیہ من اجر (ھود:۵۱)‘‘ پھر اپنے نظریات اور اعمال وکردار میں ہمیشہ مطابقت رکھتے۔ جو کہتے اس پر خود بھی قائم ہوتے۔ ان کے قول وفعل میں کوئی تضاد نہ ہوتا تھا۔ وہ ہمیشہ زہد وتقویٰ کی زندگی گذارتے۔ وہ اپنے سے پہلے نبیوں اور ان کی تعلیمات کی کبھی ناقدری نہ کرتے۔ کسی کی کردار کشی نہ کرتے۔ ان کی زبان سے کبھی خلاف واقعہ بات نہ نکلتی۔ وعدے کے پکے اور کردار کے سچے ہوتے تھے۔ کسی کو کسی بھی موقع پر ان کے کردار کے کسی بھی گوشے پر انگشت نمائی کا موقعہ نہیں ملتا۔ وہ صداقت وامانت، تقویٰ وطہارت، للّٰہیت اور عبودیت، صدق اور راست بازی کے پیکر ہوتے۔ وہ بلاتمیز اپنے اور غیر ہمیشہ ہر ایک کے ساتھ عدل وانصاف، ایثار وہمدردی اور حسن سلوک کا ہی برتاؤ کرتے۔ ان کی تعلیمات میں کوئی تناقض یا تضاد نہ ہوتا۔ وہ کبھی دھونس بازی، غلط پریشر یا بے تکی باتیں نہ کرتے، کبھی انہوں نے معجزہ نمائی کا تماشہ نہیں دکھایا۔ بلکہ خدا کی رضا کے تحت ہمیشہ عاجزانہ سیرۃ کے پیکر ہوتے تھے۔ مگر میرے جاںنثارو! میرے تمام حالات وکوائف، سیرت وکردار سراسر ان کے خلاف تھی۔ نہ میرا کوئی ذاتی کردار ہی نمایاں تھا۔ جیسا کہ تم نے ملاحظہ کرلیا۔ نہ مجھے قول وقرار اور وعدے کا ہی پاس ہوتا۔ بلکہ ادھر بات کرکے ادھر اس کے خلاف دوسری کردی۔ نہ مجھ میں زہد وتقویٰ کی کوئی بوتھی۔ دیکھو ہمہ وقت مال ودولت کی ہوس۔ عیش وعشرت کے سامان کی فراہمی کی فکر۔ ہر شخص کے مال ودولت پر حریصانہ نظر۔ میں نے تو اس سلسلہ کو حصول زر کا بہترین ذریعہ بنایا ہوا تھا۔ تقویٰ کے مفہوم سے مجھے رتی بھر واقفیت اور لگاؤ نہ تھا۔ ہاں ایک دفعہ دورہ جو پڑا تو میں نے تقویٰ کی حقیقت وہ بیان کی جو براہین میں مذکور ہے۔ دیکھو (براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۷، خزائن ج۲۱ ص۹۴) دیکھو میرا التقویٰ۔

مخلوق کی ہمدردی اور پیار اتنا تھا کہ ذرا کسی نے مخالفت کی فوراً الہام جڑ دیا۔ پیش گوئی گھڑ کادی کہ یہ عنقریب مرجائے گا۔ یہ مصیبت میں پھنس جائے گا۔ حالانکہ سچے نبی ایسے ڈرامے نہیں دکھاتے۔ کوئی بیماری پھیلتی، زلزلہ آتا یا کوئی اور حالت ظاہر ہوتی تو میں فوراً اسے اپنی مخالفت سے جوڑ دیتا۔ حالانکہ میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کہہ چکا تھا کہ اس کے یہ معجزے ہیں کہ کال پڑیں گے، زلزلے آئیں گے، یہ ہوگا وہ ہوگا۔ مگر خود انہی امور کو اپنی حقانیت میں پیش کرتا مسیح سے برتری کا اور اگر کہیں ناکامی ہوتی یا کوئی گپ غلط ہوجاتی تو فوراً کہہ دیتا کہ سچے نبیوں کی پیش گوئی بھی غلط ہوجاتی تھیں۔ (معاذ اللہ) تاکہ اپنے فراڈ پر پردہ ڈال سکوں۔ میں کسی بھی شریف اور نیک انسان کی پرواہ نہ کرتا۔ حتیٰ کہ انبیائے کرام علیہم السلام کی شان میں بھی بے دھڑک کچھ نہ کچھ ضرور بک دیتا تھا۔ نہ مجھے قرآن کا لحاظ نہ حدیث کا۔ دیکھئے اللہ کریم نے قرآن میں فرمایا کہ عیسیٰ علیہ السلام کو میں نے تورات وانجیل کی تعلیم دی تھی۔ (آل عمران، مائدہ)

مگر میں نے یہ بک دیا کہ مسیح نے ایک یہودی عالم سے سبقاً سبقاً تورات پڑھی تھی۔ العیاذ باللہ! اور اپنے متعلق لکھا کہ میں نے کسی سے ایک حرف بھی نہیں پڑھا۔ جب کہ یہ سب بالکل جھوٹ تھا۔ حالانکہ دنیا جانتی ہے کہ میں نے فضل الٰہی، فضل احمد اور غلام علی شاہ وغیرہ کئی اساتذہ سے بہت کچھ پڑھا تھا۔ میں نے لکھ دیا کہ مسیح سے کوئی معجزہ صادر نہیں ہوا۔ جب کہ مجھ سے ۱۰ لاکھ نشان ظاہر ہوئے ہیں۔ اچھا اگر کہیں ان کو شمار کر کے کتاب میں لکھتا تو ۱۸۷ سے اوپر نمبر ہی نہ جاتا۔ دیکھو میری حقیقت الوحی وغیرہ۔ میں تو اسے ایک ہزار تک بھی نہ پہنچا سکا۔ یہ میری کذب بیانی اور دجل وفریب کا نتیجہ تھا۔ دیکھئے کسی نبی برحق نے امت سے چندہ مانگ کر اپنا مکان وغیرہ نہیں بنایا۔ مگر میں نے طاعون کا بہانہ بنا کر وسع مکانک کا الہام نکال مارا۔ ہر نبی برحق بنفس نفیس میدان تبلیغ میں جاتے۔ کٹھن سے کٹھن مرحلہ پر بھی میدان سے نہ ہٹتے۔ دیکھئے ابراہیم علیہ السلام نے خود نمرود سے مقابلہ کیا۔ کسی نمائندہ کو نہیں بھیجا یا تحریری مقابلہ نہ کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود فرعون کے دربار میں مردانہ وار گئے۔ کسی نمائندہ کو نہ بھیجا۔ ساحروں کے مقابلہ میں بھی خود ہی گئے۔ اسی طرح ہر نبی کی شان ہے۔ خود ختم المرسلین ﷺ کی شان دیکھئے کہ ہر میدان میں خود تشریف لے گئے۔ بدر میں خود قیادت فرمائی۔ احد اور احزاب میں بنفس نفیس قیادت فرمائی۔ جب مشکل مرحلہ آتا تو مردانہ وار فرماتے: ''ھلموا الیّ عباد اللہ انا النبی لا کذب انا ابن عبد المطلب'' ایک دفعہ نصاریٰ نجران سے گفتگو کا مرحلہ آیا تو بھی بنفس نفیس ان سے گفتگو

فرمائی۔ کسی نمائندہ کے ذریعے نہیں اور نہ ہی تحریری مباحثہ کیا۔ مگر میری حالت بالکل اس کے برعکس تھی۔ مباحثہ دہلی ہوا تو وہ بھی تحریری۔ آتھم کے ساتھ گفتگو ہوئی تو وہ تحریری۔ ایسے ہی دیگر مواقع پر اور جب کوئی مخالف للکارتا۔ جیسے پیر مہر علی صاحب تو میں بہانہ بنالیا کہ مجھے اپنی جان کا خطرہ ہے۔ یہ میری اوقات تھی۔ ادھر سید دو عالم ﷺ نے بادشاہاں زمانہ کو نہایت شاہانہ انداز سے پیغام حق دیا کہ اطاعت اختیار کرلو بچ جاؤ گے۔ مگر میں نے بجائے دعوت کے ہمیشہ ملکہ کی چاپلوسی ہی میں زندگی برباد کردی۔ کبھی عدالت کے روبرو معذرت، کبھی گورنر کے حضور جی حضوری۔ یہ میرا کردار ہے جو میری تاریخ سے واضح ہے تو بندگان خدا۔ آخر تم کیوں اس دلدل میں پھنس گئے تھے۔ تمہیں حق وباطل اور کھرے کھوٹے میں فرق کیوں معلوم نہ ہوا۔ بھلا کہاں قرآن کی دلنواز تلاوت اور بے مثال فصاحت وسلاست اور کہاں میری خرافات۔ مثلاً ''تین استرے، عطر کی شیشی'' کیا بکواس ہے؟ کہاں قرآن کا دعویٰ اور اعلان۔

''قل للذین کفروا ستغلبون وتحشرون الیٰ جھنم (آل عمران:۱۲)''

جو چند ہی دنوں بعد میدان بدر میں سب نے دیکھ لیا اور کہاں میری بڑ کہ آج یہ میرا مقابلہ کرنے والے بٹالوی وغیرہ میرے مطیع ہو جائیں گے۔ آتھم مرجائے گا۔ محمدی بیگم عقد میں آجائے گی۔ بکروثیب وغیرہ۔

وقفہ اجابت۔ نعرے۔ غلام احمد کی جے۔ کرشن مہاراج کی جے۔ کذب وافتراء کی نشانی، مرزا قادیانی۔ جے سنگھ بہادر کی جے، جے، جے۔

چند منٹ بعد دوبارہ مسند پر براجمان ہوکر ذرا نیم باز آنکھ کو مٹکا کریوں گویا ہوئے کہ:

میرے چہیتے جاںنثارو! دیکھو، کیا میرے مخالفین محمد حسین بٹالوی، مولوی ثناء اللہ امرتسری وغیرہ کوئی بھی میرا مطیع ہوا۔ ہرگز کچھ بھی نہ ہوا۔ ہاں بٹالوی نے تو آخر تک میرا ناطقہ بند کئے رکھا اور ثناء اللہ نے تو مجھے یہاں جہنم میں پہنچا کر ہی دم لیا۔ جب کہ سید دو عالم ﷺ اسی طرح سابقہ انبیاء کے مخالفین ان کے سامنے اپنے منطقی انجام کو پہنچ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ امیہ کو میں ہی قتل کروں گا تو وہ ہوا کہ نہیں؟ ادھر میرا آتھم میرے سامنے دندناتا پھرا۔ باقی الہام بکروثیب۔ جس کو میں نے بڑے طمطراق سے بٹالوی صاحب کو بھی سنایا تھا۔ وہ آخر تک پورا نہ ہوسکا۔ وہ بکر ہی بکر (نصرت بیگم) میرے پاس رہی۔ ثیب کا کچھ پتہ نہ چل سکا کہ وہ کدھر تحلیل ہوگئی۔ باقی محمدی بیگم کا قصہ تو ایک طویل رونا ہے۔ جس کا

دکھ لے کر میں قبر میں پہنچ گیا تھا اور پھر یہاں بتایئے میں نے کون سا الہامی اعلان نہ کیا تھا کہ یہ ہوگا اور وہ ہوگا۔ اگر کچھ نہ ہوا تو مجھے ذلیل کیا جائے مجھے جھوٹا سمجھا جائے۔ الغرض میں نے اس پیش گوئی کو اپنے صدق و کذب کا معیار قرار دیا تھا اور کہہ دیا کہ ،کسی ملہم کا اپنی پیش گوئیوں میں جھوٹا نکلنا سب سے بڑی رسوائی ہے۔ (تریاق القلوب ص۱۰۷، خزائن ج۱۵ ص۳۸۲)

مگر نتیجہ سب کے سامنے ہے کہ میں اس کی صورت بھی نہ دیکھ سکا۔ آخر میں تو اس کا داغ جدائی لے کر واصل جہنم ہوا اور وہ مزے سے مدت تک پرسکون زندگی گذارتی ہے۔ تو یہ میری پیش گوئی کا حال تھا۔ آخر تم کسی مرحلہ پر کچھ سمجھنے کی کوشش کرتے۔ دیکھو خود یہ محمدی بیگم اور اس کے خاندان کے لوگ جو میری مکاری سے خوب واقف تھے۔ انہوں نے میری ہر الہامی بات کو چنڈو خانے کی گپ سمجھ کر جوتے کی نوک پر رکھا۔ نہ یہ بی بی متاثر ہوئی اور نہ ہی اس کا خاندان۔ آخر تم اسی واقعہ ہی سے کچھ عبرت حاصل کرتے۔ اب بتایئے ایسا مکار اور فریبی کسی بھی باعزت منصب کا اہل ہوسکتا ہے۔ چہ جائے کہ وہ مجدد بن جائے۔ مسیح یا نبی بن جائے۔ العیاذ باللہ!

باقی رہا مسیحیت کا معاملہ تو وہ بھی نہایت عجیب ہے۔ میں نے وہاں بھی معاندانہ اور ملحدانہ روش کا ہی اظہار کیا۔ دیکھئے خاتم المرسلین ﷺ صاف فرماتے ہیں کہ: ’’والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم (مشکوٰۃ ص۴۷۹، باب نزول عیسیٰ علیہ السلام) ‘‘ اور میں اس کے مقابلہ میں یوں جسارت کرتا رہا ہوں کہ مسیح ناصری مرگیا حق کی قسم۔ یعنی آپ کے ارشاد کے خلاف قسم کھا رہا تھا۔ آخر کچھ تو حیا ہونی چاہئے۔ اس رسول معظم ﷺ کے فرمان کو کاٹ رہا ہوں اور وہ بھی قسم کھا کر بتایئے۔ اس سے بڑھ کر کوئی کفر اور الحاد ہوسکتا ہے؟ ہرگز نہیں۔ باقی تفصیل آپ پہلے سن چکے ہیں۔ بھائیو! میری ایسی ہی مکاریوں سے واقف ہوکر کئی مریدان خاص پلٹ کر دوبارہ دامن خاتم الانبیا ﷺ سے وابستہ ہوگئے۔ جیسے میر عباس علی، حافظ محمد یوسف، عبدالکریم ناقد وغیرہ اور کئی آسمان سے گرا کھجور میں اٹکا کی مثال بن گئے۔ جیسے عبدالحکیم اور چراغ دین جمونی وغیرہ۔

ہمارے مراکز اور دارالامان اور ربوے۔ ساتھیو، ملاحظہ کرو اور غور کرو۔ ابتداء میں میں نے سلطنت برطانیہ جس کا میں خود کاشتہ پودا تھا، اس کے متعلق لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ’’جعل لی السلطنة البرطانية ربوة امن وراحة ومستقرا حسنًا فالحمد لله‘‘

(ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص۴۶، خزائن ج۲۲ ص۶۶۸)

کہ اللہ نے میرے لئے سلطنت انگریزی کو ربوہ امن وراحت بنایا اور یہ مستقر ومرکز بہت خوب ہے۔ فللہ الحمد!

پھر مزید لکھا کہ اے بھائیو! جان لو کہ ہم نے ملکہ وکٹوریہ کی حکومت کے سائے میں ظالموں کے ہاتھوں سے نجات پائی ہے۔ ہم اس حکومت کے زیرسایہ اس طرح سرسبز ہوئے جیسے زمین موسم بہار میں۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۱۷، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

تیسری جگہ لکھا کہ: ’’لولا هيبة سيف سله عدل سلطنة البريطانية لحث الناس على سفك دمی ‘‘ (دفع الوسواس ص ۱۸، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

دیکھئے ان اقتباسات میں مرزا قادیانی نے قادیان کو کس طرح دارالامن اور مرکز امن قرار دیا حکومت انگریزی کے زیرسایہ۔ حتیٰ کہ وہاں دارالامان بھی بنایا اور کعبہ والی صفت من دخلہ کان آمنا بھی لکھ دیا۔ مگر حقیقت دنیا کے سامنے ہے کہ انگریز کے چلے جانے کے بعد یہ دارالامن اور پناہ گاہ برباد ہوگئی۔ امن بے امنی سے بدل گیا۔ حتیٰ کہ مرزامحمود اور ظفر اللہ گورنر پنجاب کے سامنے اپنے وعدے یاد کراتے رہے۔ مگر اس نے بھی اپنی لاچاری کا اظہار کیا تو نہایت حسرت ویاس کے ساتھ وہاں سے نکلے اور لاہور آ کر پھر نیا ربوہ اور دارالامن تلاش کرنے لگے۔ حتیٰ کہ موجودہ ربوہ کو آباد کیا۔ پھر یہاں سے بھی ایک مرکز قادیانیت اکھڑا اور مرزا طاہر نہایت حسرت سے تیسرا ربوہ تلاش کرنے لندن براجمان ہوگیا۔ اب وہاں سے گرونکیش کی طرح کہیں آگے جانے کا پروگرام ہے۔ چونکہ یہ سب تماشا اور ڈرامہ تھا یہ خدائی پیغام اور پروگرام نہ تھا۔ لہٰذا قدم قدم پر اجڑتا اور ناکام ہوتا رہا۔ حتیٰ کہ انہوں نے ایک موقع پر کشمیر کے متعلق بھی کہہ دیا کہ: ’’وآوينا هما الىٰ ربوة ذات قرار ومعين ‘‘ مگر سب بکواس ہی ثابت ہوا اور ادھر مکہ مکرمہ شروع سے ہی دارالامن ہے اور آج تک بلکہ قیامت تک دارالامن ہی رہے گا۔ اے احمقو! تم اتنی عظیم صداقت دیکھ کر بھی متنبہ نہ ہوئے۔ تف ہے تم پر۔ لعنت ہے تم پر۔ واقعی تمہارا یہی انجام ہونا چاہئے تھا۔ جو ہو چکا ہے۔

تو بھئی اب اس رونے دھونے سے کچھ حاصل نہ ہوگا جو ہونا تھا وہ ہو چکا۔ ہماری قسمت پھوٹ گئی۔ آخرت تباہ وبرباد ہوگئی۔ اب تلافی وتدارک کی بھی کوئی صورت ممکن نہیں ہے۔ حضرات یہ اللہ تعالیٰ کی عمیق حکمت ہے اور اس کی مشیت کا معاملہ ہے۔ ہدایت وضلالت کی تقسیم اسی کے قبضہ اختیار میں ہے۔ آخر وہ خالق ہے وہ صانع ہے تو مخلوق اور مصنوع کو مالک پر اعتراض کا کیا حق پہنچتا ہے؟ کہ ایسا کیوں ہوا اور ایسا کیوں نہ ہوا؟ وہ چاہے صدیق وفاروق کو امت کا پیشوا بنادے اور ابوجہل اور ابولہب کو جو کہ اسی قریش ہی کے فرد تھے جہنم کا ایندھن بنادے اور پھر ابوجہل

کے فرزند کو مدت تک اسلام کے خلاف برسر پیکار رہنے کے بعد آخر قبول فرمالے اور دولت ایمان سے عکرمہؓ بہرہ ور کر کے جنت الفردوس کا باسی بنا دے۔ یہ تو اس کی تقسیم ہے۔ طبقہ صحابہؓ میں ایسی سینکڑوں ہزاروں مثالیں ملتی ہیں۔ دیکھو ابولہب کفر کا سرغنہ مگر اللہ کریم اسی کے گھر سے اس کی بیٹی درہ کو دامن مصطفیٰ ﷺ سے وابستہ کر کے بہشت بریں کا وارث بنا دیا۔ ابو جہل کے فرزند کو حضرت عکرمہؓ بنا دیا۔ اس کی حکمتوں اور قدرتوں کا احاطہ کون کر سکتا ہے؟

ادھر دیکھو! میری پہلی بیوی اور اس کی اولاد کا مسئلہ کہ وہ میرے مکر و فریب سے بچ کر کامیاب ہو گئے اور دوسری بیوی اور اس کی تمام اولاد میرے ساتھ جہنم کا ایندھن بن گئے۔ میری مریدوں کی صف میں آنے والوں میں پھر کئی خوش نصیب افراد دوبارہ واپس اسلام میں چلے گئے۔ دیکھو عبدالکریم ناقد۔ لال حسین اختر جس پر میرے محمود کو بڑا فخر تھا کہ یہ بڑا لائق مبلغ ہے۔ کسی کی دال گلنے نہیں دیتا۔ مگر اس کی قسمت اچھی تھی دوبارہ خادم اسلام بن گیا اور ہماری ہی مرمت کرنے لگا۔ ادھر نصرت جہاں بیگم اچھی بھلی تھی۔ بس قسمت نے پلٹا کھایا تو میرے جال میں پھنس کر آج جہنم میں جل رہی ہے۔ جب کہ وہ محمدی بیگم کے متعلق میں نے لاکھ جتن کیے مگر وہ میرے قابو نہ آسکی اور آج جنت الفردوس میں بہاریں لوٹ رہی ہے۔ او محمدی بیگم! تو کتنی خوش نصیب نکلی۔ تجھ پر خدا کا کیسا فضل سایہ فگن رہا کہ تو میرے چنگل سے بچ گئی، میں نے لاکھوں ہاتھ پاؤں مارے مگر تیرے بخت نہایت بیدار تھے۔ تیرا متاع ایمان شیطانی حملے سے بالکل محفوظ رہا اور میری یہ حالت ہو رہی ہے۔ آہ محمدی بیگم! تو دنیا میں بھی میرے لئے سوہان روح بنی رہی اور یہاں بھی تیرا تصور میرے لئے ڈبل جہنم بنا ہوا ہے۔ مگر پھر مجھے اس تصور سے کچھ مسرت اور سکون بھی ہو رہا ہے کہ تو نصرت جہاں بیگم کی طرح میرے ساتھ نار جحیم کا ایندھن نہ بنی۔ بلکہ تیرے مالک حقیقی نے تجھے اپنے فضل و کرم سے شقاوت سے بچا کر سعادت کی بلندیوں پر فائز کر دیا۔ تیری قسمت اور بخت اچھے نکلے اور تو بھی میری حرمت کی طرح آج خلد بریں کی بہاریں لوٹ رہی ہے۔ میں نے دنیا ہی میں عیش و عشرت کے مزے لوٹے۔ نصرت نے بھی میرے ساتھ دنیا کی ہر راحت اور نعمت سے لطف اٹھایا۔ مگر آج ہم دونوں دائمی محرومیوں اور دکھوں کا شکار ہو چکے ہیں۔ او محمدی بیگم مجھے حرمت اور تیری قسمت پر انتہائی رشک آ رہا ہے کہ تم آج جنتی حوریں بنی بیٹھی ہو اور میں داروغہ جہنم کی ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ ہمہ قسم کی تکالیف اور دکھوں میں سلگ رہا ہوں۔ دنیا کے ٹانک وائن اور یاقوتیوں کے عوض آج غساق و حمیم اور ضریع و زقوم سے واسطہ پڑا ہوا ہے۔

ہائے میری قسمت، ہائے میری بدبختی! کاش میری ماں چراغ بی بی مجھے نہ جنتی، کاش

میں بھی اپنی بہن جنت کے ساتھ اسی وقت مر گیا ہوتا۔''اللھم انی ادعوا ثبورا''

میرے مولیٰ کریم! تو کتنا عظیم ہے تو کتنا عظیم ہے۔ مولیٰ تو نے ہدایت واضلال کا کتنا عجیب نظام مرتب کر رکھا ہے۔ میرے مولائے حقیقی تو نے آزر کے گھر موحد اعظم ابراہیم علیہ السلام پیدا کر دیا۔ تو نے نوح کے ہاں کنعان پیدا کر دیا اور تو نے ہی ابولہب کے گھر درہ اور ابوجہل کے ہاں عکرمہ بھی پیدا کیا تھا۔ مولا کہیں میری پیدائش بھی سعادت کے دائرہ میں کر دیتا تو تجھے کیا فرق پڑ جاتا؟

میرے مولیٰ کریم! تو نے مکہ اور عرب کے جدی مشرکوں کے ہاں صحابہ کرامؓ کی مقدس ترین جماعت کو پیدا فرما کر اپنی قدرت کاملہ کا اظہار فرمایا۔ تو مجھ پر بھی اپنی رحمت کا کوئی قطرہ انڈیل دیتا۔ مولا تو کتنا عظیم ہے تیری قدرت سے کیا بعید تھا تو تو علی کل شئی قدیر ہے۔ تو نے فرعون کے نامی گرامی اور کافر ترین جادوگروں کو صرف موسیٰ علیہ السلام کے معجزہ کی ایک جھلک دکھا کر ''القی السحرة ساجدین'' کا ایمان افروز منظر دکھا دیا۔ مجھے بھی سعادت پر قائم رکھتا تو تیری قدرت سے کیا بعید تھا۔ مولیٰ تو نے مدینہ کے اوس وخزرج کو ظلمت کفر سے چند لمحوں میں نکال کر نور ایمان سے منور کر دیا تو مجھ جیسے عبد ضعیف کو بھی راہ ہدایت پر قائم رکھ لیتا تو تیرا کیا بگڑ جاتا۔ اے مولیٰ حقیقی تو حبش سے بلال کو روم سے صہیب کو یمن سے ابوہریرہؓ اور خدا جانے کس کس کو کہاں کہاں سے لا کر اپنے حبیب کریم ﷺ کی جھولی میں ڈالتا رہا تو مولیٰ مجھے بھی اگر آپؐ ہی سے وابستہ رہنے دیتا تو تیرا کیا بگڑتا تھا؟ مولیٰ کریم ہائے میری بدنصیبی، ہائے تیری قہری تجلی جو مجھے تباہ کر گئی۔ اے میرے پروردگار تو نے ہر زمانہ میں ہزاروں لاکھوں کو کفر وضلالت سے نکال کر نور ہدایت میں لایا۔ مولیٰ اگر مجھے بھی سابقہ ہدایت پر قائم رہنے دیتا تو کیا حرج تھا۔ میرے مولیٰ، میرے مالک تیری حکمتیں نہایت عمیق ہیں۔ بندہ کیا اعتراض کرنے کا حق رکھتا ہے۔ مگر ہمارے محدود ذہن میں یہ الجھن رہتی ہے کہ ایک طرف سرکش باغیوں کو نوازا جا رہا ہے اور دوسری طرف مجھ جیسے کمزور ناقص فرماں برداروں کو اپنی جناب سے دھکیلا بھی جا رہا ہے۔''فاللھم لا تسئال عما تفعل'' پھر گریہ وزاری کا شور سا اٹھتا ہے۔ اچانک الٰہی اعلان ہوتا ہے۔''اخسؤ فیھا ولا تکلمون'' کچھ دیر بعد پھر ایک دھیمی سی آہوں اور سسکیوں میں ڈوبی ہوئی آواز آتی ہے۔ اچھا میرے پیارے جانثارو! اب اس اجلاس اور اجتماع کو ختم کیا جاتا ہے۔ کیونکہ کافی وقت گذر چکا ہے۔ اب تو سواء''علینا اجزعنا ام صبرنا مالنا من محیص'' پھر ایک طرف سے ابلیس پورے زور سے چیختا ہے۔ میرے غلام احمد کی جے۔ کرشن اوتار کی جے۔ مرزائیت کی جے۔ میرے دل دا جانی، مرزا قادیانی، مرزا قادیانی۔ کفر ودجل کی نشانی، مرزا قادیانی، مرزا قادیانی۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی
پنجابی نبوت
کے کرشمے
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

پنجابی نبوت کے کرشمے

پیش لفظ!

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

''الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید الکائنات وخاتم النبیین وعلی الہ وعلیٰ اصحابہ الطاہرین ۰ اما بعد قال اللہ تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمت ورضیت لکم الاسلام دیناً''

برادران اسلام! قرآن مجید کی یہ آیت کریمہ آخرالزمان ﷺ پر سب سے آخری نمبر پر بموقعہ حجتہ الوداع بمقام عرفہ نازل ہوئی۔ اس میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے اکمال دین اور اتمام نعمت اور پسندیدگی اسلام کا اعلان فرمایا۔ لہٰذا اس کے بعد نہ کوئی دین نہ کوئی کتاب نہ کوئی نبی آئے گا۔ ان میں سے کسی چیز کی قیامت تک مطلق ضرورت نہیں۔ اس لئے کہ نبی اور نئے دین کی ضرورت دو وجہ سے ہوتی ہے یا تو سابقہ نبی کا دین مکمل نہ ہو یا اس میں تحریف ہو چکی ہو۔ اسلام میں دونوں احتمال مرتفع ہیں۔ دین کی تکمیل سنی۔ پہلے تحریف سے حفاظت بھی سنئے۔ ''انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون (حجر:۹)''ہم نے اس نصیحت (قرآن) کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ ہیں۔ لہٰذا اس دین اسلام کی ایک ایک جزئی اور ایک ایک حکم قیامت تک محفوظ رہے گا۔ مگر بہت سے دجالوں نے ان حتمی عقیدوں میں خلل اندازی کرتے ہوئے کسی نے نبوت کا دعویٰ کیا کسی نے مہدویت کا تو کسی نے مسیح موعود کا دعویٰ کر دیا۔ مگر خاتم الدجالین قادیانی سب کے جامع ہوئے۔ اس کے حالات دو زمانوں میں منقسم ہیں۔ ایک قبل از مراق دوسرا بعد از مراق ومالیخولیا۔

جب دوسرا دور شروع ہوا تو عجیب دعاوی بتدریج ظاہر کرنے شروع کئے۔ پہلے محدثیت کا دعویٰ کیا ملاحظہ ہو۔

''میں نبی نہیں۔ بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اس کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص۳۸۳، خزائن ج۵ ص ایضاً)

ا...... ''مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ: مجھے تو صرف مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔''

(تبلیغ رسالت ج۲ ص۲۱، ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

۲...... ولائیت اور مجددیت کا دعویٰ: ”مجھے صرف ولائیت اور مجددیت کا دعویٰ ہے“ (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۲۸۲)

۳...... عین مسیح ہونے کا دعویٰ: ”مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے۔ جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے۔ اس نے مسیح موعود بنا کر بھیجا ہے۔“ (تبلیغ رسالت ج ۱۰ ص ۱۸)

۴...... امتی نبی ہونے کا دعویٰ: ”اور صریح طور پر نبی کا خطاب مجھے دیا گیا ہے۔ مگر اس طرح سے کہ ایک پہلو سے نبی اور ایک پہلو سے امتی۔“

(حقیقت الوحی ص ۱۵۰، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۴)

۵...... ختم نبوت کا اقرار: ”مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔“

(انجام آتھم ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

”میں ان تمام امور کا قائل ہوں۔ جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں۔ جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا و مولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور رسول اللہ ﷺ پر ختم ہوگئی۔“ (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۰)

۶...... بروزی نبوت: ”اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلمت میں منعکس ہیں۔ تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔“ (ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۷...... ختم نبوت کا انکار: خاتم النبیین کے بارے میں مرزا قادیانی نے فرمایا کہ:
”خاتم النبیین کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت کی تصدیق نہیں ہوسکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت ﷺ کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔“ (اس کا جواب)

”اسی طرح پر میری پیدائش ہوئی۔ یعنی جس طرح میں نے ابھی بتایا۔ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ جس کا نام جنت تھا۔ پہلے وہ لڑکی پیٹ سے نکلی اور بعد میں میں نکلا اور میرے بعد میرے والدین کے گھر میں اور کوئی اولاد نہ ہوئی اور میں ان کے ہاں خاتم الاولاد ہوں۔“

(تریاق القلوب ص ۱۵۷، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

کیا اس کی مہر لگانے سے اس کے بہن بھائی پیدا ہوتے۔ مکمل تشریح خود کرلیں۔

۸...... حقیقی نبوت کا دعویٰ: ''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دفع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱) ''میں کوئی نیا نبی نہیں ہوں۔ پہلے بھی کئی نبی گذرے ہیں۔ جنہیں تم لوگ سچا جانتے ہو۔'' (اخبار الفضل ص ۱۸) ''پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتے ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں۔ بلکہ حقیقی نبی ہیں۔'' (حقیقت النبوت ص ۱۷۴) ''ہمارا دعویٰ ہے کہ ہم رسول اور نبی ہیں۔'' (ملفوظات ج ۱۰ ص ۱۲۷)

آدم نیز احمد مختار
دربرم جامۂ ہمہ ابرار
آنچہ داد است ہر نبی راجام
داد آن جام رامرا ابتمام

(نزول المسیح ص ۹۹، خزائن ج ۱۸ ص ۴۷۷)

۹...... خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ: ''ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردۂ غیب میں ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص ۱۳۸) ''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک ہی نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا اللہ تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکمتوں میں رخنہ واقع کرتا ہے۔'' (تشحیذ الاذہان ج ۱۲ ص ۱۱، ماہ اگست ۱۹۱۷ء) ''خدا تعالیٰ اور اس کے رسول پاک ﷺ نے مسیح موعود کا نام نبی اور رسول رکھا اور تمام نبیوں نے اس (مرزا قادیانی) کی تعریف کی۔'' (نزول مسیح ص ۱۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۲۶)

۱۰...... عین محمد ہونے کا دعویٰ: ''من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارائی'' ''جس نے میرے اور محمدؐ کے درمیان فرق کیا۔ پس اس نے مجھے نہ دیکھا اور نہ پہچانا۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۲۵۹، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے بڑھ کر ہیں اپنی شان میں
محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھے قادیان میں

(اخبار البدر نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴)

’’پس اس خداتعالیٰ نے مجھے پیدا کر کے ایک گذشتہ نبی سے تشبیہ دی۔ میرا نام وہی رکھ دیا۔ چنانچہ آدم، نوح، موسیٰ داؤد، سلیمان، یوسف، عیسیٰ وغیرہ یہ تمام نام میرے رکھے گئے۔ اس صورت میں گویا تمام انبیاء اس امت میں دوبارہ پیدا ہوگئے۔‘‘ (نزول المسیح ص۴، خزائن ج ۸ ص۳۸۲) ’’خدا کے نزدیک اس (مرزا قادیانی) کا نزول مصطفیٰ ﷺ کا ظہور مانا گیا ہے۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۲۰۰) ’’جو کوئی میری جماعت میں داخل ہوگیا وہ صحابہ میں داخل ہوگیا۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص ۲۵۹، خزائن ج۱۶ ص ایضاً) ’’ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول کا پیغام سنایا جاتا ہے۔ بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی کے تھا۔ جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ مسیح موعود محمد است وعین محمد است۔‘‘ (مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۷راگست ۱۹۱۵ء) ’’اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت (اسمہ احمد) کے مصداق مرزا قادیانی ہیں۔‘‘ (انوار خلافت ص۲۱)

۱۱...... ختم المرسلین سے بھی فوقیت: ’’اس (نبی کریم ﷺ) کے لئے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا۔ میرے لئے چاند اور سورج دونوں کا اب کیا تو انکار کرے گا۔‘‘ (اعجاز احمدی ص۷۱، خزائن ج۱۹ ص۱۸۳) ’’غلبہ کاملہ حضور ﷺ کے زمانہ میں دین اسلام کو نہیں ہوا۔ یہ غلبہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے وقت میں ظہور میں آئے گا۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۸۳، خزائن ج۲۳ ص۹۱) ’’آنحضرت ﷺ کے تین ہزار معجزات‘‘ (تحفہ گولڑویہ ص۴۱، خزائن ج۱۷ ص۱۵۳) ’’مگر مرزا قادیانی کے دس لاکھ نشان‘‘ (تذکرۃ الشہادتین ص۴۱، خزائن ج۲۰ ص۴۳) ’’آنحضرت ﷺ کے وقت دین کی حالت پہلی رات کے چاند کی طرح تھی۔ مگر مرزا قادیانی کے وقت چودھویں رات کے بدر کامل جیسی ہوگی۔‘‘ (خطبہ الہامیہ ص۲۷۵، خزائن ج۱۶ ص ایضاً) ’’خدا نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے کہ اگر وہ ایک ہزار نبی پر تقسیم کئے جائیں تو ان کی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔‘‘ (چشمہ معرفت ص۳۱۷، خزائن ج۲۳ ص۳۳۲)

انبیاء گرچہ بودہ اند بسے
من بعرفان نہ کمترم ز کسے
آنچہ داد است ہر نبی را جام
داد آن جام را مرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷، ۴۷۸)

''مرزا قادیانی نبی تھے۔ آپ کا درجہ مقام کے لحاظ سے رسول کریم ﷺ کے شاگرد اور آپ کا ظل ہونے کا تھا۔ دیگر انبیاء علیہم السلام میں سے بہتوں سے آپ بڑے تھے۔ ممکن ہے سب سے بڑے ہوں۔'' (الفضل ج۱۴ نمبر ۸۵)

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

اور یہ کہ۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

۱۲...... خدائی دعوے:

دستخط قادر مطلق تیری مسلموں پہ کرے
اللہ اللہ یہ تیری شان رسول قدنی
آسمان وزمین نئے تو نے بنائے
تیرے کشفوں پہ ہے ایمان رسول قدنی

(اخبار الفضل ج۱۰ نمبر ۳۰)

(۱)...... ''خدا کی مانند۔'' (اربعین نمبر۳ ص۲۵ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

(۲)...... ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات ص۵۶۴، خزائن ج۵ ص ایضاً)

(۳)...... ''أنت منی بمنزلة اولادی'' اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔ (اربعین نمبر۴ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۴۵۲ حاشیہ)

(۴)...... ''اعطیت صفة الافناء والاحیاء من رب الفعال'' مجھے خدا کی طرف سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔

(خطبہ الہامیہ ص۵۵،۵۶، خزائن ج۱۶ ص ایضاً)

(۵)...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے الہام کیا کہ تیرے ہاں لڑکا ہوگا۔

"کان اللّٰہ نزل من السماء" گویا کہ اللہ تعالیٰ آسمان سے اترا۔ (ازالہ ص ۱۵۶، خزائن ج ۳ ص ۱۸۰)

۱۳...... عورت ہونے کا دعویٰ: "بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی اور بیماری پر اطلاع پائے تجھ میں حیض نہیں۔ بلکہ وہ (حیض) بچہ ہوگیا جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔" (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

"میرا نام ابن مریم رکھا گیا اور مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینہ کے بعد جو دس مہینہ سے زیادہ نہیں مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔" (کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی یار محمد اپنے (ٹریکٹ نمبر ۳۴ موسومہ اسلامی قربانی ص ۱۱) میں لکھتا ہے کہ: "مرزا قادیانی نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر اس طرح ہوئی کہ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔"

۱۴...... مرزا کے منکر کافر نہیں: "ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوسکتا۔" (تریاق القلوب ص ۱۳۰، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۲)

۱۵...... مرزا قادیانی کے منکر کافر ہیں: "اے مرزا جو شخص تیری پیروی نہ کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہ ہوگا وہ خدا رسول کی نافرمانی کرنے والا اور جہنمی ہے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۷۵)

"ولقد جاء كم يوسف من قبل باالبينات فما زلتم فى شك مما جاء كم به حتىٰ اذا هلك قلتم لن يبعث الله من بعده رسولا (مؤمن:۳۴)" یعنی (اے اللہ والو) تمہارے پاس حضرت یوسف علیہ السلام اس سے پہلے روشن دلائل لے کر آئے۔ پس تم نے اس میں شک کیا۔ (جو کچھ وہ لائے) حتیٰ کہ جس وقت وہ فوت ہوگئے تو تم کہنے لگے کہ خدا تعالیٰ اس کے بعد ہرگز کوئی نبی نہیں بھیجے گا۔ قادیانی کہتے ہیں کہ اس آیت سے صاف ظاہر ہے کہ کفار مصر حضرت یوسف علیہ السلام پر نبوت کو ختم جانتے تھے۔ اس سے ثابت ہوا کہ ختم نبوت کا عقیدہ کفار کا ہے اور جو نبوت کو بند جانے وہ کافر ہے۔

الجواب: یہ ان لوگوں کا مقولہ ذکر کیا گیا ہے جو حضرت یوسف علیہ السلام کی نبوت پر ایمان نہ لائے تھے۔ جیسا کہ: "فما زلتم فى شك" سے ظاہر ہے۔ انہوں نے ازروئے کفر کہا تھا کہ حضرت یوسف فوت ہوگئے ہیں تو چھٹکارا ہوا۔ اب خدا کوئی رسول نہیں بھیجے گا۔ قول کفار سے کفار ہی استدلال کر سکتے ہیں اور یہ کفار پر ہی حجت ہوسکتا ہے۔

عدالتی کارنامے

ملزم نمبر:۱ (مرزا قادیانی) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھا کرتا ہے۔ اگر اسے روکا نہ گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہوگا۔ مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا کہ ہر قسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا۔

(فیصلہ جی۔ڈی کھوسلہ)

عدالت کا بیان مظہر ہے کہ مرزا قادیانی طبعاً گندہ دہان ہونے میں مشہور تھے اور اس سے پہلے دو عدالتیں انہیں روک چکی ہیں۔ چنانچہ مرزا قادیانی خود راقم ہیں۔ ''ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کرلیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لوں گا۔''

(اشتہار ۳ر دسمبر ۱۸۹۷ء)

خودکاشتہ پودا

''اس خودکاشتہ پودا کی نسبت نہایت حزم اور احتیاط اور تحقیق اور توجہ سے کام لے۔''

(کتاب البریہ درخواست بحضور نواب لیفٹیننٹ گورنر بہادر دام اقبالہ ص۱۳، خزائن ج۱۳ ص۳۵۰)

موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام کی توہین

''میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی موسیٰ وعیسیٰ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔'' (کلمۃ الفصل)

مسیح آنے کا اقرار

''ھو الذی ارسل رسوله بالھدیٰ یہ آیت جسمانی اور سیاست ملکی کے طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا۔ مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کے ہاتھ سے اسلام جمیع آفاق میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ص۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۲، ۵۹۳ حاشیہ)

''جب خدا تعالیٰ مجرمین کے لئے قہر اور سختی کو استعمال کرے گا اور حضرت مسیح علیہ السلام جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے اور تمام راہوں کو صاف کردیں گے۔ کج اور ناراست کا نام ونشان نہ رہے گا اور جلال الٰہی گمراہی کو نیست ونابود کردے گا۔ مگر یہ میرا زمانہ اس زمانہ کے لئے بطور ارہاص واقع ہوا۔'' (براہین احمدیہ ص۵۰۵، خزائن ج۱ ص۶۰۱)

۱۷...... متوفی کا معنی: ''رات کو عجیب الہام ہوا اور وہ یہ ہے۔ ''قبل نصیفك انی متوفیك قبل لا خیك انی متوفیك'' یہ الہام بھی چند مرتبہ ہوا۔ اس کے معنی بھی دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ تم پر اتمام نعمت کروں گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں تمہیں فوت کروں گا۔ معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے۔ اس قسم کے تعلقات کے کم وبیش کئی لوگ ہیں۔ اس عاجز پر اس قسم کے الہامات اور مکاشفات اکثر وارد ہوتے رہتے ہیں۔'' (حیات احمد ج۲ ص۲۷ نمبر۲)

۱۸...... تمام نبیوں کا جامع: ''آنحضرت ﷺ کا ایک فرد اوڑ واحد وجود ایسا بھی ہوگا جو آپ کی اتباع سے تمام انبیاء کا واحد مظہر اور بروز ہوگا اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ ظاہر ہوگا اور حسب ذیل کلام سے اپنے نطق حقیقت کو بیان فرمائے تو کچھ خلاف نہ ہوگا۔''

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

(نزول المسیح ص۱۰۰، خزائن ج۱۸ ص۴۷۸)

اور یہ کہ ۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۰۳، خزائن ج۲۱ ص۱۳۳)

۱۹...... کرشن کا دعویٰ: ''دو دفعہ ہم نے رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو ہمارے سامنے سجدہ کرنے کی طرح جھکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اوتار ہیں اور کرشن ہیں اور پھر ہمارے سامنے نظریں رکھتے ہیں۔ پھر ایک دفعہ الہام ہوا۔ ''ہے کرشن رودر گوپال تیری مہما ہو۔ تیری اشتی گیتا میں موجود ہے۔'' (ملفوظات ج۳ ص۲۷۱)

۲۰...... حیات موسیٰ: ''عیسیٰ صرف اور نبیوں کی طرح ایک نبی خدا کا ہے اور وہ اس نبی معصوم کی شریعت کا ایک خادم ہے۔ جس پر دودھ پلانے والی حرام کی گئی تھیں۔ یہاں تک کہ اپنی والدہ کی چھاتیوں تک پہنچایا گیا اور اس کا خدا کوہ سینا میں اس سے ہم کلام ہوا اور اس کو پیارا۔ کیا یہ وہی موسیٰ مرد خدا ہے جس کی نسبت قرآن میں اشارہ ہے کہ وہ زندہ ہے اور ہم پر فرض ہوگیا کہ ہم اس بات پر ایمان لاویں کہ وہ زندہ ہے اور آسمان پر موجود ہے۔ ''ولم یمت ولیس من المیتین'' وہ مردوں میں سے نہیں۔ مگر یہ بات کہ حضرت عیسیٰ آسمان سے نازل ہوں گے۔ سو ہم

نے اس خیال کا باطل ہونا ثابت کر دیا۔ ہم قرآن میں بغیر وفات عیسیٰ کے کچھ ذکر نہیں پاتے۔"

(نور الحق ص ۵۰،۵۱)

احمدی دوستو! جہاں آنحضرت ﷺ کے پہلے انبیاء سے موسیٰ علیہ السلام کو علیحدہ کر دیا گیا ہے۔ وہاں مہربانی کر کے مسیح کو بھی سمجھ لیجئے۔

۲۱...... مرزا پر درود کی فرضیت: "آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔ حضرت مسیح موعود پر (مرزا قادیانی) درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے جس طرح آنحضور ﷺ پر۔"

(رسالہ درود شریف ص ۲۲۴)

۲۲...... چشم نیم باز: "مولوی شیر علی بیان کرتے ہیں کہ باہر مردوں میں بھی حضرت (مرزا قادیانی) کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتیں۔ ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا تھا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ اچھی تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف سے آنکھیں کچھ زیادہ کھولیں۔ مگر وہ پھر بند ہو گئیں۔"

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۷۷)

۲۳...... بدزبانی: "قادیان میں ایک بدگو مخالف آیا ہوا تھا۔ جس نے حضرت (مرزا قادیانی) کے خدام میں سے ایک کو اپنے پاس بلایا۔ جو اس کے ساتھ گفتگو کرنے چلا گیا۔ جب اس امر کی حضرت (مرزا قادیانی) کو خبر ملی تو آپ نے فرمایا ایسے خبیث مفسد کو اتنی عزت نہیں دینی چاہئے کہ اس کے ساتھ تم میں سے کوئی بات چیت کرے۔" (ملفوظات احمدیہ حصہ چہارم ص ۱۲۵)

۲۴...... مرزا کی وحی: "مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات انجیل اور قرآن کریم پر۔"

(اربعین نمبر ۴ ص ۲۰، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہو اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پا کر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پا کر رد کر دے۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱ حاشیہ)

۲۵...... آخری وحی: "مرزا قادیانی ۲۶؍اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اس روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی۔ "مباش ایمن از بازی روزگار" اس کے بعد قادیان میں کوئی موقع نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہوا۔ اس لئے وہ قادیان میں آخری وحی تھی۔"

(اخبار الحکم قادیان خاص نمبر مورخہ ۲۱؍مئی ۱۹۳۴ء، تذکرہ ص ۱۵۴)

۲۶...... وحی کی بھرمار: مرزا قادیانی پر نماز میں جب وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہوکر اندر چلے جاتے۔ (رسالہ دلگداز لکھنؤ بابت مارچ ۱۹۱۶ء)

۲۷...... قرآن وحدیث: ''اور جو شخص حکم ہوکر آیا ہو اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ میں سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کردے۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰، خزائن ج۱۷ ص۵۱ حاشیہ)

۲۸...... ہندو عورتوں سے نکاح جائز: ''ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے۔ بہت کم ہیں۔ کثرت ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں۔ سوائے سکھوں اور جینیوں کے عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں۔ یعنی ہندوؤں کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔'' (اخبار الفضل ج۱۷ نمبر ۶۵، مورخہ ۱۸ر فروری ۱۹۳۰ء)

۲۹...... بوٹ کا تحفہ: ''ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا آپ نے (مرزا قادیانی) نے اس کی خاطر سے پہن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کرسکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کے بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کے بوٹ میں پہن لیتے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی کا نشان لگانا پڑا۔''

(منکرین خلافت کا انجام ص۹۶)

۳۰...... نزول جبرائیل: ''اور چونکہ حضرت احمد (مرزا قادیانی) بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجہ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خدا تعالیٰ نے اس فرشتہ کا نام تک بتادیا ہے کہ وہ فرشتہ جبرائیل ہی ہے۔'' (النبوۃ فی الالہام نمبر ۵،۶،۷)

۳۱...... دیگر فرشتے: ٹیچی ٹیچی۔ (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

خیراتی، شیر علی۔ (تریاق القلوب ص۹۴،۹۵، خزائن ج۱۵ ص۳۵۱،۳۵۲)

۳۲...... قادیان کا قرآن: ''خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص۳۹۱، خزائن ج۲۲ ص۴۰۷)

۳۳...... حج: ''اس جگہ نفلی حج سے زیادہ ثواب ہے۔ (یعنی قادیان میں) اور غافل رہنے میں نقصان اور خطر کیونکہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی ہے۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص۳۵۲، خزائن ج۵ ص ایضاً)

۳۴...... مرزا کی نئی شریعت: یعنی تشریعی نبی ہونے کا دعویٰ۔ ''یہ بھی تو سمجھ کہ شریعت

کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا پس میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام ''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارھم ویحفظوا فروجھم ذالك ازکیٰ لھم '' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے۔ اس میں امر ونہی دونوں ہیں۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

۳۵...... دو بیماریاں: ''مجھے دو مرض دامن گیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں۔ یعنی سردرد اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پاؤں سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ کثرت پیشاب اور اکثر دست آتے رہنا۔ دونوں بیماریاں قریب تیس برس کے ہیں۔'' (نسیم دعوت ص۷۰، خزائن ج۱۹ ص۴۳۵)

۳۶...... حرمت جہاد:

اب چھوڑ دو جہاد کا اے دوستو خیال — دین کے لئے حرام ہے اب جنگ اور قتال
اب آگیا مسیح جو دین کا امام ہے — دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسمان سے نور خدا کا نزول ہے — اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے خدا کا کرتا ہے جو اب جہاد — منکر ہے نبی کا جو رکھتا ہے یہ اعتقاد

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۲۶، خزائن ج۱۷ ص۷۷)

۳۷...... قادیانی رنگروٹ: ''جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ یورپ میں چلا جاتا۔'' (انوار خلافت ص۹۶)

۳۸...... اصل حقیقت: ''قول مرزا! میں ایک دائم المریض آدمی ہوں۔ ہمیشہ درد سر اور دوران سر اور کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سوسو دفعہ رات یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت پیشاب سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شامل حال ہیں۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰،۴۷۱)

''مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔'' (اکسیر اعظم ج۱ ص۱۸۸)

القول الارشد فی تفسیر اسمه احمد

المعروف به

مرزائیوں کو احمدی کہنا زبردست کفر ہے

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

القول الارشد فی تفسیر اسمه احمد

المعروف بہ

مرزائیوں کواحمدی کہنازبردست کفر ہے

’’الحمدللّٰہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ ولا رسول بعدہ ولا امۃ بعدہ اما بعد ۰ فاعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم ۰ بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم واذ قال عیسیٰ بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقالما بین یدیٰ من التوراۃ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاء ھم بالبینات قالوا ھذا سحر مبین (الصف:۶)‘‘ ﴿اور وہ (وقت یاد کرو) جب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اعلان کیا کہ اے بنی اسرائیل (یہود) میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں، اور اپنے سے پہلے نازل شدہ کتاب توراۃ کی تصدیق کرنے والا اور اپنے بعد آنے والے ایک عظیم الشان رسول ﷺ کی بشارت سنانے والا ہوں۔ جن کا اسم گرامی احمد (ﷺ) ہوگا۔ پس جب وہ رسول معظمؐ ان کے پاس واضح دلائل کے ساتھ تشریف لے آئے تو کہنے لگے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔﴾

ناظرین کرام! اس آیت مبارکہ میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام جس عظیم الشان رسول ﷺ کی خوشخبری دے رہے ہیں وہ ازروئے قرآن وحدیث، سیرت وتاریخ وتفاسیر اور بائبل حضرت ختم الانبیاء محمد ﷺ ہیں۔ چنانچہ اس آیت کا آخری حصہ ’’فلما جاء ھم‘‘ اور اس سے اگلی آیات بھی اس پر واضح دلیل ہیں۔

۱…… خود سید المرسلین ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:’’ساخبرکم باول امری دعوۃ ابراھیمؑ وبشارۃ عیسیٰؑ (مشکوٰۃ ص۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین ﷺ)‘‘ یعنی میں تمہیں اپنے ابتدائی معاملہ سے مطلع اور آگاہ کرتا ہوں کہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء’’ربنا وابعث فیھم رسولا (البقرہ:۱۲۹)‘‘ اور حضرت مسیح علیہ السلام کی بشارت (آیت مذکورہ بالا) کا مصداق ہوں۔ (مشکوٰۃ ص۵۱۳، تفسیر ابن کثیر ج۸ ص۳۴۲، مسند امام احمدؒ)

۲…… فرمایا کہ:’’دعوۃ ابراھیم وبشریٰ عیسیٰؑ (تفسیر ابن کثیر ج۸ ص۳۴۲، ابن سعد)‘‘

۳...... فرمایا کہ:''قد بشر بی عیسیٰ بن مریم ان یاتیکم رسول اسمه احمد (تفسیر ابن کثیر ج۱ ص۳۳۱، درمنثور ج۱ ص۹۱)'' بلاشبہ میری بشارت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی کہ تمہارے پاس ایک رسول آئے گا جس کا نام احمد ہوگا۔

۴...... حضرت جبیر بن مطعمؓ اپنے والد مطعمؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ:''ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی الذی یمحو اللّٰه بی الکفر وانا الحاشر الذی یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب الذی لا نبی بعده (رواه البخاری ج۱ ص۵۰۱، باب ماجاء فی اسماء رسول اللّٰه ﷺ، ج۲ ص۷۲۷، باب یاتی من اسمه احمد، مسلم ج۲ ص۲۶۱، باب فی اسمائه ﷺ، روی الترمذی وانا العاقب لا نبی بعدی ج۲ ص۱۱۱، باب ماجاء فی اسماء رسول ﷺ)'' فرمایا کہ میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں اور میں احمدؐ ہوں اور میں ماحیؐ ہوں۔ یعنی وہ ہستی کہ جس کے ذریعہ اللہ کفر کو مٹا دے گا۔ میں حاشرؐ ہوں کہ میرے قدموں پر لوگوں کا حشر ہوگا۔ یعنی میرے بعد قیامت آجائے گی اور میرے بعد قیامت تک کوئی دوسرا نبی نہ آئے گا۔ (کما قال بعثت انا والساعته کهاتین) اور میں عاقب ہوں یعنی میرے بعد کوئی بھی نبی نہ ہوگا۔

۵...... فتح الباری شرح بخاری لابن حجر العسقلانیؒ (جز۱۴ص۳۱۲) میں ہے کہ:''قیل سمی احمد لا نه هو اسم علم منقول من الصفة (للکرمانی ج۶ ص۱۷)'' یعنی کہا گیا ہے کہ آپ کا نام احمد رکھا گیا۔ کیونکہ یہ اسم علم (ذاتی نام) ہے جو صیغہ صفت سے بنا ہے۔

۶...... آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ جب اللہ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انہیں ان کی اولاد دکھائی تو وہ ایک دوسرے کی فضیلت اور برتری ملاحظہ فرمانے لگے تو سب کے آخر میں ایک پیکر نور ہستی دیکھی۔ کہا کہ اے میرے رب یہ کون ہے؟ تو فرمایا یہ تیرا فرزند احمد (ﷺ) ہے جو خلق میں اوّل اور بعثت میں آخر ہوگا۔ وہی شفاعت کرنے والا ہوگا اور اس کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ (کنزالعمال بحوالہ ابن عساکر)

۷...... ''انا دعوة ابراهیم وکان اخر من بشر بی عیسیٰ بن مریم (کنزالعمال ج۱۱ ص۳۸٤، حدیث نمبر۳۱۸۳۵، بحواله القول الممجد از احسن امروهی مرزائی لاهوری ص۳۷)''

۸...... ''قال ان اللّٰه اعطانی حظالم یعط احد قبلی سمیت احمد

(الحدیث رواہ الحکیم عن ابی بن کعبؓ بحوالہ القول الممجد ص ۳۶) ''فرمایا کہ اللہ نے مجھے وہ شان دی ہے جو مجھ سے پہلے کسی کو نہیں ملی۔ میرا نام احمد رکھا گیا۔

۹...... ''عن ابی موسیٰ الاشعریؓ قال کان رسول اللہ ﷺ یسمی لنا اسماء فقال انا محمدؐ وانا احمدؐ (مشکوٰۃ ص ۵۱۵، مسلم ج ۲ ص ۲۶۱) ''حضرت ابو موسیٰؓ نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے اپنی ذات مقدسہ کے کئی نام لیتے تھے۔ فرماتے کہ میں محمدؐ ہوں اور میں احمدؐ ہوں۔

۱۰...... ''اخرج ابو نعیم وغیرہ عن عبدالرحمن بن زیاد بن انعم قال قیل لموسیٰ علیہ السلام یا موسیٰ انما مثل کتاب احمد فی الکتب بمنزلۃ وعاء فیہ لبن کلما مخضۃ اخرجت زبدتہ'' (القول المجد ص ۴۱)

حافظ ابو نعیم وغیرہ نے عبدالرحمٰن بن زیاد سے نقل کیا ہے کہ جناب موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ جناب احمد کی مثال دوسری کتب کی بہ نسبت ایک ایسے برتن کی ہے جس میں دودھ ہو۔ جب بھی تو اسے بلوئے تو اس کا مکھن نکالے گا۔ یعنی جتنا بھی اس میں غور وفکر کیا جائے نت نئے معانی اور اسرار برآمد ہوں گے۔

۱۱...... ''عن کعب ان الحواریین قالوا یا عیسیٰ روح اللہ ھل بعدنا من امۃ قال نعم امۃ احمد حکماء علماء ابرار اتقیاء کانھم من الفقہ انبیاء یرضون عن اللہ بالیسیر من الرزق ویرضی اللہ منھم بالیسیر من العمل (کشاف تحت ھذہ الامۃ، القول الممجد ص ۴۲، از احسن امروھی مرزائی)''

کعب احبارؒ سے منقول ہے کہ حواریوں نے حضرت مسیح علیہ السلام سے پوچھا، اے روح اللہ کیا ہمارے بعد کوئی اور امت بھی ہوگی تو فرمایا ہاں امتہ احمدؐ ہوگی۔ وہ بڑے دانا، عالم، نیکوکار، تقویٰ شعار، گویا وہ فقاہت میں انبیاء علیہم السلام ہیں۔ وہ خدا کی تقسیم کردہ قلیل روزی پر راضی رہیں گے اور اللہ بھی ان سے تھوڑے سے عمل پر راضی ہو جائے گا۔

۱۲...... ''اخرج ابن ابی حاتمؒ عن عمرو بن مرۃ قال خمسۃ سموا قبل ان یکونوا محمد ﷺ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد، ویحی انا نبشرك بغلام اسمہ یحیی وعیسیٰ مصدقا بکلمۃ من اللہ واسحاق یعقوب فبشرناہ باسحاق ومن وراء اسحاق یعقوب (قال الراغبؒ وخص لفظ احمد فیما بشربہ عیسیٰ تنبیھا علی انہ احمد منہ)''

۱۳...... ’’واخرج ابن ابی حاتمؒ عن ابن عباسؓ لم یکن من الانبیاء علیهم السلام من له اسمان الا عیسیٰ ومحمد ﷺ (الاتقان للسیوطی ج۲ ص۲۳۸)‘‘ ابن ابی حاتم عمرو بن مرہؓ سے نقل کرتے ہیں کہ پانچ رسولوں کے نام ان کی پیدائش سے پہلے ہی رکھے گئے۔ عیسیٰ علیہ السلام، محمد ﷺ!

(۱)...... جیسا کہ قرآن مجید میں ہے۔’’ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمدؐ (صف:۶)‘‘

(۲)...... حضرت یحییٰ علیہ السلام ان کے متعلق بھی فرمان الٰہی ہے۔’’انا نبشرك بغلام اسمه یحییٰ (مریم:۷)‘‘ یعنی ہم تجھے ایک لڑکے کی بشارت دیتے ہیں۔ جس کا نام یحییٰ ہوگا۔

(۳)......’’یحییٰ مصدقا بکلمة من الله (آل عمران:۳۹)‘‘ یعنی وہ تصدیق کرنے والا ہوگا خدا کے کلام کی۔

(۴)...... حضرت اسحاق ویعقوب علیہم السلام فرمایا:’’فبشرناها باسحاق ومن وراء اسحاق یعقوب (هود:۷۱)‘‘

۱۴...... مکہ مکرمہ میں ایک یہودی رہا کرتا تھا۔ جس رات سید دو عالم ﷺ پیدا ہونے والے تھے۔’’فقال یا معشر یهود طلع نجم احمدؐ الذی یولد فی هذه اللیلة (رواه البیهقی وابو نعیم، القول ص۶۶)‘‘ یعنی اے گروہ! یہود، اس احمدؐ کا ستارہ طلوع ہو چکا ہے۔ جو اس رات پیدا ہوا۔

۱۵...... امام محمد باقرؒ حضرت علیؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: ’’سمیت احمدؐ‘‘ یعنی میرا نام احمد رکھا گیا تھا۔ (طبقات ابن سعدؒ ج۱ ص۸۳، باب ذکر اسماء الرسول ﷺ وکنیته)

۱۶...... حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جب جارود مسلمان ہوئے تو انہوں نے کہا کہ اس ذات الٰہی کی قسم جس نے محمد ﷺ کو حق دے کر بھیجا۔ میں نے آپؐ کی صفت وثناء انجیل میں دیکھی مریم بتول علیہا السلام نے آپ کی ہی بشارت دی ہے۔

(الخصائص الکبریٰ للسیوطی ج۱ ص۳۵)

۱۷...... حضرت سہل مولیٰ خیثمہ کہتے ہیں کہ اہل مریس میں ایک نصرانی تھا۔ جو انجیل پڑھا کرتا تھا۔ انہوں نے بتایا کہ میں نے محمد رسول اللہ ﷺ کا وصف انجیل میں ملاحظہ کیا کہ وہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کے اولاد سے ہوں گے اور اسم گرامی احمدؐ ہوگا۔

(الطبقات الکبریٰ لابن سعدؒ ج۱ ص۸۳، باب ذکر اسماء الرسول ﷺ وکنیته)

قرآن کریم کی اس بشارت میں دو لفظ قابل غور ہیں۔

""من بعدی"" اس سے لازم آتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنے والا شخص وہی ہو جس کی آپ نے بشارت دی ہے اور عیسیٰ علیہ السلام اور صاحب بشارت کے درمیان اور کوئی نبی نہ ہو۔ ""جس کا نام احمد ہو"" یہ مفہوم صرف ہمارا ہی نہیں بلکہ شفاء میں قاضی عیاض اور جلال الدین سیوطی نے خصوصیات صغریٰ میں اور انسان العیون میں ابن دعلان نے بیان کیا ہے کہ اسم احمد ایسا نام ہے جو خاتم الانبیاء سے قبل کسی بھی شخص کا نہیں ہوا تو معلوم ہوا کہ احمد کا مصداق علی وجہ الیقین صرف ذات خاتم الانبیاء ہی ہے۔ دیگر کوئی نہیں۔ (رحمۃ للعالمین ج۲ ص۳۱۲)

ف..... بندہ حقیر راقم السطور عرض کرتا ہے کہ خود آنحضرت ﷺ نے بھی اپنی ذات اقدس کو بشارت عیسیٰ کا مصداق قرار دیا ہے تو اس سے قادیانیوں کی تکذیب واضح ہو جاتی ہے جو وہ کہتے ہیں کہ اس بشارت کا مصداق مرزا قادیانی ہے۔ اس سے تو سید المرسلین ﷺ کی رسالت ہی کا انکار لازم آئے گا۔ گویا عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آنحضور ﷺ مبعوث ہی نہیں ہوئے بلکہ مرزا آ گیا ہے۔ (العیاذ باللہ لعنۃ اللہ علی الکاذبین)

علاوہ ازیں عہد رسالت سے لے کر آج تک۔ تمام صحابہ کرامؓ، تابعین، تبع تابعین، آئمہ مجتہدین، فقہائے کرام، جملہ محدثین، مفسرین، متکلمین اور اولیائے کرامؒ اسی بات پر متفق ہیں کہ اسمہ احمد کا مصداق صرف اور صرف خاتم الانبیاء سید المرسلین ﷺ ہی ہیں۔ آپؐ کے سوا کوئی بھی دوسری شخصیت اس کا مصداق نہیں ہے اور نہ ہو سکتی ہے۔

چند تفاسیر کے حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

۱..... تفسیر قرطبی میں ہے۔ ""(یاتی من بعدی اسمه احمد) واحمد اسم نبینا ﷺ اسم علم منقول من صفته لا من فعل..... فمعنی احمد احمد الحامدین لربه والانبیاء صلوٰت الله علیهم کلهم حامدون لله ونبینا احمد ای اکثرهم حمدا (جز۱۸ ص۸۳) ""یعنی احمدؐ ہمارے نبی کریم ﷺ کا اسم گرامی ہے اور یہ آپ کا اسم علم ہے۔ (یعنی ذاتی نام ہے، صفاتی نہیں۔ ""کما قالت المرزائیه الضالة"") جو کہ صفت حمدیت سے منقول ہے نہ کہ فعل سے۔ پس ""احمد"" کا معنی ہے کہ اپنے رب کی تمام تعریف کرنے والوں سے بڑھ کر تعریف کرنے والا۔ تمام انبیاء علیہم السلام تو اللہ کے حامد (تعریف کرنے والے) ہیں۔ مگر ہمارے نبی کریم ﷺ احمدؐ یعنی سب سے زیادہ تعریف کرنے والے ہیں۔ پھر مفسر جلیلؒ فرماتے ہیں کہ:

پہلے آپ احمدؐ ہیں پھر محمدؐ۔ گویا پہلے آپؐ نے اپنے رب کی تعریف کی تو اللہ نے آپ کو رفعت وشرف سے نوازا۔ اس لئے آپ کا اسم احمدؐ۔ محمدؐ سے مقدم ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کا اسم گرامی احمدؐ ذکر فرمایا ہے اور اس سے پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بھی یہی اسم مبارک ذکر فرمایا ہے۔ جب کہ ایک دفعہ خداوند قدوس نے ان کو فرمایا کہ یہ تو احمدؐ کی امت ہے تو آپؑ نے دعا فرمائی۔ ''اللھم اجعلنی من امة احمد'' یعنی اے اللہ مجھے احمدؐ کی امت میں کر دے۔ تو پہلے احمد کا تذکرہ فرمایا پھر محمدؐ کا۔ کیونکہ تمام لوگوں سے پیشتر آپؐ نے اللہ کی تعریف کی۔ تو جب آپؐ مبعوث ہوئے تو آپؐ بالفعل (حقیقۃ) محمدؐ ہو گئے۔ اسی طرح جب آپؐ مقام شفاعت پر اپنے رب کی بے مثال تعریف کریں گے تو احمدؐ ہو جائیں گے۔ یعنی تمام کائنات سے زیادہ تعریف کرنے والے۔ اس کے بعد آپؐ شفاعت فرمائیں گے تو تمام کائنات آپؐ کی تعریف کرے گی تو پھر آپ محمدؐ ہو جائیں گے۔ یعنی بہت ہی تعریف کئے گئے۔

ایک روایت میں یوں منقول ہے کہ آپؐ نے ارشاد فرمایا کہ توراۃ میں میرا نام احید ہے۔ یعنی ہٹانے والا۔ کیونکہ میں اپنی امت کو آگ سے ہٹاتا ہوں اور زبور میں میرا نام ماحی ہے۔ یعنی اللہ میرے ذریعے سے بت پرستی مٹا دے گا اور انجیل میں میرا نام احمدؐ ہے اور قرآن میں میرا نام محمدؐ ہے۔ (ﷺ) کیونکہ میں آسمان وزمین والوں میں سب سے زیادہ قابل تعریف اور ستائش ہوں۔ (تفسیر قرطبی ج۱۸،ص۸۴)

۲...... تفسیر مظہری میں ہے کہ احمدؐ آنحضورﷺ کے دو ذاتی ناموں میں سے ایک نام ہے۔ تمام نبی تو حامد ہیں۔ مگر آپ احمدؐ ہیں۔ یعنی اللہ کی سب سے زیادہ تعریف کرنے والا۔ ایسے ہی دوسرے انبیاء علیہم السلام تو محمود (قابل تعریف) ہیں۔ مگر آپ محمدؐ یعنی آپ کی تعریف سب سے بڑھ کر اور ہمیشہ ہوتی رہے گی۔[۱] (روح المعانی ج۱۰،ص۴۶۰)

۳...... تفسیر روح المعانی میں ہے: ''اسمه احد، هذا الاسم الجليل علم لنبيناﷺ وعليه قول حسانؓ''

صلى الا له له ومن يحف بعرشه
والطيبون على المبارك احمدؐ

(روح المعانی ج۱۰،ص۸۶)

---

[۱] چونکہ باب تفعیل میں مبالغہ اور تکرار وتسلسل کا خاصہ پایا جاتا ہے۔ اس لئے اسم محمدؐ میں بھی مبالغہ اور تسلسل ودوام پایا جائے گا۔

یعنی اسمہ احمد۔ یعنی جلیل الشان نام ہمارے نبی کریم ﷺ کا علم (ذاتی نام) ہے اسی پر حضرت حسانؓ کا یہ شعر ہے۔

اللہ تعالیٰ۔ حاملین عرش۔ دیگر معصوم فرشتے اور تمام صالحین اس ذات بابرکات (خاتم الانبیاء علیہم السلام) پر درود بھیجتے رہتے ہیں۔ جن کا اسم گرامی احمدؐ ہے۔

اس کے بعد مفسر جلیل نے اسم احمد کی اشتقاقی تشریح بیان فرما کر توراۃ، زبور صحف انبیاء علیہم السلام اور اناجیل میں مذکور آپؐ کے متعلق متعدد بشارت کا ذکر فرمایا۔ خاص کر انجیل یوحنا کی فارقلیط والی بشارت عیسوی کا تفصیل اور مدلل بیان فرما کر واضح کر دیا کہ ان تمام بشارات کا حقیقی مصداق صرف سید المرسلین ﷺ ہی ہیں۔

ایسے ہی تفسیر حقانی میں تفصیلی وضاحت موجود ہے۔ ملاحظہ کیجئے تفسیر سورہ الصف، مذکورہ بالا تفاسیر کے علاوہ اوّل سے لے کر آخر تک ہر ایک مفسر نے اسمہ احمد کا مصداق صرف اور صرف محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہی کو قرار دیا ہے۔ کسی دوسری شخصیت کا امکان بھی ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ آج تک کسی بھی مسلمان کے حاشیہ خیال میں کسی دوسری ہستی کا وہم تک نہیں گذرا۔ حتیٰ کہ کئی انصاف پسند عیسائی محققین نے بھی بڑی فراخدلی سے اس حقیقت کا اعتراف کیا ہے۔

۴...... تفسیر فتح المنان میں اس آیت کی تفسیر مذکور ہے کہ: ”وهو علم منقول من الصفته وهي تحتمل ان تكون مبالغة من الفاعل فيكون معناها انه اكثر حمدا لله غيره وقال الكرخي انه لما خصه بالذكر لانه فى الانجيل مسمى بهذا الاسم ولانه فى السماء احمدؐ فذكر باسمه السماوى لا نه احمد الناس لربى لان حمده لربه بما يفتح الله عليه يوم القيامة من المحامد قبل شفاعته لا نه سابق على حمدهم لله“ (القول المجد ص ۴۷)

وہ (احمدؐ) ہمارے نبی ﷺ ہیں۔ اور وہ (اسم احمدؐ) ذاتی نام ہے جو صفتہ سے منقول ہے اور اس صفتہ میں احتمال ہے کہ وہ مبالغہ اسم فاعل سے ہی ہو۔ تو پھر معنی یہ ہوگا کہ آپؐ دوسری مخلوق سے اللہ کی زیادہ حمد وثناء کرنے والے ہیں اور امام کرخیؒ نے فرمایا اور جب خاص کر آپؐ کا اسم گرامی ذکر فرمایا تو اس لئے کہ انجیل میں آپؐ اسی نام سے موسوم ہیں اور اسی لئے آپؐ آسمان میں سب سے بڑھ کر تعریف کرنے والے ہیں۔ لہٰذا آپؐ کا آسمانی اسم ذکر فرمایا۔ اس واسطے کہ آپؐ تمام لوگوں سے زیادہ اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔ کیونکہ بروز قیامت شفاعت سے پہلے جب آپؐ اپنے رب کی حمد وثناء بیان کریں گے تو اس کی بدولت آپؐ پر بے مثال حمد وثناء

کے الفاظ منکشف ہوں گے۔ کیونکہ سب سے اوّل اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں۔
(بحوالہ القول المجد ص ۴۷)

۵...... امام راغب فرماتے ہیں کہ:''قوله عزوجل ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد. فاحمد اشارة الیٰ النبی ﷺ باسمه وفعله تنبیها انه كما وجد اسمه احمد. یوجد وهو محمود فی اخلاقه واحواله وخص لفظة احمد فیما بشربه عیسیٰؑ صلی الله علیه وسلم تنبیها انه احمد منه ومن الذین قبله (المفردات ص ۱۳۰، بحواله القول الممجد ص ۴۲)''

۶...... نووی اور سراج الوہاج میں ہے:''قال ابن فارس وغیره وبه سمی نبینا ﷺ محمدا واحمد الهم الله ان یسموه به مما علم من جمیل صفاته (بحواله القول الممجد ص ۳۶)''

اشعار عرب

آئمہ تاریخ کے ہاں مسلمہ اشعار عرب کی شہادت کسی واقعہ کے متعلق ایسی ہی یقینی ہے۔ جیسا کہ آئمہ لغت کے نزدیک کسی لفظ کے استعمال کے لئے اشعار قدماء کی شہادت یقینی اور قطعی ہے۔

اشعار قبل از ولادت خیر الانام ﷺ

تبع جس کا نام قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔ وہ یمن کے بادشاہوں میں سے تھا۔ ایک دفعہ اس نے یثرب (مدینہ طیبہ) پہنچ کر اوس وخزرج اور یہود سے جنگ شروع کردی۔ اہل یثرب دن کو لڑتے اور رات کو اس کی مہمانی کرتے۔ تین شب تک یہی ہوتا رہا۔ آخر تبع نادم ہو کر صلح کرنے پر آمادہ ہو گیا اور معاہدہ صلح کے لئے اجیحہ بن الحلاج اوسی اور بنیامین قرظی مقرر ہوئے۔ اجیحہ تبع سے کہنے لگا کہ ہم تو آپ کی قوم کے لوگ ہیں۔ تم ہم سے کیوں لڑائی کرتے ہو۔ بنیامین یہودی کہنے لگے کہ آپ اس شہر کو کبھی فتح نہیں کر سکتے۔ تبع نے کہا کہ کیوں؟ کہا کہ یہ شہر ایک نبی کی فرودگاہ ہے جو قریش سے ہوگا۔ تبع نے اس پر یہ شعر پڑھا:

القی الی نصیحته کی ازدجر
عن قریة محجورة بمحمدٍ

اس نے مجھے یہ نصیحت کی کہ میں اس آباد سے ہٹ جاؤں جو محمد کی وجہ سے محفوظ کی گئی ہے۔

شهدت علی احمد انه
رسول من الله باری النسم

میں گواہی دیتا ہوں کہ احمدؐ اللہ کے رسول برحق ہیں جو کہ جان آفرین ہے۔

فلو مد عمری الی عمره
لکنت وزیرا لہ و ابن عم

اگر میری عمر اس کی عمر تک لمبی ہوگئی تو میں ضرور آپ کا وزیر اور ابن عم (مددگار) بنوں گا۔

ف...... علامہ تلمسانی کا کہنا ہے کہ مذکورہ بالا اشعار بطور تواتر منقول ہیں اور تسلیم کئے جاتے ہیں۔

۲...... قس بن ساعدہ بخرانی جو کہ حکمائے عرب سے تھا وہ کہتا ہے۔

الحمد لله الذی
لم یخلق الخلق عبثا

ارسل فینا احمدا
خیر نبی قد بعث

لم نحینا منه سدی
من بعدی عیش و اکثرت

صلی الله علیه وسلم
حج له رکب وحث

۳...... مداح خاتم المرسلین ﷺ حسان بن ثابتؓ۔

متی یبد فی اللیل البهیم جبینه
یلح مثل مصباح الدجی المتوقد

جب شب تاریک میں اس کی پیشانی نمایاں ہوتی ہے تو چراغ روشن کی طرح چمکا کرتی ہے۔

فمن کان او من قد یکون کاحمد
لحق او نکالا لملحد

حق کو مستحکم کرنے اور ملحد کو رسوا کرنے میں احمد جیسا نہ کوئی ہے اور نہ ہی کوئی ہوگا۔ یہ شعر دیوان حسانؓ میں موجود ہیں۔

۴...... حضرت کعب بن مالکؓ بھی دربار رسالت کے ممتاز شعراء میں سے تھے وہ کہتے ہیں۔

غداة اجابت باسيافها

جميعاً بنوا الاوس والخزرج

بوقت صبح تمام اوس وخزرج نے اپنی اپنی تلواریں سنبھال کر آنحضوعلیہ کے فرمان کی تعمیل کی۔

و اشياع احمد اذا شايعوا

على الحق ذى النور والمنج

اشیاع احمد (مہاجرین) نے بھی ایسا ہی کیا۔ وہ سب کے سب خاتم الانبیاء کے ساتھ حق پر چلتے تھے۔

۵...... حضرت کعب بن مالکؓ خیبر کے متعلق فرماتے ہیں۔

و نحن وردنا خيبرا و فروضه

بكل فتى عارى الا شاجع ندود

ہم خیبر اور اس کے قلعوں تک پہنچے۔ ہمارا ہر جوان پھرتیلا اور احتیاط سے اڑنے والا تھا۔

يرى القتل مجدا ان اصاب شهادة

من الله يرجوها وفوزا باحمد

ہم میں سے ہر ایک یہ سمجھتا تھا کہ اگر شہادت ملی تو ایسی موت خدا کے ہاں سے فضیلت اور احمد کی خوشنودی حاصل کرنے کا سبب ہوگی۔ (یہ اشعار صحابہؓ نے بعد از وفات نبیؐ پڑھے)

شاعر اسلام حسان بن ثابتؓ کہتے ہیں کہ:

لطالت وقوفا تذرف العين جهدها

على طلل الذى فيه احمد

آنکھ پورے زور سے بہہ رہی ہے اور میں قبر کے اس ڈھیر پر دیر سے کھڑا ہوں جس میں احمدؐ ہیں۔

فبوركت يا قبر الرسول و بوركت

بلاد ثوى فيه الرشيد المسدد

اے قبر رسول علیہ تو مبارک ہے۔ اے عرب تو مبارک ہے کہ بڑے صاحب رشد وسداد معظم تجھ میں استراحت فرما ہیں۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے بمقابلہ خوارج فرمایا:

یـا شـاهـد الـخیر علی فـاشهد

انـی عـلـی دیـن الـنبـیؐ احـمـد

مـن شك فـی الله فـانـی مهتـدی

اے خدا لگتی بات کہنے والے تو گواہ رہنا کہ میں دین احمدؐ پر ہوں۔

اگر کوئی خدا کے بارے میں شک میں ہو تو ہوتا رہے۔ میں تو یقیناً ہدایت پر ہوں۔

جگر گوشہ رسول مقبول ﷺ فاطمہ الزہراءؓ نے اپنے والد مکرم ﷺ کے بارے میں کہا کہ:

صبـت عـلّـی مـصـائب لـو انهـا

صبـت عـلـی الایـام صرن لیـالیهـا

مـاذا عـلـی من شم تـربة أحـمـد

ان لا یشـم مـدی الـزمـان غـوالیـا

مجھ پر ایسے مصائب ٹوٹ پڑے کہ اگر وہ دن پر پڑتے تو وہ بھی راتیں بن جاتے۔ جو کوئی قبر احمد سونگھ لے اسے ساری زندگی کوئی اور خوشبو سونگھنے کی ضرورت نہیں رہتی۔

اس کے علاوہ بھی ایسے بکثرت اشعار موجود ہیں مگر یہاں اتنے ہی پر اکتفاء کی جاتی ہے۔ (منقول از کتاب رحمۃ للعالمین ﷺ ج ۲ ص ۳۱۶)

ایھا المسلمون! مندرجہ بالا قرآن و حدیث و تاریخ و ادب کے کثیر نصوص اور حوالہ جات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا ہے کہ سید دو عالم خاتم الانبیاء والرسل ﷺ کے دو نام علم ذاتی ہیں۔ محمدؐ اور احمدؐ، جو کہ تواتر امت مسلمہ میں معروف و مشہور اور مستعمل ہیں۔ نیز سورۃ الصف آیت ۶ کی پیش گوئی اسمہ احمد کا مصداق حقیقی صرف اور صرف ذات خاتم النبیین والمرسلین ﷺ ہی ہیں۔ دیگر کوئی بھی فرد نہیں ہے اور نہ ہی ایسا ممکن ہے۔ کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد محمد رسول اللہ ﷺ ہی اس اسم گرامی سے مبعوث ہوئے ہیں۔ بلکہ تاریخ عالم میں انبیاء علیہم السلام میں یہ اسم گرامی پایا ہی نہیں جاتا۔ لہٰذا اگر آپؐ کے علاوہ کسی اور فرد کو اس کا مصداق قرار دے لیا جائے تو دیگر حقائق کے انکار کے علاوہ سرے سے آپ کی بعثت ہی سے انکار لازم آتا ہے۔ معاذ اللہ!

امت مسلمہ کی شناخت اور تشخص

ہر مذہب و ملت کے افراد اپنے راہنماء اور بڑے کی طرف نسبت باعث فخر اور ذریعہ بقاء سمجھتے ہیں اور ان کے نام کو اپنے نام کا جزو بنا کر اسے اپنی شناخت اور پہچان قرار دیتے ہیں۔

جیسے ہندو اپنے نام کے ساتھ رام لگاتے ہیں۔ سکھوں کے نام کے ساتھ سنگھ کا لفظ ہوتا ہے۔ عیسائی اپنے نام کے ساتھ مسیح استعمال کرتے ہیں۔ جیسے انور مسیح اور پرویز مسیح وغیرہ۔ شیعہ لوگ اپنے ناموں کے ساتھ اپنے آئمہ کے نام استعمال کرتے ہیں۔ ایسے ہی ہم اہل اسلام اپنے ناموں کے ساتھ محمد اور احمد نام مبارک لگا کر اپنے تعلق کا اظہار کرتے ہیں۔ مثلاً منیر احمد، محمد مسعود، اقبال احمد، بشیر احمد اور نصیر احمد وغیرہ۔ نیز ہمارے اکابر محدثینؒ مفسرینؒ، فقہائے کرامؒ اور اولیائے کرامؒ کے اکثر اسماء گرامی محمد اور احمد ہیں۔ بے شمار راویان حدیث کا اسم گرامی بطور تیمن وتبرک احمد ہے۔ حتیٰ کہ تقریب التہذیب جیسی مختصری تصنیف میں ۱۱۹ رواۃ حدیث کے اسماء احمد ہیں۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حقائق اس حقیقت کا واضح ثبوت ہیں کہ نبی معظم خاتم الانبیاء والمرسلین ﷺ کا اسم مبارک محمدؐ کے ساتھ احمد بھی ہے۔ جو کہ آپ کی ولادت باسعادت سے قبل، دور حیات اور بعد از رحلت بھی ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں مسلم ومحقق اور عام زبان زد رہا ہے۔ قبل از ولادت یہی اسم گرامی عرب ویمن، نجران اور شام کے یہود ونصاریٰ میں مشہور ومعروف تھا اور ہر طبقہ اپنی فتح ونصرت کو حضور ﷺ کی تشریف آوری اور رونق افروزی عالم پر منحصر سمجھتا تھا۔ حضور ﷺ کی حیات وممات میں آپ کے شاعران خاص اور ذوی القربیٰ آپ کو اس نام سے یاد کرتے چلے آئے ہیں۔ ہم نے یہ بھی بتایا ہے کہ آنحضور ﷺ کی ولادت سے پیشتر عرب میں یا کسی بھی ملک میں، جہاں زبان عربی متداول تھی، کسی شخص کا نام احمد نہیں رکھا گیا۔ یعنی قدرت الہیہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام والی بشارت کو جو صرف بحق نبی کریم ﷺ تھی، پونے چھ سو سال تک اس قدر محفوظ کیا کہ کوئی بھی اس نام سے موسوم نہیں کیا گیا۔ اب اسی دلیل کی تذییل اور فرع میں ہم واضح کرتے ہیں کہ سید کائنات ﷺ کے بعد یہ اسم گرامی احمدؐ بطور تیمن وتبرک کس قدر زیادہ مستعمل ہو رہا ہے۔ کیونکہ آپ کی ذات گرامی کے بعد من بعدی کی شرائط اٹھ چکی ہے اور التباس واشتباہ کا خطرہ جاتا رہا ہے۔ اب صرف حصول یمن وبرکت مقصد رہ گیا تھا۔ اس لئے قدرت الہیہ نے جیسا کہ نبی ﷺ کی ولادت سے پیشتر اس امر کی حفاظت وصیانت فرمائی تھی کہ مبشر اصلی اور موعود حقیقی کے سوا اور کوئی شخص بھی اس اسم سے برائے نام بھی موسوم نہ ہوا۔ اسی طرح رحمت ربانی کا اقتضاء یہ ہوا کہ آنحضور ﷺ کے بعد اس اسم معظم کی خوب اشاعت ہو اور ہر موسوم شخص گویا اپنے ہی سے یہ ثابت کرتا رہے کہ اس اسم کا مبشر دنیا میں آچکا ہے اور بشارت عیسیٰ علیہ السلام کی صداقت دنیا میں آشکار ہو چکی ہے۔

اب فرمایئے کہ اس قدر وضاحت وشہرت کے بعد قادیانیوں کا خلط وتلبیس اور دجل

وفریب اس اظہر من الشمس کائناتی حقیقت کو کیسے مشتبہ اور مشکوک کر سکتا ہے۔ لہٰذا یہ بندہ ناچیز وحقیر علی الاعلان اور ڈنکے کی چوٹ اعلان کرتا ہے کہ مرزائیوں کو احمدی کہنا صرف کفر نہیں بلکہ شدید ترین اور زبردست کفر ہے۔ کیونکہ دریں صورت تمام حقائق کا انکار کر کے آیت اسمہ احمد کا مصداق مرزا دجال کو قرار دینا ہے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی تکذیب اور انکار ہے۔ جس سے بڑھ کر کائنات میں کوئی کفر نہیں ہو سکتا۔ اس لئے ان کو قادیانی یا مرزائی کہیں، احمدی بھول کر بھی نہ کہیں۔

قادیانی عقیدہ اور نظریہ

ناظرین کرام! آپ نے مندرجہ بالا قطعی نصوص کی روشنی میں تمام اہل اسلام کا عقیدہ تو معلوم کر لیا۔ اب اس کے برعکس قادیانیوں اور مرزائیوں کا عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

قادیانیوں کی دو پارٹیاں ہیں۔

۱...... قادیانی پارٹی۔ ۲...... لاہوری پارٹی۔

قادیانی پارٹی کے سربراہ حکیم نور الدین، بشیر الدین محمود، مرزا ناصر احمد اور اب مرزا طاہر احمد ہے۔

لاہوری پارٹی کے پہلے سربراہ مولوی محمد علی تھے۔ پھر صدر الدین وغیرہ اور یہ پارٹی بازی مرزا البشیر الدین سے استحقاق خلافت کے سلسلہ میں وقوع پذیر ظاہر کی جاتی تھی۔

مرزا قادیانی اور مسئلہ اسمہ احمد

حقیقت یہ ہے کہ مرزا قادیانی منبع الدجل والالحاد ہیں۔ وہ ہر مسئلہ میں اور ہر بات میں متضاد اور متناقض بیانات دینے کے عادی ہیں۔ ان کی تحریرات سے ہر شخص اپنے مطلب کی منفی یا مثبت چیز نکال سکتا ہے۔ گویا وہ الحاد وزندقہ کے سپیئر پارٹ کے لئے خام میٹریل کا سٹور ہیں یا مداری کی پٹاری ہیں۔ جہاں انہوں نے مسئلہ ختم نبوت اور دیگر مسائل میں ذوالوجوہ۔ مبہم اور غیر واضح بیانات دیئے ہیں وہاں اس نے مسئلہ زیر بحث میں بھی وہی دورخی اور دجالانہ روش اختیار کی ہے۔ دوٹوک انداز میں کسی پہلو کو واضح نہیں کیا۔ بلکہ ملحدانہ طور پر اس کی ٹھوس بنیاد مہیا کر دی۔ جس پر بعد میں آنے والوں خاص کر مرزا البشیر الدین نے خوب کھل کر اظہار کیا کہ ''اسمہ احمد'' کا حقیقی مصداق صرف مرزا قادیانی ہے۔ سید کائنات ﷺ کسی بھی صورت میں اس کے مصداق نہیں ہو سکتے۔ پھر اس پر کئی عقلی اور نقلی دلائل فراہم کئے۔ جیسا کہ آئندہ مع جواب کے آئیں گے۔

لاہوری پارٹی کا عقیدہ

یہ ہے کہ اسمہ احمد کے حقیقی مصداق تو محمد ﷺ ہی ہیں۔ مرزا قادیانی ضمنی اور ظلی طور پر

اس کے مصداق ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں محمد احسن امروہی (جو کہ نورالدین کے ہم پلہ پڑھا لکھا گمراہ مرزائی تھا) نے ایک کتاب بنام (القول المجد فی تفسیر اسمہ احمد [۱]) لکھ کر اس مسئلہ کو خوب واضح کر دیا کہ اسمہ احمد کے حقیقی مصداق صرف حضور نبی اکرم ﷺ ہیں۔ چنانچہ جواب میں مرزا بشیر احمد مصنف سیرۃ المہدی نے کلمتہ الفصل کا چوتھا اور دوسرے قادیانی خلیفہ بشیر الدین نے اپنی کتاب انوار خلافت کے ص ۱۸ سے ۲۹ تک خوب کھل کر قلم چلایا ہے اور تمام حدود شرافت اور انسانیت پامال کر دی ہیں۔

مرزا قادیانی کا دجل وفریب

مرزا قادیانی نے جن کا پیدائشی اور خاندانی نام غلام احمد تھا۔ اپنی شیطانی وحی اور الہام میں بکثرت اسم احمد کا استعمال کیا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

۱...... ’’یا احمد بارك الله فيك ‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۰، خزائن ج ۲۲ ص ۷۳، البشریٰ ج ۱ ص ۱۲) یعنی اے احمد، اللہ نے تجھ میں برکت رکھ دی ہے۔

۲...... ’’یا احمد فاضت الرحمة على شفتيك ‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۸، البشریٰ ج ۱ ص ۱۴، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۲۳۰) یعنی اے احمد تیرے ہونٹوں پر رحمت جاری ہوگئی۔

۳...... ’’یا احمد اسكن انت وزوجك الجنة ‘‘ (حقیقت الوحی ص ۷۷، خزائن ج ۲۲ ص ۸۰) یعنی اے احمد (مرزا) تو اور تمہارے ساتھی جنت میں رہیں۔

۴...... ’’بورکت یا احمد‘‘

(حقیقت الوحی ص ۷۵، خزائن ج ۲۲ ص ۷۸، اربعین نمبر ۲ ص ۶)

۵...... ’’بشریٰ لك یا احمدی ‘‘ (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۷ ص ۵۹، البشریٰ وغیرہ) یعنی اے میرے احمد تجھے بشارت ہو۔

۶...... ’’یا احمدیتم اسمك ولا یتم اسمی ‘‘ (اربعین نمبر ۲ ص ۶، خزائن ج ۱۷ ص ۳۵۳) اے احمد تیرا نام پورا ہوگا میرا نام پورا نہ ہوگا۔ (شاید یہ ملہم صاحب جناب مٹھن لال یا

---

[۱] اس رسالہ میں قرآن وحدیث تفسیر وفقہ اور صحف سابقہ سے بے شمار دلائل جمع کئے گئے ہیں۔ جس کے مقابلہ میں مرزا بشیر الدین کی تحریرات محض ہذیان اور خرافات کا مجموعہ نظر آتی ہیں۔ کیونکہ وہ حقیقت کے بالکل متناقض اور متخالف ہیں۔ راقم سطور نے اس رسالہ سے قادیانیوں کے خلاف اور اہل اسلام کے حق میں کافی مواد لیا ہے۔

خیراتی صاحب ہیں۔ ورنہ خداوند قدوس کا نام تو ازل سے لے کر ابد تک پورا اور کامل ہی ہے۔)

۷...... ''انا ارسلنا احمد الیٰ قومه فاعرضوا وقالوا کذاب اشر''

(کلمۃ الفصل ص ۱۳۸)

ایسے ہی کئی مقامات پر مرزا قادیانی کھل کر بھی اظہار کر دیتے ہیں۔ ملاحظہ ہو (خزائن ج ۱۸ ص ۱۲۸، ۱۰۳، ۱۱۷) اور کسی جگہ بات کو گول مول اور الجھا کر پیش کرتے ہیں۔ دیکھئے

(خزائن ج ۸ ص ۲۷۸، ج ۱۸ ص ۱۱۷، خطبہ الہامیہ ص ۲۰، اربعین نمبر ۴ ص ۱۷)

مگر کئی مقامات پر اسم احمد کا مصداق حقیقی واضح طور پر خاتم المرسلین ﷺ کو ہی قرار دیا۔ جیسے مرزا قادیانی کی مشہور کتاب (ازالہ اوہام ص ۶۷۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۳) پر لکھا ہے کہ: مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں محمد بھی ہیں۔ نمبر ۲، ایسے ہی ایک اشتہار ملحق بہ کتاب (تریاق القلوب ص ۴، خزائن ج ۱۵ ص ۱۳۴) پر ہے کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام ہیں۔ ایک محمدؐ اور دوسرا احمدؐ۔

۴...... علاوہ ازیں مرزا قادیانی کے بے شمار اشعار ہیں۔ جن میں انہوں نے اسم احمدؐ استعمال کیا ہے۔ نمونہ ملاحظہ ہو۔

شان احمد را کہ داند جز خداوند کریم
آنچناں از خود جدا شد کز میاں افتاد میم

(توضیح المرام ص ۲۳، خزائن ج ۳ ص ۶۲)

تا نہ نور احمدؐ آید چارہ گر
کسی نمی گیرد ز تاریکی بدر
برتر گمان و وہم سے احمدؐ کی شان ہے
جس کا غلام دیکھو مسیح الزمان ہے

(حقیقت الوحی ص ۲۷۶ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۲۸۶)

انبیاء روشن گہر ہستند لیک
ہست احمد زاں ہمہ روشن ترے
زندگی بخش جام احمد ہے
کیا ہی پیارا یہ نام احمدؐ ہے
لاکھ ہوں انبیاء مگر بخدا
سب سے بڑھ کر مقام احمدؐ ہے

باغ احمد سے ہم نے پھل کھایا
میرا بستان کلام احمدؐ ہے

(دافع البلاء ص ۲۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۴۰)

دجال ابن دجال

ناظرین کرام! آپ نے دجال اوّل اور بانی دجالیت کی ڈالی ہوئی بنیاد الحاد کو تو ملاحظہ فرمالیا کہ اس میں ہر رنگ اور پہلو موجود ہے۔ اب ابن دجال یعنی جناب مرزا بشیر احمد ایم۔ اے مصنف کتاب سیرۃ المہدی کی لن ترانی سنے۔

وہ کہتے ہیں کہ: ’’اللہ نے مندرجہ بالا الہامات اور دیگر مقامات پر مسیح موعود (مرزا قادیانی لعنہ اللہ) کو (معاذ اللہ) احمد کے نام سے پکارا ہے۔ (پھر اوپر والے الہامات ذکر کئے) دوسری طرف ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) بیعت لینے پر اقرار کر لیتے تھے کہ آج میں احمد (مرزا قادیانی) کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔ پھر اس پر بس نہیں بلکہ اپنی جماعت کا نام بھی احمدی جماعت رکھا۔ پس یہ یقینی بات ہے کہ آپ احمد تھے اب معاملہ بالکل صاف ہے۔ قرآن شریف سے سورۃ صف نکال کر دیکھ لو۔ احمد کے نہ ماننے والوں کے لئے کیا فتویٰ ہے۔ وہاں صاف لکھا ہے کہ:’’ واللہ، متم نورہ ولو کرہ الکافرون ‘‘ یہ آیت بطور الہام مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر اتر چکی ہے۔ جس سے اس خیال کو اور بھی تقویت پہنچتی ہے کہ آپ احمد ہیں اور ان کے منکر کافر ہیں۔‘‘ (کلمۃ الفصل ص ۱۳۹، از مرزا بشیر احمد پسر مرزا غلام احمد قادیانی)

ملاحظہ فرمائیے کہ اندرونی طور پر تمام بات کہہ بھی گئے ہیں۔ مگر کھل کر اس کو (مرزا قادیانی) اسمہ احمد کا حقیقی مصداق قرار نہیں دے رہے۔ کیونکہ یہ بات اور عنوان نہایت اشتعال انگیز تھا۔ بھلا کون اس خبیث دجال قادیانی کو احمد تسلیم کرے گا۔ پھر اس الحاد اور زندقہ کی تشریح یوں کی کہ:’’ دراصل احمد صرف سید الانبیاء ﷺ کا ہی اسم گرامی ہے۔ آپ کے سوا کوئی دوسرا احمد نہیں۔ مگر آپ کی دو بعثتیں ہیں۔ پہلی بعثت (تشریف آوری) میں آپ محمدؐ تھے جو کہ جلالی رنگ کا مظہر ہے اور اس دوسری بعثت میں جو مرزا قادیانی کی صورت میں ہے۔ آپ احمدؐ ہیں جو کہ جمالی رنگ یعنی صلح و آشتی اور عدم جہاد و قتال کا مظہر ہے۔ تو گویا بشارت عیسوی آپ کی پہلی بعثت کے متعلق نہیں۔ جس میں آپ بنفس نفیس تشریف لائے اور جلالی رنگ یعنی جہاد و قتال سے دین پھیلایا۔ (لعنۃ اللہ علی الکاذبین والملحدین) (دیکھئے! یہ دجال غیر مسلم ملحدین کے ہاتھ مضبوط کر رہا ہے جو کہتے ہیں کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے۔) بلکہ یہ پیش گوئی آپ کی

دوسری بعثت کے متعلق ہے۔ جس میں آپ کا مثیل مرزا قادیانی مسیح موعود ہو کر آیا ہے۔ لہٰذا اس کا نام مثیلی اور بروزی طور پر احمد ہے۔'' (کلمۃ الفصل از مرزا بشیر احمد ص۱۳۹)

پھر اس نظریہ کی تائید میں دجال اکبر (مرزا غلام احمد قادیانی) کی چند عبارتیں نقل کرتے ہیں۔ چنانچہ آپ (مرزا قادیانی) (تحفہ گولڑویہ ص۲۲، خزائن ج۱۷ ص۶۸) پر لکھتے ہیں کہ: ''ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد'' میں یہ اشارہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کا ایک مظہر آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔ گویا وہ اس کا ایک ہاتھ ہے جس کا نام آسمان پر احمد ہوگا۔ وہ جمالی طور پر حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے رنگ میں دین کو پھیلائے گا۔ پھر اس کے حاشیہ میں تحریر کیا ہے کہ آپ کی یہ دونوں بعثتیں اور صفتیں (محمد جلالی واحمد جمالی) اپنے اپنے وقتوں میں ظاہر ہوں گی۔ اسی لئے خدا نے صفت جلالی کو (جو کہ اسم محمد کی مظہر ہے) صحابہؓ کے ذریعہ ظاہر کیا اور صفت جمالی (جو اسم احمد کی مظہر ہے) کو مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور اس کے گروہ کے ذریعہ کمال تک پہنچایا۔ اس کی طرف آیت ''واخرین منهم لما یلحقوا بهم'' میں اشارہ ہے۔

پھر اسی کتاب (تحفہ گولڑویہ ص۹۶، خزائن ج۱۷ ص۲۵۳) میں لکھتے ہیں کہ: ''آنحضرت ﷺ کا زمانہ ہزار پنجم تھا جو اسم محمد کا مظہر تجلی تھا۔ یعنی یہ بعثت اوّل (آپ کی بنفس نفیس تشریف آوری) ہے۔ مگر بعثت دوم (دوسری آمد) جس کی طرف آیت کریمہ ''واخرین منهم لما یلحقوا بهم'' میں اشارہ ہے وہ مظہر تجلی اسم احمد ہے جو کہ اسم جمالی ہے۔ جیسا کہ آیت ''ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمه احمد'' اس کی طرف اشارہ کر رہی ہے۔ اس حقیقت کو حضرت صاحب (مرزا قادیانی) نے اپنی کتاب (اعجاز المسیح میں ص۱۰۰ تا ص۱۲۴) تک وضاحت سے ذکر کیا ہے اور کھول کر بتایا کہ نبی اکرم ﷺ کی دو تشریف آوریاں تھیں۔ بعثت اوّل میں اسم محمد کی تجلی تھی۔ مگر بعثت دوم میں اسم احمد کی تجلی ہے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۴۰، از بشیر احمد قادیانی)

پھر مزید ایک نکتہ کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں کہ: ''یہ عجیب نکتہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی دونوں بعثتیں آپ کے دنیا میں تشریف لانے سے قبل ہی بتلائی جاچکی تھی۔ چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جو صفت جلالی میں ظاہر ہوئے تھے۔ انہوں نے آپ کی پہلی آمد کی پیش گوئی کی۔ لیکن عیسیٰ علیہ السلام کو جمالی پہلو عطاء کیا گیا تھا۔ اس لئے انہوں نے آپ کی دوسری بعثت یعنی اسم احمد کی پیش گوئی کی۔''

پھر مرزا قادیانی کی کتاب (اعجاز المسیح ص۱۲۲، خزائن ج۱۸ ص۱۲۵) سے اس کی تائیدی عبارت نقل کی کہ: ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جلالی اسم یعنی محمد کو اختیار کر کے پیش گوئی کی اور

حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی مناسبت سے اسم احمدؐ کے ساتھ پیش گوئی کی۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دونوں نبیوں نے اپنے اپنے کامل مثیل کی طرف اشارہ کیا ہے۔'' پھر اسی صفحہ پر مزید وضاحت کی کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کزرع اخرج شطا (الفتح) سے ایک دوسری جماعت واخرین منھم اور ان کے امام مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی طرف اشارہ کیا ہے۔ بلکہ اس کے نام کی تصریح کر دی۔'' (کلمتہ الفصل ص۱۴۰،۱۴۱)

خلاصہ کلام: آخر میں بطور خلاصہ لکھتے ہیں کہ: ''ان تمام حوالہ جات سے قطعی اور یقینی طور پر ثابت ہوتا ہے کہ سورہ الصف میں جس احمد رسول کی پیش گوئی ہے وہ احمد مسیح (مرزا قادیانی) ہی ہے۔ جس کی بعثت حسب وعدہ خداوندی واخرین منھم خود نبی کریم ﷺ کی بعثت ہے۔ پھر سورہ الصف میں ہم یہ لکھا ہوا دیکھتے ہیں کہ: ''یریدون ان یطفئوا نور اللہ بافواھھم'' یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ پیش گوئی مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق ہے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں منہ کی پھونکوں یعنی فتویٰ تکفیر وغیرہ سے اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش نہیں کی گئی۔ (بالکل غلط ہے۔ ہر مخالف نے مختلف قسم کے الزامات، طعن و تشنیع اور فتوؤں سے مزاحمت کی) بلکہ مخالفین نے تلوار اٹھائی لیکن مسیح موعود کا زمانہ تلوار کا زمانہ نہیں۔ (یہ بھی سراسر غلط) بلکہ یضع الحرب یعنی عدم جہاد کا زمانہ ہے۔ (یہ تو بعد انقطاع شر و فتنہ ہوگا۔ ''کما قال حتیٰ لا تکون فتنۃ ویکون الدین کلہ للہ'') اس لئے مخالف تلوار نہیں اٹھا سکے۔ مگر انہوں نے ناخنوں تک زور لگایا۔ ''لیطفئوا نور اللہ بافواھھم'' لیکن ان کے مقابلہ میں بھی کوئی معمولی انسان نہ تھا۔ بلکہ دم سے کافر مرتے تھے۔ فتدبروا!! (واہ جی واہ! مرزا کے دم سے کسی کو کیا مرنا تھا، اس کا تو اپنا دم خود قائم نہ تھا)

پھر لکھا ہے۔ حاصل کلام یہ کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کا اللہ نے بار بار الہام میں احمد نام لکھا ہے۔ اس لئے آپ کا منکر کافر ہے۔ کیونکہ احمد کے منکر کے لئے قرآن میں لکھا ہے کہ: ''واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون'' (کلمتہ الفصل ص۱۴۱) یعنی اللہ اپنے نور (دین حق) کو پورا کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافروں کو کتنا ہی ناگوار ہو۔ یعنی اہل اسلام کی ناگواری اور مخالفت کے باوجود مرزائیت کامیاب ہوگی۔ (مگر بسا آرزو کہ خاک شد)

تنبیہ

۱...... حضرات گرامی! ذرا توجہ سے مندرجہ بالا اقتباسات ملاحظہ فرمائیے اور اندازہ لگائیے کہ کس طرح مرزا قادیانی اور اس کی ذریت متفقہ اسلامی عقائد و نظریات کو پلٹ کر عوام اہل اسلام کو راہ مصطفیٰ ﷺ سے بھٹکا رہے ہیں اور پھر یہ بھی آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہ لوگ

اپنے آپ کو احمدی کیوں کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی اس آیت کریمہ کا مصداق مرزا قادیانی ہے۔ (العیاذ باللہ) اور بزعم مرزا اس پر نازل شدہ مندرجہ بالا الہامات میں بھی جوان کو احمد نام سے خطاب کیا گیا ہے۔ ان کے پیروکاروں کو احمدی کہا جائے گا۔ لہٰذا اگر ہم ان کو احمدی کہنے لگیں تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ ہم نے یہ بات تسلیم کرلی کہ واقعی یہ آیت مبارکہ (اسمہ احمد) خاتم المرسلین ﷺ کے بارہ میں نہیں بلکہ مرزائے قادیانی کے متعلق ہے۔ (العیاذ باللہ) نیز مرزا قادیانی کے تمام الہامات اللہ کی طرف سے نازل شدہ اور قرآن مجید کی طرح برحق اور سچے ہیں اور وہ اپنے تمام دعاوی مثل مسیحیت اور نبوت میں بھی سچا تھا۔ (العیاذ باللہ) حالانکہ یہ امور تسلیم کر کے کوئی بھی انسان ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتا۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ سے اس کا کوئی تعلق باقی نہیں رہ سکتا۔ لہٰذا ہمیں کسی بھی صورت میں مرزائیوں کو احمدی نہ کہنا چاہئے۔ (اللہ نے اس امت کا نام خود مسلمان رکھا ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہمارے جدامجد نے ہمارا نام مسلمان ہی رکھا ہے۔ (الحج) مگر قادیانی حضرات مندرجہ بالا وجوہات کی بناء پر اپنے آپ کو بجائے مسلمان کے احمدی بطور لقب کے کہلاتے ہیں۔ چنانچہ خلیفہ ثانی لکھتے ہیں کہ (جس دن سے تم احمدی (مرزائی) ہوئے ہو تمہاری قوم احمدیت ہوگئی)

۲...... آپ نے یہ بھی ملاحظہ فرمالیا کہ مرزا قادیانی خود تو صاف اور دوٹوک الفاظ میں ''اسمہ احمد'' کا حقیقی مصداق ہونا واضح نہیں کرتے۔ بلکہ مبہم اور ملی جلی بات کرتے ہیں۔ جس سے دونوں باتیں نکل آتی ہیں۔ گویا خام میٹریل مہیا کردیا اور کہیں کہیں صراحت کے بالکل قریب بھی پہنچ جاتے ہیں یا بالفاظ دیگر معنوں تو مہیا کردیا۔ لیکن عنوان قائم کرنے کی ذمہ داری اپنی ذریت کے ذمہ لگادی جو اس نے بطریق کمال پورا کردیا۔

دوسرے نمبر پر مصنف سیرۃ المہدی وکلمۃ الفصل کی چالبازیاں اور ملحدانہ قلابازیاں بھی ملاحظہ فرمالیں کہ کس طرح اس نے مرزا قادیانی کی فراہم کردہ بنیاد پر تدریجی استواری کا حق ادا کیا ہے۔ شاندار طریقے سے بات کو آگے بڑھایا ہے۔ مگر ابھی معاملہ کچھ برزخی حیثیت میں رکھا کہ بعد میں آنے والوں کے لئے بھی کچھ کارروائی کا موقعہ رہ جائے۔ (اب اگلے مرحلہ پر مثیل دجال مرزا بشیر الدین محمود کی کارکردگی سماعت فرمائیے)

مرزا بشیر الدین محمود خلیفہ ثانی (قصر دجالیت کا کامیاب معمار)

الحاد و زندقہ کو حد کمال تک پہنچانے کی سعادت حاصل کرنے والے جناب مصلح موعود مرزا بشیر الدین محمود علیہ ماعلیہ اپنی مشہور کتاب انوار خلافت میں گوہر افشاں ہیں کہ:

۱...... ’’میرا یہ عقیدہ ہے کہ یہ آیت ’’اسمه احمد‘‘ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق ہے اور احمد آپ ہی ہیں۔ لیکن اس کے خلاف کہا جاتا ہے [۱] کہ احمد نام رسول کریم ﷺ کا ہے اور آپ کے سوا کسی اور شخص کو احمد کہنا آپ کی ہتک ہے۔ (واقعی از روئے قرآن وحدیث اور اجماع امت ایسا ہی ہے) لیکن میں جہاں تک غور کرتا ہوں۔ میرا یقین بڑھتا جاتا ہے اور میں ایمان رکھتا ہوں کہ احمد کا جو لفظ قرآن کریم میں آیا ہے وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے متعلق ہی ہے۔ اس بات کے ثبوت میں اپنے پاس خدا کے فضل سے دلائل رکھتا ہوں اور تمام دنیا کے علماء وفضلاء کے سامنے بیان کرنے کو تیار ہوں۔ حتیٰ کہ میں انعام رکھنے کے لئے بھی تیار ہوں۔ اگر کوئی میرے دلائل غلط ثابت کردے اور قرآن وحدیث سے یہ ثابت کردے کہ احمدؐ نام آنحضرت ﷺ کا تھا۔ صفت نہ تھی اور جو نشانات قرآن کریم نے احمد کے بیان فرمائے ہیں۔ وہ آنحضرت ﷺ پر چسپاں ہوتے ہیں اور یہ کہ یہ پیش گوئی آنحضرت ﷺ نے اپنے اوپر چسپاں فرمائی ہے تو میں ایسے شخص کو ایک مقررتاوان جو فریقین کو منظور ہو، دینے کو تیار ہوں۔‘‘

(انوار خلافت ص۱۸،۱۹، مطبوعہ ۱۹۱۶ء)

۲...... خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ: ’’اس آیت کا اصل مصداق مرزا قادیانی ہیں۔ قرآن کریم میں جو احمد کی خبر دی گئی ہے۔ اس کے متعلق میں نے آیات پڑھ دی ہیں۔ جن میں احمد کا ذکر ہے۔ اب میں خدا کے فضل سے بتاتا ہوں کہ ان آیات میں احمد کا اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہیں اور آنحضرت ﷺ صرف صفت احمدیت کی وجہ سے اس کے مصداق ہیں۔ ورنہ جس احمد نام کے انسان کے متعلق خبر ہے وہ حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔ (یعنی مرزائے قادیانی)‘‘

(انوار خلافت ص۲۰)

۳...... مرزا قادیانی، حکیم نوردین اور خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین کا متفقہ عقیدہ:

خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ’’اب یہاں سوال پیدا ہوتا ہے کہ وہ کون سا رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا [۲] اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ

---

[۱] اس سے مراد لاہوری پارٹی کے احسن امروہی ہیں۔ جنہوں نے اس مسئلہ میں القول المجد نامی ایک علمی کتاب لکھی ہے۔

[۲] اے جاہل! وہ وہی رسول معظم ﷺ ہے۔ جس کے متعلق خود صاحب رسالت فرمارہے ہیں کہ: ’’انا اولی الناس بعیسی بن مریم لانه لیس بینی وبینه نبی او کما قال‘‘ اس لئے یہاں کسی قسم کا سوال پیدا ہونے کا امکان ہی نہیں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود (مرزائے قادیانی) کی کتابوں میں بھی اسی طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفہ المسیح الاوّل (نوردین) نے بھی یہی فرمایا ہے کہ مرزا احمد ہیں۔ (معاذ اللہ) چنانچہ ان کے درس کے نوٹوں میں یہی چھپا ہوا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔'' (انوار خلافت ص۲۱)

۴...... خلیفہ صاحب لکھتے ہیں۔ ''کیونکہ آنحضرت ﷺ کا نام احمد نہ تھا۔ بلکہ محمدؐ تھا۔ چنانچہ اس آیت زیر بحث کو چھوڑ کر جس میں رسول اللہ ﷺ کو احمد کہہ کر مخاطب نہیں فرمایا بلکہ حضرت مسیح علیہ السلام کی ایک پیش گوئی ہے۔ جو خود زیر بحث ہے، کسی بھی جگہ قرآن مجید میں آنحضرت ﷺ کو احمد نام سے یاد نہیں کیا گیا۔ (مرزا کو کب اس نام سے یاد کیا گیا ہے؟) اگر آپ کا نام احمد ہوتا جیسے یہ لوگ (قادیانی) سمجھتے ہیں تو والدہ محترمہ (حضرت آمنہ) کو الہام کے ذریعہ بتلا دیا جاتا۔ پھر قرآن مجید میں جو وحی الٰہی ہے، اوّل تو احمد نام ہی آتا۔ اگر محمد بھی آتا تو احمد بھی بعض مقامات پر ضرور آتا۔'' (انوار خلافت ص۲۱،۲۲)

۵...... نیز لکھتے ہیں کہ: ''(۱)...... کسی حدیث سے احمد نام ثابت نہیں [1]۔ (۲)...... کلمہ شہادت جس پر اسلام کا دارومدار ہے۔ اس میں بھی محمد رسول اللہ ﷺ ہی کہا جاتا ہے۔ (۳)...... پنج وقت اذان واقامت میں بھی ''اشہد ان محمد رسول اللّٰہ'' ہی کہا جاتا ہے۔ (۴)...... درود شریف میں بھی آپ کا اسم گرامی محمدؐ ہی آیا ہے۔ (۵)...... آپ کی مہر مبارک جو خطوط پر لگائی جاتی تھی اس میں بھی لفظ محمدؐ ہی ہے۔ ایک خط میں بھی احمد نام مبارک نہیں آیا۔ تمام صحابہؓ میں سے کسی سے بھی ثابت نہیں کہ اس نے کسی وقت بھی احمد نام لیا ہو۔ (۶)...... نہ تاریخ سے ثابت ہے۔ (۷)...... آپ کے سب مخالفین اور چچا سے بھی محمدؐ ہی ثابت ہوتا ہے۔ اگر احمد نام ہوتا تو کبھی کلمہ یا اذان یا درود شریف وغیرہ میں ضرور ذکر ہوتا۔''

(بقیہ حاشیہ گزشتہ صفحہ) اس امکانی دجل کو اپنے بیان سے خود سید المرسلین ﷺ نے ختم کر دیا ہے۔ نیز یہ بھی سن لیجئے کہ اگر اس آیت کا مصداق مرزا قادیانی کو تسلیم کر لیا جائے تو رسالت خاتم الانبیا ﷺ کا انکار لازم آتا ہے جو کہ سراسر کفر اور زندقہ ہے۔ وہاں تو صاف بیان کر دیا گیا ہے کہ:

''فلما جاء ھم قالوا ھذا سحر مبین''

[1] یہ خلیفہ صاحب کا سفید جھوٹ ہے۔ کیونکہ کئی احادیث اوپر نقل ہو چکی ہیں۔ دوبارہ ملاحظہ کیا جائے تا کہ اس کذاب کو اس بے باکی اور جرأت پر داد کے بجائے لعنتیں پڑیں۔

۶...... ''پس اس آیت میں جس رسول احمد نام والے کی خبر دی گئی ہے وہ آنحضرت ﷺ نہیں ہو سکتے۔'' (انوار خلافت ص ۲۳)

۷...... ''(۱)......اس پیش گوئی میں کوئی ایسا لفظ نہیں جس سے یہ ثابت ہو کہ یہ خاتم النبیین ﷺ کے متعلق ہے۔ (۲)......نہ کوئی اور لفظ ہے جس کی وجہ سے ہمیں یہ پیش گوئی ضرور آنحضرت ﷺ پر چسپاں کرنی پڑے۔ (۳)...... باوجود آپ کا نام احمد نہ ہونے کے آپ پر یہ پیش گوئی چسپاں کرنے کی یہ وجہ ہو سکتی تھی کہ آپ نے خود فرمایا ہوتا کہ اس آیت میں جس احمد کا ذکر ہے وہ میں ہی ہوں۔ (یہ بھی ضرور آپ نے فرمایا ہے) لیکن احادیث سے ایسا ثابت نہیں ہوتا۔ نہ سچی، نہ جھوٹی، نہ وضعی، نہ قوی، نہ ضعیف، نہ مرفوع، نہ مرسل۔ کسی حدیث میں بھی یہ ذکر نہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اس آیت کو اپنے اوپر چسپاں فرمایا اور اس کا مصداق اپنی ذات کو قرار دیا ہو [۱]۔ پس جب یہ بات بھی نہیں تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم خلاف مضمون آیت کے اس پیش گوئی کو آنحضرت ﷺ پر چسپاں کریں۔'' (انوار خلافت ص ۲۳)

۸...... ایک جگہ جناب خلیفہ صاحب پورے جوش وجالیت میں آکر فرماتے ہیں کہ: ''کیا خدا کا خوف دلوں سے اٹھ گیا ہے کہ اس طرح اس کے کلام میں تحریف کی جاتی ہے اور صریح طور پر اس کے غلط معنی کر کے اس کے مفہوم کو بگاڑا جاتا ہے۔ (جناب والا ذرا دیکھ لیں کہیں اس جرم کے خود آپ ہی مجرم نہ ہوں) جب تک حق نہ آیا تھا۔ اس وقت تک لوگ مجبور تھے۔ (بالکل جھوٹ) لیکن اب جب کہ واقعات سے ثابت ہو چکا ہے کہ احمد سے مراد آنحضرت ﷺ کا ایک خادم ہے تو بھی ہٹ دھرمی سے کام لینا شیوہ مومنانہ نہیں [۲]۔'' (انوار خلافت ص ۲۴)

---

[۱] جناب خلیفہ صاحب صحیح مرفوع احادیث میں یہ سب کچھ آیا ہے اور تمام محدثین اور مفسرین امت اسی بات پر متفق ہیں۔ جیسا کہ اوپر تفصیل سے ذکر ہوا۔ بلکہ خود مرزا قادیانی اور آنجناب نے خود بھی اس بات کی صراحت فرمائی ہے، ذرا اپنی تفسیر صغیر ہی دیکھ لیں۔ (ص ۷۴۳)

[۲] جناب مراقی صاحب حق تو تمام کا تمام لے کر محمد رسول اللہ ﷺ آج سے چودہ سو برس پیشتر ہی تشریف لے آئے تھے۔ اب کوئی نیا حق لانے کا کون مدعی ہو سکتا ہے۔ جو بھی ہوگا وہ ختم نبوت کا منکر اور مسیلمہ کذاب کا بھائی ہوگا۔ آپ لوگوں نے یہ مسئلہ بھی مثل حیات مسیح کے بنا دیا کہ پہلے مرزا قادیانی حیات مسیح جسمانی کے قائل تھے۔ مگر بعد میں انگریزی وحی کے تحت ہو کر منکر ہو گئے۔ جہلا کو یہ بھی خبر نہیں کہ نسخ وتبدیلی احکام میں ہو سکتی ہے۔ عقائد واخبار میں ناممکن ہے۔ پھر جناب اس آیت میں تو حقیقی رسول کی خبر دی گئی ہے۔ ظلی بروزی کا اشارہ بھی نہیں۔ پھر تم نے یہ ظل وبروز کا چکر کیوں چلایا؟

مرزائے قادیانی کے احمد ہونے کا قرآن سے ثبوت

۱۰...... آگے چل کر خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اب میں اس بات کا ثبوت قرآن کریم سے پیش کرتا ہوں کہ اس پیش گوئی کا مصداق مسیح موعود ہیں۔ (آنحضورﷺ احمدؐ کے ضمنی طور پر مصداق ہیں)''

۱۱...... ''پس اس آیت میں ضمنی طور پر رسول اکرمﷺ کی خبر دی گئی ہے اور اس بیان سے یہ واجب نہیں ہوتا کہ اس پیش گوئی کے مصداق حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نہ ہوں۔ اس کے اصل مصداق حضرت مسیح موعود ہیں۔'' (انوار خلافت ص۳۷)

۱۲...... آخر میں لکھتے ہیں کہ: ''غرض یہ دس ثبوت ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ہی احمد تھے اور آپ ہی کی نسبت اس آیت میں خبر دی گئی ہے۔ (العیاذ باللہ)''

(انوار خلافت ص۳۹)

۱۳...... اور سنئے قادیانی روزنامہ (الفضل بابت ۲،۵ر دسمبر ۱۹۱۶ء ص۵) پر ہے۔

''(۱)...... جب اس آیت میں ایک رسول جس کا اسم ذات احمد ہو، ذکر ہے، دو کا نہیں اور اس شخص کی تعیین ہم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا ہے کہ دوسرا کوئی اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کردیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق ہیں تو یہ بھی ثابت ہوگیا ہے۔ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔[۱]''

۱۴...... اسی اخبار کے صفحہ ۶ پر لکھا کہ: ''ہم تو ظلی طور پر آپ کو اسمہ احمد والی پیش گوئی کا مصداق نہیں مانتے۔ (جیسے کہ لاہوری مرزائی اس کا مصداق آنحضرتﷺ کو حقیقی اور

---

[۱] جناب من ہم تمہارے اس قانون اور ضابطہ کو تسلیم کر کے کہتے ہیں کہ: ''ھو الذی ارسل رسوله، محمد رسول الله والذین معه'' اور ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین'' وغیرہ جن کو آپ کے والد محترم مرزا غلام احمد نے اپنے حق میں لکھا ہے۔ کیا ان میں دو نبیوں کا ذکر ہے؟ ذرا دیکھیں ایک غلطی کا ازالہ وغیرہ۔ جب تمام امت اور آقائے امتؐ نے اس رسول اور محمد کی تعیین اپنے حق میں کر دی تھی تو تم کون ہوتے ہو جو ایک کو دو بنانے (اصلی وظلی) کی مذموم کوشش کرتے۔ اسی طرح کسی بھی قرآن کے مفہوم کی تعیین کا حق صرف محمد رسول اللہﷺ کو ہے۔ تمہیں کس نے اتھارٹی دی کہ ۱۵ سو سال بعد کسی آیت کے مفہوم کا تعین کرتے پھرو۔ اس طرح جب اسمہ احمد کی تعیین خود سرور عالمؐ، تمام صحابہ، تابعین وتبع تابعین، محدثین ومفسرین، کر چکے ہیں تو تم کس باغ کی مولی ہو کہ پھر نئے سرے سے اپنی ملحدانہ تعیین کرتے پھرو۔ آخر کچھ تو حیا ہوتی۔

مرزا قادیانی کو ظلی طور پر مانتے ہیں) بلکہ ہمارے نزدیک آپ (مرزا قادیانی) اس کے حقیقی مصداق ہیں۔‘‘

۱۵...... صفحہ ۷ پر لکھا ہے کہ: ’’میرا دعویٰ ہے کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے اصل مصداق ہیں اور آپ کا نام احمد تھا۔‘‘ (ایسے ہی الفضل ۱۹؍اگست ۱۹۱۵ء اور ۲۸؍اپریل ۱۹۱۶ء، ۱۴؍جولائی ۱۹۳۵ء میں یہی مضمون ہے۔ بحوالہ قادیانی مذہب ص ۲۵۶)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا ۱۵ اقتباسات سے قادیانیوں کے چند مغالطے سامنے آئے۔

مغالطات

۱...... سورۃ الصف کی آیت ۶ میں ’’اسمہ احمد‘‘ سے مراد آنحضرت ﷺ نہیں بلکہ مرزا قادیانی ہے۔ کیونکہ آپ کا ذاتی نام (علم) صرف محمدؐ ہے۔ احمد آپ کا ذاتی نام نہیں، ہاں صفاتی ہوسکتا ہے۔

۲...... مرزا قادیانی کا نام احمد ہے۔ غلام کا لفظ صرف خاندانی رواج اور بطور علامت ہے۔

۳...... اسم محمدؐ مظہر جلال ہے اور اسم احمد مظہر جمال ہے۔ چونکہ آنحضرت ﷺ جہاد وقتال کے ساتھ تشریف لائے اور یہ امر اسم محمدؐ کا مظہر ہے اور مرزا قادیانی چونکہ صرف دلائل وبراہین کے ساتھ آئے ہیں۔ لہٰذا یہ مظہر اسم احمد ہے۔

۴...... کسی بھی حدیث میں آپؐ نے اس کا مصداق اپنے آپ کو نہیں قرار دیا اور نہ صحابہ کرامؓ میں سے کسی نے آپؐ کے حق میں یہ اسم استعمال کیا ہے۔

۵...... کلمہ شہادت، اذان واقامت اور درود شریف وغیرہ میں صرف اسم محمدؐ ہی استعمال ہوا ہے۔ احمد استعمال نہیں ہوا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ آپ کا اسم گرامی صرف محمدؐ ہی ہے احمد نہیں۔

۶...... اس آیت مبارکہ میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ جس کی بناء پر ہم اس کا مصداق آنحضرت ﷺ کو قرار دیں۔

ان مغالطات کے جوابات (بعون الوہاب)

مغالطہ نمبر:۱...... کہ اس آیت کا مصداق خاتم الانبیاء ﷺ نہیں بلکہ (معاذ اللہ) مرزا قادیانی ہے۔ جواب یہ ہے کہ اوپر احادیث اور تفاسیر سے یہ بات نہایت وضاحت سے ثابت کر چکا ہوں کہ اس بشارت عیسوی کا مصداق صرف اور صرف محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ ہی ہیں۔ امکانی حد تک بھی کسی دوسرے کا احتمال نہیں ہے۔ کیونکہ خود آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

''ساخبرکم باوّل امری دعوة ابراهیم وبشارت عیسیٰ (مشکوٰة ص۵۱۳، باب فضائل سید المرسلین ﷺ) ''کہ میں دعائے خلیل علیہ السلام اور بشارت عیسوی کا مصداق ہوں تو جب خود صاحب قرآنی نے وضاحت فرمادی تو اب کسی اور کو اختلاف کرنے کی گنجائش کیسے ممکن ہے؟ باقی ذاتی یا صفاتی نام کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ:

الف...... آپ کے دونوں اسمائے گرامی محمد اور احمد ﷺ۔ ذاتی علم ہی ہیں جیسے کہ (تفسیر قرطبی ج۱۸ص۸۳، تفسیر روح المعانی ج۲۸ص۸۶، تفسیر مظہری ج۹ص۲۷۱) اور دیگر تفاسیر کے حوالہ سے اوپر گذر چکا ہے۔

ب...... صحیحین میں حضرت جبیر بن مطعمؓ سے منقول ہے کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ:''ان لی اسماء انا محمد وانا احمد وانا الماحی یمحو اللّٰہ بی الکفر وانا الحاشر یحشر الناس علی قدمی وانا العاقب لا نبی بعدی (ترمذی ج۲ ص۱۱۱، باب فی اسماء النبی ﷺ) ''فرمایا کہ بے شک میرے کئی نام ہیں۔ میں محمدؐ ہوں، میں احمدؐ ہوں، میں ماحی ہوں، (مٹانے والا) میرے ذریعے اللہ کفر کو مٹا دے گا اور میں حاشر ہوں۔ (اکٹھا کرنے والا) میرے قدموں پر لوگوں کو اکٹھا کیا جائے گا۔ یعنی میرے بعد قیامت آجائے گی اور میں عاقب (پچھلا) ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا۔

یہ حدیث پاک بخاری کے علاوہ بے شمار دیگر کتب حدیث میں بھی ہے۔

ملاحظہ فرمایئے کہ اس حدیث میں آپؐ نے کل پانچ اسمائے مبارکہ ذکر فرمائے۔ پہلے دو کی تشریح نہیں فرمائی۔ جب کہ آخری تینوں کی تشریح فرمائی ہے۔ یہ ایک بیّن دلیل ہے کہ پہلے دونوں نام علم یعنی ذاتی نام ہیں۔ کیونکہ اعلام کا ترجمہ نہیں ہوتا اور آخری تین کا ترجمہ اور تشریح فرمائی کیونکہ وہ صفاتی نام ہیں۔

الاعتراض: یہ صفاتی ناموں کی فہرست ہے۔ اگرچہ پہلا اسم گرامی محمد ذاتی ہے۔ مگر دوسرے تمام نام صفاتی ہونے کی وجہ سے یہاں وہ ذاتی بھی بصورت صفاتی ہے۔ کیونکہ صرف ذاتی نام پر فخر کرنا کوئی پسندیدہ امر نہیں ہے اور یہاں انا محمد وانا احمد بطور اظہار فخر کے بیان ہو رہے ہیں۔

الجواب بعون الوہاب: جناب من، حقیقت یوں نہیں۔ بلکہ پہلے دو نام ذاتی اور اعلام ہیں۔ جیسا کہ بحوالہ تفسیرات معتبرہ بیان ہو چکا۔ صرف صفاتی ناموں کے ساتھ بیان اور ذکر ہونے سے علمیت سے خارج نہ ہوں گے۔ اصل بات یہ ہے کہ صفت موصوف (یعنی ذات) کے تابع ہوتی ہے۔ لہٰذا بطور تعارف ذات کے پہلے دونوں نام بطور موصوف کے ذکر فرمائے، اسی لئے ان

کا ترجمہ بھی نہیں فرمایا۔ تو جب ذات بحیثیت ذات کے خوب متعارف ہو چکی تو پھر اس کی صفات کا تذکرہ فرمایا۔ چنانچہ قرآن مجید میں اس کی بے شمار آیات سے تائیدات موجود ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے:(۱)......''الحمدلله رب العالمین ۰ الرحمن الرحیم ۰ مالك یوم الدین '' پہلے علم یا اسم ذات کا ذکر فرمایا پھر اس کی صفات رب رحمٰن رحیم کا تذکرہ فرمایا۔ رحمٰن رحیم کا تذکرہ ''الله لا الــه الا هـو الـحی القیوم ''نیز'' هـو الله الـذی لا الــه الا هـو الرحمن الــرحیـم '' وغیرہ۔ کیا جناب کہہ سکتے ہیں کہ لفظ اللہ بھی ذات واجب الوجود کا ذاتی نہیں، صفاتی نام ہے۔ کیونکہ یہ صفاتی ناموں کے ساتھ ذکر ہوا ہے۔

بریں عقل و دانش بباید گریست

کیا کوئی ذی ہوش انسان کہہ سکتا ہے کہ چونکہ لفظ اللہ بھی صفاتی ناموں کے ساتھ مذکور ہوا ہے۔ لہٰذا یہ بھی صفاتی نام ہے۔ ذاتی نہیں؟

مزید سنئے:''قل ادعـوا الله او ادعوا الرحمن ایا ما تدعوا فله الاسماء الحسنیٰ ۰ قل هو الله احد''

ویسے بھی آپؐ کے یہ دونوں ذاتی نام عین حقیقت کے مطابق ہیں۔ گویا آپ اسم با مسمی ہیں۔ کیونکہ آپ ہی محمد (جس کی سب سے زیادہ تعریف کی جائے) اور آپ ہی احمد (جو سب سے زیادہ تعریف کرنے والا ہو) ہیں۔ دوسرا کوئی نہ ہوا ہوگا۔

جیسے محمد ﷺ علم ذاتی ہے۔ ایسے ہی احمد بھی علم ذات ہے۔ کیونکہ بلا لام تعریف ذکر کئے ہوئے ہیں۔ نیز احمد تو غیر منصرف ذکر ہوا ہے۔ بوجہ علیت اور وزن فعل کے اور باقی تینوں معرف باللام ذکر فرمائے۔ ملاحظہ فرمائیے کیسی واضح اور دوٹوک دلیل ہے۔

مرزا قادیانی کی شہادت

الف...... مرزا قادیانی اقرار کرتے ہیں کہ ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ اور دوسرا احمد ﷺ۔ (تریاق القلوب ص ۵۲۷، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۳۹۹)

ب...... دوسری جگہ لکھتا ہے کہ:''فـان الله سـماه محمدا واحمد وما سما بهما عیسیٰ ولا کلیما'' (اعجاز المسیح ص ۱۰۵، خزائن ج ۱۸ ص ۱۰۷، ۱۰۹)

ج...... (اخبار الحکم بابت ۳۱ رجنوری ۱۹۰۱ء ص ۱۱) اور کتاب ملفوظات احمد یعنی (ڈائری ۱۹۰۱ء ص ۴، ۵) پر ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آپ کا نام محمد بتلایا۔ کیونکہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح جلالی تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بوجہ جمالی ہونے کے آپ کا نام احمد

بتلایا۔ (بحوالہ تردید مرزائیت بطرز جدید از بابو حبیب اللہ کلرک امرتسری ص۱۳)

د...... ”وما اعطى نصيبا كاملا منهما الا نبينا خاتم سلسلة النبوة فانه اعطى اسمين...... اولهما محمد وثانيهما احمد من فضل رب الكونين“ (اعجاز المسیح ص۱۰۰، روحانی خزائن ج۱۸ص۱۰۳)

ایسے ہی مرزا قادیانی نے اپنے بے شمار اشعار میں آپ کا اسم گرامی احمد ذکر کیا ہے۔ جن میں سے کچھ اوپر ذکر ہوئے۔

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیے کہ احمد آنحضورﷺ کا ذاتی نام ہونا کتنے مضبوط دلائل سے ثابت ہو چکا ہے۔ اب بتلائیے کہ مرزا کو اس نام یا پیش گوئی سے ذرا برابر بھی تعلق ممکن ہے؟ لہٰذا ان کو احمدی کہنا تمام حقائق کا کھلا انکار ہے۔

قادیانی مغالطہ نمبر:۲...... کہ مرزا قادیانی کا ذاتی نام احمد تھا۔ والدین نے یہی نام رکھا تھا۔ غلام تو صرف خاندانی رواج اور بطور علامت مشہور ہے۔ اسی لئے آپ کے الہامات میں ”احمد“ استعمال ہوا ہے اور بیعت میں بھی یہی نام استعمال ہوتا تھا۔ (خلاصہ انوار خلافت ص۳۲)

جواب: یہ بالکل سفید جھوٹ ہے۔ بلکہ والدین نے آپ کا نام غلام احمد ہی رکھا تھا۔ ملاحظہ ہو:

الف...... (اخبار الحکم ۳۰راپریل ۱۹۰۲ء، ۸،۱۷رمئی ۱۹۰۲ء، ص۱۲، ۱۳، براہین احمدیہ مطبوعہ ۱۹۰۹ء ص۶۲، کتاب حیات النبی از یعقوب علی مرزائی ج۱ ص۵۱، تحفہ شہزادہ ویلز ص۲۹، الفضل مورخہ ۶رستمبر ۱۹۱۴ء ص۶، الفضل مورخہ ۱۵، ۱۹،۱۷رمئی ۱۹۱۷ء ص۸، الفضل ۲۷رنومبر، یکم ردسمبر ۱۹۱۷ء ص۹) پر لکھا ہے کہ آپ کے والدین نے آپ کا نام غلام احمد رکھا تھا۔ (بحوالہ تردید مرزائیت بطرز جدید ص۷)

ب...... (کتاب سیرۃ المہدی ج۱ ص۱۱۶، بحوالہ کتاب البریہ) لکھا ہے کہ میرا نام غلام احمد ہے۔

ج...... جناب خلیفہ دوم مرزا بشیر الدین اپنی مشہور کتاب ”سیرۃ مسیح موعود“ کے ص۲ پر ہی فرماتے ہیں کہ احمد قادیانی کا پورا نام غلام احمد تھا۔

لو جی معلوم ہو گیا کہ پورا نام تو غلام احمد ہی تھا۔ مگر مرزائیت کی روایتی بددیانتی نے اس کو احمدؐ کی غلامی سے نکال کر خود آپؐ کے منصب عظیم پر براجمان ہونے کی ناپاک جسارت کا موقعہ فراہم کیا۔

د...... اسی طرح مرزا غلام احمد قادیانی اپنی صداقت کی دلیل دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ”غلام احمد قادیانی کے عدد بحساب حروف ابجد ۱۳۰۰ بنتے ہیں اور اس وقت اس نام کا کوئی دوسرا انسان دنیا میں موجود نہیں لہٰذا میں مسیح موعود ہوں۔“ (ازالہ اوہام ص۱۸۶، خزائن ج۳ ص۱۹۰)

ناظرین کرام! ذرا ملاحظہ فرمائیں کہ اگر مرزا کا نام صرف احمد ہو تو پھر سارا بنا بنایا ڈرامہ فیل ہو جائے گا۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ مکمل نام غلام احمد ہی تھا۔ ورنہ عدد ۱۳۰۰ کیسے بن سکے گا؟

ہ...... مرزا قادیانی کے دعوائے مسیحیت کی بنیادی اینٹ گلاب شاہ مجذوب والی پیش گوئی ہے جو کہ بروایت کریم بخش (ازالہ ص۷۰۵ تا۷۱۹، خزائن ج۳ ص۴۸۰ تا۴۸۷) پر تفصیل سے درج کی گئی ہے۔ جس پر پچاس ساٹھ مسلم غیر مسلم تصدیقی شہادتیں بھی مثبت ہیں۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک شخص جناب کریم بخش بیان کرتا ہے کہ آج سے تقریباً تیس برس پیشتر ایک صالح مجذوب گلاب شاہ نے پیش گوئی کی تھی کہ عیسیٰ اب جوان ہو گیا ہے اور لدھیانہ میں آ کر قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ قرآن کریم کی رو سے فیصلہ کرے گا اور مولوی انکار کر جائیں گے۔ پھر یہ پوچھنے پر کہ عیسیٰ اب کہاں ہے؟ جواب دیا ''بیچ قادیان کے'' پھر جناب کریم بخش کہتے ہیں کہ اسی مجذوب نے عیسیٰ کا نام غلام احمد بتلایا تھا۔

معلوم ہوا کہ الہامی، خاندانی اور عام استعمال نام غلام احمد ہی تھا نہ کہ صرف احمد۔ مزید ملاحظہ فرمائیے۔

و...... جناب مرزا قادیانی نے تقریباً تین صد اشتہار و اعلانات تبلیغ رسالت کے نام سے ۱۰ حصوں میں شائع کئے تھے۔ جن کو اب مجموعہ اشتہارات کے عنوان سے تین جلدوں میں جناب نگر ولندن سے شائع کیا گیا ہے۔ ان تمام اشتہارات اور اعلانات کے آخر میں مرزا قادیانی نے اپنا نام غلام احمد ہی لکھا ہے۔ ایک جگہ بھی احمد نہیں لکھا۔

ز...... ایسے ہی متعدد عرضیات و چٹھیات درمیان مرزا غلام احمد قادیانی اور گورنمنٹ انگلشیہ کے اسی نام سے گردش کرتی نظر آتی ہیں۔ کہیں بھی احمد نام درج نہیں ہے۔

نیز آنجناب کی ۸۰ سے زائد تصانیف اسی نام یعنی غلام احمد سے ہی شروع اور اختتام پذیر ہوئی ہیں۔

ح...... اس نام کے الہامی ہونے پر خود بطور نص صریح کے مرزا قادیانی کی ذاتی صراحت بھی ملاحظہ فرمائیے۔ جناب مرزا قادیانی اپنے رسالہ (دافع البلاء ص۱۳، خزائن ج۱۸ ص۲۳۳) پر لکھتے ہیں کہ: ''خدا نے اس امت میں سے مسیح موعود کو بھیجا۔ جو اس سے پہلے مسیح سے اپنی تمام شان میں بہت بڑھ کر ہے اور اس دوسرے مسیح کا نام غلام احمد رکھا۔''

ایسے ہی مرزا قادیانی کا حرمت جہاد کے بارے میں ایک مشہور شعر اسی نام کی صراحت کر رہا ہے۔

ابن مریمؑ کے ذکر کو چھوڑدو
اس سے بہتر غلام احمد ہے

(رسالہ دافع البلاء ص۲۰، خزائن ج۱۸ ص۲۴۰، از مرزا غلام احمد قادیانی)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا سینکڑوں دلائل اور شہادات سے یہ بات اظہر من الشمس ہو چکی ہے کہ مرزا قادیانی کا خاندانی، الہامی اور خود اختیاری نام احمد نہ تھا بلکہ غلام احمد تھا۔ لہٰذا اب اتنی واضح حقیقت کا انکار کرنا کسی ہوشمند انسان کا کام نہیں ہوسکتا۔ ہاں کوئی مخبوط الحواس اور مراق کا ستایا ہوا ہو تو اور بات ہے۔ پھر یہ بات بھی قابل توجہ ہے کہ ایک طرف قرآن وحدیث تفاسیر اور کتب لغت وغیرہ اور جمیع اہل اسلام کا اجماعی عقیدہ کہ ''اسمہ احمد'' کا مصداق سید الرسل ﷺ ہی ہیں۔ امت کے کسی ایک فرد کا انکار ثابت نہیں۔ بلکہ کسی کا وہم وگمان بھی منقول نہیں۔ مگر خلیفہ صاحب بڑے دھڑلے سے مکر گئے کہ کسی حدیث وغیرہ میں اس پیش گوئی کو آپؐ نے نہیں فرمایا۔ بلکہ اسمہ احمد ہی کہیں وارد نہیں ہوا اور دوسری طرف مرزا قادیانی کا نام ہر جگہ اور ہر موقعہ پر غلام احمد مذکور ہے۔ مگر خلیفہ صاحب مراق کے جوش میں آکر صاف انکار کر دیتے ہیں کہ آپ کا نام غلام احمد ہے ہی نہیں بلکہ احمد ہے اور آپ ہی اسمہ احمد کے مصداق حقیقی ہیں۔ یا للعجب! ہے کوئی اس رنگ وبو کے عالم میں اس دجل والحاد کی نظیر، ثبوت کی جگہ نفی اور نفی کی جگہ ثبوت ''فلعنة اللّٰه علی المفترین والملحدین والناس والملائکة اجمعین لعنة بالفة الیٰ یوم القیامة''

قادیانی مغالطہ نمبر:۳...... کہ آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی محمدؐ ہے۔ احمد ہو ہی نہیں سکتا۔ کیونکہ اسم محمد جلالیت کا مظہر ہے اور آپ مظہر جلالیت تھے۔ یعنی جہاد وقتال کے ساتھ تشریف لائے تھے اور اسم احمد مظہر جمالیت ہے جو کہ عدم جہاد وقتال پر دلالت کرتا ہے۔ اس رنگ میں تو مرزا قادیانی آئے ہیں۔ لہٰذا اسمہ احمد کے مصداق صرف مرزا قادیانی ہی ہیں۔

الجواب بعون الوہاب، اسم احمد کے مصداق آنحضرت ﷺ ثابت ہو جانے پر (جیسا کہ اوپر بے شمار دلائل قاطعہ سے ثابت ہو چکا ہے) اس قسم کے دجالی اور ملحدانہ شبہات پرکاہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ مگر پھر بھی اس ملحدانہ مغالطہ کی خباثت کو واضح کرنے کے لئے کچھ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

ناظرین کرام! اس مغالطہ کی خباثت میرے خیال میں دیگر اکثر مغالطوں سے بڑھی ہوئی ہے۔ جناب خلیفہ قادیان الحاد وزندقہ کی تمام حدود کو پھاند گئے ہیں اور مخالفین اسلام کے مشہور اور زبان زد بہتان (کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے) کی خوب آبیاری کی ہے اور اس

طرح مخبوط الحواس ہو گئے کہ اپنے باپ متنبی قادیان کی تحریرات بھی یکسر نظر انداز کر گئے۔

ملاحظہ فرمائیں مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''ہمارے نبی ﷺ کے دو نام تھے۔ ایک محمد ﷺ، دوسرا احمد ﷺ اور اسم محمد جلالی تھا اور اس میں یہ مخفی پیش گوئی تھی کہ آنحضرت ﷺ ان دشمنوں کو تلوار کے ساتھ سزا دیں گے جنہوں نے تلوار کے ساتھ اسلام پر حملہ کیا اور صدہا مسلمانوں کو قتل کیا۔ لیکن اسم احمد جمالی نام تھا۔ جس سے یہ مطلب تھا کہ آنحضرت ﷺ (نہ کہ بقول خلیفہ، مرزا قادیانی) دنیا میں صلح و آشتی پھیلائیں گے۔ سو خدا نے ان دونوں ناموں کی اس طرح تقسیم کی کہ اوّل آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی میں اسم احمد کا ظہور رہا اور ہر طرح سے صبر شکیبائی کی تعلیم تھی اور پھر مدینہ کی زندگی میں اسم محمد کا ظہور رہا اور مخالفوں کی سرکوبی خدا کی حکمت اور مصلحت نے ضروری سمجھی۔'' (تریاق القلوب ص۳۹۹، خزائن ج۱۵ ص۵۲۷)

۲...... ''حضرت موسیٰ علیہ السلام نے آنحضرت ﷺ کا نام محمد ﷺ بتلایا۔ کیونکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام خود بھی جلالی رنگ میں تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آپ کا نام احمد بتلایا کیونکہ وہ خود بھی جمالی رنگ میں تھے۔''

(ملفوظات یعنی ڈائری ۱۹۰۱ء ص۴،۵، اخبار الحکم ۳۱؍جنوری ۱۹۰۱ء ص۱۱)

۳...... مرزا قادیانی ایک جگہ لکھتے ہیں کہ: ''جب مسیح علیہ السلام نے پیش گوئی کی تو احمد ﷺ کے نام سے کی۔ کیونکہ وہ خود جمالی شان رکھتے تھے۔ یہ وہی نام ہے جس کا ترجمہ فار قلیط ہے۔'' (اخبار الحکم ۱۰؍فروری ۱۹۰۱ء)

۴...... ''ایک دفعہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) سے کسی نے سوال کیا کہ ''ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد'' والی پیش گوئی انجیل میں کہاں ہے تو فرمایا کہ انجیل محرف ہو گئی ہے۔ ہمارے لئے ضروری نہیں کہ ہم تلاش کرتے پھریں۔ قرآن کریم نے اطلاع دی ہے، ہم اسے مان لیں گے۔'' (الحکم ۱۷؍نومبر ۱۹۰۲ء ص۲ کالم۱،۲)

دیکھئے اس اقتباس میں مرزا قادیانی نے اسمہ احمد کا مصداق سید الانبیاء کو تسلیم کر لیا۔

۵...... ''مگر ہمارے نبی ﷺ فقط احمد ہی نہیں بلکہ محمد بھی ہیں۔ یعنی جامع جلال و جمال ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۶۷۳، خزائن ج۳ ص۴۶۳)

ملاحظہ فرمائیے کہ کس وضاحت سے خود ان کے گھر ہی سے تمام مسائل حل ہو گئے کہ:

(۱)...... احمدؐ نام آنحضرت ﷺ کا ہے۔ (۲)...... قرآنی پیش گوئی ''اسمہ احمد'' کے مصداق بھی آپؐ ہی ہیں۔ (۳)...... فارقلیط بمعنی احمدؐ (انجیلی پیش گوئی) کے مصداق بھی آپؐ ہی ہیں۔ (۴)...... آنحضرت ﷺ جامع صفات جلال و جمال ہیں۔

عقلی دلائل

جلالیت جمالیت کے منافی نہیں ہے۔ کیونکہ جمالیت کے تحفظ اور بقاء کے لئے جلالیت از بس ضروری ہے۔ ورنہ جمالیت جاتی رہے گی۔ خود خداوند قدوس جلال و جمال، مہر وقہر، رحمت وغضب، عفو وانتقام دونوں قسم کی صفات کے جامع ہیں۔ عفو وکرم کا اظہار اور تکمیل اسی وقت متصور ہوگی جب کہ جبر وقہر سے ظالموں کا ہاتھ روکیں گے۔ بعثت انبیاء علیہم السلام اور نزول کتب سے مقصود انسانی معاشرہ میں عدل وانصاف اور امن وسلامتی کا قیام ہے۔ (الحدید:۲۵) اور اس کے قیام کے لئے دونوں صفات کی ضرورت ہے ورنہ دشمنان امن وسلامتی، عدل وانصاف کی فضاء کو تباہ کر کے رکھ دیں گے۔ اخوت ومحبت کے پھولوں کو مسل دیں گے۔ حقوق وفرائض کے نظام کو تہ وبالا کر دیں گے۔

اسی لئے قیم امن وسلامتی، عدل وعالم کا منصب دار، رحمت کائنات ﷺ اور آپؐ کے قدسی صفات صحابہ کرامؓ دونوں صفات سے متصف کئے گئے۔ فرمایا: ''لیظھرہ علی الدین کلہ'' کی شان والا محمد رسول اللہ ﷺ اور ''والذین معہ اشداء علی الکفار رحماء بینھم'' یعنی وہ (امن وسلامتی، عدل وانصاف) کے دشمنوں (کافروں) پر نہایت سخت اور آپس میں نہایت رحیم ہیں۔ (الفتح:۲۸،۲۹)

ناظرین کرام!! ناہنجاروں اور ظالموں کو دیکھئے کہ جس ہستی عظیم کو خدا نے تمام کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین (انبیاء:۱۰۷)'' (یعنی آپ کو ہم نے تمام جہانوں کے لئے صرف رحمت بنا کر بھیجا ہے) ان کو یہ ظالم، صرف صفات جلالیہ (جہاد وقتال) کا مظہر قرار دیتے ہیں۔ جن کے متعلق فرمایا: ''عزیز علیه ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم (التوبه:۱۲۸)''

''فبما رحمة الله لنت لهم ولو کنت فظا غلیظ القلب لا نفضوا من حولك (آل عمران:۱۵۹)'' ان کو یہ صرف صفت جلالیت کا مظہر قرار دیتے ہیں۔ وہ ذات اقدس ﷺ جو ہر فرد بشر کی ہدایت کے لئے مضطرب وبیتاب رہتی اور ہدایت وایمان قبول نہ کرنے کی صورت میں آپ کو اتنا دکھ ہوتا کہ رب العالمین کو بار بار تسلی کے لئے فرمانا پڑا۔ ''فلعلك باخع نفسك علی آثارهم ان لم یؤمنوا بهذا الحدیث اسفا (الکهف:۶)''

آپؐ نے باوجود پوری قدرت ہونے کے ہر موقعہ پر جس عفو وکرم کا اظہار فرمایا، خاص کر فتح مکہ کے دن اس کی ادنیٰ سی جھلک پیش کرنے سے تمام تاریخ عاجز ہے۔ جنگ کی صورت میں بھی جو احکام ارشاد فرمائے کہ عورت اور بچہ پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ بوڑھے پر ہاتھ نہ اٹھایا جائے۔ قتل کے بعد اعضاء بدن نہ کاٹے جائیں۔ عہد و معاہدہ کا سختی سے پاس رکھا جائے۔ قیدیوں سے عمدہ سلوک کیا جائے وغیرہ۔ ان کی نظیر کوئی بھی ملت و معاشرہ پیش نہیں کرسکتا تو پھر ایسی ہستی کو صرف صفات جلالیہ کا مظہر قرار دینا کتنا ظلم اور جہالت ہے۔

اس کے برعکس خود مرزا قادیانی کا یہ حال ہے کہ ذرا کسی نے مخالفت کی یا سوال وجواب کرلیا تو مخبوط الحواس ہوکر سب کچھ اگلنا شروع کردیا۔ کوئی معظم سے معظم فرد بھی مرزا قادیانی کی انتہائی قبیح بدزبانی اور ہرزہ سرائی سے محفوظ نہیں رہ سکا۔ حالانکہ اس کے مظہر جمال ہونے کا دعویٰ کیا جارہا ہے۔ (العیاذ باللہ) لوگوں نے مرزا قادیانی کی زہرناک گل فشانیوں کے مجموعے کتابی صورت میں شائع کر رکھے ہیں۔ جیسے مغلظات مرزا وغیرہ۔ نیز اسی بدزبانی کی بناء پر کئی دفعہ مرزا قادیانی کو معذرت بھی کرنا پڑی ہے۔

ایک ضروری تنبیہ

خواص وعام کا یہ جملہ کہ موسیٰ علیہ السلام نہایت جلالی تھے۔ گویا ان میں رأفت وشفقت نہ تھی۔ یہ بات سراسر خلاف واقع اور منصب نبوت کے خلاف ہے۔ کیونکہ انبیاء کرام امت کے حق میں نہایت مہربان اور شفیق بھی ہوتے ہیں۔ مگر احکام الٰہی کی بے حرمتی پر نہایت غیور بھی ہوتے ہیں اور یہ وصف ہر نبی میں پایا جاتا ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے بھائی ہارون علیہ السلام کو اگر قوم کے بگڑ جانے پر غیرت دینی کی بناء پر سرزنش کی تو یہ چیز نامناسب نہ تھی۔ بلکہ ان کے مقام عالی کے عین مناسب تھا۔ خود سید دو عالم ﷺ کسی حکم الٰہی کی خلاف ورزی پر نہایت غضب ناک ہو جاتے تھے۔ حالانکہ آپؐ کے اوصاف رؤف رحیم اور رحمت للعالمین ہیں۔ مگر ہر وصف اپنے اپنے موقع پر بتمام وکمال ظہور پذیر ہوتا ہے۔ خود رب کریم بھی دونوں صفات (قہر ومہر، عفو وانتقام) سے متصف ہے۔ مگر غضب وقہر کے اتصاف سے اس کی رحمانیت متاثر نہیں ہوگی۔ بلکہ ہر وصف کا اپنے اپنے موقعہ پر ظاہر ہونا عین مناسب ہوتا ہے۔ اب ذیل میں جمالیت موسوی اور جلالیت عیسوی کے جلوے ملاحظہ فرمائیں۔

جمالیت موسیٰ علیہ السلام

’’واذ قال موسیٰ لقومه یقوم لم توذوننی وقد تعلمون انی رسول اللّٰہ

الیکم (الصف:۵)'' ﴿اور جب حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے فرمایا کہ اے میری قوم تم مجھے کیوں ستاتے ہو۔ حالانکہ تم خوب جانتے ہو مانتے ہو کہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔﴾

ف...... فرمایئے کیسی شفقت اور جمالیت کا مظہر ہے۔ بنی اسرائیل جیسی اکھڑ اور بد طینت قوم سے گزارا کرنا صرف موسیٰ علیہ السلام کا ہی حوصلہ اور حلم و بردباری کا نتیجہ تھا۔ جو قدم قدم پر آپ کی مخالفت، متنوع مطالبے، مظاہرے اور احتجاج کرتے رہتے تھے۔ ''اور موسیٰ تو روئے زمین کے سب آدمیوں سے زیادہ حلیم تھا۔'' (گنتی ۱۲:۳) فرمایئے خدا تو موسیٰ علیہ السلام کو تمام مخلوقات سے بردبار اور حلیم اور جمالیت کا مظہر فرما رہا ہے اور یہ دجال قدم قدم پر انہیں جلالیت کا نمونہ کہہ کر ان کی تنقیص شان کر رہا ہے۔ اس طرح اکثر جاہل واعظ اور عوام حضرت کلیم اللہ کو اسی صفت والا تصور کرتے ہیں۔

سنیئے! جب بنی اسرائیل نے بچھڑے کی پوجا شروع کردی اور موسیٰ علیہ السلام کو واپسی پر یہ منظر دیکھنا پڑا تو خدا کا کلیم یہ حالت دیکھ کر تڑپ اٹھا اور فوراً حضرت ہارون علیہ السلام کو اس گناہ امت کے کفارہ کا بندوبست کرنے کا فرمایا اور خود خدا کے حضور سجدہ میں پڑ کر امت کے لئے معافی مانگتا رہا۔ ان سے غضب الٰہی ٹل جانے کی دعاء کرتا رہا اور آخر میں حد کردی بارالٰہی میں عرض کیا کہ اے میرے خدا ''اگر تو ان کو معاف نہیں کرتا تو میرا نام اپنی کتاب سے کاٹ دے۔'' ہائے ہائے، اے موسیٰ کو جلالی کہنے والو۔ آنکھیں پھاڑ کر دیکھو یہ موسیٰ جلالیت والا ہے یا عفو و رحمت کا پیکر ہے؟ ہوش کرو خدا کا خوف کرو۔ (دیکھئے توراۃ کا دوسرا پارہ، خروج باب ۳۲، آیت ۱۱، ۲۷ تا ۳۵، نیز گنتی ۱۶)

جلالیت عیسیٰ علیہ السلام

دیگر لوگوں کی طرح خود عیسائی بھی مسیح علیہ السلام کو نہایت رحیم و شفیق کہتے ہیں۔ مگر حقیقت وہی ہے کہ دین اور خدا کے لئے غیرت رحمت و شفقت کے منافی نہیں۔ جب خود اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں غیور خدا ہوں۔ (خروج ۲۰:۵۔ استثناء۵:۹۔ خروج ۳۴:۱۴۔ استثناء۴:۲۴،۶:۱۵۔ حزقیل ۳۹:۲۵۔ ناحوم ۱:۲ وغیرہ) تو اس کے نمائندے اور نبی و پیغمبر وغیرہ اس کے لئے غیرت مند ہوں گے۔

مگر یہ آپ کی حلیمی کے خلاف نہ تھا۔ بلکہ خدا کے لئے غیرت تھی جو ہر نبی ہی نہیں ہر خدا پرست انسان میں ہوتی ہے۔ اے دجال قادیانی ذرا دیکھ حقیقت کو، ہر نبی میں جلال و جمال کے مظاہرے دیکھ۔ محض اپنا الو سیدھا کرنے کے لئے انبیاء کرام کی توہین کا ارتکاب نہ کر۔ تو انگریز کا ایجنٹ ہے تجھے خدا سے کیا تعلق؟ تو اس بازار میں مت قدم رکھ۔ لعنک اللہ!

اسم محمد جلالی ہے یا جمالی؟ ایک نئی حقیقت کا حیران کن انکشاف

مرزا قادیانی نے اسم محمد کو جلالی اور اسم احمد کو جمالی قرار دیا ہے۔ مگر ان کے دست راست محمد احسن امروہی اپنے مشہور رسالہ القول المجد فی تفسیر اسمہ احمد میں لکھتے ہیں اور بادلیل لکھتے ہیں کہ: ''اسم محمد جمالی اور اسم احمد جلالی ہے، کیونکہ اسم احمدؐ والی پیش گوئی سورۃ الصف میں بیان ہوئی ہے۔ جس میں مسئلہ جہاد کو بڑی اہمیت سے بیان فرمایا گیا ہے اور جہاد کی روح (صف بندی) کو نمایاں انداز میں بیان کیا گیا ہے۔ لہٰذا آنحضرت ﷺ کے اسمہ احمد کے مصداق ہونے کی یہ ایک قوی دلیل ہے۔ پھر از روئے لغت ثابت کرتے ہیں کہ اسم محمدؐ میں جمالی شان پائی جاتی ہے۔ کیونکہ مختار الصحاح ص ۱۱۹ وغیرہ میں لکھا ہے ''والمحمد بالتشدید الذی کثرت خصاله المحمودة ''یعنی لفظ محمد تشدید کے ساتھ وہ شخصیت ہے۔ جس کی عمدہ صفات بکثرت ہوں۔ ایسے ہی بحر المحیط، قاموس اور صراح اور المنجد وغیرہ میں ہے۔'' (القول المجد ص ۱۷)

پھر (القول المجد ص ۲۸،۲۹) پر لکھتے ہیں کہ: ''یہ امر تو مسلم ہے۔ آنحضرت ﷺ کی ذات مبارک میں ایک شان جلالی ضرور تھی۔ چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ: ''نصرت بالرعب مسیرة شهر واحلت لی الغنائم وبینا انا نائم اذا اوتیت بمفاتح خزائن الارض فوضعت فی یدی '' یہ الفاظ حدیث متفق علیہ دلالت کرتے ہیں کہ آپ کی شان جلالی تھی اور مرزا قادیانی کو بھی یہ امر مسلم ہے۔ قرآن مجید سے بھی یہ شان جلالی ثابت ہوتی ہے۔ ''ما قطعتم من لینة او ترکتموها قائمة علی اصولها فباذن الله ولیخزی الفاسقین ''اور چونکہ مادہ حمد میں ایک معنی ایسا ہے جو شان جلالی کی طرف مشعر ہے (کمافی القاموس) ''الحمد والشکر والرضاء والجزاء وقضاء الحق ''پس قضاء اور جزاء جس میں سزا بھی داخل ہے، یہ شان جلالی کی مشعر ہے۔ قطر المحیط میں ہے۔ ''حمد حقه قضاه وحمد علی الشی جزاه وحمد ایضا یحمد حمدا غضب الحمادی شدة الحر حمدة النار صوت التهابها یوم محمد شدید الحر ''صراح میں ہے۔ ''حمد النار'' آواز آتش۔ اس تمام مواد میں وصف جلالی کی طرف ضرور اشارہ ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس معنی جلالی کی طرف اسم محمدؐ میں اشارہ پایا جاتا ہے یا اسم احمدؐ میں۔ پس یہ تو ظاہر ہے کہ صیغہ محمدؐ مفعول کا صیغہ ہے۔ جس میں انفعال پایا جاتا ہے تو اگر معنی غضب ملحوظ رکھے جائیں تو معاذ اللہ یہ معنی ہرگز نہیں ہوسکتا اسی طرح قضاء اور جزاء کے معنی بھی درست نہیں ہوسکتے۔ غرضیکہ از روئے لغت بلحاظ شان جلالی یہ صیغہ مفعول آپؐ کے حق میں درست نہیں ہوسکتا۔''

اب رہا صیغہ احمد جو کہ افعل التفضیل ہے۔ اگرچہ کبھی مفعول کے لئے بھی استعمال ہو سکتا ہے۔ مگر اکثر فاعلیت کے معنوں میں ہی استعمال ہوتا ہے۔ جس میں شان جلالی پائی جاتی ہے۔ پس جب کہ آپ میں شان جلالی موجود ہے اور اسم محمدؐ میں تو حسب دلائل مذکورہ شان جلالی موجود نہیں تو متعین ہوگیا کہ اسم احمدؐ ہی میں شان جلالی پائی جاتی ہے اور سورۃ الصف میں اسی رسول معظم ﷺ کی پیش گوئی ہے۔ جس میں شان جلالی ہو پس متعین ہوا کہ آیت ''اسمہ احمد'' میں اصلی اور حقیقی مصداق صرف آنحضرت ﷺ ہی ہو سکتے ہیں۔ (لاغیر) کیونکہ مرزا قادیانی تو باتفاق فریقین (لاہور و قادیانی) شان جمالی کے ساتھ آئے ہیں۔ (القول المجد ص ۲۸،۲۹)

ناظرین کرام! لیجئے یہ صاحب تو اپنے گرو مرزا قادیانی کو بھی لتاڑ گئے ہیں۔ کیونکہ مرزا قادیانی نے صاف لکھا ہے کہ آپ کے دونوں ناموں میں سے اسم محمدؐ جلالی اور اسم احمدؐ جمالی ہے اور آپ میں دونوں صفات پائی جاتی ہیں۔ مکی زندگی مظہر جمال یعنی اسم احمدؐ کے مصداق اور مظہر تھی اور مدنی زندگی مظہر جلال یعنی اسم محمد کی مصداق تھی۔ مگر امروہی صاحب نے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیا اور انصاف کی بات کی کہ اسم محمد میں جلالیت پائی ہی نہیں جاتی۔ یہ تو صرف احمد میں ہو سکتی ہے۔

قادیانیت اپنے ہی تیار کردہ جال میں

نیز اگر بقول خلیفہ صاحب آنحضور ﷺ کا ذاتی نام محمدؐ ہی ہے۔ (صلی اللہ علیہ وسلم) کیونکہ آپ جہاد وقتال کے ساتھ تشریف لائے اور مرزا قادیانی احمد ہیں۔ کیونکہ یہ صرف دلائل وبراہین کے ساتھ آئے ہیں۔ اب جہاد وقتال کا زمانہ گذر چکا ہے تو پھر جناب مرزا قادیانی خود کو اسم محمدؐ سے کیوں موسوم کرتے ہیں؟ ملاحظہ ہو۔

۱...... منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد۔ یعنی میں ہی وہ محمد اور احمد ہوں کہ جو برگزیدہ تھے۔

۲...... میں بروزی طور پر محمد ہوں۔ مختلف کتب مرزا خصوصاً ''ایک غلطی کا ازالہ'' جو اسی ظل وبروز کی چکر بازیوں سے بھرا ہوا ہے۔ چنانچہ اس رسالہ میں مرزا قادیانی صاف لکھتے ہیں کہ: ''محمد رسول اللہ (اس آیت کو اپنے حق میں نازل شدہ سمجھ کر) اس وحی میں میرا نام محمد واحمد رکھا گیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

۳...... آگے لکھا کہ: ''جو فنافی الرسول ہو جاتا ہے، اس پر ظلی طور پر وہی چادر پہنا دی جاتی ہے جو محمد کی نبوت آخر محمدؐ ہی کو ملی۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۴، خزائن ج۱۸ ص۲۰۸)

۴...... ''میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے۔''

۷...... ’’خدا نے مجھے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں داخل کر دیا ہے۔‘‘

(نزول المسیح ص ۳۶ حاشیہ، خزائن ج ۱۸ ص ۳۸۱)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمائیں مرزا قادیانی خلیفہ کے دعویٰ کے خلاف بار بار اقرار کر رہے ہیں کہ میں محمد بھی ہوں اور احمد بھی۔ بلکہ لکھا کہ تمام محمدی کمالات کا مجھ پر انعکاس ہو گیا ہے اور مجھے ہر ایک بات میں وجود محمدی میں داخل کر دیا گیا ہے۔ تو اب ہم خلیفہ صاحب سے پوچھتے ہیں کہ تمہارا عقیدہ اور دعویٰ کہ مرزا قادیانی بوجہ احمد ہونے کے جمالی شان رکھتے ہیں۔ یعنی وہ دلیل و برہان کے ساتھ آئے ہیں۔ جب کہ مرزا قادیانی اپنے آپ کو شان جلالی کا کامل نمونہ قرار دے رہے ہیں جو کہ جہاد و قتال کا مظہر ہونا چاہئے تو اب بتلائیے کہ کیا مرزا قادیانی کو بوجہ محمد ہونے کے جہاد و قتال کرنا چاہئے تھا یا نہ؟ ورنہ اس جلالی نام سے دست برداری کا اعلان کیا ہوتا۔[1]

مراق کی کرشمہ سازیاں

ناظرین کرام! مندرجہ بالا پیش کردہ اقتباسات پر سرسری نظر ڈالنے سے ہر شخص محسوس کرے گا کہ ان میں واضح طور پر تضاد اور تناقض پایا جاتا ہے۔ بندہ دعویٰ سے کہتا ہے کہ تمام مرزائی لٹریچر ہو بہو اسی طرح دجل و فریب کی چکر بازی ہے۔ ایک جگہ کچھ لکھ دیا اور دوسری جگہ اس کے بالکل برعکس خامہ فرسائی کر دی گئی اور پھر تیسری جگہ سب سابقہ نظر انداز کر کے ایک تیسرا اگل کھلا دیا۔ یہ مراقی اور مخبوط الحواس انسان کی علامت ہے نہ کہ کسی مجدد و نبی و مہدی وغیرہ کی۔

مرزا قادیانی چونکہ بقول خود مرض ہسٹریا اور مراق کے مریض تھے، لہٰذا وہ تو طبعاً شاید معذور ہو سکتے ہوں۔ مگر یہ آنکھیں بند کر کے ان کے متضاد دعاوی کو تسلیم کرنے والے اصل مجرم ہیں۔ کیونکہ از روئے طب و عقل، مراقی آدمی کا کوئی دعویٰ قابل توجہ نہیں ہوتا۔

ایک جدید انکشاف

مرزا قادیانی نے پہلے تو واقعی دعویٰ مسیحیت کیا تھا۔ مگر خلیفہ قادیان اور ان کے حواریوں کو شاید علم نہیں کہ آنجناب اس مقام جمالیت سے ترقی کر کے مرتبہ جلالیت یعنی مقام موسویت پر براجمان ہو چکے ہیں۔ سماعت فرمائیے۔

مرزا قادیانی اپنی آخری کتاب تتمہ حقیقت الوحی میں اپنا ایک الہام نقل کرتے ہیں کہ:

’’ایک موسیٰ ہے کہ میں اس کو ظاہر کروں گا اور لوگوں کے سامنے اسے عزت دوں گا۔ جس نے میرا

---

[1] معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی بقول خود و بقول خلیفہ اپنے فرائض منصبی (جہاد و قتال) ادا نہ کر سکنے کی صورت میں، کسی بھی مقام کے لائق نہیں۔ وھو المقصود!

گناہ کیا میں اس کو گھسیٹوں گا اور اس کو دوزخ دکھلاؤں گا۔ یعنی عیسیٰ بن مریم کے ظہور سے تو لوگ کچھ بھی متنبہ نہ ہوئے اب میں اپنے اس بندہ کو (مرزا قادیانی) موسیٰ کی صفات میں (صفات جلالیہ) ظاہر کروں گا۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص۸۳،۸۴، خزائن ج۲۲ ص۵۱۹)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا اقتباس سے صاف طور پر معلوم ہوگیا کہ مرزا قادیانی مقام جمالیت سے (دلیل و برہان) سے ترقی کر کے مقام جلالیت (جہاد وقتال) پر فائز ہو چکے ہیں۔ لیکن نہ خلیفہ قادیان کو یہ بات معلوم ہوئی اور نہ کسی دیگر قادیانی کو۔ چنانچہ وہ ابھی تک ان کو احمد (یعنی صفات جمالیہ کا مظہر) ظاہر کر رہے ہیں کہ آپ جنگ وجدال کے ساتھ نہیں بلکہ صلح وآشتی پھیلانے آئے ہیں۔ جب کہ آنحضورﷺ جہاد وقتال (یعنی صفات جلالیہ) کے ساتھ دین پھیلانے آئے تھے۔ خلیفہ صاحب کا دامن جھنجھوڑ کر دریافت کیجئے کہ یہ کیا تماشہ ہے؟ مرزا قادیانی تو اپنے آپ کو دلیل وبرہان (مسیحیت) کے مقام سے ترقی کر کے مقام موسوی پر فائز کر رہے ہیں جو کہ صفات جلالیہ کے مظہر تھے۔ بتلایئے اب تمہاری ثابت کردہ جمالیت کے ڈرامہ کا کیا حشر ہوگا؟

بتلایئے اب حرمت جہاد کا فتویٰ کس بناء پر ہے؟ نیز ہوش وحواس قائم کر کے بتلایئے کہ جب مرزا قادیانی عیسیٰ سے موسیٰ بن گئے ہیں جو مظہر جلالیت تھے تو تم ابھی احمدی کس بناء پر کہلا رہے ہو۔ کیونکہ احمد تو مظہر جمال ہے۔ یعنی تمہیں اب احمدی نہیں بلکہ متبعین موسیٰ ہونے کی بناء پر یہودی یا اسرائیلی کہلانا چاہئے۔ بینوا وتسلموا!

میرا مشورہ تو یہی ہے کہ تمام قادیانی اس دجل وفریب کی چکر بازیوں پر تین حرف بھیج کر سچے دین اسلام پر ہی آجائیں۔ صرف محمد رسول اللہﷺ ہی کے دامن رحمت وعافیت سے وابستہ ہو کر اپنی عاقبت بنالیں۔ ورنہ قادیانیت تو محض ایک سیاسی چکر بازی اور چال ہے۔

خلیفہ قادیانی کے نظریے کا ایک خطرناک نتیجہ

اگر خلیفہ قادیانی کا نظریہ پیش رکھیں تو پھر دشمنان اسلام کا مشہور بہتان صحیح ثابت ہو جاتا ہے کہ ''اسلام بزور شمشیر پھیلا ہے'' مگر اس میں خلیفہ صاحب کا کوئی خاص قصور نہیں بلکہ قادیانیت کی بنیاد ہی ایسے خاندان سے رکھوائی گئی جو نسلاً بعد نسلٍ دشمنان اسلام کے ساتھ مل کر مسلم کشی کرتا رہا ہے۔ انگریزی عمل داری سے پیشتر سکھ مہاراجوں کے ساتھ مل کر مسلمانوں کو قتل کراتے رہے۔ جس کی کچھ تفصیل خود خلیفہ کی کتاب ''سیرت مسیح موعود'' میں ہے اور جب انگریز غالب ہوتے نظر آئے تو ان کے ٹوڈی بن کر اپنی مسلم دشمنی کا ثبوت فراہم کرتے رہے۔ جناب مرزا قادیانی اپنی مشہور کتاب تریاق القلوب وغیرہ میں بڑے فخر سے لکھتے ہیں کہ: ''۱۸۵۷ء کے مفسدہ (جنگ آزادی) میں

میرے باپ (مرزا غلام مرتضیٰ) نے ۵۰ گھوڑے بمع سوار انگریزی فوج کی امداد کے لئے بھیجے اور مزید بھی بھیجنے کا وعدہ کیا اور قدم قدم پر انگریزی ہمنوائی کا اعلان کرتے رہے اور دین اسلام کے مرکزی مسئلہ جہاد کو ایک خطرناک اور خلاف تہذیب مسئلہ کا عنوان دیتے رہے۔" حالانکہ خدا کے آخری رسول ﷺ نے الجہاد ذروۃ الاسلام فرمایا ہے اور الجہاد ماض الیٰ یوم القیامۃ فرما کر اسے اسلام کی آن وشان اور ذریعہ بقاء قرار دیا ہے اور یہ حقیقت ہے کہ جس چیز میں قوت مدافعت ہی نہ رہے وہ باقی نہیں رہ سکتی اور جو چیز اپنا تحفظ نہ کر سکے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ اسی حقیقت کو حضرت صدیق اکبرؓ نے اپنی خلافت کے پہلے خطبہ میں بیان فرمایا تھا۔ (تاریخ الخلفاء)

جناب خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ: "مرزا قادیانی اس جمالی نام احمد کے مصداق ہیں۔ (معاذ اللہ) کیونکہ اس زمانہ میں دین کے لئے جہاد وقتال جائز نہیں بلکہ دلائل سے دین اسلام کی تائید کا زمانہ ہے۔" یہ سب باتیں صرف ان لوگوں کا دجل وفریب اور انگریز پرستی ہے۔ جب کہ درحقیقت اس زمانہ میں جہاد کی اہمیت کچھ بڑھ گئی ہے۔ یعنی یہ خاص توجہ کا مرکز بن گیا ہے۔

تصویر کا دوسرا رخ

مصنف انوار خلافت جناب خلیفہ بشیر الدین کے جمالیاتی فرامین اور صلح وآشتی کی جھلکیاں ملاحظہ فرمائیں:

۱...... خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ: "اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ (بالکل جھوٹ) مگر یہ مسیح (مرزا قادیانی) اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتارے۔" (الفضل ۲۹؍جولائی ۱۹۳۷ء)

۲...... ایک جگہ باغی اور منحرف مرزائیوں کے خلاف لکھتے ہیں کہ: "ان دنوں ان کی زندگیوں کی ایک ایک گھڑی میرے احسان کے نیچے ہے۔" (الفضل ۲۹؍جولائی ۱۹۳۷ء)

۳...... ایک موقعہ پر پیکر جمالیت یوں اعلان کرتے ہیں کہ: "اگر تم میں رائی کے دانہ کے برابر بھی حیاء ہے اور تمہارا سچ مچ عقیدہ ہے کہ دشمنوں کو سزا دینی چاہئے تو پھر یا تو تم دنیا سے مٹ جاؤ گے یا گالیاں دینے والوں کو مٹا دو گے...... اگر کوئی انسان سمجھتا ہے کہ اس میں مارنے کی طاقت ہے تو میں اسے کہوں گا اے بے شرم تو آگے کیوں نہیں جاتا اور اس منہ کو کیوں نہیں توڑ دیتا۔" (الفضل ج ۲۵ نمبر ۱۲۹ ص ۶، مورخہ ۵؍جون ۱۹۳۷ء) ۲۹؍مئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ (چناب نگر) اسٹیشن پر نشتر کالج کے طلباء پر تشدد اسی نظریہ کے تحت کیا تھا۔

۴...... پیکر صلح و آشتی کا ایک قاہرانہ اعلان: ''سب سے مقدم اور پہلی چیز جس کے لئے ہر احمدی (قادیانی) کو اپنے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔ وہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور سلسلہ کی ہتک ہے۔'' (الفضل ۱۲/اگست ۱۹۳۵ء)

ملاحظہ فرمائیے کہ دین اسلام کے دفاع اور تحفظ کے لئے تو جہاد حرام ہے۔ مگر مرزائیت کے تحفظ کے لئے خون کا آخری قطرہ تک بہا دینا فرض ہے۔ کیا یہی خدمت اسلام ہے؟ لعنۃ اللہ علی الملحدین والزندیقین۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ یہ خدمت دین اور کسر صلیب کا دعویٰ محض فراڈ ہے۔ اصل مقصد مسلم کشی اور انگریزی حکومت کی آشتی اور حمایت ہے۔ خود مرزا قادیانی نے اس راز کو فاش کر دیا ہے۔ وہ اپنی خدمت اسلام اور مناظرہ بازی کی غرض وغایت کا اظہار اس طرح کرتے ہیں کہ: ''مجھ سے جو کچھ پادریوں کے مقابلہ میں (مناظرہ، تحریر، تقریر) وقوع میں آیا ہے، اس کا مقصد محض وحشی مسلمانوں کے جوش کو ٹھنڈا کرنا ہے۔ (دفاع اسلام مقصود نہیں) ورنہ میں تو اوّل درجہ کا خیرخواہ حکومت کا ہوں۔'' (تریاق القلوب ص ۳۶۳، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۴۹۱)

۵...... پیکر حلم و جمال نے جمعہ ۱۶/اگست ۱۹۳۷ء کو ایک ایسا اشتعال انگیز خطبہ دیا تھا جو ڈی، سی گورداسپور نے حکماً روک دیا اور جو آج تک شائع نہیں ہوا۔

(بحوالہ رسالہ ''خلیفہ ربوہ کے ناپاک سیاسی منصوبے'' ص ۲۶، ۲۷)

۶...... ان جہاد حرامیوں کی مزید لن ترانیاں ملاحظہ فرمائیے: ''ہم دنیا میں نابود ہونا منظور کر لیں گے۔ احمدی (قادیانی) جماعت زندہ جماعت ہے۔ وہ ہر قربانی پیش کرے گی۔ مظلومیت کے رنگ میں عمر قید چھوڑ پھانسی پر بھی لٹکا دیا جائے تو ہم اسے باعث عزت سمجھیں گے۔'' (الفضل ۱۱/جولائی ۱۹۳۷ء، بحوالہ خلیفہ ربوہ کے ناپاک سیاسی منصوبے ص ۱۸)

۷...... قول مرزا ''دین کے لئے اب لڑنا حرام'' مگر خلیفہ صاحب لکھتے ہیں کہ: ''اگر تبلیغ کے لئے کسی قسم کی رکاوٹ پیدا کی جائے تو یا تو ہم اس ملک سے نکل جائیں گے یا اگر اللہ اجازت دے تو پھر ایسی حکومت سے لڑیں گے۔'' (الفضل ۱۳/نومبر ۱۹۵۳ء) دوسری جگہ کہا کہ: ''شاید کابل کے لئے کسی وقت جہاد بھی کرنا پڑے۔'' (۲۷/فروری ۱۹۲۲ء)

فرعونی تعلی کی مزید جھلکیاں ملاحظہ فرمائیے۔ خلیفہ صاحب فرماتے ہیں کہ: ''جماعت ایک ایسے مقام پر پہنچ چکی ہے کہ بعض حکومتیں بھی اسے ڈر کی نگاہ سے دیکھتی ہیں اور قومیں بھی اسے ڈر کی نگاہ سے دیکھنے لگی ہیں۔'' (الفضل ۳۰/اپریل ۱۹۳۸ء)

''قبولیت کی رو چلانے کے لئے طاقت کی ضرورت ہوتی ہے۔''

(الفضل ۱۱رجولائی ۱۹۳۶ء)

خلیفہ قادیان کا مذہبی لبادہ اوڑھ کر سیاست کا کھیل دیکھئے۔ چنانچہ خلیفہ قادیان اکثر کہا کرتے تھے کہ: ''ہم قانون کے اندر رہتے ہوئے اس کی روح کو کچل دیں گے۔ ایسے ہی مقاصد کے لئے یہ دفتر امور عامہ ایسے احمدی (مرزائی) آفیسران جو گورنمنٹ یا ڈسٹرکٹ بورڈوں یا فوج یا پولیس، سول، بجلی، جنگلات، تعلیم وغیرہ کے محکموں میں کام کرتے ہیں۔ ان کے مکمل پتے مہیا کرتا ہے۔''

(الفضل ۸رنومبر ۱۹۳۲ء، بحوالہ ناپاک منصوبے ص۱۹)

یہ داعی امن وسلامتی کبھی یوں گل فشانی کرتا ہے: ''پس جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم میں سیاست نہیں وہ نادان ہیں وہ سیاست کو سمجھتے ہی نہیں۔ جو شخص یہ نہیں مانتا کہ خلیفہ کی بھی سیاست ہے وہ خلیفہ کی بیعت ہی کیا کرتا ہے۔ اس کی کوئی بیعت نہیں۔''

(الفضل ۱۹۲۶ء)

جمالی صفات خلیفہ ہر فرد کو حق بغاوت دیتا ہے۔

خلیفہ قادیان ہر اس فرد کو بغاوت اور مقابلہ کا حق دیتے ہیں۔ جس نے دل سے اور عمل سے حکومت وقت کی اطاعت نہ کی ہو۔ ایک دفعہ کسی نے دریافت کیا کہ جس ملک کے لوگوں نے کسی حکومت کی اطاعت نہ کی ہو کیا انہیں حکومت کا مقابلہ کرنے کی اجازت ہے؟ تو کہا: ''اگر کسی قوم کا ایک فرد بھی ایسا باقی رہتا ہے جس نے اطاعت نہیں کی نہ عمل سے نہ زبان سے تو وہ آزاد ہے اور وہ دوسرے لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کر کے مقابلہ کر سکتا ہے۔''

(الفضل ۱۹رستمبر ۱۹۳۴ء)

جہاد حرامی ٹولے کا اعلان ایک خواب کا سہارا لے کر جماعت کو یہ حکم دیا کہ: ''ٹیری ٹوریل فورس میں احمدیوں (مرزائیوں) کو بھرتی ہونا چاہئے اور مجھے اللہ نے یہ بتایا ہے کہ یہ فوجی نظام آئندہ جماعت کے لئے بہت برکتوں کا موجب ہوگا۔''

(الفضل ۶راکتوبر ۱۹۳۶ء)

جماعت کے نوجوان طبقہ کو بار بار یہ تحریک کی جاتی ہے کہ: ''احمدی (مرزائی) نوجوانوں کو چاہئے کہ ان میں سے جو بھی شہری ٹیری ٹوریل فورس میں شامل ہو سکتے ہیں۔ شامل ہو کر فوجی تربیت حاصل کریں۔''

(الفضل ۸رمارچ ۱۹۳۹ء)

احمدیہ کور کی سرپرستی، ایک فوجی نظام اور اس کے متعلقات

۱...... ''حضرت امیر المؤمنین نے احمدیہ (مرزائیہ) کور کو اپنی سرپرستی کے فخر سے سرفراز کرنا بھی منظور فرمالیا ہے۔''

(الفضل ۷راگست ۱۹۳۲ء)

۲...... ''اس فوجی تربیت کی کلاسیں شروع ہوگئیں۔فوجی طرز پر سلامی ہوتی اور خلیفہ صاحب اس فوجی سلام کا ہاتھ سے جواب بھی دیتے۔'' (الفضل ۱۷ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

۳...... ''اس فوج کا اپنا خاص پرچم تھا۔ جو سبز رنگ کے کپڑے کا تھا۔ اس پر منارۃ المسیح بنا کر ایک طرف اللہ اکبر اور دوسری طرف عباد اللہ لکھا ہوا تھا۔ جو اس فوج کا اصلی نام تھا۔یہی وہ فوج ہے جو کیمپنگ کے لئے دریائے بیاس کے کنارے بھیجی گئی تھی۔''

(الفضل ۴ر ستمبر ۱۹۳۳ء)

جبری بھرتی کے احکام خلیفہ قادیان اعلان کرتے ہیں کہ:''میں ایک دفعہ امور عامہ کو توجہ دلاتا ہوں کہ میرا فیصلہ یہ ہے کہ پندرہ سال کی عمر سے لے کر پینتیس سال کی عمر تک کے تمام نوجوانوں کو اس میں جبری طور پر بھرتی کیا جائے۔''

(الفضل ۵ر اکتوبر ۱۹۳۳ء،بحوالہ خلیفہ ربوہ کے ناپاک سیاسی منصوبے ص ۴۱ تا ۴۳)

ف...... ناظرین کرام! ان اقتباسات سے اس حقیقت کا اندازہ کر سکتے ہیں کہ قادیانیت محض مغربی استعمال کا آلہ کار ہے۔ یہ محض تحریک آزادی اور مسئلہ جہاد کو ناکام کرنے کے لئے معرض وجود میں لائی گئی ہے۔اسی لئے اس کے قول وعمل میں اتنا فرق ہے کہ دین کے لئے تو جہاد حرام ہے۔مگر مرزائیت کے لئے ہر حربہ اختیار کرنے کی تاکید کی جارہی ہے۔فاعتبروا یا اولی الابصار!مزید سنئے:

ایک تنظیم خدام الاحمدیہ کی بنیاد رکھنے پر خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ:''خدام الاحمدیہ میں داخل ہونا اور اس کے مقررہ قواعد کے ماتحت کام کرنا اور ایک اسلامی فوج تیار کرنا ہے۔''

(الفضل ۱۷ر اپریل ۱۹۳۹ء)

پیکر صلح وآشتی ایک موقعہ پر حکم جاری کرتے ہیں کہ:''جو احباب بندوق کا لائسنس حاصل کرتے ہیں وہ لائسنس حاصل کریں اور جہاں جہاں تلوار رکھنے کی اجازت ہے وہ تلوار رکھیں۔'' (الفضل ۲۲ر جولائی ۱۹۳۰ء،بحوالہ خلیفہ ربوہ کے ناپاک سیاسی منصوبے ص ۴۵)

امن ومحبت کے دعوے دار (خلیفہ قادیان) کے جارحانہ منصوبے،قادیان میں احمدیہ (قادیانی) کور کی بنیاد ڈالی۔جس کا ممبر ۱۵ سال سے ۳۵ سال کا ہر احمدی (مرزائی) تھا اور اسے ٹیری ٹوریل فورس کی انگریزی حکومت کی طرف سے فوجی تربیت لینا ضروری تھا۔ پھر ۸/۱۵ پنجاب رجمنٹ میں خالص احمدی (مرزائی) کمپنی کا ہونا۔ یہ اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ خلیفہ صاحب کے عقل وقلب میں بادشاہت کی آرزوئیں لہریں مار رہی تھیں۔ پھر تقسیم کے بعد

سیالکوٹ، بنوں، سرحد پر انہیں احمدیہ (مرزا) کمپنی کے ولنٹیر زشدہ سپاہی منظم طور پر خلیفہ قادیان کے حکم کے مطابق پہنچ گئے۔ ان کو دھڑا دھڑ اسلحہ میسر ہونے لگا۔ پھر فرقان فورس جو خالص قادیانی فورس تھی۔ کشمیر میں کھڑی کر دی گئی اور خلیفہ قادیان نے خود محاذ جنگ پر جا کر اس فوجی تنظیم کا جائزہ لیا اور سلامی لی۔

اس فوج کا استعمال کرنے کے لئے خلیفہ قادیان فرماتے ہیں کہ: ''انڈین یونین کا مقابلہ کوئی آسان بات نہیں۔ گر انڈین یونین چاہئے، صلح سے ہمارا مرکز دے۔ یا جنگ سے ہم نے وہ مقام لینا ہے اور ضروری لینا ہے۔ اگر جنگ کے ساتھ ہمارے مرکز کی واپسی مقدر ہے تب بھی ضروری ہے۔ آج ہی ہر احمدی (قادیانی) اپنی جان قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔''

(الفضل ۳۰ راپریل ۱۹۴۸ء)

''تقسیم ہند کے بعد دوبارہ اکھڑی ہوئی فوجی تنظیم فرقان فورس کی شکل میں جمع ہوگئی تو خلیفہ قادیان کو یہ خیال پیدا ہوا کہ ایک مرکز ہونا چاہئے۔ جہاں اپنے نوجوانوں کو مزید فوجی تربیت دی جاسکے۔ اس کے ساتھ ہی اپنی بے اعتدالیوں، عفونتوں، گندگیوں، ناپاکیوں اور برائیوں پر پردہ ڈالا جاسکے۔ خلیفہ قادیان نے ایک خطبہ میں فرمایا کہ یاد رکھو تبلیغ اس وقت تک کامیاب نہیں ہوسکتی جب تک ہماری Base مضبوط نہ ہو۔ پہلے Base مضبوط ہو تو تبلیغ مضبوط ہوسکتی ہے۔ بلوچستان کو احمدی بنایا جائے تاکہ ہم کم از کم ایک صوبہ تو اپنا کہہ سکیں۔ میں جانتا ہوں کہ اب یہ صوبہ ہمارے ہاتھوں سے نکل نہیں سکتا۔ یہ ہمارا ہی شکار ہوگا۔ دنیا کی ساری قومیں مل کر بھی ہم سے یہ علاقہ چھین نہیں سکتیں۔''

(الفضل ۱۳ راگست ۱۹۴۸ء، بحوالہ ناپاک منصوبے)

مگر ہوا کیا؟ سب کے سامنے ہے۔ بلوچستان وہیں ہے۔ مگر قادیانی پھریرا دور دور نظر نہیں آرہا۔ بلوچستان بلکہ تمام پاکستان چھوڑ کر اپنے جنم بھومی (برطانیہ) میں پناہ لینے پر مجبور ہوگئے۔ ''فاعتبروا یا اولی الابصار ۰ یفعل اللّٰہ ما یشاء وھو علی کل شئی قدیر''

ناظرین کرام! مندرجہ بالا تفصیلی حوالہ جات سے یہ بات روز روشن کی طرح واضح ہوگئی کہ قادیانیت کوئی مذہبی جماعت نہیں۔ بلکہ محض ایک سیاسی چکر بازی ہے جو صرف حکومت انگلشیہ کے استحکام کے لئے وجود میں لائی گئی ہے۔ (جیسا کہ تحفہ قیصریہ اور ستارہ قیصریہ وغیرہ کتب مرزا میں یہ حقیقت بالکل عیاں ہے) چونکہ مسئلہ جہاد تحفظ اسلام کے لئے ایک بنیادی حیثیت رکھتا ہے اور تمام اقوام اس سے خائف ہیں۔ اس لئے مرزا قادیانی نے اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی اس

مسئلہ کو ہدف تنقید بنا کر پوری کرنے کی کوشش کی ہے۔ ورنہ اسلام سے اسے ذرہ برابر ہمدردی اور تعلق نہیں ہے۔ جیسا کہ تریاق القلوب کے حوالہ سے گذر چکا ہے۔ ایسے ہی براہین احمدیہ جلد پنجم ص ۶۸ کے حاشیہ پر اس حقیقت کو قبول کیا گیا ہے۔ تو پھر ایسے گروہ کی دجالانہ تحریف کے نتیجہ میں سورۃ الصف آیت ۶ کی بناء پر ان کو احمدی کہنا کیسے جائز ہوسکتا ہے۔ جب کہ اس کے نتیجہ میں قرآن وصاحب قرآن نیز تمام آئمہ امت کی تکذیب لازم آتی ہے۔ لہٰذا اہل اسلام کو چاہئے کہ ان کو کسی بھی صورت میں احمدی نہ کہیں۔ بلکہ ان کو ان کے حقیقی لقب قادیانی یا مرزائی سے پکاریں۔ تاکہ ان کی حقیقت دنیا کے سامنے واضح ہوتی رہے اور ان کا صحیح تشخص اور قومیت (غیر مسلم ملحدین وزنادقہ) واضح ہوجائے۔

مغالطہ نمبر:۴...... کہ اسم احمد کا استعمال صحابہ کرامؓ کے کلام میں کہیں نہیں ہوا۔

الجواب: یہ بھی اسی طرح جھوٹ ہے۔ جیسے یہ جھوٹ ہے کہ کسی بھی حدیث میں یہ نام نہیں آیا۔

ملاحظہ فرمائیے! حضرت حسان بن ثابتؓ شاعر دربار رسالت کہتے ہیں کہ:

صلی الالہ ومن یحف بعرشہ
رسول من اللہ باری النسم
لہ امۃ سمیت فی الزبور
بامۃ احمد خیر الامم
فلو مد عمری الی عمرہ
لکنت وزیرا لہ وابن عم

(بحوالہ فتوح الشام ص ۷۰ ورحمۃ للعالمین ج ۲)

۳...... رفاعہ بن زبیرؓ اپنے بیٹے عامر کو جو کہ مرتد ہوگیا تھا۔ نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

ابنی غرتك الحیوۃ ... فصرت تکفر بالعلیم
ابنی صرت فی الشفاء ... من بعد کونك فی النعیم
ابنی اما تخشی العذاب ... اذا عبرت علی الجھیم
اما تستحی من احمد ... یوم القیامۃ والخصوم
اما ابوك فقد غدا ... من اجل کفرك فی ھموم

این المفر اذا دعا الله فی یوم العظیم
ویقول یا عبدی کفرت بواحد صمد قدیم

(فتوح الشام ص۴۲)

۴...... ایک مسلمان کفار کے مقابلہ میں کہہ رہا ہے:

وادخل الجنة ذات تسق
مجاور لا حمد فی المرفق

(فتوح الشام ص۴۲)

۵...... حضرت خالد بن ولید کہتے ہیں کہ:

لاننی نجم بنی مخزوم
وصاحب لاحمد کریم

(فتوح الشام ص۱۴۹)

ناظرین کرام! ملاحظہ فرمایئے کہ اسم مبارک احمدؐ اتنا مشہور معروف ہے کہ عربی، فارسی، اردو ہر زبان میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ مثنوی رومی میں بکثرت استعمال ہوا ہے۔ ایسے ہی اہل اسلام کے محاورہ میں عام استعمال ہوتا ہے۔ اکثر کتب ورسائل میں ملتا ہے۔ محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ خود مرزا قادیانی نے اس اسم مبارک کو آپ ﷺ کے حق میں بکثرت استعمال کیا ہے۔

اب اتنی وضاحت اور صراحت کے بعد کیسے کہا جاسکتا ہے کہ صحابہ کرامؓ کے محاورہ کلام میں یہ اسم گرامی مستعمل اور معروف نہیں ہے؟ درحقیقت قادیانیت نام ہی کتمان حق اور دجل وفریب کا ہے۔ یہ ٹولہ اپنے سرپرست انگریز بہادر کے اسی فارمولے پر عمل پیرا ہے کہ جھوٹ اس شدومد سے بولو کہ لوگ اسے سچ تصور کرنے لگیں۔ ہر بات میں قادیانی اسی ضابطہ کو اپنائے ہوئے ہیں۔

مغالطہ نمبر:۵...... یہ ہے کہ آنحضور ﷺ کا اسم گرامی صرف محمدؐ ہی ہے۔ اس لئے کلمہ، اذان واقامت، درود شریف وغیرہ میں یہی اسم آیا ہے۔ اگر احمد بھی ہوتا تو وہ بھی کسی نہ کسی موقعہ پر ضرور آتا۔

الجواب: جب قرآن وحدیث، تفاسیر، سیر وتواریخ بلکہ خود مرزا قادیانی کی تحریرات سے روز روشن کی طرح ثابت ہوچکا ہے کہ آپؐ کے دونوں نام ذاتی ہیں تو پھر کثرت استعمال سے ایک نام کو ذاتی اور دوسرے کو غیر ذاتی کہہ دینا کوئی عقل ودانش کی بات نہیں ہے۔ اصل تو دلائل

و براہین ہوتے ہیں۔ جب ان سے کوئی حقیقت ثابت ہو جائے تو پھر صرف آثار و قرائن اور حیلے بہانے سے اس کے خلاف اور برعکس کچھ بھی ثابت نہیں ہو سکتا۔

ایک قیمتی نکتہ: اہل زمین اکثر تعریف کے طالب اور متمنی ہوتے ہیں۔ عمدہ افعال و اعمال پر ان کی تعریف وستائش کی جاتی ہے۔ مگر آسمان والوں کا وظیفہ حیات ہی خدا کی حمد وثناء اور تسبیح و تحلیل ہے۔ لہٰذا زمین پر آپ کا اسم گرامی محمدﷺ رکھا گیا تاکہ معلوم ہو کہ اگرچہ زمین پر بڑے بڑے قابل تعریف لوگ ہوئے ہیں۔ مگر آپؐ ان سے بڑھ کر قابل تعریف یعنی محمدؐ ہیں اور آسمان والے چونکہ حامدین ہیں۔ مگر وہاں آپ کا اسم گرامی احمدؐ ہے۔ گویا آپؐ اہل زمین کے محمودین میں محمدؐ ہیں اور اہل آسمان کے حامدین میں احمدؐ ہیں۔ پھر چونکہ یہ کلمہ شہادت واذان واقامت اور درود شریف دائرہ دنیا تک کے احکام ہیں۔ لہٰذا ان میں آپ کا اسم گرامی محمدؐ ہی مناسب ہے اور جب حامدین کے جہان میں جائیں گے تو وہ احمد کہلائیں گے۔ ویسے بھی کسی نام کا کثرت استعمال اور شہرت کا یہ معنی نہیں کہ کم استعمال والا نام، نام ہی نہیں رہتا۔ جیسے قرآن مشہور زبان زد نام ہے۔ مگر اس سے فرقان، ذکر، تذکرہ وغیرہ کی نفی نہیں ہو سکتی۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ اور ابوہریرہؓ کی کنیت مشہور ہونے اور ذاتی نام مستور ہو جانے سے ان کے اعلام کی نفی نہیں ہو جاتی۔ ’’فافهم وتدبر ولا تكن من الهالكين‘‘

قادیانی مغالطہ نمبر:۶...... کہ اس آیت میں کوئی ایسا لفظ موجود نہیں۔ جس کی بناء پر ہم اس کا مصداق آنحضرتﷺ کو قرار دیں۔

الجواب: سابقہ پانچ مغالطوں کے جوابات میں جو تفصیلات آچکی ہیں۔ ان کی روشنی میں اس مغالطہ میں ذرہ بھی معقولیت نہیں ہے۔ ناظرین کرام! انہیں دوبارہ مطالعہ فرما کر شیطانی وسواس کا ازالہ فرما سکتے ہیں۔

مسئلہ جہاد اور قادیانیت

امت مسلمہ کے تشخص کے تحفظ اور اشاعت حق کے لئے مسئلہ جہاد نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ قرآن مجید میں جہاد اور قتال کے عنوان سے اس کا ۱۰۰ مرتبہ تذکرہ آیا ہے۔ مندرجہ بالا مقاصد کے تناظر میں اسے ایمان باللہ والرسولؐ کے بعد اس کا تذکرہ نہایت مہتمم بالشان عنوانات کے تحت فرمایا گیا ہے۔ اسے دنیوی اور آخروی سعادت اور کامرانی کا ایک اہم اور بنیادی سبب قرار دیا گیا ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ: ’’وقاتلوهم حتىٰ لا تكون فتنة ويكون الدين لله (البقرہ:۱۹۳)‘‘

دوسری جگہ ہے کہ: ''وقاتلوھم حتیٰ لا تکون فتنة ویکون الدین کله لله (الانفال:۳۹)'' ﴿اور (اشاعت حق کے راستے کی رکاوٹ کو ہٹانے کے لئے) کفار اور منکرین حق سے لڑو یہاں تک کہ فتنہ وفساد مٹ جائے اور دین (عبودیت اور اطاعت) صرف اللہ تعالیٰ کی قائم ہوجائے۔﴾

دوسری آیت کریمہ میں فرمایا یہاں تک کہ تمام عبودیت اور اطاعت محض اللہ تعالیٰ کے لئے قائم ہوجائے۔ (یہ ہر قسم کا شرک وکفر، سرکشی اور بغاوت، اعتقادی اور عملی خرابیاں مٹ کر ہی ہوسکتا ہے)

۳...... رحمت عالم ﷺ نے بھی مسئلہ جہاد کی اہمیت نہایت تفصیل وضاحت سے متعدد ارشادات میں بیان فرمائی: ''الجھاد ذروة الاسلام ''یعنی جہاد (راہ حق میں کفار ومنکرین سے مقابلہ کرنا) اسلام کی شان وشوکت ہے۔

نیز فرمایا کہ جہاد قیامت تک باقی رہے گا۔ ''الجھاد ماض الیٰ یوم القیامة ''

ایک روایت میں یوں فرمایا کہ: ''میری امت کی ایک جماعت مسئلہ جہاد کو قائم رکھے گی۔ حتیٰ کہ ایک جماعت حضرت مسیح علیہ السلام کے ساتھ مل کر جہاد کرے گی۔''

۳...... خلیفہ اوّل حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنی پہلی نشری تقریر میں فرمایا: ''لا یدع قوم الجھاد فی سبیل الله الا صوبھم الله بالذل'' (تاریخ الخلفاء ص۵۱)

یعنی جو قوم جہاد ترک کردیتی ہے وہ ذلت اور پستی کے گڑھے میں گرجاتی ہے۔ یعنی وہ عروج سے تنزل میں گر پڑتی ہے۔

۴...... ہمارے قومی شاعر علامہ اقبالؒ نے فرمایا:

آ تجھ کو بتاؤں میں تقدیر امم کیا ہے
شمشیر وسناں اوّل طاؤس و رباب آخر

گویا مسئلہ جہاد سابقہ شرائع (توراة وزبور) کی طرح اس آخری اور کامل ترین شریعت میں بھی مرکزی حیثیت کا حامل ہے۔ اس لئے کہ جہاد کی حیثیت قومی تشخص کے ذریعہ تحفظ اور بقاء کی ہے۔ بلکہ اس سے آسان پیرایہ میں اس کی پوزیشن قوت مدافعت کی ہے تو ظاہر ہے کہ جس فرد یا قوم سے قوت مدافعت ہی ختم ہوجائے۔ وہ اپنے تشخص کا تحفظ ہی نہ کرسکے تو وہ قوم کیسے زندہ رہ سکتی ہے؟

دین اسلام قیامت تک کلی طور پر غیر متبدل اور غیر منسوخ ہے۔اس لئے اس کے دیگر تمام بنیادی امور کی طرح یہ مسئلہ جہاد بھی قیامت تک نافذ اور قابل عمل رہے گا۔ یہ کسی بھی زمانہ میں منسوخ اور کالعدم نہیں ہوسکتا۔ہاں بعض حکم کچھ اسباب وشرائط سے وابستہ ہوتے ہیں۔اگر وہ شرائط نہ پائی جائیں تو اس حکم پر فی الوقت عمل نہ ہو سکے گا۔

ایسے ہی مسئلہ جہاد کے بھی کچھ شرائط اور اسباب ہیں۔جن کی عدم موجودگی میں اس فریضہ پر عمل درآمد نہ ہوگا۔ جیسے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول ثانی پر جہاد زوروں پر ہوگا۔حتیٰ کہ کفر ختم ہو جائے گا۔ اشاعت حق کی تمام مزاحمت اور رکاوٹیں ختم ہو جائیں گی۔ ہر طرف اسلام ہی اسلام پھیل جائے گا۔ چنانچہ مرزا قادیانی بھی نزول مسیح کے وقت اس حقیقت کو تسلیم کرتے ہیں۔ (دیکھئے ان کی کتاب براہین احمدیہ ص ۴۹۸،۴۹۹، خزائن ج۱ ص ۵۹۳) تو اس صورت میں چونکہ ’’ویکون الدین کله لله ‘‘ کی فضاء قائم ہو جائے گی۔لہٰذا جہاد وقتال موقوف ہو جائے گا۔نہ یہ کہ سرے سے مسئلہ جہاد ہی کالعدم ہو جائے گا۔یہ تو قرآن مجید کے مزاج ہی کے خلاف ہے۔ ایسے ہی جب کفار نہ رہے تو جزیہ بھی موقوف ہو جائے گا۔

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حقائق ذہن نشین کر لینے کے بعد اب قادیانیت کی لن ترانی بھی سنئے:

مرزا قادیانی کہتا ہے کہ میں چونکہ مسیح موعود ہوں۔ (محض جھوٹ وفریب) اور حدیث میں آیا ہے کہ مسیح دوبارہ آ کر جہاد کو موقوف کر دیں گے۔لہٰذا اب میں چونکہ آ گیا ہوں۔ لہٰذا جہاد ختم ہو گیا۔

جواب یہ ہے کہ جہاد اور اس کی موقوفی کا مفہوم تو آپ نے اوپر ملاحظہ فرما لیا۔قادیانی آگے یہ مغالطہ پیش کرتے ہیں کہ جہاد صرف مرزا قادیانی نے ہی منع نہیں فرمایا بلکہ اور بھی کئی علمائے اسلام نے ایسا ہی فتویٰ دیا ہے اور ہندوستان کو دار الاسلام قرار دیا ہے۔تو اس سلسلہ میں گذارش ہے کہ مرزا قادیانی اور بعض دوسرے علماء کے فتویٰ میں بڑا فرق ہے۔ کیونکہ مرزا قادیانی تو مطلق جہاد کو حرام کہتا ہے۔ چاہے کسی بھی علاقہ میں ہو کیسے ہی حالات ہوں کہ دین کے لئے لڑنا بالکل حرام ہے۔وہ کہتا ہے کہ۔

دوستو! چھوڑ دو اب جہاد کا خیال
دین کے لئے اب حرام ہے قتال

جب کہ علمائے اسلام نے جہاد کو مطلق منع اور حرام نہیں فرمایا بلکہ صرف ہندوستان کے متعلق اظہار کیا تھا کہ یہاں بوجہ فقدان شرائط کے جہاد جائز نہیں۔ جن کی تفصیل کتب فقہ میں مذکورہ ہے۔ گویا ان کے ہاں یہ تشخیص زیر بحث ہے کہ آیا ہندوستان میں شرائط جہاد پائی جاتی ہیں یا نہیں؟ پھر جن کے نزدیک شرائط جہاد مفقود ہیں وہ جہاد کے قائل نہیں اور جن کے ہاں شرائط موجود ہیں وہ جہاد کے قائل ہیں۔ پہلے نظریہ کے قائل مولانا احمد رضا خان بریلوی، بعض علماء دیوبند اور علماء غیر مقلدین ہیں اور دوسرے نظریے کے قائل اکثر علمائے دیوبند ہیں۔ باوجود اس اختلاف عمل کے دونوں فریق نفس مسئلہ کے قائل ہیں۔ لہٰذا قادیانی اس نظریہ باطل میں مغربی استعمار کے ایجنٹ ہوتے ہوئے تنہا اور اکیلے ہیں۔ کوئی بھی مسلم ان کا ہمنوا نہیں ہے۔

ان حضرات کا اختلاف صرف ایک خاص حالت اور خاص علاقے کے متعلق تھا نہ کہ مرزا قادیانی کے نظریہ کلی حرمت جہاد کے موافق، اس لئے قادیانیوں کا علمائے اسلام کو اپنا ہم خیال بتلانا سراسر دھوکا اور دجل وفریب ہے۔ جملہ اہل اسلام اس کے دیگر مغالطوں اور وسوسوں کی طرح اس دجل سے بھی چوکنے رہیں۔

قادیانیوں کے اس ملحدانہ نظریہ کے سلسلہ میں ایک ہی بات کافی ہے کہ تم نے ۲۹ رمئی ۱۹۷۴ء کو ربوہ اسٹیشن پر جو نہتے طلباء پر حملہ کیا تھا۔ وہ دین کے لئے کیا تھا۔ یا محض غنڈہ گردی تھی؟

آیت کریمہ (اسمہ احمد) کے متعلق چند قادیانی شبہات اور ان کے جوابات

قادیانی ٹولہ جیسے ہر نظریہ اور مسئلہ میں دجل وفریب کے تحت شبہات اور وسوسے ڈالتے رہتے ہیں۔ ایسے ہی اس آیت کریمہ میں بھی کئی شبہات ڈالتے ہیں۔ مثلاً:

قادیانی مغالطہ نمبر:۱...... وہ کہتے ہیں کہ اس آیت کے مطابق مسیح اپنے بعد آنے والے ایک رسولؐ کی بشارت دے رہے ہیں تو معلوم ہوا کہ حضرت مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔ کیونکہ آپ فرما رہے ہیں کہ: ’’ومبشراً برسول یأتی من بعدی ‘‘ کہ میں اپنے بعد آنے والے (یعنی موت کے بعد) رسول کی بشارت دے رہا ہوں۔ اگر یہ مفہوم نہ لیا جائے کہ مسیح فوت نہیں ہوئے تو لازم آئے گا کہ ابھی تک آنحضوﷺ کی بعثت ہی نہیں ہوئی۔ یہ دوسری بات تو بالکل بالبداہت باطل ہے۔ لہٰذا پہلی بات ہی ثابت ہوگئی کہ مسیح علیہ السلام فوت ہوگئے ہیں۔

جواب یہ ہے کہ بعد کا معنی اور مفہوم موت تو کسی بھی لغت اور محاورہ میں نہیں بلکہ اس کا مفہوم مطلق کسی کی عدم موجودگی ہے۔ وہ موت کے ذریعہ ہو یا ویسے کسی اور بناء پر ہو۔ ویسے قادیانیوں کو ہر طرف سے موت ہی موت نظر آتی ہے۔ جیسے وہ توفی کا معنی موت کرتے ہیں۔

انہیں قد خلت میں بھی موت ہی نظر آتی ہے۔اسی طرح لفظ بعد میں بھی انہیں یہی موت نظر آتی ہے۔مرزا قادیانی کو تو قران مجید کی تیس آیات میں بھی موت ہی موت نظر آئی۔اس کو آیت خاتم النبیین میں بھی موت ہی نظر آئی۔ادھر آپ کے لیے چونکہ موت کا کوئی علاج نہیں۔اس لئے قادیانی قدم قدم پر موت کا شکار ہوئے۔

پہلے تو مرزائی اپنے الہام ''اخرج منه الیزیدیون ''کے تحت قادیان سے نکلے اور دریا کے کنارے سرزمین ربوہ کی شورزمین میں ڈیرے لگائے۔جوان کو موڈی نے چند ٹکوں پر لے کر دی تھی، وہاں سے بھاگ کر اب اپنے جنم بھومی برطانیہ میں اپنے انگریزی خدا اور انگریزی فرشتوں کے زیر کفالت زندگی کے سانس پورے کر رہے ہیں۔پھر وہاں سے بھی بعض دفعہ دل برداشتہ ہو کر گنیش کی طرح اور کسی جزیرہ میں پناہ لینے بھاگ دوڑ کرنے لگتے ہیں۔

ادھر ان کی نظریات موت کے حادثات بھی ملاحظہ فرمایئے:

مرزا قادیانی کے دعویٰ مسیحیت و نبوت کرنے پر تمام وارثان خاتم الانبیاءﷺ نے ان کی نظریاتی اور ایمانی موت کا سرٹیفکیٹ (فتویٰ) جاری کیا۔پھر ساتھ ہی عدالتی اور قانونی فیصلہ ہائے موت کے سرٹیفکیٹ جاری ہونے شروع ہوگئے۔بہاولپور عدالت نے ۱۹۳۵ء میں بعد میں پنڈی عدالت، کراچی عدالت اور دیگر متعدد (۱۲ تا ۱۳) عدالتوں نے قادیانیوں کی نظریاتی موت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا۔(یعنی ان کو غیر مسلم قرار دیا)

پھر عہد قریب میں رابطہ عالم اسلامی اور دیگر تمام عالمی تنظیموں نے متفقہ طور پر ان کی موت کا (غیر مسلم ہونے کا) سرٹیفکیٹ جاری کیا۔حتیٰ کہ مصر، ملائیشیاء، نیز ساؤتھ افریقہ کی عیسائی عدالت نے بھی ان کی نظریاتی موت کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا۔۱۹۷۴ء میں پاکستانی قومی اسمبلی نے پوری بحث و تمحیص کے بعد ان کی نظریاتی موت کا سرٹیفکیٹ جاری کیا۔پھر ۱۹۸۴ء میں مزید مؤثر طور پر اس کی تصدیق کر دی گئی۔حتیٰ کہ قادیانیوں پر ہر طرف سے اور ہر پہلو سے موت ہی کے سائے منڈلا رہے ہیں۔

بعد کا معنی موت نہیں، دیکھئے! قرآن مجید میں ہے:

۱...... ''فبای حدیث بعد الله وآیته یؤمنون (الغاشیه:۶)'' ﴿تو پھر یہ اللہ اور اس کی آیات کے بعد کس بات پر ایمان لائیں گے۔﴾

اب فیصلہ فرمایئے کہ یہاں بعد اللہ یعنی اللہ کے بعد کا لفظ ہے تو کیا کوئی قادیانی جیالا یہاں من بعدی والا اختراعی معنی کرنے کی جرأت کرے گا؟

۲...... ’’قال فانا قدفتنا قومك من بعدك واضلهم السامری (طٰـــہ:۸۵)‘‘ ﴿فرمایا کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہم نے آپ کے بعد (یعنی آپ کی غیر موجودگی میں) آپ کی قوم کو آزمائش میں ڈال دیا اور ان کو (قادیانی سرشت) سامری نے گمراہی میں ڈال دیا ہے۔﴾

اب فرمایئے کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وفات کے بعد یہ واقعہ رونما ہوا تھا یا ہمارے مفہوم کے مطابق ان کی عدم موجودگی میں یہ فتنہ رونما ہوا۔

۳...... ’’واذ وعدنا موسیٰ اربعین لیلة ثم اتخذتم العجل من بعده (البقرہ:۵۱)‘‘ ﴿اور جب ہم نے موسیٰ علیہ السلام سے چالیس راتوں کا وعدہ لیا کہ طور پر آکر عبادت میں مصروف ہو جاؤ پھر تم نے ان کے بعد (یعنی ان کی عدم موجودگی میں) بچھڑے کو معبود بنا لیا۔﴾

۴...... ’’وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعده (آل عمران:۱۶۰)‘‘ ﴿اور اگر وہ ذات قدوس تمہیں بے آسرا اور بے سہارا چھوڑ دے تو کون ہستی اس کے بعد تمہاری دستگیری اور مدد کر سکتی ہے۔﴾

الغرض اس قسم کی کئی آیات ہیں جو کہ اپنے مفہوم میں واضح ہیں کہ بعد کا معنی حقیقی موت نہیں بلکہ صرف عدم موجودگی ہے۔ یہ عدم موجودگی بذریعہ موت ہو یا کسی دوسرے مقام پر منتقل ہو جانے کی صورت میں ہو۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ کہ وہ قوم سے منتقل ہو کر کوہ طور پر تشریف لے گئے تھے تو اس کو بعد کے لفظ سے تعبیر فرمایا۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں بھی من بعدی سے مراد یہی عدم موجودگی ہے کہ وہ اپنی رسالت کا پیریڈ پورا کر کے وہاں سے منتقل ہو کر آسمان پر تشریف فرما ہو گئے تو اس کے بعد خاتم الانبیاء ﷺ ہدایت عالم کے لئے تشریف لائیں گے۔ بس اتنی سی بات تھی جس کو مکاروں نے بڑھا چڑھا کر اہل حق کے ذہنوں کو منتشر کرنے کی ناپاک جسارت کی۔ اللہ ہر مؤمن کو ان ابلیسی وساوس سے محفوظ رکھے۔

قادیانی مغالطہ نمبر:۲...... کبھی کہتے ہیں کہ اگر مسیح زندہ ہیں اور دوبارہ تشریف لائیں گے تو اس آیت کا کیا مفہوم ہوگا۔ کیا پھر بھی ایسے ہی پڑھیں گے کہ میرے بعد وہ اسمہ احمد کا مصداق آئے گا۔

جواب یہ ہے کہ اگر اس آیت کریمہ کو مکمل طور پر تلاوت کیا جائے تو یہ شبہ پیدا ہی نہیں ہوتا۔ کیونکہ آیت یوں شروع ہوتی ہے کہ: ’’واذ قال عیسیٰ بن مریم‘‘ یعنی اے مخاطب ذرا

یاد کرو۔ جب کہ زمانہ ماضی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خدا کی طرف سے مبعوث ہو کر یہ اعلان فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف خدا کا رسول بن کر آیا ہوں۔

تو گویا یہ ایک سابقہ واقعہ اور پیش گوئی ذکر کی گئی ہے کہ ایک وقت ماضی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے یہ اعلانات فرمائے تھے۔ اس کے بعد ان کی یہ پیش گوئی اپنے وقت پر پوری ہوگئی تو اب بھی آیت اس طرح پڑھی جائے گی۔ اس میں تبدیلی کی کیا ضرورت پڑے گی۔ اب یہ کہیں گے کہ دیکھو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یہ پیش گوئی تھی اب کتنی صفائی سے پوری ہوگئی۔ گویا پہلے صرف پیش گوئی تھی اور اب اس کی تصدیق بھی ظہور پذیر ہو چکی ہے۔ تمہارے مقابلے میں کہتا ہوں کہ اگر بقول شما اس کا مصداق مرزا قادیانی ہے۔ (العیاذ باللہ) تو اس کی آمد کے بعد یہ آیت کس طرح پڑھتے ہو؟ جیسے تم مرزا قادیانی کی آمد کے بعد پڑھ رہے ہو۔ اسی طرح ہم بھی مسیح علیہ السلام کی آمد کے بعد پڑھا کریں گے۔ بتلایئے دونوں میں کیا فرق ہے؟

چنانچہ اس آیت کے آخر میں مذکور ہے۔ ''فلما جاء ھم قالوا ھذا سحر مبین'' یعنی جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کے مطابق آپ کے عہد رسالت کے بعد وہ اسمہ احمد کے مصداق خاتم المرسلین ﷺ آگئے تو بنی اسرائیل بجائے ان کو تسلیم کرنے کے الٹا انہیں جادوگر بتلا کر جھٹلانے لگے۔

اس طرح یہ آیت کریمہ پیش گوئی بمع اس کی تکمیل وتصدیق پڑھی جارہی ہے اور حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے بعد بھی اسی طرح پڑھی جائے گی۔ وہ آکر یہود کو ملزم قرار دیں گے کہ اے ناانصافو! میں تو ہزاروں سال پیشتر ہی صاحب قرآن کے ظہور کی خبر بمطابق توراۃ بمع دیگر صحائف انبیاء کرام دے گیا تھا۔ مگر جب آپ تشریف لے آئے تو تم تسلیم کرنے کے بجائے الٹا ان کی تکذیب اور مزاحمت پر کمر بستہ ہوگئے۔ دریں صورت تم نے بڑے ظلم اور ناانصافی کا ارتکاب کیا۔

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے بعد منجملہ دیگر دعاؤں کے ایک دعا یہ بھی فرمائی تھی: ''ربنا وابعث فیھم رسولا منھم (البقرہ:۱۲۹)'' ﴿اے میرے پروردگار تو ان میں سے ایک ایسا رسول مبعوث فرما۔﴾

تو ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاء کا مصداق محمد رسول اللہ ﷺ صدیوں پیشتر تشریف لا کر گہوارہ عالم کو ہدایت واصلاح سے منور فرما کر تشریف بھی لے جا چکے۔ مگر یہ آیت اسی طرح تلاوت ہو رہی ہے کہ اے اللہ ان میں وہ عظیم رسول مبعوث فرما۔

اس میں نہ کوئی شبہ ہے نہ کسی تبدیلی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ یہ تو سابقہ زمانہ کی ایک دعاء تھی۔ جو کہ پوری ہوچکی ہے۔ جس سے آنحضرت ﷺ کے حق میں سابقہ پیش گوئیوں کی حقانیت اور آپ ﷺ کی عظمت شان کا اظہار مقصود ہے۔ ایسے ہی حضرت مسیح علیہ السلام کی اس پیش گوئی کا معاملہ ہے کہ ایک زمانہ میں مسیح علیہ السلام نے بھی پیش گوئی فرمائی تھی جو کہ پوری شان وشوکت اور آب وتاب کے ساتھ پوری ہوچکی ہے۔

۳...... ''لقد صدق الله ورسوله الرؤیا بالحق لتدخلن المسجد الحرام ان شاء الله آمنین'' ﴿بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول معظم کا خواب سچا کر دکھایا کہ تم ضرور انشاء اللہ مسجد حرام میں بامن وامان داخل ہوگے۔﴾

اب دیکھئے یہ بھی ایک اسی طرز پر آئندہ کے لئے پیش گوئی بمع ظہور مذکور ہے جو کہ اپنے وقت پر بعینہ ظاہر ہوچکی ہے۔ مگر آیت کی تلاوت اسی طرح جاری ہے۔ اس کے مفہوم میں کوئی شبہ نہیں ہے۔ ایسے ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی مذکورہ بالا پیش گوئی کا معاملہ ہے کہ وہ بھی بمع تصدیق کے مکمل ہوچکی ہے جو کہ آنحضور ﷺ کی جلالت شان اور کلام الٰہی کے برحق ہونے کی عظیم دلیل ہے۔ اس کے ظہور کے بعد قادیانی شبہ کی کوئی گنجائش نہیں۔

قادیانی مغالطہ نمبر:۳...... آیت نمبر۶ کے بعد یہود کے ردعمل کا ذکر کر کے فرمایا گیا:

''ومن اظلم ممن افتری علی الله الکذب وهو یدعی الی الاسلام والله لا یهدی القوم الظالمین یریدون ان یطفئوا نور الله بفواههم والله متم نوره ولو کره الکافرون'' ﴿اور بتلاؤ اس شخص سے زیادہ بے انصاف اور ظالم کون ہوگا، جو خدا کے ذمہ جھوٹ لگائے۔ حالانکہ اسے تو اسلام کی طرف دعوت دی جاتی ہے۔ (اگر کوئی نہ مانے تو سن لو کہ) اللہ تعالیٰ ایسے بے انصاف لوگوں کی راہنمائی نہیں کرتا۔ یہ ظالم بجائے حق کو تسلیم کرنے کے الٹا اس تگ ودو میں ہیں کہ خدا کے اس نور ہدایت کو اپنے منہ سے بجھادیں۔ خدا کے اس نور ہدائے نور (ہدایت) کو مکمل کر کے رہے گا۔ اگرچہ خدا کا یہ نور ہدای ناگوار گذرے۔﴾

ف...... ملاحظہ فرمائیں کہ ان آیات میں حضرت مسیح علیہ السلام کی امت اسرائیل کو دعوت اسلام کے ردعمل میں ان کے کردار کا ذکر کیا جارہا ہے کہ ان بے انصافوں کے، خاتم الانبیاء ﷺ کے پیغام حق کو نہ تسلیم کرنے کی صورت میں ان سے بڑھ کر کون ظالم ہوسکتا ہے کہ ان کو دین اسلام کی دعوت دی جارہی ہے اور یہ مانتے نہیں بلکہ الٹا اسے ناکام کرنے کے لئے تگ ودو کر کے اس نور ہدایت کو بجھانا چاہتے ہیں۔ جب کہ اللہ اسے مقام تکمیل تک پہنچا کر رہے گا۔

قادیانی مغالطہ نمبر:۴...... مرزا بشیر الدین بمع قادیانی گروہ آیت نمبر ۷ کا معنی یوں کرتے ہیں کہ بھلا اس سے بڑا ظالم کون ہے۔ جو خدا کے ذمہ جھوٹ لگا کر یعنی مرزا کی نبوت کا انکار کر کے الٹا اسے اسلام کی دعوت دینے لگے کہ تو مسلمان ہو جا۔(انوار خلافت ودیگر تحریرات)

ناظرین کرام! اب آپ خود ہی دونوں تشریحات کا تقابل کر کے فیصلہ کرلیں کہ حق کیا ہے؟ اور مغالطہ اور دجل وفریب کون سا ہے؟

ظاہر ہے کہ میرا بیان کردہ مفہوم عین الفاظ قرآنی کے مطابق ہے۔ نیز سابقہ اکابرین امت، آئمہ کرام، مجتہدین کرام اور مجددین وملہمین عظام سب نے یہی مفہوم بیان فرمایا ہے۔ ایک مرزا بشیر الدین اور ان کے پیروکار ہیں جو بالکل بے جوڑ مفہوم بیان کر کے عوام الناس کو گمراہی میں ڈال رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان دجالوں سے ہر فرد انسانی کو محفوظ رکھے۔ ہم علی الاعلان اور ڈنکے کی چوٹ کہتے ہیں کہ اگر تمہارا ظاہر کردہ معنی کسی بھی مفسر یا مجدد نے بیان فرمایا ہے تو آؤ میدان مقابلہ میں تاکہ حق وباطل میں امتیاز ہو جائے۔ ورنہ مجددین کا منکر بقول مرزا قادیانی کافر اور فاسق ہوگا نہ کہ محقق اور مسلم۔

۲...... دیکھئے من کا مصداق یہود اور تبعاً دوسرے منکرین ہیں اور وھو یدعی میں ضمیر اس من کی طرف راجع ہے۔ مرزا قادیانی کا یہاں کیا کام؟ اس کا کام تمام تو ہم نے اسمہ احمد کی تحقیق میں ہی کر دیا ہے۔ تم پھر اسے قبر سے نکال کر ہمارے سامنے کھڑا کر رہے ہو۔ کچھ تو خدا کا خوف ملحوظ رکھو۔ آخر تم نے مر کر قبر میں جانا ہے۔ حشر میں محاسبہ کے کٹہرے میں کھڑا ہونا ہے، ظالمو وہاں کیا جواب دو گے؟

۳...... مرزا قادیانی نے خود بھی تسلیم کیا ہے کہ قرآن مجید کا صحیح مفہوم ہر زمانہ میں موجود رہا ہے۔ دیکھئے ان کی کتاب (شہادۃ القرآن ص۳۵،۴۵، خزائن ج۶ ص۳۳۹) تو اب اس اقرار کے بعد ہم یہ مطالبہ کریں گے کہ اس جملہ ''وھو یدعی الی الاسلام'' بلکہ ساری آیات کا۔ نہیں بلکہ تمہارے اپنے نظریات کی تائید میں پیش کردہ تمام آیات کا مفہوم اپنے حق میں سلف صالحین سے ثابت کردو تو تم جیتے ہم ہارے۔ ورنہ ''فان لم تفعلوا ولن تفعلوا فاتقوا النار التی وقودھا الناس والحجارۃ اعدت للکافرین (البقرہ:)''

''واخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین سبحان ربک رب العزۃ عما یصفون وسلام علی المرسلین والحمد للہ رب العالمین''

قصر مرزائیت میں ایک اور شگاف

عدالتی فیصلہ

مسجد کے انتظام وانصرام کے حقدار صرف مسلمان ہیں

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

قصر مرزائیت میں ایک اور شگاف

عدالتی فیصلہ

۱۹۸۹ء سال ختم نبوت کی پہلی پیشکش

۞...... ۱۸۸۹ء میں مرزا قادیانی نے اپنی بیعت شروع کی۔ ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیحیت اور ۱۹۰۱ء میں دعویٰ نبوت کیا۔ لیکن محافظان ناموس مصطفی ﷺ کی یلغار کی تاب نہ لاتے ہوئے ۲۶ر مئی ۱۹۰۸ء کو آخری فیصلہ کے نتیجہ میں عبرتناک موت (وبائی ہیضہ) سے واصل جہنم ہوا۔

۞...... اس کے بعد اس کے نام نہاد خلیفے یکے بعد دیگرے اپنی اپنی ڈفلی بجاتے ہوئے حق کی تاب نہ لا کر عبرتناک انجام سے دوچار ہوئے۔

۞...... اہل حق نے مختلف مراحل خصوصاً ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء میں اپنی جدوجہد کو مزید تیز کرتے ہوئے بےمثال قربانیاں پیش کیں۔ جس کے نتیجہ میں سرکاری طور پر ان کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

۞...... مختلف پاکستانی عدالتوں نے دس مقدمات کے فیصلوں میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔ آخر ۲ر مئی ۱۹۸۸ء کو سول جج ڈسکہ جناب منظور حسین ڈوگر نے تحصیل ڈسکہ کے ملحق گاؤں موسے والا کی متنازع مسجد کے متعلق مسلمانوں کے حق میں فیصلہ دے کر قصر مرزائیت میں ایک اور شگاف ڈال دیا۔

۞...... ۳۵ر مسلم ممالک نے ان کو غیر مسلم قرار دیا۔ حتیٰ کہ بعض غیر مسلم ممالک میں بھی مسلم تنظیموں ان کو اپنی تنظیموں سے خارج کر دیا۔ مالدیپ اور ملائیشیا وغیرہ نے ان کی شہرت کو ختم کر کے ان کو دیس نکالا دے دیا۔

۞...... علمائے حق کی یلغار کی تاب نہ لا کر ان کا امام مرزا طاہر اپنا مرکز (ربوہ) چھوڑ کر راتوں رات اپنے روحانی مرکز (جنم بھومی) اور انگریز کے ملک میں پناہ لینے پر مجبور ہو گیا اور ان کا سالانہ میلہ بھی ختم ہو گیا۔

۞...... اہل حق نے نصف کروڑ کی لاگت سے ان کے روحانی مرکز (لندن) میں ایک چرچ خرید کر وہاں ایک بین الاقوامی تبلیغی مرکز قائم کر دیا۔ جہاں سے دنیا کے کونے کونے میں اس دعوت کو پھیلایا جائے گا۔

۞...... لہٰذا اتنی نمایاں فتوحات کے بعد خدا کا شکریہ ادا کرنے کے لئے ۱۹۸۹ء کا سال ختم نبوت کا سال منایا جائے گا۔ اس لئے تمام اہل اسلام متحد ہو کر تن، من، دھن کی قربانی دے کر اس شجرہ خبیثہ کی رہی سہی جڑوں کو بھی نکال پھینکیں۔

۞...... چنانچہ اس سلسلہ میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے دس لاکھ روپے کی لاگت سے لٹریچر تیار کر کے دنیا کے آخری کونے تک پہنچانے کا پروگرام بنایا ہے۔ انجمن اشاعت الاسلام ڈسکہ اس کی ابتداء کرتے ہوئے یہ رسالہ معہ عدالتی فیصلہ پیش کر رہی ہے۔ ''ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم''

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

پیش لفظ!

اگرچہ مسجد کے حیثیت کے بارے میں قانونی اور شرعی لحاظ سے جناب منظور حسین ڈوگر سول جج ڈسکہ کا فیصلہ جامع ہے اور اس سلسلہ میں مرزائی وکلاء کے دلائل کا واضح جواب بھی دیا گیا ہے۔ مگر یہ ضروری ہے کہ مسلمانان پاکستان کو گاؤں موسے والا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ اور مسجد متدعویہ کے بارے میں کچھ تفصیلات بتا دی جائیں تاکہ قادیانی غلط پراپیگنڈہ کر کے اس معاملہ سے ناواقف مسلمانوں اور افسران کی ہمدردی حاصل کرنے کی جو کوشش کرتے ہیں اس کا ازالہ ہو سکے اور ان مسلمان وکلاء علماء اور دیگر حضرات کا شکریہ ادا کیا جائے۔ جنہوں نے اس سلسلہ میں تعاون فرمایا ہے۔

جس گاؤں میں یہ مسجد ہے۔ اس کا نام موسے والا ہے اور اس کو کم از کم چار پانچ سو سال پہلے موسیٰ نامی کسی مسلمان نے آباد کیا تھا۔ اس لئے یہ اسی کے نام سے موسوم ہے۔ یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ مسلمان جہاں کہیں کوئی بستی آباد کرتے ہیں وہاں مسجد ضرور بناتے ہیں۔ اس لئے یہ کہنا بالکل درست ہے کہ یہ مسجد بھی جب سے گاؤں آباد ہوا اس وقت سے موجود ہے اور اس بات سے انکار کسی شخص کو نہیں ہے۔ کیونکہ گاؤں میں کسی دوسری مسجد کا نہ ہونا ہی اس بات کی دلیل ہے۔ مقدمہ کی شہادتوں میں جس دوسری مسجد کا ذکر ہے اس کے بارے میں فریقین نے اعتراف کیا ہے کہ یہ نئی مسجد ہے اور ایک چاہ پر ہے اور یہ کہ بیس پچیس سال پہلے تعمیر ہوئی ہے۔

قیام پاکستان سے کچھ عرصہ پہلے چند بوڑھے آدمی قادیانی ہوئے۔ جن میں سے اکثر کی اولاد مسلمان ہی رہی اور ان کے خاندان اسلام کی سعادت سے محروم نہ ہوئے۔ بہت ہی کم

قادیانیوں کی اولاد نے مرزائیت کو قبول کیا۔ جن بوڑھے افراد نے ترک اسلام کیا اور ان کی اولاد نے ان کی پیروی کی۔ ان میں سے صرف دو تین خاندان جاٹ (زمیندار) تھے اور وہ بھی نقل مکانی کر کے گاؤں میں آباد ہوئے تھے۔ ان کے پاس جو زرعی زمین تھی وہ موروثی طور پر انہیں ملی تھی اور شاملات اراضی میں ان کا کوئی حصہ نہ تھا۔ یہ حقیقت اس لئے بیان کی گئی ہے کہ قادیانی ناواقف مسلمان کو یہ تاثر دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ مسجد مذکورہ شاملات اراضی میں تعمیر ہوئی تھی اور قادیانیوں کا بھی شاملات اراضی میں حصہ ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ جب مسجد تعمیر ہوئی تو گاؤں میں موجود قادیانی مالکان اراضی کے آباؤ اجداد (اگر چہ وہ مسلمان تھے) نقل مکانی کر کے گاؤں نہ آئے تھے۔ قیام پاکستان کے بعد مسلمانان دیہہ کی لاعلمی/ بے حسی اور قادیانیوں کی چالاکی کی وجہ سے مشرقی پنجاب سے آنے والے قادیانی زمیندار گاؤں میں آباد ہوئے۔ اس وجہ سے تقسیم ہند کے بعد آنے والے قادیانیوں کا کسی لحاظ سے بھی مسجد کی اراضی سے کوئی تعلق نہیں ہوسکتا۔

قیام پاکستان کے بعد مسلمانان پاکستان قادیانیوں کی پاکستان اور اسلام کے خلاف سازشوں کی وجہ سے زیادہ حساس ہوگئے اور انہیں غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ زور پکڑتا گیا۔ دوسری طرف مسلمانان دیہہ مذکورہ کی نئی نسل دینی اور دنیوی تعلیم کے حصول کے بعد قادیانیوں کی شرعی حیثیت سے آگاہ ہوگئی۔ تعلیم یافتہ نوجوان مسلمان گاؤں میں قادیانیوں کی اس پالیسی سے بھی آگاہ ہوگئے کہ مسلمانوں کو آپس میں لڑاؤ اور کچھ ایک فریق کے ساتھ ہو جاؤ اور کچھ دوسرے فریق کے، اور اس طرح مسلمانوں کا نقصان کرتے رہو۔ آخر کار مسلمانان پاکستان کی کوششیں کامیاب ہوئیں اور ستمبر ۱۹۷۴ء میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔

مسلمانان دیہہ نے قادیانیوں کو ان کے شرعی اور قانونی طور پر غیر مسلم ہونے کی وجہ سے کہا کہ ''وہ مساجد میں نہ آیا کریں'' قادیانیوں نے گاؤں میں موجود دو مساجد میں سے ایک میں بالجبر داخل ہونے اور عبادت کرنے کی کوشش کی۔ مگر وہ مسلمانوں سے بہت کم ہونے کی وجہ سے کامیاب نہ ہوئے تو انہوں نے مسلمانوں پر جھوٹے فوجداری مقدمات درج کروانے شروع کر دیئے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے سرکاری ملازمین کو خاص طور پر نشانہ بنایا۔ تا کہ وہ اپنی ملازمتوں کے تحفظ کے لئے مسلمانوں پر زور دیں کہ وہ مذکورہ مسجد قادیانیوں کو دے دیں۔ اس صورتحال کے پیش نظر مسلمانوں نے سول عدالت ڈسکہ میں قادیانیوں کو مسجد میں داخلہ سے روکنے کے لئے حکم امتناعی حاصل کرنے کے لئے دعویٰ دائر کر دیا۔ قادیانی لڑائی جھگڑے پر اتر آئے اور آئے دن کسی نہ کسی مسلمان کے ساتھ شرارتاً جھگڑا کرتے اور فوجداری مقدمہ مخصوص مسلمانوں

کے خلاف دائر کر دیتے۔ اس سلسلہ میں انہوں نے ان مسلمانوں کے افراد خانہ کو مقدمات کی زد میں خاص طور پر لیا۔ جن کے نام پر دیوانی عدالت میں دعویٰ کیا گیا تھا یا جو پیروی کرنے میں پیش پیش تھے۔ اس وقت کی تحصیل انتظامیہ نے قادیانیوں کا پورا پورا ساتھ دیا اور قادیانیوں کے بیان کردہ من گھڑت واقعات کی بنیاد پر کئی مسلمانوں کے خلاف زیر دفعات ت،پ ۲۹۵، ۴۴۸، ۱۴۸/ ۱۴۹ اور ۱۰۷/ ۱۵۰ بار بار مقدمات کا اندراج کیا۔ قادیانیوں کا خیال تھا کہ اس طرح مسلمانوں اور تحصیل انتظامیہ کا جھگڑا شروع ہو جائے گا۔ مگر مسلمانوں نے حکمت عملی اور صبر و تحمل سے کام لیا اور ایسا نہ ہو سکا۔ اس دوران میں جناب گلزار احمد بٹ سول جج ڈسکہ نے مقدمہ کی سماعت جاری رکھی۔ مسلمان وکلاء کی بحث ختم ہوئی۔ پھر قادیانی وکلاء کی بحث بھی ختم ہوئی اور صرف مسلمانوں کی طرف سے جوابی بحث باقی تھی کہ ۱۹۷۶ء کی عید الفطر کے بعد ۹/ اکتوبر ۱۹۷۶ء کی تاریخ سماعت مقرر ہوئی۔ قادیانی بحث میں اپنی ناکامی اور مسلمانوں کے صبر و تحمل کی وجہ سے مایوس ہو چکے تھے۔ اس لئے انہوں نے ۲۶/ ستمبر ۱۹۷۶ء کو عید الفطر کے دن مسلمانوں سے لڑائی کا منصوبہ بنایا۔ اس سلسلہ میں انہوں نے اپنی تحصیل، ضلع اور مرکزی قیادت سے صلاح مشورہ کے بعد عید کے روز مسلمانوں پر عید گاہ میں (جو سرکاری ریکارڈ کے مطابق اور عملاً اہل اسلام ہے) حملہ کر دیا۔ غیر مسلح ہونے کے باوجود مسلمانوں نے اپنے دفاع کی کوشش کی۔ لڑائی میں دو قادیانی مارے گئے۔ قادیانیوں نے مخصوص مسلمانوں کے خلاف قتل کا مقدمہ دائر کر دیا۔ انکوائری رپورٹ کے مطابق (اور حقیقتاً بھی) انہیں حملہ آور قرار دیا گیا۔ آٹھ سال تک (کراس کیس) مقدمات کی سماعت اس وجہ سے نہ ہو سکی کہ قادیانی عدالت میں بیان دیتے کہ ہم صلح کر رہے ہیں۔ قادیانیوں کا اصرار تھا کہ مسلمان مسجد انہیں دے دیں تو صلح ہو سکتی ہے۔ مسلمانوں نے غیر مشروط صلح کی پیش کش کی۔ کیونکہ مقدمات فریقین کے خلاف تھے اور مسلمانوں کو سزا ملنے کا احتمال نہ تھا۔ قادیانیوں کو حملہ آور قرار دیا جا چکا تھا۔ اس لئے انہوں نے بعد از خرابی بسیار آٹھ سال بعد صلح اس خوف سے کی کہ عدالت بالآخر یہ قرار دے گی کہ مسلمانوں کی عید گاہ (عبادت گاہ) سے قادیانیوں کا کوئی تعلق واسطہ نہیں ہے اور یہ ایک مثال بن جائے گی۔ جس کی وجہ سے پورے ملک میں انہیں مسلمانوں کی مساجد اور عید گاہوں سے بے دخل کیا جا سکے گا۔

مذکورہ بالا سطور کے سے یہ واضح کرنا مقصود ہے کہ قادیانی ناواقف مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرنے کے لئے یہ کہتے ہیں کہ مسجد کی زمین میں ان کا بھی حصہ ہے۔ مگر حقائق بیان کرنے کے بعد ہر ایک کو یہ معلوم ہونا چاہئے کہ قادیانیوں کی یہ بات غلط ہے۔ اسی طرح قادیانی لڑائی کا

اور ہلاک ہونے والے دو افراد کا ذکر کر کے حالات سے ناواقف مسلمانوں کی ہمدردی حاصل کرتے ہیں۔ اس لئے عید کے روز عیدگاہ میں ہونے والی اس لڑائی کا ذکر مختصراً کر دیا گیا ہے تاکہ دلچسپی رکھنے والے ہر شخص کو معلوم ہو سکے کہ قادیانیوں نے مسلمانوں پر عیدگاہ میں جو حملہ کیا اس کا منصوبہ انہوں نے کئی ماہ پہلے بنایا تھا اور اپنی ہر سطح کی قیادت سے اس کی منظوری لی تھی۔ مگر ہوتا وہی ہے جو منظور خدا ہوتا ہے۔ قادیانی اپنی سازش کا شکار ہو گئے اور لڑائی کو مسجد پر قبضہ کے لئے استعمال نہ کر سکے۔ یاد رہے کہ قادیانی ایسے فوجداری اور دیوانی مقدمات کے موجب اس لئے بھی بنتے ہیں کہ ان کی نقول کے ذریعے بیرونی ممالک میں پناہ اور روزگار حاصل کر سکیں۔

ہمارے ہاں بعض تعلیم یافتہ افراد قادیانیوں کی ''بنیادی انسانی حقوق'' ''مذہبی آزادی'' اور ''انسانی ہمدردی'' سے متعلق باتیں سن کر دھوکے میں آ جاتے ہیں اور غور نہیں فرماتے کہ حقوق اور فرائض آپس میں لازم و ملزوم ہوتے ہیں۔ اس طرح آزادی اور پابندی کا آپس میں تعلق ہوتا ہے۔ ہمدردی بھی صرف ایک فریق پر لازم نہیں آتی۔ آپ کسی بنیادی حق، مذہبی آزادی کے تحت ایک سکھ کو مسجد پر قبضہ کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے اور نہ ہی کسی مسلمان کو گرجے یا مندر پر قبضہ کرنے کا حق دے سکتے ہیں۔ ایک محفل میں ایک بڑے افسر ایک مولوی صاحب سے پوچھ رہے تھے کہ آپ قادیانیوں کو اذان دینے اور کلمہ طیبہ کا بیج لگانے سے کیوں روکتے ہیں؟ مولوی صاحب نے جواب دیا کہ اس طرح اسلام اور نفاق کی تمیز مٹ جاتی ہے اور منافقین/ کفار کو مسلمانوں کو دھوکہ دینے کا موقع مل جاتا ہے۔ مسلمانوں نے بہت سی قربانیوں کے بعد ۱۹۷۴ء کی آئینی ترمیم اور ۱۹۸۴ء کا آرڈیننس جاری کروایا ہے۔ اس کا مقصد ہی کفر و اسلام میں تفریق و تمیز پیدا کرنا ہے۔ مگر بڑے افسر کی سمجھ میں کچھ نہ آ رہا تھا۔ آخر مولوی صاحب نے کہا کہ اگر کوئی شخص آپ کے دفتر کے پاس ایک کمرہ کے دروازے پر آپ کے عہدہ کی تختی لگا کر کام شروع کر دے تو کیا آپ اور حکومت کو کوئی فرق نہیں پڑے گا؟ کیا آپ اور حکومت پاکستان اس کو روکنے کی کوشش نہیں کریں گے؟ اس کے بعد اس افسر کی سمجھ میں بات آ گئی۔

آخر میں ان مسلمانوں کے سامنے سورۃ التوبہ کی آیات کا ترجمہ پیش کرنا چاہتا ہوں جو اپنی لاعلمی کی وجہ سے قادیانیوں کی اسلام اور پاکستان کے خلاف ریشہ دوانیوں اور سازشوں کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتے یا اپنے دنیوی مفادات کے تحت اپنے دلوں میں ان کے بارے میں نرم گوشہ رکھتے ہیں۔ بعض تو مختلف سطح کے انتخابات میں ان کی مدد کے طالب ہوتے ہیں اور خدا تعالیٰ اور مسلمانوں پر انہیں بھروسہ ہی نہیں ہوتا۔

"اے مؤمنو! اپنے باپوں اور بھائیوں کو دوست نہ بناؤ۔ اگر وہ کفر کو ایمان سے زیادہ پسند کریں اور تم میں سے جو ان کو دوست بنائیں وہی ظالم ہیں۔ (اے نبی ﷺ) فرما دیجئے کہ اگر تمہارے باپ، بیٹے، بھائی، بیویاں، خاندان، اموال جو تم نے کمائے ہیں تجارت جس کے مندے کا تمہیں خوف ہے اور تمہارے مکانات جو تمہیں پسند ہیں، اللہ اس کے رسول اور اس کے راستے کے جہاد سے تمہیں زیادہ محبوب ہیں تو اللہ کے حکم (عذاب) کے نازل ہونے کا انتظار کرو۔ اللہ تعالیٰ نافرمان لوگوں کو ہدایت نہیں دیتے۔"

یہ دونوں آیات ہر مسلمان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ ہم مسلمانان مو سے والا جناب محمد انور مغل، جناب محمد ارشد رانا اور دیگران تمام حضرات کے بہت شکر گذار ہیں جنہوں نے مقدمات کے سلسلے میں ہماری بوجہ اللہ تعالیٰ مدد کی۔ اللہ تعالیٰ انہیں اجر عظیم عطاء فرمائے۔

العارض! عنایت اللہ بٹ

قادیانیوں کا مؤقف

یہ ہے کہ مسجد کا لفظ صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ سے خاص نہیں۔ بلکہ قرآن مجید نے غیر مسلموں اور سابقہ نبیوں کی امتوں کے عبادت خانوں کو بھی مسجد فرمایا ہے۔ دیکھئے! (الکہف:۲۱، بنی اسرائیل:۱، التوبہ:۱۰۷) لہٰذا ہمیں مسجد کہنے سے روکنا ظلم ہے۔ "ومن اظلم ممن منع مسجد الله ان یذکر فیها اسمه (البقره:۱۱۴)"

الجواب: ہمیں تسلیم ہے کہ قرآن حکیم نے سابقہ امتوں کی عبادت گاہوں کو مسجد کہا ہے اور ہم یہ بھی دعویٰ کرتے ہیں کہ مسجد صرف مسلمانوں کی ہوتی ہے۔ اس لئے کہ:

سابقہ تمام انبیاء علیہم السلام کا دین اسلام ہی تھا اور وہ امتیں مسلمان ہی کہلاتی تھیں۔ بعد میں جب انہوں نے اپنے دین میں بگاڑ پیدا کر لیا تو انہوں نے اپنے نام بھی بدل لئے۔ ملاحظہ ہو (قاموس الکتاب از پادری خیر اللہ ص۱۲۱، ۹۵، ص۱۱۸۷ اور کتاب اعمال باب ۱۱ آیت ۲۶، کتاب اعمال ب۵، ۱۴، طھاؤس ب۲، ۱۰)

تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام اور امتوں کا مذہب اسلام تھا۔ ملاحظہ ہو آیات قرآن الشوریٰ ۱۳، البینۃ ۵، آل عمران ۱۸، ۱۹، انبیاء ۲۵، ۹۳، جد انبیاء۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد کا مذہب! بخاری ص۴۹۰، ج۱، البقرہ ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۳۳ تا ۱۴۰، آل عمران ۶۵، ۶۶، ۸۴، صاحب توراۃ حضرت کلیم اللہ علیہ السلام اور ان کی امت کا مذہب یونس ۸۴، ۹۰، الاعراف ۱۲۶ بعد میں ان کا نام یہود ہو گیا۔ دیکھئے گھر کی گواہی

قاموس الکتاب ص ۱۸۷، طبع لاہور۔ حضرت لوط کا مذہب الذاریات ۵۱، حضرت یوسف علیہ السلام ۱۰۱، حضرت سلیمان علیہ السلام النمل ۳۱، ۳۸، ۴۲، ۴۴، حضرت مسیح علیہ السلام اور ان کی امت کا دین آل عمران ۵۲، ۵۳، مائدہ ۱۱۱، الکہف ۱۴۔ تمام اہل کتاب کا مذہب القصص ۵۲، ۵۳، مائدہ ۴۴ جنات کا مذہب الجن ۱۴۔

ساری کائنات کا دین

آل عمران ۸۳، ۸۵، الروم ۳۰، مشکوٰۃ ص ۲۱۔ مزید ملاحظہ فرمایئے: البقرہ ۱۲۸، پارہ ۱۴، ۱، النساء ۱۲۵، المؤمن ۶۶، الزمر ۱۲، ۵۴، النمل ۹۱، انعام ۱۶۳، آل عمران ۱۰۲، مائدہ ۳، الحج ۳۴، النمل ۸۱، النحل ۸۹، ۱۰۲، لقمان ۲۲، الزمر ۲۲، القلم ۳۵، المؤمن ۶۶، آل عمران ۲۰، ۸۴، الانعام ۷۱ وغیرہ...... جب تمام انبیاء علیہم السلام اور ان کی امتیں مسلمان تھیں تو محالہ ان کی عبادت گاہیں مسجد کہلائیں گی۔ مسجد اقصیٰ، مسجد حرام، مسجد اصحاب کہف ملاحظہ ہو۔ مدارک ص ۶ ج ۲
''لنتخذن علیھم مسجد ایصلی فیه المسلمون''

مزید دیکھئے کہ سابقہ امتوں کے عبادت خانوں کو مساجد فرمایا۔ (الحج ۴۰) مگر جب انہوں نے دین میں تحریف کردی تو نہ وہ مسلمان رہے نہ ان کی عبادت گاہیں مساجد کہلائیں گی اور نہ ہی آج کل وہ یہ دونوں لفظ استعمال کرتے ہیں۔

اصول دین

جو عبادت گاہ ابتداءً مسلمان تعمیر کریں وہ مسجد کہلائے گی۔ بعد میں چاہے اس میں کفار بھی دخیل ہو جائیں۔ مگر وہ مسجد ہی رہے گی تا قیامت اس کی مسجدیت ختم نہیں ہوسکتی۔ جیسے کعبۃ اللہ، مسجد اقصیٰ کے ابتدائی بانی چونکہ مسلمان تھے۔ لہٰذا وہ مسجدیں ہی رہیں۔ بعد میں کفار بھی دخیل ہوئے۔ انہوں نے تعمیر وغیرہ کا انتظام وانصرام سنبھالا۔ مگر جب اس کے حقیقی متولی یعنی مسلمان آگئے تو بغیر کسی تنازعہ کے وہی وارث قرار پائے۔ ''ان اولیاء ہ الا المتقون (الانفال:۳۴)''

اسی طرح متنازعہ مسجد کا معاملہ ہے کہ ابتداءً مسلمانوں نے بنائی۔ لہٰذا اس کی مسجدیت ثابت ہوگئی۔ بعد میں اس میں کوئی بھی دخیل ہو جائے۔ قادیانی ہوں، عیسائی ہوں، ہندو اور سکھ ہوں۔ مگر جب اہل اسلام کا معاملہ آئے گا تو بلا تنازعہ اس کے وارث وہی ہوں گے۔ جیسے شاہی مسجد لاہور، مسجد قرطبہ، روس، چین کی ہزارہا مسجد، دیگر یورپی ممالک جو ترک حکومت کے تحت تھے۔ انڈیا کی ہزارہا مساجد کا معاملہ ہے۔

جب ابتداء میں مسجد بن گئی تو اب قادیانیوں کو نہیں مل سکتی۔ کیونکہ مسجد کا نام نہیں بدل سکتا اوران لوگوں نے اپنی عبادت گاہوں کا نام بدل کر بیت الذکر رکھ لیا ہے۔ یہی ان کے کذب کی دلیل ہے۔ ان لوگوں کو مسجد دینے کا مطلب ہوگا کہ مسجد کی مسجدیت ختم ہوگئی اور یہ محال ہے...... غیر مسلم کی بنائی ہوئی عبادت گاہ مسجد کہلا ہی نہیں سکتی۔ نہ اس میں نماز ہوسکتی ہے۔ دیکھئے! منافقین مدینہ نے ایک عمارت بنام مسجد تعمیر کی۔ ان کی فرمائش پر آنحضو ﷺ نے اس میں نماز پڑھنے کا وعدہ بھی فرمالیا۔ مگر جب اس کی حقیقت کھلی تو اس کو مسجد تسلیم نہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے جلانے کا حکم دے دیا۔ (روح المعانی ج۱۱ص۱۶، زیر آیت اتخذ وامسجد اضرار) اس طرح مسیلمیوں کی بنائی ہوئی مسجد مسجد نہ تسلیم کی گئی۔ پتہ چلنے پر اس کو گرانے کا حکم دیا گیا۔ دیکھئے (سنن دارمی ج۲ ص۲۳۵، باب فی النہی عن قتل الرسل)''انما یعمر مساجد اللّٰہ من امن باللّٰہ '' التوبہ اور ''ماکان للمشرکین ان یعمرو مساجد اللّٰہ (التوبہ۱۷تا۲۰)''

قادیانیوں کا دوسرا نکتہ

کہ بالفرض ہم غیر مسلم ہی سہی۔ مگر غیر مسلموں کو بھی اسلام مساجد سے بے دخل نہیں کرتا۔ وہ مسجد میں آجاسکتے ہیں۔ عبادت بھی کر سکتے ہیں۔ دیکھئے مختلف وفود۔ مشرکین، یہود ونصاریٰ آپ کی خدمت میں آتے تو آپؐ ان کو مسجد نبوی ﷺ میں ٹھہراتے۔ حتیٰ کہ وفد نجران کو عبادت کی بھی اجازت فرمائی۔ تمام آئمہ دین، غیر مسلم کا داخلہ مسجد میں جائز رکھتے ہیں۔ متعدد حوالہ جات۔

الجواب

۱...... یہ داخلہ وقتی اور عارضی تھا۔ بطور قبضہ اور اختیار مستقل نہ تھا۔

۲...... یہ داخلہ مشروط بالاجازت تھا۔ مگر ہم انہیں اجازت نہیں دیتے۔

۳...... یہ داخلہ دین کی تبلیغ کے لئے تھا۔ تم بھی آکر ہماری تبلیغ سنو اور اپنی عاقبت کے متعلق فکر کرو۔ جیسے فرمایا!''وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ حتیٰ یسمع کلام اللّٰہ (التوبہ:۶)''

۴...... یہ داخلہ''انما المشرکون نجس ''سے قبل تھا۔ بعد میں تمام مشرکوں کو حج سے بھی روک دیا گیا۔

۵...... یہ آنے والے یہود تھے، نصرانی تھے، مشرک تھے۔ مگر تم حضرات کون ہو؟ یہودی ہو یا بت پرست ہو؟

سنو! تم خاتم الرسل ﷺ کی ختم نبوت کے منکر ہو۔ اجرأ نبوت کے قائل اور اس کے دلائل پیش کرتے ہو۔ لہٰذا تمہارا یہ مسئلہ نہیں۔ تم مسیلمہ کذاب، اسود عنسی کی برادری ہو۔ تمہارا حکم بھی وہی ہوگا جو ان کا ہے۔ ان کا مسئلہ کیا ہے؟

دیکھئے! جب مسیلمہ کے قاصد اس کا خط لے کر سید کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کی کوئی خاطر تواضع نہیں فرمائی۔ بلکہ خط سنتے ہی فرمایا! کہ تمہارا اس کے بارہ میں کیا عقیدہ ہے؟ انہوں نے جب کہا کہ ہمارا عقیدہ بھی وہی ہے جو وہ تلقین کرتا ہے۔ تو فرمایا ''اما والذی'' خدا کی قسم اگر قاصدوں کا قتل نامناسب نہ ہوتا تو ''لضربت اعنا قکما'' تو تم دونوں کی گردان اڑادیتا...... کیونکہ یہ مرتد تھے اور مرتد کی سزا اسلام میں قتل ہی ہے۔ حوالہ جات (سنن ابوداؤد ج۲ ص۳۸ا، باب بحکم فیمن ارتد، والحاکم فی مستدرکہ ج۲ ص۲۸۴، حدیث نمبر۲۶۷۹، باب الرسل لاتقتل، مسند امام احمد ج۳ ص۴۸۸، سنن دارمی ج۲ ص۲۳۵، مشکوٰۃ ص۳۴۷، باب الامان) مرتد کی سزا معلوم کرنے کے لئے مندرجہ ذیل حوالہ جات مکمل تفصیل پیش کریں گے۔

اسلام میں مرتد کی سزا

پہلے اس کو سمجھاؤ۔ جس بناء پر وہ اسلام چھوڑ رہا ہے۔ ان شبہات کا ازالہ کرو۔ پھر بھی اگر نہ مانے تو تین دن کے بعد اس کو قتل کردو۔ آنحضور ﷺ کا متعدد احادیث میں ارشاد ہے کہ: ''من بدل دینه، فاقتلوه'' جو اپنا دین اسلام چھوڑ کوئی دوسرا دین اختیار کرے تو اس کو قتل کر دو۔ نیز فرمایا کہ مسلمان کا قتل سوائے تین وجہ کے جائز نہیں۔ ۱...... شادی شدہ بدکاری کا ارتکاب کرے۔ ۲...... کسی مسلمان کو قصداً قتل کردے۔ ۳...... اسلام چھوڑ کر دوسرے کسی دین میں چلا جائے یعنی مرتد ہو جائے۔

حضرت علیؓ نے متعدد مرتدوں کو زندہ جلا دیا تھا۔ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر مجھے پتہ چلتا تو جلانے نہ دیتا۔ انہیں تو قتل کا حکم ہے، جلانا نہیں۔ حضرت علیؓ کو جب اس بات کا پتہ چلا تو فرمایا کہ ہاں مسئلہ یہی ہے۔ اسی طرح حضرت صدیق اکبرؓ نے مسئلہ ارتداد کا باتفاق جمیع صحابہؓ یہ فیصلہ فرمایا! جب کہ مسیلمہ کذاب کے مقابلہ میں لشکر اسلام روانہ فرمایا۔ آج تک تمام صحابہؓ آئمہ دین، علمائے حق اسی فیصلہ پر متفق ہیں۔ خود مرزائیوں کے ہاں بھی یہی فیصلہ ہے۔

(از رسالہ تشحیذ الاذہان ص۱۴، مورخہ نومبر ۱۹۱۴ء)

طحاوی شریف کتاب السیر ج۲ ص۱۳۶، تاریخ ابن اثیر ج۲ ص۱۵۲، بحوالہ سیرۃ المصطفیٰ ج۳ ص۱۹۲، مزید حوالہ جات دربارہ حکم مرتد، البخاری ج۱ ص۴۲۳، باب لا یعذب

بعذاب اللہ، ج ۲ص ۱۰۲۳، والترمذی ج اص ۱۷۶، والنسائی ج ۲ص ۱۴۹، مشکوٰۃ ج ۲ص ۳۰۷، وکذالک البیہقی فی السنن الکبریٰ ج ۸ص ۱۹۵، وابن ماجہ ص ۱۸۵، واحمد فی المسند ج اص ۲۱۷، مسند حمیدی ج اص ۲۴۴، الجامع الصغیرج ۲ص ۱۶۸، السراج المنیر ج ۳ص ۳۲۱، کذا نقلہ المحدث الکبیر الصفد ردامت برکاتہ فی مقالتہ المسماۃ بختم النبوۃ ص ۳۸، ۳۹۔

وایضاً ابوداؤد ج ۲ص ۲۴۲، ۲۴۳، الترمذی ج ۲ص ۱۷۶، النسائی ج ۲ص ۱۶۹، وروی النسائی روایات والبخاری مختصراً ج ۲ص ۱۰۵۹، ج ۲ص ۶۲۲، وروی المسلم ج ۲ص ۱۲۱، والبیہقی فی السنن الکبریٰ ج ۸ص ۲۰۵، والترمذی ج اص ۱۶۸، ج ۲ص ۳۸، البخاری ج ۲ص ۱۰۱۶، ص ۱۰۱۹، المسلم ج ۲ص ۵۹، احمد فی مسندہ ج اص ۳۸۲، البیہقی ج ۸ص ۱۹۴، ج ۸ص ۲۰۲، وکذالک فی مقالتہ الشیخ بحوالہ مصنف عبدالرزاق ج ۱۰ص ۱۱۴، الطحاوی ج ۲ص ۱۳۷، کتاب السیر والمالکؒ فی الموطا......ص ۶۳۹، ۶۴۰۔

مسئلہ استتابۃ المرتد نقلہ مالک وکذالک الطحاوی ج ۲ص ۱۳۵، النووی فی شرح المسلم ج ۲ص ۱۲۱، وابن قدامتہ فی المغنی ج ۸ص ۲۳، بحوالہ مقالتہ المذکور ص ۸۷۔

"ومن اراده التفصیل فلیراجع الیه" اس مسئلہ کی تمام تفصیلات بمع حوالہ جات عربی واردو ترجمہ، دیگر علمی نکات، نیز مسئلہ ختم نبوت اور مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام نئے انداز پر ہمارے پاس تحریر شدہ ہے۔ ہر طلب گار ہمارے پاس آ کر اس کا فوٹوسٹیٹ کرواسکتا ہے۔

مسئلہ تولیت مسجد

"ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد الله (التوبه:۱۷)" کی رو سے جب غیر مسلم مسجد تعمیر کرنے کا مجاز نہیں اور اس کی تعمیر کی ہوئی عمارت ہرگز مسجد نہیں کہلاسکتی۔ جیسے مسجد ضرار اور مسجد کوفہ کا ذکر گذرا۔ (الداری ج ۲ص ۱۵۴) تو قادیانیوں کو جو کہ باجماع امت مرتد ہیں۔ کیسے تعمیر مسجد کا مجاز تسلیم کیا جاسکتا ہے اور جب یہ حضرات تعمیر کے مجاز نہیں تو اس کے انتظام وانصرام (جو کہ تعمیر کی فرع ہے) کے مجاز کیسے ہوسکتے ہیں؟

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے مشرکوں کو مساجد کے انتظام وانصرام سے برطرف کرتے ہوئے فرمایا۔"وما کانوا اولیاء ه ان اولیائه الا المتقون (انفال:۳۴)" کہ مسجد کے متولی تو صرف متقی ہی ہوسکتے ہیں...... متقی کون ہیں؟"الذین آمنوا وهاجروا وجاهدوا فی سبیل الله باموالهم وانفسهم اعظم درجة عند الله واولئك هم الفائزون (التوبه:۲۰)" ﴿متقی وہ لوگ ہیں جو ایمان لائے اور ہجرت کی اور اللہ کے راستے میں جان

ومال سے جہاد کرے۔ وہ اللہ کے ہاں بڑے درجے والے ہیں اور وہی کامیاب ہونے والے ہیں۔ ﴾ متقی کی صفات میں جہاد جانی ومالی بھی ہے۔ مرزائی چونکہ جہاد کے منکر ہیں۔ لہٰذا وہ متقی نہیں اور نہ مسجد کے متولی ہو سکتے ہیں۔

دوسری جگہ فرمایا: ’’ذالك الكتاب لاريب فيه هدى للمتقين‘‘ یہ کتاب متقین کی راہنمائی کرتی ہے۔ آگے متقی کی صفات بیان فرمائیں۔ ’’الذين يؤمنون بالغيب ويقيمون الصلوٰة…… والذين يؤمنون بما انزل اليك وما انزل من قبلك وبالآخرة هم يؤقنون (البقره:۳،۴)‘‘ متقی وہ ہے جو حضور ﷺ کی وحی کو مانے (قرآن) اور آپؐ سے پہلے نازل شدہ کتب (تورات، انجیل، زبور) پر ایمان رکھے۔ بعد والے کسی کلام کو تسلیم نہ کرے۔ (یعنی) ختم نبوت کا قائل ہو کہ آپؐ اور آپؐ کے پہلے انبیاء پر ایمان رکھتا ہو۔ آپؐ کے بعد کسی کی نبوت کو تسلیم نہ کرے تو جب مرزائی ختم نبوت کے قائل نہیں۔ جہاد کے قائل نہیں تو متقی اور مؤمن کیسے ہو سکتے ہیں۔ جب مؤمن نہیں، تو بنائے مسجد اور انتظام مسجد کے حق دار کیسے ہو سکتے ہیں۔ یہ حق تو مشرک کو بھی نہیں جو صلح اور جزیہ دینے کی صورت میں اسلامی ملک میں بھی رہ سکتا ہے۔ لیکن منکرین ختم نبوت قادیانی مرتد ہیں۔ ان سے صلح یا جزیہ کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا…… لہٰذا جب حکومت نے بھی قادیانیوں کو غیر مسلم تسلیم کر لیا تو اب یہ لوگ شعائر اسلام میں سے کسی ایک کو بھی استعمال نہیں کر سکتے۔ نہ مسجد، نہ اذان، نہ کلمہ، نہ حج وغیرہ۔ سر ظفر اللہ نے خود اس مسئلہ کا فیصلہ کر دیا کہ: ’’اگر قادیانی غیر مسلم ہیں تو پھر ان کا مسجد کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں ہو سکتا۔‘‘ (تحدیث نعمت ص۱۶۲)

ایک اہم مسئلہ

۱…… جو عمارت کوئی کافر یا مرتد مثلاً قادیانی خود اپنے خرچ سے تعمیر کرے۔ وہ کسی صورت میں مسجد نہیں کہلا سکتی۔ اس کا گرانا لازمی ہے۔ جیسے مسجد کوفہ اور مسجد ضرار۔

۲…… جو عمارت صرف مسلمان بنائیں۔ کوئی کافر یا مرزائی جو کہ مرتد ہیں اگر شرکت کرلے بوجہ عدم علم تو وہ مسجد ہی کہلائے گی۔ مگر کافر اور مرتد اس میں حصہ دار نہ ہوگا۔ قبضہ صرف مسلمان کا ہی ہوگا۔ جیسے مسجد نبوی کی تعمیر ثانی ۷ھ میں بعد از فتح خیبر کہ اس میں منافقوں نے بھی حصہ لیا تھا۔ مگر وضاحت ہو جانے کے بعد ان کو بے دخل کر دیا گیا۔

۳…… جو مسجد ابتداً مسلمان تعمیر کریں وہ مسجد ہی کہلائے گی۔ بعد میں اگر وہ خستہ ہو جائے یا منہدم ہو جائے یا ویسے اس کو پختہ یا وسیع کرنا ہو تو اگر اس میں کوئی کافر یا مشرک یا قادیانی بھی

شریک ہو جائے تو اس کی مسجدیت میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ کیونکہ تعمیر اوّل سے وہ مسجد ثابت ہو چکی ہے۔ جیسے مسجد نبوی کی تعمیر ثانی۔ بلکہ اگر مکمل طور پر بھی غیر مسلم تعمیر ثانی کر دے۔ جیسے کعبۃ اللہ ۳۵ میلاد میں مشرکوں نے تعمیر کیا تھا۔ تو پھر بھی وہ مسجد ہی رہے گی۔ اس کے وارث اور منتظم مسلمان ہی ہو سکتے ہیں۔ غیر مسلم کوئی نہیں ہوگا۔ مرتد کا معاملہ تو بالکل ہی اور ہے۔ کیونکہ وہ تو واجب القتل ہے۔ مباح الدم والمال ہے۔ لہٰذا متنازعہ مسجد کسی بھی صورت میں قادیانیوں کو نہیں مل سکتی۔

۴...... جو عبادت گاہ کوئی مرزائی صرف اپنے خرچ پر تعمیر کرتا ہے وہ مسجد نہ کہلائے گی۔ جیسے ضرار وغیرہ۔ ہاں اس عمارت پر قبضہ ان کا متصور ہوگا۔ وہ ان کی پراپرٹی تصور ہوگی۔ لیکن وہ نہ تو مسجد کی طرز پر بن سکتی ہے۔ جیسے محراب مینار وغیرہ اور نہ اس میں مسلمان نماز ہی ادا کر سکنے کے مجاز ہیں۔ نہ اس میں اذان ہو سکتی ہے۔

ہم قادیانیوں کو احمدی کیوں نہیں کہنے دیتے اور کلمہ طیبہ کے استعمال سے کیوں روکتے ہیں؟

اس لئے کہ: مرزائیوں کا عقیدہ ہے کہ آیت ’’واذ قال عیسیٰ ابن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد (الصف:٦)‘‘ ﴿اور جب عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اور اپنے سے پہلی کتاب تورات کی تصدیق کرتا ہوں اور اپنے بعد ایک عظیم الشان رسول کی بشارت سناتا ہوں جن کا اسم گرامی احمد ہوگا۔﴾

اس آیت میں جس احمد کی بشارت دی جارہی ہے اس سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ لہٰذا اس نسبت سے وہ اپنے آپ کو احمدی کہلاتے ہیں۔ لیکن ہم یہ بات کسی بھی صورت قبول نہیں کر سکتے۔ کیونکہ یہ آیت ہمارے آقائے نامدار ﷺ کے بارہ میں نازل ہوئی۔ جیسے کہ اب بھی یہی بشارت اناجیل اربعہ خصوصاً انجیل یوحنا کے باب ۱۴، ۱۵، ۱۶ میں واضح تر صورت میں موجود ہے۔ بلکہ خود آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ: ’’انا محمد وانا احمد‘‘ کہ میں ہی محمد ہوں اور میں ہی احمد ہوں۔ اس وجہ سے سوائے آپؐ کے کوئی دوسرا اس کا مصداق نہیں ہو سکتا۔ اسی لئے آج تک اور کسی بھی دجال نے اس کا مصداق بننے کی کوشش نہیں کی۔ لہٰذا اس وضاحت کے بعد بھی کوئی شخص مرزائیوں کو احمدی کہتا ہے تو گویا وہ اس آیت مبارکہ میں لفظ احمد سے مراد مرزا قادیانی لیتا ہے جو کہ خاتم الانبیاء ﷺ سے انحراف ہے۔ لہٰذا کوئی باغیرت مسلمان بھول کر بھی مرزائیوں کو احمدی نہ کہے نہ لکھے۔

کلمہ پڑھنے اور استعمال کرنے سے روکنا

اے امت مرحومہ! اللہ تعالیٰ تم پر رحمت فرمائے اور تمہیں صراط مستقیم پر قائم ودائم رکھے۔ اے وہ خدا کی لاڈلی امت جس کے لئے اس کا محبوبؐ ساری ساری رات سجدہ ریز ہوکر رو روکر دعائیں مانگتا رہا۔ ذرا سینے پر ہاتھ رکھ کر سنئے کہ ہم ان کوکلمہ سے کیوں منع کرتے ہیں۔

قادیانی کا صاحبزادہ بشیراحمد لکھتا ہے کہ:''ہاں حضرت مسیح موعود کے آنے سے ایک فرق ضرور پڑ گیا ہے اور وہ یہ کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی بعثت سے پہلے تو محمد رسول اللہ کے مفہوم میں صرف آپؐ سے پہلے گذرے ہوئے انبیاء شامل تھے۔ مگر مسیح موعود کی بعثت کے بعد محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک اور رسول کی زیادتی ہوگئی۔ لہٰذا مسیح موعود کے آنے سے نعوذ باللہ ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کا کلمہ باطل نہیں ہوتا۔ بلکہ اور بھی شان سے چمکنے لگتا ہے۔ غرض اب بھی اسلام میں داخل ہونے کے لئے یہی کلمہ ہے۔ صرف فرق اتنا ہے کہ مسیح موعود کی آمد نے محمد رسول اللہ کے مفہوم میں ایک نئے رسول (معاذ اللہ) کی زیادتی کر دی ہے اور بس (ارے خبیث یہ تھوڑی بات ہے) علاوہ اس کے اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم ﷺ کا اسم مبارک اس لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمے کی ضرورت پیش نہیں آتی۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں (لعنة اللہ علی المفترین) جب کہ خود مرزا قادیانی کہتا ہے صار وجودی وجودہ نیز من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی ومارای (یہ مرزا کا کلام ہے۔ خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸، ۲۵۹، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً) میرا وجود بالکل اس کا (نبی کریم ﷺ) وجود ہوگیا۔ جو میرے اور مصطفیٰ ﷺ کے درمیان فرق کرتا ہے۔ یعنی مجھے مصطفیٰ نہیں جانتا اس نے مجھے پہچانا ہی نہیں اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین ﷺ کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ (لعنة اللہ علی الکاذبین) پس مسیح موعود خود محمد رسول اللہ ہے۔ (معاذ اللہ) جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔'' (کلمتہ الفصل ص ۱۵۸)

اے اہل اسلام مندرجہ بالا عبارت کو پڑھ کر فیصلہ کریں کہ کیا قادیانیوں کو ہم اپنا پیارا کلمہ پڑھنے اور استعمال کرنے کی اجازت دے سکتے ہیں۔ ہرگز نہیں، ہرگز نہیں۔

کفریات مرزا وذریت او

۱...... اور سنئے:''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ

السلام کونہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے۔ مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا۔ یا محمد ﷺ کا مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۱۰)

تو گویا تمام مسلمان جو مرزا قادیانی کو نہیں مانتے وہ کافر ہیں۔ صرف چند لاکھ مرزائی مسلمان ہیں۔ (پھر مرزائی ان کافر مسلمانوں میں کیوں گھستے ہیں؟)

۲...... "محمد رسول الله والذين معه اشداء على الكفار" اس وحی میں میرا نام محمد رکھا گیا ہے اور رسول بھی۔" (معاذ اللہ)

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

کیا کوئی باغیرت مسلمان یہ بات برداشت کرسکتا ہے کہ یہ آیت مرزا پر اتری یہ تو ہمارے آقائے نامدار ﷺ پر نازل ہوئی تھی۔

مرزا قادیانی نے بیشمار آیات قرآنیہ کے متعلق لکھا ہے کہ یہ مجھ پر نازل ہوئیں۔ اسی طرح دوسری وحیوں کا تذکرہ کرتا ہے۔ جن کو تذکرہ نامی کتاب میں چھپوایا گیا ہے۔ اسی طرح لاہوریوں نے البشریٰ کے نام سے دو حصوں میں ایک کتاب طبع کرائی ہے۔ پھر مرزا اپنی وحی کو قطعی یقینی مثل قرآن سمجھتا ہے۔ ایسے لوگوں کا انجام قرآن سے پوچھئے۔ دیکھئے: "ومن اظلم ممن افترىٰ على الله كذباً (الانعام:۹۳)"

۳...... مرزا قادیانی کہتا ہے کہ: "میرا وجود بعینہ محمد رسول اللہ کا وجود ہے۔ جو میری جماعت میں داخل ہوا در حقیقت وہ صحابہ کرامؓ میں داخل ہوا۔"

(خطبہ الہامیہ ص ۲۵۸، خزائن ج ۱۶ ص ۲۵۸)

اسی لئے مرزائی اوّلین قادیانیوں کو "رضی اللہ عنہ" کہتے ہیں۔ یہ سراسر توہین صحابہؓ ہے۔

۴...... "قادیان میں محمد رسول اللہ کو دوبارہ مرزا کی صورت میں اتارا۔"

(کلمۃ الفصل ص ۱۰۵)

۵......

صدی چودھویں کا ہوا سر مبارک
کہ جس پر وہ بدر الدجیٰ بن کے آیا
محمد پئے چارہ سازی امت
ہے اب احمد مجتبیٰ بن کے آیا

حقیقت کھلی بعثت ثانی کی ہم پر
کہ جب مصطفےٰ مرزا بن کے آیا
(الفضل قادیان ج ۱۴ نمبر ۱۱۴، ۲۸ مئی ۱۹۳۸ء)

۶......

اے میرے پیارے مری جان رسول قدنی
تیرے صدقے تیرے قربان رسول قدنی
پہلے بعثت میں محمد ہے تو اب احمد ہے
تجھ پر پھر اترا قرآن رسول قدنی
(دیوان اکمل، الفضل ج ۱۰ نمبر ۳۰، ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

۷...... ''محمد رسول اللہ ﷺ کے تمام کمالات مرزا قادیانی میں آگئے۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۸...... ''میں وہی خاتم الانبیاء ہوں بروزی طور پر خدا نے میرا نام براہین میں محمد احمد رکھا۔''
(ایک غلطی کا ازالہ ص ۸، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۲)

۹...... ''کئی تخت آسمان سے اترے پر تیرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔''
(حقیقت الوحی ص ۸۹، خزائن ج ۲۲ ص ۹۲)
العیاذ باللہ!

۱۰...... ''پہلے نبی تو حضور ﷺ کے کسی ایک کمال کے مظہر تھے۔ مگر میں آپ ﷺ کے تمام کمالات کا مظہر ہوں۔''
(ملفوظات ج ۳ ص ۲۷۰)

۱۱...... مرزا قادیانی ''پہلے محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر اکمل اور اقویٰ ہے۔''
(خطبہ الہامیہ ص ۲۷۲، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۲)
العیاذ باللہ!

۱۲...... ''پہلی صدی میں اسلام مثل ہلال یعنی ابتدائی راتوں کے تھا۔ مگر اب مرزا کے زمانہ میں مثل چودھویں کے چاند کے ہے۔''
(خطبہ الہامیہ ص ۲۷۵، خزائن ج ۱۶ ص ۲۷۵)

۱۳...... مرزا اور اس کے تمام حواریوں کا عقیدہ ہے کہ: ''حضور ﷺ نے دنیا میں دو دفعہ تشریف لانا تھا۔ ایک دفعہ تو مکہ میں تشریف لائے۔ دوسری دفعہ مرزا قادیانی (دجال) کے روپ میں قادیان میں آئے۔ یہ دوسری بعثت پہلی سے کامل ترین ہے۔ گویا پہلا محمد پہلی رات کا چاند تھا اور مرزا چودھویں رات کا چاند ہے۔'' العیاذ باللہ!
(خطبہ الہامیہ ص ۱۷۱، ۲۷۲، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۱۴...... صرف محمد عربی ﷺ کا کلمہ پڑھنے والا کافر ہے۔ ''جب تک مرزا کو تسلیم نہ کرے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۴۶، ۱۴۷)

۱۵...... مرزا قادیانی کا ''ذہنی ارتقاء (معاذ اللہ) حضور ﷺ کے ذہنی ارتقاء سے زیادہ کامل ہے۔'' (ریویو آف ریلیجنز ج۲۸ نمبر۵، مئی ۱۹۲۹ء)

۱۶...... ''جو مرزا کی بیعت میں شامل نہ ہو۔ چاہے اس نے نام بھی نہ سنا ہو پھر بھی وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔'' (آئینہ صداقت ص۳۵)

۱۷...... ''قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یہ آیت مجھ پر نازل ہوئی۔ اگر خدا سے محبت چاہتے ہو تو مرزا کی پیروی کرو۔'' (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

حالانکہ یہ تو محمد رسول اللہ ﷺ کا مقام ہے۔ جس پر یہ دست درازی کر رہا ہے۔ ''لعنۃ اللّٰہ علیہ لعنۃ دائمۃ بالغۃ الی یوم القیامۃ''

۱۸...... مرزا نے تمام کمالات محمدیہ حاصل کر لئے۔ ''حتیٰ کہ خود حضور ﷺ کے پہلو میں کھڑے ہو گئے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۳)

۱۹...... ''اب قادیان تمام بستیوں کی ماں ہے۔ کیا اب مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے دودھ سوکھ نہیں گیا۔'' (حقیقت الرؤیا ص۴۶)

۲۰...... قادیانیوں کے نزدیک مرزا قادیانی کی نبوت کے بغیر اسلام محض قصے کہانیوں کا مجموعہ۔ یعنی شیطانی اور قابل نفرت دین ہے۔

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۳۹، خزائن ج۲۱ ص۳۰۶، ۳۵۴)

معاشرتی بائیکاٹ

رحمۃ للعالمین ﷺ نے مسیلمہ کذاب کے قاصدوں سے کوئی نرمی کا سلوک نہ فرمایا۔ بلکہ قتل کرنے کو تیار ہو گئے۔ صرف ان لوگوں کا قاصد ہونا آڑے آیا۔ بیسیوں احادیث جن کا حوالہ گذر چکا ہے۔ جس میں مرتد کی سزا قتل بیان کی گئی ہے۔ تو ایسے لوگوں کے ساتھ معاشرتی سلوک کیسے جائز ہو سکتا ہے۔ قرآن مجید میں ہے! ''اذ سمعتم ایت اللّٰہ یکفر بھا ویستھزأ بھا فلا تقعدوا معھم (النساء:۱۴۰)'' ﴿جب تم سنو کہ اللہ کی آیات سے کفر کیا جا رہا ہے اور ان کا مذاق اڑایا جا رہا ہے تو ایسے لوگوں کے ساتھ ہرگز نہ بیٹھو۔﴾ ایسے سورۃ انعام آیت نمبر۱۸۔

ایک جگہ فرمایا کہ تم خدا اور آخرت کے ماننے والوں کو ہرگز نہ پاؤ گے کہ اللہ اور

رسول ﷺ کے مخالفین کے ساتھ دوستی رکھتے ہوں خواہ وہ ان کے باپ ہوں، بیٹے ہوں، بھائی ہوں اور قبیلہ برادری ہو۔ (مجادلۃ:۲۲)

سورۃ توبہ آیت ''قل ان کان اباء کم'' بھی قابل غور ہے۔

قبیلہ عرینہ وغیرہ کے آٹھ نو افراد جو مرتد ہو گئے تھے۔ ان کو حضور ﷺ نے گرفتار کرا کے ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیئے، ان کی آنکھوں میں گرم سلائیاں پھیری گئیں۔ ان کو مدینہ کے کالے پتھروں پر ڈال دیا گیا کہ وہ بھوکے پیاسے تڑپ تڑپ کر مر جائیں۔ نہ ان کو پانی دیا گیا نہ کھانا۔

تین صحابیؓ جو جنگ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ اللہ و رسول ﷺ نے تمام مسلم معاشرہ کا ان سے بائیکاٹ کروایا۔ حتیٰ کہ اللہ نے ان کی توبہ قبول فرمالی۔

قدریہ ایک مشہور گمراہ فرقہ ہے۔ (مسند امام احمد ج ۲ ص ۸۶) اور (ابوداؤد ج ۲ ص ۱۷۱، باب فی القدر) میں ان کے متعلق فرمان پیغمبرؐ ہے کہ: ''القدرية مجوس هذاه الامة ان مرضوا فلا تعودوهم وان ماتوا فلا تشهدواهم ''یعنی فرقہ قدریہ کے لوگ اس امت کے مجوسی ہوں گے۔ اگر وہ بیمار ہوں تو ان کی بیمار پرسی نہ کرنا اور اگر مر جائیں تو ان کے جنازہ پر نہ جانا۔

اسی طرح ہر بدعتی گمراہ فرقہ کا حکم ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو کھل کر کافر نہیں کہا گیا۔ تو جو صرف کافر ہی نہیں بلکہ مرتد بھی ہیں ان کے متعلق رواداری کے برتاؤ کی کیسے گنجائش ہو سکتی ہے؟ ہر ''لا الـه الا الله محمد رسول الله'' پڑھنے والے کا مرزائیوں سے مکمل طور پر معاشرتی، معاملاتی بائیکاٹ کرنا اہم فرض ہے۔

قادیانی حضرات چونکہ اپنے منافع کا ۱۰/۱ مرکز میں برائے تبلیغ مرزائیت ادا کرتے ہیں۔ لہٰذا ان سے ہر قسم کا لین دین حرام سمجھیں۔ ان کی مصنوعات مثل ''شیزان'' وغیرہ کا ایمانی غیرت کے تقاضہ پر مکمل بائیکاٹ کریں۔

مزید بائیکاٹ کے متعلق ملاحظہ کریں۔ ترمذی ج ۱ ص ۲۸۹، باب کراهية المقام بين اظهر المشركين، عن سمرة بن جندبؓ، فتح الباری ج ۸ ص ۹۴، باب حدیث کعب بن مالک اقوال اللہ تعالیٰ وعلی ...... الذین خلفوا، احکام القرآن ص ۱۱۴، ج ۳، ص ۲۱ ج ۲، سنن کبریٰ للبیہقی ص ۸۵ ج ۹ وغیرہ۔

بائیکاٹ کی وجہ

چونکہ ایسے لوگ جو بظاہر کلمہ پڑھتے ہیں اور اسلام کا اظہار کرتے ہیں۔ مسلم معاشرہ کے لئے زیادہ خطرناک ہوتے ہیں کہ لوگ ان کو ظاہر دیکھ کر ان کے باطل نظریات سے متاثر

ہو جاتے ہیں۔ ان کے کفریہ عقائد سے نفرت نہیں کرتے۔ ان کا مسلمانوں کا ہی ایک فرقہ سمجھتے ہیں۔ اسی لئے ایسے مشتبہ لوگوں کے ساتھ معاشرتی اور معاملاتی بائیکاٹ حفاظت اسلام کے لئے از حد ضروری ہے۔ جیسے اوپر قدریہ کی مثال گذری۔

قادیانی اور سوشل بائیکاٹ

قادیانی قیادت نے اپنے پیروکاروں سے مذہبی اور معاملاتی دونوں قسم کا بائیکاٹ کروایا۔ ہر مرزائی کے لئے غیر مرزائی (مسلمان) کے پیچھے نماز پڑھنا۔ کسی مسلمان حتیٰ کہ شیر خوار بچے کا بھی جنازہ پڑھنا سخت حرام قرار دیا گیا۔ مسلمان رشتہ دینا ممنوع قرار دیا۔ معاملاتی بائیکاٹ کی صورت میں یہ پابندی عائد کی گئی کہ کسی غیر مرزائی یعنی مسلمان سے کوئی سودا وغیرہ نہ خریدا جائے۔ چنانچہ ناظر امور عامہ نے قادیان کے ہر قادیانی دوکاندار سے یہ دستخطی عہد نامہ لکھوایا تھا کہ: ”میں اقرار کرتا ہوں کہ ہر قسم کی اشیاء کی خریداری صرف میں اپنے بھائیوں (مرزائیوں) ہی سے کروں گا۔ اگر میں یا میری بیوی، میرا بچہ یا میرا ملازم یا میرا رشتہ دار اس عہد کی خلاف ورزی کرتے تو میں جو جرمانہ خلیفۃ المسیح (قادیانی) تجویز کرے، ادا کروں گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میں نہ مخفی طور پر نہ اعلانیہ طور پر کوئی چیز غیر احمدیوں سے خریدوں گا۔ جو حکم ناظر امور عامہ دیں گے۔ اس کی بھی بلا چون و چرا تعمیل کروں گا اور ہر ہدایت کی پابندی کروں گا۔ اگر میں کسی حکم کی خلاف ورزی کروں گا تو جو جرمانہ بھی تجویز ہوگا ادا کروں گا۔ میں عہد کرتا ہوں کہ میرا جو جھگڑا کسی احمدی (مرزائی) سے ہوگا۔ اس کے لئے امام جماعت (قادیانی) کا فیصلہ میرے لئے حجت ہوگا۔ ہر قسم کا سودا احمدیوں سے خریدوں گا۔ معاہدہ کی خلاف ورزی کی صورت میں بیس روپیہ سے لے کر سو روپیہ تک جرمانہ ادا کروں گا اور بیس روپیہ پیشگی جمع کراؤں گا۔ اگر میرا جمع شدہ روپیہ ضبط ہو جائے تو مجھے اس کی واپسی کا حق نہ ہوگا۔ نیز میں عہد کرتا ہوں کہ احمدیوں کی مخالف مجالس میں شریک نہ ہوں گا۔“ (ربوہ کا مذہبی آمر ملخص ص ۱۴۹، ۱۵۰)

لمحہ فکریہ! ہر مسلمان ذرا توجہ کرے تو یہ مرزائیوں کو اب بھی ان امور کا عامل پائے گا۔ لہٰذا غیرت ایمانی کا تقاضہ یہ ہے کہ ہم بھی ان کے ساتھ یہی برتاؤ کریں۔ جیسے ہمیں بھی اسی قسم کا حکم خدا رسول کی طرف سے ملا ہے اور یہ حکم عین انصاف ہے۔ بے مروتی اور خلاف اخلاق نہیں ہے۔

یہ پابندی اور سختی یہاں تک تھی کہ مرزا بشیر الدین کہتے ہیں کہ: ”احباب جماعت کے لئے اعلان کیا جاتا ہے کہ جن لوگوں کو جماعت سے خارج کیا گیا ہے۔ یعنی میاں فخر الدین ملتانی،

شیخ عبدالرحمٰن مصری، حکیم عبدالعزیز۔ ان کے ساتھ اگر کسی کا لین دین ہوتو وہ نظارت ہذا کی وساطت سے طے کریں۔ کیونکہ ان کے ساتھ تعلقات رکھنے ممنوع ہیں۔''

(الفضل ج ۲۵ نمبر ۱۵۵ ص ۲، مورخہ ۷؍جولائی ۱۹۳۷ء)

علاوہ ازیں میاں فضل حق موچی، مولوی منیر صاحب، فضل، نرس بیوہ عبداللہ درزی عبدالرب کلرک بیت المال، محمد صادق، مستری جمال دین، چوہدری عبداللطیف۔ امتہ الاسلام اہلیہ ڈاکٹر علی اسلم وغیرہ۔ ایسے افراد ہیں جو کہ خلافتی آرڈر کے تحت شدید قسم کے بائیکاٹ کا شکار ہوئے۔ حتیٰ کہ فخرالدین ملتانی کے نو ماہ کے شیر خوار بچے کا دودھ تک بند کر دیا گیا اور اس کے بازو کی پٹی کرنے سے مرزائی ڈاکٹر نے انکار کر دیا۔ حتیٰ کہ فخرالدین ملتانی، حکیم عبدالعزیز، حافظ بشیر احمد ولد عبدالرحمٰن مصری پر قاتلانہ حملے کروائے گئے۔ جن میں اوّل زخموں کی تاب نہ لاتے ہوئے انتقال کر گیا۔

خلیفہ ربوہ مرزا بشیرالدین کا آمرانہ اعلان!

فرماتے ہیں کہ: ''اب زمانہ بدل گیا ہے۔ دیکھو پہلے جو مسیح آیا تھا۔ اسے دشمنوں نے صلیب پر چڑھا دیا۔ مگر یہ مسیح اس لئے آیا کہ اپنے مخالفین کو موت کے گھاٹ اتار دے۔''

(الفضل ج ۲۵ نمبر ۱۸۱ ص ۵، مورخہ ۶؍اگست ۱۹۳۷ء)

(خلیفہ ربوہ صاحب اب بتلایئے کہ تمہارے ابا کا حرمت جہاد کے فتویٰ کا کیا بنے گا۔ اس سے تو معلوم ہوتا ہے کہ تمہارا دین کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ کیونکہ دین کے لئے لڑنا حرام ہے۔)

خلیفہ صاحب اپنی ریاست میں صرف سوشل بائیکاٹ کا حربہ ہی استعمال نہ کرتے۔ بلکہ ملک کا قانون ہاتھ میں لے کر کسی کی جان لینے سے بھی دریغ نہ کرتے۔ ملک اللہ یار خان پر قاتلانہ حملہ اس بات کا واضح ثبوت ہے۔

مندرجہ بالا حوالہ جات سے قارئین پر خوب واضح ہو گیا ہوگا کہ قادیانی بظاہر جو بھیگی بلی نظر آتے ہیں۔ ان کے اندر کھاتے کیا احساسات ہیں۔

اور سنئے: جمعہ ۱۶؍اگست ۱۹۳۷ء کو خلیفہ بشیرالدین نے ایک ایسا اشتعال انگیز خطبہ دیا کہ ڈی۔ سی گورداسپور نے اسے حکماً روک دیا تھا جو آج تک شائع نہیں ہوا۔ اس میں اپنے مریدوں کو اپنے مخالفین پر خوب ابھارا گیا تھا۔ (خلیفہ ربوہ کے ناپاک سیاسی منصوبے ص ۲۷، طبع لاہور)

اب اس سلسلہ میں ایک عدالت کے فاضل جج کی چند سطور حوالہ قرطاس کرتا ہوں۔ جو انہوں نے مقدمہ بخاری کے سلسلہ میں لکھی ہیں۔

''اپنے دلائل کو منوانے اور فرقے کو ترقی دینے کے لئے انہوں (مرزائیوں) نے ان ہتھیاروں کا استعمال شروع کیا۔ جن کو عام طور پر ناپسندیدہ کہا جائے گا۔ ان اشخاص کے دلوں میں جنھوں نے ان کی جماعت میں شامل ہونے سے انکار کیا نہ صرف بائیکاٹ اخراج بلکہ بعض اوقات اس سے بھی بدتر مصائب کی دھمکیوں سے دہشت انگیزی پیدا کی۔''

(فیصلہ جی۔ ڈی کھوسلہ مجسٹریٹ ربوہ کا مذہبی آمر ص ۱۵۵)

مسلمانو! جب مرزائیوں میں اپنے جھوٹے سلسلہ کی اتنی غیرت ہے تو تمہیں کچھ ہوش میں آنا چاہیے۔ جب یہ لوگ ہر قسم کا بائیکاٹ عملی طور پر کرتے ہیں تو تمہیں کیوں جھجک محسوس ہوتی ہے۔ تمہارا مذہبی فریضہ ہے کہ تمام مرزائیوں سے معاشرتی معاملاتی اور مذہبی ہر قسم کا بائیکاٹ کر کے مذہبی غیرت کا ثبوت دو۔ اس کے متعلق ملاحظہ کیجئے (سورۃ ممتحنہ کی آیت نمبر ۱ تا ۴، پ ۲۸)

ایک اصولی ضابطہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ماننے والے کو یہودی کہا جاتا ہے۔ اگر یہ شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام پر ایمان رکھتے ہوئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی رسالت پر بھی ایمان لے آئے تو اب یہ شخص یہودی نہیں۔ بلکہ عیسائی یا نصرانی کہلائے گا۔ حالانکہ اس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار نہیں کیا۔ بلکہ صرف اپنے ایمانیات میں ایک مزید نبوت کا اقرار شامل کیا ہے۔ ایسے ہی اگر یہ شخص حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آئے تو اب یہ شخص باوجودیکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو بھی مانتا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی تسلیم کرتا ہے۔ لیکن نہ یہودی کہلائے گا نہ عیسائی۔ بلکہ اب مسلمان کہلائے گا۔ حالانکہ اس نے نہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا انکار کیا ہے نہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا۔ لیکن پھر بھی اب وہ ان دونوں کی طرف منسوب نہیں رہا۔ بلکہ آخری ایمان کے لحاظ سے مسلمان کہلائے گا۔

مندرجہ بالا تحریر سے واضح ہوا کہ نئی نبوت کے تسلیم کرنے سے آدمی کا مذہبی نام بدل جاتا ہے تو اسی قاعدہ کو ذہن نشین رکھتے ہوئے ذرا آگے قدم اٹھایئے کہ جو شخص ان تمام ہستیوں کو تسلیم کرتے ہوئے مرزا قادیانی کو بھی نبی مان لے گا تو اب یہ بدنصیب نہ یہودی کہلائے گا نہ عیسائی اور نہ مسلمان، بلکہ مرزائی کہلائے گا۔ کیونکہ ہر نئی نبوت تسلیم کرنے سے آدمی کا مذہبی نام بدل جاتا ہے۔ چنانچہ یہ حقیقت قادیانیوں نے بھی تسلیم کی ہے۔

مرزا بشیر احمد ولد مرزا غلام احمد (کلمۃ الفصل ص ۱۱۰) میں لکھتے ہیں کہ: ''پس اس آیت کے تحت ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا، یا عیسیٰ علیہ

السلام کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد ﷺ کو تو مانتا ہے پر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا۔ وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ یہ فتویٰ ہماری طرف سے نہیں بلکہ اس کی طرف سے ہے۔''

راز فاش ہوگیا

آج تک مرزا قادیانی اور مرزائی یہی کہتے رہے کہ مرزا کا وجود بعینہ حضور ﷺ کا وجود ہے۔ کوئی الگ وجود نہیں۔ مگر اس عبارت سے معلوم ہوا کہ جیسے سابقہ انبیاء علیہم السلام مستقل اور الگ الگ ہیں۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی الگ وجود رکھتا ہے۔ ورنہ حضور ﷺ کے بعد مرزا کو مانیں یا نہ مانیں کوئی فرق نہیں آنا چاہئے۔ کیونکہ آپ کو ماننا ہی کافی ہونا چاہئے۔ اگر آپؐ کے بعد مرزا کو ماننا ہو تو پھر اس کا وجود مستقل تسلیم کرنا پڑے گا۔ لہٰذا ظلی بروزی کا چکر محض ایک دھوکا ہے۔ اس لئے بھی کہ مرزا قادیانی اپنے دعویٰ نبوت کی بنیاد آیت ''محمد رسول اللّٰہ والذین معہ'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

اور ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ'' پر رکھتا ہے۔

(حقیقت الوحی ص۷۱، خزائن ج۲۲ ص۷۴)

ایسے ہی متعدد آیات قرآنیہ جیسے ''وما ارسلنک الا رحمۃ للعالمین''

(حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

''یٰسین انک لمن المرسلین'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

تو سوال یہ ہے کہ کیا ان آیات میں ظلی رسول کا ذکر ہے یا حقیقی کا؟

مسئلہ: اگر کوئی مسلمان بدقسمتی سے عیسائی یا ہندو وغیرہ ہو جائے تو یہ شخص مرتد یعنی دین اسلام سے پھرنے والا کہلاتا ہے۔ مگر اس کی اولاد مرتد نہ کہلائے گی، بلکہ کافر کہلائے گی۔ کیونکہ وہ خود تو دین اسلام کی تارک نہیں ہوئی۔ مگر قادیانیوں کا مسئلہ الگ ہے۔ اگر کوئی شخص ابلیس کے ورغلانے سے مرزائی ہو جاتا ہے تو وہ بھی مرتد ہوگا اور قیامت تک اس کی تمام پشتیں بھی مرتد کہلائیں گی۔ کیونکہ مرزائی ہوتا ہی وہ ہے کہ جو ختم نبوت کا منکر ہو کر مرزا قادیانی کو نبی مان لے۔ مرزائیت کی حقیقت میں انکار ختم نبوت شامل ہے۔ لہٰذا یہ ارتداد کے دائرہ سے نہیں نکل سکتے۔

ایک اہم اعتراض اور اس کا جواب

۱...... قادیانی حضرات عوام الناس کو یہ بھی مغالطہ دیتے ہیں کہ جن علماء کرام نے ہمیں کافر قرار دیا ہے۔ ان کا کیا اعتبار ہے۔ ان کا تو کام ہی ایک دوسرے کی تکفیر ہے۔ دیکھئے!

اعلیٰ حضرت بریلوی نے تمام غیر مقلدین، دیوبندی حضرات کو کافر کہا ہے۔ مگر جن وجوہ کی بناء پر اعلیٰ حضرت نے ان حضرات کی تکفیر کی ہے۔ علمائے دیوبند خود ان وجوہ کو کفر سمجھتے ہیں۔ مثلاً سید الرسل ﷺ کو مثل بڑے بھائی سمجھنا۔ آپ کی توہین کرنا، آپ کے علم کو مثل بہائم سمجھنا، ابلیس کو اعلم جاننا، ختم نبوت کا انکار، وقوع کذب باری تعالیٰ وغیرہ...... ان حضرات کا عقیدہ ہے کہ یہ تمام امور سخت ترین کفر ہیں۔ ہمارے حاشیہ خیال میں بھی ایسے خبیث مضمون نہیں آتے۔ چہ جائیکہ ہم ان کے قائل ہوں مگر خاں صاحب بریلوی کو عبارات سمجھنے میں غلطی ہوئی یا بوجہ عناد اور حسد کے ان کے ذمہ یہ الزامات عائد کر بیٹھے۔ لہٰذا ان کا فتویٰ بالکل بے حقیقت ہے۔

مگر قادیانیوں کا مسئلہ اس سے الگ ہے۔ انہیں تو بالاتفاق تمام حضرات کافر قرار دیتے ہیں۔ پھر جن وجوہ کی بناء پر قادیانیوں کو کافر کہتے ہیں۔ قادیانی ان وجوہ کو تسلیم بھی کرتے ہیں۔ ان کی تائید میں مناظرے، مباحثے کرتے ہیں۔ کتابیں لکھتے ہیں۔ جیسے مسئلہ ختم نبوت کا انکار ہے۔ کیا قادیانی کہہ سکتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے جھوٹ اور کفر لکھا ہے۔ ہمارا اس سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم تو ختم الرسلین ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کے نبی کی بعثت کو کفر اور ارتداد سمجھتے ہیں۔ اگر ایسا کر سکتے ہیں تو سامنے آئیں۔ مگر ایسا کبھی نہیں ہوسکتا۔ قادیانی تو اجرائے نبوت کے دلائل پیش کرتے ہیں۔ مناظرے مباحثے کرتے ہیں۔ گویا وجہ کفر کا انکار نہیں۔ بلکہ اقرار بطور عقیدہ پیش کرتے ہیں تو ان کا معاملہ اعلیٰ حضرت کی تکفیر سے کیسے مشابہ ہوسکتا ہے؟

۲...... مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو تمام سابقہ انبیاء علیہم السلام سے خصوصاً حضرت مسیح علیہ السلام سے افضل قرار دیا ہے اور یہ کفر خالص ہے۔ کیا قادیانی لوگ اس گستاخی پر مرزا قادیانی کو کافر کہہ سکتے ہیں۔ اگر کہہ دیں تو ہم انہیں مسلمان تصور کریں گے۔ ورنہ ان کا معاملہ خاں صاحب کی تکفیر سے کیسے مشابہ ہوسکتا ہے۔

۳...... مرزا قادیانی نے اپنی وحی کو مثل قرآن قطعی اور واجب الاطاعت کہا ہے اور اپنے ماننے والوں کو صحابہ کہا ہے۔ اہل بیت عظامؓ اور امہات المومنینؓ کے مقدس القابات کی توہین کی ہے...... وہ آیات قرآنی جو آنحضرت ﷺ کی شان میں آئی ہیں۔ مرزا قادیانی ان کو اپنے حق میں سمجھتے ہیں۔ کیا قادیانی ان سب امور میں مرزا قادیانی کو کذاب ومفتری تسلیم کریں گے؟ اگر کرلیں تو ہم انہیں پکا مسلمان سمجھیں گے۔ ورنہ بصورت دیگر ان کو مرتد اور مسیلمہ کذاب کی برادری سمجھنے پر مجبور ہوں گے کہ یہ ہمارا ایمانی تقاضا ہے۔

ایک نکتہ یہ اٹھایا جاتا ہے کہ دنیا میں دوسرے کفار بھی تو موجود ہیں۔ مثل ہندو، پارسی،

سکھ، عیسائی اور یہودی۔ ان کے متعلق اتنے بغض و عداوت کا اظہار نہیں کیا جاتا۔ مگر قادیانیوں کا اتنا زبردست تعاقب کیوں کیا جاتا ہے؟ انفرادی، اجتماعی، ملکی بلکہ عالمی سطح پر تحفظ ختم نبوت کے ادارے قائم کر کے ان کا ناک میں دم کر دیا گیا ہے۔

جواباً عرض ہے کہ مندرجہ بالا تمام کفار اپنے کفر کا صاف اعلان کرتے ہیں کہ ہمارا اسلام سے کوئی واسطہ نہیں۔ ہم لوگ اسلام کے عقائد و اعمال کے پابند نہیں۔ ''لکم دینکم ولی دین'' والا معاملہ ہے۔ مگر قادیانی لوگ اپنے آپ کو مسلمان کہہ کر پھر اسلامی عقائد میں تحریف و انکار کا ارتکاب کرتے ہیں۔ اسلامی اصطلاحات میں کفریہ تاویلات کرتے ہیں۔ مثلاً لفظ خاتم النبیین ﷺ کو درست مان کر اس کا مفہوم بگاڑتے ہیں۔ گویا ان کی مثال یوں ہے کہ:

''ایک آدمی تو شراب اور لحم خنزیر فروخت کرتا ہے اور صاف اعلان کرتا ہے۔ لیبل بھی انہی چیزوں کا لگاتا ہے کہ یہ شراب ہے یہ لحم خنزیر ہے تو ایسے آدمی سے تعرض نہ ہوگا۔ کیونکہ ان اشیاء کی حرمت ہر شخص پر واضح ہے۔''

مگر دوسرا آدمی شراب پر روح افزاء کا لیبل لگا کر اور لحم خنزیر پر دنبہ اور بکرے کا لیبل لگا کر پیش کرتا ہے۔ تو یہ شخص پہلے کی نسبت انتہائی خطرناک ہے۔ اس سے لوگوں کو ہوشیار اور باخبر کرنا از حد ضروری ہے۔

لہٰذا جو شخص کفریہ عقائد و اعمال کو اختیار کرتا ہے اور ان کو اسلام نہیں کہتا تو یہ کھلا کافر ہے۔ یہ آدمی مسلم معاشرہ اور اسلامی ملک میں جزیہ دے کر رہ سکتا ہے۔ اپنے ملک میں رہتے ہوئے صلح کر کے رہ سکتا ہے۔ مگر جو شخص اسلامی عقائد اور اصطلاحات کو لفظاً اور ظاہراً تو استعمال کرتا ہے۔ مگر اس کا مفہوم بالکل ہی الٹ مراد لیتا ہے تو ایسا شخص زندیق اور ملحد ہے یہ انتہائی خطرناک ہے۔ اس کی توبہ بھی قبول نہیں۔ جب کہ مرتد کو توبہ اور غور و فکر کی مہلت مل سکتی ہے۔ تاکہ وہ اپنے شبہات کا ازالہ کر سکے۔ پھر اگر وہ اس مہلت سے فائدہ اٹھا کر دوبارہ اسلام میں داخل ہو جائے تو بہتر ورنہ حوالہ جلاد کیا جائے گا۔ کیونکہ فرمان نبوی ﷺ: ''من بدل دینه فاقتلوه'' موجود ہے کہ جو شخص دین اسلام ترک کر کے مرتد ہو جائے اس کو قتل کر دو۔ مگر زندیق کو مہلت نہیں۔ قادیانی حضرات مرتد بھی ہیں اور زندیق بھی۔

امت مسلمہ کے تمام فرقے بشمول شیعہ، سنی، بریلوی، اہل حدیث، دیوبندی وغیرہ مرزائیوں کے غیر مسلم ہونے پر متفق ہیں اور ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو کر انہیں اجرائے نبوت کے عقیدے کی بناء پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیتے ہیں اور انہیں غیر مسلم اقلیت کی حیثیت سے

جانتے ہیں......ان فرقوں کے علماء کا ایک دوسرے کو کافر کہنا جزوی مسائل پر مبنی ہے۔ کلیتہ خارج از اسلام قرار نہیں دیتے اور سب سے بڑے مسئلہ پر تمام متفق ہیں کہ حضور نبی کریم ﷺ آخری نبی ہیں اور آپؐ کے بعد کسی قسم کی نبوت کا اجراء تسلیم نہیں کرتے۔ یہی وہ نکتہ ہے جس کی بناء پر قادیانیوں کو متفقہ طور پر خارج از اسلام قرار دیا گیا ہے۔

اصل حقیقت

مرزائیت مذہبی مسئلہ ہی نہیں ہے بلکہ یہ صرف انگریز کا رچایا ہوا ڈرامہ ہے۔ ہم جو مذہبی شبہات کے جواب دیتے ہیں تو صرف اسلام کا دامن صاف رکھنے اور عوام الناس کے قلوب وضمائر کو مطمئن رکھنے کے لئے دیتے ہیں۔ کیونکہ تمام انبیاء علیہم السلام پر وحی جبرائیل امین علیہ السلام لے کر آتے رہے۔ دوسرا کوئی فرشتہ نہیں لایا۔ اس بات کو مرزا قادیانی خود بھی تسلیم کرتے ہیں۔ ملاحظہ ہو۔ (ازالہ اوہام ص ۵۸۴، خزائن ج ۳ ص ۴۱۵)

مگر مرزا قادیانی کا معاملہ ہی جدا ہے نہ وہ خدا ہی ہے نہ وہ جبرائیل امین۔ دیکھئے:

مرزا قادیانی کا الہامی کنکشن بورڈ

مرزا قادیانی کے خدا کے نام:

۱...... یلاش۔ (تحفہ گولڑویہ ص ۶۹، خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۳)

۲...... صاعقہ۔ (تذکرہ ص ۴۹۰)

۳...... عاج۔ (براہین احمدیہ ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۳)

۴...... انگریزی خدا۔ (براہین احمدیہ ص ۴۸۰، خزائن ج ۱ ص ۵۷۱)

مرزا قادیانی کے فرشتے:

۱...... ٹیچی ٹیچی۔ (عین وقت پر روپیہ لانے والا) (حقیقت الوحی ص ۳۳۲، خزائن ج ۲۲ ص ۳۴۶)

۲...... خیراتی۔ (لوگوں کی خیرات وزکوٰۃ چندہ پر ہاتھ صاف کرنے والا) (تریاق القلوب ص ۹۴، خزائن ج ۱۵ ص ۳۵۱)

۳...... شیر علی۔ (شیر کی طرح بے دھڑک لوگوں کی تباہی اور موت کی خبریں لانے والا) (تذکرہ ص ۳۱)

۴...... مٹھن لال۔ (تذکرہ ص ۵۶۰)

۵...... انگلش فرشتہ۔ (تذکرہ ص ۳۱)

۶...... آئیل۔ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

۷...... دونا معلوم فرشتے۔ (تریاق القلوب ص۹۴، خزائن ج۱۵ ص۳۵۱)

ناظرین! ملاحظہ فرمائیں کہ جب سارا عملہ ہی الگ ہے تو ان لوگوں کو اسلام سے کیا واسطہ ہوسکتا ہے۔ دین اسلام بھیجنے والا تو ’’فاطر السموات والارض‘‘ ہے اور ’’لا الہ الا هو حی القیوم‘‘ ہے۔ وحی لانے والے جبرائیل امین علیہ السلام ہیں۔ افضل الملائکہ ’’ذومرة عندذی العرش مکین‘‘ ہیں۔ رسول کریم ہیں۔

مسیلمہ کذاب کے فرشتے کا نام رجس تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ج۶ ص۳۲۷) وہ صرف ایک تھا۔ مگر اس بروز دجال کے سات فرشتے ہیں۔ گویا یہ مسیلمہ کذاب سے سات ہاتھ آگے بڑھا ہوا ہے۔

مسلمان کی تعریف اور مسئلہ جبر واکراہ

’’قال اللہ تعالیٰ فآمنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا۰ التغابن‘‘ ﴿پس ایمان لاؤ اللہ پر اور اس کے رسولؐ پر اور اس نور ہدایت پر جس کو ہم نے (اپنے رسولؐ پر) اتارا۔﴾

مسلمان اور مؤمن بننے کے لئے جن حقائق پر ایمان لانا ضروری ہے۔ ان سب کو اس آیت کریمہ میں بیان کردیا ہے کہ توحید ورسالت پر ایمان لانا مؤمن بننے کی بنیادی شرط ہے۔ جب خدا کو مان لیا تو اس کے رسولؐ پر ایمان لانا ضروری ہوگا اور جب اس کے رسول کو برحق تسلیم کر لیا تو آپؐ کے پیش کردہ قرآن مجید اور تمام ارشادات کو تسلیم کرنا لابدی ہوگیا۔ عقائد سے لے کر عبادات، معاملات، معاشرات اور آداب تک ہر ایک جزئی کو تسلیم کرنا لازمی ہوگا۔ ورنہ ایمان کا تقاضا پورا نہ ہوگا۔ اسی بات کو دوسری جگہ یوں بیان فرمایا: ’’وما انزل علینا وما انزل علی ابراهیم (آل عمران:۸۴)‘‘ ’’وغیرها من الآیات الکثیرہ‘‘

اسی طرح سید الرسل ﷺ نے ارشاد فرمایا: ’’لا یؤمن احدکم حتیٰ یکون هواہ تبعا لما جئت به (مشکوٰۃ ص۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)‘‘ اس وقت تک تم میں سے کوئی مؤمن نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کی خواہش اور جذبات میری لائی ہوئی ہدایت یعنی قرآن وحدیث (کی ایک ایک جزئی کے تابع نہ ہوجائیں) یعنی اپنی مرضی اور ارادہ چھوڑ کر صرف خدا اور رسول کے احکامات اور مرضی پر چلنے لگے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ فرمادیا ہے کہ: ’’قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ (آل عمران:۳۱)‘‘ یعنی اگر اللہ تعالیٰ سے

تعلق (عبودیت) پیدا کرنا چاہتے ہو تو اس کا واحد راستہ یہی ہے کہ میری پیروی کرو تو اس کے نتیجہ میں خدا کے محبوب بن جاؤ گے۔ اس کے علاوہ کوئی صورت نہیں۔ دوسری جگہ فیصلہ کن انداز میں فرمایا: "فلا وربك لا يؤمنون حتىٰ يحكموك فيما شجر بينهم ثم لا يجدوا في انفسهم حرجاً مما قضيت ويسلّموا تسليما (النساء:٦٥)" "تیرے رب کی قسم یہ لوگ اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتے جب تک کہ آپ کو اپنے ہر معاملہ میں اپنا فیصل تسلیم نہ کرلیں اور پھر آپؐ کے فیصلہ پر اپنے دل میں ذرا بھی ناگواری اور گھٹن محسوس نہ کریں اور پوری طرح شرح صدر اور قلبی انشراح سے اس کو قبول کرلیں۔

"وقال النبي ﷺ من قال لا اله الا الله وكفر مايعبد من دون الله حرم ماله ودمه وحسابه على الله (مسلم ص٣٧ ج١، باب الدم يقتال الناس حتى يقول لا اله الا الله)"

"وقال النبي ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتىٰ يشهدوا ان لا اله الا الله ويؤمنوا بي وبماجئت به (مسلم ج١ ص٣٧، باب الدم يقتال الناس حتىٰ يقول لا اله الا الله)"

مندرجہ بالا حقیقت کو آئمہ دین نے یوں تعبیر فرمایا ہے کہ ایمان یہ ہے کہ: "التصديق بما جاء به النبي ﷺ" یعنی ہر اس بات اور حکم کو ماننا جو آنحضور ﷺ نے پیش فرمایا ہے۔ چاہے وہ عقائد ہوں یا عبادات۔ معاملات اور آداب وغیرہ۔ گویا قرآن وحدیث کی جملہ تفصیلات کو تسلیم کرنے کا نام ایمان اور اسلام ہے۔ چنانچہ خود حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: "الايمان بضع وسبعون شعبة فافضلها قول لا اله الا الله وادناها اماطة الاذى عن الطريق والحياء شعبة من الايمان (متفق عليه مشكوة ص١٢، كتاب الايمان)" ﴿ایمان کے ستر سے کچھ اوپر شعبے یعنی اجزاء ہیں۔ سب سے اوّل اور سرفہرست لا الہ الا اللہ یعنی اقرار توحید خداوندی ہے اور کم از کم کسی تکلیف دہ چیز کا راستہ سے ہٹا دینا ہے اور حیاء ایمان کا ایک مرکزی شعبہ ہے۔﴾

ان شعبوں میں تمام عقائد عبادات، احکام، معاملات اور معاشرت نیز آداب زندگی کی ایک ایک جزئی سمو دی گئی ہے۔ ان تمام پر ایمان لانا مؤمن اور مسلم بننے کے لئے لازمی ہے۔ "ولكن البر" الخ! دوسرے لفظوں میں تمام ضروریات دین (ہر وہ چیز جو قرآن وحدیث سے ثابت ہو چاہے وہ عقائد ہوں یا عبادات ہوں۔ معاملات یا معاشرت اور آداب) کو تسلیم کر

ضروری ہے۔ کسی ایک بھی چیز کا انکار کرنا کفر وارتداد ہوگا۔ جیسے کہ صدیق اکبرؓ کے زمانہ میں بعض لوگوں نے فرضیت زکوٰۃ کا انکار کر دیا تھا اور بعض نے صرف حکومت کو ادائیگی کا انکار کیا تھا۔ آپؓ نے ان کے ساتھ جہاد کا اعلان کیا تو ''قال عمر بن خطابؓ لا بی بکر کیف تقاتل الناس وقد قال النبی ﷺ امرت ان اقاتل الناس حتیٰ یقولو لا اله الا الله فمن قال لا اله الا الله عصم منی ماله ونفسه الا بحقه وحسابه علی الله فقال ابوبکر والله لا قاتلن من فرق بین الصلوٰة والزکوٰة فان الزکوٰة حق المال والله لو منعونی عناقاً کانوا یؤدونها الیٰ رسول الله ﷺ لقاتلتهم علی منعها (متفق علیه مشکوٰة ص ۱۵۷، کتاب الزکوٰة) ''یعنی آپؓ ایسے کلمہ گو لوگوں سے کیسے جہاد کریں گے۔ حالانکہ اللہ کے رسول ﷺ نے تو فرمایا ہے کہ مجھے لوگوں سے اس وقت تک جہاد کا حکم ملا ہے جب تک کہ وہ لوگ ''لا اله الا الله'' نہ کہہ لیں۔ پس جو کوئی کلمہ ''لا اله الا الله'' پڑھ لیتا ہے وہ اپنا مال اور جان مجھ سے محفوظ کر لیتا ہے۔ مگر بحق اسلام ''لا یحل دم امر مسلم'' اور اس کا باطنی حساب اللہ کے ذمے ہے۔ تو صدیق اکبرؓ نے فرمایا! خدا کی قسم جو شخص نماز اور زکوٰۃ کے درمیان فرق کرے گا (یعنی نماز کو تو فرض سمجھے گا اور زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر ہوگا) میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔ (کیونکہ کلمہ کے تقاضے کے خلاف ہے) کیونکہ زکوٰۃ مال کا حق ہے۔ خدا کی قسم اگر وہ لوگ ایک اونٹنی کا وہ بچہ بھی روکیں گے جو حضور ﷺ کی خدمت میں ادا کرتے تھے تو پھر بھی میں ان کے ساتھ جہاد کروں گا۔ گویا صدیق اکبرؓ نے مسئلہ سمجھا دیا کہ ''لا اله الا الله'' کا مفہوم اور تقاضا کیا ہے؟

یہ تو ایک عنوان ہے کہ جو شخص خدا کی توحید اور محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت کا اقرار کر لیتا ہے تو اسے خدا اور رسولؐ کے تمام احکام تسلیم کرنے ہوں گے۔ یہ نہ ہوگا کہ اپنی مرضی سے کوئی بات مان لے اور کسی کا منکر ہو جائے۔ اب اپنی مرضی پر چلنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے تعظیم سبت کا ارتکاب ہوا تھا۔ فوراً خدائی حکم آ گیا۔ ''یا ایها الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافة'' کہ اے ایمان اور اسلام کا دعویٰ کرنے والو۔ تمہارے دعویٰ کا تقاضا یہ ہے کہ اسلام میں پورے پورے داخل ہو جاؤ۔ اب کسی بھی معاملہ حیات میں خدا اور رسولؐ کے منشاء کے بغیر قدم نہیں اٹھا سکتے۔ حضرت صدیق اکبرؓ کا مسئلہ جب حضرت عمرؓ سمجھ گئے تو پوری طرح ان کے معاون ہو گئے۔ حتیٰ کہ ایک موقعہ پر خود اعلان فرمایا: ''لو ترك الناس الحج لقاتلتهم علیه کما نقاتلهم علی الصلوٰة والزکوٰة'' (تفسیر مظہری ص ۹۵ ج ۲ حاشیہ)

یعنی اگر لوگ فریضہ حج ترک کردیں تو ہم ان کے ساتھ اسی طرح جہاد کریں گے جیسے نماز اور زکوٰۃ کے منکروں کے ساتھ جہاد کریں گے۔

باقی یہ جو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ: ''من صلی صلوتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالك المسلم الذی له ذمة الله (مشکوٰۃ ص۱۲، کتاب الایمان)'' یعنی جو شخص ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی طرف منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ ایسا مسلمان ہے جس کا خدا کے ساتھ عہد ہو چکا۔ پس تم اس کے عہد میں رخنہ اندازی نہ کرو۔ یعنی اس کو صحیح مسلمان سمجھ کر اس کی جان و مال اور عزت پر دست درازی نہ کرو۔

یہ تو صرف ظاہری علامات ہیں۔ کیونکہ عام حالات میں یہی امور عام طور پر واضح ہوتے ہیں۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ سب کچھ کرتا پھرے نہ روزہ نہ حج نہ زکوٰۃ۔ پھر بھی وہ مسلم ہے۔ بلکہ اس میں تو شہادتین کا بھی ذکر نہیں کیا۔ اس کے بغیر بھی وہ مسلم ہوگا؟ ہرگز نہیں۔

اسی طرح جو دوسری بہت سی احادیث میں آیا ہے کہ: ''المسلم من سلم المسلمون من یده ولسانه (مشکوٰۃ ص۱۲، کتاب الایمان)'' یعنی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ ہوں۔ کہیں فرمایا پڑوسیوں کے ساتھ عمدہ سلوک کرنے والا مؤمن ہے۔ کہیں فرمایا اگر تم مجھ سے اپنے والدین اپنی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبت کرو گے تو پھر مؤمن ہو جاؤ گے۔

کہیں صرف پانچ چیزوں کو (شہادتین نماز، روزہ، زکوٰۃ، حج) بنیاد اسلام فرمایا۔ کہیں فرمایا: اگر تم اپنی نیکی پر خوشی اور سرور محسوس کرو اور گناہ کے صدور سے طبیعت ناگوار ہو جائے تو یہ عین ایمان ہے۔

کہیں فرمایا: ''ان تحب للناس ما تحب لنفسك (مشکوٰۃ ص۱۶، کتاب ایمان)''

تو یہ سب جب موقعہ اور حسب شخصیت مخاطب ارشادات ہیں۔ کہیں ایک چیز کا ذکر فرمایا، کہیں دو یا تین چیزوں کا ذکر فرمایا۔ یہ صرف عنوانات ہیں۔ پوری حقیقت ان عنوانات کے تحت مندرج ہے۔

آئمہ امت نے صراحت فرمادی ہے کہ تمام ضروریات دین کا تسلیم کرنا ضروری ہے۔ کسی ایک بھی جزئی کا انکار کفر و ارتداد ہوگا۔ چنانچہ عقائد کی مشہور کتاب نبراس شرح (شرح عقائد ص۳۴۲) میں لکھا ہے کہ: ''فمن انکر شیئا من الضروریات کحدوث العالم وحشر الا

حساد وعلم الله سبحانه بالجزئيات وفرضية الصلوٰة والصوم لم يكن من اهل القبلة ولو كان مجاهدًا فی الطاعات وكذالك من باشر شيئا من امارات التكذيب كسجود الصنم والاهانة بامرشرعی والاستهزاء به فليس من اهل القبلة وقال الامام محمدؒ من انكر شيئاً من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لااله الاالله (شرح كتاب السير الكبير ج۳ ص۳۶۸، باب مايكون الرجل به صلحا) ''

﴿متکلمین کی اصطلاح میں اہل قبلہ وہی لوگ ہیں جو تمام ضروریات دین یعنی ان تمام عقائد واحکام کو مانتے ہوں۔ جن کا ثبوت شریعت میں یقینی اور معروف ومشہور ہو۔ لہٰذا جو شخص ضروریات دین میں سے ایک چیز کا بھی منکر ہو۔ مثلاً اس جہان کو حادث نہ مانے۔ جسمانی حشر ونشر کا منکر ہو۔ یا اللہ تعالیٰ کے عالم جزئیات ہونے کا منکر ہو یا نماز، روزہ کے فرض ہونے کا منکر ہو۔ ایسا شخص ہرگز اہل قبلہ میں سے نہ ہوگا۔﴾

اگرچہ تمام تر عبادات اور احکام شرعیہ کا سختی سے پابند ہو۔ اسی طرح جس شخص میں کوئی بھی علامت کفر پائی جائے۔ مثلاً کسی بت (یا قبر وغیرہ) کو سجدہ کرے یا کسی امر شرعی کی توہین کرے اور مذاق اڑائے وہ بھی اہل قبلہ میں سے نہیں ہے۔ پھر لکھا کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہنے کا مفہوم صرف یہ ہے کہ کسی مسلمان کو معاصی اور گناہوں کے ارتکاب کی بناء پر یا غیر معروف نظری مسائل کا انکار کرنے پر کافر نہ کہا جائے۔ اسی طرح (شرح فقہ اکبر ص۱۸۹) میں ہے۔ اسی طرح (شرح مقاصد ص۲۶۹ ج۲) ''وكذالك فی كتب العقائد والفقه قاطبة كما صرح به فی اكفار الملحدين (ص۳۴ تا۴۲) ''

اس مسئلہ کی اصل بنیاد یہ فرامین سید الرسلؐ ہیں۔

''عن انس بن مالكؓ قال قال رسول اللهﷺ ثلاث من اصل الايمان الكف عمن قال لا اله الله ولا تكفره بذنب ولا تخرجه من الاسلام بعمل والجهاد ماض منذ بعثنی الله الیٰ ان يقاتل آخر امتی الرجال لا يبطله جور جائر ولا عدل عادل ۰ والايمان بالاقدار (ابوداؤد ج۱ ص۲۵۲، باب الغزومع آئمة الجور) '' ﴿فرمایا تین چیزیں اصل ایمان ہیں۔ یعنی ایمان کی جڑ اور بنیاد ہیں...... ''لا اله الا الله'' کے قائل سے ہاتھ روکنا (یعنی اس کی جان، مال اور عزت کو محفوظ رکھنا) اور کسی حکم عدولی پر اس کو کافر نہ کہنا اور کسی بھی عمل (عقیدہ نہیں) کی بناء پر اس کو خارج از اسلام نہ کرنا۔

نمبر۳/ جہاد جاری ہے جب سے اللہ نے مجھے مبعوث فرمایا۔ حتیٰ کہ میری امت کے آخری لوگ دجال سے جہاد کریں گے۔ اس جہاد کو کسی ظالم کا ظلم اور کسی عادل کا عدل موقوف نہیں کرسکتا۔ تقدیر پر بھی ایمان لازمی ہے۔ ﴿ معلوم ہوا کہ کسی کی عملی کوتاہی کی بناء پر اس کو خارج از اسلام نہیں کیا جاسکتا۔ ہاں اگر کسی چیز کا منکر ہے تو پھر کافر ہو جائے۔ جیسے کہ اوپر تفصیل گذری۔ بلکہ خود سید کائنات علیہ ﷺ نے فرمایا!

''من جحد آیت من القرآن حل ضرب عنقہ (ابن ماجہ ص۱۸۲، باب اقامۃ الحدود) ''یعنی جو شخص قرآن کی کسی ایک آیت کا بھی منکر ہو جائے۔ اس کو قتل کرنا بجرم انکار وارتداد جائز ہوگا۔ مثلاً جو شخص نماز کی فرضیت کا قائل ہے۔ مگر عملی طور پر کوتاہی کرتا ہے تو ایسا شخص کافر نہ ہوگا، اگرچہ فاسق وفاجر ہے۔ مگر جو شخص نماز کی فرضیت ہی کا قائل نہیں وہ اگرچہ نماز پڑھتا بھی ہے۔ وہ پکا کافر ہوگا۔ یہی معاملہ تمام ارکان اور احکام اسلام کا ہے۔

مسئلہ! کسی فرض کو فرض سمجھنا ضروری ہے۔ اس کے انکار سے کافر ہو جائے گا۔ گویا تمام عقائد اور فرائض واحکام کو برحق تسلیم کرنا اور ان کو معظم سمجھتے ہوئے ان کو اپنانا یہ ایمان اور اسلام ہوگا۔ بخلاف اس کے کسی چیز کی فرضیت یا ضرورت کا انکار یا اس کی توہین واستہزاء یہ کفر وارتداد ہوگا۔

مسئلہ جبر واکراہ: کسی غیر مسلم کو بذریعہ تبلیغ وتلقین دعوت اسلام دینا فرض ہے۔ لیکن اس کو اسلام کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا کہ ڈرا دھمکا کر اسلام لانے پر مجبور کر دیا جائے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:''لا اکراہ فی الدین (البقرہ:۲۵۶) ''اس آیت کے شان نزول اور پس منظر میں تفسیر مظہری، ابن کثیرہ وغیرہ میں لکھا ہے کہ ایک انصاری بزرگ مسلمان ہوئے۔ ان کے دو صاحبزادے عیسائی تھے تو انہوں نے آنحضور ﷺ سے عرض کیا کہ مجھے یہ برداشت نہیں کہ میں تو مسلمان ہوں اور میرے بیٹے عیسائی ہوں۔ کیا میں ان کو اسلام لانے پر مجبور نہ کروں۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی کہ دین میں لانے کے لئے مجبور نہیں کیا جاسکتا، صرف تلقین ہوسکتی ہے۔ اگر دین کے لئے جبر ہوتا تو اہل اسلام کی حکومتیں اتنی پرشوکت رہی ہیں۔ اگر وہ اپنی رعایا کو جبراً مسلمان بناتے تو سارے اندلس میں کوئی عیسائی نہ رہتا۔ رومی علاقہ اسلام کے نور سے جگمگا رہا ہوتا۔ ہندوستان میں کوئی ہندو نظر نہ آتا، مسلمان ہی مسلمان ہوتے۔ مگر تمام حکمرانوں نے اس مسئلہ پر عمل کیا۔ لہٰذا آج حالات آپ کے سامنے زندہ برھان کی صورت میں موجود ہیں اور

اسلامی فقہ واحکام کی کتب میں احکام اہل ذمہ اور جزیہ اسی چیز کے زندہ دلائل ہیں۔ حاصل نتیجہ یہ ہوا کہ غیر مسلم کو مسلمان بننے کے لئے مجبور نہ کیا جائے گا۔ لیکن جو مسلمان ہوگیا اس کو تمام ضروریات دین کو تسلیم کرنا اور اپنانا لازمی ہوگا۔ اب وہ اپنی من مانی نہیں کرسکتا۔ ''قل ان کان آباء کم وابناء کم'' ورنہ'' ورفعنا فوقکم الطور'' پر عمل کر کے اس کو صحیح عقیدہ اور حکم پر کاربند رہنے پر مجبور کیا جائے گا۔

بالفرض اگر کسی بھی عقیدہ یا حکم میں انکار واقرار کا راستہ اختیار کرنے کی روش اختیار کرے گا تو ''من جحد آیت من القرآن حل ضرب عنقه'' کا فرمان نبوی ﷺ کا نفاذ عمل میں آجائے گا۔ تو ''لا اکراہ فی الدین'' کا یہ مفہوم نہیں۔ جیسے اس زمانہ کے مادر پدر آزاد محقق اور مفکر بننے والے لیتے ہیں کہ جیسے کسی کی شیطانی عقل میں آتا ہے وہ اسلام کے کسی حصہ کی تشریح کرنا شروع کر دیتا ہے اور ''افتؤمنون ببعض الکتاب وتکفرون ببعض'' والی یہودیانہ روش جاری کرنے کی ناپاک کوشش اور جسارت کر دیتا ہے۔ خوب سمجھ لیں! دین مکمل طور پر موجود ہے۔ اس کی مکمل تشریح اور مفہوم بالکل واضح اور متعین ہو چکا ہے۔ کسی بھی عقیدہ اور نظریہ کی تشریح تشنہ کام نہیں رہی۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب ﷺ پھر ان کے کامل ترین پیروکاروں صحابہؓ اور آئمہ دین نے تمام تر دین کی تفصیلات کو صحیح صحیح مفہوم کے ساتھ بیان کر کے امت مسلمہ کے لئے قیامت تک آسانی کردی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی نئی صورت حال حسب زمانہ سامنے آئے گی تو انہی سلف صالحین کی پیش کردہ تعبیرات ہی کو مشعل راہ بنایا جائے گا۔

لہٰذا قادیانی وکیل مسٹر مجیب الرحمٰن کے پیش کردہ مندرجہ ذیل مغالطے کچھ وقعت نہیں رکھتے کہ:

۱...... کیا اسلام کسی غیر مسلم کو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اعلان کرنے کا استحقاق یا اجازت مرحمت کرتا ہے؟

۲...... کیا اسلام کسی غیر مسلم کو رسول پاک ﷺ کو اپنے دعویٰ میں سچا ہونے کو تسلیم کرنے کا حق یا اجازت دیتا ہے؟

۳...... کیا اسلام کسی غیر مسلم کو یہ حق دیتا ہے کہ وہ قرآن کو ایک اچھا نظام حیات دینے والے کے طور پر تسلیم کرے اور اسے قابل اطاعت سمجھے؟ کوئی نہیں روکتا ہم تو ان امور کی دعوت دیتے ہیں۔

۴...... کیا کسی غیر مسلم کو یہ اجازت ہے یا نہیں کہ وہ اگر چاہے تو قرآن کے احکام پر عمل کرے؟

۵...... اگر جواب نفی میں ہو تو قرآن وسنت کا وہ حکم کہاں ہے؟ جس سے اس نفی کی تائید ہوتی ہو؟ پھر مختلف آیات پیش کر کے نتیجہ نکالتے ہیں کہ......

الف...... مذہب قبول کرنے پر کوئی جبر نہیں ہونا چاہئے۔ مسٹر جب کون کرتا ہے؟ ہم تو تمہیں صرف اپنی حیثیت تسلیم کرنے پر زور دیتے ہیں۔

ب...... رضا کارانہ طور پر اسے قبول کرنے کے خلاف کوئی پابندی نہیں ہونی چاہئے۔ پابندی لگاتا کون ہے؟

ج...... بذریعہ طاقت کسی کو مذہب سے نکالا نہیں جانا چاہئے۔ بالکل نہیں ہم تو اسلام میں داخل کرتے ہیں۔ نکالتا کون ہے؟ آؤ تو سہی۔ اسلامی تعلیمات کو اپنا کر مسلمان ہو جاؤ تمام آلائشوں سے صاف ہو جاؤ گے۔

د...... جو کوئی اپنے مذہب پر کاربند نہ رہنا چاہتا ہو۔ اسے ایسا کرنے سے روکنا نہیں چاہئے۔

مرزا قادیانی نے کیوں عبدالحکیم کر مرتد کہا؟ ایسے خلیفہ بشیرالدین محمود غیر مبالعین کے پیچھے کیوں ہاتھ دھو کر پڑ گئے؟ مسئلہ تکفیر کیوں کھڑا کیا؟ لاہوریوں کی طرح کیوں نہ رہے؟ آخر پھر پابندی کس چیز کا نام ہے؟ یہ سب مغالطے ہی مغالطے ہیں۔ جن کو مسٹر مجیب الرحمٰن نے اس جگہ بڑے طمطراق سے پیش کیا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کوئی غیر مسلم توحید کا اعلان کرے گا۔ محمد رسول اللہ ﷺ کو دعویٰ نبوت میں سچا تسلیم کرے گا۔ قرآن حکیم کو کتاب اللہ سمجھ کر اس کو بہترین نظام حیات تسلیم کرے گا تو وہ غیر مسلم نہیں۔ بلکہ سچا اور پکا مسلمان بن جائے گا۔ خدا اور رسولؐ پر ایمان رکھتے ہوئے دین کے عائد کردہ عقائد اور اعمال کی تعبیر وہی اپنائے گا۔ جو قرآن وحدیث کے مطابق ہوگی۔ دین میں وہ من مانی اور خواہشات کی پیروی نہ کر سکے گا۔ کیونکہ ”ماکان لمؤمن ولا مؤمنة اذ قضی اللہ ورسولہ ان یکون لھم الخیرة (احزاب:۳۶)“ ﴿کسی مؤمن مرد اور مؤمنہ عورت کو اپنے معاملہ میں خدا رسول ﷺ کے فیصلہ کے بعد کوئی گنجائش نہیں۔﴾

دین میں داخل کرنے کے لئے کوئی جبر نہیں۔ مگر دین میں داخل ہو کر من مانی کرنے کی کوئی گنجائش نہیں۔ ”ادخلوا فی السلم کافة“ پر عمل کرنا پڑے گا۔

تو جب دعویٰ ایمان واسلام کر کے اس کے تمام تقاضے تہ دل سے پورے کرے گا۔ تو حقیقی مسلمان تسلیم کرلیا جائے گا۔ مگر جب اس کے قلبی احساسات اور ظاہری اعمال، دعویٰ ایمان کے مطابق نہ ہوں گے تو پھر فرمان خداوندی اس کے بارہ میں ''وماھم بمؤمنین'' اور'' واللہ یشھد ان المنفقین لکذبون'' جاری ہوگا کہ تمہارا دعویٰ جھوٹا اور تم مسلمان نہیں ہو اور یہ بات جبر نہ ہوگی۔ بلکہ اس کو تسلیم واقعیت اور قبول حق کہا جائے گا۔

ایک نہایت اہم مسئلہ

کسی غیر مسلم یا مرتد (عیسائی، یہودی، ہندو یا مرزائی) کے مسلمان کرنے کا طریقہ

یہ بات صحیح ہے کہ کسی غیر مسلم کو مسلمان کرنے کے لئے اس کو توحید خداوندی اور رسالت خاتم النبیین ﷺ کا اقرار کرایا جائے گا۔ لیکن تکمیل ایمان کے لئے علاوہ اقرار شہادتین کے، اس کے سابقہ مذہب کے ان غلط عقائد کی تردید بھی کرائی جائے گی۔ جس پر اس مذہب کا دارومدار ہے۔ مثلاً ایک عیسائی کو اگر مسلمان کریں گے تو جہاں اس سے اللہ کے ایک ہونے کا اقرار لیا جائے گا وہاں اس سے یہ بھی کہا جائے گا کہ کہو کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام خدا کے بندے اور رسول تھے۔ اس کے بیٹے نہ تھے۔ کیونکہ توحید کی تکمیل بغیر نفی ابنیت وتثلیث کے ناممکن ہے۔ لہٰذا اس سے اقرار لیا جائے گا کہ خدا ایک ہی ہے، تین نہیں۔ ''لا تقولوا ثلثة''

اسی طرح جو شخص کسی اسلام کے بنیادی عقیدے یا کسی ضروری امر کے انکار کی بناء پر اسلام کو چھوڑ کر مرتد ہو جائے۔ مثلاً نماز کی فرضیت کا قائل نہ رہے۔ زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر ہو جائے یا حجیت حدیث کا منکر ہو جائے تو جب اسے دوبارہ مسلمان کریں گے تو جس بناء پر وہ کافر ہوا ہے۔ اس کا اقرار ضرور کرائیں گے۔ صرف اسی پر اکتفاء نہ کریں گے کہ وہ شہادتین کا اقرار کرلے۔ کیونکہ اس کا تو وہ منکر ہی نہیں۔ لہٰذا اس کو کہیں گے کہ اقرار شہادتین کے بعد کہو۔ زکوٰۃ فریضہ اسلامی ہے۔ حدیث واقعی ایک حجۃ شرعی ہے۔ ایسے ہی اگر وہ شراب کو حلال جانتا ہے اس لئے کافر ہوگیا۔ تو جب دوبارہ اس کو کلمہ پڑھائیں گے تو اس کو یہ بھی تلقین کریں گے کہ وہ حرمت شراب کا اعلان کرے۔ صرف اسی پر اکتفا نہ کریں گے کہ بھئی تم شراب کو حلال سمجھ کر یا زکوٰۃ کا انکار کر کے کافر ہوگئے ہو۔ دوبارہ کلمہ پڑھو۔ وہ کہہ دے کہ: ''اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمد اعبدہ ورسولہ'' شراب کا تذکرہ ہی نہ کرے کہ حلال سمجھتا ہوں یا حرام؟ لہٰذا صرف اقرار شہادتین کافی نہ ہوگا۔

علامہ ابن عابدین شامیؒ (ردالمحتار علی درالمختار ج۳ ص ۳۱۵، باب المرتد) میں لکھتے ہیں۔

''جو شخص ضروریات دین سے کسی امر مثلاً حرمت شراب کا انکار کرنے کی وجہ سے کافر اور مرتد ہوا ہو اس کی توبہ کے معتبر ہونے کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے اس عقیدہ (مثلاً حرمت خمر) سے بے تعلقی (اور توبہ) کا بھی اعلان کرے۔ (صرف کلمہ شہادت دوبارہ پڑھ لینا کافی نہ ہوگا) اس لئے کہ یہ شخص کلمہ شہادت کہنے کے باوجود شراب کو حلال کہتا تھا۔ (لہٰذا اس کے کفر وارتداد کا ازالہ اس عقیدہ سے توبہ کئے بغیر نہ ہوگا) جب کہ شوافع نے اس کی تصریح کی ہے اور (ہمارے نزدیک بھی) یہی ہے۔ اسی طرح (جامع الفصولین ج۲ ص ۲۹۸) میں لکھا ہے۔ پھر اگر اس (توبہ کرنے والے) نے حسب عادت کلمہ شریف زبان سے پڑھ لیا تو اس سے کوئی فائدہ نہیں۔ جب تک کہ اس خاص کلمہ کفر سے توبہ نہ کرے جو اس نے کہا تھا (اور جس کی بناء پر وہ کافر ہوا تھا) اس لئے کہ اس شخص کا کفر محض کلمہ شہادت سے رفع نہ ہوگا۔''

(اکفار الملحدین مترجم ص ۱۴۱، ۱۴۲، ناشر مجلس علمی کراچی، از محدث کشمیریؒ)

اس ضابطہ شرعیہ کے مطابق اگر کسی مرزائی کو مسلمان کرنا ہو تو اس کو صرف کلمہ شہادت ہی نہ پڑھائیں گے۔ وہ تو پہلے ہی اس کو پڑھتا ہے۔ بلکہ مرزائیت کے بنیادی عقائد کی نفی کا اعلان کرائیں گے۔ یہ کلمہ پہلے ہی ان کے اور ہمارے درمیان متنازع فیہ ہے۔ ہم ان کو اس کلمہ کے پڑھنے اور لکھنے سے روکتے ہیں۔ کیونکہ وہ ''کلمة حق ارید بها الباطل'' کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ محمد رسول اللہ سے مراد وہ ظلی محمد لیتے ہیں۔ (یعنی مرزا دجال)

اس لئے جب ان میں سے کسی کو مسلمان کرنا ہو تو اس سے مندرجہ ذیل اعلان کروائیں گے۔

۱...... اقرار کرو کہ محمد رسول اللہ ﷺ خدا کے آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی بھی قسم کا نبی (ظلی، بروزی، اصلی) نہ بنایا جائے گا۔

۲...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر زندہ موجود ہیں اور بحسب وضاحت قرآن وحدیث دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے۔ کوئی ان کا ظل یا مثیل نہیں آئے گا۔ بلکہ بعینہ خود تشریف لائیں گے۔

۳...... حضرت مسیح علیہ السلام بغیر باپ کے محض قدرت اللہ پیدا ہوئے تھے۔ خدا کے برگزیدہ اور معصوم نبیؑ تھے۔ یہود ان کو گرفتار نہ کرسکے نہ ان کو سولی دے سکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اس جسد عنصری کے ساتھ زندہ آسمان پر اٹھا لیا اور قرب قیامت دجال کے ہلاک کرنے کے لئے ان کو بھیجے گا۔

۴...... مرزا قادیانی مسیلمہ کذاب کا جانشین، دجال اکبر کا ظل اور بروز ہے۔ اسلام کے ساتھ اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ بہت بڑا کذاب اور دجال تھا۔ ''لعنة الله علیه الف الف لعنة الیٰ یوم القیامة'' وہ انگریز کا ایجنٹ تھا۔ ملک وملت کا بدترین غدار تھا۔

۵...... تمام انبیاء علیہم السلام کے معجزات بالخصوص حضرت مسیح علیہ السلام کے تمام معجزات جو قرآن نے بیان فرمائے ہیں برحق ہیں۔ معجزہ معراج جسمانی برحق ہے۔ جہاد اسلام کا بنیادی مسئلہ ہے۔ ''الجهاد ماض الیٰ یوم القیامة (مجمع الزوائد ج۱ ص۱۱۱، باب لا یکفر احد من اهل القبلة بذنب)'' ان تفاصیل کا اقرار نہ لینے کی وجہ سے اکثر اوقات کوئی مرزائی ظاہراً کلمہ پڑھ کر مسلمان بن جاتا ہے۔ پھر موقعہ پاتے ہی اندرون خانہ مرزائی بن جاتا ہے اور مسلمان منہ دیکھتے رہ جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں بھی اس ضابطہ کو بیان کرتا ہے۔ فرمایا: ''ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینٰت (البقرہ:۱۵۹)'' ﴿بلاشبہ وہ لوگ جو ہمارے نازل کردہ دلائل وبراہین کو چھپاتے ہیں۔ جب کہ اس کو کتاب میں واضح طور پر لوگوں کے لئے بیان کر دیا گیا ہے۔ ایسے لوگوں پر اللہ، اس کے فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ اس میں ہمیشہ رہیں گے نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا نہ ان کو مہلت ملے گی۔ مگر جن لوگوں نے توبہ کر لی اور اصلاح کر لی اور وضاحت کرتے رہے۔ (یعنی اپنے تمام باطل نظریات کی تردید کرتے رہے) ایسے لوگوں پر نظر رحمت کروں گا۔ ''وانا التواب الرحیم''

ایک دلچسپ پیراگراف

نفس الامری حقیقت! قرآن مجید نے منبع شر جناب ابلیس کا ایک اہم خطاب نقل فرمایا ہے کہ: ''وقال الشیطٰن لما قضی الامر ان الله وعدکم وعدالحق ووعدتکم فاخلفتکم وما کان لی علیکم من سلطان الا ان دعوتکم فاستجبتم لی فلا تلومونی ولوموا انفسکم وما انا بمصرخکم وما انتم بمصرخی انی کفرت بما اشرکتمون من قبل ان الظلمین لهم عذاب الیم (ابراهیم:۲۲)'' ﴿روز جزاء کی تمام عدالتی کاروائی ختم ہونے کے بعد ابلیس لعین اپنی پارٹی سے ایک اہم خطاب کرے گا کہ اے مجھے الزام دینے والے احمقو! مجھے ملامت نہ کرو۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ (توحید واطاعت اختیار کرنے پر) سچا وعدہ فرمایا تھا کہ آخرت میں کامیاب ہو جاؤ گے۔﴾

دیکھئے:''فاما یاتینکم منی ھدیً فمن تبع ھدای فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون (البقرہ:۳۸)''

اس کے برخلاف میں نے بھی تم سے وعدے کئے تھے۔لیکن میں نے اپنے وعدوں کا خلاف کیا۔میرا تم پر کوئی زور بھی نہ تھا۔میں نے تو صرف تمہیں گمراہی کی دعوت دی تھی۔جسے تم نے بخوشی قبول کرلیا۔پس اب تم مجھے ملامت نہ کرو۔''ولوموا انفسکم'' بلکہ اپنے آپ کو ملامت کرتے رہو۔اب نہ تو میں تمہارے کسی کام آسکتا ہوں اور نہ تم ہی میرے کام آسکتے ہو۔ اے ناعاقبت اندیشو!تم جو مجھے خالق حقیقی کے ساتھ شریک کرتے رہے ہو۔میرے دل میں اس کی ذرا بھی اہمیت نہیں بلاشبہ ایسے ظالموں بے انصافوں کے لئے انتہائی تکلیف دہ عذاب ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: ابلیس اپنی پارٹی کی ہزاروں سال کی اطاعت وفرمانبرداری سے بیزاری کا اظہار کرتے ہوئے ان کو جوتے کی نوک پر بھی نہیں رکھ رہا۔ایسے ہی اس کی پارٹی کے سرکردہ رکن اپنے حواریوں سے سلوک کریں گے۔دیکھئے قرآن مجید ان کا منظر بھی پیش کرتا ہے۔

''وبرزوالله جمیعا فقال الضعفوا للذین استکبرو انا کنا لکم تبعاً فھل انتم مغنون عنا من عذاب الله من شئی قالوا لو ھدانا الله لھدیناکم سواء علینا اجزعنا ام صبرنا ما لنا من محیص (ابراھیم:۲۱)'' ﴿جب سب لوگ خداتعالیٰ کے سامنے پیش ہوں گے تو کمزور لوگ بڑے لوگوں کو کہیں گے کہ ہم تو دنیا میں تمہارے تابع تھے تو کیا آج تم لوگ خدائی عذاب کے سلسلہ میں ہمارے کچھ کام آسکتے ہو؟یعنی عذاب کا کچھ حصہ ہم سے بانٹ سکتے ہو۔تو وہ کہیں گے بھئی ہم تو خود گمراہ تھے۔اگر اللہ تعالیٰ ہمیں ہدایت نصیب کرتا تو ہم تمہاری بھی راہنمائی کرتے۔اب تو ہماری چیخ وپکار یا صبر وتحمل برابر ہے۔ہمارے چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں۔﴾ ایسے ہی سورۃ الصفت کے دوسرے رکوع میں مفصل مذکور ہے۔

ایک یقینی توقع!ہمارا گمان غالب ہے کہ اپنی پارٹی کی لعنت وملامت کا بوجھ ہلکا کرنے کے لئے ایسے موقع کو غنیمت جانتے ہوئے مرزاقادیانی بھی ایک خصوصی خطاب کرتے ہوئے فرمائیں گے کہ:''ایھا الھبانقة القادیانیة'' اے نادان مرزائیو!میں تو ایک دائم المرض مخبوط الحواس اور مراقی انسان تھا۔میں نے اگر قرآن وحدیث میں دجل وتحریف کا چکر چلا کر دعویٰ مجددیت،مسیحیت اور نبوت کردیا اور اپنے نہ ماننے والوں کو کافر اور جہنمی کہہ دیا تھا تو میری تو یہ طبعی مجبوری تھی۔تمہارا دماغ کیوں خراب ہوگیا تھا۔تمہاری عقل نے ساتھ نہ دیا کہ جو شخص پیدائش ہی سے لے کر کسی قابل توجہ کردار کا مالک نہیں۔وہ بڑا ہوکر کون سی قابل قدر صلاحیتوں کا مالک ہوسکتا

ہے۔ دیکھو! بچپن سے ہی بوجہ کسی تکلیف کے مجھے چھ ماہ تک افیون دی گئی۔ جس سے میری حالت یہ ہوگئی تھی کہ بوٹ کے دائیں بائیں کی تمیز نہ ہوسکتی تھی۔ گھڑی کا ٹائم صحیح نہ بتا سکتا تھا۔ چینی کی جگہ نمک پھانک لیتا تھا۔ ایک دفعہ چوزہ ذبح کرتے کرتے انگلی کو ہی کاٹ لیا۔ بچپن میں سندھی چڑی مار مشہور تھا۔ سادگی اتنی کہ ایک دفعہ میرے چچازاد بھائی مرزا امام دین مجھے ورغلا کر پنشن کے سات سو روپے سمیت لے کر مجھے ادھر ادھر پھراتا رہا۔ چند دن میں وہ رقم ختم ہوگئی تو مارے شرم کے گھر آنے کی بجائے کچہری میں پندرہ روپے پر ملازمت کرلی۔ ذہین اتنا تھا کہ مختاری کے امتحان میں فیل ہوگیا۔ اسی لحاظ سے میری شادی بھی ایک نیم پاگل خاتون حرمت بی بی سے ہوئی۔ اس کے بعد دنیا جہان کی بیماریاں مجھ پر مسلط ہوگئیں۔ جن میں قولنج، مراق، ہسٹریا، ذیابیطس، اعصابی کمزوری، جنسی کمزوری، دوران سر، بدہضمی وغیرہ۔ بس زندگی کی گاری ٹانک وائن، یاقوتی، عنبر ومشک، تیتر، بٹیر کے گوشت وغیرہ لاتعداد مقویات کے سہارے گھسٹتی رہی۔ انہی حالات میں چند کتابوں میں اوٹ پٹانگ مار کر کچھ وحی، الہام کا چکر چلا کر پیٹ کا جہنم بھرنے کے لئے دنیا کو الو بناتا رہا۔ جب ذرا عدالت کی دھمکی ملتی فوراً بساط الہام سمیٹنے کا عہد نامہ لکھ دیتا۔

ذیابیطس کی وجہ سے دن یا رات میں سو سو مرتبہ پیشاب کی حاجت ہو جاتی۔ گویا بلدیہ کا فائر بریگیڈ بن گیا ہوں۔ اسی حالت میں کوٹ کی جیب میں ہی مٹی کے ڈھیلے رکھ لیتا۔ حالانکہ اسی جیب میں گڑ کے ڈھیلے بھی ہوتے اور پھر خدا جانے کون سا ڈھیلا کہاں استعمال ہوتا تھا۔

کیا تمہیں انبیاء کرام علیہم السلام کی اولوالعزمی، ثابت قدمی، ذات خداوندی پر بے مثال بھروسہ، بے نظیر صبر وتحمل کی جھلک قرآن نے نہ دکھائی کہ مجھ جیسے بھروپے پر اعتماد کر بیٹھے۔ بھلا تمہیں میری کتابوں سے بے شمار مواقع پر ختم نبوت کا اقرار نہ ملا۔ نزول مسیح برحق کا اظہار نہ ملا۔ جس پر تمام افراد امت کا اتفاق تھا۔ بھلا کبھی اخبار میں بھی نسخ ہوا ہے۔ لہٰذا اب جاؤ جہنم میں۔ میں بھی اپنے پیرومرشد کا اعلان دہراتا ہوں کہ جاؤ اپنی بدنصیبی اور حماقت کا ماتم کرو۔ ’’فلا تلوموني ولوموا انفسكم ما انا بمصرخكم وما انتم بمصرخي اني كفرت بما اشركتمون من قبل ان الظالمين لهم عذاب اليم (ابراهيم:۲۲)‘‘

اے اللہ تو گواہ ہے کہ میں اپنی کتابوں میں لکھ آیا تھا کہ میں ایک دائم المرض اور مراقی آدمی ہوں اور مراقی آدمی کی کسی بات کا کوئی اعتبار نہیں ہوتا۔ دیکھو دنیا میں حکیموں اور ڈاکٹروں نے بتلادیا تھا کہ مراقی آدمی کو فرشتے نظر آتے ہیں اور وہ پیغمبری کا دعویٰ کرنے لگتا ہے۔ ’’سودائے مرزا‘‘ میں اس کی مکمل تحقیق کردی گئی تھی۔ یا اللہ ان کو جہنم کے نچلے طبقے میں ڈال دے۔ میرا ان سے کوئی تعلق نہیں۔

مسئلہ اصطلاحات اور شعائر

کسی عام لفظ کو ایک مخصوص حلقہ میں استعمال کرنے کو اصطلاح کہتے ہیں۔ مثلاً اہل بیت کا عام معنی ہے۔ گھر والے، چاہے کسی کے گھر والے ہوں۔ مگر اصطلاح شرع میں اہل بیت سے مراد صرف سید الرسل ﷺ کے گھر والے مراد ہیں۔ ایسے ہی لفظ صحابی کا عام معنی ساتھی کے ہیں۔ مگر اصطلاح شرع میں یہ سید کائنات ﷺ کے ساتھیوں کے ساتھ مخصوص ہو گیا ہے۔ جب کہ اقرب الموارد وغیرہ میں ہے کہ لفظ صحابہ آپؐ کے ساتھیوں کے لئے علم (ذاتی نام) کی حیثیت اختیار کر چکا ہے۔

ایسے ہی لقب ام المؤمنین صرف ازواج مطہرات کے ساتھ مخصوص ہے اور خلیفہ بمعنی نائب، آنحضرت ﷺ کے خلفاء کے ساتھ مخصوص ہو گیا ہے۔ جملہ ''صلی اللہ علیہ وسلم'' یعنی آنحضرت ﷺ پر درود وسلام ہو یہ صرف سید الرسل ﷺ کے ساتھ مخصوص ہے۔ جملہ ''علیہ السلام'' یعنی اس پر سلامتی ہو ایک عام دعائیہ کلمہ ہے۔ مگر یہ جملہ از روئے قرآن حکیم انبیاء کرام علیہم السلام کے ساتھ ہے۔ جملہ ''رضی اللہ عنہ'' صرف صحابہ کرامؓ کے ساتھ مخصوص ہے اور وہ بھی جملہ خبریہ کے طور پر کہ اللہ ان سے راضی ہو گیا۔ اس قسم کی تمام اصطلاحات شرعاً ایک خاص حلقہ میں استعمال ہوں گی۔ ان کے علاوہ دوسری جگہ ان کا استعمال ناجائز ہوگا۔ ہاں بعض صورتوں میں کوئی جملہ خبریہ ضمناً اور تبعاً دوسرے کے لئے استعمال ہو سکتا ہے۔ جیسا کہ ایک مشہور درود ہے کہ: ''اللهم صلی علی محمد عبدك ورسولك وعلی المؤمنين والمؤمنات والمسلمين والمسلمات'' مگر ابتداءً اور مستقل استعمال دوسرے کے لئے جائز نہیں۔ چنانچہ آج تک امت مرحومہ نے اس پر مکمل طور پر عملی شہادت مہیا کی ہے۔ کہیں خال خال کسی بزرگ کے لئے ''رضی اللہ عنہ'' کا لفظ بطور جملہ انشائیہ کے استعمال ہوا ہے تو وہ ''النادر کالمعدوم'' کے حکم میں ہوگا۔ اس کا کوئی اعتبار نہیں اور وہ استعمال کرنے والا کوئی حجۃ شرعی نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ استعمال مقابلہ اور ضد کے طور پر نہیں ہے اور استعمال بھی اہل ایمان کے لئے ہوا ہے۔

ایسے ہی امیر المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، ازواج مطہرات اصطلاحی الفاظ صرف اہل ایمان کے لئے مخصوص ہیں۔ قادیانیوں کو استعمال کرنا کسی بھی صورت میں جائز نہیں۔

ان شرعی اصطلاحات کا مرزائی استعمال

قادیانی اور اس کی ذریت چونکہ مرزا قادیانی کو حضور ﷺ کا ظل اور بروز سمجھ کر اس کے ساتھیوں کو صحابہ قرار دیتے ہیں۔ اس کی گھر والی کو ام المؤمنین کہتے ہیں۔ ایسے ہی لفظ اہل بیت اور

خلیفہ،غیرہ کا استعمال ہے۔ یہ لوگ ان اصطلاحی الفاظ کو مستقل طور پر اور حقیقی معنوں میں استعمال کرتے ہیں۔ لہٰذا ہم کسی بھی صورت میں یہ گوارہ نہیں کر سکتے۔ کیونکہ اس صورت میں ہم نے گویا مرزا کو نبی مان لیا۔ (العیاذ باللہ) اس لئے اس کے جملہ متعلقین کے مناصب کا اقرار کرلیا۔ یہ ہمارے ایمان کے قطعاً منافی ہے۔

ضابطہ: ہمارے سامنے دوصورتیں پیش ہیں۔

۱...... اگر ہم مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت کو تسلیم کرلیں تو ان اصطلاحات کو گوارا کرنا پڑے گا۔ یہ ارتداد اور کفر ہے۔ ’’ونعوذ باللّٰہ العظیم‘‘

۲...... مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تکذیب کی صورت میں ان تمام اصطلاحات کا استعمال ایک سیکنڈ کے لئے ہم گوارہ نہیں کر سکتے۔ یہ عین ایمان ہے۔ ’’وھو المطلوب‘‘

نتیجہ: گویا ان اصطلاحات کو گوارا کرنا مرزا قادیانی کے دعویٰ کی تصدیق ہے اور یہ کفر ہے اور ان کو گوارا نہ کرنا اس کی تکذیب ہے اور ختم المرسلین ﷺ کی تصدیق ہے اور یہ عین ایمان ہے۔ لہٰذا ہم ایمان کے بدلہ کفر وارتداد کی طرف کیوں جائیں؟

شعائر جمع شعیرہ کی ہے

شعائر جمع شعیرہ بمعنی علامت کے ہیں۔ کسی مذہب کے امتیازی اور بنیادی احکام کو جس سے اس مذہب کی پہچان ہوسکے شعائر کہتے ہیں۔ مثلاً عیسائیوں کے علامتی احکام صلیب کا لٹکانا ہے۔ سکھوں کے شعائر کچھا، کڑا اور بال وغیرہ ہیں۔ جن سے ان کی پہچان ہوتی ہے۔ ایسے اہل اسلام کے احکام شعائر کہلاتے ہیں۔ جیسے کلمہ طیبہ، مساجد بمع اس کے متعلقات مثلاً محراب، مینار وغیرہ۔ اذان، قربانی، قبلہ، جہاد وغیرہ۔ کوئی بھی مذہب دوسرے کو نہ اپنے شعائر اپنانے دیتا ہے اور نہ خود دوسرے کے شعائر اپناتا ہے۔ ان شعائری احکام کی پابندی نسبتاً دوسرے احکام سے زیادہ مطلوب ہوتی ہے۔ کیونکہ ان ہی سے اس ملت کا تشخص بنتا ہے۔ ان شعائر سے غفلت یا اس کی توہین اس مذہب سے انحراف کا اعلان تصور کیا جاتا ہے۔ لہٰذا ہم اپنے ان شعائر کے استعمال کی اجازت مرزائیوں کو کسی صورت میں نہیں دے سکتے۔ کیونکہ یہ بات مذہبی اور ایمانی غیرت کے منافی ہے۔

مرزائی اعتراض

مذہبی شعائر کی تخصیص مسلم ہے۔ مگر کچھ شعائر دو مذہبوں کے درمیان مشترک بھی ہوتے ہیں۔ مثلاً کلمہ اور اذان وغیرہ۔ جیسے مسلمانوں کے شعائر ہیں۔ اسی طرح ہمارے بھی شعائر

میں اور مطلق شعائر کے متعلق اللہ کا حکم ہے کہ:''لا تحلوا شعائر اللّٰه (مائدہ:۲) ''اسی طرح مشترک شعائر کے بارہ میں ہے۔''یا اهل الکتاب تعالوا الیٰ کلمة سواء بیننا وبینکم (آل عمران:٦٤) ''لہٰذا ان شعائر سے ہمیں روکنا جائز نہیں۔

الجواب: یہ ہے کہ کلمۃ سواء سے مراد کلمہ توحید ہے۔ جو کہ تمام یہود ونصاریٰ کے درمیان ایک امر مشترک ہے۔ جیسا کہ اگلے الفاظ اس پر دلالت کر رہے ہیں۔ باقی اشتراک شعائر کا نظریہ باطل ہے۔ کیونکہ جن شبہات کی بناء پر یہ نظریہ قائم کیا گیا ہے یا کیا جاسکتا ہے۔ اس کی حقیقت یہ ہے کہ وہ شعائر جن کو مشرکین مکہ بھی قابل تعظیم سمجھتے تھے۔ جیسے بیت اللہ کا طواف، صفاومروہ کی سعی اور قربانی وغیرہ۔ (جس کے متعلق فرمایا کہ:''ان الصفا والمروة من شعائر اللّٰه (البقرہ:۱۵۸) ''اور''والبدن جعلناها لکم من شعائر اللّٰه (الحج:٣٦) '') تو یہ مشترک سرے سے ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اصل میں یہ امور...... امام الموحدین والمسلمین حضرت ابراہیم علیہ السلام کی ملت کے شعائر تھے۔ چونکہ مشرکین مکہ اپنے آپ کو ان کی اولاد اور ان کے دین پر سمجھتے تھے۔ اس لئے یہ امور اپنائے ہوئے تھے۔ جیسے کہ آج کل صلیب پرست عیسائی اپنے آپ کو حضرت مسیح علیہ السلام کے پیروکار تصور کرتے ہیں۔ مگر ان کا ان کے ساتھ سوائے ادّعائی نسبت کے اور کوئی تعلق نہیں۔ ایسے ہی مشرکین کا بھی امام الموحدین کے ساتھ کوئی تعلق نہ تھا۔ مگر یہ چند امور اس دین کے اپنائے ہوئے تھے۔ لیکن جب وہ سالار انبیاء ﷺ تشریف لے آئے تو اعلان کردیا گیا کہ:''ان اولیٰ الناس بابراهیم للذین اتبعوه هذا النبی والذین آمنوا (آل عمران:٦٨) ''یعنی ان مشرکین کا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ کوئی واسطہ نہیں۔ ان کے تعلق اور قرب والے تو وہ حضرات ہیں۔ جنہوں نے ان کی پیروی کی تھی اور اعلان کیا تھا۔''انا برآء منکم (مائدہ:۲۰) حتیٰ تؤمنوا باللّٰه وحده (الممتحنة:٤) ''ان کے بعد ان کی دعاء کا نتیجہ سالار انبیاء ﷺ اور ان کے پیروکار اور امت ہے۔ چنانچہ جب یہ امت دنیائے ہستی پر ظہور پذیر ہوگئی تو ان شعائر کے استعمال سے مشرکین کو سختی سے روک دیا گیا۔ فرمایا: ''انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامهم هذا (التوبہ:۲۸) ''اور''ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللّٰه (التوبہ:۱۷) ''''وما کانوا اولیأه ان اولیأه الا المتقون (الانفال:٣٤) ''

ایسے ہی قادیانیوں نے اپنے روحانی آقاؤں کے زیر سایہ اور اہل اسلام کی غفلت یا مجبوری کی بناء پر جو شعائر اسلامی اپنا لئے تھے۔ (جس کی ناگواری اور عدم اجازت کا اظہار مسلمان

شروع سے کرتے آئے ہیں) اب جب کہ مسلمان حکومت کو اس طرف توجہ ہوئی ہے تو وہ کسی بھی صورت میں ان شعائر کے استعمال کی اجازت نہیں دے سکتی۔ بلکہ قادیانی حضرات اپنی علیحدگی مذہب کی بناء پر اپنے شعائر خود وضع کریں۔ جیسے ابتداء میں مسلمانوں نے اپنے شعائر منتخب کئے تھے۔ حالانکہ اس زمانہ میں یہود ونصاریٰ کے شعائر مثلاً گرجا، گھڑیال وغیرہ موجود تھے۔ بلاوے کے لئے گھنٹہ اور قرنا وغیرہ مستعمل تھے۔ مگر ان سے کسی چیز کو استعمال نہیں کیا گیا۔ ایسے ہی تم لوگ بھی اہل اسلام کے شعائر پر دست درازی کے بغیر اپنے شعائر خود وضع کرو۔ تاکہ تمہارا تشخص قائم ہو۔ جب تم اپنے آپ کو مسلمانوں سے علیحدہ امت سمجھتے ہو اور مسلمانوں کو مرزا قادیانی پر ایمان نہ لانے کی صورت میں تمہارا کوئی علیحدہ تشخص قائم نہ ہوگا۔ لوگ تمہیں بھی انہی کافروں میں شمار کریں گے۔ لہٰذا تمہیں لازمی طور پر اپنا الگ انتظام کرنا چاہئے۔

قادیانیوں کے لئے ایک بہترین اور قابل قبول حل

شعائر کے معاملہ میں قادیانیوں کو کوئی الجھن محسوس نہیں کرنی چاہئے۔ کیونکہ خود مرزا قادیانی نے ان کے لئے عبادت خانہ بنام ''بیت الذکر'' مقرر کر دیا تھا۔ (دیکھئے براہین حصہ چہارم) جسے ان حضرات نے آج کل عملی طور پر اپنا بھی لیا ہے۔ اس بیت الذکر میں مسجد کی کوئی علامت نہ تھی۔ نہ آذان، نہ مینار اور نہ محراب۔ چنانچہ آج بھی قادیان میں دیکھا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر عبادت کے اوقات کے اظہار کے لئے کسی اور چیز کی ضرورت ہے تو اس کا حل بھی مرزا قادیانی نے پیش کر دیا تھا کہ ایک منارہ تعمیر کروایا تھا۔ جس کا نام منارۃ المسیح رکھا گیا تھا۔ اس پر ایک قیمتی گھنٹہ برائے تعین وقت آویزاں کیا تھا۔ تاکہ لوگ وقت پہچان لیں۔ تو یہ لوگ بجائے اسلامی آذان کے اس جیسا گھنٹہ جیسا مینار بنا کر اپنا کام چلا سکتے ہیں۔ ساتھ ہی سنت مرزا بھی پوری ہو جائے گی۔ بالفرض اگر اس سے بھی کام نہ چلے تو اس پر ایک بجنے والا گھنٹہ نصب کر لیں۔ جس طرح عیسائی امت کا انتظام ہے اور یہ صورت سب سے احسن ہے۔ کیونکہ اصلی عیسائیوں کے ساتھ یہ ظلی عیسائی بھی مشابہ ہو جائیں گے۔ آخر مرزا قادیانی مثیل مسیح جو ہوئے۔ یا بوجہ کرشن اوتار ہونے کے لحاظ سے ہندوؤں کی کوئی علامت اپنالیں۔ آذان خالص اہل اسلام کی علامت ہے۔

اس کے ساتھ ان کا کوئی تعلق نہیں ہونا چاہئے۔ ''لکم دینکم ولی دین'' والا قانون استعمال کریں۔ مقام تعجب ہے کہ شعائر کے معاملہ میں اہل اسلام سے نہ ہندو مزاحم ہوتا ہے نہ سکھ، نہ یہود، نہ نصاریٰ۔ کیونکہ اس صورت میں ان کا مذہبی تشخص مجروح ہوتا ہے۔ آخر یہ مرزائی حضرات کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ یہ لوگ اہل اسلام سے کیوں مزاحم ہوتے ہیں۔ حالانکہ

یہ نیا پودا ہے۔ اس کو اپنے تشخص کے بقاء کے لئے تمام شعائر اپنے وضع کرنے چاہئے تھے۔ دیکھئے ایرانی بہائی انہوں نے سب کچھ اپنا وضع کیا ہوا ہے۔ حتیٰ کہ اپنی نسبت بھی اپنے پیشواء کی طرف ہی کرتے ہیں تو جب انہوں نے مرکزی چیز بیت الذکر کو اپنا لیا ہے تو اس کے متعلقات کو اپنے طور پر کیوں وضع نہیں کرتے۔ ان کو تو اصولی طور پر قبلہ بھی بدلنا لازمی ہے۔ کیونکہ بقول بشیر الدین مکہ، مدینہ کی چھاتیوں کا دودھ سوکھ چکا ہے۔ اب قادیان ہی ام القریٰ ہے۔ معاذ اللہ!

اور پھر قرآن میں بقول مرزا قادیانی تین شہروں کے نام بھی قرآن میں موجود ہیں۔ مکہ، مدینہ اور قادیان۔ چنانچہ ان کا حج بھی یہی ادا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے مرزا قادیانی اصلی حج کے لئے وہاں نہیں گئے۔ بوجہ مثیل مسیح ہونے کے اصلی عیسائیوں کی طرح۔

مشرق کو قبلہ بنائیں تاکہ قادیان بھی ہاتھ سے نہ جائے اور مثلیت بھی باقی رہے۔

بقول مرزا قادیانی جب ہر معاملہ میں جدائی اور علیحدگی ہے۔ ذات خدا، رسول، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ۔ غرضیکہ آپ نے تفصیل سے فرمایا کہ ایک ایک چیز میں اختلاف ہے۔ خطبہ مرزا محمود (الفضل ج۱۹ نمبر۱۳، مورخہ ۳۱ر جولائی ۱۹۳۱ء) تو پھر شعائر میں بھی علیحدگی اختیار کریں۔

مرزا بشیر الدین کہتے ہیں کہ: ’’کیا مسیح ناصری نے اپنے پیروؤں کو یہودیوں سے الگ نہیں کیا اور ایسے ہی ہر نبیؑ نے اپنی امت کو دوسرے لوگوں سے الگ کیا۔ پس اگر مرزا قادیانی نے جو کہ نبی اور رسول ہیں اپنی جماعت کو منہاج نبوت کے مطابق غیروں سے الگ کیا تو کونسی نئی اور انوکھی بات ہے۔‘‘ (الفضل ج۵ شمارہ ۶۹، ۷۰، ص۳، مورخہ ۲۶ر فروری، ۲ر مارچ ۱۹۱۸ء)

ایسے (ملائکۃ اللہ ص۴۶، ۴۷) میں اپنی امت کا الگ تشخص قرار دیا گیا ہے۔ تو شعائر میں اشتراک اور مزاحمت کیوں کرتے ہیں۔ یہ صرف عام مسلمانوں کو دھوکہ دینے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ تاکہ لوگ ہمیں بھی مسلمان تصور کر کے ہمارے دام تزویر میں پھنس جائیں۔

یہ بھی یاد رہے کہ قادیانیوں نے اپنا کلینڈر علیحدہ بنایا ہوا ہے۔ مرزا قادیانی کے الہامات کے مجموعہ کو تذکرہ کہتے ہیں۔ جو کہ ’’کلا انہا تذکرۃ‘‘ کے مطابق قرآن کا ایک نام ہے۔ ایسے ہی ہر معاملہ میں نقل مارتے ہیں۔ لہٰذا ان کو اپنے شعائر، اصطلاحات اور آذان وغیرہ الگ تیار کرنی چاہئے تاکہ ان کا اپنا تشخص قائم ہو۔ آدھا تیتر اور آدھا بٹیر والا معاملہ نہ ہو۔

قادیانیوں کے لئے لمحہ فکریہ

جب تم لوگ اپنے آپ کو حق پر سمجھتے ہو اور ان تمام شعائر کا اپنے آپ کو حقدار جانتے ہو۔ حکومت کا تمہیں غیر مسلم اقلیت قرار دینا اور ان شعائر کے استعمال سے روکنا ظلم اور زیادتی

خیال کرتے ہو تو تمہارے سامنے دو ہی راستے ہیں یا تو اپنے نظریات پر نظر ثانی کر کے صراط مستقیم یعنی دوسرے مسلمانوں کے ہمنواء ہو جاؤ۔ یا پھر اس پاکستان کو چھوڑ دو۔ کیونکہ اپنے مذہب اور شعائر مذہب کی حفاظت اتنی اہم ہے کہ عدم حفاظت کی صورت میں ترک وطن از روئے قرآن وسنت فرض ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ ہر زمانہ میں اہل حق کا طرز عمل اس کی گواہی دیتا ہے۔ مثلاً جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے آبائی معاشرہ میں تبلیغ حق میں رکاوٹ محسوس کرتے ہیں تو اعلان کر دیتے ہیں۔ ’’انی ذاھب الی ربی سیھدین ‘‘ ایسے ہی حضرت موسیٰ علیہ السلام کی سنت ہے۔ آخر کار سید الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقہ ملاحظہ فرمالیجئے۔

جب آپ ﷺ نے دعوت حق پیش فرمائی۔ مخالفت ہوئی اہل حق کو طرح طرح کی تکالیف اور اذیتوں سے دوچار کیا گیا۔ مگر اہل حق نے خندہ پیشانی سے سب کچھ برداشت کیا۔ گرم پانی میں ڈبکیاں کھائیں۔ رسیاں ڈال گھسیٹے گئے۔ کعبۃ اللہ سے روکے گئے۔ لوہے سے داغے گئے۔ مگر پائے استقلال میں ذرا بھر بھی جنبش نہ آئی۔ خود سید المرسلین ﷺ پر وہ آزمائشیں آئیں کہ ’’الامان والحفیظ ‘‘ ان حالات کے پیش نظر نہ تو کوئی شعار بدلا گیا نہ کسی عقیدہ سے انحراف کیا گیا۔ بلکہ دین کے تحفظ کے لئے حبشہ کو ہجرت کرنے کا حکم دے دیا گیا اور پھر مجموعی طور پر ہجرت مدینہ کا حکم آ گیا۔ اس لئے کہ اس معاشرہ میں دین کا تحفظ نہ ہو سکتا تھا۔

لہٰذا اگر تمہیں بھی اپنے حق پر ہونے کا یقین ہے اور یہاں تمہارے دین اور شعائر دین میں دخل اندازی ہوتی ہے تو مت برداشت کرو۔ وطن چھوڑ کر اہل حق کی سنت پر عمل کرو۔ برطانیہ ہجرت کر جاؤ کہ وہ تمہارے امام کی جائے ہجرت ہے اور بقول مرزا غلام احمد ’’سلطنت برطانیہ تمہارے لئے سایہ رحمت ہے۔‘‘ یہاں سے ہجرت کرنا تم پر فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ’’ان الذین توفھم الملئکۃ ظالمی انفسھم قالوا فیما کنتم قالوا مستضعفین فی الارض قالوا الم تکن ارض اللہ واسعۃ فتھاجروا فیھا فاؤلئک مأوھم جھنم وساء ت مصیرا (النساء:۹۷)‘‘ ﴿جن لوگوں کی جان نکالتے ہیں فرشتے اس حال میں کہ وہ اپنا برا کر رہے ہوتے ہیں۔ کہتے ہیں تم کن حالات میں تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس ملک میں مغلوب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ کیا خدا کی زمین وسیع نہ تھی کہ تم اس میں ہجرت کر جاتے۔ تو ایسے لوگوں کا ٹھکانہ دوزخ ہے اور وہ بہت بری جگہ ہے۔﴾

قادیانی اور شعائر

شعائر کا مسئلہ اتنا نازک ہے کہ کوئی مذہب ہو۔ پس دوسرے کو اپنے شعائر کے استعمال

کی اجازت نہیں دے سکتا۔ دیکھئے جب کہ قادیان میں مرزا بشیر الدین کی خلافت کا دور دورہ تھا تو قادیانی مسلمانوں کو اپنی مساجد میں اذان سے روکتے تھے۔ حتیٰ کہ ایک دفعہ احرار نے کچھ رضا کار مسلمانوں کی مساجد میں آذان دینے کے لئے بھیجے تو قادیانیوں نے ان پر حملہ کر کے زخمی کر دیا اور وہ ہسپتال کے بستروں پر صاحب فراش ہو گئے۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری ص ۷۸)

لمحہ فکریہ! اگر قادیانی اپنے سفید آقاء کے بل بوتے پر اپنے شعائر کی حفاظت میں اتنا کچھ کر سکتے ہیں تو اہل حق سید الرسل ﷺ کی نمائندہ حکومت کے ذریعہ کیوں سختی سے انہیں اپنے شعائر کے استعمال سے روک نہیں سکتے۔ قادیانی وکیل مسٹر مجیب الرحمٰن نے استحقاق اذان کے سلسلہ میں دلیل دی تھی کہ قرآن میں اس کو احسن قول فرمایا گیا ہے۔ لہٰذا اس سے روکنا مناسب نہیں۔ تو جواباً عرض ہے کہ قادیانیوں کے قریباً تمام دلائل ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ان کی پیش کردہ دلیل کے ابتداء میں یا آخر میں خود ان کے استدلال کا رد ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے! اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ’’ومن احسن قول ممن دعا الیٰ اللّٰہ وعمل صالحاً وقال اننی من المسلمین (فصلت:۳۳)‘‘ یعنی اس آدمی سے بہتر بات کس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی طرف دعوت دے۔ یعنی اذان کے ذریعے نماز کے لئے بلائے اور خود بھی نیک عمل کرے اور کہے کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔

تو کیا کوئی مرزائی کہہ سکتا ہے کہ میں بھی مسلمانوں میں سے ہوں۔ بلکہ وہ تو ان مسلمانوں کو کافر کہہ کر اذان سے بھی روکنے کی کوشش میں لگے رہے۔ کیا اس وقت یہ اذان احسن قول نہ تھی؟

کفار کی قسمیں

۱…… مطلق کافر! جو اسلام کا سرے سے قائل ہی نہ ہو اور ظاہر بھی یہی کرے کہ میں اسلام کو تسلیم نہیں کرتا۔ ایسا شخص کافر کہلائے گا۔ جیسے یہودی، نصرانی، ہندو، بدھ مذہب وغیرہ۔

۲…… منافق! جو بظاہر اسلام کا اظہار کرے۔ مگر دل میں اسلام کا منکر ہو۔ نہ قرآن مجید کا قائل ہو اور نہ ہی ختم المرسلین ﷺ کا، اور نہ احکام اسلام مثل نماز، روزہ، زکوٰۃ وغیرہ۔ اگرچہ بظاہر دکھلاوے کے لئے نماز، روزہ کا عامل ہو۔ جیسے کہ آنحضرت ﷺ کے زمانہ اقدس میں منافق تھے کہ وہ کلمہ بھی پڑھتے تھے۔ آپ ﷺ کے پیچھے نمازیں بھی پڑھتے اور کچھ دوسرے احکام پر بھی عمل کر لیتے۔ حتیٰ کہ بسا اوقات جہاد میں بھی شامل ہو جاتے۔ مگر قلبی طور پر وہ اسلام کے قائل

نہ تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کو فرمادیا کہ: ''وما هم بمؤمنين '' کہ وہ باوجود دعویٰ ایمان کے مؤمن نہیں ہیں۔ دوسری جگہ فرمایا کہ: ''اذا جاءك المنفقون قالوا نشهد انك لرسول الله (المنافقون:۱) '' کہ آپؐ کے پاس جب منافق آتے ہیں تو دعویٰ کرتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ جواباً فرمایا: '' والله يعلم انك لرسوله والله يشهد ان المنافقين لكذبون (المنافقون:۱) '' یعنی اللہ خوب جانتے ہیں کہ آپ اللہ کے رسول ﷺ ہیں۔ اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ یہ بھی گواہی دیتے ہیں کہ یہ منافق اپنے دعویٰ ایمانی میں بالکل جھوٹے ہیں۔ یہ لوگ دل سے آپ ﷺ کی رسالت کے قائل نہیں۔ ان لوگوں کی بار بار مذمت کی گئی ہے۔

۳...... زندیق یا ملحد! جو دعویٰ تو اسلام کا کرے۔ کلمہ پڑھے، نماز، روزہ کا بھی قائل ہو۔ مگر حقائق کی تاویل ایسی کرے کہ ان اشیاء کی اصل حقیقت ہی باقی نہ رہے۔ مثلاً کہے کہ میں نماز کا قائل ہوں۔ مگر اس کا مصداق وہ نماز نہیں جو عام مسلمان پڑھتے ہیں۔ بلکہ اس سے مراد فقط دعاء کرنا ہے یا تھوڑی سی پریڈ کرنا ہے۔ گو کہ الفاظ کا قائل اور اس کے مفہوم مسلّم عند الامۃ کا منکر ہو۔ گویا کہ وہ اپنے کفر کو اسلام بتائے اور صحیح اسلام کو کفر کہے۔ جیسے چودہ سو سال سے خاتم النبیین ﷺ کا مفہوم امت قرآن وحدیث کی روشنی میں یہی سمجھے ہوئے ہے کہ آپؐ خدا کے آخری نبی ہیں۔ آپؐ کے بعد کسی اور شخصیت کو عہدہ نبوت پر ہرگز فائز نہ کیا جائے گا اور وہ اس کا یہ مفہوم لے کہ خاتم النبیین کا معنی ہے نبیوں کی مہر یعنی آپ کی مہر سے آئندہ نبی بنتے رہیں گے۔ گویا وہ اصلی اسلام کو کفر ثابت کر رہا ہے اور اپنے کفر کو اسلام بتا رہا ہے۔ ایسے ہی مسئلہ نزول مسیح کا تو قائل ہو کہ واقعتہً آخیر زمانہ مسیح نے آنا ہے۔ مگر وہ مسیح نہیں جو ساری امت اوّل سے لے کر آخر تک تسلیم کرتی چلی آئی ہے۔ بلکہ اس سے مراد یہ ہے کہ مسیح علیہ السلام کے رنگ میں ایک نیا شخص پیدا ہو کر آئے گا۔ جو مسیح ہونے کا دعویٰ کرے گا۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں سینکڑوں مرتبہ بالوضاحت فرمایا گیا ہے کہ آخر زمانہ میں وہی مسیح علیہ السلام آئیں گے جو پہلے بنی اسرائیل کی طرف رسول بن کر آئے تھے۔ وہ بغیر باپ محض قدرت الٰہی سے حضرت مریم علیہا السلام کے ہاں پیدا ہوئے تھے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو کفار کے نرغہ سے بچا کر زندہ آسمان پر اٹھالیا۔ چنانچہ وہ آخر زمانہ میں جامع دمشق کے مشرقی منارہ پر سے اتریں گے۔ آکر دجال کو قتل کر کے تمام روئے زمین پر دین حق کو غالب کریں گے۔ کوئی کافر، یہودی، عیسائی باقی نہ رہے گا۔ پھر فوت ہو کر روضہ رسول ﷺ میں مدفون ہوں گے۔

۴...... مرتد! لفظی معنی ہے پھرنے والا۔ یعنی ایسا شخص جو اسلام سے منحرف ہو کر کوئی

دوسرا مذہب اختیار کر لے یا اسلام کے مسلمہ عقائد اور احکام فرضیہ میں سے کسی ایک کا انکار کر دے۔ جیسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کو تو تسلیم کرتا ہے۔ مگر آپ ﷺ کی خاتمیت کو تسلیم نہیں کرتا۔ یا تمام عقائد کو تو تسلیم کرتا ہے۔ مگر نماز یا زکوٰۃ کی فرضیت کا منکر ہے۔ ایسے شخص کو مرتد یعنی منحرف اور باغی کہتے ہیں۔

ان چاروں گروہوں کے احکام

۱...... کافر کو اسلام قبول کرنے کے لئے مجبور نہیں کیا جا سکتا۔ ''لا اکراہ فی الدین (البقرہ:۲۵۶)'' قرآنی حکم ہے۔ ہاں اس کو اسلام کی تلقین اور تبلیغ ہو سکتی ہے۔ وہ مسلمان حکومت میں جزیہ دے کر ذمی بن کر رہ سکتا ہے۔ اپنی عبادات آزادی سے کر سکتا ہے۔ مگر اپنے مذہب کی اعلانیہ تبلیغ اور تشہیر نہیں کر سکتا۔

۲...... منافق چونکہ بظاہر اسلامی اعمال ادا کرتا ہے۔ لہٰذا اس کو اسلامی معاشرہ کے حقوق حاصل ہوں گے۔ لیکن اس کا اندرونی معاملہ خدا کے سپرد ہے۔ مگر اب صرف مسلمان ہیں یا کافر۔ منافقوں کی کوئی مستقل جماعت نہیں ہے۔

۳...... زندیق مثل مرتد کے واجب القتل ہے۔ مرتد کی توبہ اور اصلاح کی مہلت مل سکتی ہے۔ مگر اس کو مہلت نہ ملے گی اور نہ ہی اس کو توبہ معتبر ہوگی۔

۴...... مرتد کا حکم یہ ہے کہ جن شبہات کی بناء پر وہ تارک دین ہوا ہے۔ ان کو زائل کرنے کی کوشش کی جائے گی اور دوبارہ اسلام میں واپس آنے کی دعوت دی جائے گی۔ اگر پھر بھی وہ تائب نہ ہو اور مہلت اور تلقین اس کے لئے مفید ثابت نہ ہو تو اسے قرآن وحدیث کے واضح احکام کے مطابق قتل کر دیا جائے گا۔ کما مر من قبل! ہاں اگر یہ صورت ہو کہ ایک پورا علاقہ یکدم مکمل اسلام سے یا بعض ضروریات دین مثلاً عقیدہ آخرت، حجیت حدیث یا فرضیت نماز وغیرہ سے منکر ہو جائے یا فرداً فرداً اتنے مرتد ہو جائیں کہ ان کی ایک مستقل جماعت بن گئی ہو اور اسلامی حکومت ان پر قابو نہ پا سکی یا کوتاہی کی بناء پر ان کی سرزنش نہ کی گئی۔ پھر جب موقعہ میسر ہو تو حضرت صدیق اکبرؓ کی طرح ان سے جہاد کیا جائے گا۔

(مرتد کی قسمیں) موقوف اور مسلسل

جو شخص اسلام سے منحرف ہو کر عیسائی یا ہندو ہو گیا وہ مرتد ہے۔ اس کی افہام وتفہیم یا قتل اسلامی حکومت پر لازمی ہوگا۔ لیکن اگر یہ شخص بچ گیا۔ آئندہ نسل چل پڑی تو اس کی آئندہ نسل واجب القتل نہ ہوگی۔ کیونکہ وہ خود اسلام سے منحرف نہیں ہوئی۔ لہٰذا وہ مرتد نہیں بلکہ کافر ہوگی اور کافر کے احکام مرتد سے الگ ہیں۔

لیکن اگر کوئی بدنصیب مسلمان، مرزائی ہو جاتا ہے یا زندیق بن جاتا ہے تو اس کا حکم الگ ہے۔ وہ یہ کہ وہ خود بھی اور اس کی آئندہ اولاد بھی جو اس کے عقائد پر ہوگی۔ واجب القتل ہوگی۔ چاہے سو نسلیں پیدا ہو جائیں۔ جو نسل بھی اس کے نظریات پر ہوگی وہی مرتد اور واجب القتل ہوگی۔ کیونکہ مرزائی وہ ہوتا ہے جو خاتم النبیین ﷺ کے بعد مرزا قادیانی (جس نے آپ کے بعد دعویٰ نبوت کیا) کو نبی تسلیم کرے تو چونکہ نئے مدعی نبوت کو تسلیم کرنا ارتداد ہے۔ لہٰذا مرزائی کی آئندہ نسلیں بھی اسی حکم کے تحت رہیں گی۔ کیونکہ جو بھی مرزائی ہوگا وہ مرزا قادیانی کو نبی ماننا ہوگا اور یہی ارتداد ہے۔ لہٰذا ہر مرزائی اصلی ہو یا نسلی مرتد ہی ہوگا اور اس کی سزا بذمہ حکومت اسلامیہ قتل ہوگی۔

مسئلہ ختم نبوت

''الحمدلله رب العالمين والصلوٰة والسلام علىٰ خاتم النبيين والمرسلين ۰ اما بعد ۰ فاعوذ بالله من الشيطن الرجيم ۰ بسم الله الرحمن الرحيم ۰ هوالذى بعث فى الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفى ضلل مبين وآخرين منهم لما يلحقوا بهم وهو العزيز الحكيم (الجمعة:۲،۳)'' ﴿وہ ذات کہ جس نے ان پڑھوں میں ایک عظیم رسولؐ انہی میں سے بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے۔ ان کے دلوں کو کفر وشرک کی آلائشوں سے پاک صاف کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے واضح گمراہی میں تھے اور (اسی رسول کو) دوسرے لوگوں کے لئے بھیجا جو ابھی تک ان سے ملے نہیں۔ وہ ذات بڑے غلبے والی اور حکمتوں والی ہے۔﴾

یہ آیت کریمہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کی دعاء کی قبولیت کا نتیجہ ہے۔ جب انہوں نے تعمیر قبلہ کے بعد دعاء فرمائی کہ: ''ربنا وابعث فهم رسولاً منهم (البقره:۱۲۹)'' کہ اے میرے اللہ تو محض اپنے فضل وکرم سے وہ عہد والا رسولؐ میری اس اولاد میں بھیج دے جو تیرے بیت اللہ کے پاس بسنے والی ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی دعاء کو جامۂ قبولیت پہناتے ہوئے فرمایا: ''هوالذى بعث فى الاميين رسولاً منهم'' دوسری جگہ فرمایا: ''لقد من الله على المؤمنين اذبعث فيهم رسولاً (آل عمران:۱۶۴)'' کہ اللہ نے اہل ایمان پر احسان فرمایا کہ اپنے خلیل علیہ السلام کی دعاء کو تمہارے حق میں قبول فرمالیا۔

چونکہ اس عہد والے رسول ﷺ نے تمام جہان کے لئے ہادی بن کر آنا تھا۔ لیکن دعائے خلیل علیہ السلام سے عمومیت کا اظہار نہ ہوتا تھا۔ اس لئے وضاحت فرمادی کہ صرف ان لوگوں ہی کے لئے نہیں بلکہ حسب وعدہ کہ تم سے دنیا کے تمام گھرانے برکت پائیں گے۔ (پیدائش ب:۲۲) ''وآخرین منھم لما یلحقوا بھم '' دوسرے تمام لوگوں کے لئے بھی اس رسول معظمؐ کو مبعوث کیا جائے گا۔

(صحیح مسلم ج ۲ص۳۱۲، باب فضل فارس، ترمذی ج ۲ص۲۳۱، باب فی فضل العجم، السنن الکبریٰ للنسائی ج ۵ص۷۵، حدیث نمبر ۸۲۷۸، کتاب المناقب) میں حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ جب یہ سورۃ جمعہ نازل ہوئی تو صحابہؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ یہ آخرین کون ہیں؟ تو کچھ توقف کے بعد باذن الٰہی حضرت سلمانؓ کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر فرمایا کہ اگر ایمان ثریا پر بھی پہنچ جائے تو اس کی قوم کے لوگ اس کو لے آئیں گے۔ گویا اولین مصداق اہل فارس ہوں گے۔ پھر بعد میں قیامت تک تمام انسان، اسی لئے سید الرسل ﷺ نے تمام بادشاہوں کے نام دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے۔

امام مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ آخرین سے مراد تمام غیر عرب ہیں اور جو بھی قیامت تک آپؐ کی تصدیق کرے گا۔ اسی طرح حضرت سہل بن سعدؓ کی مرفوع حدیث ہے کہ آپؐ نے آخرین سے مراد قیامت تک آنے والی تمام امت لی ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۸ص۱۴۲،۱۴۳، زیر آیت آخرین منھم)

گویا اس آیت خاتم النبیین ﷺ کی بعثت عامہ کا بیان ہے کہ آپ کی نبوت قیامت تک جاری وساری رہے گی۔ آپؐ کے بعد کوئی دوسرا نبی نہ بنایا جائے گا۔ جس ہستی پر یہ آیت نازل ہوئی اس نے اس کا یہی مفہوم ارشاد فرمایا ہے اور آپ کی اتباع میں تمام امت اسی مفہوم کی قائل ہے۔ کسی بھی مفسر نے کسی بھی زمانہ میں اس کے علاوہ دوسرا مفہوم مراد نہیں لیا۔ حتیٰ کہ مرزائیوں کے مسلمہ مجددین مثل ابن جریر، ابن کثیر، فخر الدین رازی، جلال الدین السیوطی وغیرہ رحمہم اللہ میں سے بھی کسی نے بھی اس کے علاوہ کوئی معنی مراد نہیں لیا۔

مگر مرزا قادیانی اس آیت مبارکہ کی تحریف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ آخرین سے مراد حضور ﷺ کی دوسری بعثت ہے کہ آپؐ دو دفعہ مبعوث ہوں گے۔ پہلی دفعہ تو مکہ مکرمہ میں حقیقی طور پر مبعوث ہوئے اور دوسری مرتبہ آخری زمانہ میں بطور ظل کے۔ جس کا مصداق میں ہوں۔ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ!

مرزا قادیانی تقریباً اپنی ہر کتاب میں اسی تحریف کو دہراتے رہتے ہیں کہ:'' و آخرین منهم '' سے مراد آنحضور ﷺ کی دوسری بعثت ہے۔ پہلی دفعہ تو آپ اپنی حقیقی بعثت میں تشریف لائے اور دوسری مرتبہ آپ کی بعثت بروزی طور پر آخری زمانہ کے لوگوں کے لئے ہوگی اور ترکیب یوں بتاتا ہے کہ:'' فی الامیین رسولا وبعث فی آخرین رسولا '' یعنی ایک رسول حقیقت ابتداء امیوں میں مبعوث فرمایا اور دوسری مرتبہ دوسرا رسول اخیر زمانہ کے لوگوں کے لئے بھیجا جو پہلے ہی کا ظل اور بروز ہے۔ لیکن یہ آخری بعثت پہلے سے کہیں زیادہ اکمل ہے۔ معاذ اللہ! پہلی بعثت مثل ہلال کے ہے۔ (پہلی رات کا چاند) اور دوسری بعثت بدر تام یعنی چودھویں کے چاند کی طرح ہے۔ حالانکہ یہ سراسر دھوکا اور واضح ترین تحریف ہے۔ اس سے بڑا کفر اور کوئی نہیں ہے۔ کیونکہ یہ مفہوم نہ خاتم المرسلین ﷺ نے مراد لیا اور نہ امت کو تلقین فرمایا نہ کسی صحابیؓ، تابعیؒ یا اس کے بعد ائمہ اربعہؒ میں سے کسی نے لیا نہ کسی محدث یا کسی مجدد، ولی اور بزرگ نے لیا ہے۔ بلکہ ظل اور بروز کی اصطلاح ہی غیر اسلامی ہے۔ نہ قرآن میں اس کا ذکر ہے نہ کسی حدیث میں۔ نیز اس طریقے سے کسی کو نبی ماننے سے نبوت کا اکتسابی تسلیم کرنا لازم آتا ہے۔ حالانکہ نبوت باتفاق جمیع امت وہبی اور عطائی ہے۔ اس میں کسب ومحنت کا ذرا بھی دخل نہیں۔ ''الله اعلم حيث يجعل رسالته '' یہ ظل وبروز کا چکر صرف مرزا قادیانی کی تحریف اور دجل ہے۔'' اللهم احفظنا منه ''

پھر اس تفسیر پر آپ ﷺ کی بعثت امیین کے لئے مخصوص ہو جاتی ہے۔ حالانکہ آپ ﷺ کی بعثت قیامت کے لئے ہے۔ نیز خاتم الانبیاء مرزا دجال قرار پاتا ہے۔ معاذ اللہ! جو کہ ایک امر محال ہے۔

اس آیت کی صحیح تفسیر جو سلف صالحین سے منقول ہے وہ وہی ہے جو تفسیر ابن کثیرؒ سے منقول ہوئی ہے کہ جب حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے دعاء مانگی کہ:'' ربنا وابعث فيهم رسولا منهم يتلوا عليهم اياتك ويعلمهم الكتاب والحكمة ويزكيهم انك انت العزيز الحكيم (البقرہ:۱۲۹) '' ﴿اے ہمارے پروردگار وہ عہد والا رسول جس پر ایمان اور معاونت کا ہم سب جماعت انبیاء علیہم السلام سے پختہ عہد لیا گیا ہے۔ وہ رسول میری اس اولاد میں سے پیدا فرما کر ان ہی کی ہدایت کے لئے مبعوث فرما دیجیو جو کہ تیری آیات ان کو پڑھ کر سنائے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دے اور ان کو ہر قسم کے کفر وشرک اور گناہ کی آلائشوں سے پاک کرے۔ بلاشبہ تو ہی غلبے والا اور حکمتوں والا ہے۔﴾

تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی دعاء قبول فرما کر ارشاد فرمایا کہ: ''ھو الذی بعث فی الامیین رسولا'' کہ اے ابراہیم علیہ السلام میں نے تمہاری دعاء کو سن کر قبول کر لیا۔ چنانچہ وہ عہد والا رسولؐ ان لوگوں میں بھیجا جائے گا۔ پھر صرف اتنا ہی نہیں کہ جو کچھ تو نے مانگا اتنا ہی دیا جائے گا۔ بلکہ جیسے میں نے اولاد مانگنے پر ''رب ھب لی من الصالحین'' صرف ایک ہی بیٹا اسماعیل علیہ السلام نہیں دیا بلکہ دوسرا اسحٰق علیہ السلام بھی عنایت فرمایا۔ بلکہ ویعقوب علیہ السلام نافلتہ۔ آگے یعقوب علیہ السلام پوتا بھی دیا۔ بلکہ آئندہ کے لئے نبوت ورسالت آپ ہی کی اولاد میں کر دی گئی۔ یہ میری ہی عنایات ہیں کہ جو میرا بن جائے تو اس کو مانگنے سے کہیں زیادہ دیتا ہوں۔ ''انی جاعلك للناس اماما''

دوسری مثال سنئے: حضرت عمرؓ بارگاہ الٰہی میں دست طلب پھیلاتے ہیں کہ اے میرے مولا تیرے خلیل علیہ السلام نے تیرے حبیب کا تجھ سے سوال کیا تو نے پورا کر دیا۔ پھر تیرے حبیبؐ نے تجھ سے مجھے مانگا تو تو نے مجھے کفر وشرک کے اندھیروں سے نکال کر شیطان کے قدموں سے اٹھا کر اپنے حبیبؐ کے قدموں میں ڈال دیا۔ اب میرے مولا میں جسے تیرے حبیبؐ نے تجھ سے مانگا آپ کی درگاہ میں نہایت ہی عاجزی سے سوال کرتا ہوں۔ ''اللھم انی اسئالك شھادة فی سبیلك وموتا فی بلد رسولك (البدایة والنھایة ج۷ ص۱۳۷)'' اے اللہ میں تیرے حبیب کا مانگا ہوا ہوں۔ مجھ پر عنایت فرما کر مجھے اپنے راستے میں شہادت نصیب کر اور میری موت بھی اپنے حبیبؐ کے شہر میں مقدر فرمادے۔ تو فوری طور پر رب العالمین نے فیصلہ سنا دیا کہ اے میرے حبیبؐ کے فاروق اور مراد تو نے کیا مانگا؟ کچھ بھی نہیں مانگا۔ آ میں تجھے اپنی رحمت کے نظارے دکھاؤں۔ میں تجھے صرف مدینۃ النبی ﷺ میں شہادت ہی نہیں دوں گا بلکہ مسجد النبی شہادت ہی نہیں دوں گا بلکہ مسجد نبوی ﷺ میں۔ اپنے حبیب ﷺ کے مصلّے پر اپنی بارگاہ میں حاضر کر کے اپنے ذبیح علیہ السلام کی سنت کا نظارہ دنیا کو دکھاؤں گا۔ پھر اتنا ہی نہیں بلکہ جس کا تو مانگا ہوا تھا۔ اسی کے قدموں میں روضہ اطہر کے اندر قیامت تک جائے استراحت بھی عطا کروں گا اور پھر قیامت کے دن اسی ذات اقدس ﷺ کے ہاتھ میں ہاتھ ڈال کر میدان حشر کی طرف چلاؤں گا۔ پھر حوض کوثر پر تمہاری شان، ساری کائنات کو دکھا کر جنت فردوس میں اسی حبیب ﷺ کی وزارت رفاقت اور جوار بھی عنایت کروں گا۔ تو نے دنیا میں ''رضیت باللہ ربا وبالاسلام دینا وبمحمد بنیا ورسولا ﷺ (مشکوٰة ص۳۲، باب الاعتصام بالکتاب والسنة)'' کا نعرہ لگایا تھا۔ ہم نے تم سب کو لقد رضی اللہ عن المؤمنین کا

سرٹیفکیٹ عنایت کر دیا تھا۔ تو اسی طرح یہاں بھی فرمایا کہ صرف ان ہی لوگوں میں نہیں۔ بلکہ قیامت تک آنے والوں کے لئے ہادی اور راہنما بنا کر بھیجوں گا۔ گویا بعثت کی عمومیت بیان ہو رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ایک ہی ہے۔ بعثت بھی ایک ہی ہے جو قیامت تک رہے گی۔ مگر مبعوث فیہم کی دو جماعتیں قرار دیں۔ اوّلین جن کو امیین فرمایا اور آخرین جو قیامت تک پیدا ہونے والے ہیں۔ چونکہ دعائے خلیل علیہ السلام میں بعثت عمومی کا اظہار نہ تھا۔ لہٰذا ان کی معین دعاء کی قبولیت کو علیحدہ بیان فرما کر مزید فرمایا کہ: ''وآخرین منهم'' کہ رسول اللہ ﷺ صرف ان ہی میں نہیں بلکہ ان کی بعثت آخرین میں بھی ہوگی۔ مبعوث متعدد نہیں بلکہ مبعوث فیہم متعدد ہیں۔ جیسے دوسری جگہ فرمایا: ''وهو الذی فی السماء اله وفی الارض اله وهوالحکیم العلیم (الزخرف:۸٤)'' ﴿اور وہ ذات جو کہ آسمان میں معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے اور وہ بڑی حکمت والا اور علم والا ہے۔﴾

تو کیا یہاں سے دو الٰہ ثابت ہو جائیں گے؟ معاذ اللہ! ہرگز نہیں الٰہ اور معبود ایک ہی ہے جو دو مرتبہ مذکور ہے۔ مگر عابدین کے دو گروہ ذکر کئے گئے۔ آسمان والے اور زمین والے۔ اس آیت میں رسولاً ایک ہی مرتبہ ذکر ہوا ہے اور ہے بھی ایک ہی رسول ﷺ۔ دوسرا رسول اگر تسلیم کرنا ہے تو اوپر کی آیت میں تو الٰہ دو مرتبہ مذکور ہے۔ وہاں دو الٰہ تسلیم کر لو۔ اگر دو الٰہ تسلیم نہیں کرتے۔ کیونکہ ''وما من اله الا اله الواحد القهار، قل هو الله احد'' آیا ہے۔ تو اسی طرح اس ایک الٰہ کا رسول آخر بھی ایک ہی ہے۔ فرمایا: ''یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا الذی له ملك السمٰوات والارض یحیی ویمیت فآمنو بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلمته واتبعوه لعلکم تهتدون (الاعراف:۱۵۸)'' ﴿اے لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔ وہ اللہ کی ذات کہ جو آسمان وزمین کا مالک ہے۔ زندہ بھی کرتا ہے اور موت بھی دیتا ہے۔ پس تم ایمان لاؤ اس ایک اللہ پر اور اس اللہ کے ایک رسول پر جو کہ نبی امی ہے اور جو کہ ایمان ویقین رکھتا ہے۔ اللہ پر اور اس کے سب کلاموں پر اور اسی کی پیروی کرو تا کہ تم ہدایت پالو۔﴾

اس آیت کریمہ میں کیسی وضاحت کے ساتھ فرمایا کہ جیسے آسمان وزمین کا مالک، موت وحیات کا مالک ایک ہی ہے اور اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔ تو اسی طرح اس کا رسول معظم اور سالار انبیاء ﷺ بھی ایک ہی ہے۔ اسی ایک ہی پر ایمان لانا اور تابعداری اختیار کرنا ہدایت کے لئے ضروری ہے۔ کوئی اس کا مثیل وبروز اور ظل وغیرہ نہیں ہوگا۔ بلکہ اوّل سے لے کر قیامت تک

وہی ہوگا۔غور کیجئے! رسالت عامہ کے ساتھ خدا کی ملکیت عامہ ذکر کرنے کی کیا وجہ ہے؟ اور سنئے:
"رب السموات والارض وما بینهما العزیز الغفار (ص:٦٦)" ﴿وہ رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ دونوں کے درمیان ہے غلبہ والا بخشش والا۔﴾

یہاں پر ربوبیت کے تین مقام ذکر فرمائے۔ آسمان، زمین اور دونوں کا درمیان۔ تو کیا معاذ اللہ رب بھی تین ہی ہو جائیں گے؟ ہرگز نہیں۔ رب ایک ہی ہے۔ یہاں اس کی زیر تربیت تمام کائنات کو تین حصوں میں عمومیت کو ظاہر کرنے کے لئے ذکر فرمایا کہ وہ صرف آسمان کا رب نہیں، صرف زمین کا رب نہیں بلکہ آسمان وزمین اور درمیانی تمام کائنات کا بھی رب ہے۔ اسی طرح سورۃ جمعہ کی آیت سے مقصود بھی یہی ہے کہ آپؐ صرف امیین کے رسول نہیں بلکہ قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کے لئے رسول ہیں۔ آپؐ کے بعد کوئی نبی بنایا نہ جائے گا۔

اور سنئے: جب حضرت سلیمان علیہ السلام نے اللہ سے سوال کیا: "رب اغفرلی وهب لی ملکاً لا ینبغی لاحد من بعدی انك انت الوهاب (ص:٣٥)" کہ اے میرے رب مجھے معاف فرما دیجیو اور مجھے ایسی سلطنت عنایت فرما دو کہ جو میرے بعد کسی کو مناسب نہ ہو۔ (ملنا تو در کنار) بلاشبہ تو ہی سب کچھ عنایت فرمانے والا ہے۔

تو اللہ تعالیٰ نے اپنی داد و دہش کے دروازے کھولتے ہوئے اعلان فرمایا: "فسخرنا له الریح تجری بامره رخاءً حیث اصاب ۰ والشیطین کل بناءٍ وغواص ۰ وآخرین مقرنین فی الاصفاد (ص:٣٦تا٣٨)" ﴿پھر ہم نے ہوا کو ان کے تابع کر دیا۔ جو آپ کے حکم سے نرم نرم جہاں پہنچنا چاہتے چلتی تھی اور تمام شیاطین (جنات) کو ان کے تابع کر دیا جو کچھ تعمیر کرتے تھے اور کچھ غوطہ خور تھے اور بہت سے دوسرے جو بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے۔﴾

دیکھئے! حضرت سلیمان علیہ السلام خدا کے ایک ہی پیغمبر تھے۔ مگر ان کے تابع فرمان جنات کی متعدد جماعتیں تھیں۔ تعمیر کرنے والے، غوطہ خور اور آخرین مقرنین۔ تو کیا ان متعدد جماعتوں کے ذکر سے حضرت سلیمان علیہ السلام کا بھی تعدد (بطور ظل و بروز) تسلیم کر لو گے؟ یہاں بھی آپ کے تابعداروں میں آخرین کا لفظ موجود ہے۔ پھر وہاں منہم تھا۔ یہاں وہ بھی نہیں۔ یہاں تو حسب قاعدہ شمائی بروز مانے جاسکتے ہیں۔ مگر تم یہاں ایک بھی نہ مانو گے۔ تو جیسے یہاں متبوع ایک ہی ہے۔ صرف تابعین کے مختلف طبقے بعض وجوہ سے بیان ہوئے۔ اسی طرح آیات جمعہ میں بھی متبوع ایک ہی ہے۔ مگر تابعین کو بصورت امیین اور آخرین منہم بوجوہ بیان فرمایا۔

ورنہ متبوع کا تعدد کہیں بھی نہیں۔ ایسے ہی اور مثالوں کا انبار لگایا جاسکتا ہے۔ مگر سمجھنے کے لئے اتنا بھی بہت کافی ہے اور مثال ملاحظہ فرمائیے! اسی طرح فرمایا: ''واعدوا لهم ما استطعتم من قوة ومن رباط الخيل ترهبون به عدوالله وعدوكم وآخرين من دونهم لا تعلمونهم الله يعلمهم (انفال:۶۰) ''اس آیت میں دشمنوں کے دو گروہوں کو بیان کیا گیا ہے۔ ایک معلوم اور معروف اور دوسرے غیر معلوم آخرین۔ تو کیا یہاں بھی ایسا معنی کریں گے کہ پہلے دشمنوں کے لئے اصلی سامان جنگ تیار کرو اور آخرین کے لئے ظلی اور بروزی قسم کا اسلحہ تیار کرو۔ حقیقت یہ ہے کہ معمول کے تعدد سے نہ تو عامل کا تعدد لازم آتا ہے اور نہ ہی ایک معمول کے تعدد سے دوسرے معمول کا تعدد لازمی ہے۔ فافهم!

جیسے فرمایا کہ: ''المبعوث الى الاسود والاحمر ۰ المبعوث الى العرب والعجم ''تو کیا یہاں یہ بیان ہوا ہے کہ کالوں کا رسول اور ہے اور گوروں کا اور ہے۔ عربوں کا مبعوث اور ہے اور غیر عرب کا دوسرا الگ ہے؟ ہرگز نہیں رسول تو ایک ہی ہے۔ مگر امت کے دو گروہ بیان فرمائے جارہے ہیں۔ ایک صحابہؓ کی قدسی جماعت اور دوسرے واتبعوا هم باحسان۔

ایک شبہ اور اس کا جواب

مرزا قادیانی ایک تحریف یہ کرتا ہے کہ جب آپؐ امیین میں مبعوث ہوئے تو وہ صحابیؓ بن گئے۔ اسی طرح وآخرین منہم حسب مفاد کلمہ فی جو ظرفیت کے لئے آتا ہے۔ یہ آخرین بھی صحابہ ہوں گے۔ وہ آخرین کو صحابہ قرار دیتا ہے۔ اسی لئے اپنی بیعت کرنے والے تمام مرزائیوں کو صحابہ کا مقام دے کر رضی اللہ بھی لکھا جاتا ہے۔ پھر کہتا ہے کہ جب آخرین صحابی ہوگئے تو ان میں آنے والا کیوں نہ رسول ہوگا؟ ان میں رسول ہے۔ اسی لئے وہ صحابی بنے۔ تو چونکہ سید الرسل ﷺ تو حقیقتاً اور اصالتاً صرف امیین میں تشریف لائے۔ لہٰذا آخرین میں آپؐ کے ظل اور بروز آنے کا وعدہ ہے اور وہ میں ہوں۔ العیاذ باللہ!

الجواب: اللہ تعالیٰ نے دوسری جگہ فرمایا کہ: ''يا ايها الناس انى رسول الله اليكم جميعاً (اعراف:۱۵۸) ''''وما ارسلناك الا رحمة للعالمين (انبياء:۱۰۷) ''''وما ارسلناك الا كافة للناس (سبا:۲۸) ''اور حدیث میں ہے۔ ''وارسلت الى الخلق كافة (مشكوٰة ص۵۱۲، باب فضائل سيد المرسلين ﷺ) ''تو ان آیات وحدیث میں آپ کی رسالت کا عموم بیان کیا گیا ہے کہ آپ کی شریعت اور رسالت

تمام لوگوں کے لئے ہوگی۔ چاہے وہ آپؐ کے زمانہ حیات کے لوگ ہوں یا قیامت تک آنے والے ہوں۔ اس چیز کا بیان نہیں کہ آپ کا وجود اقدس اور جسد اطہر بھی قیامت تک ان تمام لوگوں میں موجود رہے گا۔ آپ کو ملا اعلیٰ کی رفاقت کا پیغام نہ آئے گا۔ بلکہ اسی عالم رنگ و بو میں خلد و دوام حاصل رہے گا۔ چنانچہ اللہ کریم نے آپؐ کے پیغام یعنی قرآن مجید کی حفاظت دائمی کا وعدہ تو فرمایا کہ: ''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون'' مگر آپ کی ذات اقدس اور جسد اطہر کے لئے بقاء و دوام کا وعدہ اس عالم دنیا میں رکھنے کا نہیں فرمایا۔ بلکہ فرمایا: ''انك میت وانهم میتون ۰ وما جعلنا لبشر من قبلك الخلدا فائن مت فهم الخالدون (انبیاء:۳۴)'' ''وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل افائن مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم (آل عمران:۱۴۴)'' آپؐ کے منصب رسالت کی بقاء الیٰ یوم القیامہ کا تو وعدہ ہے۔ مگر جسد اطہر کی حفاظت کا اس ظاہری عالم میں وعدہ نہیں۔ جو پیغام آپؐ امیین کو دے گئے وہی آخرین کے لئے بھی ہے۔

تو جس طرح ''یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً'' اور دوسری آیات میں مقصود بیان رسالت محمدی کا عموم ہے۔ اسی طرح ''هو الذی بعث فی الامیین'' اور ''آخرین منهم'' سے بھی عموم رسالت ہی بیان کرنا مقصود ہے۔ (اولین وآخرین صحابہ اور واتبعواهم باحسان) فرق صرف اتنا ہے کہ پہلی آیات میں امت کی عمومیت کو لفظ جمیعاً اور کافۃ للناس وغیرہ سے بیان فرمادیا اور سورۃ جمعہ میں امت کے دونوں طبقوں کو بیان فرما کر عموم رسالت و بعثت کا اظہار فرمایا کہ آپ کی بعثت صرف امیین کے لئے ہی نہیں بلکہ آخرین کے لئے بھی ہے۔

تحریف قادیانی کا نتیجہ اور انجام

جب خاتم النبیین اور سید المرسلین ﷺ کی دو بعثتیں بقول مرزا تسلیم کرلیں۔ ایک امیین میں اور دوسری آخرین میں تو نعوذ باللہ پھر یہ ثابت ہو جائے گا کہ آپ کی بعثت اس مردود کے آنے تک رہی۔ اب آپ کی بعثت نہیں۔ بلکہ مرزا لعین کی بعثت ہے تو اس طرح آپ کی رسالت کا نسخ اور اختتام لازم آئے گا۔ معاذ اللہ! اور یہ ہر لحاظ سے محال ہے اور پھر جیسے یہ دجال کہتا ہے کہ پہلی بعثت سے یہ دوسری بعثت زیادہ اکمل اور اقویٰ ہے۔ تو اس سے آپؐ کے افضل الرسل ہونے کی نفی ہو جائے گی۔ اس سے بڑھ کر اور کیا کفر اور الحاد ہو سکتا ہے؟ پھر دو بعثتیں تسلیم کرنے سے ختم نبوت کا تاج آپؐ سے منتقل ہو کر (معاذ اللہ) مرزا قادیانی کی طرف چلا جاتا

ہے۔ جو سراسر قرآن وحدیث اور عقل ونقل کے منافی ہے۔ کیونکہ جب بعثت میں تعدد تغائر اور تبائن ہے تو ذو بعثت میں اعراض ثلثہ (تبائن وتغائر وغیرہ) کیوں نہ جاری ہوں گے۔ صفت ہمیشہ موصوف کے تابع ہوتی ہے۔

اگر یہ تبائن اور تغائر نہیں تو (کلمتہ الفصل ص۱۱۰) میں کیوں کہا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو تو مانتا ہے۔ مگر عیسیٰ علیہ السلام کو نہیں مانتا یا عیسیٰ علیہ السلام کو مانتا ہے مگر محمد رسول اللہ ﷺ کو نہیں مانتا یا ان کو تو مانتا ہے۔ مگر مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو نہیں مانتا تو وہ کافر ہے۔ جیسے سابقہ انبیاء علیہم السلام کا تغائر ذاتی ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی بھی متغائر ہے۔ تو اس کا وجود ختم نبوت کے منافی کیوں نہ ہوگا؟

بالفرض والتقدیر ایک سیکنڈ کے لئے (نقل کفر کفر نہ باشد) اگر تسلیم کر لیا جائے کہ بعثتیں دو ہی ہیں۔ ایک امیین کے لئے اور دوسری آخرین کے لئے۔ تو اس سے یہ کیسے ثابت ہوگیا کہ آخرین آپؐ کے تیرہ سو سال بعد والے ہی مراد ہیں۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتے ہیں کہ: ''وآخرین منهم لما يلحقوا بهم'' کہ آپؐ کے مبعوث الیہم وہ بھی ہیں جو ابھی تک نہیں آئے۔

اب یہاں ایک تو لفظ منہم قابل غور ہے کہ وہ کوئی علیحدہ امت نہ ہوں گے۔ بلکہ آپ کی ہی امت کا ایک حصہ ہوں گے۔ جو ابھی تک پیدا نہیں ہوئے اور آپ کی امت قیامت تک آنے والے سارے انسان ہیں۔

دوسرا لفظ ''لما يلحقوا بهم'' ہے۔ یعنی جو ابھی پیدا ہو کر ان موجودین کے ساتھ ملحق نہیں ہوئے۔ ان کے بھی آپؐ ہی نبی ہوئے۔ اگر مرزا قادیانی والا معنی تسلیم کر لیں تو پھر یہ میں پیدا ہونے والے تابعین اور تبع تابعین اور ان کے بعد آج تک تیس سے بھی اوپر نسلیں پیدا ہو چکیں ہیں۔ ان میں بعثت ثانیہ کیوں نہ ہوئی۔ آخر وہ بھی تو آخرین ہی ہیں۔ صرف تیرہ صدیاں بعد والے ہی کیوں آخرین میں شامل ہوگئے۔ یہ غیر ملحق تو دوسری صدی سے ہی آرہے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ صحابہؓ کی ذات قدسیہ وہی صاحب نصیب حضرات ہیں۔ جنہوں نے بحالت ایمان اس رسول محمود ﷺ کی زیارت کا شرف پایا۔ باقی قیامت تک آنے والے سب حضرات واتبعواهم باحسان ہیں۔ صحابی نہیں جیسے فرمایا: ''وددنا انا قدر أينا اخواننا اوكما قال (ابن ماجه ص۳۱۹، باب ذكر الحوض)''

بعثت صرف ایک ہی ہے۔ جیسے قرآن مجید کی متعدد آیات اس پر دال ہیں۔ فرمایا:

''یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعاً (الاعراف:۱۵۸)'' ''وما ارسلناك الا رحمة للعالمین (انبیاء:۱۰۷)'' ''وما ارسلناك الا کافة للناس (سبا:۲۸)'' ''تبارك الذی نزل الفرقان علیٰ عبده لیکون للعالمین نذیرا (الفرقان:۱)'' ''قل اوحی الیٰ هذا القرآن لا نذرکم به ومن بلغ وغیر ذالك من الآیات الکثیره''

دیکھئے آخری آیت میں بھی منذرین یعنی امت کو دو جماعتوں میں تقسیم فرمایا گیا ہے۔ موجودین اور غیر موجودین۔ منذر ایک ہی ہے۔ منذرین کی دو جماعتیں ہیں۔

''الاحادیث الداله...... علی ان الامة هی واحدة الیٰ یوم البعث وصاحب الامة ایضاً واحد البتة''

۱...... ''قال النبی ﷺ ارسلت الیٰ الخلق کافة (مشکوٰة ص۵۱۲، باب فضائل سید المرسلین ﷺ) ''میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ چاہے وہ امیین ہوں یا آخرین منہم ہوں۔ نہ ہی مبعوث میں تعدد ہے اور نہ ہی بعثت میں۔ صرف مبعوث الیہم کے دو حصے بیان فرمائے ہیں۔

۲...... ''بعثت انا والساعة کهاتین (مشکوٰة ص۴۸۰، باب قرب الساعة) ''یعنی میرے اور قیامت کے درمیان کوئی دوسرا مبعوث نہیں ہوگا۔ جیسے انگشت شہادت اور ساتھ والی کے درمیان کوئی دوسری انگشت نہیں۔ اسی طرح آپؐ نے اشارہ بھی فرمایا۔

۳...... اسی طرح آپؐ نے خود کو قصر نبوت کی آخری اینٹ قرار دیا کہ: ''انا تلك البنة وانا موضع اللبنة (مشکوٰة ص۵۱۱، باب فضائل سید المرسلین ﷺ)''

۴...... ''انا حظکم من الانبیاء وانتم حظی من الامم (مجمع الزوائد ج۱۰ ص۷۱، باب ماجاء فی فضل الامة) ''فرمایا کہ میں تمہاری قسمت کا نبیؐ ہوں اور تم میری قسمت کی امت ہو۔ معلوم ہوا کہ سید الرسل ﷺ اور آپ کی امت کے درمیان کوئی ظل وبروز کا چکر نہیں۔

۵...... ''انا رسول من ادرك حیاً ومن یولد بعدی (کنزالعمال ج۱۱ ص۴۰۴ حدیث ۳۱۸۸۵) ''میں ان لوگوں کا بھی رسول ہوں جو میری زندگی میں ہوئے اور ان کا بھی میں ہی رسول ہوں جو میرے بعد پیدا ہوں گے۔ سبحان اللہ! آخر اس بعثت عمومی کی اتنی وضاحت کیوں کی جارہی ہے؟ صرف ایسے ہی دجالوں کے ظل وبروز کی چکر بازیاں ختم کرنے کے لئے۔

۶...... ''قال رسول اللہ ﷺ لا نبی بعدی ولا امة بعدکم فاعبدوا ربکم (کنزالعمال ج۱۵ ص۹٤۷ حدیث٤٣٦٣٨) ''فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں اور تمہارے بعد کوئی امت نہیں۔

۷...... ''قال ﷺ لا نبی بعدی ولا امتی بعد امتی (رواه البهیقی فی کتاب الرؤیا، وروی الطبرانی ج۸ ص٤ ۳۰، حدیث٨١٤٦)''

۸...... حضرت امین الامت ابوعبیدہ بن الجراحؓ آقائے نامدار ﷺ سے سوال کرتے ہیں کہ یارسول اللہ ﷺ ''احد خیر منا، اسلمنا وجاهدنا معك قال نعم قوم یکونون من بعد کم یؤمنون بی ولم یرونی (رواه احمد والدارمی، مشکوٰة ص٥٨٤، باب ثواب هذه الامة) ''امین الامتؓ سوال کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول کیا ہم سے بھی کوئی بہتر ہوسکتا ہے۔ ہم نے اسلام قبول کیا اور آپ کی معیت میں جہاد کیا تو آپؐ نے جواب دیا کہ ہاں ایسے لوگ جو تمہارے بعد ہوں گے وہ مجھ پر ایمان لائیں گے۔ حالانکہ انہوں نے مجھے دیکھا بھی نہ ہوگا۔

یہ صرف جزوی فضیلت ہے۔ ورنہ کہاں صحابہؓ کی قدسی جماعت اور کہاں دوسری امت جن کو معیار حق قرار دیا کہ: ''فان آمنوا بمثل ما امنتم به فقد اهتدوا (البقره:۱۳۷)'' ''محمد رسول الله والذین معه اشدأ علی الکفار (الفتح:۲۹)'' ''ذالك مثلهم فی التوراة ومثلهم فی الانجیل (الفتح:۲۹)'' ''اولئك اصحاب محمد اختارهم الله لصحبة نبیه ولاقامة دینه، الله الله فی اصحابی لا تتخذواهم غرضاً من بعدی (مشکوٰة ص٥٥٤، باب مناقب الصحابة)'' ''وغیر ذالك من النصوص البینة لا تعدد ولا تحصیٰ''

اس سے واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضرات صحابہؓ اور بعد والے سب کے سب سید الرسل ﷺ کی ایک ہی ملی بعثت پر ایمان رکھنے والے ہوں گے۔ کوئی ظل و بروز کا مسئلہ نہیں اٹھایا جائے گا۔

۹...... ''قال ﷺ لا یزال طائفة من امتی منصورین لا یضرهم من خذلهم حتیٰ تقوم الساعة (مشکوٰة ص٥٨٤، باب ثواب هذه الامة)''

اس مضمون کی تیرہ احادیث حضرت مفتی اعظمؒ نے اپنی کتاب ختم نبوت کامل میں درج کی ہیں۔

۱۰...... ’’وقال ﷺ ان من اشد امتی لی حباً ناس یکونون من بعدی یود احدھم لورأنی باھله وماله (مسلم، مشکوٰۃ ص۵۷۳، باب ثواب ھذہ الامة) ‘‘بلاشبہ مجھ سے انتہائی محبت رکھنے والے کچھ لوگ میرے بعد ہوں گے۔ ان میں سے ہر ایک یہ چاہے گا کہ کاش وہ اپنے اہل اور مال بھی قربان کر کے میری ایک جھلک سے بہرہ اندوز ہو جائے۔

اگر آپؐ کے بعد کوئی دوسری بعثت کسی ظلی یا بروزی کی ممکن ہوتی اور وہ صاحب بعثت معاذ اللہ بعینہ آپ کی تمام تر خصوصیات کا حامل ہوتا تو پھر وہ محبین اس کی زیارت سے تسلی پذیر ہو جاتے۔ پہلی بعثت والے کی طرف کیوں کشش رکھتے۔ جب کہ دوسری بعثت والا پہلے سے کہیں اکمل اور اقویٰ تھا۔ جب گھر میں سب کچھ ملتا ہے تو پھر تیرہ سو سال کے سفر ماضی کی کیا ضرورت ہے۔ العیاذ باللہ العظیم !’’لعن اللہ ھذا الدجال اللعین الرجیم ھو ظل الدجال الاکبر بعینه ۰ اما والذی بعث محمدﷺ بالحق بشیرا ونذیرا الیٰ کافة الخلق ۰ ای وربی ۰ فلا وربك ۰ والذی نفس محمدﷺ بیدہ ولعمرك ایھا الحبیب الکریم ان ھذا اللعین الرجیم القادیانی ھو ظل الدجال الاکبر وبروزہ الکامل الاتم لا شك فیه ولاریب فاجتنبوہ وتعوذوا باللہ منه والزموا اکرم الخلق وافضل الرسل مبعوثا الیٰ الاسود والاحمر الیٰ یوم البعثﷺ تسلیما کثیرا کثیرا‘‘

’’وقال النبیﷺ لا یزال من امتی امة قائمة بامر اللہ لا یضرھم من خذلھم ولا من خالفھم حتیٰ یأتی امر اللہ وھم علیٰ ذالك (مشکوٰۃ ص۵۸۳، باب ثواب ھذہ الامة) ‘‘فرمایا سرور عالمﷺ نے میری امت میں سے ایک جماعت، اللہ تعالیٰ کے صحیح دین پر قائم رہے گی۔ ان کے معاندین اور مخالفین ان کا کچھ بھی نہ بگاڑ سکیں گے۔ حتیٰ کہ خدا کا حکم یعنی قیامت آجائے۔ وہ اسی حالت پر ہوں گے۔

یعنی وہ اہل حق جماعت اسی کلی بعثت پر ایمان رکھے ہوئے ہوگی۔ کسی بھی ظل و بروز کے چکر میں ملوث نہ ہوگی۔ تو اگر دوسری بعثت بھی مقدر ہوتی تو اس کا ضرور تذکرہ ہوتا اور یہ ہو بھی کیسے سکتا ہے۔ جب کہ اس صورت میں خاتم النبیینﷺ کی خاتمیت باقی نہیں رہتی۔ بلکہ وہ دوسری بعثت والا (معاذ اللہ) اس منصب پر آجاتا ہے اور یہ کسی بھی صورت میں ممکن الوقوع نہیں۔ لہٰذا خاتم النبیینﷺ بھی ایک۔ آپ کی بعثت بھی ایک۔ ایسے ہی آپ کی امت بھی ایک۔ ایسے

ہی سب کا خدا بھی ایک۔ جیسے خداوند قدوس اکیلا سارے جہان کا معبود ہے۔ اسی طرح اس کا حبیب بھی بلاشرکت غیرے تمام کائنات کے لئے قیامت تک ہادی وراہنما بھی ایک ہی ہے۔ جیسے لا الٰہ الا اللہ میں کوئی ظل و بروز کا چکر نہیں۔ اسی طرح محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت میں کوئی اس قسم کی چکر بازی نہیں چل سکتی۔ خدا اپنی خدائی میں یکتا اور محمدؐ اپنی مصطفائی میں یکتا۔

''یا ایها الناس ان ربکم واحدوا باکم واحدو دینکم واحدو نبیکم واحد لا نبی بعدی (کنزالعمال) ان الرسالة والنبوة قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی (الترمذی ج۲ ص۵۳، باب ذهبت النبوة وبقیت المبشرات)''

ایک نکتہ عجیبہ

خداوند قدوس کے علاوہ ہر چیز میں تحدید ہے۔ بے انتہا اور بے حد صرف وہی ایک ذات ہے۔ لہٰذا سلسلہ نبوت بھی ایک امر محدود تھا۔ اس کی بھی ابتداء اور انتہاء تھی۔ جتنے انبیاء علیہم السلام آنے مقدر تھے وہ آگئے۔ ان کی گنتی پوری ہوگئی۔ چنانچہ پہلے خبر دی جاتی تھی کہ اور آئیں گے۔ چنانچہ ایک جگہ فرمایا: ''ولقد ارسلنا نوحاً وابراهیم وجعلنا فی ذریتهما النبوة والکتٰب (الحدید:۲۶)'' ''ثم قفینا علی آثارهم برسلنا (الحدید:۲۷)''

مگر جب ختم ہونے کو آئے تو فرمایا: ''وقفینا بعیسیٰ ابن مریم (الحدید:۲۷)'' کہ ہم نے ان سب کے بعد حضرت عیسیٰ بن مریم کو بھیجا۔

پھر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے آکر آخری نبی کا اعلان فرمایا کہ: ''مبشراً برسول یأتی من بعدی اسمه احمد'' یعنی میرے بعد صرف ایک ہی آئے گا۔ اسم گرامی بھی بتادیا کہ احمدؐ ہوگا تاکہ کوئی مفتری اور دجال ظل و بروز کا لبادہ اوڑھ کر آنے کی جسارت نہ کر سکے۔ جب وہ آخری آ گیا تو اس پر مہر ختم نبوت لگا کر بھیجا گیا۔ پہلے کسی نبیؐ پر مہر نہ لگائی۔ کیونکہ ابھی سلسلہ نبوت جاری تھا۔ اب مہر والے کے بعد سلسلہ ختم کر دیا گیا اور کوئی نہیں آ سکتا۔ نہ اصلی نہ بروزی اور نہ نقلی۔ ہاں پہلا کوئی آ جائے تو وہ اس ضابطہ کے خلاف نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ شمار اور گنتی کے اندر ہے باہر نہیں۔ جیسے کوئی ایک سو آدمی کو بلائے۔ سب افراد آتے جائیں۔ حتیٰ کہ آخری آدمی آ کر سو کی گنتی کو پورا کر دے۔ اب کوئی نیا نہیں آ سکتا۔ کیونکہ گنتی سو سے بڑھ جائے گی۔ لیکن اگر کوئی آئے ہوئے اور گنے ہوؤں میں سے اٹھ کر کسی ضرورت کے لئے باہر چلا جائے پھر آخری کے بعد بھی اندر آ جائے تو یہ آ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ انہی سو مدعوین میں شامل تھا۔ زائد از شمار نہیں تھا۔ اس طریقہ پر دو اور اس سے بھی زیادہ جا کر آخری کے بعد بھی آ سکتے ہیں۔ اسی طرح حضرت مسیح علیہ

السلام اس شمار اور گنتی میں محسوب ہیں۔ حکمت الٰہیہ کی بناء پر کچھ مدت آسمان پر گذار کر آخر الزمان کے بعد بھی تشریف لے آئیں تو ختم نبوت کے منافی نہ ہوگا۔ کیونکہ وہ پہلے ہی گنتی میں آچکے ہیں۔

آپ کی آمد پر اعلان کر دیا گیا کہ: ”ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللّٰہ وخاتم النبیین“ اور خود ذات مقدسہ نے اعلان فرمایا: ”انا خاتم النبیین لا نبی بعدی ۔ ان الرسالة والنبوة ۔ قد انقطعت فلا رسول بعدی ولا نبی“

خوب سمجھ لو! اللہ تعالیٰ نے قصر نبوت کی آخری اینٹ لگا کر اس پر مہر اختتام لگادی کہ اس کے بعد کوئی اینٹ نہ لگ سکے گی۔ بالفرض اس کے بعد کوئی شخص اسی سائز اور اسی کوالٹی کی کوئی اور اینٹ لگانا چاہے گا تو پھر بھی نہ لگ سکے گی۔ کیونکہ گنتی پوری ہو چکی ہے۔ اب گنجائش نہیں ہے۔ تعداد اور گنتی پر اضافہ ہو جائے گا۔ اسی طرح اگرچہ کوئی ظلی وبروزی بھی آئے گا تو تغائر وتبائن ذاتی تو لازم آئے ہی گا۔ گنتی میں تو اضافہ ہوگا ہی، اتحاد صفاتی ہو تو ہو، مگر یہاں تو وہ بھی ممنوع اور محال ہے۔ ورنہ افضلیت مخدوش جائے گی اور تغائر تبائن ذاتی اضافہ عدد کا مقتضی ہے جو کہ محال ہے۔ پھر بصورت تجویز صرف ایک ہی پر کیوں انحصار ہوگا۔ کثرت کا مانع بیان کیجئے۔ تعدد ممنوع ایک سے بھی لازم اور کثیر سے بھی۔ لیکن آمد سابق اضافہ عدد کا مقتضی نہیں ہوتا۔ لہٰذا جائز الوقوع ہے اور بصورت دلائل آمد واجب الوقوع۔

اگر اس خر دجال کا دعویٰ محض ظلیت کا ہے اور وہ بھی بواسطہ خوخہ صدیقیت کما فی (ایک غلطی کا ازالہ) تو جیسے واسطہ جزو ایمان نہیں۔ ایسے ذو واسطہ جو اس سے ادون اور کمتر ہے۔ وہ کیسے جزو ایمان ہو سکتا ہے۔ مثلاً تفسیر پر ایمان لانا ضروری ہو اور ذو تفسیر یعنی قرآن پر ایمان ضروری نہ ہو۔ ہذا غیر معقول۔

باقی مثلیت سے ادون اور کمتر ہونا لازم نہیں آتا۔ مثلیت تو بعض صفات میں ہوتی ہے یا مطلق اسمیت اور منصب میں۔ درجات کا تفوق اور تنزل غیر ملحوظ ہوتا ہے۔ ”انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا (المزمل:۱۵)“ (وکذالك فی استثنا ب:۱۸، آیت:۱۸) “ اور فرمایا: ”ھذا نذیر من النذر الاولیٰ (النجم:۵۶)“ ”انك لمن المرسلین (یسین:۳)“

اسی طرح یہ ظل دجال اکبر، سید کونین ﷺ کو مثیل موسیٰ علیہ السلام قرار دیتا ہے۔ ”ذکرہ کثیرا فی کتبہ “ تو اس تشبیہ سے مطلق ارسال میں مماثلت ہے۔ درجات کا تفوق وتنزل مبحوث عنہا نہیں۔ ”کما قال ﷺ علماء امتی کانبیاء بنی اسرائیل “ نبی اور غیر

نبی میں تساوی تو کفر ہے۔ہاں مطلق تبلیغ احکام اور اصلاح امت میں مماثلت مقصود ہے۔

اسی طرح تمام انبیاء علیہم السلام کو اپنی اپنی قوم کا بھائی فرمایا گیا ہے تو یہ اخوت صرف انسانیت اور اولاد آدم ہونے میں ہے۔درجات ملحوظ خاطر نہیں۔

''قال ﷺ الانبیاء اخوة العلات دینهم واحد و امهاتهم شتیٰ (بخاری ص۴۹۰، باب قول اللّٰه واذکر فی الکتاب مریم)'' تو یہاں مماثلت اور وحدت مطلق رسالت و نبوت میں ہے۔درجات مبحوث عنہا نہیں۔ایسے ہی اتحاد ادیان بھی درجہ اطلاق ہی میں ہے۔ ورنہ تفاصیل میں تساوی ممکن نہیں ہے۔

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم!

قول عائشہؓ پر مرزائی اعتراض اور اس کا مسکت جواب

''عن عائشةؓ قولوا خاتم النبیین ولا تقولوا لا نبی بعده (تفسیر در منثور ص۲۰٤ ج۵، رواه ابن ابی شیبةؒ فی مصنفه ونقل ابن قتیبة فی تاویل الاحادیث وفی تکملة مجمع البحار ج۵ ص۵۰۲)'' حضرت ام المؤمنین عائشہ الصدیقہؓ سے منقول ہے کہ یہ تو کہو کہ خاتم النبیین، یہ نہ کہو کہ لا نبی بعدہ۔

مرزائی استدلال'

اس روایت کے ظاہری الفاظ سے قادیانی اجراء نبوت پر دلیل پیش کرتے ہیں کہ آپ کے بعد بھی (معاذ اللہ) کوئی نیا نبی بن سکتا ہے۔

الجواب: مرزائی مولوی محمد علی لاہوری نے بھی اپنی تفسیر (بیان القرآن ص۱۱۰۳) میں اس قول کو غیر معتبر قرار دیا ہے۔

۲...... یہ قول کسی معتبر حدیث کی کتاب مثل صحیحین یا سنن اربعہ میں مذکور نہیں۔ بلکہ کسی بھی طبقہ کی کتب میں سوائے ابن ابی شیبہؒ کے مذکور نہیں جو کہ چوتھے طبقہ کی کتاب ہے۔اس طبقہ کی کتب سے عقائد کا اثبات نہیں ہوسکتا۔بالخصوص جب کہ یہ عقیدہ ختم نبوت قرآن وحدیث اور اجماع امت سے روز روشن کی طرح ثابت ہے۔مسلمان کا ایک فرد بھی اس میں اختلاف نہیں رکھتا۔بلکہ یہ ایک ایسا بنیادی عقیدہ ہے کہ اگر یہ عقیدہ نہ ہو تو باوجود باقی سارے صحیح عقائد اور احکام تسلیم کرنے کے بھی کوئی آدمی مسلمان نہیں ہوسکتا۔

ثانیاً معنی اور مفہوم کے لحاظ سے جواب!

ا...... اسی مضمون کی ایک دوسری حدیث حضرت مغیرہ بن شعبہؓ سے منقول ہے کہ ایک آدمی آپ کی خدمت میں آیا۔ "وقال ﷺ محمد خاتم الانبیاء لا نبی بعدہ فقال المغیرہ بن شعبۃؓ حسبك اذا قلت خاتم الانبیاء فانا کنا نحدث ان عیسیٰ علیہ السلام خارج فان هو خرج فقد کان قبله وبعدہ (درمنثور ج ۵ ص ۲۰۴)" کہنے لگا اللہ تعالیٰ درود بھیجے حضرت محمد ﷺ پر جو کہ خاتم الانبیاء ہیں۔ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ (لا نبی بعدہ) تو اس پر حضرت مغیرہؓ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں خاتم الانبیاء کہنا ہی کافی ہے۔ لا نبی بعدہ کی ضرورت نہیں رہتی۔ کیونکہ ہمیں بیان کیا گیا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نازل ہونے والے ہیں تو اگر وہ نازل ہوں تو وہ پہلے کے بھی نبی ہیں اور بعد کے بھی نبی ہوں گے۔

مطلب یہ ہے کہ چونکہ جملہ لا نبی بعدہ سے یہ شبہ پڑتا ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی بھی نبی نہ آئے گا نہ نیا نہ قدیم اور پہلا۔ جس سے اسلام کے اجماعی عقیدہ اور متفقہ اعتقاد نزول مسیح علیہ السلام پر عامیانہ نظروں میں شبہ پڑتا ہے۔ اس لئے ایسے الفاظ استعمال کرنے سے روک دیا۔ یا اس عقیدہ کو ذہن میں رکھتے ہوئے یہ الفاظ بولنے کی تلقین فرمائی تاکہ اس اجماعی عقیدہ کے خلاف وہم اور گمان بھی پیدا نہ ہو سکے۔ ورنہ تو تمام کتب حدیث، تفسیر، فقہ اور عقائد اس فرمان نبویؐ سے بھری پڑی ہیں۔ کسی نے بھی اس جملہ کے استعمال سے نہیں روکا اور کوئی روک بھی کیسے سکتا ہے۔ جب کہ سید المرسلین ﷺ نے بار بار اس جملہ کو ارشاد فرما کر امت مرحومہ کو ختم نبوت کے اجماعی اور بنیادی عقیدہ کی تعلیم ارشاد فرمائی ہے اور لفظ خاتم النبیین یا خاتم الانبیاء کا صحیح مفہوم ذہن نشین کرا دیا ہے۔ آپؐ نے اسمائے گرامی۔ عاقب، مقفی اور حاشر کا مفہوم واضح فرمایا کہ میرے بعد کوئی نیا نبی نہ بنایا جائے گا۔

حدیث کی اوّل درجہ کی کتب میں لا نبی بعدی کا جملہ خود سید عالم ﷺ کی طرف سے نہایت واضح طور پر نقل کیا گیا ہے تو حضرت عائشہؓ اور حضرت مغیرہؓ اس ارشاد نبویؐ کے مقابلہ میں کیسے کہہ سکتے ہیں کہ لا نبی بعدہ مت کہو۔ یہ تو صریحاً مخالفت سید الرسل ہوگی جو کہ خصوصاً صحابہ کرامؓ سے محال اور ناممکن ہے۔ کیونکہ "وکرہ الیہم الکفر والفسوق والعصیان" تو حقیقت یہی ہے کہ اگر بالفرض یہ فرمان درست ثابت ہو جائے تو اس کا مفہوم یہ ہوگا کہ یہ حضرات لفظ خاتم النبیین کا صحیح مفہوم سمجھا رہے ہیں کہ اس کا مفہوم یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی نیا شخص نبی بنایا نہ جائے گا۔ ہاں اگر کوئی سابقہ نبی زندہ موجود ہو اور وہ آ جائے تو اس کی آمد اس لفظ خاتم النبیین کے مفہوم اور عقیدہ کے منافی نہ ہوگی۔ کیونکہ آپؐ نے صرف لا نبی بعدی فرمایا ہے۔ قبلی تو نہ فرمایا کہ مجھ سے

پہلا بھی کوئی نہیں آسکتا۔ حضرت مسیح علیہ السلام تو ازروئے صراحت قرآن وحدیث آئیں گے۔ لیکن وہ لا نبی بعدی کے مصداق نہیں بلکہ وہ تو نبی قبلہ و نبی بعدہ کے مصداق ہوں گے۔ بعد والا نہیں آسکتا۔ قبل والا تو آسکتا ہے۔ وہ اس لفظ خاتم الانبیاء کے منافی اور مخالف نہیں۔ گویا ایک وصف (نبی بعدہ) والا نہیں آسکتا۔ مگر دو وصف (نبی قبلہ و نبی بعدہ) والا آسکتا ہے۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں دوہرے وصف ہیں۔

حاصل کلام یہ کہ یہ حضرات کرام لاتقولوا لا نبی بعدہ سے دو باتیں اور دو مسئلے سمجھا رہے ہیں۔

ایک تو یہ کہ لفظ خاتم النبیین کا معنی یہ ہے کہ آپؐ کے بعد کوئی شخصیت نئے سرے سے مقام نبوت پر فائز نہ کی جائے گی۔

دوسرا یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام ضرور نازل ہوں گے۔ کیونکہ قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل ان کی آمد کے موجود ہیں اور یہ لفظ خاتم النبیین کے خلاف نہیں ہے۔ لا نبی بعدی کے بھی منافی نہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح علیہ السلام تو پہلے کے بھی نبی ہیں اور بعد میں بھی نبی ہوں گے اور مخالف صرف نبی بعدہ کے ساتھ ہے نہ کہ نبی قبلہ کے ساتھ۔ چنانچہ قول صدیقہؓ کے بعد بھی لکھا ہے کہ: ''هذا ناظر الیٰ نزول عیسیٰ علیه السلام'' اور اس سے پہلے حضرت مسیح علیہ السلام کی آمد اور ان کی علامات مفصل مذکور ہیں۔ دیکھئے (مجمع البحار ج۵ ص۵۰۲) مذکورہ عبارت حضرت مسیح علیہ السلام تو ہمارے کلمہ اور ایمان کا پہلے ہی جز بن چکے ہیں۔ دیکھئے: ''کل امن باللّٰه وملائکته وکتبه ورسله'' سب اہل ایمان کا اقرار ہے کہ وہ اللہ پر، تمام فرشتوں، کتابوں اور رسولوں پر ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں۔ جن میں حضرت مسیح علیہ السلام بھی شامل ہیں۔ اب جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو ہمیں اپنے ایمان میں ذرا برابر بھی زیادتی نہ کرنا پڑے گی۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی ہمارے ایمان کا جز ہیں۔ بخلاف اس کے اگر کسی نئے نبی کا ظہور تسلیم کرلیں تو اس کے لئے ایمان میں اضافہ کی ضرورت پڑے گی کہ اس کو بھی سابقہ رسولوں کے ساتھ اپنے ایمان کا جز بنائیں اور یہ امر ختم نبوت کے سراسر منافی ہوگا۔ کفر اور ارتداد ہوگا۔ اسی لئے خود آنحضرت ﷺ نے ایک موقعہ ارشاد فرمایا کہ: ''من شهد ان لا اله الا اللّٰه وحده لا شریك له وان محمد عبده ورسوله وان عیسیٰؑ عبداللّٰه ورسوله وکلمته القاها الیٰ مریم وروح منه والجنة والنار حق ادخل الجنة علی ماکان من العمل (بخاری ج۱ ص۴۸۸، باب قوله یا اهل الکتاب لا تغلوا فی دینکم)''

قابل غور بات یہ ہے کہ صرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا نام کیوں لیا۔ دوسرے کسی نبی

کا نام کیوں نہ لیا۔ اس میں یہ حکمت تھی کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے آنا تھا۔ ملحدوں نے ان کی آمد کو ختم نبوت کے منافی سمجھ کر اپنا ڈھونگ رچانا تھا۔ لہٰذا پہلے ہی ان کا کلمہ مستقل طور پر ہمیں پڑھادیا۔ اسی طرح حضرت صدیقہؓ اور حضرت مغیرہؓ بھی سمجھا رہے ہیں کہ خاتم النبیین ﷺ سے مرزائیوں والا معنی نہ لینا۔ کہ آمد مسیح علیہ السلام بھی اس کے منافی ہے۔ اسی لئے فرمایا: ''لا نبی بعدہ'' بے سمجھی سے مت کہنا کہ اس سے مطلق نبی کی آمد ممنوع ہے۔ بلکہ اس سے صرف کسی نئے شخص کا نئے سرے سے نبی بن کر آنا ممنوع ہے۔ (جیسے مسیلمہ کذاب اور مرزا قادانی وغیرہ)

اسی طرح ہماری شریعت کو خاتم الشرائع فرمایا گیا ہے کہ اس کے بعد کوئی شریعت نہ ہوگی۔ کیا مطلب؟ کہ کوئی نیا حکم اس شریعت میں شامل نہ کیا جائے گا۔ اس کے بعد کوئی نئی شریعت نہ بھیجی جائے گی۔ حالانکہ پہلی شریعت توراۃ موجود ہے۔ (محرف ہی سہی) اور اسی شریعت کے کئی احکام اس شریعت میں موجود ہیں۔ مثلاً مسئلہ جہاد اور قصاص پہلے بھی توراۃ میں موجود تھا۔ اسی طرح اور کئی مسائل شریعت موسویہ میں تھے اور اب اس شریعت قرآنیہ میں بھی بحال و برقرار رکھے گئے ہیں۔ عقائد تو سب کے سب تمام نبیوں کے ایک ہی ہوتے ہیں۔ ان میں تو تبدیلی ہوتی ہی نہیں جیسے فرمایا: ''شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا والذی اوحینا الیك وما وصینا به ابراهیم (الشوریٰ:۱۳)'' ''ان الدین عند اللہ الاسلام (آل عمران:۱۹)'' ''ووصی بها ابراهیم بنیه ویعقوب (البقرہ:۱۳۲)'' ''وقال النبی ﷺ الانبیاء اخوة العلات امهاتهم شتی ودینهم واحد (رواہ البخاری ج۱ ص۴۹۰، باب قول عزوجل واذکر فی الکتاب مریم)'' اسی طرح قرآن حکیم میں ہے۔ ''وانه لفی زبر الاولین ومهیمنا علیه'' چنانچہ آئمہ کرام کی تصریح موجود ہے کہ جو حکم قرآن میں پہلی شرائع کا بلانکیر ذکر کیا گیا ہو وہ اس شریعت میں بھی بحال و برقرار رہے گا اور قابل عمل ہوگا۔ جیسے ''ان النفس بالنفس (المائدۃ:۴۵)'' وغیرہ من الاحکام!

تو جیسے یہ شریعت خاتم الشرائع ہوتے ہوئے بھی سابقہ شریعتوں کے بعض احکام اور تمام عقائد کو تسلیم کرتی ہے اور اپنائے ہوئے ہے۔ اسی طرح لفظ خاتم النبیین بھی کسی سابقہ نبی کی آمد کو تسلیم کر سکتا ہے اور یہ امر اس کی خاتمیت کے منافی نہیں۔ ہاں جیسے کوئی نیا حکم اس شریعت میں داخل نہیں ہوسکتا۔ اسی طرح خاتم النبیین کے بعد کوئی نیا نبی زمرہ انبیاء میں شامل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ یہ خاتمیت سید عالم ﷺ کے منافی ہوگا۔ فافهم فانه عزیز!

ایسے ہی قرآن کریم کو خاتم الکتب فرمایا گیا ہے۔ یہ مرزائی بھی مانتے ہیں تو اس کا معنی

اور مفہوم بھی یہی ہے کہ کوئی نئی کتاب یا کوئی مزید آیت اتر نہیں سکتی۔ ہاں اگر کوئی سابقہ کتاب یا صحیفہ موجود ہو تو اس کی خاتمیت کے منافی نہیں۔ چنانچہ توراۃ سے لے کر انجیل تک تمام کتب سماویہ (محرف ہی سہی) موجود ہیں۔ مگر نافذ نہیں۔ ان کی یہ موجودگی قرآن کے خاتم الکتب ہونے کی منافی نہیں۔ اسی طرح کسی سابقہ نبی کا زندہ موجود ہونا بھی لفظ خاتم النبیین کے منافی نہیں۔ فافہم!

چنانچہ مرزا قادیانی بھی اس حقیقت کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ: ''اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین ﷺ کے بعد جبرائیل امین علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد (ملتی جلتی) رکھتی ہو۔ پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہے وہ محال ہوتا ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

اسی طرح (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ۳۷۷) میں لکھتے ہیں کہ: ''ماکان الله ان يرسل نبياً بعد نبينا خاتم النبيين وماكان الله ان يحدث سلسلة النبوة بعد انقطاعها '' اللہ ایسا کبھی نہ کرے گا کہ ہمارے خاتم النبیین نبی کے بعد اور کوئی نیا رسول بھیج دے اور یہ بات بھی اللہ تعالیٰ کے شایان شان نہیں کہ ایک دفعہ سلسلہ نبوت منقطع ہو جانے کے بعد پھر دوبارہ نبی بنانے شروع کر دے۔

اس جیسا مفہوم (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۶۸۸، ۶۸۹) میں بھی ہے۔ یعنی نئے طور پر کسی کو نبی بنا کر بھیجنا یہ ختم نبوت کے منافی اور حکمت الٰہی کے خلاف ہے۔ نہ یہ کہ پہلا کوئی نبی آجائے اور یہی مفہوم تمام مفسرین کرام نے بیان فرمایا ہے کہ: ''خاتم النبيين اى لا ينبأ احد بعده واما عيسىٰ قد نبى قبله '' یعنی خاتم النبیین کا مفہوم یہ ہے کہ آپ کے بعد کسی کو عہدہ نبوت نہ دیا جائے گا۔ باقی نزول عیسیٰ علیہ السلام اس کے منافی نہیں۔ کیونکہ وہ تو پہلے ہی نبی بنائے جاچکے ہیں۔ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں۔ تو جس طرح پہلی شریعت توراۃ موجود ہے۔ مگر رائج نہیں۔ بلکہ وہ کہتی ہے کہ اب شریعت محمدیہ کا دور دورہ ہے۔ عہد قدیم کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ عہد جدید انسان سے باندھا ہے۔ دیکھئے کتاب (یرمیاہ ب ۳۱، آیت ۳۱ اور عبرانیوں ب ۸، آیت ۸) لہٰذا اب یہ عہد جدید رائج ہوگا۔ باوجودیکہ پہلا موجود ہے۔ اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام سابقہ نبی ہیں وہ آکر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی شریعت کو چلائیں گے اور یہ بات ختم نبوت کے منافی نہیں ہے۔ جب سابقہ شرائع بھی موجود ہیں تو کسی سابقہ نبی کا وجود کیوں مستبعد ہے؟ وہ تو لازمی چاہئے۔

فیصلہ کن بات اور خلاصۂ کلام

جس طرح مرزا قادیانی نے آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کیا ہے۔ اسی طرح مرزا قادیانی نے قرآن کو خاتم الکتب تسلیم کیا ہے۔ دیکھئے (سراج منیر ص ۶، خزائن ج ۱۲ ص ۶) اسی طرح شریعت محمدیہ کو خاتم الشرائع کہا ہے۔ (چشمہ معرفت ص ۳۲۴، خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۰) تو جو معنی وہ ان الفاظ خاتم الکتب اور خاتم الشرائع کا کریں گے۔ وہی معنی خاتم الانبیاء کا بھی کر لیں، ہمیں منظور ہے۔

اسی طرح مرزا قادیانی نے خاتم الخلفاء کا مفہوم لیا ہے کہ جس کے بعد کوئی کامل انسان ماں کے پیٹ سے پیدا نہ ہو اور خاتم الاولاد جس کے بعد کوئی بچہ پیٹ سے نہ نکلے۔

(تریاق القلوب ص ۱۵۶، خزائن ج ۱۵ ص ۴۷۹)

کیا مرزا قادیانی جو اپنے ماں باپ کے خاتم الاولاد تھے۔ ان سے پہلے پیدا شدہ ان کے سب بہن بھائی فوت ہو چکے تھے؟ اگر جواب نہیں میں ہے تو ایسے ہی خاتم النبیین ﷺ کی موجودگی میں کوئی سابقہ نبی آسمان پر زندہ کیوں نہیں ہو سکتا؟

اسی طرح ہم کہیں گے کہ خاتم الانبیاء کا معنی یہ ہے کہ جس کے بعد کوئی ہستی ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر عہدہ نبوت پر فائز نہ ہو۔ اسی طرح حضرت عباسؓ کو بوجہ آخری مہاجرین مکۃ الی المدینۃ ہونے کے خاتم المہاجرین فرمایا۔ تو جیسے سابقہ کتب کی موجودگی میں قرآن کا خاتم الکتب ہونا مسلم ہے اور جیسے شریعت موسویہ علیہ السلام کے ہوتے ہوئے شریعت محمدیہ کا خاتم الشرائع ہونا مسلم ہے اور جیسے تمام مہاجرین کے زندہ ہوتے ہوئے حضرت عباسؓ کا خاتم المہاجرین ہونا مسلم ہے۔ بعینہ اسی طرح حضرت مسیح علیہ السلام کے زندہ آسمان پر موجود ہوتے ہوئے سید المرسلین ﷺ کا خاتم النبیین ہونا بھی مسلم ہوگا۔ جب کہ امت مسلمہ کا بچہ بچہ اس حقیقت کو اپنے ایمان کا جز سمجھتا ہے۔ فتدبرو لا تکن من الممترین!

حکومت پاکستان کا قادیانیوں کے بارہ میں آرڈیننس

۞ ...... ۱۹۷۳ء کے دستور کی دفعہ ۱۰۶ اور دفعہ ۲۶۰ میں دوسرے دستوری ترمیمی ایکٹ مجریہ ۱۹۷۴ء (ایکٹ نمبر ۴۹ مجریہ ۱۹۷۴ء) کے ذریعے ترمیم کردی گئی تھی۔ دفعہ ۲۶۰ میں ذیلی دفعہ (۳) کا اضافہ کر دیا گیا تھا اور ایسے تمام اشخاص کو غیر مسلم قرار دیا گیا تھا جو کہ خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی قطعی اور غیر مشروط ختم نبوت کا عقیدہ نہیں رکھتے یا جو حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی

بھی مفہوم یا لفظ میں نبی ہونے کا دعویٰ کریں یا جو کسی بھی ایسے مدعی کو نبی یا مذہبی مصلح مانیں۔ دوسروں کے علاوہ اس تعریف میں قادیانیوں کے دونوں گروہوں کو شامل کرتے ہوئے انہیں غیر مسلم قرار دیا گیا تھا۔

⚙...... دفعہ ۱۰۶ صوبائی اسمبلیوں کی تشکیل سے بحث کرتے ہوئے ان ارکان کی تعداد اور اوصاف کو واضح کرتی ہے۔ جن کا اسمبلیوں کے لئے چناؤ ہوگا۔ نیز ان سمبلیوں میں غیر مسلموں یعنی عیسائیوں، ہندوؤں، سکھوں، بدھوں اور پارسیوں کے لئے مخصوص اضافی نشستوں کا تعین کرتی ہے۔

دوسری دستوری ترمیم مجریہ ۱۹۷۴ء کی رو سے ان گروہوں میں ''قادیانی گروہ اور لاہوری گروہ کے اشخاص (جو خود کو احمدی کہتے ہیں)'' کا اضافہ کیا گیا تھا۔

⚙...... یوں دفعہ ۱۰۶ کو دفعہ ۲۶۰ کی ذیلی دفعہ ۳ کے اعلان میں عملی شکل دی گئی اور ہر دو عقیدوں کے احمدیوں کو دوسری اقلیتوں کے مساوی حیثیت دے دی گئی۔

⚙...... دستور کی ان دفعات کے علی الرغم احمدی، خود کو مسلمان اور اپنے مذہب کو اسلام کا نام دینے پر قائم رہے اور انہوں نے بڑی بے حسی کے ساتھ مسلمانان پاکستان کی پریشانی کو نظر انداز کئے رکھا۔ ان کی جانب سے متذکرہ دستوری دفعات کی خلاف ورزی اور مرزا قادیانی کی بیوی، افراد خانہ، ساتھیوں اور جانشینوں کے لئے علی الترتیب ام المؤمنین (مومنوں کی ماں)، اہل بیت (رسول اللہ ﷺ کے خاندان کے افراد)، صحابہ (ساتھی)، خلفاء راشدین (راست باز خلفاء)، امیر المؤمنین، خلیفۃ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین (ایسے ہی القاب جو عموماً مسلمان حکمرانوں اور پاکباز خلفاء ہی کے لئے استعمال ہوتے ہیں اور جو صرف مسلمانوں کے لئے مخصوص ہیں اور کبھی بھی غیر مسلم کے استعمال میں نہیں آئے) ایسے القاب، اوصاف اور الفاظ کا مسلسل استعمال اور ان کی بے حرمتی جاری رہی۔ اسی وجہ سے مقدس شخصیات کے بارے میں توہین آمیز کلمات کے استعمال کو مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) کی دفعہ ۲۹۸-اے (جس کا اضافہ حال ہی میں آرڈیننس نمبر ۴۴ مجریہ ۱۹۸۰ء کے تحت کیا گیا ہے) کے مطابق فوجداری اور قابل سزا جرم قرار دیا گیا ہے۔ یہ دفعہ یوں ہے!

۲۹۸-اے

''مقدس شخصیات کے بارے میں ہتک آمیز کلمات وغیرہ کا استعمال جو کوئی بھی زبانی یا تحریری الفاظ میں یا کسی بھی ذریعہ اظہار سے خواہ براہ راست یا بالواسطہ یا کسی چوٹ یا

اشارے یا کنائے سے رسول پاک ﷺ کی کسی بیوی (ام المؤمنین) یا افراد خاندان (اہل بیت) یا آپؐ کے راست باز خلفاء (خلفاء راشدین) یا ساتھیوں (صحابہؓ) میں سے کسی کے مقدس نام کی توہین کرتا ہے۔ وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہوسکتی ہے یا جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا۔"

۞...... یہ دفعہ عمومی الفاظ میں ادا ہوئی تھی اور صرف احمدیوں پر لاگو نہیں کی گئی تھی۔ احمدیوں کے اصرار کی وجہ سے مسلمانوں میں پائے جانے والے احتجاج کے نتیجے میں زیر بحث آرڈیننس جاری کیا گیا۔ جس میں مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ ۴۵ مجریہ ۱۸۶۰ء) میں دفعہ ۲۹۸-بی اور دفعہ ۲۹۸-سی کا اضافہ کیا اور مجموعہ ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء (ایکٹ نمبر ۵ مجریہ ۱۸۹۸ء) اور ویسٹ پاکستان پریس اینڈ پبلیکیشنز آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۳ء میں ذیلی ترامیم کیں۔

دفعہ ۲۹۸-بی اور دفعہ ۲۹۸-سی یوں ہیں۔

۲۹۸-بی

مقدس شخصیات اور مقامات کے لئے مخصوص القاب، اوصاف اور الفاظ کا غلط استعمال:

۱...... قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو خود کو احمدی یا کسی بھی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) کا کوئی شخص جو خواہ تحریری یا زبانی الفاظ کے ذریعے یا کسی بھی اظہار بیان سے۔

الف...... رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی شخص کو امیر المؤمنین، خلیفۃ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ، کے القاب سے ذکر کرتا یا مخاطب کرتا ہے۔

ب...... رسول پاک حضرت محمد ﷺ کی کسی بیوی کے سوا کسی شخص کو ام المؤمنین کے نام سے ذکر کرتا یا مخاطب کرتا ہے۔

ج...... رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے افراد خاندان کے سوا کسی دوسرے شخص کو اہل بیت کے نام سے یاد کرتا یا مخاطب کرتا ہے۔ یا

د...... اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے موسوم کرتا، ذکر کرتا یا پکارتا ہے۔

وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہوسکتی ہے۔ سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

۲...... قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) میں سے جو شخص بھی زبانی یا تحریری کلمات سے یا کسی محسوس اظہار سے نماز کے

بلانے کے طریقے یا شکل، جو اس کے اپنے عقیدے کے مطابق مروجہ اذان ہو، کا ذکر کرتا ہے یا مسلمانوں میں مروجہ اذان پڑھتا ہے، وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہوسکتی ہے، کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

۲۹۸۔ سی

قادیانی گروہ وغیرہ کے اشخاص جو خود کو مسلمان پکاریں یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کریں۔ قادیانی گروہ یا لاہوری گروہ (جو اپنے آپ کو احمدی یا کسی بھی دوسرے نام سے پکارتے ہیں) میں سے جو شخص اپنے آپ کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کرے گا یا اپنے عقیدے کو اسلام کے نام سے ذکر کرے گا یا پکارے گا یا اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرے گا یا دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دے گا، یا خواہ زبانی یا تحریری کلمات سے یا محسوس تعبیرات یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی بے حرمتی کرتا ہے۔ وہ کسی بھی قسم کی قید جو تین سال تک ہوسکتی ہے، کی سزا پائے گا اور جرمانے کا بھی مستحق ٹھہرے گا۔

۞...... ان دفعات نے احمدی کے لئے ان امور کو فوجداری جرم قرار دیا ہے:

الف...... خود کو براہ راست یا بالواسطہ مسلمان ظاہر کرنا یا اپنے مذہب کو اسلام کا نام دینا۔

ب...... اپنے عقیدے کی تبلیغ یا تشہیر کرنا یا دوسروں کو اپنا عقیدہ قبول کرنے کی دعوت دینا یا کسی انداز سے خواہ وہ کیسا ہو، مسلمانوں کے مذہبی جذبات کی توہین کرنا۔

ج...... لوگوں کو نماز کے لئے اذان پڑھ کر بلانا یا نماز کے لئے بلانے کے اپنے طریقے یا شکل کو اذان کا نام دینا۔

د...... اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے ذکر کرنا یا پکارانا۔

ھ...... رسول پاک حضرت محمد ﷺ کے کسی خلیفہ یا صحابی کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو امیر المؤمنین، خلیفۃ المؤمنین، خلیفۃ المسلمین، صحابی یا رضی اللہ عنہ، رسول پاک ﷺ کی کسی بیوی کے سوا کسی دوسرے شخص کی بیوی کو ام المؤمنین کے نام سے پکارنا یا رسول پاک ﷺ کے افراد خاندان کے سوا کسی دوسرے شخص کو اہل بیت کا نام دینا۔

عالم اسلام اور قادیانیت

۞...... ۱۹۰۲ء میں افغانستان کی حکومت نے لطیف نامی ایک قادیانی کو مرتد ہونے کی وجہ سے آنحضرت ﷺ کی اس حدیث پر عمل کرتے ہوئے پھانسی کی سزا دی۔ جس میں آپ کا ارشاد ہے۔ ”جو مرتد ہو جائے اسے قتل کردو۔“

✡ ...... ۱۹۳۴ء میں ملا عبدالحکیم اور انور (قادیانی) انگریزوں کے لئے جاسوسی کی غرض سے افغانستان گئے۔ وہاں راز فاش ہونے کی وجہ سے ان دونوں کو سزائے موت دے دی گئی۔

✡ ...... نومبر ۱۹۲۷ء میں ماریشیش (بحر ہند کا ایک جزیرہ) کے ایک چیف جسٹس نے قادیانیوں کو مرتد اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا اور مسجد کا فیصلہ مسلمانوں کے حق دے دیا۔

✡ ...... ۱۹۵۷ء میں شام اور ۱۹۵۸ء میں مصر کی حکومت نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر ان کی جماعت کو خلاف قانون قرار دے دیا۔

✡ ...... ۱۰/اپریل ۱۹۷۴ء کو رابطہ عالم اسلامی کے ایک اجلاس میں قادیانیوں کے خلاف ایک قرارداد پیش ہوئی۔ جسے ایک سو چار (۱۰۴) ملکوں نے متفقہ طور پر منظور کر کے دنیا بھر کو قادیانیت کے کفر اور ارتداد اور ان کی غیر مسلم حیثیت کو آشکار کر دیا۔

✡ ...... رابطہ کے اجلاس کے بعد آخر اپریل ۱۹۷۴ء میں سعودی عرب، ابوظہبی، دوبئی، بحرین اور قطر میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا گیا۔

پاکستان عدلیہ کے قادیانیوں کے خلاف اہم فیصلے

۱...... فیصلہ مقدمہ بہاولپور جو کہ تنسیخ نکاح مرزائی و مسلم کے سلسلہ میں ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۵ء تک زیر سماعت رہ کر فیصل ہوا۔ جس کی پیروی کے لئے دارالعلوم کے مایہ ناز شیخ الحدیث حضرت سید انور شاہ صاحب کشمیریؒ، مفتی اعظم پاکستان مولانا محمد شفیعؒ، شیخ الجامعہ مولانا غلام محمد گھوٹویؒ وغیرہ جیسے یگانہ روزگار علماء پیش ہوئے۔ بالآخر مکمل بحث و تمحیص کے بعد جناب محمد اکبر صاحب ڈسٹرکٹ جج بہاولپور نے پونے دو صد صفحات پر مشتمل ایمان افروز فیصلہ صادر فرمایا اور مسئلہ ختم نبوت کو انگریزی سلطنت کے دور میں پہلی مرتبہ حل کر کے اپنے ایمان و اخلاص کا حق ادا کر دیا۔ ''فجزاه الله احسن الجزاء'' جس کی مکمل تفاصیل بعد حصول نقول از عدالت مسلسل پانچ سال تک محنت کر کے تین جلدوں میں تقریباً دو ہزار صفحات پر مشتمل اسلامک فاؤنڈیشن، ڈیوس روڈ لاہور نے شائع کر دی ہیں۔

۲...... ۲۵/مارچ ۱۹۵۴ء کو میاں محمد سلیم سینئر سول جج رحیم یار خان نے اپنے فیصلہ میں قادیانیوں کو غیر مسلم قرار دیا۔

۳...... ۳/جون ۱۹۵۵ء کو جناب شیخ محمد اکبر صاحب ایڈیشنل جج ڈسٹرکٹ راولپنڈی نے اپنے فیصلے میں مرزائیوں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

۴...... ۲۲ر مارچ ۱۹۶۹ء کو شیخ محمد رفیق گوریجہ سول جج اور فیملی کورٹ نے فیصلہ دیا کہ مرزائی خواہ قادیانی ہو یا لاہوری غیر مسلم ہیں۔

۵...... ۱۳ر جولائی ۱۹۷۰ء کو سول جج سمارو جیمس آباد ضلع میرپور خاص نے اپنے فیصلے میں مرزائیوں کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔

۶...... ۱۹۷۲ء میں جناب ملک احمد خان صاحب کمشنر بہاولپور نے فیصلہ دیا کہ مرزائی مسلم امت سے بالکل الگ گروہ ہے۔

۷...... ۱۹۷۲ء میں چوہدری محمد نسیم صاحب سول جج رحیم یار خان نے فیصلہ دیا کہ مسلمانوں کی آبادیوں میں قادیانیوں کو تبلیغ کرنے یا عبادت گاہ بنانے کی اجازت نہیں۔

۸...... ۲۸ر اپریل ۱۹۷۳ء کو آزاد کشمیر کی اسمبلی نے مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دینے کی قرارداد پاس کی۔

۹...... ۱۹ر جون ۱۹۷۴ء کو صوبہ سرحد کی اسمبلی نے متفقہ طور پر ایک قرارداد پاس کی کہ قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے۔

۱۰...... ۷ر ستمبر ۱۹۷۴ء کو پاکستان کی قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے کر رابطہ عالم اسلامی کے فیصلہ کی تائید کی اور ایک اہم انقلابی قدم اٹھایا۔

اس کے بعد گیارھویں نمبر پر ایک اور امتیازی اور اپنی نوعیت کا اہم فیصلہ ملاحظہ فرمائیے

بعدالت مسٹر منظور حسین سول جج ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

دیوانی دعویٰ نمبر ۴۴۳، مورخہ ۱۱ر اکتوبر ۱۹۸۷ء

۱...... سردار خان ولد مولا داد اور

۲...... احمد دین ولد الف دین دونوں جاٹ گھمان ساکن موسے والا تحصیل ڈسکہ

بنام

۱...... نذیر احمد ولد بڈھے خان
۲...... محمود احمد ولد علی حسن
۳...... نذیر ولد عبداللہ
۴...... بشیر احمد ولد بہاول بخش
۵...... ہدایت اللہ ولد صوبے خان
۶...... محمد ابراہیم ولد غلام نبی
۷...... مولوی محمد اسماعیل ولد صبر دین
۸...... مستری لال دین ولد پیر ماہی
۹...... چوہدری رشید احمد ولد چوہدری محمد شریف
۱۰...... محمد علی ولد اللہ دتہ
۱۱...... بشیر احمد ولد چراغ دین
۱۲...... شکر اللہ خان ولد محمد علی

ساکنان: موسے والا تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

مسلم وکلاء...... مسٹر محمد انور مغل، سید منظور علی بخاری اور رانا محمد ارشد

وکلاء، معاونین...... مولانا محمد فیروز خان، حافظ بشیر احمد، مولانا عبداللطیف، چوہدری محمد رمضان، مسٹر عنایت اللہ بٹ اور حافظ اسحاق کونسلر

ڈسکہ، منجانب مدعیان:

مرزائی وکلاء...... مجیب الرحمٰن، حمید اسلم قریشی، محمود احمد، ارشد محمود ساہی، محمد احمد اعجاز گورائیہ

ان کے معاون...... حافظ مظفر احمد۔ منجانب مدعا علیہم۔

فیصلہ

۱...... یہ دعویٰ ابتدائی طور پر مورخہ ۱۴/اپریل ۱۹۷۵ء کو برائے استقراء اور حکم امتناعی دوامی دائر کیا گیا تھا۔ جو کہ ہمارے پاس برائے سماعت ۱۱/اکتوبر ۱۹۸۷ء کو منتقل کیا گیا۔

۲...... یہ نمائندہ دعویٰ کی شکل میں دائر کیا گیا تھا اور آرڈر ۱/رول ۸/(۱) ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت ایک درخواست کے ذریعے دوسرے مسلمانوں کی نمائندگی کی عدالت سے اجازت چاہی تھی۔ مدعیان کے خرچہ پر عدالت کے حکم مورخہ ۱۴/اپریل ۱۹۷۵ء اور ۲/مئی ۱۹۷۵ء کی رو سے مقدمہ کی اطلاع موضع موسے والا کے باشندگان میں بذریعہ اشتہار اخبار کرائی گئی۔

۳...... دراصل ابتدائی طور پر صرف نذیر احمد اور محمود احمد مدعا علیہان نمبر ۱، ۲ کو اس مقدمہ میں شامل کیا گیا تھا۔ بعد ازاں مورخہ ۲۲/مئی ۱۹۸۶ء کو بذریعہ مقدمہ عرضی دعویٰ دیگر مدعا علیہان کو بھی شامل کرلیا گیا۔

۴...... قادیانیوں اور احمدیوں کی حیثیت کا تعین کرنے کے لئے ملک کے تین چوتھائی حصے تک بڑے جوش وخروش سے یہ تنازعہ چلتا رہا۔ اس دوران اس پر ملک میں خون خرابہ مارشل لاء، عدالتی تحقیقات، تفتیشات اور احتجاجات ہوتے رہے۔ انیسویں صدی کے آٹھویں نویں عشرہ میں مرزا غلام احمد قادیانی نے خود کو مامور من اللہ ہونے کا دعویٰ کیا اور اس نے نبوت کا دعویٰ بھی کیا اور ساتھ ہی تشریعی نبوت اور ظلی نبوت میں امتیاز کرتے ہوئے نبی اکرم ﷺ کی ختم نبوت پر اپنے عقیدے کا اظہار کیا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی ۱۹۰۸ء میں وفات کے بعد ان کے پیروکاروں میں سے ایک گروپ پیدا ہوا جو خود کو لاہوری گروپ کہلاتا تھا۔ اس کا کہنا ہے کہ مرزا قادیانی صرف محدث تھے (جس کا رابطہ خدا سے ہو) اور مجدد۔

۵...... تقسیم کے فوراً بعد پاکستان کے عوام نے اپنے مظاہروں میں یہ مطالبہ کیا کہ حکومت کو چاہئے کہ وہ مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکاروں کو کافر قرار دے۔ اس کے نتیجہ میں ۱۹۵۳ء میں بڑے پیمانے پر ملک میں انتشار پھیل گیا اور یہ احتجاج ۱۹۷۴ء میں دوبارہ زندہ ہوگیا۔ اس دفعہ آئین کے آرٹیکل مجریہ نمبر ۱۰۶ اور آرٹیکل ۲۶۰ میں ترامیم کی گئی۔ آرٹیکل ۲۶۰ کی ذیلی شق (۲) میں مندرجہ ذیل کا اضافہ کیا گیا۔

ایسا شخص جو حضرت محمد ﷺ کو پیغمبروں میں آخری اور غیر مشروط نبی ہونے پر یقین نہ رکھتا ہو یا وہ لفظ کے کسی مفہوم یا کسی بھی تشریح کے اعتبار سے نبی ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یا اس قسم کے دعویدار کو نبی یا مذہبی مصلح گردانتا ہے۔ وہ آئین اور قانون کی رو سے غیر مسلم ہے۔

آرٹیکل ۱۰۶ کی ذیلی شق ۳ میں عیسائی، ہندو، سکھ اور پارسی فرقوں کی طرح اقلیتی گروپوں کے لئے اسمبلی میں نمائندگی کی گنجائش پیدا کی گئی ہے۔ اس بات کی ضروری تشریح کہ قادیانی یا لاہوری گروپ کے احمدی آرٹیکل ۲۶۰ کے ذیلی آرٹیکل ۳ کی زد میں آتے ہیں یا نہیں۔ آرٹیکل ۱۰۶ (۳) میں کردی گئی ہے۔

۶ ...... ہمارے علماء ان ترمیمات کے یہ معنی لیتے ہیں کہ صرف مسلمان ہی اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہہ سکتے ہیں اور صرف وہی اذان دے سکتے ہیں یا نبی اکرم ﷺ کے طریقہ اور حکم کے مطابق عبادت کر سکتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں یہ خیال کیا گیا ہے کہ قادیانیوں کو کوئی حق حاصل نہیں کہ وہ اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہیں یا اذان دیں یا اس طریقہ سے عبادت کریں۔ جس طرح مسلمان کرتے ہیں۔

۷...... آئین میں مندرجہ بالا ترامیم کے باوجود قادیانی خود کو مسلمان اور اپنے عقیدے کو اسلام کہنے پر بضد ہیں۔ آرڈیننس ۴۴ رمجریہ ۱۹۸۰ء کے ذریعے تعزیرات پاکستان مجریہ ۱۹۰۸ء میں ترمیم کی گئی اور اس میں دفعہ ۲۹۸-اے کا اضافہ کیا گیا۔ جس کی رو سے مقدس شخصیات کی شان میں حقارت آمیز کلمات کی ادائیگی کو قابل سزا جرم قرار دیا گیا۔ بعد میں آرڈیننس ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء کو نافذ کردیا گیا اور تعزیرات پاکستان میں دفعہ ۲۹۸-بی اور ۲۹۸-سی کا اضافہ کیا گیا۔ ان دفعات میں مندرجہ ذیل کے اظہار کو ہر احمدی/ قادیانی کے لئے قابل سزا جرم قرار دیا گیا۔

۱...... کہ وہ اپنے آپ کو بلاواسطہ یا بالواسطہ مسلمان کہے یا مسلمان ظاہر کرے یا اپنے عقیدے کو اسلام کہے۔

۲...... کہ وہ اپنے عقیدے کی تبلیغ اور تشہیر کرے یا دوسرے لوگوں کو اسے قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقہ سے مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو مشتعل کرے۔

۳...... کہ وہ اذان دے کر عبادت کے لئے لوگوں کو بلائے یا اپنی عبادت کے لئے بلانے کا طریقہ یا شکل کو اذان کے طور پر پیش کرے۔

۴...... کہ وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہے۔

۵...... کہ وہ حضرت محمد ﷺ کے خلیفہ یا آپؐ کے ساتھی کے علاوہ کسی اور کو امیر المومنین، خلیفۃ المسلمین، خلیفۃ المومنین، صحابی یا رضی اللہ عنہ کہے۔ حضور ﷺ کی کسی بیوی کے علاوہ کسی کو ام المومنین کہے اور کسی شخص کو جو حضور ﷺ کے خاندان کا فرد نہ ہو اہل بیت کہے۔

ان کا ایک گروپ جسے عام طور پر قادیانی کہا جاتا ہے۔ ان کا ایمان ہے کہ مرزا قادیانی مہدی موعود، مسیح موعود اور ایک نبی تھے۔ جب کہ لاہوری گروپ کہتا ہے کہ وہ مجدد تھے۔ (مذہب کی تجدید کرنے والا) مہدی موعود اور مسیح موعود تھے۔ اس مندرجہ بالا قانونی ترمیم کا اطلاق ان پر ہر طرح سے ہوگا۔

۸......   کچھ احمدیوں نے جن میں مجیب الرحمٰن اور تین دوسروں نے بنام فیڈرل گورنمنٹ آف پاکستان اور دوسرے آرڈیننس ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا۔ (پی۔ ایل۔ ڈی ۱۹۸۵ء فیڈرل شریعت کورٹ)

لیکن قرار دیا گیا کہ موجودہ آرڈیننس کا نفاذ امن وامان کے برقرار رکھنے سے متعلق آرٹیکل نمبر ۲۰ میں موجود استثناء سے تحفظ یافتہ دکھائی دیتا ہے۔ حضرت محمد ﷺ کی ختم نبوت اور اقلیتوں کے اپنے مذہب کا استدلال، عمل اور اس کی تشہیر کرنے انسانی حقوق کے بین الاقوامی اسلامی اعلامیہ کے خصوصی حوالہ سے اقلیتوں کے حقوق جو کہ آرٹیکل ۲۰ میں بنیادی حقوق دیئے گئے ہیں پر وفاقی عدالت میں ان پر بحث کی گئی ہے۔ قرآن کریم کی آیت [۱] (۳۳، ۴۰) اور اس موضوع پر روایات کے جائزہ کے بعد عدالت اس نتیجہ پر پہنچی ہے کہ یہ سمجھا جائے گا کہ شریعت کا

---

[۱] اس مضمون پر ایک سو سے زائد آیات اور دو سو سے زائد احادیث رسول ﷺ موجود ہیں۔ دیکھئے ختم نبوت کامل۔

کوئی اصول ایسا نہیں ہے جو نبی ﷺ کے بعد کسی اور نبی کی آمد کی اجازت دیتا ہو۔ شریعت میں بروز اوتار اور ظل کا بھی کوئی تصور نہیں ہے۔ مسیح علیہ السلام کی آمد ثانی کے متعلق جو روایت ہیں انہیں مرزا قادیانی پر اطلاق کرنے کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ اس نے اپنے دعاوی کا سارا ڈھانچہ نہ صرف قرآنی متن بلکہ روایت کی بھی تاویل پر اٹھایا ہے۔ قادیان، دمشق بن گیا اور مسجد اقصیٰ قادیان کی مسجد ہو گئی۔ اس کی بڑی رکاوٹ تھی کہ یسوع علیہ السلام کو میدان سے ہٹایا جائے اور یہ مقصد ان کی کشمیر میں فطری وفات کی تھیوری کے ذریعے حاصل کیا گیا۔ جب مرزا قادیانی سے کہا گیا کہ وہ بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح معجزے دکھائے تو اس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور ان کے معجزوں کا تمسخر اڑایا[1]۔ اس کے دعویٰ نبوت نے اس کے لئے مشکلات پیدا کیں۔ ان کے دعاوی کے اثرات کا جزوی نوٹس لیا گیا۔ کچھ دوسری مشکلات بھی دیکھی جا سکتی ہیں۔ اس نے یہ دعویٰ بھی کیا کہ صرف وہی قرآن کا صحیح ترجمہ کرنے اور حدیث کی صحت کی تصدیق کرنے کا اہل ہے۔

۹...... حضرت عائشہؓ کا ایک قول ’’قولوا خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہ ‘‘ کہو کہ رسول اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ لیکن یہ نہ کہو کہ ان کے بعد کوئی نبی نہیں۔ غیر معتبر قرار دیا گیا۔ اسی طرح ایک [2] دوسری حدیث جو کہ ابن ماجہؒ نے ابن عباسؓ کے حوالہ سے بیان کی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اپنے فرزند ابراہیم کے متعلق فرمایا کہ اگر وہ زندہ رہتے تو وہ سچے نبی ہوتے۔ ’’لو عاش ابراهیم لکان صدیقا نبیا (ابن ماجه ص۱۰۸، باب ماجاء فی الصلوٰة علی ابن رسول وذکر وفاته) ‘‘ اسے بھی وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے میں غلط اور ناقابل اعتبار قرار دیا گیا ہے۔ (صحیح بخاری ج۲ ص۹۱۴، باب من سمی باسماء الانبیاء میں اس کی وضاحت کی گئی ہے)

۱۰...... تمام مکاتب فکر کے مسلمان حضرت محمد ﷺ کی قطعی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور اسے اپنے عقیدے کا ایک اہم جز سمجھتے ہیں اور اس متفقہ اعتقاد کی بنیاد قرآن کریم کی آیت ۴۰ ہے۔ یہ آیت معہ ترجمہ دی جاتی ہے۔

---

[1] دیکھئے (ضمیمہ انجام آتھم ص۵ تا ۷ حاشیہ، خزائن ج۱۱ ص۲۸۹ تا ۲۹۱) وغیرہ۔

[2] خود لاہوری گروپ کے بانی مولوی محمد علی نے اس کو موضوع قرار دیا۔ دیکھئے زیر آیت ’’ماکان محمد ابا احد‘‘ (بیان القرآن ص۱۱۰۳، از محمد علی لاہوری)

"ماکان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین وکان اللہ بکل شئی علیما" ﴿محمد تمہارے مردوں میں کسی کا باپ نہیں۔ لیکن وہ خدا کا پیغمبر ہے اور تمام نبیوں کا ختم کرنے والا اور اللہ تمام باتوں کا جاننے والا ہے۔﴾

چند معروف احادیث کے معنی ذیل میں درج کئے جاتے ہیں۔

۱.....نبوت اور رسالت کا سلسلہ ختم ہو گیا۔ میرے بعد نہ کوئی پیغمبر ہوگا اور نہ ہی نبی۔

(ترمذی ج ۲ ص ۵۳، باب ذہبت النبوت وبقیت المبشرات)

۲.....اگر میرے بعد کوئی پیغمبر آنا ہوتا تو وہ عمرؓ بن خطاب ہوتے۔

(ترمذی ج ۲ ص ۲۰۹، ابواب المناقب)

۳.....(حضرت علیؓ سے فرمایا) تم میرے لئے ایسے ہو جیسے موسیٰ علیہ السلام کے لئے ہارون علیہ السلام تھے۔ فرق یہ ہے کہ میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہوگا۔

(مسلم ج ۲ ص ۲۷۸، باب من فضائل علی ابن ابی طالبؓ)

۴.....میرے بعد کوئی پیغمبر نہیں ہے اور میری امت کے بعد کسی دوسرے پیغمبر کی کوئی امت نہیں ہے۔ (طبرانی ج ۸ ص ۳۰۴، حدیث ۸۱۴۶)

۵.....میں آدم علیہ السلام کی پیدائش سے بھی پہلے پیغمبروں میں آخری تھا۔

(مستدرک امام حاکمؒ ج ۳ ص ۱۹۴ احدیث ۳۶۱۹)

یہ سمجھ لینا چاہئے کہ جب حضور ﷺ قرآن اور سنت کے الفاظ کے معنی یا مفہوم بیان فرمادیں تو اس کے مقابلہ میں کسی لغت کے معنی یا کسی دوسرے کے معانی یا تشریح کو کوئی اہمیت نہ دی جائے گی۔

۱۱..... موجودہ دعویٰ مسجد سے متعلق ہے جو کہ موضع موسے والا تحصیل ڈسکہ میں واقع ہے۔ (اس کی تفصیل ترمیمی عرضی دعویٰ کے پیراگراف ۳ میں بیان کی گئی ہے)

یہ کہا گیا ہے کہ مدعیان دوسرے مسلمانوں سمیت متدعویہ متنازعہ مسجد میں گذشتہ ایک سو سال سے نمازیں پڑھ رہے ہیں کہ مدعا علیہم جو کہ غیر مسلم ہیں۔ ان کا اس سے کوئی تعلق واسطہ نہیں اور وہ طاقت کے ذریعے اسے استعمال کرنا چاہتے ہیں۔

۱۲..... پہلے دونوں مدعا علیہم نے فاضل عدالت عالیہ لاہور میں اس مقدمے کی

تبدیلی کی کوشش کی۔ لیکن ان کی درخواست معہ نظر ثانی درخواست نمبر ۷۷/C۔۲۱ ہائیکورٹ کے ڈویژنل بنچ نے مورخہ ۱۵/ اکتوبر ۱۹۸۵ء کو مندرجہ ذیل ریمارکس کے ساتھ خارج کر دی۔

''آخر میں نہ کہ آخری قانونی ترمیم ہے۔ جس کے ذریعے احمدیوں کو نہ صرف غیر مسلم قرار دیا گیا ہے بلکہ انہیں اپنی عبادت گاہوں کو مسجد کہنے سے بھی روک دیا گیا ہے۔ اس قانونی اقدام کے پیش نظر مسئول علیہم/ مدعیان شاید اپنے دعویٰ کو برقرار رکھنے پر غور کریں۔''

۱۳۔۔۔۔ مدعا علیہم نمبر ۱، ۲، ۶، ۷، ۸، ۹، ۱۰ نے علیحدہ علیحدہ جواب دعویٰ داخل کئے۔ مدعا علیہم نمبر ۳ تا ۵ نے اپنے جدا جدا جواب دعویٰ داخل کیے۔ تاہم ان سب کا مدعیٰ ایک جیسا ہی تھا کہ متدعویہ متنازعہ مسجد بحکم اسسٹنٹ کمشنر ڈسکہ زیر دفعہ ۱۴۵ فوجداری مجریہ ۱۹۰۸ء سر بمہر کر دی تھی یہ کہ وہ گذشتہ ۶۰/ ۷۰ سال سے بغیر کسی کی مداخلت کے بلاشرکت غیرے اسے عبادت گاہ کے طور پر استعمال کر رہے تھے اور انہوں نے اس میں ردو بدل اور مرمت کی اور اوّل الذکر مدعا علیہم نے بیان کیا کہ وہ عرصہ ۷۰/ ۸۰ سال سے اسے استعمال کرتے تھے اور اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ اس میں بجلی کا میٹر اور لاوڈ اسپیکر لگوایا تھا۔

۱۴۔۔۔۔۔ بنائے دعویٰ اور کارروائی کے جواز کی عدم موجودگی یا مقدمہ کا قابل رفتار نہ ہونا، اختیار سماعت کی عدم موجودگی اور قول و فعل سے ممانعت سے متعلق ابتدائی اعتراضات اٹھائے گئے۔

۱۵۔۔۔۔۔ مدعا علیہم نمبر ۱۱، ۱۲ جو خود کو عقیدے کے لحاظ سے سنی مسلمان کہلاتے ہیں۔ انہوں نے بیان کیا کہ مقدمہ بدنیتی پر مبنی ہے۔ کیونکہ انہیں اس میں احمدی/ قادیانی ظاہر کیا گیا ہے۔ اسی طرح کے ابتدائی اعتراضات میں انہوں نے دفعہ ۳۵-اے ضابطہ دیوانی کے تحت ہرجانہ خاص طلب کیا ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ مدعیان کا متدعویہ متنازعہ مسجد کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے اور اسے احمدی عبادت کے لئے استعمال کرتے تھے۔ اس کے علاوہ انہوں نے موقف اختیار کیا کہ اس کا انتظام و انصرام احمدیوں کے پاس تھا۔ جس سے مدعیان کا کوئی تعلق نہ تھا۔

۱۶۔۔۔۔۔ اس پر مدعیان نے مورخہ ۳/ جون ۱۹۸۶ء کو جواب الجواب داخل کیا۔ جس میں انہوں نے بیان کیا کہ مدعا علیہ نمبر ۱ اور اس کے لڑکے نے مدعا علیہ نمبر ۱۱ سے ۸۰ ہزار روپیہ قرض لیا تھا اور قادیانیوں نے اسے دھمکایا کہ اگر وہ ان کے حق میں بیان نہ دے گا تو وہ اسے مذکورہ رقم واپس نہ دیں گے۔ اسی طرح مدعا علیہ نمبر ۱۲ کو انہوں نے اس یقین دہانی پر متاثر کیا کہ وہ

دعویٰ شفع کا فیصلہ اس کے حق میں کروائیں گے۔ آخر میں ان وجوہات کی بناء پر مدعا علیہ نمبر۲ نے نہ صرف قادیانی وکیل کیا۔ بلکہ ان کی خواہشات کے مطابق جواب دعویٰ بھی داخل کیا۔ قادیانی وکیل کے ذریعہ مسلمانوں کی نمائندگی پر سختی سے اعتراض کیا گیا تھا۔

۱۷...... ابتدائی طور پر یہ مقدمہ مسٹر گلزار احمد فاضل سول جج ڈسکہ کی عدالت میں ۱۰؍جنوری ۱۹۷۶ء کو پیش ہوا اور اس پر مندرجہ ذیل تنقیحات لگائی گئیں۔

۱...... کیا مدعیان متدعویہ مسجد میں بلاشرکت غیرے قابض ہیں؟ (بذمے مدعیان)

۲...... کیا مدعیان متدعویہ مسجد میں ایک سو سال سے زائد عرصہ سے نماز پڑھتے رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کا اثر؟ (بذمے مدعیان)

۳...... کیا عدالت کو اس مقدمہ کی سماعت کا اختیار نہیں ہے؟ (بذمے مدعا علیہم)

۴...... کیا مدعیان اس دعویٰ کو پیش کرنے میں اپنے قول اور فعل سے مانع ہیں؟ (بذمے مدعا علیہم)

۵...... دادرسی

۱۸...... بہرحال مورخہ ۳؍جون ۱۹۸۶ء کو سید ناصر علی شاہ فاضل سول جج ڈسکہ نے مزید مندرجہ ذیل تنقیحات کا اضافہ کیا۔

۴-اے: کیا مدعا علیہ نمبر۱۰ نے اپنے جواب دعویٰ سے بلا اجازت روگردانی کے مرتکب ہوئے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو اس کا اثر؟ (بذمے مدعیان)

۴-سی: کیا مدعا علیہ نمبر۳ تا ۵ نے متنازعہ جائیداد کو مسجد تسلیم کرلیا ہے تو انہیں اس دعویٰ سے خارج سمجھا جائے؟ (بذمے مدعیان)

۴-ڈی: کیا مدعا علیہم نمبر۱۱،۱۲ کے مسلمان ہونے کی حیثیت سے احمدی وکیل ان کی وکالت اس مقدمہ میں کرسکتا ہے؟ (بذمے مدعیان)

۴-ای: کیا مدعا علیہان نمبر۱۱،۱۲ نے دیگر مدعا علیہان کے ساتھ سازباز کی ہوئی ہے۔ اگر ایسا ہو تو اس کا اثر؟ (بذمے مدعیان)

۴-ایف: کیا دعویٰ جھوٹا اور بے بنیاد ہے؟ اگر ایسا ہے تو کیا مدعا علیہان نمبر۱۱،۱۲ ہرجانہ خاص کی رقم خاص کے حقدار ہیں۔ اگر ایسا ہے تو کتنی رقم کے؟ (بذمے مدعا علیہم)

۴-جی: کیا مدعیان دعویٰ دائر کرنے میں اپنے قول وفعل سے مانع ہیں؟ (بذمے مدعا علیہم)

۱۹...... فریقین کے وکلاء کے علاوہ میں نے کچھ معروف علماء سے جو کہ علم کی مختلف شاخوں کے ماہرین تھے اپنے دلائل بھی اس مقدمہ میں سنے تنقیحات وار فیصلہ درج ذیل ہیں۔

۲۰...... تنقیح نمبر ۱،۲

یہ تنقیحات ایک دوسری کے ساتھ مربوط ہیں۔ اس لئے اکٹھی لی جارہی ہیں۔ مسل پر فریقین کی شہادت کا جائزہ لینے سے قبل یہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ لفظ مسجد کے معنی بیان کئے جائیں۔ لغوی لحاظ سے اس کے معنی ہیں جہاں سجدہ ریزی کرنے کے لئے سر جھکایا جائے۔ کنسائز آکسفورڈ ڈکشنری (چھٹا ایڈیشن) میں مسجد کے معنی ''مسلمانوں کی جائے عبادت'' کے ہیں۔ رینگل شاہ اور دوسرے بنام ملا جدل مقدمہ (پی ایل ڈی کراچی ۳۱۲) میں یہ قرار دیا گیا ہے۔ ''مسجد پر قبضہ یا اس کی ملکیت کسی شخص کے لائق نہیں۔ کیونکہ یہ خدا کی ملکیت ہے اور اسی کی عبادت کے لئے وقف ہوتی ہے۔ ہر مسلمان کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ مسجد داخل ہو کر خدا کی عبادت کرے۔ پبلک مسجد ایک قانونی اصطلاح ہے اور اس سے مراد کسی صورت میں بھی مسجد کا قبضہ ان معنوں میں نہیں کہ کوئی مسلمان کسی دوسرے مسلمان کو اس مسجد میں نماز پڑھنے کے حق سے محروم کردے۔ اس زاویہ نگاہ سے تمام مسلمانوں کا نہ کہ کسی ایک کا مسجد پر قبضہ ہوتا ہے۔ مسلمان فرد واحد ہو یا زیادہ ہوں ان سب کے حقوق مسجد کے بارے میں مساوی ہیں اور کسی مسلمان کو جائز نہیں کہ وہ کسی دوسرے مسلمان کو نماز پڑھنے سے روکے۔''

اس سلسلے میں دفعہ ۲۱۸ محمڈن لاء مصنفہ ملا حسب ذیل ہے۔ ''ہر محمڈن کو خدا کی مسجد میں داخل ہونے کا حق حاصل ہے۔ خواہ وہ مسلمانوں کے کسی بھی فرقہ سے تعلق رکھتا ہو۔ اسے اپنے مکتب فکر کے مطابق عبادت کا حق حاصل ہے۔''

پاکستان مجلس اسلامیہ بنام شیخ محمد ۴۳-اے، ۴۹، ۵۲- سی۔ ایس۔ اے ۲۴۵ میں یہ قرار دیا گیا ہے کہ مسجد میں عبادت کا حق قانونی حق ہے۔ جس میں خلل کی صورت میں اسے عدالتی چارہ جوئی کا حق حاصل ہے۔

۲۱...... مسجد کے نام سے ظاہر ہوتا ہے کہ یہ خصوصی طور پر صرف مسلمانوں کی عبادت گاہ ہے۔ شبہات کو دور کرنے کے لئے مسلمان اور غیر مسلم کی عبادت گاہ میں مثبت امتیاز ہونا چاہئے۔ ایک مثبت قانون کی موجودگی میں قادیانیوں کو اپنی عبادت گاہوں کو مسجد یا مسجدیں کہنے سے روکنے کے سلسلے میں کسی قسم کا اعتراض بالکل جائز ہوگا۔ جیسا کہ اس سے قبل ذکر آچکا ہے۔

۲۲...... زیر بحث تنقیحات کے مطابق سوالات کی طرف آتے ہوئے ہمیں ریکارڈ پر موجود شہادت کا جائزہ لینا چاہیے۔ فریقین کے وکلاء نے مورخہ ۱۹ر فروری ۱۹۸۷ء کو ایک مشترکہ بیان میں کہا کہ وہ پہلے والی پیش کردہ شہادت پر اعتماد کرتے ہیں۔ تاہم مدعا علیہان نمبر ۱۲،۱۱ مسمیان بشیر اور شکر اللہ نے اپنی شہادت ریکارڈ کرانے کی خواہش کی۔ اس موقع پر تسلیم کیا گیا کہ مدعیان کو تردید کا حق حاصل ہوگا۔ مندرجہ بالا دونوں مدعا علیہان کے فاضل وکیل چوہدری محمود احمد نے مورخہ ۱۲را کتوبر ۱۹۸۷ء کو بیان کیا کہ اب وہ اپنے مؤکلان کی شہادت پیش کرنا نہیں چاہتے۔ یہ مسلمہ قانون ہے کہ اگر کوئی فریق کسی مقدمہ کے متعلق ذاتی علم رکھتا ہو اور شہادت دینا چاہے تو دے تاکہ جرح کے ذریعے اس کی شہادت کو پرکھا جاسکے۔ یہاں دونوں کا ذاتی طور پر عدالت میں پیش ہونے سے گریز ہی ان کے دعویٰ کی سچائی کے منافی ہے۔ اس سلسلہ میں حاجی عبداللہ خان بنام نثار محمد خان وغیرہ (پی۔ ایل۔ ڈی ۱۹۵۹ء پشاور ۸۱) پر انحصار کیا گیا ہے۔

۲۳...... مدعیان نے سردار خان (گواہ نمبر ۱) محمد حسین ولد رحمت خان (گواہ نمبر ۲) محمد حسین ولد روشن دین (گواہ نمبر ۳) اور محمد رمضان (گواہ نمبر ۴) کی شہادت پیش کی ہے۔

۲۴...... دوسری طرف مدعا علیہم میں سے نذیر احمد (گواہ نمبر ۱) حاجی نذیر احمد ولد اللہ دین (گواہ نمبر ۲) اور راجہ محمد صفدر جو اس وقت ریذیڈنٹ مجسٹریٹ تھے۔ (گواہ نمبر ۳) اس مقدمہ میں اپنے موقف کی تائید میں پیش کئے۔

۲۵...... مدعیان کی جانب سے پہلے دونوں گواہوں کی شہادت مورخہ ۲۱ر فروری ۱۹۷۶ء کو جب کہ تیسرے گواہ کی شہادت ۱۰ر مارچ ۱۹۷۶ء کو ریکارڈ کی گئی۔ تمام گواہوں کا بیان ایک دوسرے کے ساتھ مربوط ہے کہ ان کے آباؤ اجداد جو کہ مسلمان تھے۔ وہ متدعویہ مسجد میں نماز ادا کیا کرتے تھے۔ ان سب پر جرح کی گئی۔ لیکن کسی کو بھی ان کے بیان کے کسی نقطہ سے جھٹلایا نہ جاسکا۔ مدعیان کے گواہ نمبر ۲ نے مسجد کی تعمیر کا عرصہ ڈیڑھ سو سال بتایا۔ اس نے یہ تقریباً کہا اور اس کا معنی غلط نہیں لیا جاسکتا۔ کیونکہ دیگر گواہان اس بات پر متفق تھے کہ یہ مسجد گذشتہ سو سال سے زائد عرصہ سے موجود تھی۔

۲۶...... مدعا علیہان کی جانب سے دلیل دی گئی کہ مدعیان کے گواہوں نے جرح کے دوران تسلیم کیا ہے کہ جب کبھی احمدیوں/ قادیانیوں کا مولوی آتا تو وہ متنازعہ مسجد کے حجرے

میں ٹھہرتا تھا۔ لہٰذا یہ تسلیم کیا جائے کہ مدعیان کا مسجد پر بلاشرکت غیرے انتظام وانصرام نہ تھا۔ اس دلیل کی بناء پر مدعیان کا دعویٰ ناکام ہونا چاہیے۔

۲۷...... مدعیان کے گواہ نمبر۲ کی اس بات کو تسلیم کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہ احمدیوں کی کوئی دوسری عبادت گاہ دیہات میں نہیں ہے۔ اس لئے ان کی طرف سے دعویٰ کیا گیا کہ اس پر بلاشرکت غیرے انتظام اور قبضہ ان کا ہے۔ زیادہ زور مدعیان کے گواہ نمبر۲ کے اس اعتراف پر دیا گیا۔ جہاں اس نے بیان کیا کہ: ''یہ درست ہے کہ نماز تراویح مسجد متنازعہ میں صرف احمدی پڑھتے تھے۔ یہ درست ہے کہ لاؤڈ سپیکر پر اذان صرف احمدی ہی دیتے تھے۔''

۲۸...... میں نے بڑی احتیاط سے مندرجہ بالا دلائل پر غور کیا ہے اور ذکر کردہ اعتراضات کے درمیان گواہ نے یہ بھی کہا کہ: ''مسلمان نماز تراویح اس لئے نہ پڑھتے تھے۔ تاکہ فساد نہ ہو۔ ہم کو صرف احمدیوں کی بابت ۷؍ستمبر۱۹۷۴ء کو علم ہوا کہ احمدی غیرمسلم ہیں۔''

اگر احمدیوں کا مولوی کبھی کبھار مسجد کے متصل ٹھہرتا تھا تو یہ اس کا حقیقی ثبوت نہیں ہے کہ مدعیان مسجد کے معاملات کا انتظام وانصرام نہ کرتے تھے۔ یہ تو واضح ہے کہ ۱۹۷۴ء سے قبل قادیانی خود کو مسلمان کہتے تھے اور کسی واضح نشانی کو ظاہر کئے بغیر مسلمانوں کے ساتھ عبادت وغیرہ کر لیتے تھے۔

۲۹...... مدعیان نے اصل دعویٰ کے پیراگراف نمبر۳ میں کہا تھا کہ متدعویہ متنازعہ مسجد مقبوضہ اہل اسلام تھی۔ مدعا علیہان کے تحریری بیان میں ان کا جواب ''یہ درست ہے۔'' کہ موقع پر مسجد موجود ہے۔ تاہم دوسری بار جو تحریری بیان مورخہ ۲۷؍مئی ۱۹۸۷ء کو داخل کیا اس میں درج الفاظ میں تبدیلی کر دی گئی۔

''عبادت گاہ موجود ہے جو کہ مقبوضہ جماعت احمدیہ ہے۔''

پیراگراف نمبر۴ میں بیان کیا کہ متنازعہ مسجد کو ''جماعت احمدیہ'' گذشتہ ۷۰؍۸۰ سال سے استعمال کرتی تھی یہ مزید بڑھایا گیا کہ: ''پہلے کچی تھی...... دوبارہ جماعت احمدیہ نے پختہ تعمیر کیا۔ میٹر بجلی لگوایا اور سپیکر بھی لگوایا۔ مدعیان کا کوئی تعلق نہیں ہے۔''

مدعا علیہم کے گواہ نمبر۱ نذیر احمد نے بیان کیا کہ ۲۵؍۲۶ سال پہلے مسجد کچی بنائی گئی تھی۔ یہ شریف آدمی اپنے دادا کا نام نہیں جانتا۔ اس کی عمر ۵۵ سال تھی۔ بقول اس کے پہلے مسجد کچی تھی۔ اس نے یہ درست تسلیم کیا کہ کچی مسجد اس کے بچپن سے پہلے تھی۔ اس لئے یہ بات واضح ہے کہ اس نے اپنی پیدائش سے پہلے مسجد کے ہونے کا انکار نہیں کیا۔

۳۰...... مدعا علیہم کے گواہ نمبر ۲ حاجی نذیر احمد نے مسجد کا ۱۹۲۸ء میں ہونا تسلیم کیا ہے۔ گواہ مدعا علیہم نمبر ۳ راجہ محمد صفدر کو ایک انکوائری رپورٹ کا ثبوت دینے کے لئے پیش کیا گیا جو اس بطور ریذیڈنٹ مجسٹریٹ تیار کی تھی۔ اصلی رپورٹ عدالت میں پیش نہ کی گئی۔ اس لئے ان کی شہادت پر بالکل درست اعتراض کیا گیا تھا۔ مسجد کے ملاحظہ کے موقع پر انہوں نے مسجد سے متصل حجرہ سے ایک مولوی صاحب کو نکلتے ہوئے دیکھا۔ مگر انہوں نے تسلیم کیا کہ انہوں نے خود اس کے مذہب کے بارے میں نہ پوچھا۔ اگرچہ لوگوں نے بتایا کہ وہ احمدی تھا۔ تاہم مجسٹریٹ صاحب کی مذکورہ مسجد کے بہت پرانی ہونے کے بارے میں رائے مثبت تھی۔

۳۱...... مسل پر شہادت مندرجہ بالا چھان بین کرنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچی ہے کہ نہ تو مسجد کی حیثیت اور نہ ہی اس کے ایک سو سال سے زائد عرصہ سے وجود کا انکار کیا گیا ہے اور جیسا کہ مدعیان کا دعویٰ ہے۔ اہل اسلام کے قبضہ اور انتظام بھی خصوصی طور پر تحریری بیان میں انکار نہیں کیا گیا۔ جیسا کہ پیراگراف ۲۹ میں قبل ازیں اشارہ کیا گیا ہے۔ اسے آرڈر ۸، رول نمبر ۵ ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت قبضہ کا اعتراف تسلیم کیا جائے گا۔

۳۲...... یہ اچھی طرح سے واضح ہے کہ مرزا قادیانی نے ۱۹۰۸ء میں وفات پائی اور اس کے بعد احمدیوں/ قادیانیوں نے اپنے اپنے اعتقاد کا اظہار کرنا شروع کر دیا۔ مدعا علیہم کے پہلے دونوں گواہوں نے تسلیم کیا کہ انہوں نے کبھی اپنی عبادت، گرجا گھر میں نہیں کی اور نہ ہی یہ ممکن ہے کہ کسی غیر مسلم کو اس کی مذہبی رسوم ادا کرنے کی مسجد میں اجازت دی جائے گی۔ جیسے کہ اوپر پہلے قرار دیا گیا ہے کہ: ''مسجد'' مکمل طور پر بلا شرکت غیرے مسلمانوں کی عبادت گاہ کہلاتی ہے۔ مسلمانوں کی مسجد اور غیر مسلم کی عبادت گاہ میں واضح فرق ہوتا ہے۔

۳۳...... اگلا سوال جو قابل غور ہوگا وہ یہ ہے کہ کیا کوئی غیر مسلم کسی ایسی مسجد پر دعویٰ کر سکتا ہے۔ جس پر اس نے کسی وقت بطور ایک مسلمان کے یا آئین مروجہ قانون کے ذریعے اپنے غیر مسلم ہونے کے اعلان سے رسائی حاصل کی ہو۔

۳۴...... شرعی قانون نے مسجد کو بلا شرکت غیرے مسلمان کی عبادت گاہ قرار دیا ہے اور اسی طرح اس میں عبادت بشمول قیام، رکوع، سجود اور نماز کے لئے بلانے کا طریقہ بذریعہ اذان بھی شریعت نے صرف مسلمان کو ہی سکھایا ہے اور غیر مسلم نہ تو ان کے حقوق میں دخل اندازی کے روادار ہیں اور نہ شعائر اسلام کو اپنے اوپر لاگو کر کے مسلمانوں کے حقوق میں مداخلت کے مجاز ہیں۔

۳۵...... یہ فرض کرتے ہوئے بھی کہ احمدیوں/قادیانیوں نے متنازعہ مسجد کی مرمت یا دوبارہ تعمیر میں کسی وقت چندہ دیا بھی ہو تو موجودہ سیاق و سباق کے تحت ان کے لئے یہ بات فائدہ مند نہیں ہوگی۔ کیپٹن ریٹائرڈ عبدالواحد وغیرہ نے جو اپیلیں نمبران ۲۴ اور ۲۵ وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے بروئے آئین آرٹیکل ۲۰۳ کے خلاف سپریم کورٹ آف پاکستان کے روبرو دائر کی تھی۔ وہ بھی مورخہ ۱۱ر جنوری ۱۹۸۸ء کو خارج ہو چکی ہیں۔ فاضل سپریم کورٹ آف پاکستان نے اپنے فیصلے میں قرار دیا کہ: ''فیڈرل شریعت کورٹ کا فیصلہ ملک میں نافذ العمل ہوگا۔'' اس لئے جہاں تک قادیانیوں کے غیر مسلم ہونے کی حیثیت کا تعلق ہے۔ اس پر یہ فیصلہ اٹل ہے۔

۳۶...... باوجود آرڈیننس ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء کے اعلان کے جس کا حوالہ پیرگراف ۷ میں دیا گیا ہے۔ مسٹر مجیب الرحمٰن فاضل وکیل مدعا علیہم نے دلیل دی کہ غیر مسلم کی عبادت گاہ کو مسجد کہا جاسکتا ہے۔ اس نے حضور ﷺ کے اس واقعہ کا حوالہ دیا کہ جب نجران کے عیسائیوں کو آپ ﷺ نے مسجد نبویؐ میں نہ صرف ٹھہرنے بلکہ انہیں اپنی عبادت کرنے کی اجازت بھی مرحمت فرمائی تھی۔ اس نے سورہ کہف: ۲۱ کا حوالہ دیتے ہوئے مزید کہا کہ اس دور کے لوگ مسلمان نہ تھے۔ پھر بھی ان کی عبادت گاہ کو (مسجداً) کہا گیا ہے۔ آگے اس نے کہا کہ مسجد اقصیٰ اگرچہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے پیروکاروں نے تعمیر کی تھی جو اس کے مطابق غیر مسلم تھے۔ لیکن اس عبادت گاہ کو مسجد کہا گیا ہے۔ ان معروضات پر اس نے بحث کی کہ قادیانیوں/احمدیوں کو جبری قانون کی رو سے غیر مسلم قرار دیا گیا ہے۔ پھر بھی وہ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کہہ سکتے ہیں۔

۳۷...... آرڈیننس ۲۰ مجریہ ۱۹۸۴ء جس کا گذشتہ پیراگراف میں حوالہ دیا گیا ہے کی موجودگی میں اس کا علاج اگر ہے تو کہیں اور جیسا کہ اوپر بیان ہوا۔ درحقیقت وہ سپریم کورٹ تک تو پہلے ناکام ہو چکے ہیں۔ تاہم مدعا علیہم کے وکیل مجیب الرحمٰن کی جانب سے پیش کردہ دلائل کا جواب میں اپنے طریقے سے دینے کی عاجزانہ کوشش کروں گا۔

۳۸...... مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں کی تعمیر کردہ مسجد کے گرانے کا حوالہ دیا جاسکتا ہے۔ یہ حضرت عمرؓ کے دور خلافت کا واقعہ ہے۔ ان کے مقرر کردہ گورنر کوفہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے حکم دیا تھا کہ اسے اس وجہ سے گرا دیا جائے کہ یہ کافروں نے تعمیر کی تھی اور اس کا انتظام وانصرام انہی کے پاس تھا۔ متعلق الفاظ یہ تھے: ''وامر بمسجد هم فهدم'' دیکھئے:

(سنن الدارمی حدیث نمبر ۲۵۰۶ ص ۱۵۳)

۳۹..... محمد ﷺ بنی نوع انسان کے لئے اللہ کے آخری پیغمبر نے اسلام کی حسب ذیل تفسیر فرمائی۔ ''اسلام یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ نمازیں ادا کرنا، زکوٰۃ دینا، ماہ رمضان کے روزے رکھنا اور اگر آپ کے پاس مال ہو تو مکہ میں اللہ کے گھر کا حج کرنا۔''

سورہ الاعمران کی آیت نمبر ۱۹ اور آیت نمبر ۸۵ اس ضمن میں شاہد ہیں کہ اللہ کے نزدیک سچا دین اسلام ہے اور جو اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین کو پسند کرے گا۔ اللہ کو اس کی یہ بات قبول نہیں اور وہ شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے تمام پیغمبر جو حضرت محمد ﷺ سے پہلے بھیجے گئے تھے۔ انہوں نے اسلام ہی اختیار کیا۔ اس پر عمل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو خاتم النبیین بنا کر بھیجا تا کہ اسلام کی تبلیغ کریں یہ دین عالمگیر سچائی کا حامل ہے اور تمام بنی نوع انسان کے لئے پسندیدہ ہے۔

آیت نمبر ۳ سورہ المائدہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتے ہیں کہ: ''آج کے دن میں نے تمہارے دین کو مکمل کر دیا ہے اور میں نے اپنی نعمت تمہارے لئے پوری کر دی ہے اور میں نے تمہارے لئے پسند کیا اسلام کو دین۔''

۴۰..... مدعا علیہم کے فاضل وکیل نے جو حوالے پیش کئے وہ میری سمجھ کے مطابق نامناسب تھے۔ کیونکہ جب نجران کا عیسائی وفد مسجد نبویؐ میں ٹھہرایا گیا تو وہ بڑا نازک وقت تھا اور نئی اسلامی مملکت کی حفاظت کے لئے کڑی نگرانی درکار تھی۔ وہاں مسجد نبویؐ کے سوا کوئی ایسی مناسب جگہ نہ تھی۔ جہاں مسلمان غیر مسلموں کے ساتھ بیٹھ کر اپنے اہم معاملات طے کر سکیں۔ علاوہ ازیں مسجد نبویؐ میں ان کی عبادت کی اجازت مخصوص حالات کے پیش نظر تھی۔ جو انہیں اسلام قبول کرنے کی طرف مائل کرنے کے لئے دی گئی تھی۔ یہ کوئی ان کے مستقل ٹھہرنے کی اجازت نہ تھی۔

۴۱..... حضور ﷺ کی بعثت سے قبل کے تمام پیغمبروں کے پیروکار اپنے اپنے وقت کے مسلمان تھے اور انہیں اقرار کرنا پڑتا تھا کہ اللہ کے سوائے کوئی معبود نہیں۔ وہ اپنے اپنے دور کے پیغمبروں کی تعلیمات کو ماننے کے پابند تھے۔ تمام نبیوں نے اپنے آپ کے مسلمان ہونے کا اعلان کیا۔ اللہ کے سامنے سر تسلیم خم کیا۔ انہوں نے یہ بھی اعلان کیا کہ جو اسلام سے انکار کرے وہ اس سے بری الذمہ ہیں۔ یہ واضح ہے کہ جو کوئی بھی آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی رسالت کے

بعد پیدا ہوا اور اس نے آپ کی نبوت پر ایمان نہ لایا وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ حتیٰ کہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ پر ایمان لائے اور اللہ کے بتلائے ہوئے کاموں پر عمل کرے اور ممنوعات سے رک جائے۔ اللہ تعالیٰ سورہ الحشر آیت ۷ میں فرماتے ہیں۔

تو رسول جو کچھ تم کو دے دیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس سے وہ تمہیں روک دیں رک جایا کرو۔

۴۲...... نجران کے عیسائیوں کے مندرجہ بالا واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے سورہ توبہ کی آیت نمبر ۲۸ میں حکم نازل فرمایا: "یا یھا الذین آمنو انما المشرکون نجس فلا یقربوا المسجد الحرام بعد عامھم ھذا" اے ایمان والو بے شک مشرک ناپاک ہیں۔ سو یہ اس برس کے بعد سے مسجد حرام کے نزدیک نہ آنے پائیں۔

اس سے یہ بات بالکل واضح ہے کہ غیر مسلموں کا داخلہ اللہ تعالیٰ نے خود ہی سختی سے روک دیا تھا۔

۴۳...... بلاشبہ یہ سچ ہے کہ حضرت مسیح علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، سلیمان علیہ السلام اور اسی طرح دوسرے پیغمبروں کے پیروکاروں کو قرآن نے مسلم کہا ہے۔ (الشوریٰ: ۱۳) اس سلسلے میں درج ذیل حوالہ جات پیش خدمت ہیں۔

۱...... سورہ آل عمران: ۱۹ ۲...... سورہ القصص: ۵۳

۳...... سورہ المائدہ: ۱۱ ۴...... سورہ یونس: ۸۴، ۹۰

۵...... سورہ النمل: ۳۱، ۳۸

ان تمام حوالہ جات میں لفظ "المسلمون" یا "المسلمین" استعمال ہوئے ہیں۔ اس صورت کے پیش نظر ان کے عبادت گاہوں کو صحیح طور پر "مساجد" کہا گیا ہے اور کہا جا سکتا ہے۔

۴۴...... سورہ البقر کی آیت نمبر ۱۳۲، ۱۳۶ میں اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر ذکر فرمایا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام، اسماعیل علیہ السلام، اسحاق علیہ السلام، یعقوب علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام اور تمام دوسرے پیغمبر جو اللہ تعالیٰ نے بھیجے مسلمان تھے اور وہ سب اللہ کے فرمانبردار تھے۔

۴۵...... یہ بات زور دے کر کہی جا سکتی ہے کہ حضرت محمد ﷺ کی نبوت کے بعد کوئی ایسا شخص جو آپ کی ختم نبوت پر ایمان نہ رکھتا ہو وہ مسلمان نہیں کہلا سکتا۔ کیونکہ آپ کی ختم نبوت پر ایمان مسلمانوں کے مذہب کا بنیادی جزو ضروریات دین میں سے ہے۔

۴۶...... امام ابوحنیفہؒ (۸۰/۱۵۰ھ) کے دور میں ایک شخص نے پیغمبر ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اسے اپنی نبوت کا ثبوت مہیا کرنے کی اجازت دی جائے۔ امام ابوحنیفہؒ نے فتویٰ دیا کہ: ''جو کوئی اس سے اس کی نبوت کا ثبوت مانگے گا وہ بھی بے ایمان ہو جائے گا۔'' کیونکہ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا ہے کہ: ''میرے بعد کوئی نبی نہیں۔''

(الخیرات الحسان فی مناقب الامام اعظمؒ ابوحنیفہؒ ص ۱۱۹، طبع ۱۴۱۵ھ مطبوعہ مصر)

سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۰۷ کا حوالہ بھی مدعا علیہم کے لئے باعث تقویت نہیں بنتا۔ قرآن پاک کی رو سے ''مسجد ضرار'' شرارتاً اور کفراً بنائی گئی تھی کہ مسلمانوں کو نقصان پہنچائیں اور مسجد کو اس شخص کا اڈا مقرر کریں جو ایک عرصہ سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ سے برسرپیکار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا کہ کافر قسمیں کھا کھا کر یوں کہیں گے کہ ہمارا مقصد سوائے بھلائی کے اور کچھ نہیں تھا اور اللہ گواہ ہے کہ یہ لوگ حقیقتاً جھوٹے ہیں۔ یہ عبادت گاہ اپنی اصل حقیقت میں مسجد نہ تھی۔ اگر یہ مسجد ہوتی تو آگ لگانے اور گرانے کا حکم نہ فرمایا جاتا۔ یہ تو صرف شرارتوں کا اڈا بنایا گیا تھا اور منافقین نے اسے مسجد کی شکل میں ایسی جگہ تعمیر کیا جہاں اس کے گرد مسلمان آباد تھے۔ جونہی ان کی شرارت منظر عام پر آئی۔ اسے گرانے کا حکم صادر فرما دیا گیا۔

۴۸...... ایسے ہی جس مسجد کا حوالہ بالا پیراگراف نمبر ۳۸ میں دیا گیا ہے۔ وہ مسلمانوں کی عبادت کے لئے استعمال ہو سکتی تھی۔ لیکن ایسا نہیں کیا گیا اور اس کے بجائے اسے گرانے کا حکم دیا گیا۔ اس کی ظاہری وجہ یہ تھی کہ اسے مسیلمہ کذاب کے پیروکاروں نے تخریب کاری کے لئے بنایا تھا اور وہ خود ہی اس کے منتظم بھی تھے۔

۴۹...... سورہ الانفال کی آیت نمبر ۳۴ یہاں فائدہ کے لئے پیش کی جاتی ہے کہ مشرکین مکہ کا دعویٰ تھا کہ وہ کعبہ کے متولی ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے انہیں منع فرما دیا کہ وہ اس کے متولی نہیں ہیں۔ مزید برآں یہ حکم دیا کہ متقی لوگ ہی متولی بن سکتے ہیں۔ سورہ توبہ کی آیت نمبر ۱۷ بھی اس مفہوم میں ہے کہ مشرک اس عمل کے اہل نہیں کہ وہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں۔ جب کہ ان کی حالت یہ ہے کہ وہ خود اپنے اعمال سے اپنے کفر کی شہادت دے رہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کے اعمال برباد ہو گئے اور وہ لوگ ہمیشہ آگ میں رہنے والے ہیں۔ میرے علم کے مطابق مسیلمہ کذاب کے حواریوں کی تعمیر شدہ مسجد کا معاملہ بالکل ایسا ہی تھا۔

۵۰...... قبل ازیں فیڈرل شریعت بنچ کے فیصلے کا حوالہ دیا گیا ہے کہ مسجد کی تعمیر کے سلسلے میں یہ مسلمہ اصول ہے۔ خواہ یہ غیر مسلموں کی جانب سے شراکت کے طور پر تعمیر کی گئی ہو۔ لیکن اسے مسلمانوں کی عبادت گاہ کے لئے مخصوص کیا جانا چاہئے۔ اس فیصلے کا پیرا گرف ۴۲ اس مسئلے کا حل پیش کرتا ہے جوکہ درج ذیل ہے۔

حضورﷺ نے منافقوں اور ریا کاروں کو مسجد میں سے باہر نکال دیا تھا۔ ابن عباسؓ کی روایت ہے کہ جمعہ کے روز خطبہ دیتے ہوئے حضورﷺ نے چند افراد کو جو عبادت کرنے کے لئے بیٹھے تھے۔ ان کا نام لے کر حکم دیا کہ وہ مسجد سے باہر چلے جائیں کیونکہ وہ منافق تھے۔

(روح المعانی از آلوسی ج۱۱ ص۱۰)

یہ بحث سر ظفر اللہ خان جوکہ ایک معروف احمدی ہے کی رائے سے سمیٹی جاسکتی ہے۔

اگر احمدی غیر مسلم ہیں تو ان کا مسجد سے کوئی تعلق اور سروکار نہیں۔ (تحدیث نعمت ص۱۶۲)

اسی فیصلہ کے ص۱۱۴،۱۱۳ پر معزز شریعت بنچ نے قرار دیا کہ قادیانی دوسرے غیر مسلم فرقوں کی نسبت زیادہ برے اقدام پر ہیں۔ یہ قرار دیا گیا کہ قادیانی لٹریچر میں اگر ایک شخص اسلام سے قادیانیت میں داخل ہو جائے اور پھر دوبارہ اسلام قبول کرے تو وہ مرتد کہلاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ وہ غیر مسلموں کی طرح دوزخ میں ڈال دیا جائے گا۔ جیسے کہ حقیقت الوحی میں عبدالحکیم ڈاکٹر کے متعلق مرتد کا لفظ استعمال کیا گیا ہے۔

۵۱...... ان تمام وجوہات کی بناء پر میں قرار دیتا ہوں کہ مدعیان متعلقہ مسجد پر قابض تھے اور انہیں قانونی طور پر اس کے انتظام وانصرام کا حق تھا۔ نتیجتاً دونوں تنقیحات کا فیصلہ مدعیان کے حق میں اور مدعا علیہم کے خلاف کیا جاتا ہے۔

۵۲...... تنقیح نمبر۳: مقدمہ کی سماعت کے بارے میں عدالت کے اختیار کو دلائل کے دوران چیلنج نہیں کیا گیا اور فریقین نے مقدمہ سے متعلق اپنے اپنے نقطہ نگاہ کو پیش کیا۔ اب قادیانیوں کو خاص قانون کے ذریعے اپنی مذہبی رسوم اور تقریبات مسلمانوں کی طرح ادا کرنے سے روک دیا گیا ہے اور یہ دعویٰ دفعہ ۴۲ سپیشل ریلیف ایکٹ مجریہ ۱۸۷۷ء کے تحت ایک کھلا اعلان ہے۔ مسلمانوں کے حقوق کو برقرار رکھنے اور اس کے عملی نفاذ کے متعلق پیراگراف ۲۰ میں زیر تنقیحات ۱ اور ۲ میں پہلے ہی بہت کچھ بیان کیا جاچکا ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس مقدمہ کی سماعت کے سلسلے میں عدالت کے اختیار میں کسی قسم کا کوئی سقم نہیں اور یہ ان تمام خطوط پر پورا اترتا ہے جو

مقدمہ عبدالرحمٰن مبشر وغیرہ بنام سید امیر علی شاہ بخاری وغیرہ (پی۔ایل۔ڈی ۱۹۷۸ء لاہور ۱۱۱۳ ڈی۔بی تھا) نیتجتاً یہ تنقیح مدعیان کے حق میں اور مدعا علیہان کے خلاف پائی گئی ہے۔

۵۳...... تنقیح نمبر۴: ۴-ایف اور ۴-جی جیسا کہ تنقیح نمبر ۱،۲ میں بیان ہوا کہ ۱۹۷۴ء سے قبل قادیانیوں اور مسلمانوں کے درمیان مذہبی رسوم ادا کرتے وقت کوئی امتیازی فرق دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اگرچہ قادیانیوں کے خلاف پورے ملک میں احتجاجات ہور ہے تھے۔ کوئی ایسا قانون نہ تھا کہ انہیں خود کو مسلمان کہنے یا ظاہر کرنے سے روکا جائے۔ طرح طرح کی قانون سازی اور اس کے نفاذ نے مسلمانوں کو اس سلسلہ میں اپنے حقوق کے تحفظ کا احساس دلا دیا۔ یہاں پر اصول، قول وفعل سے مانع کا اطلاق نہ ہوگا اور نہ ہی مقدمہ کو بے بنیاد اور بدنیتی پر محمول کیا جاسکے گا۔ نیتجتاً دونوں تنقیحات مدعیان کے حق میں اور مدعا علیہان کے خلاف قرار دی جاتی ہیں۔

۵۴...... تنقیح نمبر۴-اے: میں نے محمد علی مدعا علیہ نمبر ۱۰ کا تحریری بیان مورخہ ۲۷رمئی ۱۹۸۶ء ملاحظہ کیا ہے۔ جس پر انگریزی میں دستخط معلوم ہوتے ہیں۔ اگر مدعیان کا یہ خیال ہے کہ یہ دستخط جعلی تھے تو انہیں اس کے خلاف کوئی شہادت پیش کرنا چاہئے تھی۔ لیکن ایسی کوئی شہادت میرے سامنے ریکارڈ پر نہیں ہے۔ اگر ایک لمحہ کے لئے تسلیم بھی کر لیا جائے کہ مدعا علیہ نمبر ۱۰ کا تحریری بیان دستخط شدہ نہیں تو ۱۹۸۱ء ایس۔سی۔ایم۔آر-۶۸۷ میں قرار دیئے گئے اصول کی رو سے یہ بات نتیجہ خیز نہیں اور اسے ایک فروگذاشت سمجھا جائے گا۔ اس اعتراض کا کوئی فائدہ نہیں۔ لہٰذا اس تنقیح کا فیصلہ مدعا علیہم کے حق میں اور مدعیان کے خلاف کیا جاتا ہے۔

۵۵...... تنقیح نمبر۴-بی: مدعا علیہان کی جانب سے دعویٰ میں لفظ ''مسجد'' کی تبدیلی اس وجہ سے کی گئی تھی کہ بعد ازاں پاکستان پینل کوڈ میں ترامیم ہوگئی اور دفعہ ۲۹۸-بی اور ۲۹۸-سی کا اضافہ کیا گیا تھا۔ اس لئے یہ اعتراض لاحاصل ہے۔ یہ تنقیح مدعا علیہم کے حق میں فیصلہ کی جاتی ہے۔

۵۶...... تنقیح نمبر۴-سی: اس حقیقت سے انکار نہیں کیا گیا کہ متدعویہ متنازعہ مسجد تعمیر کے لحاظ سے ایک سو سال سے زائد عرصہ کی ہے۔ مقدمہ کے اس پہلو پر تنقیحات نمبر ۱،۲ پر میں نے سیر حاصل بحث کے بعد فیصلہ صادر کر دیا گیا۔ یہ تنقیح مدعیان کے حق میں مدعا علیہان کے خلاف پائی جاتی ہے۔

۵۷...... تنقیحات نمبر۴-ڈی اور ۴-ای: ان تنقیحات کو ثابت کرنا مدعیان کا فرض

تھا۔ ان کے وکلاء کو بار بار کہا گیا تھا کہ کوئی ایسا قانون بنائیں۔ جس میں قادیانی وکیل کو مسلمان کی نمائندگی کرنے سے روکا جائے [1]۔ لیکن وہ ایسا نہ کر سکے۔ یقیناً کوئی ایسا قانون نہیں [2]۔

۵۸...... جہاں تک یہ کہا گیا ہے کہ مدعا علیہان نمبر ۱۱،۱۲ کا موقف دوسرے مدعا علیہم کی تائید میں ہے۔ اس میں وزن معلوم ہوتا ہے۔ ان کے جواب دعویٰ میں دونوں نے قادیانیوں/ احمدیوں کی مدد کرنے کی کوشش کی تھی۔ ان کا موقف تھا کہ متنازعہ مسجد پر انتظام اور اس کا استعمال احمدیوں کا تھا۔ تاہم وہ دونوں نہ خود شہادت دینے آئے اور نہ ہی کوئی دوسری شہادت اپنے بیان کی سچائی ثابت کرنے کے لئے پیش کی۔ میں نے اس پہلو پر پہلے ہی پیراگراف ۲۲ میں بحث کی ہے۔ جب نقطہ شہادت نہیں ہوتی اور جب تک واقعات کو مکمل عدالتی مراحل میں ثابت نہ کیا جائے اس کے مطابق بحث کے نقاط کو جب تک عدالتی جرح کے مراحل سے نہ گذارا جائے صرف موقف کی کوئی اہمیت نہیں۔ اس لئے ان کے خلاف صحیح طور پر گمان کیا گیا تھا۔ نتیجتاً تنقیح نمبر۴-ڈی مدعیان کے خلاف اور تنقیح نمبر۴-ای ان کے حق میں قرار دی جاتی ہے۔

فیصلہ

۵۹...... مندرجہ بالا تنقیحات پر فیصلوں کی رو سے میں اس مقدمہ میں مدعیان کے حق میں ڈگری صادر کرتا ہوں۔

۶۰...... اس فیصلہ کو ختم کرنے سے پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ فریقین کی جانب سے مقدمہ میں شرکاء کی عالمانہ معاونت کا اقرار کروں۔ ان کے تعاون کے بغیر میری طرح کے نو وارد کے لئے اس طرح کے پیچیدہ مقدمہ کی چند ماہ میں سماعت کوئی آسان کام نہ تھا۔ میری دعاء ہے کہ اللہ قادر مطلق اور بلند و برتر راستہ بھٹکنے والوں کو ہدایت فرمادیں اور جو راہ راست پر ہیں انہیں اپنی بے شمار نعمتوں سے نوازیں۔

۲/مئی ۱۹۸۸ء

سول جج ڈسکہ

(نوٹ) مولانا عبداللطیف صاحب نے اصلاً انگلش فیصلہ بھی ساتھ ہی طبع کرایا تھا۔ احتساب قادیانیت کی اس جلد میں غیر ضروری سمجھ کر اپنی سوچ کے مطابق حذف کر دیا۔ (فقیر مرتب)

---

[1] ''ولن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا (النساء:۱۴۱)''
﴿اللہ تعالیٰ ہرگز مومنوں پر کافروں کو (غلبہ) نہ دے گا۔﴾

[2] ''............ بعضھم اولیاء بعض (التوبہ:۷۱)'' ﴿اہل ایمان ایک دوسرے کے حمایتی ہوتے ہیں۔﴾

انا خاتم النبیین لا نبی بعدی

میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں

وہ عہد کا رسول ﷺ

یعنی

مسئلہ ختم نبوت از روئے بائبل اور قرآن

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

وہ عہد کا رسول ﷺ

یعنی

مسئلہ ختم نبوت از روئے بائبل اور قرآن

پیش لفظ

''بسم اللہ الرحمن الرحیم ۰ هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله (فتح:۲۸)''

ایها الناس ! رسالت اور انسانیت لازم وملزوم ہے۔ اسی لئے سب سے پہلا انسان سب سے پہلا نبی تھا۔ پھر یہ سلسلہ تاریخ انسانی کے ساتھ ساتھ چلتا رہا۔

حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام آئے۔ جد انبیاء ابراہیم علیہ السلام آئے، حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب توراۃ جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت داؤد علیہ السلام صاحب زبور اور ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان علیہ السلام بھی رشد وہدایت کی روشنی پھیلاتے رہے۔ ان کے علاوہ کم وبیش ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء ورسل علیہم السلام نوع انسانی کی رہنمائی کے لئے تشریف لائے۔ حتیٰ کہ اسرائیلی سلسلہ کے آخری رہنماء حضرت مسیح علیہ السلام بھی جلوہ افگن ہوگئے۔ مگر یہ سب حضرات گرامی علاقائی اور قومی ہدایت کے ساتھ مبعوث ہوئے اور ساتھ ساتھ سب کے سب ایک عالمگیر اور دائمی رسالت کی منادی کرتے رہے کہ ہمارے بعد ایک ایسی ہستی آنے والی ہے جس کو ایک لاتبدیل، انمٹ اور دائمی پیغام ہدایت دے کر بھیجا جائے گا۔ تمام عالم اس کی تعریف وثناء سے بھر جائیں گے۔ وہ سب پر غالب ہوگا۔ کوئی اس کے مقابلے میں نہ ٹھہر سکے گا۔ جو اس کی نہ سنے گا اس کا محاسبہ ہوگا۔ اس کا کلام نسلاً بعد نسل بعینہ سنایا جاتا رہے گا۔ وہ دنیا کو عدل وانصاف اور سچائی سے بھر دے گا۔ باوجود بائبل محرف ہو جانے کے اس آخر الانبیاء افضل المرسلین ﷺ کی تشریف آوری۔ آپ کی شان وشوکت، آپؐ پر نازل کردہ خدائی کلام اور آپ کی امت عظیمہ کی صفات اور شان آج بھی روز روشن کی طرح موجود ہے۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے بائبل سے آپ کی ذات اقدسؐ، آپ کی تشریف آوری کے متعلق یہ مختصر سی تحریر پیش خدمت ہے۔ اس کے بعد آپؐ پر نازل شدہ انمٹ کلام ربانی کے متعلق روشن ترین دلائل سے واضح کیا جائے گا۔ عہد جدید قرآن ہے انجیل نہیں۔

ناظرین! سے بصد ادب گذارش ہے کہ مسلم اور غیر مسلم پوری دیانتداری سے بنظر غائر مطالعہ فرما کر نجات دارین کا سامان تیار کریں تا کہ بروز حشر ناکامی اور نامرادی کا منہ نہ دیکھنا پڑے۔ آمین ثم آمین۔ المؤلف!

حبقوق نبیؑ کی سرور عالم ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق دعاء

''اے خداوند اسی زمانہ میں اپنے کام کو بحال کر۔ اسی زمانہ میں اس کو ظاہر کر۔ قہر کے وقت رحم کو یاد فرما۔ خدا تیماں سے آیا اور قدوس کوہ فاران سے۔ اس کا جلال آسمان پر چھا گیا اور زمین اس کی حمد سے معمور ہوگئی۔ اس کی جگمگاہٹ نور کی مانند تھی۔ اس کے ہاتھ سے کرنیں نکلتی تھیں اور اس میں اس کی قدرت نہاں تھی اور آتشی تیر اس کے قدموں سے نکلتے تھے۔ وہ کھڑا ہوا اور زمین تھرا گئی۔ اس نے نگاہ کی اور قومیں پراگندا ہوگئیں۔ ازلی پہاڑ پارہ پارہ ہوگئے۔ قدیم ٹیلے جھک گئے۔ اس کی راہیں ازلی ہیں۔'' (حبقوق نبی ب۳، آیت ۲ تا ۶)

تعارف بائبل

بائبل یونانی زبان کا لفظ ہے۔ جس کا معنی کتاب ہے۔ عیسائیوں کے ہاں اس کے دو حصے ہیں۔ نمبر۱: عہد نامہ قدیم۔ نمبر۲: عہد نامہ جدید۔

عہد نامہ قدیم کے ایک فرقہ (پروٹسٹنٹ) کے نزدیک کتاب پیدائش سے لے کر ملاکی نبی تک ۳۹ رسالے ہیں اور دوسرے فرقہ رومن کیتھولک کے نزدیک اس کے ۴۶ رسالے ہیں۔ مگر عہد نامہ جدید کے دونوں کے ہاں ۲۷ رسالے ہیں تو گویا اوّل فریق کے نزدیک بائبل ۳۹ + ۲۷ = ۶۶ رسالوں کا مجموعہ ہے اور فریق ثانی یعنی رومن کیتھولک کے ہاں بائبل ۴۶ + ۲۷ = ۷۳ رسائل کا مجموعہ ہے۔

اس کے علاوہ دو اور بھی بائبلیں ہیں۔ ایک یہودیوں کی جو اناجیل کے بغیر یعنی صرف عہد نامہ قدیم پر مشتمل ہے اور دوسری سامریوں کی بائبل جو صرف توراۃ کے پانچ رسالوں پر مشتمل ہے اور یہ چاروں بائبلیں آپس میں مختلف ہیں۔

ہر رسالہ چند ابواب پر مشتمل ہوتا ہے۔ جیسے قرآن کریم کی سورۃ کے کئی رکوع ہوتے ہیں اور ہر باب کی چند آیات ہوتی ہیں۔ عیسائیوں نے یہ آیات اور ابواب کی تقسیم از خود ہماری دیکھا دیکھی ۱۳۴۰ء میں کی ہے۔ گویا یہ کل کی بات ہے۔ یہ الہامی نہیں۔ مگر ہمارے قرآن مجید کی سورتیں اور آیات خدا کی طرف سے طے شدہ ہیں۔

حوالہ پڑھنے کا طریقہ: مثلاً پیدائش ب۲۲،آیت۱۸ یعنی بائیسویں باب کی اٹھارہویں آیت۔یعنی ب جو باب کا مخفف ہے۔اس کے اوپر باب کا نمبراور نیچے اس کی آیات کا نمبر ہوگا۔مثلاً متی ب۱۰،آیت۲۳۔یعنی انجیل متی کے دسویں باب کی تیئسویں آیت ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

مسئلہ ختم نبوت ﷺ بائبل اور قرآن کی روشنی میں

’’قال اللہ تعالیٰ! واذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمة ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن به ولتنصرنه قال ء اقررتم واخذتم علیٰ ذالکم اصری قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانا معکم من الشاهدین (آل عمران:۸۱)‘‘ ﴿ازشاہ رفیع الدینؒ......اور جس وقت لیا اللہ تعالیٰ نے عہد پیغمبروں کا البتہ جو کچھ دوں میں تم کو کتاب وحکمت سے پھر آئے تمہارے پاس پیغمبرؐ سچا کرنے والا اس چیز کو جو ساتھ تمہارے ہے۔(توراۃ وانجیل وغیرہ) البتہ ایمان لائیو ساتھ اس کے اور البتہ مدد دینا اس کو۔کہا کیا اقرار کیا تم نے اور لیا تم نے اوپر اس کے بھاری عہد میرا۔کہا انہوں نے اقرار کیا ہم نے۔کہا پس شاہد (گواہ) رہو اور میں بھی ساتھ تمہارے شاہدوں میں سے ہوں۔﴾

تشریح: اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں تمام نوع انسانی سے دو دفعہ عہد لینے کے لئے ان کو اکٹھا کیا۔

۱...... پہلی دفعہ تو تمام نوع انسانی (نیک وبد) کی ارواح کو اکٹھا کر کے فرمایا: ’’الست بربکم ‘‘یعنی کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟’’قالوا بلیٰ ‘‘کیوں نہیں۔سب نے بیک زبان اقرار کیا کہ آپ ہمارے رب ہیں۔گویا اپنی الوہیت اور ربوبیت کا بلاشرکت غیرے سب سے اقرار لیا اور کلمہ طیبہ کا پہلا جز مرتب فرمایا:’’لا اله الا اللہ‘‘

۲...... دوسری مرتبہ اپنے خاص بندوں یعنی رسولوںؑ اور نبیوںؑ کی ارواح مقدسہ کو حاضر کر کے یہ عہد لیا کہ جب میں تمہیں اپنے اپنے وقت میں کتاب وحکمت دے کر مخلوق کی رہنمائی کے لئے دنیا میں بھیجوں گا تو اگر تم میں سے کسی کی زندگی میں وہ میرا خاص معظم رسولؐ آجائے جس کو میں نے سب کا سردار اور خاتم الانبیاءؐ بنایا ہے تو تم نے پھر اپنے اپنے دین کی تبلیغ چھوڑ کر اس رسول معظمؐ کے دین کی تبلیغ واتباع کرنا ہوگی۔کیونکہ مثل آفتاب کے اس کی

موجودگی میں کسی بھی نبی کی شریعت نہیں چل سکتی۔ یہ کلمہ کے دوسرے جز کا اثبات ہوگیا۔ محمد رسول اللہ [1] اسی حقیقت کو واضح فرماتے ہوئے خود اس رسول معظمؐ نے فرمایا: ''لو کان موسیٰ حیا لما وسعه الا اتباعی (مشکوٰۃ ص ۳۰، باب الاعتصام بالکتاب والسنة) ''یعنی میرا مقام و مرتبہ یہ ہے کہ میرے ہوتے ہوئے حضرت موسیٰ علیہ السلام جو صاحب کتاب اور مستقل شریعت والے نبی تھے۔ اگر زندہ ہوتے تو ان کو بھی میری اتباع کے بغیر چارہ نہ ہوتا۔ ایسے ہی بالوضاحت احادیث نبویہ میں بھی آچکا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آکر آپؐ کی ہی شریعت کی اتباع اور نصرت فرمائیں گے۔

ہر نبی سے عہد لیا گیا

تفسیر ابن کثیرؒ اور دوسری تفاسیر میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے روایت ہے کہ: ''ما بعث الله بنبیاً من الانبیاء الا اخذ علیه المیثاق لئن بعث الله محمد ﷺ وهو حی لیؤمنن به ولینصرنه (ابن کثیر ج۲ ص۵۷) ''یعنی اللہ تعالیٰ نے ہر نبی سے یہ عہد لیا کہ اگر اس کی زندگی میں محمد رسول اللہ ﷺ مبعوث ہو جائیں تو ان کو آپؐ پر ایمان لانا ہوگا اور آپ کی حمایت و نصرت کرنا ہوگی اور ہر نبی کو یہ حکم بھی دیا گیا کہ یہی عہد ہر نبی اپنی اپنی امت سے لے کہ اگر ان کی زندگی میں سید الانبیاء ﷺ تشریف لے آئیں تو تم نے میری پیروی چھوڑ کر آپ کی اتباع کرنا ہوگی اور آپؐ کے دین و شریعت کی نصرت اور حمایت کرنا ہوگی۔

---

[1] گویا نوع انسانی کی پیدائش سے قبل ہی اس خاتم الانبیاء سید الرسل ﷺ کا کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مکمل کرا لیا۔ اس کو کائنات کی پیشانی پر ثبت فرما کر پھر انسان کو پیدا فرمایا اور اس کلمہ سے تعلق کی بناء پر اس انسان کو تمام کائنات پر فوقیت بخشی۔ پھر اپنی الوہیت اور ربوبیت تو سب سے منوائی اور اس پر کوئی خاص تاکید بھی نہ فرمائی۔ مگر فخر موجودات ﷺ کی رسالت کی تصدیق صرف پاکباز اور منتخب افراد مقدسہ (انبیاء ورسل علیہم السلام) سے کرائی اور پھر اس پر مؤکد سے مؤکد اقرار و شہادت بھی ثبت کرائی پھر اسی پر اکتفاء نہ فرمایا۔ بلکہ لیلۃ المعراج میں بیت المقدس میں انہی ارواح مقدسہ کو جمع فرمایا اور آپؐ کی اقتداء میں نماز پڑھوا کر عملی طور پر بھی تعمیل و تصدیق کرادی اور جب سلسلہ نسل انسانی کی ابتداء ہوگئی تو سب سے پہلے اسی سالار انبیاءؑ کے عبادت خانہ اور قبلہ کی تعمیر کرائی اور یہ حکم بھی سب سے پہلے انسان اور رسول کو دیا۔ فرمایا: ''ان اوّل بیت وضع للناس للذی ببكة مباركاً (آل عمران:۹۶)''

مندرجہ بالا حوالہ جات سے ثابت ہوا کہ آپ کی ختم نبوت پر ایمان لانے کا ہر نبی سے عہد لیا گیا اور پھر اپنی اپنی امت میں اس کے اعلان کرنے کا بھی عہد لیا گیا۔

(تفسیر روح المعانی ج۲۱ص ۱۳۷) میں آیت:"واذ اخذنا من النبیین میثاقھم" کے تحت لکھا ہے۔"بروایة قتادة" کہ اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء علیہم السلام سے ایک دوسرے کی تصدیق کرنے اور محمد مصطفیٰ ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت کا پیمان لیا اور ہر نبی سے اپنی اپنی امت میں اس کے اعلان کا بھی عہد لیا گیا۔

"(وكذالك الحاكم فی مستدركه ج٤ ص ٢٢٥، حديث٤٩٩٩، باب تبنی رسول ﷺ زيد بن ثابتؓ) لما جاء حارثة لطلب ابنه زيدؓ فقال النبی ﷺ اسئلكم ان تشهدوا ان لا اله الا الله وانی خاتم انبياء ه ورسله ارسله معكم"

جب زیدؓ کے والد حارثہ آپ کو تلاش کرتے ہوئے مکہ مکرمہ میں سید کائنات ﷺ کی خدمت میں آئے کہ ہمارا بیٹا ہمیں واپس دیا جائے تو آپؐ نے منجملہ دوسری باتوں کے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ میرا تم سے یہ مطالبہ ہے کہ اگر تم لوگ اقرار کرلو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اس کا رسول ہونے کے علاوہ تمام نبیوں اور رسولوں کا ختم کرنے والا ہوں یعنی آخری نبی ہوں تو میں زیدؓ کو تمہارے ساتھ بھیج دیتا ہوں۔

حضرت زیدؓ یمن کے علاقہ میں رہنے والے تھے۔ کسی نے بچپنے میں آپ کو پکڑ کر مکہ میں فروخت کر دیا۔ آپؓ کے والد اور چچا ہر جگہ تلاش کرتے رہے۔ حتیٰ کہ کسی کی اطلاع پر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے بیٹے کو طلب کیا۔ جس پر آپؐ نے ان کو یہ جواب دیا۔

نکتہ جلیلہ: اس آیت کریمہ میں جملہ "ثم جاء کم رسول" ذہن نشین رہے کہ اس جملہ میں رسول کی تنوین عظمت اور تعظیم کے لئے ہے۔ یعنی تم سب کے آچکنے کے بعد وہ عظمت اور شان والا رسول آئے۔ اگلے بیان میں یہی رسول کا لفظ مختلف اعرابی حالات میں بار بار آئے گا۔ لہٰذا ذہن میں رکھیں۔ فرمایا ثم جاء کم۔ ثم کا لفظ تراخی یعنی دیر اور مہلت کے لئے آتا ہے تو معنی یہ بنے گا کہ اے میرے رسولو اور نبیو! تم سب کی مدت رسالت گذرنے کے بعد وہ شان والا رسولؐ آئے گا۔ یعنی یہ بتایا گیا کہ وہ تمام رسولوں کے بعد تشریف لائے گا اور خاتم الانبیاء ہوگا۔

اب اس عہد والے عظیم الشان پیغمبر کی تاریخ ابتدائے وجود انسانیت سے ملاحظہ فرمایئے کہ ہر ایک پیغمبرؑ بحکم الٰہی آپ کی تشریف آوری کا اعلان کر رہا ہے۔ قرآن مجید میں بھی اس رسول معظمؐ کے اعلان کا تذکرہ ہو رہا ہے اور بائبل یعنی توراۃ، زبور اور انجیل میں باوجود محرف ہونے کے

اب بھی اس ختم المرسلین ﷺ کی ختم نبوت کا اعلان ہر پیغمبرؑ کی طرف سے ملاحظہ کیا جاسکتا ہے۔ چنانچہ کتاب (پیدائش ب۲۲، آیت ۱۸) میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ذکر میں کہا ہے کہ روئے زمین کی تمام اقوام تیری نسل میں برکت پائیں گی۔'' وکذالك اعمال ب۳، آیت ۲۵''

دعائے ابراہیم علیہ السلام

قرآن مجید میں ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر خانہ کعبہ تعمیر کیا تو اس کے بعد دعاء فرمائی: ''ربنا وابعث فیهم رسولاً منهم یتلوا علیهم ایاتك ویعلمهم الکتاب والحکمة ویزکیهم انك انت العزیز الحکیم (البقرة:۱۲۹)'' ﴿اے ہمارے پروردگار تو ہم پر انتہائی مہربان ہے تو رحیم وکریم ہے تو ہماری دعاؤں کو سننے اور قبول فرمانے والا ہے۔ تو نے جہاں ہماری اور آرزوؤں کو پورا فرمایا وہاں ہماری اس التجاء کو بھی قبول فرمالے کہ وہ عظمت والا رسولؐ جس کا ہم سب انبیاء سے آپ نے عہد لیا تھا۔ اس کو میری اس بیت اللہ کے اردگرد بسنے والی اولاد میں مبعوث فرمادے۔ جس کی صفت اور شان یہ ہو کہ وہ ان کو تیری آیات پڑھ کر سنائے اور ان کو قرآن وحکمت کی تعلیم دے اور ان کے دلوں کو کفر وشرک کی نجاستوں سے پاک کردے۔﴾

اے ہمارے مولیٰ! آرزو تو بہت بڑی ہے مگر تو بھی بڑی زبردست طاقتوں کا مالک ہے۔ ہماری دعاؤں کو سن لے۔ تو اللہ تعالیٰ نے اپنے خلیل علیہ السلام کی اس دعاء کو سن لیا اور فرمایا: ''قد استجیب لك وهو کائن فی آخر الزمان (تفسیر ابن جریرؒ ج۱ ص۵۵۷، عن ابی العالیة)'' یعنی اے میرے خلیل علیہ السلام تمہاری دعاء سن لی گئی اور وہی عہد والے رسول معظمؐ آخیر زمانہ میں پیدا ہوں گے۔ یعنی خاتم الانبیاءؐ ہوں گے۔

بعثت آخرالزمانؐ ایک عظیم دستاویز

حضرت امام بیہقیؒ سے دعائے خلیل علیہ السلام ''ربنا واجعلنا مسلمین لك ومن ذریتنا امة مسلمة لك۱'' کے تحت بروایت عمرو بن الحکم ''انه قد نقلت عند نا ورقة عن اب عن جد حتیٰ ظهر الدین وجاء صاحب الدین وهاجر الیٰ الطیبه فقرأت هذه الورقة فاذا فیها...... بسم الله الرحمن الرحیم. قوله الحق هذا الذکر لامة فی آخر الزمان یسبلون اطرافهم ویأتزرون علیٰ اوساطهم ویخوضون البهار الیٰ اعدائهم فیهم صلوٰة لوکانت فی قوم نوح ما اهلکوا بالطوفان وفی عادٍ ماا هلکوا بالریح وفی ثمود اهلکوا بالصیحة (خصائص

کبریٰ ج ۱ ص ۴۰) وقال لما قرء هذا عند النبی ﷺ استبشر ''امام بیہقیؒ بروایت عمرو بن حکم نقل کرتے ہیں کہ میرے آباؤاجداد سے ہمارے ہاں ایک ورق محفوظ چلا آتا تھا۔ یہاں تک کہ جب دین اسلام کا ظہور ہوا اور سید کائنات ﷺ مبعوث ہوئے۔ بعد میں مدینہ طیبہ کو ہجرت فرمائی تو میں نے آپ کی خدمت میں یہ ورق پڑھا۔ اس کی عبارت یہ تھی کہ اللہ کے نام سے شروع ہے اور اسی کا فرمان حق ہے۔ یہ تذکرہ ہے۔ اس امت کا جو آخر زمان میں آئے گی۔ جن کے لباس کے اطراف چھوٹے ہوئے ہوں گے اور اپنی کمروں پر تہ بند باندھیں گے اور اپنے دشمنوں کے مقابلے کے لئے دریاؤں میں گھس پڑیں گے۔ ان میں نماز ایسی ہوگی کہ اگر وہ نماز قوم نوح علیہ السلام میں ہوتی تو وہ لوگ طوفان سے ہلاک نہ ہوتے اور اگر قوم عاد میں ہوتی تو وہ آندھی سے ہلاک نہ ہوتی اور اگر وہ قوم ثمود میں ہوتی تو وہ چنگاڑ سے ہلاک نہ ہوتی۔

صحیفہ ابراہیمیہؑ کی بشارت

اسی طرح امام شعبیؒ سے خصائص کبریٰ میں منقول ہے کہ صحیفہ ابراہیمیہؑ میں لکھا ہے کہ:
''انه كائن من ولدك شعوب وشعوب حتىٰ يأتي النبي الامي الذي يكون خاتم الانبياء (خصائص کبریٰ ج ۱ ص ۲۴)''

چنانچہ رب العزت نے اپنے خلیل علیہ السلام کی دعاء کو سن لیا۔ فرمایا: ''لقد من الله على المؤمنين اذ بعث فيهم رسولاً من انفسهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلل مبين (آل عمران: ۱۶۴)'' ﴿بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے (اپنے خلیل علیہ السلام کی دعاء کو جامہ قبولیت پہنا کر) ایمان والوں پر احسان عظیم فرمایا۔ جب کہ ان ہی میں سے ایک شان والا رسول مبعوث فرمایا۔ (جس کی وہی چاروں صفات ہیں جو کہ دعائے خلیل علیہ السلام میں تھیں) کہ وہ ان پر آیات ربانی تلاوت فرماتا ہے اور ان کے دلوں کو کفر وشرک اور گناہوں کی آلائش سے پاک کرتا ہے اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے واضح گمراہی میں مبتلا تھے۔﴾

دوسری جگہ فرمایا: ''هو الذي بعث في الاميين رسولا منهم يتلوا عليهم آياته ويزكيهم ويعلمهم الكتاب والحكمة وان كانوا من قبل لفي ضلل مبين (الجمعة: ۲)'' ﴿وہ ذات ہے کہ جس نے امیوں میں ایک معظم رسولؐ انہی میں سے بھیجا جو ان پر اس کی آیات تلاوت کرتا ہے اور ان کا تزکیہ نفس کرتا ہے اور انہیں کتاب وحکمت کی تعلیم سے بہرہ ور کرتا ہے۔ اگرچہ وہ لوگ اس سے پہلے کھلی گمراہی میں پڑے تھے۔﴾

تیسری جگہ یوں فرمایا کہ تمہیں جہت قبلہ اسی لئے دی گئی ہے تا کہ حسب وعدہ خلیلی تمہیں امت مسلمۃ اور آخرالامم بنایا جائے۔ اسی لئے تمہارے لئے آخرالزمان کو بھیجا۔ ’’کما ارسلنا فیکم رسولا منکم یتلوا علیکم آیاتنا ویزکیکم ویعلمکم الکتاب والحکمۃ ویعلمکم ما لم تکونوا تعلمون (البقرہ:۱۵۱)‘‘ دعائے ابراہیمی علیہ السلام کی قبولیت کی انتہاء ملاحظہ ہو۔ سورۃ زخرف آیت ۲۰، ۳۰، ۳۱ اور اس امت کی علمی پوزیشن ملاحظہ ہو۔ انجیل یوحنا ب۶، آیت ۴۵ کہ وہ خدا سے تعلیم یافتہ ہوں گے۔

ناظرین! لفظ رسولاً، رسولٌ، رسولٌ ذہن نشین رہے۔ یہ وہی ثم جاءکم رسول والے ہی رسول کا جگہ جگہ ذکر آرہا ہے اور صفات اربعہ بھی ہر آیت میں وہی ہیں جو کہ دعائے خلیل علیہ السلام میں مذکور ہیں۔ گویا دعائے خلیل علیہ السلام کامل طور پر منظور ہوگئی کہ وہ عہد والا رسولؐ میری اس اولاد میں پیدا فرمادے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام، نبی آخرالزمانؐ اور امتہ مسلمہ

جدانبیاءؑ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کو چونکہ تمام دنیا کا پیشوا بنایا گیا۔ فرمایا: ’’انی جاعلك للناس اماما‘‘ یعنی میں تجھے تمام انسانیت کا ہادی اور رہنما بناؤں گا۔

چنانچہ بائبل میں بھی مذکور ہے۔ پیدائش ب۲۲، آیت ۱۸ کہ: ’’تیری نسل کے وسیلے سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی۔‘‘

آپؑ کے دو صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام تھے۔

حضرت اسحٰق علیہ السلام کے صاحبزادے حضرت یعقوب علیہ السلام ہوئے۔ جن کا لقب اسرائیل تھا۔ آپؑ کی اولاد کو بنی اسرائیل کہا جاتا ہے۔ آپؑ کی اولاد میں بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام مبعوث ہوئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد وسلیمان علیہم السلام آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ یہ سب کے سب اسرائیلی انبیاء تھے اور صرف بنی اسرائیل کی ہدایت کے لئے آئے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اکلوتے صاحبزادے حضرت اسماعیل علیہ السلام تھے۔ جن کے متعلق کتاب پیدائش میں بکثرت برکت کے وعدے مذکور ہیں۔ ملاحظہ ہو کتاب پیدائش ب۱۶، آیت ۱۲، ب۱۷، آیت ۲۰، ب۲۱، آیت ۱۸ وغیرہ۔

اس وعدہ کی تکمیل سید الرسل ﷺ کی بعثت کی صورت میں ہوئی۔ کیونکہ اسرائیلی انبیاء علیہم السلام صرف اپنی قوم کے لئے ہادی بن کر آئے۔ مگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے

صاحبزادے سید الرسل ﷺ تمام اقوام عالم کے لئے نبی بن کر آئے۔ لہٰذا وعدہ خداوندی "وبنسلك تتبارك جميع قبائل الارض "یعنی آپ کی اولاد کے ذریعے تمام اقوام عالم برکت پائیں گی پورا ہوگیا۔ ابراہیمؑ یادگار قربانی پر امتہ مسلمہ ہی قائم ہے۔ ایسے ہی عہد ابراہیمؑ ختنہ پر بھی یہی امت مسلمہ قائم ہے۔

ایسے ہی کتاب پیدائش پ۱۲ میں اس امت کی شان مذکور ہے کہ: "میں تجھے ایک بڑی قوم بناؤں گا اور برکت دوں گا اور تیرا نام سرفراز کروں گا۔ سو تو باعث برکت ہو۔ جو تجھے مبارک کہیں گے ان کو میں برکت دوں گا۔" آیت ۲،۳

ایسے ہی آپ کے مبشر بہ نبی آخرالزمان ﷺ کے حق میں ہے کہ: "لوگ برابر اس کے حق میں دعاء کریں گے۔ وہ دن بھر اسے دعاء دیں گے۔" (زبور پ۷۲، آیت ۱۵) یعنی تمام امت آپؐ پر شب وروز درود بھیجیں گے۔ یہ درود ابراہیمؑ کی تاریخ ہے۔

یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مبارک کہنے والے اور برکت دینے والے سید الرسل ﷺ کے امتی ہیں جو ہر نماز میں اور دوسرے اوقات میں بھی درود ابراہیمی پڑھ کر اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کو برکت دیتے ہیں۔ "اللهم بارك علىٰ محمد وعلىٰ ال محمد كما باركت على ابراهيم وعلىٰ ال ابراهيم انك حميد مجيد"

ملت ابراہیمؑ کی اتباع کا حکم

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے سید الرسل ﷺ اور آپؐ کی امت کو ملت ابراہیمؑ کے اتباع کا حکم دیا ہے۔ فرمایا: "ثم اوحينا اليك ان اتبع ملة ابراهيم حنيفاً وما كان من المشركين (النحل:۱۲۳)" ﴿پھر ہم نے آپ کو حکم بھیجا کہ آپ ملت ابراہیمؑ کی پیروی کیجئے جو کہ ایک طرف کے تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔﴾

چونکہ یہ امت مرحومہ بھی خدا سے طلب کی گئی ہے اور توحید حقیقی اور کامل کی صحیح وارث بھی یہی امت ہے۔ اس لئے فرمایا: "ان اولى الناس بابراهيم للذين اتبعوه وهذا النبى والذين آمنوا (آل عمران:۶۸)" ﴿بے شک حضرت خلیل علیہ السلام کے سب سے قریب اور تعلق والے تو وہ لوگ ہیں جنہوں نے آپ کی پیروی کی تھی اور اب یہ نبی مکرمؐ اور آپؐ پر ایمان لانے والی امت مسلمہ۔ اس امت کا نام مسلمان بھی حضرت ابراہیم علیہ السلام ہی نے رکھا۔﴾

چنانچہ فرمایا: "ملة ابيكم ابراهيم هو سماكم المسلمين من قبل وفى هذا

''لیکون الرسول شهیداً علیکم وتکونوا شهداء علی الناس (سورة الحج:۷۸)''
﴿یعنی دین تمہارے باپ ابراہیم علیہ السلام ہی کا ہے۔انہوں نے ہی تمہارا نام پہلے سے مسلمان رکھا اور اس قرآن میں بھی۔تا کہ رسولؐ ہو بتانے والا تم پر اور تم ہو بتانے والے لوگوں پر۔﴾

توحید کامل کی ابتداء وانتہا......ایک اہم تاریخی تسلسل

خلیل الرحمٰن علیہ السلام نے قوم کو توحید کامل کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:''اذ قال ابراهیم لا بیه وقومه اننی برآء مما تعبدون ۰ الا الذی فطرنی فانه سیهدین ۰ وجعلها کلمة باقیة فی عقبه لعلهم یرجعون ۰ بل متعت هؤلاء وآباء هم حتیٰ جآء هم الحق ورسول مبین ۰ ولما جآء هم الحق قالوا هذا سحر وانا به کفرون (الزخرف:۲۶تا۳۰)'' ﴿جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ اور اس کی قوم کو فرمایا کہ میں تو ان چیزوں سے بیزار ہوں۔جن کو تم پوجتے ہو۔مگر جس نے مجھے پیدا کیا۔سو وہی میری راہنمائی فرمائے گا اور یہی (توحید خالص والی) بات اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تا کہ وہ لوگ رجوع رہیں۔بلکہ میں نے دنیوی فائدہ دیا۔ان لوگوں کو اور ان کے آباؤ اجداد کو یہاں تک آپہنچا ان کے پاس دین سچا اور رسول کھول کر سنانے والا اور جب آپہنچا ان کے پاس سچا دین تو کہنے لگے کہ یہ تو جادو ہے اور ہم اس کو کبھی نہ مانیں گے۔﴾

یہ دعوت ابراہیمؑ کی ڈھائی ہزار سالہ تاریخ ہے کہ قوم آخر کار آپ کی دعوت کو فراموش کر بیٹھی۔پھر اس موعود رسولؐ نے آ کر دوبارہ اس حقیقت کو دنیا میں ہمیشہ کے لئے پھیلا دیا۔یہ دعوت ابراہیم کی ابتداء وانتہاء ہے۔اب نوید مسیحا کی تفصیل سنئے۔

اس کی ابتداء حضرت موسیٰ علیہ السلام صاحب تورات سے ہوئی۔جن کا ذکر خیر سورۃ صف کی آیت نمبر۵ سے ہوتا ہے۔پھر توراۃ کے آخری پیغمبر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعوت کا رد عمل ملاحظہ فرمایئے:

''واذ قال عیسیٰ ابن مریم یٰبنی اسرائیل انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراة ومبشرًا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد فلما جاء هم بالبینٰت قالوا هذا سحر مبین (الصف:۶)'' ﴿اور جب کہا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے اے اولاد یعقوب علیہ السلام بلاشبہ میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہو کر آیا ہوں۔اپنے سے پہلے اتری ہوئی توراۃ کی تصدیق کرتے ہوئے اور بشارت دیتے۔ایک ایسے رسول معظمؐ کی جو میرے بعد آئیں گے۔ان کا اسم گرامی احمدﷺ ہوگا۔پس جب وہ (رسول معظمؐ) ان

کے پاس واضح دلائل (حق وصداقت) کے کرآ گئے تو (بجائے تسلیم کرنے اور ماننے کے) کہنے لگے کہ یہ تو کھلا جادو ہے۔

ملاحظہ فرمائیے: دعوت ابراہیمیؑ اور نوید مسیحا علیہ السلام۔ دونوں کے ظہور پر یکساں رد عمل کا اظہار رہا۔ مگر ''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللّٰہ شھیدا، محمد رسول اللّٰہ (الفتح:۲۸،۲۹)''

اللہ تعالیٰ نے دین حق کا انجام اپنے لاتبدیل کلام میں بتادیا کہ: ''قل ھو اللّٰہ احد'' کا انجام سن لو۔ ''اذا جاء نصر اللّٰہ والفتح'' اور باطل کا انجام بھی سن لو۔ ''تبت یدآ ابی لھب وتب'' ان دونوں سورتوں کی ترتیب عجیب معنی خیز ہے۔ فافہم!

حضرت یعقوب علیہ السلام کی بشارت

اسی تسلسل کو برقرار رکھتے ہوئے حضرت خلیل اللہ علیہ السلام کے پوتے حضرت یعقوب علیہ السلام بھی اسی آخرالزمان ﷺ کی تشریف آوری کا اعلان فرمارہے ہیں۔ ملاحظہ ہو!

''یہودا سے سلطنت نہ چھوٹے گی اور نہ اس کی نسل سے حکومت کا عصا موقوف ہوگا۔ جب تک شیلوہ نہ آئے اور قومیں اس کی مطیع ہوں گی۔'' (پیدائش ب۴۹، آیت ۱۰)

بقول یہود ونصاریٰ شیلوہ کا معنی کسی کو معلوم نہیں۔ مگر خود (یوحنا ب۹، آیت ۷) میں اس کا صحیح تلفظ شیلوخ بمعنی بھیجا ہوا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کو عربی میں رسول کہتے ہیں۔ گویا معنی ہوا کہ یہودا سے سلطنت موقوف نہ ہوگی۔ حتیٰ کہ وہ رسول آجائے جس کی مطیع تمام قومیں ہوں گی۔ وہ محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہیں۔ سبحان اللہ کیسی واضح پیش گوئی ہے۔

(جیسے توراۃ میں تارح اور اناجیل میں تارہ۔ توراۃ میں عیسو اور اناجیل میں عیساؤ ہے۔ قورح، قورہ ہے)

بشارت موسیٰ علیہ السلام از تورات

اسی عہد والے رسول معظم کی بشارت حضرت کلیم اللہ علیہ السلام سے سنوائی جارہی ہے۔ چنانچہ عربی بائبل، کتاب (استثناء ب۱۸، آیت ۱۸) میں ہے اور (یسعیاہ ب۵۱، آیت ۱۶)

''واقیم لھم نبیا من وسط اخوتھم مثلك واجعل کلامی فی فمه فیکلمھم بکل ما اوصیه به ویکون ان الانسان الذی لا یسمع بکلامی الذی یتکلم به باسمی انا اطالبه'' اس کا اردو ترجمہ از بائبل اردو میں ان کے لئے ان ہی کے بھائیوں میں سے تیری مانند ایک نبی برپا کروں گا اور اپنا کلام اس کے منہ میں ڈالوں گا اور جو کچھ

میں اسے حکم دوں گا وہی وہ ان سے کہے گا اور جو کوئی ان میری باتوں کو جن کو وہ میرا نام لے کر کہے گا۔ نہ سنے گا تو میں ان کا حساب اس سے لوں گا۔ یعنی دنیا میں ہی اس کو مغلوب اور نیست و نابود کردوں گا۔ ملاحظہ ہو: (ملاکی ب ۳، آیت ۱)

یہی علامت (یوحنا ب ۱۶، آیت ۱۳) میں ہے۔ جس سے واضح ہوگیا کہ یہ بشارت روح القدس کی نہیں۔ جو عید پینٹکست میں حواریوں پر نازل ہوا۔ بلکہ یہ وہ روح القدس اور روح حق ہے۔ جس کو فارقلیط اور احمدؐ سے ہی بدل بدل کر کچھ کا کچھ بنا رہے ہو۔ یہی موسیٰ علیہ السلام کی بشارت والا عہد کا رسولؐ ہے۔ بشارت موسوی کا مصداق حضرت مسیح علیہ السلام کو قرار دینے والے بھی ذرا غور کریں کہ اگر اس کا مصداق مسیح علیہ السلام ہوتے تو خود وضاحت کر دیتے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ بلکہ وہ اس کا مصداق آئندہ آنے والی ہستی آخرالزمان ﷺ کو قرار دے رہے ہیں۔ جو آپؑ کے پچاس دن بعد نہیں۔ بلکہ مدت بعد اور قبل از قیامت تشریف لائیں گے۔ جس کی خوشخبری ہر پیغمبر نے دی ہے۔ روح القدس مراد نہیں۔ کیونکہ اس کے نزول کی خوشخبری نہ موسیٰ علیہ السلام نے دی نہ کسی اور پیغمبر نے دی۔ فتعین منه خاتم الرسل ﷺ!

کیسی واضح پیش گوئی اور بشارت ہے کہ بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل علیہ السلام سے ایک نبی موسیٰ کی مانند صاحب شریعت کاملہ دے کر بھیجوں گا۔ وہ موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحب جہاد اور صاحب سیاست بھی ہوگا۔ وہ نبی لوگوں کو وہی فرمائے گا جو اللہ کی طرف سے ہوگا۔ چنانچہ یہ وہی نبی ہیں جس کو قرآن کہتا ہے کہ: ”وما ینطق عن الهویٰ ان هوالا وحی یوحی“ کہ وہ اپنی مرضی سے بلا وحی الٰہی بولتے بھی نہیں۔

بشارت موسوی کی قرآنی تصدیق

قرآن مجید میں اس بشارت کی ترجمانی یوں فرماتا ہے۔ ”انا ارسلنا الیکم رسولا شاهداً علیکم کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا (المزمل:۱۵)“ ﴿یعنی ہم نے تمہاری طرف ایک عظمت والا رسول تم پر شاہد بنا کر بھیجا۔ جیسا کہ ہم نے فرعون کی طرف ایک رسول (موسیٰ علیہ السلام) بھیجا تھا۔﴾

یہاں آخرالزمان ﷺ کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے تشبیہ دی گئی ہے۔ جیسے موسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی میں آپ کو موسیٰ علیہ السلام کی مانند فرمایا گیا۔ دیکھئے کیسی مطابقت ہے۔ ”قد صدق اللّٰه اذ قال ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم (آل عمران:۸۱)“ ”وقال بل جأ بالحق وصدق المرسلین (صافات:۳۸)“

انجیلی تصدیق

پھر اسی حضرت کلیم اللہ والی پیش گوئی کا تذکرہ (کتاب اعمال ب۳، آیت۲۲) میں اس سے بھی واضح اور مفصل موجود ہے۔ ایسے ہی اعمال ب ۷، آیت ۳۷) ملاحظہ فرمایئے۔

عربی بائبل: ''فتوبوا وارجعوا لتمحیٰ خطایاکم لکی تاتی اوقات اخرج من وجه الرب ۰ ویرسل یسوع المسیح المبشر به لکم قبل ۰ الذی ینبغی ان السماء تقبله الیٰ ازمنة رد کل شئی تکلم عنها اللّٰه بفم جمیع انبیأه القدیسیین مند الدهر ۰ فان موسیٰ قال للاباء ان نبیا مثلی سیقیم لکم الرب الٰهکم من اخوتکم ۰ له تسمعون فی کل ما یکلمکم به ۰ ویکون ان کل نفس لا تسمع لذالك النبی تباد من الشعب ۰ وجمیع الانبیاء ایضاً من سموئیل فما بعده جمیع الذین تکلموا سبقوا وانباء وابهذه الایام انتم ابناء الانبیاء والعهد الذی عاهد به اللّٰه اباء نا قائلا لابراهیم وبنسلك تتبارك جمع قبائل (الاعمال ب۳، آیت ۱۹ تا ۲۵) '' ﴿اردو واز بائبل: پس توبہ کرواور رجوع لاؤ تا کہ تمہارے گناہ مٹائے جائیں اور اس طرح خدا کے حضور سے تازگی کے دن آئیں اور وہ اس مسیح کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے۔ یعنی یسوع کو بھیجے ضرور ہے کہ وہ آسمان میں اس وقت تک رہے جب تک وہ سب چیزیں بحال نہ کی جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ جو دنیا کے شروع سے ہوتے آئے ہیں۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خداوند تمہارا خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا (یعنی بنی اسماعیل علیہ السلام سے جو ان کے چچازاد بھائی ہیں) ایک نبی پیدا کرے گا۔ جو کچھ وہ تم سے کہے۔ اس کی سننا اور یوں ہوگا۔ جو اس نبی کی نہ سنے گا وہ امت میں سے نیست و نابود کر دیا جائے گا۔ (پھر فرمایا کہ یہ بشارت صرف موسیٰ علیہ السلام نے نہیں سنائی بلکہ) سموئیل سے لے کر پچھلوں تک جتنے نبیوں نے کلام کیا۔ ان سب نے ان دنوں کی خبر دی ہے۔ تم نبیوں کی اولاد اور اس عہد کے شریک ہو جو خدا نے تمہارے باپ دادا سے باندھا۔ جب ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سب گھرانے برکت پائیں گے۔ (اعمال ب۳، آیت۲۱ تا۲۵) یہ ابراہیمی بشارت کتاب (پیدائش ب۲۲، آیت ۱۸) میں بھی موجود ہے۔﴾

دیکھئے ان آیت میں کیسی وضاحت سے فرمایا گیا کہ موسیٰ علیہ السلام والی بشارت جو محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق ہے۔ وہ صرف موسیٰ علیہ السلام نے ہی نہیں فرمائی بلکہ شروع سے آخر تک ہر نبی اعلان فرماتا رہا کہ آخر الزمان ﷺ تشریف لائیں گے۔ جو موسیٰ علیہ السلام کی طرح صاحب

شریعت، صاحب کتاب، صاحب جہاد ہوں گے۔ اب ساری تاریخ عالم چھان مارو تو ایسی شان والا سوائے صاحب لولاکؐ کے کوئی نہ ملے گا کہ جو ’’وما ینطق عن الھویٰ ان ھو الا وحی یوحیٰ (النجم:۲،۳)‘‘ کا مصداق ہو اور اس کا مخالف صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے۔ دیکھو آپؐ کے مخالفین مشرکین کا کیا حال ہوا۔ نہ ان کے بت رہے نہ وہ بت پرست رہے۔ نہ روم وشام کے صلیب پرست رہے نہ کسریٰ رہا نہ کسریٰ والے رہے۔ بلکہ تمام کے تمام ختم ہوگئے اور محمد مصطفی ﷺ کا جھنڈا چار دانگ عالم میں لہرانے لگا۔ پھر آیت نمبر۲۵ کو بغور تلاوت کیجئے کہ کیسی وضاحت سے ختم المرسلین ﷺ کی رسالت عامہ کا اعلان کر رہی ہے کہ دنیا کے تمام گھرانے تیری اولاد سے برکت پائیں گے۔ اب ظاہر ہے کہ نہ موسیٰ علیہ السلام ساری دنیا کے لئے آئے۔ بلکہ صرف بنی اسرائیل کے لئے دعوت لے کر آئے نہ ہی سلیمان علیہ السلام وداؤد علیہ السلام نے اپنے پیغام کو وسعت دی۔ بلکہ صرف قوم یہود تک ہی محدود رہے اور نہ ہی حضرت مسیح علیہ السلام نے عالمی رسالت کا دعویٰ فرمایا۔ صاف اعلان فرمایا: ’’یبنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم (انجیل متی ب۱۰، آیت۶، ب۱۵، آیت۲۴)‘‘ میں اسی بات کا تذکرہ ہے کہ میری رسالت صرف بنی اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں تک ہے اور ان کی ڈیوٹی صرف تکمیل تورات تک تھی۔ چنانچہ فرمایا کہ میں توراۃ کو منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (متی ب۵، آیت۱۷)

عیسائی علماء اس بشارت کا مصداق اور مثیل حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت مسیح علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ مگر اعمال ب۳ نے قطعی طور پر فیصلہ سید المرسلین ﷺ کے حق میں دے دیا۔ ویسے بھی مسیح مثیل موسیٰ علیہ السلام نہیں ہوسکتے۔ کیونکہ مسیح بقول نصاریٰ خدا کے ہم جوہر۔ خدا سے مخلوق نہیں بلکہ مولود۔ ازلی اور ابدی بیٹے ہیں۔ مگر موسیٰ علیہ السلام خدا کی مخلوق غیر خدا۔ اس کے محض بندے اور انسان وہ بھی بقول شمار موروثی گناہ کے حامل اور معاذ اللہ بے عیب نہ تھے۔

یہ انجیل تو صرف توراۃ کا تکملہ اور ضمیمہ ہے اور تورات اور انجیل مل کر عہد نامہ قدیم ہے اور عہد جدید جس کا تذکرہ (یرمیاہ ب۳۱، آیت۳۱) اور (نامہ عبرانیوں سب۸، آیت۸) میں ہے۔ وہ قرآن حکیم ہے جس کی شان یوں بیان فرمائی ہے۔

قرآن کہتا ہے کہ: ’’ولا حل لکم بعض الذی حرم علیکم (آل عمران:۵۰)‘‘

عربی بائبل: ’’ھا ایام تاتی یقول الرب واقطع مع بیت اسرائیل ومع بیت یھودا عھدا جدید الیس کاالعھد الذی قطعتہ مع ابباء ھم…… بل ھذا ھو العھد الذی اقطعہ مع بیت اسرائیل بعد تلک الایام بقول الرب اجعل

شریعتی فی داخلهم واکتبها علیٰ قلوبهم۔ واکون لهم الهاً وهم یکونون لی شعبا ولا یعلمون بعد کل واحد صابه وکل واحد اخاه قائلین اعرفوا الرب لا نهم کلهم سیعرفون من صغیرهم الیٰ کبیرهم یقول الرب لا نی اصفح عن اثمهم ولا اذکر خطیئتهم بعد (یرمیاہ نبی ب ۳۱، آیت ۳۱، عبرانیوں ب۸، آیت۸، یسعیاہ ب ۵۹، آیت ۲۱)'' ﴿از اردو بائبل..... دیکھو وہ دن آتے ہیں۔ خداوند فرماتا ہے جب میں اسرائیل کے گھرانے اور یہود کے گھرانے کے ساتھ نیا عہد باندھوں گا۔ اس عہد کے مطابق نہیں جو ان کے باپ دادا سے کیا۔ بلکہ یہ وہ عہد ہے جو میں ان دنوں کے بعد اسرائیل کے گھرانے سے باندھوں گا۔ خداوند فرماتا ہے کہ میں اپنی شریعت ان کے باطن میں رکھوں گا اور ان کے دلوں پر اسے لکھوں گا اور میں ان کا خدا ہوں اور وہ میرے لوگ ہوں گے اور پھر اپنے اپنے پڑوسی اور اپنے اپنے بھائی کو یہ کہہ کر تعلیم نہیں دیں گے کہ خداوند کو پہچانو۔ کیونکہ چھوٹے سے بڑے تک وہ سب مجھے جانیں گے۔ خداوند فرماتا ہے اس لئے کہ میں ان کی بدکرداری کو بخش دوں گا اور ان کے گناہ کو یاد نہ کروں گا۔﴾

بنی اسرائیل سے مراد بحذف مضاف بنی اسرائیل کے بھائی یعنی بنی اسماعیل مراد ہیں۔ جیسا کہ کتاب (استثناء ب۱۸، آیت ۱۸) میں ہے۔ چونکہ یہ عہد تمام قوموں بمع اسرائیل کے لئے تھا۔ لہٰذا مضاف بھی حذف کر دیا۔ فافهم ولا تکن من الممترین! انشاءاللہ اس پر ایک مستقل رسالہ لکھا جائے گا۔ جس میں فیصلہ کن انداز میں ثابت کیا جائے گا کہ عہد جدید صرف قرآن مجید ہے۔ انجیل نہیں۔

اب یہ دوسرا عہد قرآن عزیز کے علاوہ کون سا ہوگا؟ کیونکہ دلوں پر وہی لکھا جاتا ہے اور قلب وذہن میں وہی سمایا ہوتا ہے۔ کسی دوسرے احد کی یہ شان ہرگز نہیں ہے اور صرف یہ امت مسلمہ کی ہی شان ہے کہ وہ خدا کی صحیح معرفت کی حامل ہے۔ جن کے کان میں پیدا ہوتے ہی اللہ اکبر ڈال دیا جاتا ہے۔

قرآنی تصدیق نمبر:۱

یہ دوسرا عہد صرف قرآن ہے تورات کے علاوہ قرآنی شہادت بھی سنئے:'' ومن قبله کتاب موسیٰ اماما ورحمة وهذا کتاب مصدق لساناً عربیاً لینذر الذین ظلموا وبشریٰ للمحسنین (الاحقاف:۱۲)'' ﴿اس قرآن (عہد جدید) سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی کتاب (توراۃ عہد قدیم) رحمت اور رہنما تھی اور یہ کتاب (قرآن) اس کی تصدیق کرتی ہے۔

عربی زبان کی تا کہ گنہگاروں کو ڈراوے اور خوشخبری ہے نیک کرداروں کے لئے۔ یہ قرآن سابقہ کتب کا مصدق ہے اور صاحب قرآن سابقہ جمیع انبیاء علیہم السلام بمعہ کتب کا مصدق ہے۔﴾

فرمایا:''وصدق المرسلین (صافات:۳۷)''اور یہی بات جنات نصیبین نے کہی تھی۔''قالوا یا قومنا انا سمعنا کتاباً انزل من بعد موسیٰ مصدقاً لما بین یدیه یهدی الی الحق والیٰ طریق مستقیم (الاحقاف:۳۰)''﴿کہنے لگے اے ہماری قوم بے شک ہم نے ایک ایسی کتاب سنی ہے جو کہ موسیٰ کے بعد اتری ہے اور اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے اور حق اور صراط مستقیم کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔﴾

دوسری علامت

کہ''شریعت ان کے باطن میں رکھوں گا اور ان کے دلوں پر لکھوں گا۔''یہ علامت تو اتنی واضح ہے کہ ایک بچہ بھی پکار اٹھے گا کہ یہ وہی قرآن ہے کہ جو لاکھوں کروڑوں دلوں پر لکھا ہوا ہے۔ لاتعداد حفاظ دنیا کے کونے کونے میں ملیں گے۔ دوسری کسی کتاب کا یہ وصف نہیں ہوسکتا۔ آج تک ان کا کوئی حافظ نہیں ہوا۔ ان کا تو اصل متن بھی محفوظ نہیں رہا۔ وہ تو کاغذ پر بھی لکھی ہوئی نہیں ملتی۔ چہ جائیکہ دلوں پر لکھی ہوئی ملے۔ یہ صرف قرآن کی ہی شان ہے کہ:''انا نحن نزلنا الذکر وانا له لحافظون (الحجر:۹) وانه لکتب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (فصلت:۴۲)''﴿اس نصیحت کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔﴾

حفاظت قرآن کا خدائی وعدہ کتب سابقہ میں ملاحظہ ہو۔ (یسعیاب ۵۹، آیت ۲۱)

سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے کیسی حفاظت فرمائی ہے کہ یہ قرآن انگریزوں نے چھاپا، گلاب سنگھ نے چھاپا، چائنہ میں چھپا، جرمن میں چھپا۔ مگر کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ ایک شوشہ کا فرق ڈال سکے۔ اس کے علاوہ دوسری کتب اپنوں ہی کے ہاتھوں میں دستبرد سے محفوظ نہیں رہیں۔ ہر ایڈیشن میں قطع وبرید کی جارہی ہے۔ یہ آیت ختم نبوت کی انتہائی زبردست دلیل ہے۔ کیونکہ حفاظت اسی چیز کی کی جاتی ہے جس کی آئندہ ہمیشہ ضرورت پڑتی رہے۔ چونکہ اس کی حفاظت کا دائمی وعدہ ہے۔ لہٰذا قیامت تک صاحب قرآن ہی کی نبوت بھی چلے گی۔ جس چیز کی ضرورت نہ ہو اس کی کون حفاظت کرتا ہے۔ اس کی تصدیق (یسعیاب ۵۹، آیت ۲۱) سے فرمالیں۔

تیسری علامت

کہ''وہ رب کو جانتے پہچانتے ہوں گے۔''چھوٹے سے بڑے تک ہر ایک اپنے رب

کو جاننے والا ہوگا۔ یہ صرف اسی امت کی خصوصیت ہے کہ وہ ہر وقت اپنے معبود کا حقیقی اسم گرامی جپتے رہتے ہیں۔ ہر رکعت نماز میں ابتداء ہی الحمدللہ رب العالمین! اللہ کے نام سے ہوتی ہے جو کہ خدا کا ذاتی اسم ہے۔

بلکہ بچہ پیدا ہوتے ہی اس کے کان میں اذان کی صورت میں اللہ اکبر اللہ اکبر ڈال دیا جاتا ہے۔ پھر پانچوں وقت اذان میں اللہ کی کبریائی کا اعلان، نماز کے ہر انتقال پر اللہ اکبر، نماز کے بعد بھی تسبیح، تحمید، تکبیر، غرضیکہ ہر لحہ ہر وقت پر اس کے ذاتی نام کا تذکرہ جاری کرا دیا گیا۔ اسی کو فرمایا کہ: ''میں ان کا خدا ہوں گا وہ میرے لوگ ہوں گے۔'' اس کے برعکس عیسائیوں کی دعاء میں تو اب بھی ''اے قدوس باپ تیری بادشاہت آئے۔'' خدا کی بجائے باپ ہی کا نام لیا جاتا ہے۔ مطلب یہ کہ باپ اور بیٹے کی اصطلاح ختم کر کے خدا اور بندے کا ورد جاری کر دیا جائے گا۔

قرآن مجید میں ہزاروں مرتبہ اسم مذکور ہے۔ بچہ بچہ کی زبان پر اللہ اللہ ہی کا ورد جاری ہے۔ اس کے برخلاف یہودیوں کے ہاں خدا کا ذاتی نام لینا بوجہ بے ادبی کے سخت جرم ہے۔ اس کی سزا سنگساری تھی۔ اس کے صفاتی نام لے کر گذارہ کرتے تھے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بنی اسرائیل خدا کا اصلی نام ہی بھول گئے۔ لفظ ''یہودا'' کے متعلق ان کا خیال ہے کہ یہ نام اصلی ہے۔ مگر یہ بھی درست نہیں اس کے ساتھ بھی مختلف صفاتی الحاقات لگا کر گذارہ ہوتا ہے۔ دیکھئے (قاموس الکتاب ص ۱۱۹۰) بڑی دلچسپ بحث ہے۔ خدا کی معرفت نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل فرعون سے بچ کر بحر قلزم پار کرتے ہی کہہ اٹھے ''اجعل لنا الهاً کما لهم الهة (اعراف:۱۳۸)'' کہ اے موسیٰ علیہ السلام ہمیں بھی ایک خدا بنا دے جو اس قبیلہ کے بتوں کی مانند ہو۔ اگر معرفت الٰہیہ ہوتی تو یہ بیہودہ گفتگو کیوں کرتے؟ اور بچھڑے کی پوجا کیوں اختیار کرتے اور ایسا کیوں کہتے؟ اسی طرح اگر مسیحی حضرات کو صحیح معرفت ہوتی تو ساٹھ سال بحث کر کے پھر بھی خدا اور مسیح کو یہ ہم جوہر قرار نہ دیتے اور مسیح علیہ السلام کو خدا سے مخلوق نہیں بلکہ مولود بیٹا نہ مانتے۔ ان کو اسی طرح ازلی، ابدی اور صاحب اختیار تصور نہ کرتے۔ یہ صرف اسی امت مسلمہ کی شان ہے کہ وہ صرف ایک خدا کی پجاری ہے۔ نہ ان کو یہود والا اشتباہ ہوا کہ بچھڑے کو پوجنے لگے اور مختلف قسم کے دیوتاؤں کے پجاری بن گئے۔ حتیٰ کہ بعض انبیاء علیہم السلام کو بھی بت پرستی کی طرف منسوب کرنے سے نہ ہچکچاتے اور نہ انہوں کی طرح کہ خالق ومخلوق میں بھی فرق نہ کر سکے۔

بلکہ خدا کو خدا ہی سمجھا اور بندہ کو بندہ ہی سمجھا۔ کیونکہ ان کا وظیفہ ہے۔ ''قل هو الله احد (اخلاص:۱) الله لا اله الا هو الحی القیوم (بقرہ:۲۵۵)''

چوتھی علامت

اس آخری عہد والوں کی ایک علامت یہ فرمائی کہ: ''میں ان کے گناہوں سے چشم پوشی کروں گا اور ان کو نہ جتلاؤں گا۔'' چنانچہ مغفرت اور استغفار کا ذکر اس عہد نامہ میں اتنا ہے کہ کسی دوسری کتاب الٰہی میں اس کا عشر عشیر بھی نہیں۔ فرمایا: ''سارعوا الیٰ مغفرة من ربکم (آل عمران:۱۳۳) ومن یغفر الذنوب الا اللّٰہ (آل عمران:۱۳۵) واستغفروا اللّٰہ ان اللّٰہ غفور رحیم (مزمل:۲۰) وغیرھا من الآیات التی لا تحصیٰ وکذالك الاحادیث النبویة مملوءة من ذکر التوبة والاستغفار نحو "التائب من الذنب کمن لاذنب له" (ابن ماجه ص۳۱۳، باب ذکر التوبة) ''اس امت کا مقام ہے کتب حدیث میں مستقل باب منعقد کئے گئے ہیں۔ یہ کیوں ہے؟ اس لئے کہ اس سے پہلے یہود کا عقیدہ تھا کہ: ''نحن ابناء اللّٰہ واحباء ہ (مائدہ:۱۸) لن تمسنا النار الا ایاما معدودات (آل عمران:۲٤) ''ہم سے بالکل باز پرس نہ ہوگی۔ ہم تو سب بخشے ہوئے ہیں اور نصاریٰ کہتے تھے کہ حضرت مسیح علیہ السلام ہمارے گناہوں کا بوجھ اٹھا کر سولی چڑھ گئے ہیں۔ اس لئے ہم بھی بخشے بخشائے ہیں۔ عقیدہ کفار کا مطالعہ عجیب انکشافات کا حامل ہے۔ اگرچہ ان کی کتب میں توبہ اور استغفار کا مسئلہ موجود ہے۔ مگر نہ ہونے کے برابر۔ چنانچہ یہ تمام مسائل تفصیل طلب ہیں۔ چند اشارے کر دیئے گئے ہیں۔ (انشاء اللہ اس موضوع بلکہ اس ساری پیش گوئی پر ایک مستقل اور مفصل تحریر شائع کرنے کا ارادہ ہے۔ جو کہ عدیم النظیر اور غیر مسبوق ثابت ہوگی۔ انشاء اللہ العزیز)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دوسری پیش گوئی

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے آخری وقت میں اس بشارت کو ایک دوسرے عنوان سے بھی پیش فرمایا۔ دیکھئے کتاب (استثناء ب۳۳ شروع) کہ: ''وہ کوہ فاران سے ان پر جلوہ گر ہوا۔ (مفہوم) گویا ''اتر کر غار حرا سے سوئے قوم آیا'' کا اشارہ ہے۔ اس کے ہاتھ میں ان کے لئے آتشی شریعت تھی۔ (یعنی جہاد وقصاص والی) اور وہ دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ آیا۔ یہ فتح مکہ کے دن کی تشریف آوری کی تصویر کشی کی گئی۔ انگلش ترجمہ جب کہ آپؐ دس ہزار صحابہ کرامؓ کے لشکر کے ساتھ اچانک تشریف لائے تھے۔ اسی عہد والے رسولؐ کی پیش گوئی واضح طور پر ملاکی نبی کے صحیفہ ب۳ میں یوں فرمائی گئی۔ عربی بائبل: ''ھاتذا ارسل ملاکی فیھیی الطریق امامی ویاتی بغتة الیٰ ھیکله السید الذی تطلبونه وملاك العهد الذی تسرون به

موذا یاتی قال رب الجنود ومن یحمل یوم مجیه ومن یثبت عند ظهوره لا نه مثل نار الممحص ومثل اشنان القصار ''﴿(ازاردو بائبل) دیکھو میں اپنے رسول کو بھیجوں گا اور وہ میرے آگے راہ درست کرے گا اور خداوند جس کے تم طالب ہو ناگہاں وہ اپنی ہیکل میں آموجود ہوگا۔ ہاں عہد کا رسولؐ جس کے تم آرزومند ہو آئے گا۔ رب الافواج فرماتا ہے۔ پر اس کے آنے کے دن کی کس میں تاب ہے اور جب اس کا ظہور ہوگا تو کون کھڑا رہ سکے گا۔ کیونکہ وہ سنار کی آگ میں دھوبی کے صابون کی مانند ہوگا۔ (ملاکی ب۳ آیت ۱ تا ۳) یعنی وہ صاحب فرقان ہوگا۔ حق و باطل میں واضح اور دائمی فیصلے فرمادے گا۔﴾

مسیحی پادریوں کی بوکھلاہٹ: ۱۸۳۱ء سے پہلے اردو ترجمہ میں بھی ایسا ہی تھا۔ مگر جب پادریوں کا اہل اسلام کے ساتھ واسطہ پڑا تو سید الرسل ﷺ کی صداقت کی تاب نہ لاتے ہوئے بعد کے تراجم میں بہت سی تبدیلیاں کر دیں۔ چنانچہ اب پروٹسٹنٹ اردو ترجمہ میں لاکھوں قدوسی کر دیا گیا۔ رومن ترجمہ میں ایک جگہ کا نام مربیہ قادیش درج کر دیا گیا۔ ایسے ہی عربی ترجمہ میں بھی یہی ہے۔ فارسی ترجمہ میں اور ترقی کرتے ہوئے کروڑوں قدوسی کر دیا۔ مگر انگلش ترجمہ ریوائزڈ سٹنڈرڈ ورشن اور گڈ نیوز بائبل دونوں میں ابھی تک بھی ٹن تھاوزنڈ (دس ہزار) ہی موجود ہے۔ اب خدا جانے کہ اصل متن میں وہ کون سا عجیب لفظ ہے۔ جس کے ترجمہ میں اتنی کشمکش ہو رہی ہے۔ وہ کون سا روح القدس ہے جو پادریوں کو ایک ترجمہ پر قائم نہیں رہنے دیتا۔ ''قد صدق اللہ یکتبون بایدیھم ثم یقولون ھذا من عنداللہ وما ھو من عنداللہ (بقرہ:۷۹)''

مذاہب عالم کو دعوت

گویا ساری کتابیں اور کتابوں والے اسی سالار انبیاءؑ کی آمد اور تشریف آوری کا اعلان کر رہے ہیں۔ فرمایا وہ اپنی ہیکل میں اچانک آموجود ہوگا۔ تو سوائے فخر دوجہاں ﷺ کے یہ کس کی شان ہے؟ چنانچہ فتح مکہ کے دن وہ ہیکل (خانہ کعبہ) والا اچانک مکہ کی سرزمین میں وارد ہوتا ہے کہ مشرکین مکہ کے ہاتھ پاؤں پھول گئے۔ مقابلہ کی تاب نہ لا سکے۔ اسی کو فرمایا کہ اس کے ظہور یعنی غلبہ کے وقت اس کے سامنے کون کھڑا رہ سکے گا؟ کس میں مقابلہ کی تاب ہوگی؟ چنانچہ مشرکین مکہ نہ میدان بدر میں تاب لا سکے، نہ احد اور خندق میں اور نہ وادیٔ حنین میں قدم جما سکے اور وہ سالار انبیاءؑ میدان میں ڈٹ کر ''انا النبی لا کذب انا ابن عبدالمطلب'' کا نعرہ لگا رہا ہے۔ دیکھئے وہ اونٹ کا سوار کس شان سے مکہ مکرمہ میں داخل ہو رہا ہے۔ اسی طرح سالار انبیاءؑ نے جب قیصر روم کی طرف پیش قدمی فرمائی تو وہ بھی باوجود اتنی بڑی حکومت کے

مقابلہ پر نہ آ سکا۔ اس کے علاوہ تمام حکمرانوں نے قدم بوسی ہی کو غنیمت جانا۔ غسانی بھی سامنا نہ کر سکا۔ دومتہ الجندل کا اکیدر بھی حاضر خدمت ہو گیا۔ مصر کا مقوقس بھی جھک گیا، یمامہ والا ثمامہ بھی قدم بوسی پر مجبور ہو گیا[۱]۔ دیگر تمام بڑے بڑے اکڑ باز بھی قدموں پر آ گرے۔ کسریٰ معمولی سا اکڑا تو اس کا حشر ساری دنیا جانتی ہے کہ چند دن بھی دنیا میں باقی نہ رہا۔ ہر علاقہ اور ہر قبیلہ قدم بوسی کے لئے اور غلامی کا پٹکا گلے میں ڈالنے کے لئے کشاں کشاں آ رہا ہے۔ قد صدق اللہ ''اذا جاء نصر اللہ والفتح ورایت الناس یدخلون فی دین اللہ افواجا[۲]''

ادھر مکہ کا سردار ابو سفیان بھی جھک گیا اور ایسا جھکا کہ ساری زندگی آپ ﷺ کی غلامی کرتا رہا۔ آپ ﷺ کے غلاموں کی بھی غلامی کرتا رہا۔ حتیٰ کہ سیدھا جنت بریں میں پہنچ گیا۔ رضی اللہ عنہ۔ ''وکلا وعد اللہ حسنا'' مشرکین مکہ کا وہ بہادر جرنیل کہ جس نے ہر معرکہ میں فوج کفار کی کمان کی تھی۔ آج سید الرسل ﷺ کے سامنے سر جھکائے بصد ہزار ندامت شرمسار ہو رہا ہے۔ اس کا دوسرا ساتھی خالد بن ولید ''سیف من سیوف اللہ'' کا لقب پا رہا ہے۔ غرضیکہ کسی میں تاب نہ رہی کہ آپ ﷺ کے سامنے کھڑا رہ سکے۔ لیکن جس نے آپ ﷺ کے سامنے کھڑا رہنے کی حماقت کی وہ نیست و نابود ہو گیا۔ چاہے کوئی تنہا تھا۔ چاہے کوئی شہنشاہ تھا۔ وہ کونے کا پتھر تھا جو اس پر گرا وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا اور جس پر وہ گرا اسے پیس ڈالا۔ (متی ب ۲۱، آیت ۴۲)

ضمیمہ عجیبہ متعلقہ بشارت موسویؑ

پادری حضرات کتاب (استثناء ب ۱۸، آیت ۱۸) والی بشارت موسوی کا مصداق حضرت مسیح علیہ السلام کو قرار دیتے ہیں۔ کیونکہ اس بشارت میں نبی موعود کا بنی اسرائیل کے بھائیوں سے آنے کا ذکر ہے۔ حالانکہ بنی اسرائیل کے بھائی بنی اسماعیل ہی ہیں۔ کیونکہ حضرت اسماعیل علیہ السلام، حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا ہیں اور (انجیل متی ب ۱۲، آیت ۴۶) میں جہاں حضرت مسیح علیہ السلام کے بھائیوں کا تذکرہ آیا ہے کہ وہ آپ کو ملنے آئے تھے۔ وہاں حاشیہ دیا ہوا ہے کہ خداوند یسوع مسیح علیہ السلام کے بھائی، عبرانی اور اکثر مشرقی زبانوں کے طرز کلام کے مطابق نہ فقط ایک ہی ماں باپ کی اولاد۔ بلکہ چچا، ماموں، خالو اور پھوپھا کے فرزند بھی بھائی کہلاتے ہیں۔ عہد جدید رومن ترجمہ اردو ص ۱۹، ۲۱ حاشیہ۔

۱؎ ان کے بادشاہ تیری خدمت گذاری کریں گے۔ (یسعیاہ ب ۶۰، آیت ۱۰)

۲؎ فتح مکہ کے بعد ۹ھ عام الوفود کہلاتا ہے۔ بے شمار مختلف علاقوں سے وفد آ کر سرور دو عالم ﷺ کے دامن رحمت سے وابستہ ہو جاتے۔

لہٰذا بات صاف ہوگئی کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی اولاد جو کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے چچا تھے۔ وہ بنی اسرائیل کے بھائی کہلائیں گے۔ کیونکہ وہ اسرائیل کے چچا کی اولاد ہیں۔

دیگر کتاب (پیدائش ب ۱۶، آیت ۱۲، ب ۲۵، آیت ۱۸) میں بنی اسماعیل کو بنی اسرائیل کا بھائی کہا گیا ہے۔ (پیدائش ب ۱۳، آیت ۸) میں بھتیجے کو بھی بھائی کہا گیا ہے۔

دیگر بشارت موسوی کا مصداق جناب مسیح علیہ السلام کو قرار دینے والے ذرا یہ بھی سوچیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام تو بلا باپ کنواری مریم علیہا السلام سے پیدا ہوئے تھے اور مریم علیہا السلام بنی اسرائیل کی بہن ہے۔ پھر حضرت مسیح علیہ السلام بھائیوں کی اولاد کیسے ہوئے؟ کیونکہ نسب باپ کی طرف چلتا ہے۔ نہ کہ ماں کی جانب سے۔

دیگر۔ اس بشارت میں بقیہ صفات وعلامات بھی مسیح علیہ السلام میں ہرگز نہیں پائی جاتیں۔ جیسا کہ اختصاراً حاشیہ گذر چکا ہے۔

اس کے بعد کتاب (اعمال ب ۳) کی تفصیلات نے تو ایسا دوٹوک اور قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ ایک فیصد بھی احتمال باقی نہیں رہتا۔ ملاحظہ فرمائیے:

رئیس الحوارین جناب شمعون پطرس جن کو جناب مسیح علیہ السلام نے اپنی امت کا رکھوالا مقرر فرمایا تھا۔ ان پر کلیسا بنانے کا اعلان فرمایا اور تمام اختیارات کی چابیاں ان کو عنایت فرمائی تھیں۔ انہوں نے ایک موقعہ پر ہیکل میں ایک پیدائشی لنگڑے کو دعاء کر کے ازروئے کرامت تندرست کر دیا۔ دیکھئے کتاب (اعمال ب ۳، آیت ۱ تا ۱۱) جس پر تمام لوگ دوڑتے ہوئے اس کو دیکھنے کے لئے آ گئے اور اس کو تندرست دیکھ کر نہایت متعجب ہوئے۔ تو جناب پطرس نے تقریر فرماتے ہوئے حضرت مسیح علیہ السلام کے حالات وصفات، مصائب اور تکالیف کا تذکرہ فرمایا کہ یہ ہی خدا کا قدوس اور پیغمبرؑ تھا۔ جس کو تم نے قتل کر دیا۔ اسی پر ایمان کی برکت سے اس کو تندرستی ملی ہے۔ (اعمال ب ۳، آیت ۱۲ تا ۱۷)

اس کے بعد جناب پطرس اسی تیسرے باب کی آیت ۱۸ میں فرماتے ہیں کہ مگر جن باتوں کی خدا نے سب انبیاء علیہم السلام کی زبانی پیش گوئی کی تھی۔ یعنی کہ میرا مسیح علیہ السلام دکھ اٹھائے گا۔ اس نے اسے اس طرح پورا کیا۔ یعنی قوم نے حضرت مسیح علیہ السلام کی مخالفت کی۔ اس پر ایمان نہ لائے۔ بلکہ انتہائی تکلیفوں اور دکھوں میں مبتلا کر کے آخرکار (ازروئے اناجیل) انہیں صلیب پر چڑھا کر مار دیا۔

اس کے بعد آیت نمبر ۱۹ میں ایک دوسرا مضمون شروع کرتے ہیں کہ تم توبہ کرو اور رجوع لاؤ تاکہ خدا کی طرف سے تازگی بخش زمانہ آئے۔ آگے (اس زمانہ کا تعین کرتے ہیں) کہ جس زمانہ میں وہ اس مسیح علیہ السلام کو جو تمہارے واسطے مقرر ہوا ہے اس کو بھیجے گا۔ وہ کب آئے گا؟ فرمایا کہ وہ مسیح علیہ السلام ضرور تا اس وقت تک آسمان میں رہے گا جب تک کہ وہ سارے حالات وواقعات ظاہر نہ ہو جائیں۔ جن کا ذکر خدا نے شروع دنیا سے اپنے پاک نبیوں کی زبانی کیا ہے۔ پھر پطرس ان واقعات کو جو قبل از نزول مسیح علیہ السلام ظاہر ہونے ضروری ہیں ان کا ذکر کرتے ہیں۔ وہ کئی واقعات ہیں۔ مگر یہاں پر صرف دو اہم واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔

بشارت موسوی کا مصداق

واقعہ نمبر ا: چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ خداوند خدا تمہارے بھائیوں میں سے تمہارے لئے مجھ سا ایک نبی پیدا کرے گا۔ یہ پہلا واقعہ ہے جو قبل از نزول مسیح علیہ السلام ظاہر ہونے والا تھا اور وہ وہی بشارت موسوی کا مصداق ہے جو کہ کتاب (استثناء ب۱۸، آیت ۱۸) میں مذکور ہے اور جس کو پادری حضرات محض سینہ زوری اور ناعاقبت اندیشی سے حضرت مسیح علیہ السلام کے حق میں ثابت کرنے کی ناکام کوشش کرتے ہیں۔ یہ مکمل بشارت یہاں تین آیتوں یعنی ۲۲، ۲۳ اور ۲۴ میں بیان کی گئی ہے۔

عہد ابراہیمی کا مصداق

واقعہ نمبر ۲: اس کے بعد آیت نمبر ۲۵ میں ایک اور اہم واقعہ اور پیش گوئی کا تذکرہ فرمایا کہ جس کا ابتداء ذکر کتاب (پیدائش ب۲۲، آیت ۱۸) میں ہے کہ تیری نسل کے وسیلے سے زمین کی سب قومیں برکت پائیں گی۔ کیونکہ تو نے میری بات مانی۔ یہاں کتاب (اعمال ب۳، آیت ۲۵) میں اس کی یاددہانی کراتے ہوئے فرمایا کہ اے بنی اسرائیل تم تو انبیاء علیہم السلام کی اولاد ہو اور اس عہد کے شریک ہو جو خدا نے تمہارے باپ دادوں سے باندھا۔ جب ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ تیری اولاد سے دنیا کے سارے گھرانے برکت پائیں گے۔

(پیدائش ب۲۱، آیت ۱۳) میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کو بھی برکت کا وعدہ فرمایا۔ کیونکہ وہ بھی تیری نسل ہے۔

یہاں مطلقاً مجموعی طور پر برکت کا ذکر فرمایا گیا ہے کہ تیری اولاد سے اور کتاب پیدائش سے واضح طور پر ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی برکت کے وعدہ والی اولاد حضرت اسماعیل علیہ السلام اور حضرت اسحٰق علیہ السلام ہیں۔ تیسری بیوی کی اولاد اس عہد میں شامل نہیں جو بنی قطورہ کہلاتے ہیں۔

اب تک تمام انبیاء کرام علیہم السلام حضرت یعقوب علیہ السلام (اسرائیل) کی اولاد سے آئے۔ حتیٰ کہ حضرت مسیح علیہ السلام بھی اسرائیلی تھے۔ ان تمام کی دعوت بمع حضرت مسیح علیہ السلام کے صرف بنی اسرائیل تک محدود تھی تو ظاہر ہے کہ اس صورت میں روئے زمین کے تمام قبیلوں نے ابھی تک برکت ابراہیمیؑ یعنی فیضان نبوت ورسالت نہیں پایا۔ آخر اللہ کریم نے تمام نبیوں کے موعود آخر الزمان ﷺ کو بنی اسرائیل کے بھائیوں یعنی بنی اسماعیل علیہ السلام میں مبعوث فرما کر اس عہد کو پورا فرمایا۔ ناظرین کرام! ہر شخص جو معمولی توجہ سے مندرجہ بالا کتاب اعمال کا تیسرا باب ملاحظہ کرے گا وہ لازماً میری پیش کردہ تفصیلات کی تصدیق پر مجبور ہو جائے گا کہ یہ پیش گوئی وہی ہے جو کتاب (استثناء ب۱۸، آیت ۱۸) میں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمائی تھی اور اس کے مصداق حضرت مسیح علیہ السلام ہرگز نہیں۔ کیونکہ ان کا ذکر اس سے پہلے آیت نمبر ۱۸ میں آچکا ہے۔ بالفرض اگر اب بھی ذہن میں کچھ تردد ہو تو اسی باب کی آخری آیت نمبر ۲۶ ملاحظہ فرمائیے۔

نمبر ۲۶ ''خدا نے اپنے خادم (مسیح علیہ السلام) کو اٹھا کر (مبعوث کر کے) پہلے (یعنی اس پیش گوئی موسوی کے ظہور سے پہلے) تمہارے پاس بھیجا تا کہ تم میں ہر ایک کو اس کی بدیوں سے پھیر کر برکت دے۔'' باب نمبر ۳ ختم

ناظرین کرام! ملاحظہ ہو کیسی صفائی سے ثابت ہو رہا ہے کہ بشارت موسوی کا مصداق بعثت مسیح علیہ السلام کے بعد اور نزول ثانی سے پہلے تشریف لاوے گا۔ لہٰذا سچے دل سے خاتم الانبیا ﷺ پر ایمان لا کر حقیقی نجات اور خدا کی دائمی بادشاہت میں داخل ہو جاؤ۔ ورنہ سن لو: ''یا اهل الکتاب لستم علیٰ شیءٍ حتیٰ تقیموا التوراة والانجیل (مائدہ:۶۸)''

خلاصہ کلام! مندرجہ بالا آیات میں جناب پطرس اس نبی موعود کو دونوں پیش گوئیوں کا مصداق قرار دے رہے ہیں۔ کتاب (استثناء ب۱۸، آیت ۱۸) کی بشارت موسوی اور کتاب (پیدائش ب۲۲، آیت ۱۸) کے عہد ابراہیمی کا...... ''فللّٰه الحمد والمنة وصلی الله تعالیٰ علی خاتم الانبیاء والمرسلین محمد واله واصحابه واتباعه اجمعین''

ایک قابل توجہ نکتہ

اناجیل میں خصوصاً انجیل متی میں حضرت مسیح علیہ السلام کے متعلق کئی پیش گوئیاں کتب سابقہ سے نقل کی گئی ہیں۔ مثلاً (متی ب۱، آیت ۲۳، بحوالہ یسعیاہ ب۷، آیت ۱۴، متی ب۲، آیت ۵، بحوالہ میکاہ ب۵، آیت ۲، متی ب۲، آیت ۱۵، بحوالہ یہوسیع ب۱۱، آیت ۱، متی ب۲، آیت ۱۸، بحوالہ یرمیاہ ب۳۱،

آیت ۵، متی ب ۲، آیت ۲۳، متی ب ۳، آیت ۳، بحوالہ یسعیاہ ب ۴۰، آیت ۳، عبرانیوں ب ۱۰، آیت ۱۵، بحوالہ زبور ب ۴۰، آیت ۶) وغیرہ۔ ان میں سے اکثر بالکل خلاف واقع ہیں اور بعض کو مسیح علیہ السلام کے ساتھ دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ جو حواری ایسی غیر متعلق پیش گوئیوں کو نقل کرنے سے گریز نہیں کرتا وہ (استثناء ب ۱۸، آیت ۱۸) یسی واضح اور مضبوط پیش گوئی کو کیسے نظر انداز کر گیا۔ خود مسیح علیہ السلام نے اپنے حق میں کئی پیش گوئیاں نقل کیں۔ مگر اس کو وہ بھی ہاتھ نہیں لگاتے۔ اس سے روز روشن کی طرح ثابت ہو گیا کہ اس کا مصداق صرف اور صرف تاجدار ختم نبوت سید المرسلین ﷺ ہی ہیں۔

نوید مسیحا

ہر ایک نبی نے اس سالار قافلۂ انبیاء علیہم السلام کا اعلان فرمایا۔ آخر کار آخری مبشر آ گیا۔ یعنی حضرت مسیح علیہ السلام جن کو صرف آپ کی بشارت ہی کے لئے بھیجا گیا تھا۔ جس کی کتاب اور صحیفہ کا نام بھی انجیل بمعنی بشارت تھا۔ جس نے آتے ہی اعلان فرمادیا۔ ''قد کمل الزمان واقترب ملکوت اللّٰہ فتوبوا وامنوا بالانجیل (مرقس ب ۱، آیت ۱۵) '' ﴿(از اردو بائبل) وقت پورا ہو گیا ہے۔ خدا کی بادشاہت نزدیک آ گئی ہے۔ توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ۔﴾

یہ بشارت اور خوشخبری کون سی تھی؟ جس کو قرآن مجید یوں بیان فرماتا ہے۔ ''واذ قال عیسیٰ بن مریم یبنی اسرائیل انی رسول اللّٰہ الیکم مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد (الصف:۶) ''

جس کو مسیح علیہ السلام نے (انجیل یوحنا ب ۱، آیت ۲۸) میں واضح طور پر بیان فرمایا۔ اسی طرح خدا کی بادشاہت سے مراد بھی محمد مصطفی ﷺ کا دور رسالت ہے۔ جس کو بحکم مسیح علیہ السلام اب بھی عیسائی اپنی دعاء میں خدا سے طلب کرتے ہیں۔ اے باپ تیری بادشاہت آئے اور اسی کو یہود ''من قبل یستفتحون (البقرہ:۸۹) '' خدا سے مانگا کرتے تھے۔ لیکن ''فلما جاء ماعرفوا کفروا بہ''

وجہ تسمیہ کتب الٰہیہ

توراۃ: عبرانی زبان میں شریعت کو کہتے ہیں۔ چونکہ توراۃ میں مکمل شرعی احکام مذکور ہیں۔ اس لئے اس کو توراۃ کہتے ہیں۔

زبور: بمعنی قطعہ اور ٹکڑا۔ چونکہ زبور خدا کی حمد وثناء کے ترانے ہیں۔ لہٰذا اس کو زبور کہتے ہیں۔

انجیل: یونانی زبان کا لفظ ہے۔ بمعنی بشارت اور خوشخبری۔ چونکہ انجیل اور صاحب انجیل نے نمایاں طور پر یہ خوشخبری سنانا تھی۔ اس لئے ان کی کتاب کا نام ہی انجیل رکھ دیا۔ اسی طرح قرآن بمعنی مقروء یعنی بکثرت پڑھی جانے والی کتاب، اسم اور مسمی میں معنی کا لحاظ لازمی ہوتا ہے۔ لہٰذا اس مناسبت سے ان کتابوں کے نام رکھے گئے۔ چنانچہ اناجیل اربعہ میں خاتم الانبیاء علیہ ﷺ کی بکثرت بشارات موجود ہے۔ خاص کر انجیل رابع یوحنا میں تو صاف اسم گرامی مذکور تھا۔ جس کو مترجمین نے کچھ کا کچھ کر دیا۔ مگر پھر بھی ہر شخص ان الفاظ کو پڑھ کر واضح طور پر بدر الدجیٰ والا رخ انور ملاحظہ کر سکتا ہے۔ ملاحظہ ہو (انجیل یوحنا کا ب ۱۴، آیت ۱۶)

''قال المسیح وانا اطلب من الاب فیعطیکم معزیا آخر لیمکث معکم الی الابد (عربی بائبل)'' ﴿(از اردو بائبل) اور میں باپ سے درخواست کروں گا تو وہ تمہیں دوسرا مددگار بخشے گا کہ ابد تک تمہارے ساتھ رہے۔﴾ یعنی وہ خاتم المرسلین علیہ ﷺ ہوگا۔

دیکھئے کیسی وضاحت فرمائی کہ وہ انسانیت کا مددگار، عربی لفظ معزیا بمعنی تسلی دینے والا یعنی آخرت کی فکر میں بیقرار اور بیتاب روحوں کو تسلی دینے والا۔ ''لا تقنطوا من رحمة اللّٰه'' کا جانفزا اعلان کرنے والا۔ بتلایئے وہ سوائے حبیب کبریا علیہ ﷺ کے دوسرا کون ہے؟ جو مسیح علیہ السلام کے بعد دنیا میں تشریف لایا اور پھر کیسا واضح اعلان ہے کہ اس کی رسالت اور رفاقت روحانی تمہارے ساتھ قیامت تک رہے گی۔ وہ آخری اور دائمی مددگار، تسلی دہندہ، شفیع اور وکیل ہوگا۔ جس کی نبوت قیامت تک چلے گی۔ وہ ''بعثت وانا والساعة کھاتین'' کا اعلان فرمائے گا۔ وہ ''انا حظکم من النبیین وانتم حظی من الامم'' کا مژدہ سنانے والا ہوگا۔ وہ عاقب اور حاشر کے مقام رفیع پر فائز ہوگا۔ وہ خاتم اور مقفی کے القاب عظیم کا مالک بنے گا۔ وہ شفیع المذنبین کہلائے گا۔ وہ لوائے حمد اور مقام محمود کا مالک بنے گا۔ وہ محمد و احمد ہوگا صلی اللہ علیہ وسلم صلوٰۃ دائمۃ الی الابد۔

مسیح علیہ السلام کی دوسری بشارت

دوسری جگہ لکھا ہے۔ عربی بائبل: ''متی جاء المعزی الذی سارسله انا الیکم من الاب روح الحق الذی من عند الاب ینبثق فھو یشھدلی ۰ وتشھدون انتم ایضاً لانکم معی من الابتداء (انجیل یوحنا ب ۱۵، آیت ۲۶)''

اردو بائبل۔ لیکن وہ مددگار جب آئے گا۔ جس کو میں تمہارے باپ کی طرف سے بھیجوں گا۔ یعنی روح حق جو باپ سے صادر ہوتا ہے تو وہ میری گواہی دے گا اور تم بھی گواہ ہو۔ کیونکہ شروع سے میرے ساتھ ہو۔ (انجیل یوحنا ب ۱۵ ص ۲۶)

ناظرین! غور فرمایئے یہاں پر اس مددگار کے متعلق فرمایا کہ وہ میری گواہی دے گا۔ تو اب دیانتداری سے فرمایئے کہ مسیح علیہ السلام کی گواہی کس نے دی؟ کہ: ’’وکان عند اللّٰہ وجیهاً فی الدنیا والآخرة‘‘

’’انی عبداللّٰہ اتنی الکتاب وجعلنی مبارکاً اینما کنت واوصانی بالصلوٰة والزکوٰة مادمت حیا۰ وبر ابوالدتی ولم یجعلنی جبارً اشقیا۰ والسلام علی یوم ولدت ویوم اموت ویوم ابعث حیاً۰ ذالك عیسیٰ بن مریم قول الحق الذی فیه یمترون (مریم:۳۱)‘‘

مسیح علیہ السلام کی تیسری بشارت

تیسری جگہ فرمایا: ’’لکنی اقول لکم الحق انه خیر لکم ان انطلق لا نه ان لم انطلق لا یاتیکم المعزی ولکن ان ذهبت ارسله الیکم ومتی جأ ذاك یبکت العالم علیٰ خطیئة وعلیٰ برو علیٰ دینونة اما علیٰ خطیئة فلا نهم لا یؤمنون بی۰ واما علیٰ بر،فانی ذاهب الیٰ ابی ولا ترون بی ایضاً واما علیٰ دینونة فلان رئیس هذا العالم قددین...... ان لی اموراً کثیرة ایضالا اقول لکم ولکن لا تستیعون ان تحملوا الآن واما متیٰ جاء ذالك روح الحق هو یرشد کم الیٰ جمیع الحق لانه لا یتکلم من نفسه بل کل ما یسمع یتکلم به ویخبرکم بامور آتیة ذالك یمجدنی لانه یاخذ ممالی ویخبرکم کل ما للاب هولی لهذا قلت انه یا خذ ممالی ویخبرکم۰ بعد قلیل لا تبصروننی لا نی ذاهب الیٰ الاب (انجیل یوحنا ب۱۶، آیت ۷تا۱۵)‘‘ ❁(ازاردو بائبل) لیکن میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ میرا جانا تمہارے لئے فائدہ مند ہے۔ کیونکہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ مددگار تمہارے پاس نہ آئے گا۔ لیکن میں اگر جاؤں گا تو اسے تمہارے پاس بھیج دوں گا اور وہ آ کر دنیا کو گناہ اور راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصور وار ٹھہرائے گا۔ (پھر کفارے کا کیا بنے گا) گناہ کے بارہ میں اس لئے کہ وہ مجھ پر ایمان نہیں لاتے۔ راست بازی کے بارہ میں اس لئے کہ میں باپ کے پاس جاتا ہوں۔ تم مجھے پھر نہ دیکھو گے۔ عدالت کے بارہ میں اس لئے کہ دنیا کا سردار مجرم ٹھہرایا گیا ہے...... اور مجھے تم سے اور بھی بہت سی باتیں کہنا ہیں۔ مگر اب تم ان کو برداشت نہیں کر سکتے۔ لیکن جب [۱] وہ یعنی روح حق آئے گا تو تم کو

---

[۱] یہاں دراصل وہ نبی تھا۔ جیسا کہ (انجیل یوحنا ب۱، آیت ۲۱) میں ہے کیا تو وہ نبی ہے؟ مگر اصحاب بائبل کے ہاتھ کی ہوشیاری آڑے آ گئی۔

سچائی کی راہ دکھائے گا۔ اس لئے کہ وہ اپنی طرف سے نہ کہے گا۔ لیکن جو سنے گا وہی کہے گا اور تمہیں آئندہ کی خبریں دے گا اور وہ میرا جلال ظاہر کرے گا۔﴾ ناظرین! بتائیے کہ مکمل سچائی کی راہ کس ہستی نے سکھائی اور کس نے مکمل طور پر خدا کا پیغام سنایا؟

ملاحظہ فرمائیے کتاب (یسعیاب ۲۱، آیت ۱۳) میں ہے۔ ''اے دوامتوں کے قافلوتم عرب کے جنگل میں رات کاٹو گے۔ وہ پیاسے کے پاس پانی لائے۔ تیما کی سرزمین کے باشندے روٹی لے کر بھاگنے والے سے ملو۔ کیونکہ وہ تلواروں کے سامنے سے ننگی تلوار سے اور کھینچی ہوئی کمان سے اور جنگ کی شدت سے بھاگے ہیں۔ کیونکہ خداوند نے مجھے یوں فرمایا کہ مزدور کے برسوں کے مطابق ایک برس کے اندر اندر قیدار کی حشمت جاتی رہے گی۔'' ملاحظہ فرمائیے کہ مشرکین مکہ کی ساری شان وشوکت ہجرت کے ایک سال بعد میدان بدر میں ختم ہوگئی۔ اس لئے یوم بدر کو یوم الفرقان فرمایا گیا ہے۔

عیسائی حضرات دنیا کے سردار سے مراد شیطان لیتے ہیں۔ یہ الفاظ ان کو ملاحظہ کرنا چاہئے۔ اگر اس سے مراد شیطان ہے تو اس کو غیر مجرم قرار دے کر علمی دنیا میں نام پیدا کرلیں۔

صاف قرار کرلو کہ محمد رسول اللہ ﷺ جس نے اعلان فرمایا: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا''

مسیح علیہ السلام کی چوتھی بشارت

چوتھی جگہ فرمایا۔ عربی بائبل: ''واما المعزی الروح القدوس الذی سیر سله الاب باسمی فھو یعلمکم کل شیء ویذکرکم بکل ماقلته لکم (یوحنا ب۱۴، آیت۲۶) وقال فی آیت تلقین ۰ لا اتکلم ایضاً معکم کثیرا لان رئیس ھذا العالم یاتی ولیس له فی شیء'' ﴿(از اردو بائبل) میں نے یہ باتیں تمہارے ساتھ رہ کر تم سے کہیں۔ لیکن جب وہ مددگار یعنی روح القدس جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ وہی تمہیں سب باتیں سکھائے گا اور جو کچھ میں نے تم سے کہا وہ سب تمہیں یاد دلائے گا۔﴾ یہ صرف محمد رسول اللہ کی شان ہے۔

''اس کے بعد میں تم سے بہت سی باتیں نہ کروں گا۔ کیونکہ دنیا کا سردار آتا ہے اور مجھ میں اس کا کچھ نہیں۔'' اس بشارت میں فرمایا کہ جسے باپ میرے نام سے بھیجے گا۔ یعنی جس کی بشارت میں نے اس کا نام لے کر سنائی۔ میرا رب میری بشارت کا حوالہ دے کر فرمائے گا کہ میرے مسیح علیہ السلام کی بشارت والا رسول معظم تشریف لا رہا ہے۔

''فامنوا بالله ورسوله والنور الذی انزلنا (تغاین:۸)'' یہ وہی رسول مکرمؐ ہے جس کو یہود و نصاریٰ ایسے پہچانتے ہیں کہ جیسے اپنی اولاد کو فرمایا:''یعرفونه کما یعرفون ابناء هم (بقرہ:۱٤٦)'' چنانچہ ان کی جائے ہجرت ان کی کتابوں میں مذکور تھی۔اسی لئے یہود سمٹ سمٹا کر پہلے ہی اس رسول معظمؐ کے قدموں میں جھکنے کے لئے وہاں ڈیرہ لگا بیٹھے اور ہر مشکل اور مغلوبی کے وقت''من قبل یستفتحون (البقرہ:۸۹)'' آپؐ کی بعثت کے فوری ظہور کی دعائیں مانگتے اور کہتے کہ اے ہمارے دشمنو! نبی آخر الزمان ﷺ عنقریب تشریف لانے والے ہیں۔ہم ان کے ساتھ مل کر تمہارا مقابلہ کریں گے۔چنانچہ جب وہ تشریف لائے تو قسمت والے ان کے قدموں میں گر گئے۔

''الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونه مکتوباً عندهم فی التوراة والانجیل یامرهم بالمعروف وینهاهم عن المنکر ویحل لهم الطیبات ویحرم علیهم الخبائث ویضع عنهم اصرهم والاغلال التی کانت علیهم (الاعراف:۱۵۷)'' ﴿(یعنی قسمت والے ہیں) وہ لوگ جو اس رسول معہودؐ اور نبی امی کی پیروی کرتے ہیں۔جس کو وہ اپنے ہاں توراۃ وانجیل میں لکھا ہوا پاتے ہیں۔وہ رسول معظمؐ ان کو بھلی باتوں کا حکم دیتا ہے اور بری باتوں سے منع کرتا ہے اور پاکیزہ چیزیں ان کو حلال بتلاتا ہے اور خبیث چیزیں حرام بتاتا ہے اور وہ بوجھ اور طوق (مشکل احکام توراۃ) جو ان پر تھے وہ ان سے دور کرتا ہے۔﴾

نوید مسیحا کی مزید وضاحت

حضرت مسیح علیہ السلام کی یہ خوشخبری کہ میرے بعد ایک رسولؐ آئے گا۔جس کا اسم گرامی احمد ہوگا۔ (الصف:۶)

یونانی نسخوں میں لفظ پیریکلی طوس تھا۔جس کا معرب فارقلیط بمعنی احمدؐ ہے۔ملاحظہ ہو قاموس الکتاب (از پادری خیر اللہ صاحب ص ۴۴۸)

پہلے اردو تراجم میں بھی یہ لفظ موجود تھا۔بعد میں تبدیلی شروع ہوگئی۔کبھی وکیل،کبھی شفیع،مددگار،اب روح حق اور روح القدس ہے۔مگر لفظ مددگار کے ساتھ یعنی لگا کر۔گویا مددگار کا معنی ہے۔روح حق یا روح القدس۔مگر عربی ایڈیشن میں اب بھی لفظ معزی یعنی تسلی دینے والا موجود ہے۔

یہ کھیل کیوں کھیلا گیا؟ اس لئے کہ اناجیل میں خصوصاً (انجیل لوقا ب۲۴،آیت ۴۹) میں

لکھا ہے کہ دیکھو جس کا میرے باپ نے وعدہ کیا ہے۔ میں اس کو تم پر نازل کروں گا۔ مسیحی پادری کہتے ہیں کہ یوحنا میں جس فارقلیط، وکیل، شفیع، روح حق اور روح القدس کا وعدہ ہے۔ اس کا مصداق یہ آیت (ب ۲۴، آیت ۴۹) ہے اور یہ نزول بعد از واقعہ صلیب عید پنیٹی کوسٹ کے موقع پر ظاہر ہوگیا۔ جس کا ذکر (رسالہ اعمال ب ۲، آیت ۱تا۴) میں ہے کہ سب حواری ایک جگہ پر اکٹھے موجود تھے کہ یکا یک آسمان سے ایک ایسی آواز آئی۔ جیسے زور کی آندھی کا سناٹا ہوتا ہے اور اس سے سارا گھر جس میں وہ بیٹھے تھے گونج اٹھا اور انہیں آگ کے شعلہ کی سی پھٹتی ہوئی زبانیں دکھائی دیں اور ان میں سے ہر ایک پر آ ٹھہریں اور وہ سب روح القدس سے بھر گئے اور غیر زبانیں بولنے لگے۔ جس طرح روح القدس نے انہیں بولنے کی طاقت بخشی۔

۱...... ناظرین! ملاحظہ فرمایئے کہ جو صفات اور کارکردگی انجیل یوحنا کی بشارتوں میں مذکور ہے کہ:

(۱) وہ آکر میری گواہی دے گا۔ (۲) وہ تمہیں میری باقی ماندہ باتیں سکھلائے گا۔ (۳) جو میں نے تم سے کہا ہے وہ تمہیں یاد کرائے گا۔ (۴) وہ آکر دنیا کو گناہ، راست بازی اور عدالت کے بارہ میں قصور وار ٹھہرائے گا۔ (۵) وہ وہی کہے گا جو سنے گا۔ وغیرہ ظاہر ہے کہ مذکورہ بلا آگ کی زبانوں نے ان باتوں میں سے ایک بھی ظاہر نہیں کی تو پھر یہ واقعہ نوید مسیحا کا مصداق کیسے ہوگیا؟

۲...... نیز روح القدس تو پہلے بھی موجود تھا۔ جس سے مریم علیہا السلام بھی حاملہ ہوئیں۔ یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی تھا۔ مسیح علیہ السلام پر بھی نازل ہوا۔ حالانکہ بیان فرمایا جارہا ہے کہ اگر میں نہ جاؤں تو وہ نہ آئے گا۔ گویا اس کی آمد اور ظہور، مسیح علیہ السلام کے جانے پر موقوف ہے۔ تو پھر یہ نازل ہونے والا وہ روح القدس کیسے ہوگیا جو کہ پہلے بھی موجود تھا؟

۳...... اگر لوقا والا، روح القدس نازل ہی کرنا تھا تو اس کا نزول قبل از رفع مسیح علیہ السلام ہو چکا۔ ملاحظہ ہو انجیل یوحنا، مسیح علیہ السلام نے بعد از صلیب حواریوں پر ظاہر ہو کر فرمایا کہ جس طرح باپ نے مجھے بھیجا ہے۔ اسی طرح میں بھی تمہیں بھیجتا ہوں اور یہ کہہ کر ان پر پھونکا اور ان سے کہا روح القدس لو۔ (ب ۲۰، آیت ۲۱،۲۲)

ملاحظہ فرمایئے کہ وہ موعود روح القدس تو مسیح علیہ السلام بنفس نفیس خود حواریوں کو عطاء فرما گئے ہیں۔ اب بعد میں کیا دوبارہ اترے گا؟ نہیں بلکہ (لوقا ب ۲۴، آیت ۴۹) والا روح القدس یہی ہے۔ بقول نصاریٰ مسیح علیہ السلام جب خود منجی عالمین ہے تو ان سے بڑھ کر اور کون سی ہستی ہوسکتی ہے جو نازل ہو کر مسیح علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کرے۔

ایک اور نئی بات سماعت فرمایئے

بالفرض اگر تسلیم بھی کر لیا جائے کہ انجیل یوحنا میں جس شفیع اور مددگار کا وعدہ ہے اور اس سے مراد یہ (اعمال ب۲، آیت ۱ تا ۴) والا روح القدس ہے تو دریافت طلب یہ بات ہے کہ یہ پیش گوئی حضرت نے سب حواریوں کے سامنے بیان فرمائی تھی۔ حتیٰ کہ انجیل یوحنا میں تو بڑے اہتمام سے کئی بار بیان ہوئی ہے اور پھر وہ چند دنوں کے بعد پوری بھی ہوگئی۔ تو جب انجیل یوحنا ۸۰ء تا ۱۰۰ء میں مرتب ہوئی اور اس کا مرکزی مضمون بھی یہی ہے تو اس انجیل نویس نے اس مرکزی پیش گوئی کے ظہور کا ذکر کیوں نہ فرمایا۔ جب کہ یہ نہایت اہم بات تھی اور نہ لوقا نے ہی بیان فرمایا۔ نہ کسی دوسرے حواری نے کہ اس کا مصداق ظاہر ہو گیا ہے۔

اس سے صاف معلوم ہوا یوحنا صاحب انجیل کو خوب معلوم تھا کہ اس پیش گوئی کا مصداق نبی آخرالزمان ﷺ ہیں جو آئندہ زمانہ میں مبعوث ہوں گے۔ جن کی پیش گوئی سابقہ ہر نبی علیہ السلام نے کی اور وہی بشارت موسوی کا مصداق ہے۔ اگر اس بشارت یوحنا کا مصداق یہ (اعمال ب۲، آیت ۱ تا ۴) والا واقعہ ہے تو پھر مسیحی امت میں فارقلیط کی آمد کا تصور کیوں تھا۔ چنانچہ اس بناء پر ایک فلاسفر (Maires) نے ۲۴۵ء میں فارقلیط ہونے کا دعویٰ کیا اور کہا یوحنا کی بشارت فارقلیط کا مصداق میں ہوں۔ یہ فرقہ چار صدیوں تک باقی رہا۔ ملاحظہ ہو (تواریخ مسیحی کلیسا ص ۲۳۲) معلوم ہوا کہ مسیحی امت اس بشارت کا مصداق کسی آئندہ زمانہ میں آنے کا اعتقاد رکھتی تھی۔

ایک اور زبردست دلیل

جب قرآن مجید کی یہ آیت: ’’ومبشرا برسول یأتی من بعدی اسمه احمد (الصف:۶)‘‘ نازل ہوئی تو اس زمانہ میں آپؐ کے اردگرد یہود و نصاریٰ بکثرت آباد تھے۔ مگر تاریخ کسی ایک فرد کا بھی انکار یا اعتراض نقل کرنے سے خاموش ہے۔ کیونکہ ان میں آخرالزمان ﷺ کی تشریف آوری اتنی مشہور و معرف تھی کہ: ’’یعرفونه کما یعرفون ابناء هم (بقرہ:۱۴۶)‘‘ کا مصداق تھی۔ چنانچہ بہت سے خوش نصیب اسی پیش گوئی کی بناء پر دولت ایمان سے بہرہ ور ہوگئے۔ حتیٰ کہ ہرقل رومی بھی قائل ہوگیا۔ مگر حکومت وسلطنت کے چکر میں آ کر قبول حق سے محروم رہا۔ ورنہ وہ کہہ چکا تھا کہ اگر میں آپ تک پہنچ سکوں تو ’’لغسلت قدمیه ‘‘ آپؐ کے قدم مبارک دھونے کو باعث فخر سمجھوں۔ حضرت سلمان فارسیؓ تلاش کرتے کرتے ہی مدینہ میں آئے تھے۔ عتبہ اور شیبہ کا عیسائی غلام عداسؓ بھی آپ کو پہچان کر گرویدہ ہو گیا۔ ام المؤمنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ کا چچا

زاد بھائی ورقہ بن نوفلؓ بھی آپ کو پہچان کر کہہ اٹھا۔ کاش میں آپ کا تعاون کرنے کے لئے اس وقت تک زندہ رہوں جب آپ کی قوم آپ کو وطن سے نکال دے گی۔ (بخاری)

نجاشی شاہ حبشہ مسلمان ہوگیا۔ جارود بن علاؒ جو کہ ایک نامی گرامی عیسائی عالم تھا۔ حاضر خدمت ہوکر بمع ساتھیوں کے مسلمان ہوگیا۔ عبداللہ بن سلامؓ جو کہ ایک زبردست یہودی عالم تھے۔ آپ کو دیکھ کر ہی مسلمان ہوگئے۔

اسی حقیقت کے پیش نظر مصنف لب التواریخ لکھتا ہے کہ محمد ﷺ کے ہم زمانہ یہودی اور عیسائی ایک نبی کے منتظر تھے۔ اس بات نے محمد ﷺ کو بڑا فائدہ پہنچایا۔ آپؐ نے دعویٰ کردیا وہ میں ہوں۔ (تفسیر حقانی ج۴ص ۱۷)

جناب والا حقیقت میں آپؐ ہی وہ آنے والی ہستی تھے۔ اسی لئے تمام مذاہب کے علماء جو آپ حضرات سے زیادہ سمجھدار تھے۔ وہ جانچ پڑتال کر کے آپؐ کے حلقۂ ارادت میں آتے رہے اور آج تک آرہے ہیں۔ ورنہ اس منصب کے دعویدار منیس جیسے لوگ چند قدم ہی چل کر ختم ہوگئے۔ ایک نبی تو آنا تھا۔ بالفرض اگر آپؐ وہ نبی نہیں تو دوسرا کون ہے؟ آخر اس نے آنا تو تھا ہی؟ کہیں بالا بالا تو پردہ عدم میں نہیں چلا جانا تھا۔ پھر اس کا فائدہ خدا کی مخلوق کو ہوا کہ جس کی امت میں شمولیت کی خواہش موسیٰ علیہ السلام جیسے نبی کرتے رہے۔ وہ آپؐ کے وقت کے عوام کو دولت مل گئی۔ ورنہ آپؐ نے کون سا دنیوی مفاد اٹھالیا۔

نوید مسیحا کے مصداق کا دوٹوک اور آخری فیصلہ

اے علمائے عیسائیت! بقول شما اگر یہ پیش گوئی سید المرسلین ﷺ کے حق میں نہ تھی۔ بلکہ اس کا مصداق وہ روح القدس تھا جو حواریوں پر رفع مسیح علیہ السلام کے چند دن بعد نازل ہوا تھا۔ تو بندہ خادم پھر تمام امت مسیحی کو دعوت فکر دیتا ہے کہ جب حضرت مسیح علیہ السلام نے نزول روح القدس کی پیش گوئی سب شاگردوں کے سامنے بیان فرمائی تھی۔ حتیٰ کہ یوحنا نے اپنی انجیل میں اس کو نہایت اہتمام سے ذکر کیا۔ تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ پھر تمام اناجیل مروجہ وغیر مروجہ اور خطوط حواریاں ماسوائے مصنف رسالہ ''اعمال'' کے کیوں ساکت اور خاموش ہیں۔ انہوں نے کیوں وضاحت نہ فرمائی کہ یہ روح القدس والی پیش گوئی واقعہ صلیب کے پچاس دن بعد بایں صورت [illegible] جیسا کہ اناجیل مروجہ ۳۶ء تا ۱۰۰ء تک [illegible] کے عرصہ میں مرتب ہوئی ہیں۔ متی، مرقس، لوقا [illegible] وغیرہ۔ کسی نے بھی اس وقوع کی اطلاع نہ دی۔ خاص کر جناب یوحنا صاحب کو تو

لازماً لکھنا چاہیے تھا کہ میری بیان کردہ روح حق والی پیش گوئی فلاں وقت میں بایں صورت پوری ہوگئی۔ مگر جب کسی نے بھی اس کے وقوع کا تذکرہ تک نہیں کیا تو روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ فارقلیط کا مصداق ابھی تک آنے والا تھا۔

روح حق کے مصداق کی فیصلہ کن وضاحت (از اعظم الحوارحیین جناب پطرس)

الحمدللہ ثم الحمدللہ ! حضرات گرامی! توجہ فرمایئے حقیقت کھل گئی۔ رسالہ اعمال کا دوسرا باب نکال کر واقعہ نزول روح القدس مطالعہ کیجئے کہ عید پنتیکست پر سب حواری ایک جگہ جمع تھے کہ اچانک آگ کی سی زبانیں پھٹتی ہوئی ان کو نظر آئیں۔ جو ان پر آ کر ٹھہریں۔ جس پر وہ حواری ہر قسم کی زبانیں بولنے لگے۔ (عبرانی، رومی، مصری وغیرہ) جب عام لوگوں نے ان کو اس حالت میں دیکھا تو کہنے لگے یہ لوگ نشہ میں آ کر اس قسم کی گفتگو کر رہے ہیں۔ اس پر جناب پطرس نے کھڑے ہو کر لوگوں سے فرمایا کہ اے یہودیو اور دوسرے سب لوگو! توجہ سے سنو! یہ لوگ نشہ میں نہیں بلکہ یہ وہ بات ہے کہ جو خدا نے یوایل نبی کی معرفت فرمائی کہ:

(ملاحظہ ہو بائبل کا اٹھائیسواں رسالہ یوایل ب۲، آیت ۲۸)

خداوند فرماتا ہے کہ آخری دنوں میں ایسا ہوگا کہ میں اپنی روح میں سے ہر بشر پر ڈالوں گا اور تمہارے بیٹے اور بیٹیاں نبوت کریں گی۔ ملاحظہ ہو رسالہ (اعمال ب۲، آیت ۱۔۱۸)

اب ایمانداری سے فیصلہ کیجئے کہ جب بقول شما مسیح علیہ السلام نے روح القدس کی بشارت سنائی۔ مگر جب روح القدس نازل ہوا تو پھر بقول جناب یوحنا کو اپنی انجیل میں لازماً ذکر کرنا چاہیے تھا اور بالخصوص بوقت نزول، سردار شاگردان جناب پطرس کو تو ضرور وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ یہ مسیح علیہ السلام کی پیش گوئی کا مصداق ہے۔

مگر اس کے برعکس وہ فرماتے ہیں کہ یہ واقعہ اس پیش گوئی کا مصداق ہے جو یوایل نبی کی معرفت ہوئی تھی۔ وہ اسے فارقلیط کا مصداق قرار نہیں دیتے تو کیا روز روشن کی طرح واضح نہ ہوگیا کہ تمہارے اسلاف نوید مسیحا کا مصداق اس واقعہ کو قرار نہ دیتے تھے۔ یہ محض آپ حضرات کی سینہ زوری ہے۔

جناب پطرس کے واقعہ نزول کو نوید مسیحا کا مصداق قرار نہ دینے کی وجہ:

۱..... اس لئے وہاں تو مسیح علیہ السلام نے لفظ احمد فرمایا تھا۔ یا بقول (یوحنا ب۱۶، آیت ۱۳) وہ نبی۔

۲..... اس بشارت میں نازل ہونے کا ذکر نہ تھا۔ بلکہ بھیجنے اور آنے کا ذکر تھا۔

۳...... یہ آمد مسیح علیہ السلام کے جانے پر موقوف تھی اور روح القدس تو بیشتر مواقع پر آپ کی موجودگی میں بھی نازل ہو چکا تھا۔

حاصل کلام یہ ہوا کہ روح القدس کے واقعہ نزول کو انجیل یوحنا والی بشارت کا مصداق قرار دینے سے تمام اناجیل مروجہ اور غیر مروجہ بمع خطوط حواریاں ساکت اور خاموش اور کتاب اعمال میں پطرس نے اس واقعہ کو بجائے بشارت مسیح علیہ السلام کا مصداق قرار دینے کے یوایل نبی کی پیش گوئی کا مصداق قرار دیا۔ جس پر کوئی حواری معترض نہ ہوا تو معلوم ہوا کہ اس بشارت کا مصداق فارقلیط بمعنی احمد مصطفی ﷺ ہیں اور یہ حواریوں کا اجماعی عقیدہ تھا۔ اب اس زمانہ کے عیسائی پادری اس کے خلاف کہہ کر مسیح علیہ السلام کے حواریوں کی مخالفت کر رہے ہیں۔ جس کا انہیں کوئی حق نہیں پہنچتا۔

پھر صرف مینس نے ہی دعویٰ فارقلیط نہیں کیا بلکہ اس کے علاوہ ۱۶۸۳ء تک چوبیس اور حضرات نے بھی یہ دعویٰ کر کے قسمت آزمائی کی۔ ملاحظہ ہو:

(تفسیر رومن اسکاٹ مطبوعہ الہ آباد ص ۱۸۶ بحوالہ تفسیر حقانی ج ۲ ص ۷۰)

یہ زور آزمائی اور قسمت آزمائی محض اس لئے ہوتی رہی کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے نہایت اہتمام کے ساتھ ایک فارقلیط کے آنے کی پیش گوئی فرمائی تھی۔ چنانچہ ۱۸۳۱ء اور اس سے پہلے بائبل کے اردو تراجم میں لفظ فارقلیط موجود تھا۔ مگر جب عیسائیوں کا واسطہ ہندوستان میں مسلمانوں سے پڑا تو انہوں نے اس میں کتر بیونت شروع کر دی۔ کیونکہ یہ آنحضرت ﷺ کے حق میں واضح پیش گوئی تھی۔ اس لئے وہ لوگ اس کا ترجمہ کبھی تسلی دینے والا، کبھی معین ومددگار، کبھی وکیل، کبھی شفیع اور کبھی دوسرا مددگار یعنی روح حق وغیرہ کرتے رہے۔ پھر پہلے لفظ یعنی روح حق بریکٹ میں لکھا پھر بریکٹ بھی اڑا دی۔ مگر ان تمام چالبازی کے باوجود اصلی حقیقت پر پردہ نہ ڈال سکے۔

فیصلہ کن بحث فارقلیط

حضرات! جیسا کہ آپ اس رسالہ میں مدلل طور پر ملاحظہ فرما چکے ہیں کہ از روئے بائبل اور قرآن مجید سرور دو عالم ﷺ کی آمد اور تشریف آوری کی اطلاع شروع سے ہی بواسطہ انبیاء کرام علیہم السلام دی جا رہی تھی۔ یہاں تک کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے تو بڑے اہتمام سے اس خوشخبری کو اپنی دعوت کا جزو قرار دیا۔ سورۃ صف آیت ۶ اس پر شاہد عدل ہے اور دوسری طرف

حضرت مسیح علیہ السلام کا اعلان اوّل کہ وقت پورا ہو گیا ہے۔ خدا کی بادشاہت قریب آ گئی ہے۔ پس توبہ کرو اور خوشخبری پر ایمان لاؤ۔ (انجیل مرقس ب ۱، آیت ۱۵) پھر قریہ قریہ اس آسمانی بادشاہت کا اعلان فرماتے رہے۔ حتیٰ کہ اپنی امت کو جو خاص دعاء تلقین فرمائی اس میں بھی خدائی بادشاہت یعنی دور رسالت آخر الزمان ﷺ کے آنے کی طلب و آرزو کو اصل مدعا قرار دیا۔

اس خوشخبری سے مراد خدا کی بادشاہت یعنی آنحضور ﷺ کے دور رسالت کے آنے کی اطلاع ہے۔

فرمایا! پس تم اس طرح دعاء کیا کرو کہ اے ہمارے باپ تو جو آسمان پر ہے۔ تیرا نام پاک مانا جائے، تیری بادشاہت آئے (یعنی) تیری مرضی جیسی آسمان پر پوری ہوتی ہے زمین پر بھی ہو۔ (متی ب ۶، آیت ۹، لوقا ب ۱۱، آیت ۲) یہ دعاء آج تک عیسائی مانگ رہے ہیں۔

اور سنئے کہ: حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت کے لوگ تین ہستیوں کے منتظر تھے۔

(۱)...... ایلیاہ۔ (۲)...... مسیح۔ (۳)...... النبی یا وہ نبی۔

(انجیل یوحنا ب ۱، آیت ۱۹ تا ۲۲)

پھر ایلیاہ تو حضرت مسیح علیہ السلام نے بقول متی یحییٰ علیہ السلام کو قرار دیا اور مسیح خود تھے۔ باقی النبیؐ رہ گئے۔ جس کو آج بھی تمام جہان آنحضور ﷺ اور آنحضرت ﷺ کے عنوان سے یاد کرتا ہے۔ تو اس ہستی کی آمد کی حضرت مسیح علیہ السلام بشارت دے گئے کہ میرے بعد احمدؐ نام ایک عظیم الشان رسول آئیں گے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی زبان سے عبرانی زبان میں یہی لفظ ''احمد'' ادا ہوا تھا۔ مگر یہود و نصاریٰ کی عادت ہے کہ وہ دوسری زبان میں ترجمہ کرتے وقت اسموں کا بھی ترجمہ کر دیتے ہیں۔ چنانچہ تیسری صدی میں سینٹ جیروم نے جب لاطینی زبان میں ترجمہ کیا تو اس کا ترجمہ بھی پیریکلیطوس کر دیا۔ جس کو عربی زبان میں فارقلیط کر دیا گیا۔ ملاحظہ ہو پادری خیر اللہ کی مشہور کتاب (قاموس الکتاب ص ۴۸) اور فارقلیط کا معنی احمد ہے جو کہ ۱۸۳۱ء اور پہلے تراجم میں موجود تھا۔

ایک اور اس معنی پر زبردست دلیل یہ ہے کہ اب تک بعض عبرانی نسخوں میں اسم گرامی احمدؐ موجود ہے۔ ملاحظہ ہو پادری پارکھرت کی یہ عبارت۔ و باد حمد حل بگوئیم!

(منقول از حمایت اسلام مطبوعہ بریلی ۱۸۷۳ء بحوالہ تفسیر حقانی ج ۴ ص ۷۱)

ایسے ہی اس بشارت کے سید الرسل ﷺ کے حق میں ہونے اور فارقلیط کا معنی احمد ہو ے پ ید شہادت سنئے۔

جناب حاجی یوسف صالح عرف پوا اپنے رسالہ (دعوت اسلام مطبوعہ ۱۳۰۳ھ ص ۴) پر لکھتے ہیں کہ: ''اصل یونانی زبان میں لفظ پاراقلیت ہے۔ اس کو عربی میں ڈھال کر فارقلیط بنایا گیا ہے۔ ملاحظہ ہو تواریخ محمدیؐ (از سر ولیم میورج ا ص ۱۷) اور گاڈفری ہگنس اپنے رسالہ کے (ص ۱۷۷) پر بحوالہ کیورن یا کرسٹ لکھتے ہیں کہ مراد اس پیش گوئی سے حضرت محمد ﷺ ہیں اور ریورن مچل ایل ایل ڈی اپنی کتاب مطبوعہ ۱۸۶۹ء کے (ص ۲۰۶) اور جارج سیل اپنے (ترجمہ قرآن ص ۴۴۵) میں لکھتے ہیں کہ حضرت مسیح علیہ السلام نے درباب حضرت محمد ﷺ خبر دی ہے اور فارقلیط کا لفظ ۱۸۱۹ء کی اردو بائبل مطبوعہ لنڈن موجود ہے۔''

انجیل یوحنا کی ذاتی تصدیق بھی ملاحظہ ہو۔ لیکن وہ یعنی روح حق آئے گا۔ (ب ۱۶، آیت ۱۳) لفظ وہ کی جگہ وہ نبی تھا۔ جیسا کہ اسی یوحنا کے (ب ۱، آیت ۲۱) کا آخری جملہ ہے۔ کیا تو وہ نبی ہے؟ مگر یہاں نبی کا لفظ حذف کر کے اس کی دوسری صفت ''روح حق'' بمعنی سچا پیغمبر ذکر کر دی گئی۔ مگر اصل مصداق وہی ذات آخر الزمان ﷺ ہے۔

آخری بات بھی سماعت فرمالیجئے کہ اگر ہم تمہارے کہنے کے مطابق فارقلیط کا معنی روح حق بھی تسلیم کرلیں تو پھر بھی آپ کو کچھ فائدہ نہ ہوگا۔ کیونکہ روح حق کا معنی خود خط یوحنا اوّل کے باب چہارم میں ''سچا پیغمبر'' مراد لیا گیا ہے۔ ملاحظہ فرمایئے اور (مکاشفہ ب ۱۹، آیت ۱۱) کے مطابق سید کائنات ﷺ ہی امین اور صادق کے القاب مطہرہ سے مشہور ہیں۔ ایسے ہی دوسری الفاظ وکیل، شفیع، تسلی دینے والا وغیرہ نمایاں طور پر آپؐ ہی کی ذات اقدس پر صادق آتے ہیں۔ لہٰذا اپنی کامیابی اور حصول نجات کے لئے دامن مصطفی ﷺ سے وابستگی ہی دونوں جہاں کی سعادت کا ذریعہ ہے۔ فاستبقوا الخیرات!

دوسرا مددگار...... عیسائی پادریوں کو ایک قیمتی مشورہ اور ایک اہم سوال

مسیحی علماء انجیل یوحنا کی بشارات کے متعلق کہتے ہیں کہ: ''دوسرے مددگار'' کا مصداق وہ روح القدس ہے جو کہ واقعہ صلیب مسیح کے پچاس دن بعد حواریوں پر آگ کی سی زبانوں کی صورت میں نازل ہوا۔ (اعمال ب ۲) مگر علمائے اسلام واضح اور ٹھوس دلائل کے ساتھ ثابت کرتے ہیں کہ اس کا مصداق سوائے خاتم الانبیاء محمد مصطفی ﷺ کے کوئی نہیں ہے۔ جیسا کہ آپ نے مندرجہ بالا سطور میں ملاحظہ فرمالیا ہے۔

عیسائی علماء کی اس ناحق سینہ زوری پر مجھے بہت تعجب ہے کہ باوجود دعویٰ علمی کے وہ

اس سو فیصد غلط مصداق پر وہ کیوں اڑے ہوئے ہیں۔ میرے خیال میں اگر اس روح القدس کی بجائے اس سے واضح ترین مصداق کا دعویٰ کرتے تو شاید ان کے اس دعویٰ میں کچھ جان ہوتی۔ وہ ہے جناب پولوس۔ مگر افسوس صد افسوس کہ آج تک یہ بات کسی بھی پادری صاحب کو نہیں سوجھی۔

جناب پولوس وہ ہستی ہے کہ جس نے مسیحی مکاشفہ کا دعویٰ کر کے اپنے آپ کو اس مقام تک پہنچا دیا کہ مسیح علیہ السلام کے خاص تربیت یافتہ حواری بھی بہت پیچھے رہ گئے۔ بلکہ تکمیل مسیحیت صرف اپنی ذات سے ہی وابستہ کر لی۔ اناجیل اربعہ کے بعد صرف خطوط پولوس ہی تمام مسیحیت پر چھائے ہوئے ہیں اور وہ اناجیل سے بھی پہلے مرتب ہو گئے۔ حتیٰ کہ جناب پولوس نے صاف اعلان بھی کر دیا کہ میرے سوا جو کوئی اور انجیل سناوے چاہے وہ آسمان کا فرشتہ ہی کیوں نہ ہو۔ ''وہ ملعون ہو'' (گلتیوں ب ۱، آیت ۸،۹)

حالانکہ مسیح علیہ السلام کے حواری ایسے برگزیدہ تھے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بارہ تختوں پر بیٹھ کر بنی اسرائیل کی عدالت کرو گے اور فرمایا کہ جن کے گناہ تم معاف کرو گے۔ ان کے معاف ہوں گے۔ (یوحنا ب ۲۰، آیت ۲۳) ان کو بدروحیں نکالنے اور معجزات دکھانے کا اختیار بخشا۔ ان کے لئے خدائی حفاظت کی خصوصی دعاء فرمائی۔ (یوحنا ب ۱۷، آیت ۱۵) خاص کر سردار حواریاں جناب پطرس کو تو آسمان وزمین کے اختیارات کی چابیاں عطاء فرمائیں۔ ان پر کلیسا بنانے کا اعلان فرمایا۔ نیز اپنی امت کا خاص رکھوالا مقرر فرمایا۔ (یوحنا ب ۲۱، آیت ۱۵) تمام حواریوں کو روح القدس سے نوازا۔ (یوحنا ب ۲۰، آیت ۲۲) اور بقول شما ان پر روح القدس نازل بھی ہوا۔ (اعمال ب ۲)

ان تمام فضائل کے باوجود جناب پولوس آگے بڑھ کر تمام مسیحیت کی قیادت پر فائز ہو جاتا ہے۔ حالانکہ وہ اصولاً رسول بھی نہیں بنتا۔ (اعمال ب ۱) مگر اس نے بذریعہ مکاشفہ اپنے رسول ہونے کا دعویٰ دھڑلے سے کیا۔

ملاحظہ ہو شان پولوس:

۱...... ہر خط کے ابتداء میں اپنا رسول من اللہ ہونا ظاہر کرتا ہے۔

۲...... فرمایا: میں مسیح علیہ السلام کے ساتھ مصلوب ہو کر مر گیا۔ اب میں مسیح علیہ السلام ہی میں زندہ ہوں۔ (گلتیہ ب ۲، آیت ۲۰)

۳...... میں یقیناً غیر اقوام (غیر اسرائیلی) کو ایمان اور سچائی کی باتیں سکھانے والا مقرر رہوں۔ (تموتھی اب ۲، آیت ۷)

۴...... میں مسیح علیہ السلام کے لئے منادی کرنے والا اور استاد مقرر ہوا ہوں۔
(تموتھی اب ا، آیت ۱۱)

۵...... مسیح علیہ السلام کی ابتدائی باتیں چھوڑ کر آگے کمال کی طرف قدم بڑھانے والا۔ (خط عبرانیوں ب ۶، آیت ا)

۶...... میں خدائی انتظام کے تحت اس کا خادم بنا، تا کہ ساری دنیا میں اس کی منادی کروں۔ یعنی اس بھید کی جو آج تک پوشیدہ رہا۔ (کلسیوں ب ا، آیت ۲۶ تا ۲۸)

۷...... یہ خدائے مبارک کے جلال کی اس انجیل کے موافق ہے جو میرے سپرد ہوئی۔ (تیمھتیس اب ا، آیت ۱۱ تھسلونیکی ب ۲، آیت ۳،۴)

۸...... وہ اصلی بھید جو مجھے بطور مکاشفہ حاصل ہوا۔ پہلے پوشیدہ تھا اب ظاہر ہوا۔
(افیسوں ب ۳، آیت ا تا ۵)

۹...... غیر اقوام کی طرف میں رسول ہوں۔ (افیسوں ب ۳، آیت ۶، ۷)

۱۰...... خدا نے اپنے کلام کو اس پیغام میں ظاہر کیا۔ جو بحکم مسیح علیہ السلام سپرد ہوا۔
(ططس ب ا، آیت ۳)

ایسے ہی مختلف انفرادی دعوے مثلاً (کرنتھ اب ۴، آیت ۱۵، تیمھتیس ۲ ب ا، کرنتھ ب ۹، آیت ۵۔۱۵، رومیوں ب ۱۵، آیت ۱۵، ب ۱۵، آیت ۱۸، ۲۰، کرنتھ ب ۹، آیت ا) وغیرہ۔

ملاحظہ ہو: کیسا نمایاں مقام ہے جناب پولوس کا۔ ایمانداری سے فرمائیے کہ دوسرے مددگار کا مصداق یہ عظیم الشان ہستی ہو سکتی ہے یا وہ ''آگ کی زبانیں''؟ آج تک تمہارے ذہنوں میں یہ قیمتی تجویز کیوں نہ آئی۔ اب بھی موقعہ ہے ہمت کرو اور آج سے ہی دوسرے مددگار کا مصداق جناب پولوس کو قرار دے کر علمائے اسلام کے ساتھ مقابلہ پر آؤ۔ پہلا مقابلہ تو بالکل ہی بے وزن تھا۔ مگر اس مقابلہ میں بظاہر کچھ وزن ہے۔

بشارات سید الانبیا صلی اللہ علیہ وسلم

(عہد قدیم) کتاب پیدائش ب ۱۲، آیت ۳ تا ۷، ب ۱۷، آیت ۸، ب ۲۲، آیت ۸ تا ۱۵، ب ۴۹، آیت ۷،

استثناء ب ۱۸، آیت ۱۸، ب ۳۳، آیت ا، ۲،

زبور ۶۷، ۶۸، ۲، ۷۲، ب ۸۴، آیت ۴، ۷، ب ۸۹، آیت ۸۔۲۱، ب ۹۶، آیت ۹ تا ۱۳، ۹۷، ب ۱۱۸، آیت ۱۹ تا ۲۴،

یسعیاہ ب ۲۱، آیت ۱۳، ب ۲۸، ب ۴۲، آیت ۱۰، ب ۶۲، ب ۵۱، آیت ۱۶، ب ۵۹، آیت ۲۱، ب ۵۲، آیت ۱، ب ۶۰، آیت ۱، ب ۶۵،

یرمیاہ ب ۳۱، آیت ۳۱،

غزل الغزلات ب ۵،

یوایل نبی ب ۳، آیت ۱، ۱۱،

صفنیاہ ب ۲، آیت ۹۔۱۱، ب ۲، آیت ۱۴،

حبقوق ب ۳، ملاکی نبی ب ۳، حجی نبی ب ۲، آیت ۶، ۷

تمام بشارات کے مصداق کی تشریف آوری

جب یہ ساری بشارتوں والے رسول معظم آ گئے تو چار دانگ عالم میں اعلان کر دیا گیا۔

''لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف رحیم (التوبہ:۱۲۸) یا ایھا الناس قد جاء کم الرسل بالحق (النساء:۱۷۰) '' ﴿بلا شبہ وہ بشارتوں اور شانوں والا رسول معظم آ پہنچا۔ وہ تمام رسولوں اور کتابوں کی بشارتوں والا عہد کا رسول آ گیا۔ وہ توراۃ موسیٰ علیہ السلام والا رسولؐ وہ انجیل والا، تسلی، تسلی دہندہ، مددگار، وکیل، شفیع اور غم خوار کائنات آ گیا۔﴾

وہ بشارت یعقوب علیہ السلام کا مصداق (پیدائش ب ۴۹، آیت ۱۰) زبور داؤدی والا محبوب اور دس ہزار میں ممتاز صحرا کا سوار (زبور ۶۷) ہمیشہ قائم رہنے والا صداقت کا علمبردار (زبور ۷۲) وہ دنیا کا شہنشاہ (زبور ۹۷) کرہ ارض کی سچی عدالت کرنے والا (زبور ۹۶) وہ تاکستان کا آخری رکھوالا (متی ب ۲۱، آیت ۳۳، لوقا ب ۲۰، آیت ۱۶)

عزیز علیہ ما عنتم! وہ تمہارا غم خوار کہ تمہاری ایک کانٹے کی تکلیف بھی اس کو گوارہ نہیں اور تمہارے ہر قسم کے فوائد اور بہتریوں کا خواہش مند۔ مؤمن ہو یا کافر سب کی بھلائی کا طلب گار اور آخرت میں اپنے دامن گیروں پر انتہائی شفقت اور مہربانی فرمانے والا سایہ فگن ہو گیا۔ ''لا تقنطوا من رحمۃ اللّٰہ ان اللّٰہ یغفر الذنوب جمیعا انہ ھو الغفور الرحیم (الزمر:۵۳) وانیبوا الیٰ ربکم واسلموا لہ قبل ان یاتیکم العذاب ثم لا تنصرون (النور:۵٤) '' مژدہ نجات کا اعلان کرنے والا ''النذیر العریان '' اور '' وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین '' والا تاجدار '' انا فرطکم علی الحوض '' کا مسرت

آمیز اور فکر انگیز پیغام دینے والا آ گیا۔ لہٰذا ’’آمنوا باللّٰہ ورسولہ والنور الذی انزلنا (تغابن:۸) ‘‘ اور سنو: ’’تبارك الذی نزل الفرقان علیٰ عبدہ لیکون للعالمین نذیراً (فرقان:۱) انا ارسلناك شاھداً ومبشرا ونذیرا وداعیا الیٰ اللّٰہ باذنہ وسراجا منیرا (الاحزاب:٤٥،٤٦)‘‘

’’لقد جاءکم نور وکتاب مبین (مائدہ:١٥) وارسلناك للناس رسولا ۰ قل ان کنتم تحبون اللّٰہ فاتبعونی یحببکم اللّٰہ ویغفرلکم من ذنوبکم ۰ فلا وربك لا یؤمنون حتیٰ یحکموك فیما شجر بینھم ثم لا یجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما‘‘

ورنہ خوب سن لو: ’’ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدیٰ ویتبع غیر سبیل المؤمنین نولہ ماتولی ونصلہٖ جھنم وساء ت مصیرا (النساء:١١٥)‘‘

’’الم یعلموا انہ من یحادد اللّٰہ ورسولہ فان لہ نار جھنم خالدا فیھا ذالك الخزی العظیم (توبہ:٦٣)‘‘

’’فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ اویصیبھم عذاب الیم (النور:٦٣)‘‘ لہٰذا ’’اطیعوا اللّٰہ واطیعوا الرسول فان تولوا فانما علینا مّا حمل وعلیکم ما حملتم وان تطیعوہ تھتدوا وما علی الرسول الا البلاغ المبین (النور:٥٤)‘‘

’’ومن یطع اللّٰہ ورسولہ ویخش اللّٰہ ویتقہ فاؤلئك ھم الفائزون (النور:٥٢)‘‘ ورنہ اور سن لو: ’’ویوم یعض الظالم علی یدیہ یقول یلیتنی اتخذت مع الرسول سبیلاً یویلتی لم اتخذ فلاناً خلیلا ۰ لقد اضلنی عن الذکر بعد اذ جاءنی وکان الشیطن للانسان خذولا (الفرقان:٢٧)‘‘ اور ادھر ’’وقال الرسول یرب ان قومی اتخذوا ھذا القرآن مھجورا (الفرقان:٣٠)‘‘

مزید وضاحت: قرآن نے فرمایا کہ: ’’الذین یتبعون الرسول النبی الامی الذی یجدونہ مکتوباً عندھم فی التوراۃ والانجیل (الاعراف:١٥٧) النبی الامی ‘‘ کی عظیم الشان انجیلی پیش گوئی۔ چنانچہ حضرت مسیح علیہ السلام کے زمانہ میں تمام لوگ تین ہستیوں کی آمد کے منتظر تھے۔ ایلیاؑ، مسیح علیہ السلام اور وہ نبیؐ (عہد کا رسولؐ)

جب حضرت یحیٰی علیہ السلام نے دعوت شروع کی تو یہودی علماء نے ایک وفد ان کی خدمت میں بھیجا کہ جا کر پوچھو کہ آپ ان تینوں میں سے کون ہیں؟ چنانچہ (انجیل یوحنا ب ۱) عربی میں ہے۔ ”وهذه شهادة يوحنا حين ارسل اليهود من اوله شليم كهنة ولا وبين ليسألوه من انت؟ فاعترف ولم ينكروا واقراني لست انا المسيح فسالوه اذا ماذا؟ ايليا انت؟ فقال لست انا النبي انت؟ فاجاب لا فسالوه وقالو اله فما بالك تعمد ان كنت لست المسيح ولا ايليا ولا النبي “﴾ (از اردو بائبل) اور یوحنا کی گواہی یہ ہے کہ جب یہودیوں نے یروشلم سے کاہن اور لاوی یہ پوچھنے کو اس کے پاس بھیجے کہ تو کون ہے؟ تو اس نے اقرار کیا۔ انکار نہ کیا۔ بلکہ اقرار کیا کہ میں تو مسیح علیہ السلام نہیں ہوں۔ انہوں نے اس سے پوچھا پھر تو کون ہے؟ اس نے کہا میں نہیں ہوں۔ کیا تو وہ نبی ہے۔ (یعنی عہد والا ختم المرسلین ﷺ) ؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ انہوں نے اس سے کہا اگر تو نہ مسیح علیہ السلام ہے نہ ایلیاء (الیاس) نہ وہ نبی تو پھر بپتسمہ کیوں دیتا ہے؟﴾

ریفرنس بائبل میں ”وہ نبی پر“ (استثناء ب ۱۸، آیت ۱۸) کا حوالہ درج ہے۔ گویا وہ نبی مسیح علیہ السلام کے علاوہ ہے۔ جو بشارت موسوی کا مصداق ہے۔

(یوحنا ب ۱، آیت ۱۹۔ ۲۷) میں ہے۔ پس بھیڑ میں سے بعض نے یہ باتیں سن کر کہا بے شک یہ وہی نبی ہے۔ اوروں نے کہا یہ مسیح علیہ السلام ہے۔ مگر وہ تھے مسیح علیہ السلام نہ کہ وہ نبیؐ۔ لوگوں کو وہی نبی کہنا ان کا خیال ہے۔

ناظرین! دیکھئے کتنی وضاحت ہو رہی ہے کہ تینوں ہستیاں بنی اسرائیل کے انتظار کا مرکز تھیں۔ بقول مسیح علیہ السلام ایلیاء آ گیا اور مسیح علیہ السلام خود آ گئے۔ باقی وہ نبیؐ جس کو ہمارے محاورہ میں آنحضرت اور آنحضور ﷺ کہتے ہیں وہ کہاں اور کب تشریف لایا؟ اے توراۃ والے یہودیو! ذرا بتاؤ سہی ...... اے انجیل والے عیسائیو! تم بھی ذرا غور کر کے بتاؤ کہ وہ ”النبیؐ“ کون ہے؟ آؤ میں بتاؤں کہ وہ ”النبیؐ“ وہی ہے جواب بھی آنحضرت ﷺ اور آنحضور ﷺ کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ وہ وہی روح حق وکیل وشفیع، مددگار، تسلی دینے والا اور دنیا عالم کا ابد تک رہنے والا سردار اور نجات دہندہ ہے۔ جس کا اعلان حضرت مسیح علیہ السلام نے آتے ہی کرنا شروع کر دیا۔ تو پھر آؤ اقرار کر لو کہ یہ وہی ہے۔ جس نے آ کر اعلان فرمایا (اور تاکستان کا آخری رکھوالا قرار دیا) (انجیل متی ب ۲۱، آیت ۳۳)

سرتاج الانبیاء علیہ ﷺ کا عالمگیر اعلان رسالت

''یا ایها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا الذی له ملك السموات والارض ۰ لا اله الا هو یحی ویمیت فآمنوا بالله ورسوله النبی الامی الذی یؤمن بالله وکلمته واتبعوه لعلکم تهتدون (الاعراف:۱۵۸)'' اس آیت میں یومن بکلمته کا جملہ نہایت توجہ طلب ہے۔

چند نکات علمیہ

آیت:''یا ایها الناس ''میں اگلا جملہ''الذی له ملك السموات ''نہایت ہی معنی خیز ہے۔ کہ جیسے خدا کی بادشاہت تمام کائنات پر ہمیشہ حاوی ہے۔ ایسے ہی محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت بھی تمام کائنات کو حاوی ہے۔ (یسعیاہ ب۴۲، آیت ۱۰ سے ب۶۲، آیت ۱۰ تا ۱۲، ب۶۵، حبقوق نبی ب۳)

نکات علمیہ

۱...... ''الست بربکم ''والی آیت میں کلمہ طیبہ کے جز واوّل یعنی توحید کا سب سے عہد لیا اور اس آیت میں ایک عجیب انداز سے دوسرے جزو محمد رسول اللہ ﷺ کا عہد لیا۔ گویا سرتاج الانبیاء علیہ ﷺ کا کلمہ مرتب کر کے اور تصدیق کروا کے کائنات کی پیشانی پر لکھ دیا۔ پھر سلسلہ انبیاء کو شروع فرمایا۔ ایسے ہی پہلے اس مقصود کائنات کا عبادت خانہ (کعبتہ اللہ) بنوایا۔ پھر اس کی تعمیر شروع ہوئی۔ فرمایا:''ان اوّل بیت وضع للناس ببکة مبارکاً (آل عمران:۹۶)'' اسی لئے فرمایا کہ وہ اپنے ہیکل میں اچانک آ موجود ہوگا۔ یعنی اس کا عبادت خانہ پہلے ہی بنادیا گیا۔ بخلاف دوسرے انبیاء علیہم السلام کے۔

۲...... توحید والے عہد میں انداز سادہ ہے کہ صرف سوال ہے کہ:''الست بربکم ''جواب بھی لوگوں سے ہی لیا۔''قالوا بلی ''بخلاف اس کے کہ اس کی ابتداء ہی اخذ میثاق کے لفظ سے ہے۔ پھر مخاطبین کو تاکیدی احکام دیئے کہ:''لتؤمنن به ولتنصرنه ''کہ اس رسول معہود کی آمد پر ان پر ایمان لانا ہوگا۔ لام تاکید اور نون ثقلیہ سے مؤکد فرمایا کہ تم نے ضرور بضرور ایمان لانا ہوگا۔

۳...... انبیاء علیہم السلام معمولی معصیت سے بھی معصوم ہوتے ہیں۔ مگر اتنی تاکیدات فرمائیں کہ عقل انسانی حیران ہے۔ چنانچہ فرمایا:''ء اقررتم ''ان کے جواب سے پہلے خود ہی فرمایا۔''واخذتم علی ذالکم اصری ''پھر ذالک بھی نہیں فرمایا۔ بلکہ ذالکم فرمایا۔ گویا تینوں لفظ اخذتم، ذالکم، اصری، برائے استیثاق اور تاکید ہیں۔

۴..... جب سب نے اقرار کیا تو پھر بطور تاکید مزید فرمایا: ''فاشهدوا'' اے گروہ انبیاء علیہم السلام تم اس عہد پر گواہ رہنا۔ کتنی تاکید ہے۔ پھر اسی پر ہی اکتفا نہیں۔ بلکہ فرمایا: ''انا معکم من الشاهدين (آل عمران:۸۱)'' کہ صرف تمہاری گواہی اور اقرار نہیں بلکہ میں بھی تمہارے ساتھ اس عہد پر گواہ ہوں کہ محمد مصطفیٰ ﷺ خدا کے آخری رسولؐ ہوں گے اور ان کی نصرت وحمایت سب پر فرض ہے۔'' سبحان الله ما اعظم شانه قد صدق الله ورفعنالك ذكرك''

۵..... باوجود کہ انبیاء کرام علیہم السلام معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں۔ مگر شان رسالت اور مسئلہ ختم نبوت کو مستحکم کرنے اور اہمیت دینے کے لئے فرمایا کہ: ''ومن کفر بعد ذالك فاولئك هم الفاسقون (آل عمران:۸۲)'' حالانکہ ان سے صدور انحراف وعصیان محال ہے۔ صرف عہد کی پختگی اور امتوں کی تلقین مؤکد کرنا مقصود ہے۔ امکان صدور فسق وکفر درحق انبیاء علیہم السلام معاذ اللہ مراد نہیں۔ جیسے کہ درباره ملائکہ مقربین فرمایا: ''ومن يقل منهم انی اله من دونه فذالك يخزيه جهنم كذالك يخزى الظالمين''

تو جیسے ملائکہ جیسی معصوم مخلوق سے اس قول ''انی اله من دونه'' کا صدور محال ہے۔ محض قباحت شرک بیان کرنا مقصود ہے۔ اسی طرح اس مسئلہ میں بھی اہمیت مسئلہ ختم نبوت بیان کرنا مقصود ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت کو تسلیم کرنا نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر تکمیل ایمان نہیں ہوسکتی۔ آپؐ کے بعد کسی بھی قسم کا تشریعی یا غیر تشریعی نبی نہیں بنایا جاسکتا۔ ہاں پہلا اگر کوئی زندہ موجود ہو اور وہ آجائے تو وہ اس ختم نبوت کے مفہوم کی مخالفت نہیں۔

کیونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلے ہی ہمارے ایمان کا جزو ہیں۔ انبیاء علیہم السلام کے سیریل نمبر میں آچکے ہیں۔ مگر اب جو نیا آئے گا وہ سیریل نمبر میں اضافہ کا باعث بنے گا اور یہ اضافہ ختم نبوت کے منافی ہے۔ چونکہ یہ تمام انبیاء آچکے ہیں۔ حتیٰ کہ آخری نمبر پر آنے والے پر ختم نبوت کی مہر لگا کر بھیجا گیا۔ لہٰذا اب یہ سلسلہ آگے نہیں چل سکتا۔

مرزائی عقیدہ

حضرات آیئے! مندرجہ بالا آیات کے تحت تمام تفاصیل قرآن وحدیث اور بائبل سے ملاحظہ فرمائیں کہ مسئلہ ختم نبوت کو کس اہتمام سے تمام کائنات میں پھیلایا گیا ہے اور سید الرسل ﷺ کا مقام خاتمیت کس قدر وسیع پیمانے پر اجاگر فرمایا گیا ہے۔ مگر زندیقوں نے اس مقام

پر بھی حیا نہیں کی۔ بلکہ نہایت بے حیائی سے بکنے لگے کہ اس آیت کا مصداق معاذ اللہ ثم معاذ اللہ قادیانی دجال ہے۔ دیکھئے:

لیا تھا جو میثاق سب انبیاءؑ سے
وہی عہد حق لیا مصطفیٰؐ سے (العیاذ باللہ)
وہ نوحؑ وخلیلؑ وکلیمؑ و مسیحاؑ
سبھی سے یہ پیغام محکم لیا تھا
مبارک وہ امت کا موعود آیا
وہ میثاق ملت کا مقصود آیا
کریں اہل اسلام اب عہد پورا
بنے آج ہر ایک عبداً شکورا

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۶۷ ص ۱، مورخہ ۲۶ر فروری ۱۹۲۴ء)

یہی مضمون مزید تفصیل سے (الفضل ج ۳، نمبر ۳۸، ۳۹، ص ۶، مورخہ ۱۹، ۲۱ر ستمبر ۱۹۱۵ء) میں بھی مذکور ہے۔

یہی نہیں بلکہ ہر وہ آیت جو مقام مصطفیٰ ﷺ کو بیان کرتی ہے یہ لعین قادیان کہتا ہے کہ اس کا مصداق میں ہوں۔ دیکھئے (حقیقت الوحی ص ۷۰ تا ۱۱۰) تک بے شمار آیات قرآنیہ کو اپنی وحی بتلاتا ہے۔ مرزا قادیانی انتہائی عیار اور خبیث تھا۔ اسے معلوم تھا کہ مسیلمہ جیسے دجال اپنی شیطانی وحی پیش کر کے منہ کی کھا چکے ہیں اور جگ ہنسائی کرا چکے ہیں۔ لہٰذا اس نے قرآنی آیات میں بعینہ یا تھوڑی سی تحریف کر کے اپنی وحی کا عنوان دے دیا۔ تاکہ وہ خفت نہ اٹھانی پڑے جو اس کے پیش رو اٹھا چکے ہیں۔ ’’لعنہم اللہ اجمعین واعاذنا اللہ منہم برحمتہ وفضلہ تعالیٰ‘‘

قادیانی عوام کو دعوت اسلام دینے کے لئے جدید فارمولا

مبلغین اسلام کو چاہئے کہ یہی آیات سنا کر سمجھائیں کہ ہر وہ آیت جو مقام مصطفیٰ ﷺ کو بیان کرتی ہے۔ وہ مرزا قادیانی اپنے بارہ میں بتلا رہا ہے۔ اس سے بڑھ کر کون سا کفر ہو سکتا ہے اور پھر صاف لکھا کہ: ’’قرآن خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔‘‘

(حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

حالانکہ القرآن کلام اللہ غیر مخلوق...... ایسے ہی لکھا کہ:''آسمان سے بہت سے تخت اترے۔ مگر میرا تخت سب سے اونچا بچھایا گیا۔'' (حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲)

حالانکہ سب سے اونچا تخت سرورانبیاء ﷺ کا ہے۔ کیا اب بھی مدعی نبوت ہونے میں شبہ ہے؟

اہل اسلام ذرا قلب وجگر کو تھام کر اور سنئے: مرزا قادیانی نے لکھا ہے کہ:

''وما ارسلناك الا رحمة للعالمين'' (حقیقت الوحی ص۸۲، خزائن ج۲۲ ص۸۵)

''لولاك لما خلقت الافلاك'' (حقیقت الوحی ص۹۹، خزائن ج۲۲ ص۱۰۲)

''انا ارسلنا اليكم رسولاً شاهداً عليكم كما ارسلنا الىٰ فرعون رسولا'' (حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

''انا اعطيناك الكوثر'' (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

''اراد الله ان يبعثك مقام محمودا'' (حقیقت الوحی ص۱۰۲، خزائن ج۲۲ ص۱۰۵)

''يٰس ۰ انك لمن المرسلين'' (حقیقت الوحی ص۱۰۷، خزائن ج۲۲ ص۱۱۰)

''انا فتحنا لك فتحاً مبينا ليغفرلك الله ماتقدم من ذنبك وما تاخر'' (حقیقت الوحی ص۹۴، خزائن ج۲۲ ص۹۷)

''انى لا يخاف لدى المرسلون'' (حقیقت الوحی ص۹۱، خزائن ج۲۲ ص۹۴)

''قل ان كنتم تحبون الله فاتبعونى يحببكم الله''

(حقیقت الوحی ص۷۹، خزائن ج۲۲ ص۸۲)

''دنىٰ فتدلى فكان قاب قوسين او ادنىٰ''

(حقیقت الوحی ص۷۶، خزائن ج۲۲ ص۷۹)

''سبحان الذى اسرىٰ بعبده ليلا'' (حقیقت الوحی ص۷۸، خزائن ج۲۲ ص۸۱)

''وداعياً الى الله وسراجاً منيرا'' (حقیقت الوحی ص۷۵، خزائن ج۲۲ ص۷۶)

''محمد رسول الله والذين معه'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۷)

''هو الذى ارسل رسوله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله'' (حقیقت الوحی ص۷۱، خزائن ج۲۲ ص۷۵)

اے محمد رسول اللہ ﷺ کے پیارے امتیو۔ ایمانداری سے بتاؤ کہ کیا یہ تمام آیات قرآنی آپ ﷺ کا منصب بیان نہیں کرتیں؟

ہاں ہاں یہ آیات صرف اور صرف محمد رسول اللہ ﷺ کے حق میں ہیں۔ پھر جو شخص اٹھ کر کہے کہ یہ آیات میرے بارہ میں اتری ہیں۔ کیا وہ مسلمان ہوسکتا ہے؟ کیا اس کے کفر وارتداد میں کسی قسم کا شبہ رہ سکتا ہے؟

اہل اسلام ہوش کرو، اپنے اندر غیرت وحمیت پیدا کرو۔ جو زبان منصب خاتم الانبیا ﷺ کے خلاف کھلتی ہے۔ اس کو گدی سے پکڑ کر کھینچ دو ورنہ روز محشر شفاعت کی امید مت رکھو۔

بشارات خاتم الانبیا ﷺ در عہد جدید

انجیل متی ب ۳، آیت ۱۰، ب ۳، آیت ۱۷، ب ۶، آیت ۹، ب ۲۱، آیت ۳۳ تا ۴۴

مرقس ب ۱، آیت ۱۵، لوقا ب ۱۱، آیت ۱

یوحنا ب ۱، آیت ۲۱، ب ۱۴، آیت ۲۶، ب ۱۴، آیت ۳۰، ب ۱۵، آیت ۲۶، ب ۱۶، آیت ۷ تا ۱۵، اعمال ب ۳، آیت ۱۹ تا ۲۶، ب ۷، آیت ۳۷

عبرانیوں ب ۸، آیت ۸، مکاشفہ ب ۱۴، آیت ۶، ۷، ب ۱۹، آیت ۱۱

استدراک

اس آیت کریمہ کے ترجمہ میں کئی سرکردہ مترجمین بھی مسامحت کے مرتکب ہوئے۔ جملہ ''ثم جاء کم رسول '' کا ترجمہ ان بزرگوں نے کیا۔ پھر آئے تمہارے پاس کوئی رسول۔ حالانکہ یہ ترجمہ کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ اس لئے کہ ابتداء ہی آیت میں جو اہتمام اس عہد اور میثاق کا کیا جارہا ہے وہ انتہائی قابل توجہ ہے کہ خداوند قدوس نے تمام انبیاء علیہم السلام کو ایک طرف رکھا اور اس جملہ ''ثم جاء کم رسول '' کو ایک طرف رکھا۔ گویا تمام نبیوں سے اس مخصوص رسولؐ کے متعلق ایک عہد لیا جارہا ہے۔ یہ انداز بیان ظاہر کرتا ہے کہ یہ کوئی عام رسول نہیں۔ بلکہ ایک خاص اور ذیشان رسولؐ ہے۔ جس کو سب کے بعد الگ کر کے بیان فرمایا جارہا ہے۔ جس کے متعلق سب سے ایک خاص عہد لیا جارہا ہے۔ پھر عہد کے الفاظ اور ترتیب اس قدر مہتمم بالشان ہیں کہ اس کی اہمیت خود بخود ذہن نشین ہو جاتی ہے۔ مثلاً ان الفاظ کو لام تاکید اور نون ثقیلہ کے ساتھ لایا گیا۔ ''لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ''پھر اسی اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ مکرر سہ کرر اسی عہد پر سب کی گواہی اور پھر اپنی گواہی مرتب کی جارہی ہے۔ اسی طرح اس سے قبل اقرار عہد کروایا جارہا ہے۔ ''ا اقررتم واخذتم علی ذالکم اصری قالوا اقررنا (آل عمران:۸۱) ''اس کے بعد اس عظیم الشان عہد میں کسی بھی قسم کی کوتاہی کو ناقابل برداشت اور ناقابل گنجائش بتلایا

جارہا ہے۔ گویا جیسے اپنی الوہیت میں کسی قسم کی کوتاہی وتقصیر نا قابل برداشت ہونا بیان فرمائی ہے۔ اسی طرح اس رسول معظم پر ایمان ونصرت میں معمولی کوتاہی کا نا قابل گنجائش ہونا بیان فرمایا جارہا ہے۔ چنانچہ ایسی ہی مطابقت اس رسول معظم ﷺ کے اعلان رسالت عامہ کے بارہ میں بھی ملحوظ رکھی گئی ہے۔ ملاحظہ ہو: ''قل یا ایھا الناس انی رسول اللّٰہ الیکم جمیعا الذی له ملك السمٰوات والارض (اعراف:۱۵۸)''

میثاق النبیین میں الف لام استغراقی ہے۔

اس آیت کا سیاق وسباق بھی پوری تائید کر رہا ہے۔ ملاحظہ ہو اس سے پہلے آیت نمبر۶۸: ''ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین آمنوا '' یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلقین اور عقیدت مندی کا دعویٰ کرنے والے نہ یہود ہو سکتے ہیں نہ نصاریٰ اور نہ ہی مشرکین مکہ۔ بلکہ سب سے زیادہ حق دار آپ کے وہ ہیں جنہوں نے آپ کی پیروی کی اور بالخصوص یہ نبیؐ اور اس نبیؐ پر ایمان لانے والے۔

اہل اسلام! پھر آیت نمبر۷۳ بھی قابل توجہ ہے۔ ایسے ہی نمبر۸۶: ''کیف یھدی اللّٰہ قوماً کفروا بعد ایمانھم وشھدوا ان الرسول حق '' میں اسی رسول معظم کا تذکرہ ہے۔ پھر آیت نمبر۱۰۱ میں بھی خاص کر اسی ذات مقدسہ کا ذکر ہے۔ گویا اس آیت کے پہلے اور بعد میں بھی اسی رسول معظم ﷺ کا تذکرہ ہو رہا ہے۔ اس مضمون کی تائید اور مکمل وضاحت کے لئے ملاحظہ فرمائیے: محدث کبیر سید محمد انور شاہ صاحب کشمیریؒ کی نادر کتاب عقیدۃ الاسلام ص۲۶ سے ص۳۶ تک۔

نیز اس ترجمہ اور مفہوم کی تصدیق کے لئے ملاحظہ ہو تفسیر جمع الجوامع از علامہ طبرسی شیعی۔ درس نظامی کی یگانہ روزگار تفسیر جلالین۔ جامع البیان، روح المعانی۔ مدارک وغیرہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا ترجمہ اور حواشی اور ان کی کتب تجلی الیقین وغیرہ۔ مزہ کی بات یہ ہے کہ بعینہ بلکہ اس سے کھول کر یہ ترجمہ مرزا قادیانی نے بھی کیا ہے۔ (حقیقت الوحی ص۱۳۰، خزائن ج۲۲ ص۱۳۳) پھر یہ ترجمہ (کوئی رسول) اس لئے بھی کامل نہیں کہ اسی رسول (التنوین للتعظیم) کا تذکرہ سارے قرآن مجید میں اسی انداز سے کیا جارہا ہے۔

ملاحظہ ہو دعائے خلیل علیہ السلام۔ ''ربنا وابعث فیھم رسولاً (البقرہ:۱۲۹) '' پھر اس کی قبولیت کا اعلان ''ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً (الجمعہ:۲)''

اہل ایمان (امت مسلمہ جو کہ دعائے خلیل علیہ السلام کی ہی قبولیت کا مصداق ہے) پر اظہار احسان ہو رہا ہے۔"لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا (آل عمران:۱٦٤) "کہیں امت مرحومہ پر بطور اتمام نعمت مثل جہت قبلہ کے طور پر فرمایا:"کما ارسلنا الیکم رسولاً منکم "کہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی پیش گوئی کا اظہار کرتے ہوئے فرمایا۔"انا ارسلنا الیکم رسولاً شاھداً (المزمل:۱۵) "کہیں آپ کی تشریف آوری کو بطور محسن اعظمؐ یوں فرمایا:"لقد جاء کم رسول من انفسکم (التوبہ:۱۲۸)" کہیں"ھذا النبی ۔ وفیکم رسولہ (آل عمران:۱۰۱) ان الرسول حق (آل عمران:۸٦) وغیرھا من الآیات الکثیرہ "جیسے"ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ وکفیٰ باللہ شھیداً (الفتح۲۸)"

پھر اسی عہد ومیثاق والے رسول معظمؐ کا اعلان ہر پیغمبرؑ سے کروانے کے بعد آخری مبشر حضرت مسیح علیہ السلام سے یوں اعلان کروایا جارہا ہے۔"یبنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم مصدق لما بین یدی من التوراۃ ومبشراً برسول یأتی من بعدی اسمہ احمد فلما جاء ھم بالبینٰت قالو ھذا سحر مبین (الصف:٦) "پھر اسی کی تشریف آوری پر اہل کتاب کے ردعمل کو بیان فرمایا جارہا ہے۔"ولما جاء ھم رسول من عند اللہ مصدقاً لما معھم نبذ فریق من الذین اوتو الکتاب ۔ کتاب اللہ وراء ظھورھم (البقرہ:۱۰۱)"

گویا سارے قرآن میں اور ساری کائنات میں اسی رسول معظمؐ کا ڈنکا بج رہا ہے۔ تقریباً اسی توین کے ساتھ تذکرہ ہو رہا ہے۔ اللہ رب العزت ہم سب کو اور تمام کائنات کو اسی رسول معظمؐ کے دامن اطہر سے وابستگی نصیب فرمائے۔ آمین!

سید المرسلین ﷺ کی ایک نمایاں بشارت

"اے سمندر پر گذرنے والو اور اس میں بسنے والو۔ اے جزیرو اور اس کے باشندو، خداوند کے لئے نیا گیت گاؤ۔ زمین پر سرتاسر اسی کی ستائش کرو۔ بیابان اور اس کی بستیاں، قیدار کے آباد گاؤں، اپنی آواز بلند کریں۔ سلع (مدینہ طیبہ کا ایک پہاڑ) کے بسنے والے گیت گائیں، پہاڑوں کی چوٹیوں پر سے للکاریں۔ وہ خدا کا جلال ظاہر کریں۔ جزیروں میں اس کی ثناء خوانی کریں۔ خداوند بہادر کی مانند نکلے گا۔ وہ جنگی مرد کی طرح اپنی غیرت دکھلائے گا۔ وہ نعرہ مارے گا۔ ہاں وہ للکارے گا اور اپنے دشمنوں پر غالب آئے گا۔" (یسعیاب ۴۲، آیات ۱۰ تا ۱۳)

آئینہ قادیانی

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

آئینہ قادیانی

’’الحمد لله وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ ۰ اما بعد ۰ قال الله تعالیٰ الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً (مائدہ:۳) وقال النبی ﷺ انا خاتم النبیین لا نبی بعدی (ابوداؤد ج۲ ص۲۲۸)‘‘

حضرات! یہ جہاں ایک میدان کارزار ہے۔ جس میں حق اور باطل کی ٹکر ہمیشہ سے چلی آرہی ہے۔ مگر نتیجہ ہمیشہ غلبہ حق ہی رہا۔ طاغوتی لشکر بڑے جوش وخروش سے اٹھتے ہیں۔ مگر لشکر حقانی اس کا بھیجا نکال کر رکھ دیتے ہیں۔ کبھی اس میدان میں نمرود ابراہیم نبرد آزما ہوئے تو کبھی موسیٰ اور فرعون ٹکرائے۔ مگر نتیجہ دنیا کے سامنے ہے۔ اسی طرح ہر زمانہ کے اندر حق وباطل کے معرکے ہوئے۔ بڑے بڑے دجال اور گمراہ پیدا ہوئے۔ مگر حق کے سامنے ان کی ایک نہ چلی۔ وجہ اس کی یہ ہے کہ ہمیشہ طاقتور ہی کامیاب ہوتا ہے۔ چونکہ حق کو تائید ایزدی میسر ہے۔ اس لئے ہمیشہ غالب رہا۔ کفر ودجل ہمیشہ بے سہارا ہونے کی وجہ سے ناکام ہوا۔ باطل نئے نئے روپ کے اندر رونما ہوتا رہا۔ مگر حق ہمیشہ ایک ہی صورت میں ظاہر ہو کر اسے کو بیخ دین سے اکھاڑ پھینکتا۔ غرض یہ بات طول طلب ہے۔ اپنے ہی زمانہ کو ملاحظہ کیجئے کہ باطل کن کن بہروپوں میں ظاہر ہو رہا ہے اور کیا کیا حربے حق کو ناکام کرنے کے استعمال کر رہا ہے۔ کہیں بغض صحابہؓ ہے تو کہیں انکار حدیث۔ کہیں ختم نبوت کا انکار ہے کہیں قرآن کا انکار ہے۔ کسی طرف تجدید اسلام کا نعرہ لگ رہا ہے۔ الغرض فتنے بے شمار ہیں۔ مگر دفاع بڑا کمزور ہے۔ ہم میں شعور ختم ہو چکا ہے۔ کوئی کچھ کر جائے ہم ہیں کہ ٹس سے مس نہیں ہوتے۔ مزید یہ مصیبت کہ اس بے غیرتی کو اخلاق حسنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ باتیں بہت ہیں جو ختم ہونے کی نہیں۔ مگر اس وقت جو یہاں مقصود ہے وہ فتنہ قادیانی ہے۔ جس نے اسلام کی شکل بگاڑنے کی بڑی تگ ودو کی ہے۔ عقائد سے لے کر اعمال تک دسترس کی ہے اور اس کا بانی بھی ایک عجیب انسان ہے۔ آج تک دیدہ عالم نے ایسے انسان کی صورت نہ دیکھی ہوگی نہ آئندہ امکان ہے۔ اس کے پٹارہ سے ہر ایک چیز تم کو مل جائے گی۔ اتنے روپ بدلتا ہے کہ عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ آج مجدد ہے تو کل مثل مسیح، کبھی عیسیٰ ہے تو کبھی موسیٰ، کبھی ابراہیم، کبھی نوح، کبھی رتبہ رسالت پر براجمان ہے تو کہیں تخت الوہیت پر جلوہ گر، کبھی مرد ہے تو کبھی عورت، کبھی معدنیات میں سے ہے تو کبھی حیوانات میں۔ الغرض نسلیں ہیں اس کی بے شمار۔ بلکہ اصلیں ہیں اس کی بے شمار۔

ایک عقل مند انسان تو ان مختلف دعووں سے ہی جان جائے گا کہ یہ قادیانی جھوٹا ہے یا سچا۔ مگر ان لوگوں کے طبقات مختلف ہیں۔ کوئی زیرک ہوتا ہے۔ کوئی ذرا موٹی عقل کا ہوتا ہے۔ لہٰذا ایک کسوٹی کی ضرورت ہے کہ جس پر اس کا صدق وکذب پرکھا جاسکے تو گذارش ہے کہ انسان کی سیرت اور حالات زندگی سے بڑھ کر کوئی کسوٹی نہیں ہوسکتی۔ اس لئے کہ جب فخر الرسل ﷺ نے اپنا دعویٰ پیش کیا تو پہلے فرمایا۔ اے لوگو! اگر میں تم کو خبر دوں کہ اس پہاڑ کے پیچھے سے ایک لشکر نکل کر تم پر حملہ آور ہونے والا ہے تو تم مجھے سچا سمجھو گے تو قوم کا جواب سنو! ''قالو نعم ماجرّبنا علیك الا صدقاً ''یعنی کہنے لگے ہاں ضرور مان لیں گے۔ اس لئے کہ ہم نے آپؐ سے سچ کے سوا کچھ ہی نہیں دیکھا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ قرآن میں پیغمبر کا قول نقل کر رہے ہیں۔ ''لبثت فیکم عمراً ''میں تم میں ایک زندگی کا عرصہ گذار چکا ہوں۔ جس کے پیش نظر تم میرے متعلق فیصلہ کر سکتے ہو کہ میرا دعویٰ سچا ہے یا کچھ اور (العیاذ باللہ) غرض کہ سیرت ایک عمدہ کسوٹی ہے۔ اس لئے ہم مرزا قادیانی کے سچا یا جھوٹا جاننے کے لئے ان کی سیرت کے چند اقتباس پیش کر رہے ہیں اور وہ سب قادیانی مذہب سے لئے گئے ہیں۔

اب فیصلہ عوام کریں گے کہ اس سیرت مقدسہ کے آئینہ سے کیا کچھ نظر آرہا ہے۔ پھر اس کے بعد اس کے دعاوی بھی پیش کریں گے۔ جن سے آپ اس متضاد الصفات اور گرگٹ نما انسان کے حالات سے بخوبی آگاہ ہوں گے۔ اگر سیرت پاک نکلی تو باقی دعاوی مقبول۔ ورنہ ردی کی ٹوکری میں ڈالنے کے قابل ہوں گے۔ بلکہ اس میں بھی ٹوکری کی توہین ہے۔ مرزا قادیانی لکھتا ہے۔

ذاتی سوانح

''اب میرے سوانح اس طرح پر ہیں کہ میرا نام غلام احمد میرے والد کا نام غلام مرتضیٰ اور دادا صاحب کا نام عطاء محمد اور میرے پردادا کا نام گل محمد تھا اور جیسا کہ بیان کیا گیا ہے۔ ہماری قوم مغل برلاس ہے اور میرے بزرگوں کے پرانے کاغذات سے جواب تک محفوظ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس ملک میں سمرقند سے آئے تھے۔ سکھوں کے ابتدائی زمانے میں میرے پردادا صاحب مرزا گل محمد ایک نامور اور مشہور رئیس اس نواح کے تھے...... اب خلاصہ کلام یہ ہے کہ جب میرے پردادا صاحب فوت ہوئے تو بجائے ان کے میرے دادا صاحب یعنی مرزا عطاء محمد فرزند رشید، ان کے گدی نشین ہوئے۔ ان کے وقت میں خدا تعالیٰ کی حکمت اور مصلحت سے لڑائی میں سکھ غالب آئے...... اس وقت ہمارے بزرگوں پر بڑی تباہی آئی اور وہ پنجاب کی ایک ریاست میں پناہ گزین ہوئے۔ تھوڑے عرصہ کے بعد ان ہی دشمنوں کے منصوبے سے میرے دادا

صاحب کو زہر دی گئی۔ پھر رنجیت سنگھ کی سلطنت کے آخری زمانے میں میرے والد صاحب مرحوم مرزا غلام مرتضیٰ قادیان میں واپس آئے اور مرزا قادیانی موصوف کو اپنے والد صاحب کے دیہات میں سے پانچ گاؤں واپس ملے۔ پھر بھی بلحاظ پرانے خاندان کے میرے والد صاحب مرزا غلام مرتضیٰ اس نواح میں ایک مشہور رئیس تھے۔ اب میرے ذاتی سوانح یہ ہیں کہ میری پیدائش ۱۸۳۹ء یا ۱۸۴۰ء میں سکھوں کے آخری وقت میں ہوئی اور میں ۱۸۵۷ء میں سولہ برس کا یا سترھویں برس میں تھا اور ابھی ریش و بروت کا آغاز نہیں تھا۔ میری پیدائش سے پہلے میرے والد صاحب نے بڑے بڑے مصائب دیکھے۔ لیکن میری پیدائش کے دنوں میں ان کی تنگی کا زمانہ فراخی کی طرف بدل گیا تھا۔ بچپن کے زمانہ میں میری تعلیم اس طرح پر ہوئی کہ جب میں چھ سات سال کا تھا تو ایک فارسی خواں معلم میرے لئے نوکر رکھا گیا۔ جنہوں نے قرآن شریف اور چند فارسی کتابیں مجھے پڑھائیں اور اس بزرگ کا نام فضل الٰہی تھا اور جب میری عمر قریباً دس برس کے ہوئی تو ایک عربی خواں مولوی صاحب میری تربیت کے لئے مقرر کئے گئے۔ جن کا نام فضل احمد تھا۔ میں خیال کرتا ہوں کہ چونکہ میری تعلیم خدائے تعالیٰ کے فضل کی ایک ابتدائی تخم ریزی تھی۔ اس لئے ان استادوں کے نام کا پہلا لفظ فضل ہی تھا۔ مولوی صاحب موصوف جو ایک دیندار اور بزرگوار آدمی تھے۔ وہ بہت توجہ اور محنت سے پڑھاتے رہے اور میں نے صرف کی بعض کتابیں اور کچھ قواعد نحو ان سے پڑھے اور بعد اس کے جب میں سترہ یا اٹھارہ سال کا ہوا تو ایک اور مولوی صاحب سے چند سال پڑھنے کا اتفاق ہوا۔ ان کا نام گل علی شاہ تھا۔ ان کو بھی میرے والد نے نوکر رکھ کر قادیان میں پڑھانے کے لئے مقرر کیا تھا اور ان آخر الذکر مولوی صاحب سے میں نے نحو اور منطق اور حکمت وغیرہ علوم مروجہ کو جہاں تک خدائے تعالیٰ نے چاہا حاصل کیا اور بعض طبابت کی کتابیں میں نے اپنے والد صاحب سے پڑھیں اور وہ فن طبابت میں بڑے حاذق طبیب تھے اور ان دنوں میں مجھے کتابوں کے دیکھنے کی طرف اس قدر توجہ تھی کہ گویا میں دنیا میں نہ تھا۔ میرے والد صاحب مجھے بار بار یہی ہدایت کرتے تھے کہ کتابوں کا مطالعہ کم کرنا چاہئے۔ کیونکہ وہ نہایت ہمدردی سے ڈرتے تھے کہ صحت میں فرق نہ آوے اور نیز ان کا یہ بھی مطلب تھا کہ میں اس شغل سے الگ ہو کر ان کے غموم و ہموم میں شریک ہو جاؤں۔ آخر ایسا ہی ہوا۔ میرے والد صاحب اپنے بعض آباؤ اجداد کے دیہات کو دوبارہ لینے کے لئے انگریزی عدالتوں میں مقدمات کر رہے تھے۔ انہوں نے ان ہی مقدمات میں مجھے بھی لگایا اور ایک زمانہ دراز تک میں ان کاموں میں مشغول رہا۔ مجھے افسوس ہے کہ بہت سا وقت عزیز میرا ان بیہودہ جھگڑوں میں ضائع

ہو گیا اور اس کے ساتھ ہی والد صاحب موصوف نے زمینداری امور کی نگرانی میں مجھے لگا دیا۔ میں اس طبیعت اور فطرت کا آدمی نہیں تھا۔ اس لئے اکثر والد صاحب کی ناراضگی کا نشانہ رہتا تھا۔ ایسا ہی ان کے زیر سایہ ہونے کے ایام میں چند سال تک میری کراہت طبع کے ساتھ انگریزی ملازمت میں بسر ہوئی۔ (یعنی سیالکوٹ میں کچہری میں ماہوار ۱۵ روپے کے محرر تھے) آخر چونکہ میرا جدا رہنا میرے والد پر بہت گراں تھا۔ اس لئے ان کے حکم سے جو عین میری منشاء کے موافق تھا میں نے استعفادے کر اپنے تئیں اس نوکری سے جو میری طبیعت کے مخالف تھی سبکدوش کر دیا اور پھر والد صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا...... اور جب میں حضرت والد صاحب مرحوم کی خدمت میں پھر حاضر ہوا تو بدستور ان ہی زمینداری کے کاموں میں مصروف ہو گیا۔ مگر اکثر حصہ وقت کا قرآن شریف کے تدبر اور تفسیروں اور حدیثوں کے دیکھنے میں صرف ہوتا ہے...... میری عمر قریباً چونتیس یا پینتیس برس کے ہوگئی۔ جب حضرت والد صاحب کا انتقال ہوا۔ مجھے ایک خواب میں بتلایا گیا تھا کہ اب ان کے انتقال کا وقت قریب ہے۔ میں اس وقت لاہور میں تھا۔ جب مجھے یہ خواب آیا تھا تب میں جلدی سے قادیان پہنچا اور ان کو مرض پیچس میں مبتلا پایا...... اور میرے والد صاحب اسی دن بعد غروب آفتاب فوت ہو گئے...... غرض میری زندگی قریب قریب چالیس برس کے زیر سایہ والد بزرگوار کے گذری۔ ایک طرف ان کا دنیا سے اٹھایا جانا تھا اور ایک طرف بڑے زور شور سے سلسلہ مکالمات الٰہیہ کا مجھ سے شروع ہوا۔"

(کتاب البریہ ص ۱۴۳ تا ۱۷۷ حاشیہ، خزائن ج ۱۳ ص ۱۴۲ تا ۱۹۵)

۲...... **بچپن کی بات:** "بیان کیا مجھ سے والدہ نے کہ ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) سناتے تھے کہ جب میں بچہ ہوتا تھا تو ایک دفعہ بعض بچوں نے مجھے کہا کہ جاؤ گھر سے میٹھا لاؤ۔ میں گھر آیا اور بغیر کسی سے پوچھنے کے ایک برتن میں سے سفید بورا اپنی جیبوں میں بھر کر باہر لے گیا اور راستہ میں ایک مٹھی بھر کر منہ میں ڈال لی۔ بس پھر کیا تھا۔ میرا دم رک گیا اور بڑی تکلیف ہوئی۔ کیونکہ معلوم ہوا کہ جسے میں نے سفید بورا سمجھ کر جیبوں میں بھرا تھا وہ بورا نہ تھا بلکہ پسا ہوا نمک تھا۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۲۴۳، روایت نمبر ۲۴۴، مؤلفہ بشیر احمد قادیانی)

۳...... **ادھر ادھر:** "بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ اپنی جوانی کے زمانہ میں حضرت مسیح موعود تمہارے دادا کی پنشن وصول کرنے گئے تو پیچھے پیچھے مرزا امام الدین بھی چلے گئے۔ جب آپ نے پنشن وصول کر لی تو وہ آپ کو پھسلا کر اور دھوکہ دے کر بجائے قادیان لانے کے باہر لے گیا اور ادھر ادھر پھراتا رہا۔ پھر جب آپ نے سارا روپیہ اڑا کر

ختم کر دیا تو آپ کو چھوڑ کر کہیں اور چلا گیا۔ حضرت مسیح موعود اس شرم سے واپس گھر نہیں آئے اور چونکہ تمہارے دادا کا منشاء رہتا تھا کہ آپ کہیں ملازم ہو جائیں۔ اس لئے آپ سیالکوٹ شہر میں ڈپٹی کمشنر کی کچہری میں قلیل تنخواہ پر ملازم ہو گئے۔ والدہ صاحب بیان کرتی ہیں کہ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ ہمیں چھوڑ کر پھر مرزا امام الدین ادھر ادھر پھرتا رہا۔ آخر اس نے چاڑے کے ایک قافلہ پر ڈاکہ مارا اور پکڑا گیا۔ مگر مقدمہ میں رہا ہو گیا۔ حضرت صاحب فرماتے تھے کہ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہماری وجہ سے ہی اسے قید سے بچالیا ورنہ خواہ وہ خود کیسا ہی آدمی تھا۔ ہمارے مخالف یہی کہتے کہ ان کا ایک چچازاد بھائی جیل خانہ میں رہ چکا ہے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۳، روایت نمبر ۴۹، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

۴...... بھئی لوگ: ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ایک دفعہ میں نے سنا کہ مرزا امام الدین اپنے مکان میں کسی کو مخاطب کر کے بلند آواز سے کہہ رہا تھا کہ بھئی (یعنی بھائی) لوگ (حضرت صاحب کی طرف اشارہ تھا) دوکانیں چلا کر نفع اٹھا رہے ہیں۔ ہم بھی کوئی دوکان چلاتے ہیں۔ والدہ صاحب فرماتی تھیں کہ پھر اس نے چوہڑوں کی پیری کا سلسلہ جاری کیا۔'' (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۲، روایت نمبر ۳۹، مؤلفہ بشیر احمد قادیانی)

۵...... توبہ توبہ: ''(خاکسار مرزا بشیر احمد) کے ماموں ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ ایک دفعہ گھر میں ایک مرغی کے چوزہ کے ذبح کرنے کی ضرورت پیش آئی اور اس وقت گھر میں کوئی اور اس کام کو کرنے والا نہ تھا۔ اس لئے حضرت (مرزا قادیانی) اس چوزہ کو ہاتھ میں لے کر خود ذبح کرنے لگے۔ مگر بجائے چوزہ کی گردن پر چھری پھیرنے کے غلطی سے اپنی انگلی کاٹ ڈالی۔ جس سے بہت خون گیا اور آپ توبہ توبہ کرتے ہوئے چوزہ کو چھوڑ کر اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر وہ چوزہ کسی اور نے ذبح کیا۔ .... حضرت مسیح موعود (مرزا) نے چوں کہ کبھی جانور وغیرہ ذبح نہ کئے تھے۔ اس لئے بجائے چوزہ کی گردن کے انگلی پر چھری پھیر لی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص۴ روایت نمبر ۳۰۷، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

''والدہ صاحبہ فرماتی تھیں کہ حضرت (مرزا قادیانی) فرماتے تھے کہ ہم بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہ ہوتا تو تیز سرکنڈے سے ہی حلال کر لیتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص۴۵ روایت نمبر ۵۱، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

''بیان کیا مجھے سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ تمہاری دادی ایمہ ضلع ہوشیار پور کی رہنے والی تھیں۔ حضرت (مرزا قادیانی) فرماتے تھے کہ ہم اپنی والدہ کے ساتھ بچپن میں کئی دفعہ

ایمہ گئے ہیں۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ وہاں حضرت صاحب بچپن میں چڑیاں پکڑا کرتے تھے اور چاقو نہیں ملتا تھا تو سرکنڈے سے ذبح کر لیتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۴۵، روایت نمبر ۵۱، مؤلفہ بشیر احمد قادیانی)

۶...... جیبی گھڑی: ''بیان کیا مجھ سے عبداللہ صاحب سنوری نے کہ ایک دفعہ ایک شخص نے حضرت صاحب کو ایک جیبی گھڑی تحفہ دی۔ حضرت صاحب اس کو رومال میں باندھ کر جیب میں رکھتے تھے۔ زنجیر نہیں لگاتے تھے اور جب وقت دیکھنا ہوتا تھا تو گھڑی نکال کر ایک کے ہندسے یعنی عدد سے گن کر وقت کا پتہ لگاتے تھے اور انگلی رکھ رکھ کر ہندسہ گنتے تھے اور منہ سے بھی گنتے جاتے تھے۔ میاں عبداللہ صاحب نے بیان کیا کہ آپ کا جیب سے گھڑی نکال کر اس طرح وقت شمار کرنا مجھے بہت ہی پیارا معلوم ہوتا تھا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۱۸۰، روایت نمبر ۱۶۵، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

۷...... لباس: ''جرابیں آپ سردیوں میں استعمال فرماتے اور ان پر مسح فرماتے۔ بعض اوقات زیادہ سردی میں دودو جرابیں اوپر تلے چڑھا لیتے۔ مگر بارہا جراب اس طرح پہن لیتے کہ وہ پیر تک ٹھیک نہ چڑھتی۔ کبھی تو سرا آگے لٹکتا رہتا اور کبھی جراب کی ایڑی کی جگہ پیر کی پشت پر آجاتی اور کبھی ایک جراب سیدھی دوسری الٹی۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۷، روایت نمبر ۴۴۴، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

''کپڑوں کی احتیاط کا یہ عالم تھا کہ کوٹ، صدری، ٹوپی، عمامہ رات کو اتار کر تکیہ کے نیچے ہی رکھ لیتے اور رات بھر تمام کپڑے جنہیں محتاط لوگ شکن اور میل سے بچانے کو الگ جگہ کھونٹی پر ٹانگ دیتے تھے۔ وہ بستر پر سر اور جسم کے نیچے ملے جاتے اور صبح کو ان کی ایسی حالت ہوجاتی کہ اگر کوئی فیشن کا دلدادہ اور سلوٹ کا دشمن ان کو دیکھ لے تو سر پیٹ لے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸، روایت نمبر ۴۴۴، مؤلفہ بشیر احمد قادیانی)

''صدری کی جیب میں یا بعض اوقات کوٹ کی جیب میں آپ کا رومال ہوتا تھا۔ آپ ہمیشہ بڑا رومال رکھتے تھے...... اسی کے کونوں میں آپ مشک اور ایسی ہی ضروری ادویہ جو آپ کے استعمال میں رہتی تھیں اور ضروری خطوط وغیرہ باندھ رکھتے تھے اور اسی رومال میں نقدی وغیرہ جو نذر لوگ مسجد میں پیش کرتے تھے باندھ لیا کرتے تھے۔''

(سیرۃ المہدی حصہ دوم ص ۱۲۷، روایت نمبر ۴۴۴، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ آپ (مرزا قادیانی) معمولی نقدی وغیرہ اپنے رومال میں

جو بڑے سائز کا ململ کا بنا ہوا ہوتا تھا باندھ لیا کرتے تھے اور رومال کا دوسرا کنارہ واسکٹ کے ساتھ سلوا لیتے یا کاج میں بندھوا لیتے تھے اور چابیاں آزار بند کے ساتھ باندھتے تھے۔ جو بوجھ سے بعض اوقات لٹک آتا تھا اور والدہ صاحب فرماتی ہیں کہ حضرت مسیح موعود عموماً ریشمی آزار بند استعمال فرماتے تھے۔ کیونکہ آپ کو پیشاب جلدی جلدی آتا تھا۔ اس لئے ریشمی آزار بند رکھتے تھے۔ تاکہ کھولنے میں آسانی ہو اور گرہ بھی پڑ جائے تو کھولنے میں دقت نہ ہو۔ سوتی آزار بند میں آپ سے بعض وقت گرہ پڑ جاتی تھی تو آپ کو بڑی تکلیف ہوتی تھی۔"

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۵۵، روایت نمبر ۶۵، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

۸...... بوٹ کا تحفہ: "ایک دفعہ ایک شخص نے بوٹ تحفہ میں پیش کیا۔ آپ (مرزا قادیانی) نے اس کی خاطر سے پہن لیا۔ مگر اس کے دائیں بائیں کی شناخت نہ کر سکتے تھے۔ دایاں پاؤں بائیں طرف کی بوٹ میں اور بایاں پاؤں دائیں طرف کی بوٹ میں پہن لیتے۔ آخر اس غلطی سے بچنے کے لئے ایک طرف کے بوٹ پر سیاہی سے نشان لگانا پڑا۔"

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۶۷، روایت نمبر ۸۳)

۹...... خاص اذیتیں: "نئی جوتی جب پاؤں میں کاٹتی تو جھٹ ایڑی بٹھا لیتے تھے اور اسی سبب سے سیر کے وقت گرد اڑ کر پنڈلیوں پر پڑ جایا کرتی تھی۔ جس کو لوگ اپنی پگڑیوں وغیرہ سے صاف کر دیا کرتے تھے۔ چونکہ حضور (مرزا قادیانی) کی توجہ دنیاوی امور کی طرف نہیں ہوا کرتی۔ اس لئے آپ کی واسکٹ کے بٹن ہمیشہ اپنے چاکوں سے جدا ہی رہتے تھے اور اسی وجہ سے اکثر حضرت مولوی عبدالکریم صاحب سے شکایت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے بٹن تو بڑی جلدی ٹوٹ جایا کرتے ہیں۔ شیخ رحمت اللہ صاحب یا دیگر احباب اچھے اچھے کپڑے کے کوٹ بنوا کر لایا کرتے تھے۔ حضور کبھی تیل سر مبارک میں لگاتے تو تیل والا ہاتھ سر مبارک اور داڑھی مبارک سے ہوتا ہوا بعض اوقات سینہ تک چلا جاتا۔ جس سے قیمتی کوٹ پر دھبے پڑ جاتے۔"

(اخبار الحکم قادیان ج ۳۸ نمبر ۶، مورخہ ۲۱ فروری ۱۹۳۹ء، ملخص سیرت المہدی حصہ دوم ص ۱۲۸، ۱۲۹، روایت نمبر ۴۴۴)

۹...... مرزا قادیانی کی سیر: "میاں عبدالعزیز صاحب المعروف مغل سکنہ لاہور نے بیان کیا کہ حضور صبح کو نماز کے بعد مسجد میں بیٹھ کر احباب کو اپنے الہامات ورؤیا سنایا کرتے تھے اور پھر دوستوں میں سے کوئی رؤیا دیکھتا تو اسے بھی سنانے کے لئے فرماتے۔ پھر حضور گھر تشریف لے جاتے تھے اور آٹھ بجے کے قریب گھر سے باہر نکلتے۔ پہلے چوک میں مہمانوں کا انتظار کرتے پھر حضرت مولوی نورالدین صاحب کو اطلاع بھجواتے۔ مولوی صاحب جو بھی کام کر

رہے ہوتے اسے وہیں چھوڑ کر حاضر ہو جاتے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ شاید حضور کے حکم کا انتظار ہی کر رہے تھے۔ سیر قریباً تین میل ہوا کرتی تھی۔ ہم لوگ جب تھک جاتے تو سوچتے کہ اب واپسی کی کیا تدبیر کریں۔ عرض کرنے کی تو جرأت نہیں ہوتی تھی۔ اس لئے ہم چند نوجوان ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چل پڑتے اور پھر تھوڑی دور چل کر قادیان کی طرف رخ کر لیتے۔ حضور بھی پیچھے ہو لیتے۔ پھر ہم پیچھے ہو جاتے۔ راستہ میں احباب کی کثرت کی وجہ سے اس قدر گرد اڑتی کہ سر اور منہ مٹی سے بھر جاتے۔ حضور اکثر پگڑی کے شملہ کو بائیں جانب منہ کے آگے رکھ لیتے۔ حضور کے دائیں ہاتھ میں چھڑی ہوتی تھی۔ جو بعض اوقات لوگوں کی ٹھوکر سے گر بھی جاتی۔ مگر حضور پیچھے مڑ کر نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ جب کوئی چھڑی پکڑا دیتا تھا تو پکڑ لیتے۔ بعض اوقات حضور کے پاؤں کو بھی ٹھوکر لگ جاتی تھی۔ اگر دوران سیر کسی وقت پیشاب کی حاجت پیش آتی تو حضور احباب سے دور نکل جاتے۔ وٹوانی حضور بیٹھ کر ہی کیا کرتے تھے۔ ہم نے کبھی حضور کو کھڑے ہو کر وٹوانی کرتے نہیں دیکھا۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ ص ۲۵۰، مورخہ ۳۱ر اکتوبر ۱۹۳۹ء)

''اسی موقعہ پر حضور ایک مرتبہ سیر کے لئے باہر تشریف لائے۔ ساتھ بہت ہجوم تھا۔ حضور بڑ کے درخت کے قریب کھڑے ہوگئے۔ احباب چاروں طرف سینکڑوں کی تعداد میں کھڑے تھے۔ لوگوں کی کثرت کی وجہ سے گرد اڑ رہی تھی۔ حضور کی طبیعت ہجوم اور گرد کی وجہ سے نیز اس وجہ سے کہ دھوپ تھی اور گرمی کا آغاز تھا۔ کچھ ناسازی ہوئی۔ ایک دوست نے کہا کہ احباب جگہ کھلی چھوڑ دیں اور حضور کے نزدیک زیادہ ہجوم نہ کریں اور ایک دوسرے پر نہ گریں۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحب بھی قریب تھے۔ حضرت مفتی صاحب نے فرمایا کہ لوگ بھی بیچارے کیا کریں۔ تیرہ سو سال کے بعد ایک نبی کا چہرہ دیکھنے کو ملا۔

(روایت قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۱۸۰ ج ۳۴ ص ۳، مورخہ ۱۲ر اگست ۱۹۴۶ء)

''اس طرح ابتداء میں حضرت مسیح موعود سیر کے لئے تشریف لے جاتے تو لوگ آپ کے ساتھ چلے جاتے۔ آپ کی باتیں سنتے لیکن آخری جلسہ سالانہ کے موقعہ پر جب آپ سیر کے لئے نکلے تو لوگوں کا اس قدر ہجوم تھا کہ لوگوں کے پیر لگنے کی فرجہ سے کبھی آپ کی چھڑی گر جاتی اور کبھی آپ کی جوتی اتر جاتی۔ (سیر کیا تھی خاصا تماشا تھا۔ للمؤلف برنی) آپ ریتی چھلہ تک تشریف لے گئے اور آپ نے فرمایا معلوم ہوتا ہے۔ اب ہمارا کام ختم ہوگیا۔ اب تو جماعت اتنی بڑھ گئی ہے کہ سیر کرنا بھی مشکل ہوگیا ہے۔ اس جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کی تعداد سات سو تھی۔ (تعداد تو کچھ ایسی زیادہ نہ تھی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ اپنے مریدوں سے مرزا قادیانی کا

ناک میں دم آ گیا تھا کہ سیر سے دل بیزار ہو گیا اور نادانستہ طور پر موت کی آرزو دل میں آنے لگتی)

(اخبار الفضل قادیان ج ۳۴ نمبر ۳۰۰ ص ۲، ۳، مورخہ ۱۹ ردسمبر ۱۹۴۶ء، میاں بشیرالدین محمود)

۱۰...... مرزا قادیانی کی شکر گزاری: ''دعوے سے قبل کا واقعہ ہے کہ حضور (مرزا قادیانی) باغ میں تشریف لے گئے۔ ساتھ چند اور بھی دوست تھے۔ کسی دوست نے ایک پھلدار درخت پر حضرت اقدس کا عصا مبارک پھینکا۔ وہ عصا وہیں لٹک کر رہ گیا۔ دوستوں نے پتھروں اور ڈھیلوں سے ہر چند کوشش کی مگر وہ عصا نیچے نہ گرا میں (حافظ نبی بخش قادیانی) نوجوان لڑکا تھا۔ میں اپنا تہہ بند کس کر درخت کے اوپر چڑھ گیا اور عصا مبارک اتار لیا۔ حضرت اقدس کو اس سے بہت خوشی ہوئی۔ بار بار فرماتے میاں نبی بخش تم نے بڑا کمال کیا۔ تم نے تو آج میرے والد صاحب کا سونٹا نیا لاکر مجھے دیا ہے۔ باغ سے واپس لوٹے تو راستے میں جو ملے ان سے بھی ذکر کیا کہ میاں نبی بخش نے مجھے آج نیا سونٹا لاکر دیا ہے۔ پھر مسجد میں آکر بھی اسی شکر گزاری کا ذکر فرماتے رہے۔'' (ذکر حبیب از سردار مصباح الدین، اخبار الحکم قادیان خاص نمبر، مورخہ ۲۱ رمئی ۱۹۳۴ء)

۱۱...... نامردی کا یقین: ''بخدمت اخویم مخدوم مکرم مولوی حکیم نور الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ..........!

جس قدر ضعف دماغ کے عارضہ میں عاجز مبتلا ہے۔ مجھے یقین نہیں کہ آپ کو ایسا ہی ہو۔ جب میں نے شادی کی تھی تو مدت تک مجھے یقین رہا کہ میں نامرد ہوں۔ (پھر شادی کس بھروسہ کی، اوّل صحت درست کرنا لازم تھا۔ ورنہ فتنہ کا اندیشہ تھا۔ للمؤلف برنی) آخر میں نے صبر کیا (آپ سے زیادہ صبر آپ کی اہلیہ صاحبہ پر لازم ہوتا۔ پھر بھی معلوم ہوا کہ اولاد شادی کے بعد جلد ہی شروع ہو گئی) اور دعا کرتا رہا تو اللہ جل شانہ نے اس دعا کو قبول فرمایا اور ضعف قلب تو اب بھی اس قدر ہے کہ میں بیان نہیں کر سکتا۔''

(خاکسار غلام احمد قادیان ۲۲ رفروری ۱۸۸۷ء مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۲۱، خط نمبر ۱۴)

''دوسرا بڑا نشان یہ ہے کہ جب شادی کے متعلق مجھے پر مقدس وحی نازل ہوئی تھی تو اس وقت میرا دل و دماغ اور جسم نہایت کمزور تھا اور علاوہ ذیابیطس اور دوران سر اور تشنج قلب کے دق کی بیماری کا اثر بھی بکلی دور نہ ہوا تھا۔ اس نہایت درجہ کے ضعف میں جب نکاح ہوا تو بعض لوگوں نے افسوس کیا۔ کیونکہ میری حالت مردمی کالعدم تھی اور پیرانہ سالی کے رنگ میں میری زندگی تھی۔ چنانچہ مولوی محمد حسین بٹالوی نے مجھے خط لکھا تھا۔ جو اب تک موجود ہے کہ آپ کو شادی نہیں کرنا چاہئے تھی۔ ایسا نہ ہو کہ کوئی ابتلاء پیش آوے۔ مگر باوجود ان کمزوریوں کے مجھے پوری

قوت صحت اور طاقت بخشی اور چار لڑکے عطاء کئے۔'' (نزول المسیح ص ۲۰۹، خزائن ج ۱۸ ص ۵۸۷)

۱۲...... پہلا دورہ: ''بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کو پہلی دفعہ دوران سر اور ہسٹریا کا دورہ بشیر اوّل کی وفات کے چند دن بعد ہوا تھا۔ رات کو سوتے ہوئے آپ کو اتھو آیا اور پھر اس کے بعد طبیعت خراب ہوگئی۔ مگر یہ دورہ خفیف تھا۔ پھر اس کے کچھ عرصے بعد آپ ایک دفعہ نماز کے لئے باہر گئے اور جاتے ہوئے فرما گئے کہ آج کچھ طبیعت خراب ہے۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ تھوڑی دیر کے بعد شیخ حامد علی نے دروازہ کھٹکھٹایا کہ جلدی پانی کی ایک گاگر گرم کردو۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا کہ میں سمجھ گئی کہ حضرت صاحب کی طبیعت خراب ہوگئی ہوگی۔ چنانچہ میں نے کسی ملازم عورت کو کہا کہ اس سے پوچھو میاں کی طبیعت کا کیا حال ہے۔ شیخ حامد علی نے کہا کہ خراب ہوگئی ہے۔ میں پردہ کرا کر مسجد میں چلی گئی تو آپ لیٹے ہوئے تھے جب میں پاس گئی تو فرمایا کہ میری طبیعت بہت خراب ہوگئی تھی۔ لیکن اب آفاقہ ہے میں نماز پڑھ رہا تھا کہ میں نے دیکھا کہ کوئی کالی کالی چیز میرے سامنے سے اٹھی اور آسمان تک چلی گئی۔ پھر میں چیخ مار کر زمین پر گر گیا اور غشی کی سی حالت ہوگئی۔ والدہ صاحبہ فرماتی ہیں۔ اس کے بعد آپ کو باقاعدہ دورے پڑنے شروع ہوگئے۔ خاکسار نے پوچھا دوروں میں کیا ہوتا تھا۔ والدہ صاحبہ نے کہا ہاتھ پاؤں ٹھنڈے ہوجاتے تھے اور بدن کے پٹھے کھنچ جاتے تھے۔ خصوصاً گردن کے پٹھے اور سر میں چکر ہوتا تھا اور اس وقت آپ اپنے بدن کو سہار نہیں سکتے تھے۔ شروع شروع میں یہ دورے بہت سخت ہوتے تھے۔ پھر اس کے بعد کچھ دوروں کی ایسی سختی نہ رہی اور کچھ طبیعت عادی ہوگئی۔ خاکسار نے پوچھا کہ اس سے پہلے تو سر کی کوئی تکلیف نہیں تھی۔ والدہ صاحبہ نے فرمایا پہلے معمولی سر درد کے دورے ہوا کرتے تھے۔ خاکسار نے پوچھا کیا حضرت صاحب پہلے خود نماز پڑھاتے تھے۔ والدہ صاحبہ نے کہا کہ ہاں مگر پھر دردوں کے بعد چھوڑ دی۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۱۶، ۱۷، روایت نمبر ۱۹، بشیر احمد قادیانی)

۱۳...... خطرناک: ''پھر آپ نے (یعنی مرزا قادیانی نے) فرمایا میں کیا کروں میں نے خدا کے سامنے پیش کیا ہے کہ میں تیرے دین کی خاطر اپنے ہاتھ اور پاؤں میں لوہا پہننے کو تیار ہوں۔ مگر وہ کہتا ہے کہ نہیں میں تجھے ذلت سے بچاؤں گا اور عزت کے ساتھ بری کروں گا۔ پھر آپ محبت الٰہی پر تقریر فرمانے لگ گئے اور قریباً نصف گھنٹے تک جوش کے ساتھ بولتے رہے۔ لیکن پھر یک لخت بولتے بولتے آپ کو ابکائی آئی اور ساتھ ہی قے ہوئی۔ جو خالص خون تھی۔ جس میں کچھ خون جما ہوا تھا اور کچھ بہنے والا تھا۔ حضرت نے قے سے سر اٹھا کر رومال سے اپنا منہ

پونچھا اور آنکھیں بھی پونچھیں۔ جو قے کی وجہ سے پانی لے آئی تھیں۔ مگر آپ کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ قے میں کیا نکلا ہے۔ کیونکہ آپ نے یک لخت جھک کر قے کی اور پھر سر اٹھا لیا۔ مگر میں اس کے دیکھنے کے لئے جھکا تو حضور نے فرمایا کیا ہے۔ میں نے عرض کیا حضور اس میں خون نکلا ہے۔ تب حضور نے اس کی طرف دیکھا۔ پھر خواجہ صاحب اور مولوی محمد علی صاحب اور دوسرے سب لوگ کمرے میں آ گئے اور ڈاکٹر کو بلوایا گیا۔ ڈاکٹر انگریز تھا۔ وہ آیا اور قے دیکھ کر خواجہ صاحب کے ساتھ انگریزی میں باتیں کرتا رہا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اس بڑھاپے کی عمر میں اس طرح خون کی قے آنا خطرناک ہے۔ پھر اس نے کہا یہ آرام کیوں نہیں کرتے۔ خواجہ صاحب نے کہا آرام کس طرح کریں۔ مجسٹریٹ صاحب قریب قریب کی پیشیاں ڈال کر تنگ کرتے ہیں۔ حالانکہ معمولی مقدمہ ہے جو یوں ہی طے ہو سکتا ہے۔ اس نے کہا اس وقت آرام ضروری ہے۔ میں سٹوفکیٹ لکھ دیتا ہوں کتنے عرصے کے لئے سٹوفکیٹ چاہئے۔ پھر خود ہی کہنے لگا میرے خیال میں دو مہینے آرام کرنا چاہئے۔ خواجہ صاحب نے کہا فی الحال ایک مہینہ کافی ہوگا۔ اس نے فوراً ایک مہینہ کے لئے سٹوفکیٹ لکھ دیا اور لکھا کہ میں اس عرصہ میں ان کو کچہری میں پیش ہونے کے قابل نہیں سمجھتا۔''

(سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۹۷، روایت نمبر ۱۰۷، مؤلفہ بشیر احمد قادیانی)

۱۴...... مراق کا سلسلہ: ''مراق کا مرض حضرت مرزا قادیانی کو موروثی نہ تھا بلکہ یہ خارجی اثرات کے ماتحت پیدا ہوا تھا اور اس کا باعث سخت دماغی محنت تفکرات، غم اور سوء ہضم تھا۔ جس کا نتیجہ دماغی ضعف تھا۔ جس کا اظہار مراق اور دیگر ضعف کی علامات مثلاً دوران سر کے ذریعہ ہوتا تھا۔''

(رسالہ ریویو قادیان ج ۲۵ نمبر ۸ ص ۱۰، بابت اگست ۱۹۲۶ء)

''میری بیوی کو مراق کی بیماری ہے۔ کبھی کبھی وہ میرے ساتھ ہوتی ہے۔ کیونکہ طبی اصول کے مطابق اس کے لئے چہل قدمی مفید ہے۔ ان کے ساتھ چند خادم عورتیں بھی ہوتی ہیں اور پردے کا پورا التزام ہوتا ہے۔ ہم باغ تک جاتے ہیں پھر واپس آ جاتے ہیں۔''

(مرزا غلام احمد قادیانی کا بیان عدالت مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۲۹ ص ۱۴، مورخہ ۱۰ راگست ۱۹۰۱ء)

''بیان کیا مجھ سے والدہ صاحبہ نے کہ حضرت (مرزا قادیانی) کے ایک حقیقی ماموں تھے۔ جن کا نام مرزا جمعیت بیگ تھا۔ ان کے ہاں ایک لڑکا اور ایک لڑکی ہوئی اور ان کے دماغ میں کچھ خلل آ گیا تھا لڑکے کا نام مرزا علی شیر تھا اور لڑکی کا حرمت بی بی۔ لڑکی حضرت صاحب کے نکاح میں آئی اور اسی کے بطن سے مرزا سلطان احمد اور فضل احمد پیدا ہوئے۔''

(سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۲۲۵، روایت نمبر ۲۱۲، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

''مراق کے اسباب میں سب سے بڑا سبب ورثہ میں ملا ہو۔ طبعی میلان اور عصبی کمزوری ہے۔ عصبی امراض ورثہ میں ملتے ہیں اور لمبے عرصہ تک خاندان میں چلتے ہیں۔''

(بیاض نورالدین ج۱منقول از اخبار پیغام صلح لاہور ج۳۶ نمبر ۴۷، مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۰ء)

''جب خاندان سے اس کی ابتداء ہو چکی تو پھر اگلی نسل میں بے شک یہ مرض منتقل ہوا۔ چنانچہ حضرت خلیفہ المسیح ثانی (میاں محمود احمد) نے فرمایا کہ مجھ کو بھی کبھی کبھی مراق کا دورہ ہوتا ہے۔'' (مضمون ڈاکٹر شاہنواز قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو قادیان ج۲۵ نمبر ۸ ص۱۱، بابت اگست ۱۹۱۶ء)

''اکثر یہ مرض (مراق) تنہا رہنے یا زیادہ خوض علم میں کرنے یا محنت شدید یا ریاضت شدید یا مجاہدہ نفس سے پیدا ہوتا ہے۔'' (تذکرۃ الوفاق فی علاج المراق ص۶۰، مصنفہ حکیم اصغر حسین خان)

۱۵...... مالیخولیا کے کرشمے: ''مالیخولیا خیالات وافکار کے طریق طبعی سے متغیر بخوف وفساد ہو جانے کو کہتے ہیں...... بعض مریضوں میں گاہے گاہے یہ فساد اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو غیب دان سمجھتا ہے اور اکثر ہونے والے امور کی پہلے ہی خبر دے دیتا ہے...... اور بعض میں یہ فساد یہاں تک ترقی کر جاتا ہے کہ اس کو اپنے متعلق یہ خیال ہوتا ہے کہ میں فرشتہ ہوں۔'' (شرح الاسباب والعلامات امراض راس مالیخولیا، مصنفہ برہان الدین نفیس)

''مریض کے اکثر اوہام اس کام سے متعلق ہوتے ہیں۔ جس میں مریض زمانہ صحت میں مشغول رہا ہو۔ مثلاً مریض صاحب علم ہو تو پیغمبری اور معجزات وکرامات کا دعویٰ کر دیتا ہے۔ خدائی کی باتیں کرتا ہے اور لوگوں کو اس کی تبلیغ کرتا ہے۔'' (اکسیر اعظم ج۱ ص۱۸۸، مصنفہ حکیم محمد اعظم خان)

۱۶...... ہسٹریا: ''ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ میں نے کئی دفعہ حضرت مسیح موعود سے سنا ہے کہ مجھے ہسٹریا ہے۔ بعض اوقات آپ مراق بھی فرمایا کرتے تھے۔ لیکن دراصل بات یہ ہے کہ آپ کو دماغی محنت اور شبانہ روز تصنیف کی مشقت کی وجہ سے بعض ایسی عصبی علامات پیدا ہو جایا کرتی تھیں جو ہسٹریا کے مریضوں میں بھی عموماً دیکھی جاتی ہیں۔ مثلاً کام کرتے کرتے یک دم ضعف ہو جانا، چکروں کا آنا، ہاتھ پاؤں کا سرد ہو جانا، گھبراہٹ کا دورہ ہو جانا۔ ایسا معلوم ہونا کہ ابھی دم نکلتا ہے۔ یا کسی تنگ جگہ یا بعض اوقات زیادہ آدمیوں میں گھر کر بیٹھنے سے دل کا سخت پریشان ہونے لگنا وغیرہ۔''

(سیرت المہدی حصہ دوم ص۵۵، روایت نمبر ۳۶۹)

''ہسٹریا کا بیمار جس کو اختناق الرحم کہتے ہیں۔ چونکہ عام طور پر یہ مرض عورتوں میں زیادہ ہوتا ہے۔ اس لئے اس کو رحم کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ ورنہ مردوں میں بھی یہ مرض ہوتا

ہے۔جن مردوں کو یہ مرض ہو ان کو مراقی کہتے ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد، خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۸۴ ص ۶، مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۳ء)

’’یہ درست ہے کہ مرگی اور ہسٹریا میں بھی مراق کی علامات پائی جاتی ہیں۔مگر یہ نہیں کہ ہر مراقی کو مرگی یا ہسٹریا کا مرض ہوتا ہے۔‘‘

(بیاض نورالدین ج ۱ منقول از اخبار پیغام صلح لاہور ج ۳۶ نمبر ۴۷، یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

’’ایک مدعی الہام کے متعلق اگر یہ ثابت ہو جاوے کہ اس کو ہسٹریا مالیخولیا یا مرگی کا مرض تھا تو اس کے دعوے کی تردید کے لئے کسی اور ضرب کی ضرورت نہیں رہتی۔کیونکہ یہ ایک ایسی چوٹ ہے جو اس کی صداقت کی عمارت کو بیخ و بن سے اکھاڑ دیتی ہے۔‘‘

(مضمون ڈاکٹر شاہنواز قادیانی مندرجہ رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان نمبر ۸ ج ۲۵ ص ۶، ۷، بابت ماہ اگست ۱۹۲۶ء)

۱۷...... دو چادریں: ’’دیکھو میری بیماری کی نسبت بھی آنحضرت ﷺ نے پیش گوئی کی تھی۔جو اس طرح وقوع میں آئی۔آپ نے فرمایا تھا کہ مسیح آسمان پر سے جب اترے گا تو دو زرد چادریں اس نے پہنی ہوئی ہوں گی۔تو اسی طرح مجھ کو بیماریاں ہیں۔ایک اوپر کے دھڑ کی اور ایک نیچے کے دھڑ کی یعنی مراق اور کثرت بول۔‘‘ (ارشاد مرزا غلام احمد قادیانی مندرجہ رسالہ تشحیذ الاذہان نمبر ۲ ج ۱ ص ۵، ماہ جون ۱۹۰۶ء، اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۳، مورخہ ۷ جون ۱۹۰۶ء)

’’دو مرض میرے لاحق حال ہیں۔ایک بدن کے اوپر حصہ میں اور دوسرا بدن کے نیچے کے حصہ میں۔اوپر کے حصہ میں دوران سر ہے اور نیچے کے حصہ میں کثرت پیشاب ہے اور یہ دونوں مرضیں اس زمانہ سے ہیں جس زمانہ سے میں نے اپنا دعویٰ مامور من اللہ ہونے کا شائع کیا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص ۳۰۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۰)

’’مسیح موعود دو زرد چادریوں میں اترے گا۔ایک چادر بدن کے اوپر کے حصہ میں ہوگی اور دوسری چادر بدن کے نیچے کے حصہ میں ہوگی۔سو میں نے کہا کہ اس طرف اشارہ تھا کہ مسیح موعود دو بیماریوں کے ساتھ ظاہر ہوگا۔کیونکہ تعبیر کے علم میں زرد کپڑے سے مراد بیماری ہے اور وہ دونوں بیماریاں مجھ میں ہیں۔یعنی ایک سر کی بیماری اور دوسری کثرت پیشاب اور دستوں کی بیماری۔(عیسیٰ مسیح کا معجزہ تھا کہ بیماروں کو تندرست بلکہ مردوں کو زندہ کرتے تھے اور مسیح موعود یعنی بزعم خود مرزا قادیانی کی نشانی خود امراض ہیں۔خاص کر سر کی بیماری اور پیشاب اور دستوں کی بیماری۔لیکن کیا عجب ہے یہ چودھویں صدی کا کمال ہو۔جس سے اچھے اچھوں نے پناہ مانگی۔ للمؤلف برنی)‘‘ (تذکرۃ الشہادتین ص ۴۴، خزائن ج ۲۰ ص ۴۶)

''مسیح موعود کی نسبت حدیثوں میں دو زرد رنگ چادروں کا ذکر ہے۔ ایسی ہی میرے لاحق حال دو بیماریاں ہیں۔ ایک بیماری بدن کے اوپر کے حصہ میں جو اوپر کی چادر ہے اور وہ دوران سر ہے۔ جس کی شدت کی وجہ سے بعض وقت میں زمین پر گر جاتا ہوں اور دل کا دوران خون کم ہو جاتا ہے اور ہولناک صورت پیدا ہو جاتی ہے۔ بعض دیگر دماغی امراض خاص کر مرگی میں یہ کیفیت گذرتی ہے۔ دردسر میں تو بیشتر تکلیف رہتی ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی نے اپنی خرابی صحت میں ہسٹریا کا مرض بھی ظاہر کیا۔ (للمؤلف برنی) اور دوسری بیماری بدن کے نیچے کے حصہ میں ہے۔ جو مجھے کثرت پیشاب کی مرض ہے۔ جس کو ذیابیطس کہتے ہیں اور معمولی طور پر مجھے ہر روز پیشاب کثرت سے آتا ہے اور پندرہ یا بیس دفعہ تک نوبت پہنچتی ہے اور بعض اوقات قریب سو دفعہ کے دن رات میں پیشاب آتا ہے اور اس سے بھی ضعف بہت ہو جاتا ہے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۲۰۱، خزائن ج۲۱ ص۳۷۲)

۱۸...... تیس برس: ''مجھے دو مرض دامنگیر ہیں۔ ایک جسم کے اوپر کے حصہ میں کہ سردرد اور دوران سر اور دوران خون کم ہو کر ہاتھ پیر سرد ہو جانا۔ نبض کم ہو جانا اور دوسرے جسم کے نیچے کے حصہ میں کہ پیشاب کثرت سے آنا اور اکثر دست آتے رہنا۔ یہ دونوں بیماریاں قریب تیس برس سے ہیں۔'' (نسیم دعوت ص۷۰، خزائن ج۱۹ ص۴۳۵)

''یہ دونوں بیماریاں کبھی دعاء سے ایسی رخصت ہو جاتی ہیں کہ گویا دور ہو گئیں۔ مگر پھر شروع ہو جاتی ہیں۔ ایک دفعہ میں نے دعاء کی کہ یہ بیماریاں بالکل دور کر دی جائیں تو جواب ملا کہ ایسا نہیں ہوگا...... مسیح موعود کے لئے یہ بھی ایک علالت ہے۔ کیونکہ لکھا ہے کہ وہ دو زرد چادروں میں اترے گا۔'' (اخبار پیغام صلح لاہور ج۳۶ نمبر۴۷، مورخہ یکم دسمبر ۱۹۴۸ء)

۱۹...... دائم المرض: ''میں ایک دائم المرض آدمی ہوں...... ہمیشہ دردسر اور دوران سر کمی خواب اور تشنج دل کی بیماری دورہ کے ساتھ آتی ہے۔ بیماری ذیابیطس ہے کہ ایک مدت سے دامن گیر ہے اور بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے اور اس قدر کثرت سے جس قدر عوارض ضعف وغیرہ ہوتے ہیں۔ وہ سب میرے شامل حال رہتے ہیں۔''

(ضمیمہ اربعین نمبر۳،۴ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۴۷۰)

مخدومی مکرمی اخویم...... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

حالت صحت اس عاجز کی بدستور ہے۔ کبھی غلبہ دوران سر اس قدر ہو جاتا ہے کہ مرض کی جنبش شدید کا اندیشہ ہوتا ہے اور کبھی یہ دوران کم ہوتا ہے۔ لیکن کوئی وقت دوران سر سے خالی

نہیں گزرتا۔ مدت ہوئی نماز تکلیف سے بیٹھ کر پڑھی جاتی ہے۔ بعض وقت درمیان میں توڑنی پڑتی ہے۔ اکثر بیٹھے بیٹھے ریگنی ہوجاتی ہے اور زمین پر قدم اچھی طرح نہیں جمتا۔ قریب چھ سات ماہ یا زیادہ عرصہ گزر گیا ہے کہ نماز کھڑے ہو کر نہیں پڑھی جاتی اور نہ بیٹھ کر اس وضع پر پڑھی جاتی ہے جو مسنون ہے اور قرأت میں شاید قل ہو اللہ بہ مشکل پڑھ سکوں۔ کیونکہ ساتھ ہی توجہ کرنے سے تحریک بخارات کی ہوتی ہے۔

(۵رفروری ۱۸۹۱ء، مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۲ ص ۸۸، مکتوب نمبر ۶۴، از مکتوبات مرزا قادیانی)

۲۰...... چشم نیم باز: ’’مولوی شیر علی صاحب نے بیان کیا کہ باہر مردوں میں حضرت (مرزا قادیانی) کی یہ عادت تھی کہ آپ کی آنکھیں ہمیشہ نیم بند رہتی تھیں...... ایک دفعہ حضرت (مرزا قادیانی) مع چند خدام کے فوٹو کھنچوانے لگے تو فوٹو گرافر آپ سے عرض کرتا کہ حضور ذرا آنکھیں کھول کر رکھیں ورنہ تصویر اچھی نہیں آئے گی اور آپ نے اس کے کہنے پر ایک دفعہ تکلیف کے ساتھ آنکھوں کو کچھ زیادہ کھولا بھی مگر وہ پھر اسی طرح نیم بند ہوگئیں۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۷۷، روایت نمبر ۴۰۳، ۴۰۴، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

۲۱...... خرابی حافظہ: مکرمی اخویم سلمہ

میرا حافظہ بہت خراب ہے۔ اگر کئی دفعہ کسی کی ملاقات ہو تو تب بھی بھول جاتا ہوں یاد دہانی عمدہ طریقہ ہے۔ حافظہ کی یہ ابتری ہے کہ بیان نہیں کر سکتا۔

خاکسار! غلام احمد از صدر انبالہ حاطہ ناگ پھنی

(مکتوبات احمدیہ ج ۵ نمبر ۳ ص ۲۱، ملفوظ نمبر ۳۹، مجموعہ مکتوبات مرزا قادیانی)

۲۲...... بے توجہی: ’’ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحب نے مجھ سے بیان کیا کہ مسیح موعود اپنی جسمانی عادات میں ایسے سادہ تھے کہ بعض دفعہ جب حضور جراب پہنتے تو بے توجہی کے عالم میں اس کی ایڑی پاؤں کے تلے کی طرف نہیں بلکہ اوپر کی طرف ہوجاتی تھی اور بارہا ایک کاج کا بٹن دوسرے کاج میں لگا ہوتا تھا اور بعض اوقات کوئی دوست حضور کے لئے گرگابی (جوتا) ہدیۃً لاتا تو آپ بسا اوقات دایاں پاؤں بائیں میں ڈال لیتے تھے اور بایاں دائیں میں۔ چنانچہ اس تکلیف کی وجہ سے آپ دیسی جوتہ پہنتے تھے۔ اسی طرح کھانا کھانے کا یہ حال تھا کہ خود فرمایا کرتے تھے کہ ہمیں [illegible] اس وقت پتہ لگتا ہے کہ کیا کھا رہے ہیں کہ جب کھانا کھاتے کھاتے کوئی کنکر وغیرہ کا ریزہ د[illegible] نیچے آجاتا ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم ص ۵۸، روایت نمبر ۳۷۵، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

۲۳...... جیب کے ڈھیلے: ''آپ کو (یعنی مرزا قادیانی) شرینی سے بہت پیار ہے اور مرض بول بھی آپ کو عرصہ سے لگی ہوئی ہے۔ اسی زمانہ میں آپ مٹی کے ڈھیلے بعض وقت جیب میں ہی رکھتے تھے اور اسی میں گڑ کے ڈھیلے بھی رکھ لیا کرتے تھے۔ اسی قسم کی اور بہت سی باتیں ہیں جو اس بات پر شاہد ناطق ہیں کہ آپ کو اپنے یار ازل کی محبت میں ایسی محویت تھی کہ جس کے باعث اس دنیا سے بالکل بے خبر ہو رہے تھے۔'' (البتہ کھانے میں مرغ، بٹیر، مقویات، مشک، عنبر، مفرح، عنبری اور خاص مجربات اور مشاغل میں سرکار عظمت مدار کی توصیف وتائید اور دین میں تاویلات اور نبوت کے دعوے دنیا کی طرف صرف اسی قدر توجہ باقی رہ گئی تھی۔ اس سے زیادہ نہیں۔ للمؤلف)

(مرزا قادیانی کے حالات مرتبہ معراج الدین عمر قادیانی، ملحقہ براہین احمدیہ چہار حصص ص ۶۷)

۲۴...... انہماک: ''باوجود یہ کہ مجھے اسہال کی بیماری ہے اور ہر روز کئی کئی دست آتے ہیں۔ مگر جس وقت پاخانے کی بھی حاجت ہوتی ہے تو مجھے افسوس ہی ہوتا ہے کہ ابھی کیوں حاجت ہوئی۔ اسی طرح جب روٹی کھانے کے لئے کئی مرتبہ کہتے ہیں تو بڑا جبر کر کے جلد جلد چند لقمے کھا لیتا ہوں۔ بظاہر تو میں روٹی کھاتا ہوا دکھائی دیتا ہوں۔ مگر میں سچ کہتا ہوں کہ مجھے پتہ نہیں ہوتا کہ وہ کہاں جاتی ہے اور کیا کھا رہا ہوں۔ میری توجہ اور خیال اسی طرف لگا ہوا ہوتا ہے۔'' (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۴۰، مورخہ ۳۰ر اکتوبر ۱۹۰۱ء، منقول از کتاب منظور الٰہی ص ۳۴۹، مولفہ محمد منظور الٰہی)

۲۵...... روٹی کے ٹکڑے: ''حضرت مسیح موعود جب کھانا کھایا کرتے تھے تو بمشکل ایک پھلکا آپ کھاتے اور جب آپ اٹھتے تو روٹی کے ٹکڑوں کا بہت سا چورہ آپ کے سامنے سے نکلتا۔ آپ کی عادت تھی کہ روٹی توڑتے اور اس کے ٹکڑے ٹکڑے کرتے جاتے۔ پھر کوئی ٹکڑا اٹھا کر منہ میں ڈال لیتے اور باقی ٹکڑے دستر خوان پر رکھے رہتے۔ معلوم نہیں مسیح موعود ایسا کیوں کرتے تھے۔ مگر کئی دوست کہا کرتے کہ حضرت صاحب یہ تلاش کرتے ہیں کہ ان روٹی کے ٹکڑوں میں سے کون سا تسبیح کرنے والا ہے اور کون سا نہیں۔''

(میاں محمود احمد، خلیفہ قادیان کا خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۰۵، ص ۷، ۸، مورخہ ۳ر مارچ ۱۹۳۵ء)

۲۶...... خرابی صحت: ''عرصہ تین چار ماہ سے میری طبیعت نہایت ضعیف ہوگئی ہے۔ بجز دو وقت ظہر وعصر کے نماز کے لئے بھی نہیں جا سکتا اور اکثر بیٹھ کر نماز پڑھتا ہوں اور اگر ایک سطر بھی کچھ لکھوں یا فکر کروں تو خطرناک دوران سر شروع ہو جاتا ہے اور دل ڈوبنے لگتا ہے۔ جسم بالکل بے کار ہو رہا ہے اور جسمانی قویٰ ایسے مضمحل ہوگئے ہیں کہ خطرناک حالت ہے۔ گویا مسلوب القویٰ ہوں اور آخری وقت ہے۔ ایسا ہی میری بیوی دائم المریض ہے۔ امراض رحم وجگر

دا منگیر ہیں۔'' (ارشاد مرزا قادیانی مندرجہ اخبار بدر قادیان ج ۲ نمبر ۲۱ ص ۲، مورخہ ۲۴ مئی ۱۹۰۶ء، منقول از آئینہ احمدیت حصہ اوّل ص ۱۸۶، مولفہ دوست محمد قادیانی لاہوری)

۲۷...... سخت بیمار: ''بیان کیا مجھ سے مرزا سلطان احمد نے بواسطہ مولوی رحیم بخش صاحب (حال عبدالرحیم درد قادیانی) ایم۔اے کہ ایک دفعہ والد صاحب (یعنی مرزا غلام احمد قادیانی) سخت بیمار ہوگئے اور حالت نازک ہوگئی اور حکیموں نے ناامیدی کا اظہار کردیا اور نبض بند ہوگئی۔ مگر زبان جاری رہی۔ والد صاحب نے کہا کہ کیچڑ لاکر میرے اوپر اور نیچے رکھو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا اور اس سے حالت روبا صلاح ہوگئی۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) نے لکھا ہے کہ یہ مرض قولنج زحیری کا تھا۔ چنانچہ تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ایک مرتبہ میں قولنج زحیری سے سخت بیمار ہوا اور سولہ دن تک پاخانہ کی راہ سے خون آتا رہا اور سخت درد تھا۔ جو بیان باہر ہے۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۳۴، خزائن ج ۲۲ ص ۲۴۶)

۲۸...... افیون: ''مجھے اس وقت ایک اپنا سرگذشت قصہ یاد آیا ہے اور وہ یہ کہ مجھے کئی سال سے ذیابیطس بیماری ہے۔ پندرہ بیس مرتبہ روز پیشاب آتا ہے اور بوجہ اس کے کہ پیشاب میں شکر ہے۔ کبھی کبھی خارش کا عارضہ بھی ہو جاتا ہے اور بعض وقت سو سو دفعہ ایک ایک دن میں پیشاب آتا ہے...... اور کثرت پیشاب سے بہت ضعف تک نوبت پہنچتی ہے۔ ایک دفعہ مجھے ایک دوست نے یہ صلاح دی کہ ذیابیطس کے لئے افیون مفید ہوتی ہے۔ پس علاج کی غرض سے مضائقہ نہیں کہ افیون شروع کر دی جائے۔ میں نے جواب دیا کہ آپ نے مہربانی کی کہ ہمدردی فرمائی۔ لیکن اگر میں ذیابیطس کے لئے افیون کھانے کی عادت کرلوں تو میں ڈرتا ہوں کہ لوگ ٹھٹھا کر کے یہ نہ کہیں کہ پہلا مسیح تو شرابی تھا اور دوسرا افیونی۔'' (نسیم دعوت ص ۶۹، خزائن ج ۱۹ ص ۴۳۴، ۴۳۵)

''مجھے بچپن میں بیماری کی وجہ سے افیون دیتے تھے۔ چھ ماہ متواتر دیتے رہے۔ مگر ایک دن نہ دی تو والدہ صاحبہ فرماتی ہیں مجھ پر نہ دینے کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اس پر حضرت (مرزا قادیانی) نے فرمایا خدا نے چھڑادی ہے تو اب نہ دو۔''

(ارشاد میاں محمود احمد، خلیفہ قادیان مندرجہ منہاج الطالبین ص ۴۷، مصنفہ میاں صاحب)

۲۹...... سنکھیا: ''جب مخالفت زیادہ بڑھی اور حضرت مسیح موعود کو قتل کی دھمکیوں کے خطوط موصول ہونے شروع ہوئے تو کچھ عرصہ تک آپ نے سنکھیا کے مرکبات استعمال کئے۔ تاکہ خدانخواستہ آپ کو زہر دیا جائے تو جسم میں اس کے مقابلے کی طاقت ہو۔''

(ارشاد میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان نمبر ۹۴ ج ۲۲ ص ۴، مورخہ ۵ رفروری ۱۹۳۵ء)

۳۰...... دو بوتل برانڈی: ''حضور (مرزا قادیانی) نے مجھے لاہور سے بعض اشیاء لانے کے لئے ایک فہرست لکھ دی۔ جب میں چلنے لگا تو پیر منظور محمد صاحب نے مجھے روپیہ دے کر کہا کہ دو بوتل برانڈی کی میری اہلیہ کے لئے پلومر کی دوکان سے لیتے آویں۔ میں نے کہا کہ اگر فرصت ہوئی تو لیتا آؤں گا۔ پیر صاحب فوراً حضرت اقدس کی خدمت میں گئے اور کہا کہ حضور مہدی حسین میرے لئے برانڈی کی بوتلیں نہیں لائیں گے۔ حضور ان کو تاکید فرماویں۔ حقیقتہً میرا ارادہ لانے کا نہ تھا۔ اس پر حضور اقدس (مرزا قادیانی) نے مجھے بلا کر فرمایا کہ میاں مہدی حسین! جب تک تم برانڈی کی باتیں نہ لے لو لاہور سے روانہ نہ ہونا۔ میں نے سمجھ لیا کہ اب میرے لئے لانا لازمی ہے۔ میں نے پلومر کی دوکان سے دو باتلیں برانڈی کی غالباً چار روپیہ میں خرید کر پیر صاحب کو لادیں۔ ان کی اہلیہ کے لئے ڈاکٹروں نے بتلائی ہوں گی۔''

(اخبار الحکم قادیان ج۳۹ نمبر۲۵، مورخہ ۷؍نومبر ۱۹۳۱ء)

۳۱...... ٹانک وائن: مجی اخویم، حکیم محمد حسین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ.........!

اس وقت میاں یار محمد بھیجا جاتا ہے۔ آپ اشیاء خریدنی خود خرید دیں اور ایک بوتل ٹانک وائن کی پلومر کی دوکان سے خرید دیں۔ مگر ٹانک وائن چاہئے۔ اس کا لحاظ رہے۔ باقی خیریت ہے والسلام۔ مرزا غلام احمد عفی عنہ۔

(خطوط امام بنام غلام ص۵، مجموعہ مکتوبات مرزا قادیانی بنام حکیم محمد حسین)

''لاہور میں پلومر کی دوکان سے ڈاکٹر عزیز احمد صاحب کی معرفت معلوم کی گئی۔'' ڈاکٹر صاحب جواباً تحریر فرماتے ہیں۔ حسب ارشاد پلومر کی دوکان سے دریافت کیا گیا۔ جواب حسب ذیل ملا۔

''ٹانک وائن ایک قسم طاقتور اور نشہ دینے والی شراب ہے جو ولائت سے سربند بوتلوں میں آتی ہے۔ اس کی قیمت ۸ ہے۔ ۲۱؍ستمبر ۱۹۳۳ء۔''

(سودائے مرزا ص۳۹، مصنفہ حکیم محمد علی پرنسپل کالج امرتسر)

۳۲...... ٹانک وائن کا فتویٰ: ''پس ان حالات میں اگر حضرت مسیح موعود برانڈی اور رم کا استعمال بھی اپنے مریضوں سے کرواتے یا خود بھی مرض کی حالت میں کر لیتے تو وہ خلاف شریعت نہ تھا۔ چہ جائیکہ ٹانک وائن جو ایک دوا ہے۔ اگر اپنے خاندان کے کسی ممبر یا دوست کے لئے جو کسی لمبے مرض سے اٹھا ہو اور کمزور ہو یا بالفرض محال خود اپنے لئے بھی منگوائی ہو اور

استعمال بھی کی ہو تو اس میں کیا حرج ہو گیا۔ آپ کو ضعف کے دورے ایسے شدید پڑتے تھے کہ ہاتھ پاؤں سرد ہو جاتے تھے۔ نبض ڈوب جاتی تھی۔ میں نے خود ایسی حالت میں آپ کو دیکھا ہے۔ نبض کا پتہ نہیں ملتا تھا تو اطباء یا ڈاکٹروں کے مشورے سے آپ نے ٹانک وائن کا استعمال اندریں حالات کیا ہو تو عین مطابق شریعت ہے۔ آپ تمام تمام دن تصنیفات کے کام میں لگے رہتے تھے۔ راتوں کو عبادت کرتے تھے۔ بڑھاپا بھی پڑتا تھا تو اندریں حالات اگر ٹانک وائن بطور علاج پی بھی لی ہو تو کیا قباحت لازم آ گئی۔'' (از ڈاکٹر بشارت احمد قادیانی فریق لاہوری مندرجہ اخبار پیغام صلح ج ۲۳ نمبر ۱۵، مورخہ ۱۴ / مارچ ۱۹۳۵ء، ج ۲۳ نمبر ۶۵، اکتوبر ۱۹۲۵ء)

۳۳...... پنجابی حلق: ''بے شک یہ درست ہے کہ پنجابی حلق ہر ایک لفظ کو پوری طرح ادا نہیں کر سکتا۔ ایک دفعہ حضرت مسیح موعود پر ایک شخص نے اعتراض کیا کہ یہ تو قرآن کا صحیح تلفظ عربی لہجہ میں ادا نہیں کر سکتا ہے۔ ایسا شخص کہاں مسیح ہو سکتا ہے۔ اس کی یہ بات سن کر سید عبداللطیف صاحب شہید نے اس پر ہاتھ اٹھایا۔ مگر مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور حضرت مسیح نے بھی انہیں روک دیا۔''

(تقریر میاں محمود احمد، خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۹ / فروری ۱۹۲۰ء، نمبر ۶۲ ج ۱۷)

''حضرت مسیح موعود کے پاس ایک دفعہ ایک لکھنؤ کا آدمی آیا۔ آپ نے قرآن کریم کا ذکر کیا تو کہنے لگا۔ اچھے مسیح موعود بنے ہو کہ ق اور ک میں فرق بھی نہیں جانتے۔''

(خطبہ جمعہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۶، نمبر ۲۲ ص ۷، مورخہ ۱۴ / ستمبر ۱۹۲۸ء)

۳۴...... اب پنجاب میں: حاجی (ریاض الدین احمد) فقط وحشت دل کا علاج کرنے اور سیر سپاٹے کو گئے تھے۔ دل میں آئی کہ چلو ذرا مرزا غلام احمد قادیانی سے بھی مل لیں۔ دیکھیں کس قماش کے بزرگ ہیں۔ لاہور سے روانہ ہو کے قادیان میں پہنچے۔ مرزا قادیانی مروحمت و اخلاق سے ملے۔ اپنے کانگری گیشن کے رکن اعظم حکیم نور الدین مرحوم سے ملایا اور پھر مرزا قادیانی نے اپنے حجرے میں جو مسجد سے ملحق تھا اپنی خلوت خاص میں جگہ دی۔ اتنے میں نماز کا وقت آ گیا۔ حکیم نور الدین صاحب نے محراب مسجد میں کھڑے ہو کے نماز پڑھائی اور مرزا قادیانی اپنے حجرے ہی میں کھڑے ہو گئے۔ نماز کی ایک رکعت ہوئی تھی کہ کیا دیکھتے ہیں مرزا قادیانی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے اور حاجی صاحب سخت حیران! کیا افتاد پیش آئی جو مرزا قادیانی کو نماز کی نیت توڑ دینے پر مجبور ہونا پڑا۔ نماز کے بعد حاضرین مسجد سے یہ واقعہ بیان کیا اور اس کا سبب پوچھا۔ معلوم ہوا کہ یہ کوئی غیر معمولی بات نہیں ہے۔ مرزا قادیانی پر نماز میں جب

وحی نازل ہوتی ہے تو آپ بیتاب ہو کے اندر چلے جاتے ہیں۔" (رسالہ دلگداز لکھنؤ بابت مارچ ۱۹۱۶ء)

نماز: "بیان کیا ہے کہ حضرت ایک رکعت کے بعد نماز کی نیت توڑ کر گھر کے اندر چلے گئے۔ اگر کسی بیماری کے غلبہ کی وجہ سے ایسا ہوا تو محل اعتراض نہیں۔ حضور نبی کریم ﷺ کی پیش گوئی کے مطابق دوران سر اور ابرد اطراف کا مرض تھا اور زرد چادریں تھیں جو روز ازل سے خدا نے اپنے مسیحا کے لئے بطور خلعت خاص مقدر فرمائی تھیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰۷، مورخہ ۱۸ اپریل ۱۹۱۶ء)

۳۵...... زنانی نماز: "حضور (مرزا قادیانی) کسی تکلیف کی وجہ سے جب مسجد نہ جاسکتے تھے تو اندر عورتوں میں نماز باجماعت پڑھاتے تھے اور حضرت بیوی صاحبہ (مرزا قادیانی کی اہلیہ) صف میں نہیں کھڑی ہوتی تھیں۔ بلکہ حضرت (مرزا قادیانی) کے ساتھ کھڑی ہوتی تھیں۔"

(تقریر مفتی محمد صادق قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۷۷، ص ۸، مورخہ ۱۷ جنوری ۱۹۲۵ء)

۳۶...... ایک سخت بیماری: "اگر آپ احمد (یعنی مرزا قادیانی) کی ڈائری کو اخبار بدر کے پرچوں سے ملاحظہ کریں تو آپ کو معلوم ہو جاوے گا کہ آپ کی موت ناگہانی ہوئی۔ آپ آخر دن تک اپنی معمولی صحت کی حالت میں رہے۔ اس شام سے پہلے جب آپ بیمار ہوئے۔ آپ سارا دن ایک رسالہ لکھنے میں مشغول رہے جس کا نام پیغام صلح ہے اور تاریخ مقرر کی گئی کہ اس پیغام کو ٹاؤن ہال میں ایک بڑے مجمع کے سامنے پڑھا جاوے اور اس دن کی شام کو حسب معمول سیر کے لئے باہر تشریف لے گئے اور کسی آدمی کو خبر نہ تھی کہ یہ آپ کا آخری سیر تھا۔ رات کو وہ ایک سخت بیماری میں (یعنی دست اور قے میں) مبتلا ہو گئے اور صبح دس بجے کے قریب آپ کا وصال ہو گیا۔ آپ کی وفات کی خبر احمدی جماعت کے لئے بالکل ناگہانی تھی۔ چنانچہ جس جگہ خبر پہنچی لوگوں کو اس کی صداقت پر اعتبار نہ آیا۔" (رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ج ۱۳ نمبر ۶ ص ۲۳۱، جون ۱۹۱۴ء)

"حضرت مسیح موعود ۲۶ اپریل ۱۹۰۸ء کو لاہور تشریف لے گئے۔ اسی روز بوقت ۴ بجے صبح آپ پر یہ وحی ہوئی۔ جو آپ کی وفات پر دلالت کرتی تھی۔ مباش ایمن از بازئ روزگار اس وحی کے بعد قادیان میں کوئی موقعہ نہ ملا کہ آپ پر اللہ تعالیٰ کا کلام نازل ہو۔ اس لئے قادیان میں یہ آخری وحی تھی۔" (اخبار الحکم قادیان کا خاص نمبر ج ۳۷، نمبر ۱۹، ۱۸، مورخہ ۲۱، ۲۸ مئی ۱۹۳۴ء)

"بمقام لاہور آپ (یعنی مرزا قادیانی) کا قیام قریباً ایک ماہ تک رہا اور اس عرصہ میں آپ نے کئی تقریریں فرمائیں۔ ملنے والوں اور نئے نئے ملاقاتیوں کے ساتھ گفتگوئیں کیں اور روزمرہ نمازوں میں شامل ہوتے رہے اور ہر روز سیر کے واسطے جاتے رہے۔ جس روز حضور کا

واقعہ وصال ہوا۔ اس سے ایک روز پہلے حضور نے ایک رسالہ لکھا جس کا نام پیغام صلح رکھا۔ یہ پیغام آپ نے اس غرض سے لکھا تھا کہ لاہور ٹاؤن ہال میں مختلف مذاہب کے وکلاء کو ایک عام جلسہ میں مدعو کر کے سنایا جاوے۔ جب وہ یہ پیغام لکھ چکے تو شام کے وقت وہ سیر کے لئے تشریف لے گئے۔ مگر واپسی پر ان کی طبیعت ناساز ہوگئی بیمار ہوگئے۔ (یعنی دست اور قے کی بیماری میں مبتلا ہوگئے) اور دوسرے دن قریباً ساڑھے دس بجے کے وقت راہی ملک بقا ہوگئے۔" انا للہ وانا الیہ راجعون" (رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۳۴۱، ۳۴۲، نمبر ۹ ج ۱۳ جون ۱۹۱۴ء)

" باوجود اس کے کہ زمانہ وفات کے قریب ہونے کی خبر متواتر وحیوں سے ملتی رہی۔ مگر پھر بھی جب حضرت حجتہ اللہ علی الارض۔ خلیفہ اللہ فی حلل الانبیاء حضرت احمد علیہ الف الف صلوٰۃ وسلام کے حسب وعدہ الٰہی متوفی ہو کر حیات طیبہ سے رفیع المرتبت ہونے کا وقت آیا تو بالکل اچانک ہی آ گیا۔ جس مشن کے پورا کرنے اور جس عظیم الشان کام کے انصرام کے لئے آپ کی بعثت ہوئی تھی۔ اس کام میں وہ برابر اخیر وقت تک نہایت مستعدی سے مصروف رہے۔ یہاں تک کہ بیماری (دست اور قے) کے شدید حملے نے عاجز کر دیا اور قریباً ۱۲ گھنٹے کی بیماری کے بعد آپ کا انتقال ہوگیا۔ (رسالہ ریویو آف ریلیجنز قادیان ص ۳۴۱ نمبر ۹ ج ۱۳ جون ۱۹۱۴ء)

۳۷...... مرض الموت: " خاکسار مختصراً عرض کرتا ہے کہ حضرت مسیح موعود ۲۵ رمئی ۱۹۰۸ء یعنی پیر کی شام کو بالکل اچھے تھے۔ رات کو عشاء کی نماز کے بعد خاکسار باہر سے مکان میں آیا تو میں نے دیکھا کہ آپ والدہ صاحبہ کے ساتھ پلنگ پر بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے۔ میں اپنے بستر پر جا کر لیٹ گیا اور پھر مجھے نیند آ گئی۔ رات کے پچھلے پہر صبح کے قریب مجھے جگایا گیا۔ یا شاید لوگوں کو چلنے پھرنے اور بولنے کی آواز سے میں خود بیدار ہوا تو کیا دیکھتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) اسہال کی بیماری سے سخت بیمار ہیں اور حالت نازک ہے اور ادھر ادھر معالج اور دوسرے لوگ کام میں لگے ہوئے ہیں۔ جب میں نے پہلی نظر حضرت مسیح موعود کے اوپر ڈالی تو میرا دل بیٹھ گیا۔ کیونکہ میں نے ایسی حالت آپ کی اس سے پہلے کبھی نہ دیکھی تھی اور میرے دل پر یہی اثر پڑا کہ یہ مرض الموت ہے۔" (سیرۃ المہدی حصہ اوّل ص ۹، روایت نمبر ۱۲، از بشیر احمد)

۳۸...... وقت آخر: " خاکسار نے والدہ صاحبہ کی یہ روایت جو شروع میں درج کی گئی ہے۔ جب دوبارہ والدہ صاحب کے پاس برائے تصدیق بیان کی اور حضرت مسیح موعود کی وفات کا ذکر آیا تو والدہ صاحب نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود کو پہلا دست کھانا کھاتے وقت آیا تھا۔ مگر اس کے بعد تھوڑی دیر تک ہم لوگ آپ کے پاؤں دباتے رہے اور آپ آرام سے لیٹ کر

سو گئے اور میں بھی سو گئی۔ لیکن کچھ دیر کے بعد آپ کو پھر حاجت محسوس ہوئی اور غالباً ایک دو دفعہ حاجت کے لئے آپ پاخانہ تشریف لے گئے۔ اس کے بعد آپ نے زیادہ ضعف محسوس کیا تو آپ نے ہاتھ سے مجھے جگایا۔ میں اٹھی تو آپ کو اتنا ضعف تھا کہ آپ میری چارپائی پر ہی لیٹ گئے اور میں آپ کے پاؤں دبانے بیٹھ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت نے فرمایا تم اب سو جاؤ۔ میں نے کہا نہیں میں دباتی ہوں۔ اتنے میں آپ کو ایک اور دست آیا۔ مگر اب اس قدر ضعف تھا کہ آپ پاخانے نہ جا سکتے تھے۔ اس لئے چارپائی کے پاس ہی بیٹھ کر آپ فارغ ہوئے اور پھر اٹھ کر لیٹ گئے اور میں پاؤں دباتی رہی۔ مگر ضعف بہت ہو گیا تھا۔ اس کے بعد ایک اور دست آیا اور پھر آپ کو ایک قے آئی۔ جب آپ قے سے فارغ ہو کر لیٹنے لگے تو اتنا ضعف تھا کہ آپ پشت کے بل چارپائی پر گر گئے اور آپ کا سر چارپائی کی لکڑی سے ٹکرایا اور حالت دگرگوں ہو گئی۔ اس پر میں نے گھبرا کر کہا ''اللہ یہ کیا ہونے لگا ہے'' تو آپ نے کہا کہ یہ وہی ہے جو میں کہا کرتا تھا۔ خاکسار نے والدہ صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ سمجھ گئیں تھیں کہ حضرت صاحب کا کیا منشاء ہے؟ والدہ صاحب نے فرمایا کہ ''ہاں۔'' (سیرۃ المہدی ج اوّل ص ۱۱، روایت نمبر ۱۲، از بشیر احمد قادیانی)

باب ۲:

مرزا کے دعوے

عقلمند انسان گذشتہ سیرت کا باب پڑھ کر ہی نتیجہ تک پہنچ جاتا ہے۔ مگر مزید وضاحت کے لئے مرزا قادیانی کے متضاد دعوے بھی آپ کے سامنے پیش کرتے ہیں۔ آپ تعصب کی عینک اتار کر مطالعہ کریں اور حق کو حق اور باطل کو باطل کہہ دیں۔ آخرت کی فکر ہر ایک کو ہونی چاہئے۔ اب سلسلہ وار دعوے اور ان کے نقائص ملاحظہ فرمائیے۔

محدث ہونے کا دعویٰ

یاد رکھیں کہ محدث اور ملہم ایسے شخص کو کہتے ہیں کہ جس کے دل میں آئندہ ہونے والی بات پہلے ہی آجائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ پہلی امتوں میں محدث ہوتے رہے۔ اگر اس امت میں کوئی ہے تو وہ عمرؓ ہیں اور وہ امور جو حضرت کے دل میں واقع ہونے سے پہلے آئے وہ محدثین نے سولہ تک شمار کئے ہیں۔ مثلاً حضرت عمرؓ نے خواہش کی کہ پردہ کا حکم ہونا چاہئے تو لہٰذا پردہ کا حکم نازل ہو گیا۔ شراب کے متعلق خیال آیا کہ حرام ہونا چاہئے تو وہ بھی آئندہ چل کر حرام ہو گیا۔ مرزا قادیانی بھی محدث ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ ملاحظہ کیجئے:

''ہمارے سید و رسول اللہ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور بعد آنحضرت ﷺ کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ اس لئے شریعت میں نبی کے قائم مقام محدث رکھے گئے ہیں۔''

(شہادت القرآن ص ۲۸، خزائن ج ۶ ص ۳۲۴)

''میں نبی نہیں ہوں بلکہ اللہ کی طرف سے محدث اور اللہ کا کلیم ہوں تاکہ دین مصطفیٰ کی تجدید کروں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۸۳، خزائن ج ۵ ص ۳۸۳)

''میں نے ہرگز نبوت کا دعویٰ نہیں کیا اور نہ میں نے انہیں کہا ہے کہ میں نبی ہوں۔ لیکن ان لوگوں نے جلدی کی اور میرے قول کے سمجھنے میں غلطی کی...... میں نے لوگوں سے سوائے اس کے جو میں نے اپنی کتابوں میں لکھا ہے اور کچھ نہیں کہا کہ میں محدث ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے اسی طرح کلام کرتا ہے۔ جس طرح محدثین سے۔'' (حمامتہ البشریٰ ص ۷۹، خزائن ج ۷ ص ۲۹۶، ۲۹۷)

''لوگوں نے میرے قول کو نہیں سمجھا ہے اور کہہ دیا کہ یہ شخص نبوت کا مدعی ہے اور اللہ جانتا ہے کہ ان کا قول قطعاً جھوٹ ہے۔ جس میں سچ کا شائبہ نہیں اور نہ اس کی کوئی اصل ہے۔ ہاں میں نے یہ ضرور کہا ہے کہ محدث میں تمام اجزائے نبوت پائے جاتے ہیں۔ لیکن بالقوۃ، بالفعل نہیں تو محدث بالقوۃ نبی ہے اور اگر نبوت کا دروازہ بند نہ ہوجاتا تو وہ بھی نبی ہوجاتا۔''

(حمامتہ البشریٰ ص ۸۱، خزائن ج ۷ ص ۳۰۰)

''نبوت کا دعویٰ نہیں بلکہ محدثیت کا دعویٰ ہے۔ جو خدائے تعالیٰ کے حکم سے کیا گیا اور اس میں کیا شک ہے کہ محدثیت بھی ایک شعبہ قویہ نبوت کا اپنے اندر رکھتی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۴۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۰)

''محدثیت...... کو اگر ایک مجازی نبوت قرار دیا جائے یا ایک شعبہ قویہ نبوت کا ٹھہرایا جائے تو کیا اس سے نبوت کا دعویٰ لازم ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۴۲۲، خزائن ج ۳ ص ۳۲۱)

''محدث جو مرسلین میں سے امتی بھی ہوتا ہے اور ناقص طور پر نبی بھی، امتی وہ اس وجہ سے کہ وہ بہ کلی تابع شریعت رسول اللہ مشکوٰۃ رسالت سے فیض پانے والا ہوتا ہے اور نبی اس وجہ سے کہ خدا تعالیٰ نبیوں سے معاملہ اس سے کرتا ہے۔ محدث کا وجود انبیاء اور امم میں بطور برزخ کے اللہ تعالیٰ نے پیدا کیا ہے۔ وہ اگرچہ کامل طور پر امتی ہے۔ مگر ایک وجہ سے نبی بھی ہوتا ہے اور محدث کے لئے ضروری ہے کہ وہ کسی نبی کا مثیل ہو اور خدا تعالیٰ کے نزدیک وہی نام پاوے جو اس نبی کا نام ہے۔'' (ازالہ اوہام ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

''ماسوا اس کے اس میں کچھ شک نہیں کہ یہ عاجز خدا تعالیٰ کی طرف سے اس امت کے

لئے محدث ہوکر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے۔ گو اس کے لئے نبوت تامہ نہیں مگر تاہم جزئی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔ کیونکہ وہ خدا تعالیٰ سے ہم کلام ہونے کا ایک شرف رکھتا ہے۔ امور غیبیہ اس پر ظاہر کئے جاتے ہیں اور رسولوں اور نبیوں کی وحی کی طرح اس کی وحی کو بھی دخل شیطان سے منزہ کیا جاتا ہے اور مغز شریعت اس پر کھولا جاتا ہے اور بعینہ انبیاء کی طرح مامور ہوکر آتا ہے اور انبیاء کی طرح اس پر فرض ہوتا ہے کہ اپنے تئیں بآواز بلند ظاہر کرے اور اس سے انکار کرنے والا ایک حد تک مستوجب سزا ٹھہرتا ہے اور نبوت کے معنی بہ جز اس کے کچھ نہیں کہ امور متذکرہ بالا اس میں پائے جائیں۔'' (توضیح المرام ص۱۸، خزائن ج۳ ص۶۰)

مجددیت اور ولائت کا دعویٰ

''ان پر واضح رہے کہ ہم بھی نبوت کے مدعی پر لعنت بھیجتے ہیں اور ''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کی ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں اور وحی نبوت نہیں بلکہ وحی ولائت جو زیر سایہ نبوت محمدیہ اور باتباع آں جناب ﷺ اولیاء اللہ کو ملتی ہے۔ اس کے ہم قائل ہیں اور اس سے زیادہ جو شخص ہم پر الزام لگائے وہ تقوے اور دیانت کو چھوڑتا ہے...... غرض نبوت کا دعویٰ اس طرف بھی نہیں صرف ولائت اور مجددیت کا دعویٰ ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۲۹۷، ۲۹۸، اشتہار مرزا قادیانی)

''اور خدا کلام اور خطاب کرتا ہے۔ اس امت کے ولیوں کے ساتھ اور ان کو انبیاء کا رنگ دیا جاتا ہے۔ مگر وہ حقیقت میں نبی نہیں ہوتے کیوں کہ قرآن کریم نے شریعت کی تمام حاجتوں کو مکمل کر دیا ہے۔'' (مواہب الرحمٰن ص۶۶، خزائن ج۱۹ ص۲۸۵)

''میرا نبوت کا کوئی دعویٰ نہیں۔ یہ آپ کی غلطی ہے۔ یا آپ کسی خیال سے کہہ رہے ہیں کیا یہ ضروری ہے کہ جو الہام کا دعویٰ کرتا ہے وہ نبی بھی ہو جائے، میں تو محمدی اور کامل طور پر اللہ اور رسول کا متبع ہوں اور ان نشانیوں کا نام معجزہ رکھنا نہیں چاہتا۔ بلکہ ہمارے مذہب کی رو سے ان نشانیوں کا نام کرامات ہے۔ جو اللہ کے رسول کی پیروی سے دیئے جاتے ہیں۔''

(جنگ مقدس ص۶۷، خزائن ج۶ ص۱۵۶)

''اوّل اس عاجز کی اس بات کو یاد رکھیں کہ ہم لوگ معجزے کا لفظ اس محل پر بولا کرتے ہیں۔ جب کوئی خوارق عادت کسی نبی یا رسول کی طرف منسوب ہو۔ لیکن یہ عاجز نہ نبی ہے اور نہ رسول ہے۔ صرف اپنے نبی معصوم محمد مصطفیٰ ﷺ کا ایک ادنیٰ خادم اور پیرو ہے اور اسی رسول مقبول کی برکت اور متابعت سے یہ انوار و برکات ظاہر ہو رہے ہیں۔ سو اس جگہ کرامت کا لفظ موزوں

ہے نہ معجزے کا۔'' (مرزا غلام احمد قادیانی کا ارشاد، مندرجہ اخبار الحکم قادیان نمبر ۲۳ ج ۵ ص ۵، مورخہ ۲۴ رجون ۱۹۰۱ء، منقول از قمر الہدیٰ ص ۵۸، مولفہ قمر الدین جہلمی قادیانی)

''چنانچہ علماء امتی کا انبیاء بنی اسرائیل کے ارشاد کی رو سے آپ کی امت کے مجددین میں سے ہر ایک مجدد کسی نہ کسی نبی کے کمالات کا وارث ہوا اور حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) جو مجدد اعظم ہیں۔'' جری اللہ فی حلل الانبیاء '' کی شان کے ساتھ سب انبیاء کے کمالات کے مجموعی طور پر وارث بنائے گئے۔ بلکہ اس لحاظ سے کہ آنحضرت ﷺ بھی آل ابراہیم علیہ السلام سے ہیں۔ مسیح موعود آل محمد میں سے ہونے کی وجہ سے ''کما صلیت'' اور ''کما بارکت علی ابراهیم وعلی آل ابراهیم '' کے الفاظ سے آنحضرت ﷺ کے کمالات اور برکات کے بھی ظلی طور پر کامل وارث ہوئے۔'' (تتمہ رسالہ درود شریف ص ۱۲، مؤلفہ غلام رسول قادیانی)

''رسول کریم ﷺ کی پیش گوئیوں سے پتہ چلتا ہے کہ آئندہ بھی کئی تغیرات ہوں گے۔ مہدی کے متعلق جو پیش گوئیاں ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ کئی مہدی ہوں گے۔ ان مہدیوں میں سے ایک مہدی تو خود حضرت مرزا قادیانی ہیں اور آئندہ بھی کئی مہدی آسکتے ہیں۔''

(مکالمہ میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ۲۷ رفروری ۱۹۲۷ء، نمبر ۶۸ ج ۱۴)

مرزائی لوگ کہتے ہیں کہ مرزا قادیانی نے مجددیت کا دعویٰ کیا تھا۔ جس کا ہونا بروئے حدیث ہر صدی میں ضروری ہے۔ اس صدی میں دوسرے کسی نے دعویٰ نہیں کیا۔ لہٰذا مرزا قادیانی ہی مجدد ہیں تو جواب یہ ہے کہ اوّل تو مجددیت کا اعلان و دعویٰ ضروری نہیں۔ جیسے خلیفہ ثانی کہتے ہیں کہ: ''مجدد کا دعویٰ کوئی علیحدہ دعویٰ نہیں۔ بلکہ اس کے لئے بعض لکھتے ہیں۔ دعویٰ کی بھی ضرورت نہیں اور اس کے کام سے دوسرے اس کو مجدد قرار دیتے ہیں۔ ہاں جو مجدد مامور ہوتا ہے وہ ضرور دعویٰ کرتا ہے۔'' (ڈائری خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۸ نمبر ۶۱، مورخہ ۱۴ رفروری ۱۹۲۱ء)

باقی مامور کے متعلق کہ وہ دعویٰ کرتا ہے یہ اپنا ڈھکوسلا ہے۔ اصل بات پہلی ہے۔ پھر مرزا قادیانی کے دوسرے دعوے بھی ہیں۔ جب مریم، عیسیٰ، مثیل کرشن، نبی، رسول کا دعویٰ کیا تو پہلا دعویٰ باطل ہو گیا۔

مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ

سب مسلمانوں کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس وقت آسمان پر زندہ تشریف فرما ہیں اور قرب قیامت دوبارہ دنیا پر تشریف لائیں گے اور آکر دجال کو قتل کریں گے۔ عدل وانصاف سے تمام جہان کو بھر دیں گے۔ اسلام ہی اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔ کوئی کافر باقی

بلاذر ہے گا۔ جزیہ اور جنگ کا نام ونشان باقی نہ رہے گا۔ تمام اہل کتاب جو اس وقت ہوں گے۔ وہ حضرت پر ایمان لے آئیں گے۔ جیسے اللہ نے فرمایا ہے۔" وان من اهل الكتاب الا يؤمنن به قبل موته" یعنی ہر اہل کتاب ان کی موت سے پہلے ان پر ایمان لے آئیں گے۔

اس بات پر تمام امت کا اتفاق ہے۔ حتیٰ کہ شیعہ اور معتزلہ جیسے فرقے بھی اس کو تسلیم کرتے ہیں۔ قرآن مجید سے بھی یہ عقیدہ ثابت ہے اور ستر حدیثیں بھی اس باب میں وارد ہوئیں۔ جمیع مسلمان اس کو مانتے ہیں اور حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ:" لا تجتمع امتی علی الضلالة " کہ میری ساری امت گمراہی پر اتفاق نہیں کر سکتی تو معلوم ہوا کہ یہ بات بالکل صحیح ہے۔ خود مرزا قادیانی بھی اس کو تسلیم کرتے تھے۔ جیسا کہ (حقیقت الوحی ص۱۴۹، خزائن ج۲۲ ص۱۵۳) میں فرماتے ہیں اور (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳) میں نزول مسیح کے قائل ہیں۔ مگر بعد میں خود یہ دعویٰ کر دیا کہ عیسیٰ علیہ السلام نہیں آئیں گے۔ ان کی آمد سے مراد ان جیسے کا مراد ہے اور وہ میں ہی ہوں۔ مگر ساتھ ساتھ چور دل میں کھٹکتا رہا تو یہ بھی کہہ دیا کہ ممکن ہے کہ کوئی اور بھی مثیل یا خود ہی حضرت مسیح آجائیں اور وجہ پھر ساتھ بیان کر دی یہ سب قسم کے حوالے مندرجہ ذیل ہیں۔

"اور مصنف کو اس بات کا بھی علم دیا گیا ہے کہ وہ مجدد وقت ہے اور روحانی طور پر اس کے کمالات مسیح ابن مریم کے کمالات سے مشابہ ہیں اور ایک دوسرے سے بہ شدت مناسبت ومشابہت ہے۔" (اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج۱ ص۱۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۴)

"جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعہ سے ظہور میں آئے گا اور جب حضرت مسیح علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق واقطار میں پھیل جائے گا۔ لیکن اس عاجز پر ظاہر کیا گیا ہے کہ یہ خاکسار اپنی غربت اور انکساری اور توکل اور ایثار اور آیات وانوار کے رو سے مسیح کی پہلی زندگی کا نمونہ ہے اور اس عاجز کی فطرت اور مسیح کی فطرت باہم نہایت ہی متشابہ واقع ہوئی ہے۔ گویا ایک جوہر کے دو ٹکڑے یا ایک ہی درخت کے دو پھل ہیں اور بے حد اتحاد ہے کہ نظر کشفی میں نہایت ہی باریک امتیاز ہے۔" (براہین احمدیہ ص۴۹۹، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

"مجھے مسیح ابن مریم ہونے کا دعویٰ نہیں اور نہ تناسخ کا قائل ہوں۔ بلکہ مجھے تو فقط مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ ہے۔ جس طرح محدثیت نبوت سے مشابہ ہے۔ ایسا ہی میری روحانی حالت مسیح ابن مریم کی روحانی حالت سے مشابہت رکھتی ہے۔" (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۳۱)

''اس عاجز نے جو مثیل موعود ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔ جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔ یہ کوئی نیا دعویٰ نہیں۔ جو آج ہی میرے منہ سے سنا گیا ہو۔ بلکہ یہ وہی پرانا الہام ہے جو میں نے خدا تعالیٰ سے پاکر براہین احمدیہ کے کئی مقامات پر بہ تصریح درج کر دیا تھا۔ جس کے شائع کرنے پر سات سال سے بھی زیادہ عرصہ گذر گیا ہوگا۔ میں نے یہ دعویٰ ہرگز نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔ جو شخص یہ الزام میرے پر لگادے۔ وہ سراسر مفتری اور کذاب ہے۔ بلکہ میری طرف سے عرصہ سات آٹھ سال سے برابر یہی شائع ہو رہا ہے کہ میں مثیل مسیح ہوں۔ یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض روحانی خواص طبع اور عادات اور اخلاق وغیرہ کے خدائے تعالیٰ نے میری فطرت میں بھی رکھے ہیں۔'' (ازالہ اوہام ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

''یہ بات سچ ہے کہ اللہ جل شانہ کی وحی اور الہام سے میں نے مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے..... میں اسی الہام کی بناء پر اپنے تئیں وہ موعود مثیل سمجھتا ہوں۔ جس کو دوسرے لوگ غلط فہمی کی وجہ سے مسیح موعود کہتے ہیں۔ مجھے اس بات سے انکار بھی نہیں کہ میرے سوا کوئی اور مثیل مسیح بھی آنے والا ہو۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۰۷)

''میں اس سے ہرگز انکار نہیں کر سکتا اور نہ کروں گا کہ شاید مسیح موعود کوئی اور بھی ہو اور شاید سچ مچ دمشق میں کوئی مثیل مسیح نازل ہو۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۲۰۸)

''اس عاجز کی طرف سے بھی یہ دعویٰ نہیں ہے کہ مسیحیت کا میرے وجود پر ہی خاتمہ ہے اور آئندہ کوئی مسیح نہیں آئے گا۔ بلکہ میں تو مانتا ہوں اور بار بار کہتا ہوں کہ ایک کیا دس ہزار سے بھی زیادہ مسیح آسکتا ہے اور ممکن ہے کہ ظاہری جلال واقبال کے ساتھ بھی آوے اور ممکن ہے کہ اوّل وہ دمشق میں ہی نازل ہو۔'' (ازالہ اوہام ص۲۹۶، خزائن ج۳ ص۲۵۱)

''میں نے صرف مثیل ہونے کا دعویٰ کیا ہے اور میرا یہ بھی دعویٰ نہیں کہ صرف مثیل ہونا میرے پر ہی ختم ہو گیا ہے۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے۔ آئندہ زمانوں میں میرے جیسے دس ہزار بھی مثیل مسیح آجائیں۔ ہاں اس زمانہ کے لئے میں مثیل مسیح ہوں اور دوسرے کا انتظار بے سود ہے۔ پس اس بیان کی رو سے ممکن اور بالکل ممکن ہے کہ کسی زمانہ میں کوئی ایسا مسیح بھی آجائے۔ جس پر حدیثوں کے بعض ظاہری الفاظ صادق آسکیں۔ کیونکہ یہ عاجز اس دنیا کی حکومت اور بادشاہت کے ساتھ نہیں آیا۔ درویشی اور غربت کے لباس میں آیا ہے اور جب کہ یہ حال ہے تو پھر علماء کے لئے اشکال ہی کیا ہے۔ ممکن ہے کہ کسی وقت ان کی یہ مراد بھی پوری ہو جائے۔''

(ازالہ اوہام ص۱۹۹، خزائن ج۳ ص۱۹۷)

''بالآخر ہم یہ بھی ظاہر کرنا چاہتے ہیں کہ ہمیں اس سے انکار نہیں کہ ہمارے بعد کوئی اور بھی مسیح کا مثیل بن کر آوے۔ کیونکہ نبیوں کے مثیل ہمیشہ دنیا میں ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ خدا تعالیٰ کی ایک قطعی اور یقینی پیش گوئی میں میرے پر ظاہر کر رکھا ہے کہ میری ہی ذریت سے ایک شخص پیدا ہوگا۔ جس کو کئی باتوں میں مسیح سے مشابہت ہوگی۔ وہ آسمان سے اترے گا اور زمین والوں کی راہ سیدھی کر دے گا۔ وہ اسیروں کو رستگاری بخشے گا اور ان کو جو شبہات کی زنجیروں میں مقید ہیں، رہائی دے گا۔ فرزند دل بند، گرامی وارجمند۔'' مظهر الحق والعلاء كان الله نزل من السماء'' (ازالہ اوہام ص ۱۵۵،۱۵۶، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹،۱۸۰)

''ہم اپنی کتابوں میں بہت جگہ بیان کر چکے ہیں کہ یہ عاجز جو حضرت عیسیٰ بن مریم کے رنگ میں بھیجا گیا ہے۔ بہت سے امور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے مشابہت رکھتا ہے۔ یہاں تک کہ جیسے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ندرت تھی۔ اس عاجز کی پیدائش میں ایک ندرت ہے اور وہ یہ کہ میرے ساتھ ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی اور یہ امر انسانی پیدائش میں نادرات سے ہے۔ کیونکہ اکثر ایک ہی بچہ پیدا ہوا کرتا ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص ۶۸، خزائن ج ۱۷ ص ۲۰۲)

''اس امت کے مسیح موعود کے لئے ایک اور مشابہت حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ہے اور وہ یہ کہ حضرت مسیح علیہ السلام پورے طور پر بنی اسرائیل سے نہ تھے۔ بلکہ صرف ماں کی وجہ سے اسرائیلی کہلاتے تھے۔ ایسا ہی اس عاجز کی بعض دادیاں سادات میں سے ہیں۔ گو باپ سادات میں سے نہیں اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے لئے خدا نے جو پسند کیا کہ کوئی حضرت مسیح کا باپ نہ تھا۔ اس میں یہ بھید تھا کہ خدا تعالیٰ بنی اسرائیل کی کثرت گناہوں کی وجہ سے ان پر سخت ناراض تھا۔'' (مرزا قادیانی کا لیکچر سیالکوٹ ص ۱۷، خزائن ج ۲۰ ص ۲۱۵)

''چودھویں خصوصیت یسوع مسیح میں یہ تھی کہ وہ باپ کے نہ ہونے کی وجہ سے بنی اسرائیل میں سے نہ تھا۔ مگر بایں ہمہ موسوی سلسلہ کا آخری پیغمبر تھا جو موسیٰ کے بعد چودھویں صدی میں ہوا۔ ایسا ہی میں بھی خاندان قریش میں سے نہیں ہوں اور چودھویں صدی میں مبعوث ہوں اور سب سے آخر ہوں۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۳۵)

''سو یقیناً سمجھو کہ نازل ہونے والا ابن مریم یہی ہے جس نے عیسیٰ ابن مریم کی طرح اپنے زمانے میں کسی ایسے شیخ والد روحانی کو نہ پایا۔ جو اس کی روحانی پیدائش کا موجب ٹھہرتا۔ تب خدا تعالیٰ خود اس کا متولی ہوا اور تربیت کی کنار میں لیا اور اپنے بندہ کا نام ابن مریم رکھا۔ پس مثالی

صورت کے طور پر یہی عیسیٰ ابن مریم ہے جو بغیر باپ کے پیدا ہوا۔ کیا تم ثابت کر سکتے ہو کہ اس کا کوئی والد روحانی ہے۔ کیا تم ثبوت دے سکتے ہو کہ تمہارے سلاسل اربعہ میں سے کسی سلسلے میں یہ داخل ہے۔ پھر اگر یہ ابن مریم نہیں تو کون ہے۔" (ازالہ اوہام ص ۶۵۹، خزائن ج ۳ ص ۴۵۶)

عین مسیح ہونے کا دعویٰ

اس سے ترقی کر کے مرزا قادیانی خود ہی عین مسیح بن گئے اور یہ طریقہ بناوٹ بھی عجیب ہے۔ ملاحظہ کیجئے: "مگر جب وقت آ گیا تو وہ اسرار مجھے سمجھائے گئے۔ تب میں نے معلوم کیا کہ میرے اس دعوے مسیح موعود ہونے میں کوئی نئی بات نہیں ہے۔ یہ وہی دعویٰ ہے جو براہین احمدیہ میں بار بار بہ تصریح لکھا گیا ہے۔" (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۱)

"اور یہی عیسیٰ ہے جس کی انتظار تھی اور الہامی عبارتوں میں مریم اور عیسیٰ سے میں ہی مراد ہوں۔ میری نسبت ہی کہا گیا کہ ہم اس کو نشان بنادیں گے اور نیز کہا گیا کہ یہ وہی عیسیٰ بن مریم ہے جو آنے والا تھا۔ جس میں لوگ شک کرتے ہیں۔ یہی حق ہے اور آنے والا یہی ہے اور شک محض نافہمی سے ہے۔" (کشتی نوح ص ۴۸، خزائن ج ۱۹ ص ۵۲)

"سو چونکہ خدا جانتا تھا کہ اس نکتہ پر علم ہونے سے یہ دلیل ضعیف ہو جائے گی۔ اس لئے گو اس نے براہین احمدیہ کے تیسرے حصے میں میرا نام مریم رکھا۔ پھر جیسا کہ براہین احمدیہ سے ظاہر ہے۔ دو برس تک صفت مریمیت میں میں نے پرورش پائی اور پردہ میں نشوونما پاتا رہا۔ پھر ...... مریم کی طرح عیسیٰ کی روح مجھ میں نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں مجھے حاملہ ٹھہرایا گیا اور آخر کئی مہینے کے بعد جو دس مہینے سے زیادہ نہیں بذریعہ اس الہام کے جو سب سے آخر براہین احمدیہ کے حصہ چہارم میں درج ہے مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا اور خدا نے براہین احمدیہ کے وقت میں اس سر خفی کی مجھے خبر نہ دی۔"

(کشتی نوح ص ۴۶، ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰)

"حضرت مسیح موعود نے لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ ماننا شرک ہے۔ لیکن پہلے براہین احمدیہ میں خود یہ عقیدہ بیان کر چکے ہیں۔ اب اگر کوئی شخص کہے کہ پھر آپ بھی شرک کے مرتکب ہوئے ہیں تو ہمارا یہی جواب ہوگا کہ ہرگز نہیں۔ آپ نے اس وقت یہ خیال ظاہر کیا تھا۔ جب قرآن کریم اور الہام الٰہی سے وضاحت نہیں ہوئی تھی۔ شرک کے مرتکب وہ ہیں جو اس وضاحت کے بعد ایسا کرتے ہیں۔"

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۶، نمبر ۱۵۵ ص ۹، مورخہ ۹ر جولائی ۱۹۳۸ء)

جب یہ مراتب طے کر لیے تو اپنی دعوائی چند لائن پیش کئے ملاحظہ ہو: "ملاکشفات اکابر اولیا بالاتفاق اس بات پر شاہد ہیں کہ مسیح موعود کا ظہور چودھویں صدی سے پہلے یا چودھویں صدی کے سر پر ہوگا اور اس سے تجاوز نہیں کرے گا۔ چنانچہ ہم نمونہ کے طور پر کسی قدر اس رسالہ میں بھی لکھ آئے ہیں اور ظاہر ہے کہ اس وقت بجز اس عاجز کے اور کوئی شخص دعویدار اس منصب کا نہیں ہوا۔"

(ازالہ اوہام ص ۱۸۵، خزائن ج ۳ ص ۱۷۹)

"ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح موعود ہوں۔ بلکہ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا کہ میں مسیح موعود ہوں۔"

(ازالہ اوہام ص ۶۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۶۹)

"آنے والے مسیح موعود کا نام جو صحیح مسلم وغیرہ میں زبان مقدس حضرت نبوی سے نبی اللہ نکلا ہے۔ وہ انہی مجازی معنوں کی رو سے ہے۔ جو صوفیاء کرام کی کتابوں میں مسلم ایک معمولی محاورہ مکالمات الٰہیہ کا ہے۔ ورنہ خاتم الانبیاء کے بعد نبی کیسا۔"

(انجام آتھم حاشیہ ص ۲۸، خزائن ج ۱۱ ص ۲۸)

پھر بانگ دہل عین مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا ملاحظہ ہو: "مجھے اس خدا کی قسم ہے۔ جس نے مجھے بھیجا ہے اور جس پر افتراء کرنا لعنتیوں کا کام ہے کہ اس نے مسیح موعود بنا کر مجھے بھیجا ہے۔"

(اشتہار ایک غلطی کا ازالہ، مطبوعہ تبلیغ ج دہم ص ۱۸، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۴۳۵)

"میرا دعویٰ یہ ہے کہ میں وہ مسیح موعود ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی تمام پاک کتابوں میں پیش گوئیاں ہیں۔ کہ وہ آخری زمانہ میں ظاہر ہوگا۔"

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۲۹۵)

"جس آنے والے مسیح موعود کا حدیثوں سے پتہ لگتا ہے۔ اس کا انہی حدیثوں سے یہ نشان دیا گیا ہے کہ وہ نبی ہوگا اور امتی بھی۔"

(حقیقت الوحی ص ۲۹، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱)

"اس لحاظ سے صحیح مسلم میں بھی مسیح موعود کا نام نبی رکھا گیا۔ اگر خدا تعالیٰ سے غیب کی خبریں پانے والا نبی کا نام نہیں رکھتا تو پھر بتلاؤ کس نام سے پکارا جائے۔ اگر اس کا نام محدث رکھا جائے تو میں کہتا ہوں کہ تحدیث کے معنی کسی لغت کی کتاب میں اظہار غیب نہیں ہے مگر نبوت کے معنی اظہار امر غیب ہے۔"

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۵، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۹)

مگر چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی علامات احادیث کے اندر وارد ہوئی ہیں۔ وہ بالکل آپ میں نہ تھیں۔ لہٰذا اول میں کھٹکا رہا۔ جس کے پیش نظر مثیل مسیح کا بھی دعویٰ کیا اور پھر ان

علامات کی تاویل کرنے لگے۔ مثلاً مسیح سے مثیل مسیح مراد ہے۔ مشرقی منارہ سے مراد میری مسجد کا منارہ مراد ہے۔ کیونکہ یہ بھی دمشق کے مشرق میں ہے۔ دو چادروں سے مراد میری دو بیماریاں مراد ہیں۔ یہ ساری قلابازیاں مندرجہ ذیل حوالوں سے ملاحظہ کریں۔

دمشق سے قادیان تک

''اب یہ بھی جاننا چاہئے کہ دمشق کا لفظ جو مسلم کی حدیث میں وارد ہے۔ یعنی صحیح مسلم میں یہ جو لکھا ہے کہ حضرت مسیح دمشق کے منارہ سفید مشرقی کے پاس اتریں گے۔ یہ لفظ ابتداء سے محقق لوگوں کو حیران کرتا چلا آیا ہے..... پس واضح ہو کہ دمشق کے لفظ کی تعبیر میں میرے پر منجانب اللہ یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اس جگہ ایسے قصبے کا نام دمشق رکھا گیا ہے۔ جس میں ایسے لوگ رہتے ہیں جو یزیدی الطبع اور یزید پلید کی عادات اور خیالات کے پیرو ہیں۔ جن کے دلوں میں اللہ و رسول کی کچھ محبت نہیں اور احکام الٰہی کی کچھ عظمت نہیں۔ جنہوں نے اپنی نفسانی خواہشوں کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور اپنے نفس امارہ کے حکموں کے ایسے مطیع ہیں کہ مقدسوں اور پاکوں کا خون بھی ان کی نظر میں سہل اور آسان امر ہے اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا تعالیٰ کا معبود ہونا ان کی نگاہوں میں ایک پیچیدہ مسئلہ ہے۔ جو انہیں سمجھ نہیں آتا اور چونکہ طبیب کو بیماروں ہی طرف آنا چاہئے۔ اس لئے ضرور تھا کہ مسیح ایسے لوگوں میں ہی نازل ہو۔ غرض مجھ پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ دمشق کے لفظ سے دراصل وہ مقام مراد ہے جس میں یہ دمشق والی مشہور خاصیت پائی جاتی ہے..... خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ ظاہر فرمادیا ہے کہ یہ قصبہ قادیان بوجہ اس کے کہ اکثر یزیدی الطبع لوگ اس میں سکونت رکھتے ہیں۔ دمشق سے ایک مناسبت اور مشابہت رکھتا ہے اور یہ ظاہر ہے کہ تشبیہات میں پوری پوری تطبیق کی ضرورت نہیں ہوتی۔ بلکہ بسا اوقات ایک ادنیٰ مماثلت کی وجہ سے بلکہ صرف ایک جز میں مشارکت کے باعث ایک چیز کا نام دوسری چیز پر اطلاق کر دیتے ہیں..... سو خدا تعالیٰ کے اس عام قاعدے کے موافق اس قصبہ قادیان کو دمشق سے مشابہت دی اور اس بارے میں قادیان کی نسبت مجھے یہ بھی الہام ہوا کہ: ''اخرج منه اليزيديون'' یعنی اس میں یزیدی لوگ پیدا کئے گئے۔ اب اگرچہ میرا یہ دعویٰ تو نہیں اور نہ ایسی کامل تصریح سے خدا تعالیٰ نے میرے پر کھول دیا ہے کہ دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا نہیں ہوگا۔ بلکہ میرے نزدیک ممکن ہے کہ کسی آئندہ زمانہ میں خاص دمشق میں کوئی مثیل مسیح پیدا ہو جائے۔ مگر خدا تعالیٰ خوب جانتا ہے اور وہ اس بات کا شاہد حال ہے کہ اس نے قادیان کو دمشق سے مشابہت دی ہے۔''

(ازالہ اوہام ص ۶۳ تا ۷۳، خزائن ج ۳ ص ۱۳۴ تا ۱۳۸)

مسیح آنے کا اقرار

''ھو الذی ارسل رسولہ بالھدیٰ ودین الحق یہ آیت سیاسی اور ملکی طور پر حضرت مسیح کے حق میں پیش گوئی ہے اور جس غلبہ کاملہ دین اسلام کا وعدہ دیا گیا ہے۔ وہ غلبہ مسیح کے ذریعے ظہور میں آئے گا اور حضرت مسیح دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے تو ان کے ہاتھ سے (نہ کہ مرزا کے ہاتھ سے) دین اسلام جمیع اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ ج ۴ ص ۴۹۸، ۴۹۹، خزائن ج ۱ ص ۵۹۳) اسی طرح اسی کتاب (ص ۵۰۵، خزائن ج ۱ ص ۶۰۱) کے حاشیہ میں ہے کہ حضرت مسیح جلالیت کے ساتھ دنیا پر اتریں گے۔ یہ زمانہ (یعنی میرا) بطور ارہاص واقع ہے۔''

تشریعی نبوت کا دعویٰ

یہاں سے ترقی کی تو مقام نبوت پر براجمان ہونے کا ارادہ کیا۔ چند دن یہاں رہ کر حقیقی اور تشریعی نبوت کا اعلان فرمادیا۔ حالانکہ اس سے پہلے ختم نبوت کے اجماعی عقیدے کے قائل تھے اور ملاحظہ فرمائیے:

ختم نبوت پر ایمان ایقان

''کیا تو نہیں جانتا کہ پروردگار رحیم وصاحب فضل نے ہمارے نبی ﷺ کا بغیر کسی استثناء کے خاتم النبیین نام رکھا اور ہمارے نبی نے اہل طلب کے لئے اس کی تفسیر اپنے ''قول لا نبی بعدی'' میں واضح طور پر فرمادی اور اگر ہم اپنے نبی ﷺ کے بعد کسی نبی کا ظہور جائز قرار دیں تو گویا ہم باب وحی بند ہو جانے کے بعد اس کا کھلنا جائز قرار دیں گے اور یہ صحیح نہیں جیسا کہ مسلمانوں پر ظاہر ہے اور ہمارے رسول ﷺ کے بعد نبی کیوں کر آسکتا ہے۔ درآں حالے کے آپ کی وفات کے بعد وحی منقطع ہوگئی اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر نبیوں کا خاتمہ فرمادیا۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۲۰، خزائن ج ۷ ص ۲۰۰)

''آنحضرت ﷺ نے بار بار فرمایا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا اور حدیث لا نبی بعدی ایسی مشہور تھی کہ کسی کو اس کی صحت میں کلام نہ تھا اور قرآن شریف جس کا لفظ لفظ قطعی ہے۔ اپنی آیت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' سے بھی اس بات کی تصدیق کرتا تھا کہ فی الحقیقت ہمارے نبی ﷺ پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔'' (کتاب البریہ ص ۱۹۹، خزائن ج ۱۳ ص ۲۱۷)

''ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدائے تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں بتصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں صحیح اور صحیح ہیں تو پھر کوئی

شخص بہ حیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آ سکتا۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۲)

”قرآن کریم بعد خاتم النبیین کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا ہو یا پرانا۔ کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرئیل ملتا ہے اور باب نزول جبرئیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے اور یہ بات ممتنع ہے کہ رسول تو آوے مگر سلسلہ وحی رسالت نہ ہو۔“

(ازالہ اوہام ص ۷۶۱، خزائن ج ۳ ص ۵۱۱)

”رسول کی حقیقت اور ماہیت میں یہ امر داخل ہے کہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے اور ابھی ثابت ہو چکا ہے کہ اب وحی رسالت تا قیامت منقطع ہے۔“

(ازالہ اوہام ص ۶۱۴، خزائن ج ۳ ص ۴۳۲)

”حسب تصریح قرآن کریم رسول اسی کو کہتے ہیں۔ جس نے احکام وعقائد دین جبرئیل کے ذریعے سے حاصل کئے ہوں۔ لیکن وحی نبوت پر تو تیرہ سو برس سے مہر لگ گئی ہے۔ کیا یہ مہر اس وقت ٹوٹ جائے گی۔“

(ازالہ اوہام ص ۵۳۴، خزائن ج ۳ ص ۳۸۷)

”قرآن شریف میں مسیح ابن مریم کے دوبارہ آنے کا تو کہیں بھی ذکر نہیں۔ لیکن ختم نبوت کا بہ کمال تصریح ذکر ہے اور پرانے یا نئے نبی کی تفریق کرنا یہ شرارت ہے۔ نہ حدیث میں نہ قرآن میں یہ تفریق موجود ہے اور حدیث ”لا نبی بعدی“ میں بھی نفی عام ہے۔ پس یہ کس قدر جرأت اور دلیری اور گستاخی ہے کہ خیالات رکیکہ کی پیروی کر کے نصوص صریحہ قرآن کو عمداً چھوڑ دیا جائے اور خاتم الانبیاء کے بعد ایک نبی کا آنا مان لیا جائے اور بعد اس کے جو وحی نبوت منقطع ہو چکی تھی۔ پھر سلسلہ وحی نبوت کا جاری کر دیا جائے۔ کیونکہ جس میں شان نبوت باقی ہے اس کی وحی بلاشبہ نبوت کی وحی ہوگی۔“

(ایام صلح ص ۱۴۶، خزائن ج ۱۴ ص ۳۹۲، ۳۹۳)

”اور اللہ کو شایان نہیں کہ خاتم النبیین کے بعد نبی بھیجے۔ نہیں شایان کہ سلسلہ نبوت کو دوبارہ از سر نو شروع کر دے بعد اس کے کہ اسے قطع کر چکا ہو اور بعض احکام قرآن کریم کے منسوخ کر دے اور ان پر بڑھا دے۔“

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۷۷، خزائن ج ۵ ص ۳۷۷)

”اور ظاہر ہے کہ یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد ورفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔“

(ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۸۳، خزائن ج ۳ ص ۴۱۴)

''اور اللہ تعالیٰ کے اس قول'' ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین ''میں بھی اشارہ ہے۔ پس اگر ہمارے نبی ﷺ اور اللہ کی کتاب قرآن کریم کو تمام آنے والوں زمانوں اور ان زمانوں کے لوگوں کے علاج اور دوا کی رو سے مناسب نہ ہوتی تو اس عظیم الشان نبی کریم کو ان کے علاج کے واسطے قیامت تک ہمیشہ کے لئے نہ بھیجتا اور ہمیں محمد ﷺ کے بعد کسی نبی کی حاجت نہیں۔ کیونکہ آپ کے برکات ہر زمانہ پر محیط اور آپ کے فیض اولیاء اور اقطاب اور محدثین کے قلوب پر بلکہ کل مخلوقات پر دائر ہیں۔ خواہ ان کو اس کا علم بھی نہ ہو کہ انہیں آنحضرت ﷺ کی ذات پاک سے فیض پہنچ رہا ہے۔ پس اس کا احسان تمام لوگوں پر ہے۔''
(حمامتہ البشریٰ ص ۴۹، خزائن ج ۷ ص ۲۴۳، ۲۴۴)

''میں ایمان لاتا ہوں اس پر کہ ہمارے نبی ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور ہماری کتاب قرآن کریم ہدایت کا وسیلہ ہے۔ اور میں ایمان لاتا ہوں اس بات پر کہ ہمارے رسول آدم کے فرزندوں کے سردار اور رسولوں کے سردار ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ نبیوں کو ختم کر دیا۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۱۲، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

''میں ان تمام امور کا قائل ہوں جو اسلامی عقائد میں داخل ہیں اور جیسا کہ اہل سنت جماعت کا عقیدہ ہے۔ ان سب باتوں کو مانتا ہوں جو قرآن اور حدیث کی رو سے مسلم الثبوت ہیں اور سیدنا ومولانا حضرت محمد ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔ میرا یقین ہے کہ وحی رسالت حضرت آدم صفی اللہ سے شروع ہوئی اور جناب رسول اللہ محمد مصطفیٰ پر ختم ہوگئی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)

''ان تمام امور میں میرا وہی مذہب ہے جو دیگر اہل سنت و جماعت کا مذہب ہے۔ اب میں مفصلہ ذیل کا مسلمانوں کے سامنے صاف صاف اقرار اس خانہ خدا (جامع مسجد دہلی) میں کرتا ہوں کہ میں جناب خاتم الانبیاء ﷺ کی ختم نبوت کا قائل ہوں اور جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۵۵)

''کیا ایسا بدبخت مفتری جو خود رسالت و نبوت کا دعویٰ کرتا ہے۔ قرآن شریف پر ایمان رکھ سکتا ہے اور کیا ایسا وہ شخص جو قرآن شریف پر ایمان رکھتا ہے اور آیت ''ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین'' کو خدا کا کلام یقین کرتا ہے۔ وہ کہہ سکتا ہے کہ میں بھی آنحضرت ﷺ کے بعد رسول اور نبی ہوں۔'' (انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ ص ایضاً)

''میں جانتا ہوں کہ ہر وہ چیز جو مخالف ہے قرآن کے وہ کذب اور الحاد و زندقہ ہے۔ پھر میں کس طرح نبوت کا دعویٰ کروں۔ جب کہ میں مسلمانوں میں سے ہوں۔''

(حمامۃ البشریٰ ص ۹۷، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

''میں نہ نبوت کا مدعی ہوں اور نہ معجزات اور ملائکہ اور لیلۃ القدر وغیرہ سے منکر اور سیدنا ومولانا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت اور رسالت کو کاذب اور کافر جانتا ہوں۔'' (تبلیغ رسالت ج ۲ ص ۲۲، اشتہار مورخہ ۱۲ اکتوبر ۱۸۹۱ء، مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۲۳۰)

''مجھے کب جائز ہے کہ میں نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافروں کی جماعت سے جا ملوں۔'' (حمامۃ البشریٰ ص ۹۷، خزائن ج ۷ ص ۲۹۷)

''اے لوگو! دشمن قرآن نہ بنو اور خاتم النبیین کے بعد وحی نبوت کا نیا سلسلہ جاری نہ کرو۔ اس خدا سے شرم کرو۔ جس کے سامنے حاضر کئے جاؤ گے۔''

(آسمانی فیصلہ ص ۲۵، خزائن ج ۴ ص ۳۳۵)

''ہم بھی مدعی نبوت پر لعنت بھیجتے ہیں۔'' لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ '' کے قائل ہیں اور آنحضرت ﷺ کے ختم نبوت پر ایمان رکھتے ہیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۲۹۷)

''ظاہر ہے کہ اگرچہ ایک ہی دفعہ وحی کا نزول فرض کیا جائے اور صرف ایک ہی فقرہ حضرت جبرائیل لاویں اور پھر چپ ہو جائیں۔ یہ امر بھی ختم نبوت کے منافی ہے۔ کیونکہ جب ختمیت کی مہر ہی ٹوٹ گئی اور وحی رسالت پھر نازل ہونی شروع ہوگئی تو پھر تھوڑا یا بہت نازل ہونا برابر ہے۔ ہر ایک دانا سمجھ سکتا ہے کہ اگر خدا تعالیٰ صادق الوعد ہے اور جو آیت خاتم النبیین میں وعدہ دیا گیا ہے اور جو حدیثوں میں تبصریح بیان کیا گیا ہے کہ اب جبرائیل بعد وفات رسول اللہ ﷺ ہمیشہ کے لئے وحی نبوت لانے سے منع کیا گیا ہے۔ یہ تمام باتیں سچ اور صحیح ہیں تو پھر کوئی شخص بحیثیت رسالت ہمارے نبی ﷺ کے بعد ہرگز نہیں آسکتا۔''

(ازالہ اوہام ص ۵۷۷، خزائن ج ۳ ص ۴۱۱، ۴۱۲)

غیر تشریعی اور بروزی نبوت کا دعویٰ

''غرض خاتم النبیین کا لفظ ایک الٰہی مہر ہے جو آنحضرت ﷺ کی نبوت پر لگ گئی ہے۔ اب ممکن نہیں کہ کبھی یہ مہر ٹوٹ جائے۔ ہاں یہ ممکن ہے کہ آنحضرت ﷺ نہ ایک دفعہ بلکہ ہزار دفعہ دنیا میں بروزی رنگ میں آجائیں اور بروزی رنگ میں اور کمالات کے ساتھ اپنی نبوت کا بھی اظہار کریں اور یہ بروز خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک قرار یافتہ عہد تھا۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

کہ:''واخرین منھم لما یلحقوا بھم'' (اشتہار ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵)

''ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حقیقی اور واقعی طور پر تو یہ امر ہے کہ ہمارے سید و مولا آنحضرت ﷺ خاتم الانبیاء ہیں اور آنجناب کے بعد مستقل طور پر کوئی نبوت نہیں اور نہ کوئی شریعت ہے اور اگر کوئی ایسا دعویٰ کرے تو بلاشبہ وہ بے دین اور مردود ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے ابتداء سے ارادہ کیا تھا کہ آنحضرت ﷺ کے کمالات معتد بہ کے اظہار واثبات کے لئے کسی بھی شخص کو آنجناب کی پیروی اور متابعت کی وجہ سے وہ مرتبہ کثرت مکالمات اور مخاطبات الٰہیہ بخشے کہ جو اس کے وجود میں عکسی طور پر نبوت کا رنگ پیدا کر دے۔ سو اس طرح سے خدا نے میرا نام نبی رکھا۔ یعنی نبوت محمدیہ میرے آئینہ نفس میں منعکس ہوگئی اور ظلی طور پر نہ اصلی طور پر مجھے یہ نام دیا گیا۔ تا میں آنحضرت ﷺ کے فیوض کا کامل نمونہ ٹھہروں۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۲۴، خزائن ج ۲۳ ص ۳۴۰)

''مگر میں کہتا ہوں کہ آنحضرت ﷺ کے بعد جو درحقیقت خاتم النبیین تھے رسول اور نبی کے لفظ سے پکارے جانا کوئی اعتراض کی بات نہیں اور نہ اس سے مہر ختمیت ٹوٹتی ہے۔ کیوں کہ میں بارہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت ''وآخرین منھم لما یلحقوا بھم'' بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں میرا نام محمد اور احمد رکھا ہے اور مجھے آنحضرت ﷺ کا ہی وجود قرار دیا ہے۔ پس اس طور سے آنحضرت ﷺ کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا۔ کیوں کہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا اور چونکہ میں ظلی طور پر محمد (ﷺ) ہوں۔ پس اس طور سے خاتم النبیین کی مہر نہیں ٹوٹی۔ کیوں کہ محمد ﷺ کی نبوت محمد تک ہی محدود رہی۔ یعنی بہرحال محمد ﷺ ہی نبی رہا۔ نہ اور کوئی یعنی جب کہ میں بروزی طور پر آنحضرت ﷺ ہوں اور بروزی رنگ میں تمام کمالات محمدی مع نبوت محمدیہ کے میرے آئینہ ظلمت میں منعکس ہیں تو پھر کون سا الگ انسان ہوا۔ جس نے علیحدہ طور پر نبوت کا دعویٰ کیا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۵)

''یہ مسلمان کیا منہ لے کر دوسرے مذاہب کے بالمقابل اپنا دین پیش کر سکتے ہیں...... تاوقتیکہ وہ مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر ایمان نہ لائیں۔ جو فی الحقیقت وہی ختم المرسلین تھا کہ خدائی وعدے کے مطابق دوبارہ آخرین میں مبعوث ہوا...... وہ وہی فخر اوّلین وآخرین ہے جو آج سے تیرہ سو برس پہلے رحمۃ للعالمین بن کر آیا تھا اور اب اپنی تکمیل تبلیغ کے ذریعہ ثابت کر گیا کہ واقعی اس کی دعوت جمیع ممالک وملل عالم کے لئے تھی۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۴۱ ص ۳، مورخہ ۲۶ ستمبر ۱۹۱۵ء)

"مجھے بروزی صورت نے نبی اور رسول بنایا ہے اور اسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا نفس درمیان نہیں ہے۔ بلکہ محمد مصطفی ﷺ ہے۔ اسی لحاظ سے میرا نام محمد اور احمد ہوا۔ پس نبوت اور رسالت کسی دوسرے کے پاس نہیں گئی۔ محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۱۲، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

"پس چونکہ میں اس کا رسول یعنی فرستادہ ہوں۔ مگر بغیر کسی نئی شریعت اور نئے دعوے اور نئے نام کے بلکہ اسی نبی کریم خاتم الانبیاء کا نام پا کر اور اسی میں ہو کر اور اسی کا مظہر بن کر آیا ہوں۔" (نزول المسیح ص۲، خزائن ج۱۸ ص۳۸۰)

"اس نکتہ کو یاد رکھو کہ میں رسول اور نبی نہیں ہوں۔ یعنی باعتبار نئی شریعت اور دعوے اور نئے نام کے اور میں رسول اور نبی ہوں۔ یعنی باعتبار ظلیت کاملہ کے میں وہ آئینہ ہوں جس میں محمدی شکل اور محمدی نبوت کا کامل انعکاس ہے اور میں کوئی علیحدہ شخص نبوت کا دعویٰ کرنے والا ہوتا تو خدا تعالیٰ میرا نام محمد اور احمد اور مصطفی اور مجتبیٰ نہ رکھتا۔" (نزول المسیح ص۳، خزائن ج۱۸ ص۳۸۱)

"بروز کے معنی حضرت مسیح موعود نے خود لکھے ہیں کہ اصل اور بروز میں فرق نہیں ہوتا۔ یہی وجہ ہے کہ آپ جب آنحضرت ﷺ کے ساتھ غلامی کی نسبت بیان کرتے ہیں تو فرماتے ہیں کہ من یک قطرہ ز آب زلال محمدم لیکن جب آپ بروز کی رنگت میں جلوہ نما ہوتے تو فرماتے تھے "من فرق بینی وبین المصطفیٰ فما عرفنی وما رای" کہ جو مجھ میں اور آنحضرت ﷺ میں ذرا بھی فرق کرتا ہے۔ اس نے نہ مجھے دیکھا اور نہ مجھے پہچانا۔"

(تقریر سید سرور شاہ قادیانی مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر۸۲، مورخہ ۲۶ر جنوری ۱۹۱۶ء)

"تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد ﷺ کو اتارا تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے۔" (کلمتہ الفصل ص۱۰۵، مصنفہ مرزا بشیر احمد قادیانی)

"اور اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت "وآخرین منہم" سے ظاہر ہے کہ پس مسیح موعود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔"

(کلمتہ الفصل ص۱۵۸ صاحبزادہ بشیر احمد)

محمد پھر اتر آئے ہیں ہم میں
اور آگے سے ہیں بڑھ کر اپنی شان میں

محمد دیکھنے ہوں جس نے اکمل
غلام احمد کو دیکھتے قادیاں میں

(از قاضی ظہور الدین اکمل صاحب قادیانی، اخبار بدر نمبر ۴۳ ج ۲ ص ۱۴، ۲۵ را کتوبر ۱۰۹۶ء)

''اور ہمارے نزدیک تو کوئی دوسرا آیا ہی نہیں۔ نہ نیا نبی نہ پرانا بلکہ خود محمد رسول اللہ ﷺ ہی کی چادر دوسرے کو پہنائی گئی ہے اور وہ خود ہی آئے ہیں۔''

(اخبار الحکم قادیان ج ۵ نمبر ۴۴ ص ۲، مورخہ ۳۰ رنومبر ۱۹۰۱ء، منقول از جماعت مبائعین کے عقائد)

''اب معاملہ صاف ہے۔ اگر نبی کریم کا انکار کفر ہے تو مسیح موعود کا انکار بھی کفر ہونا چاہئے۔ کیونکہ مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے۔ بلکہ وہی ہے۔ اگر مسیح موعود کا منکر کافر نہیں تو نعوذ باللہ نبی کریم کا منکر بھی کافر نہیں۔ کیونکہ یہ کس طرح ممکن ہے کہ پہلی بعثت میں آپ کا انکار کفر ہو۔ مگر دوسری بعثت میں جس میں بقول حضرت مسیح موعود آپ کی روحانیت اقوی اور اکمل اور اشد ہے۔ آپ کا انکار کفر نہ ہو۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۴۶، ۱۴۷، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

''پس ان معنوں میں مسیح موعود (جو آنحضرت کے بعث ثانی کے ظہور کا ذریعہ ہے) کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا گویا آنحضرت کے بعث ثانی اور آپ کے احمد اور نبی اللہ ہونے سے انکار کرنا ہے۔ جو منکر کو دائرہ اسلام سے خارج اور پکا کافر بنا دینے والا ہے۔ نیز مسیح موعود کو احمد نبی اللہ تسلیم نہ کرنا اور آپ کو امتی قرار دینا، یا امتی گروہ میں سمجھنا گویا آنحضرت کو سید المرسلین اور خاتم النبیین ہیں۔ امتی قرار دینا اور امتیوں میں داخل کرنا ہے جو کفر عظیم اور کفر بعد کفر ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳، مورخہ ۲۹ رجون ۱۹۱۵ء)

''اور آنحضرت کی بعثت اوّل میں آپ کے منکروں کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دینا۔ لیکن آپ کی بعثت ثانی میں آپ کے منکروں کو داخل اسلام سمجھنا یہ آنحضرت کی ہتک اور آیات سے استہزاء ہے۔ حالانکہ خطبہ الہامیہ میں حضرت مسیح موعود نے آنحضرت کی بعثت اوّل وثانی کی باہمی نسبت کو ہلال اور بدر کی نسبت سے تعبیر فرمایا ہے۔ جس سے لازم آتا ہے کہ بعث ثانی کے کافر کفر میں بعثت اوّل کے کافروں سے بہت بڑھ کر ہیں۔ مسیح موعود کی جماعت ''واخرین منھم'' کی مصداق ہونے سے آنحضرت کے صحابہ میں داخل ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۱۰، مورخہ ۱۵ رجولائی ۱۹۱۵ء)

تشریعی نبوت اور عین محمد ہونے کا دعویٰ

''یہ بھی تو سمجھو کہ شریعت کیا چیز ہے۔ جس نے اپنی وحی کے ذریعہ سے چند امر ونہی

بیان کئے اور اپنی امت کے لئے ایک قانون مقرر کیا۔ وہی صاحب شریعت ہوگیا..... میری وحی میں امر بھی ہے اور نہی بھی۔ مثلاً یہ الہام ''قل للمؤمنین یغضوا من ابصارهم ویحفظوا فروجهم ذالك ازكىٰ لهم'' یہ براہین احمدیہ میں درج ہے اور اس میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور اس پر تئیس برس کی مدت بھی گذر گئی اور ایسا ہی اب تک میری وحی میں امر بھی ہوتے ہیں اور نہی بھی اور اگر کہو کہ شریعت سے وہ شریعت مراد ہے جس میں نئے احکام ہوں تو یہ باطل ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔''ان هذا لفی الصحف الاولیٰ صحف ابراهیم وموسیٰ'' یعنی قرآنی تعلیم توراۃ میں بھی موجود ہے۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵،۴۳۶)

''چونکہ میری تعلیم میں امر بھی ہے اور نہی بھی اور شریعت کے ضروری احکام کی تجدید ہے۔ اس لئے خداتعالیٰ نے میری تعلیم کو اور اس وحی کو جو میرے اوپر نازل ہوتی ہے فلک یعنی کشتی کے نام سے موسوم کیا..... اب دیکھو خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو معیار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔'' (اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ج۱۷ ص۴۳۵)

''ادھر بچہ پیدا ہوتا ہے اور اس کے کان میں اذان دی جاتی ہے اور شروع ہی میں اس کو خدا اور خدا کے رسول کا نام سنایا جاتا ہے۔ بعینہ یہ بات میرے ساتھ ہوئی میں ابھی احمدیت میں بطور بچہ ہی تھا جو میرے کانوں میں یہ آواز پڑی کہ مسیح موعود محمد است وعین محمد است۔ میں اس سے بالکل بے بہرہ تھا کہ مسیح موعود پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ: ''منم محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد'' پھر میں اس سے بالکل بے علم تھا کہ خدا کا برگزیدہ نبی اپنے آپ کو بروز محمد کہتا ہے اور بڑے زور سے دعویٰ کرتا ہے کہ میں بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں۔ پھر مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ میں خدا کے اولوالعزم نبی حضرت مسیح موعود کو ماننے سے خدا کے نزدیک صحابہ کی جماعت میں شامل ہوگیا ہوں۔ حالانکہ وہ خدا کا نبی..... الہامی الفاظ میں کہہ چکا تھا کہ جو میری جماعت میں شامل ہوا درحقیقت میرے سردار خیرالمرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا۔ پھر مجھے ہرگز یہ معلوم نہ تھا کہ خداتعالیٰ اپنی وحی پاک میں مسیح موعود کو محمد رسول اللہ کر کے مخاطب کرتا ہے۔ میرے کانوں نے یہ الفاظ نہ سنے تھے کہ حضرت مسیح موعود کا آنا بعینہ محمد رسول اللہ کا دوبارہ آنا ہے۔ حالانکہ یہ بات قرآن سے صراحۃً ثابت ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ دوبارہ مسیح موعود بروزی شکل اختیار کر کے آئیں گے۔ جیسے کہ: ''وآخرین منهم'' سے ثابت ہے۔ خدا کے ارادے نے میرے دل پر کسی بزرگ کے منہ سے مسیح موعود محمد است عین محمد است کے الفاظ کندہ کروائے۔ وہ فرد کامل تھا جس کی تعریف میں حضرت مسیح موعود

نبی اللہ نے خود بھی صفحوں کے صفحے لکھے ہیں۔ یعنی وہ میرا پیارا اور احمدیت کے عین بچپن کے زمانہ میں خضر راہ بننے والا حضرت شاہزادہ عبداللطیف شہید کابل تھا۔ جس نے قادیان سے واپس آتے ہوئے...... مسجد گمٹی والی (لاہور) میں...... دوران تقریر میں بڑے زور سے فرمایا: ''مسیح موعود محمد است وعین محمد است''

وہ خدا کا پیارا (مرزا قادیانی) جو اپنے منہ سے اپنے آپ کو بروز محمد کہتا تھا کہ: ''میرا وجود خدا کے نزدیک محمد رسول اللہ کا ہی وجود قرار پایا ہے۔'' اس لئے مجھ میں اور محمد مصطفےٰ میں کوئی دوئی یا مغائرت باقی نہیں رہی اور جو کہتا تھا کہ میں خدا سے ہوں اور مسیح مجھ سے ہے اور جو کہتا تھا کہ جمیع انبیاء کی صفات کاملہ کا مظہر بن کر آیا ہوں۔ جس کے آگے موسیٰ اور عیسیٰ وہی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو آنحضرت ﷺ کے آگے رکھتے ہیں۔ مسیح موعود کے عین محمد ہونے کی اوّل دلیل یہ ہے جو حضرت مسیح موعود الہامی شان کے الفاظ میں یوں تحریر فرماتے ہیں اور خدا نے مجھ پر اس رسول کریم کا فیض نازل فرمایا اور نبی کریم کے لطف اور وجود کو میری طرف کھینچا۔ یہاں تک کہ میرا وجود اس کا وجود ہوگیا۔ پس وہ جو میری جماعت میں شامل ہوا۔ درحقیقت میرے سردار خیر المرسلین کے صحابہ میں داخل ہوا اور یہی معنی ''وآخرین منہم'' کے بھی ہیں ...... اور جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفےٰ میں تفریق پکڑتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا ہے اور نہیں پہچانا ہے۔ پس ہمارا صحابہ کی جماعت میں شامل ہونا مسیح موعود کے عین محمد ہونے پر ایک پختہ اور بدیہی دلیل ہے۔ پھر یہ الفاظ کہ جو شخص مجھ میں اور محمد مصطفےٰ میں تفریق کرتا ہے اس نے مجھ کو نہیں دیکھا اور نہیں پہچانا۔ صاف پکار پکار کر کہہ رہے ہیں کہ مسیح موعود کو فضائل اور نعماء حضرت احدیت کے لحاظ سے عین محمد اگر نہ مانا جائے تو سب کہنا باطل ہو جاتا ہے۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۲۴، مورخہ ۷ راگست ۱۹۱۵ء)

''حضرت مسیح موعود نام کام اور مقام کے اعتبار سے گویا آنحضرت ﷺ کا ہی وجود ہیں اور آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں۔ سوائے اس کے کہ مسیح موعود شاگرد اور آنحضرت ﷺ استاد ہیں۔ لیکن یہ فرق نام، کام اور مقام کے اعتبار سے نہیں بلکہ ذریعہ یا حصول نبوت کے اعتبار سے ہے۔ اب میں اس مضمون میں یہ دکھانا چاہتا ہوں کہ حضرت مسیح موعود نے بصراحت اس امر کو لکھا ہے کہ مسیح موعود درحقیقت حقیقت محمدی کا مظہر تام اور آپ کے وجود کا آئینہ ہے اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ اپنی قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ اولین میں مبعوث ہوئے ہیں۔ ایسا ہی وہ آخرین میں بھی اس قوت قدسیہ اور افاضہ روحانیہ کے ساتھ مبعوث ہوئے اور جیسا کہ فیض آنحضرت ﷺ کا صحابہ پر جاری ہوا۔ ایسا ہی بغیر کسی فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود

کی جماعت پر فیض ہوگا۔ چنانچہ آپ (مرزا قادیانی) فرماتے ہیں۔ پس جب کہ یہ امر بہ نص صریح قرآن شریف سے ثابت ہوا ہے کہ جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا فیض صحابہ پر جاری ہوا ایسا ہی بغیر کسی امتیاز اور تفریق کے مسیح موعود کی جماعت پر فیض ہوگا۔ تو اس صورت میں آنحضرت ﷺ کا ایک اور بعث ماننا پڑے گا۔ جو آخری زمانہ میں مسیح موعود کے وقت میں ہزار ششم میں ہوگا اور اس تقریر سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ گئی کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعثت ہیں یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا تھا۔ جو مسیح موعود اور مہدی معہود کے ظہور سے پورا ہوگا۔ اس حوالہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت درحقیقت آنحضرت ﷺ کے ہی صحابہ میں کی ایک جماعت ہے اور جیسا کہ آنحضرت ﷺ کا فیض صحابہ پر جاری ہوا۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے مسیح موعود کی جماعت پر بھی آنحضرت ﷺ کا فیض ہوا۔ پس یہ امر روز روشن کی طرح ظاہر ہو رہا ہے کہ حضرت مسیح موعود کی جماعت کا عین صحابہ میں کی ایک جماعت ہونا اور آپ کی جماعت پر عین بعین وہی آنحضرت ﷺ کا فیض جاری ہونا جو صحابہ پر ہوا تھا۔ اس امر کی پختہ دلیل ہے کہ مسیح موعود درحقیقت محمد اور عین محمد ہیں اور آپ میں اور آنحضرت ﷺ میں باعتبار نام کام اور مقام کے کوئی دوئی یا مغائرت نہیں۔“

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۷۶، مورخہ یکم جنوری ۱۹۱۶ء)

”آج تک کے مسلمانوں میں سے کسی نے بھی یہ بات آنحضرت ﷺ کی شان کے متعلق بیان نہیں کی اور نہ ہی اس حقیقت سے حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) سے پہلے کوئی شخص واقف اور شناسا ثابت ہوتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی دو بعثتیں ہیں۔ تمام دنیائے اسلام میں صرف آپ ہی کا ایک وجود ہے۔ جس نے آنحضرت ﷺ کی شان کا اظہار آپ کی دو بعثتوں کی حیثیت میں کیا۔ چنانچہ آپ (یعنی مرزا قادیانی) (تحفہ گولڑویہ ص ۹۴، خزائن ج ۱۷ ص ۲۴۹) پر تحریر فرماتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے دو بعثت ہیں۔ یا بہ تبدیل الفاظ یوں کہہ سکتے ہیں کہ ایک بروزی رنگ میں آنحضرت ﷺ کا دوبارہ آنا دنیا میں وعدہ دیا گیا۔ جو مسیح موعود اور مہدی معہود (مرزا قادیانی) کے ظہور سے پورا ہوا۔ پھر (مرزا قادیانی) (تحفہ گولڑویہ کے ص ۹۶) پر فرماتے ہیں۔ جیسا کہ مؤمن کے لئے دوسرے احکام الٰہی پر ایمان لانا فرض ہے ایسا ہی اس بات پر ایمان لانا بھی فرض ہے کہ آنحضرت ﷺ کے دو بعث ہیں۔ پھر (تحفہ گولڑویہ ص ۹۹) پر فرماتے ہیں۔ غرض آنحضرت ﷺ کے لئے دو بعث مقدر تھے۔ ایک بعث تکمیل ہدایت کے لئے دوسرا بعث تکمیل اشاعت ہدایت کے لئے۔“ (اخبار الفضل قادیان ج ۱۸ نمبر ۸۶، ص ۱۰، مورخہ ۲۴ جنوری ۱۹۳۱ء)

''پس حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) وہی نور ہیں جس کا سب نوروں کے آخر میں آنا مقدر ہو چکا تھا اور وہی نبی ہیں جس کا آنا سب سے آخر ہوا۔ اس لئے ہو نہیں سکتا کہ وہ سوائے آنحضرت ﷺ کے بروزی وجود کے کسی اور حیثیت میں پیش کئے جاسکیں۔ کیونکہ آخری ہونا ہمارے نبی ﷺ کی ہی شان ہے۔ پس اس لئے خداتعالیٰ نے حضرت مسیح موعود کو ظلی طور پر آنحضرت ﷺ ہی کا تمام کمال یعنی نام کام اور مقام عنایت کیا تا اس کا آنا کسی غیر کا آنا نہ سمجھا جاوے۔ بلکہ خود آنحضرت ﷺ کا ہی آنا متصور ہو۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر۵۵، مورخہ ۲۸ راکتوبر ۱۹۱۵ء)

''ہم نے مرزا قادیانی کو بحیثیت مرزا نہیں مانا بلکہ اس لئے کہ خدا نے سے محمد رسول اللہ فرمایا۔ کوئی نیا نبی نہیں آیا۔ نہ پرانے نبیوں میں سے بلکہ محمد کی نبوت محمد ہی کے پاس رہی۔ یہی وجہ ہے کہ حضور (مرزا) نے اپنی نبوت کو ظلی اور مجازی نبوت کہا ہے اور حقیقی و مستقل نبوت نہ کہا۔ بعض لوگ اس نکتہ کو نہیں سمجھے...... میرا ایمان ہے کہ اگر مرزا قادیانی مستقل اور حقیقی نبی ہوتے تو ہرگز ہرگز یہ درجہ نہ پاتے۔ جو محمد رسول اللہ ﷺ ہو کر پایا...... تم پر اللہ کا بڑا فضل ہے۔ کیونکہ اگر تم اپنی ساری جائیدادیں سارے اموال اور جانیں قربان کر دیتے تو بھی صحابہ کرام میں شامل نہ ہو سکتے۔ یہ مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ غوث قطب ولی جتنے بزرگ امت محمدیہ میں گذرے ہیں ان کا ایمان صحابی کے ایمان کے برابر نہیں ہوسکتا...... اللہ نے تمہیں محمد رسول کا چہرہ مبارک دکھا کر اس کی صحبت سے مستفاد کر کے صحابہ کرام کے گروہ میں شامل کر دیا۔''

(تقریر سید سرور شاہ صاحب قادیانی، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲ نمبر۸۳، ص۷، مورخہ ۲۷ ردسمبر ۱۹۱۴ء)

''جس بناء پر میں اپنے تئیں نبی کہلاتا ہوں۔ وہ صرف اس قدر ہے کہ میں خداتعالیٰ کی ہم کلامی سے مشرف ہوں اور میرے ساتھ بکثرت بولتا اور ہم کلام کرتا ہے اور میری باتوں کا جواب دیتا ہے۔ بہت سی غیب کی باتیں میرے پر ظاہر کرتا ہے اور آئندہ زمانوں کے وہ راز میرے پر کھولتا ہے کہ جب تک انسان کو اس کے ساتھ خصوصیت کا قرب نہ ہو۔ دوسرے پر وہ اسرار نہیں کھولتا اور ان ہی امور کی کثرت کی وجہ سے اس نے میرا نام نبی رکھا ہے۔ سو میں خدا کے حکم کے موافق نبی ہوں اور اگر میں اس سے انکار کروں تو میرا گناہ ہوگا اور جس حالت میں خدا میرا نام نبی رکھتا ہے تو میں کیونکر انکار کر سکتا ہوں۔ میں اس پر قائم ہوں۔ اس وقت تک جو اس دنیا سے گذر جاؤں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۷، مرزا قادیانی کا خط، مورخہ ۲۳ رمئی ۱۹۰۸ء بنام اخبار عام لاہور)

''پس میں جب کہ اس مدت تک ڈیڑھ سو پیش گوئی کے قریب خدا کی طرف سے پا کر

بچشم خود دیکھ چکا ہوں کہ صاف طور پر پوری ہوگئیں۔ تو میں اپنی نسبت نبی یا رسول کے نام سے کیوں کر انکار کرسکتا ہوں اور جب کہ خود خدا تعالیٰ نے یہ نام میرے رکھے ہیں تو میں کیوں کر رد کر دوں یا کیوں کر اس کے سوا کسی سے ڈروں۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ دو ہزار نبی پر بھی تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی اس سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے...... لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں نہیں مانتے۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

''خدا نے میرے ہزار ہا نشانوں سے میری وہ تائید کی ہے کہ بہت ہی کم نبی گذرے ہیں جن کی یہ تائید کی گئی۔ لیکن پھر بھی جن کے دلوں پر مہریں ہیں وہ خدا کے نشانوں سے کچھ بھی فائدہ نہیں اٹھاتے۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۸، ۱۴۹، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۷)

''اور میں اس خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اسی نے میری تصدیق کے لئے بڑے بڑے نشان ظاہر کئے جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔''

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۸، خزائن ج ۲۲ ص ۵۰۳)

''سچا خدا وہی ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء ص ۱۱، خزائن ج ۱۸ ص ۲۳۱)

''درحقیقت خدا کی طرف سے خدا تعالیٰ کی مقرر کردہ اصطلاح کے مطابق قرآن کریم کے بتائے ہوئے معنی کی رو سے جو نبی ہو اور نبی کہلانے کا حقدار ہو تمام کمالات نبوت اس میں اس حد تک پائے جاتے ہوں۔ جس حد تک نبیوں میں پائے جانے ضروری ہیں تو میں کہوں گا کہ ان معنوں کی رو سے حضرت مسیح موعود حقیقی نبی تھے۔'' (القول الفصل ص ۱۲، محمود احمد قادیانی)

''پس شریعت اسلامی نبی کے جو معنی کرتی ہے اس کے معنی سے حضرت (مرزا قادیانی) ہرگز مجازی نبی نہیں ہیں بلکہ حقیقی نبی ہیں۔''

(حقیقت النبوۃ حصہ اوّل ص ۱۸۰، مصنفہ محمود احمد قادیانی)

''حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) رسول اللہ اور نبی اللہ جو کہ اپنی ہر ایک شان میں اسرائیلی مسیح سے کم نہیں اور ہر طرح سے بڑھ چڑھ کر ہے۔''

(کشف الاختلاف ص ۷، مصنفہ سید محمد سرور شاہ قادیانی)

''حضرت مسیح موعود کے زمانہ میں میں نے اپنی کتاب انوار اللہ میں ایک سوال کے جواب میں لکھا ہے کہ حضرت مسیح موعود بموجب حدیث صحیح حقیقی نبی ہیں اور ایسے ہی نبی ہیں۔ جیسے حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام و آنحضرت ﷺ ہیں۔ ''لا نفرق بین احد من رسله'' ہاں صاحب شریعت جدیدہ نبی نہیں۔ جیسے کہ پہلے بھی بعض صاحب شریعت نبی نہ تھے...... یہ کتاب حضرت مسیح موعود نے پڑھ کر فرمایا آپ نے ہماری طرف سے حیدرآباد دکن میں حق تبلیغ ادا کر دیا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۳۸، ۳۹ ص ۶، مورخہ ۱۹، ۲۱ ستمبر ۱۹۱۵ء)

''میں حلفی بیان دیتا ہوں کہ خدا ایک اور محمد رسول اللہ اس کے سچے نبی خاتم النبیین ہیں اور حضرت مرزا قادیانی اسی طرح نبی اللہ ہیں۔ جس طرح دوسرے ایک لاکھ ۲۴ ہزار نبی اللہ تھے۔ ذرہ فرق نہیں۔ فقط بابو غلام محمد صاحب قادیان ریٹائرڈ فور مین۔''

(مندرجہ رسالہ فرقان قادیان ج ۱ نمبر ۱۰، بابت ماہ اکتوبر ۱۹۴۲ء)

''مبشراً برسول یاتی من بعدی اسمه احمد'' آیت مرقومہ الصدر کے الفاظ میں مسیح نے خدا کی طرف سے ایک پیش گوئی کی ہے کہ میں ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا ہوں جس کا آنا میرے بعد ہوگا۔ اس کا نام احمد ہے۔ پیش گوئی میں آنے والے رسول کا اسم احمد بتلایا گیا ہے۔ جس کے مصداق حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اس لئے نہیں ہو سکتے کہ قرآنی وحی میں کسی مقام سے آپ کا نام نامی احمد ثابت نہیں ہوتا۔ ہاں محمد آپ کا اسم گرامی ضرور ہے۔ جیسا کہ آپ قبل از دعویٰ نبوت محمد کے نام سے ہی مشہور تھے اور ایسا ہی قرآنی وحی میں بھی بار بار آپ کو محمد ہی کے نام سے یاد فرمایا گیا اور تورات میں بھی آپ کی پیش گوئی میں آپ کا نام محمد ہی بتایا گیا۔ جیسا کہ سورہ فتح میں اس کی تصدیق موجود ہے۔ جہاں فرمایا: ''محمد رسول الله والذین معه اشداء علی الکفار رحماء بینهم'' لیکن اسم احمد کا ذکر تمام قرآن میں ایک جگہ صرف سورۂ صف میں ہی پایا جاتا ہے اور وہ بھی حکایۃ مسیح کی پیش گوئی کے الفاظ ہیں۔ جس کا مصداق حضرت مسیح موعود کے الہامات میں بار بار آپ کو ہی قرار دیا اور بار بار اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ آنے والا احمد رسول جس کا ذکر مسیح کی پیش گوئی میں ہے وہ آپ (مرزا قادیانی ہی) ہیں اور اگر احمد والی پیش گوئی کے مصداق آنحضرت ﷺ رسول اللہ ﷺ ہی تھے تو ضروری تھا کہ آپ کی وحی بھی آپ کو احمد ٹھہرا کر اس امر کی تصدیق کرتی۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۳ نمبر ۲۵، مورخہ ۱۹ اگست ۱۹۱۵ء)

''اب یہاں سوال ہوتا ہے کہ وہ کون رسول ہے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد آیا

اور اس کا نام احمد ہے۔ میرا اپنا دعویٰ ہے اور میں نے یہ دعویٰ یوں ہی نہیں کر دیا۔ بلکہ حضرت مسیح موعود کی کتابوں میں بھی اس طرح لکھا ہوا ہے اور حضرت خلیفہ الاوّل نے بھی یہ ہی فرمایا ہے کہ مرزا قادیانی احمد ہیں۔ چنانچہ ان کے درسوں کے فوٹوں میں یہی چھپا ہے اور میرا ایمان ہے کہ اس آیت ''اسمه احمد'' کے مصداق حضرت مسیح موعود ہی ہیں۔'' (انوار خلافت ص ۲۱)

''جب اسی آیت ''اسمه احمد'' میں ایک رسول کا جس کا اسم ذات احمد جو ذکر ہے۔ دو کا نہیں اور اس شخص کی تعین ہم حضرت مسیح موعود پر کرتے ہیں تو اس سے خود نتیجہ نکل آیا کہ دوسرا اس کا مصداق نہیں اور جب ہم یہ ثابت کر دیں کہ حضرت مسیح موعود اس پیش گوئی کے مصداق میں تو یہ بھی ثابت ہو گیا کہ دوسرا کوئی شخص اس کا مصداق نہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۴ نمبر ۴۳، ۴۴ ص ۵، مورخہ ۲، ۵ دسمبر ۱۹۱۶ء)

خاتم النبیین ہونے کا دعویٰ

خاتم نبوت کی اصل حقیقت کو دنیا میں کماحقہ کوئی نہیں جو سمجھ سکتا سوائے اس کے جو خود حضرت خاتم الانبیاء کی طرح خاتم الاولیاء ہے۔ کیونکہ کسی چیز کی اصل حقیقت کا سمجھنا اس کے اہل پر موقوف ہوتا ہے اور یہ ایک ثابت شدہ امر ہے کہ خاتمیت کے اہل حضرت محمد ﷺ ہیں یا حضرت مسیح موعود۔''

(قادیانی رسالہ تشحیذ الاذہان ج ۱۲ نمبر ۸ ص ۱، بعنوان محمدی ختم نبوت کی اصل حقیقت، اگست ۱۹۱۷ء)

''محمدی ختم نبوت سے بکلی باب نبوت بند نہیں ہوا۔ کیونکہ باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی الٰہی بند نہیں ہوا۔'' (تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ ج ۱۲ ص ۴۶، اگست ۱۹۱۷ء)

''آنحضرت ﷺ کے بعد صرف ایک نبی کا ہونا لازم ہے اور بہت سارے انبیاء کا ہونا خدا تعالیٰ کی بہت سی مصلحتوں اور حکومت میں رخنہ واقع کرتا ہے۔''

(تشحیذ الاذہان قادیان نمبر ۸ ج ۱۲ ص ۱۱، بابت ماہ اگست ۱۹۱۷ء)

''پس ثابت ہوا کہ امت محمدیہ میں ایک سے زیادہ نبی کسی صورت میں بھی نہیں آ سکتے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے اپنی امت میں سے صرف ایک نبی اللہ کے آنے کی خبر دی ہے۔ جو مسیح موعود ہے اور اس کے سوا قطعاً کسی کا نام نبی اللہ یا رسول اللہ نہیں رکھا اور نہ کسی اور نبی کے آنے کی آپ نے خبر دی ہے۔ بلکہ لا نبی بعدی فرما کر اوروں کی نفی کر دی اور کھول کر بیان فرما دیا کہ مسیح موعود کے سوا میرے بعد قطعاً کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اس امت میں نبی صرف ایک ہی آ سکتا ہے جو مسیح موعود ہے اور قطعاً کوئی نہیں آ سکتا۔ جیسا کہ دیگر احادیث پر نظر کرنے سے یہ امر

تحقق ہو چکا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت مسیح موعود کا نام نبی اللہ رکھا ہے اور کسی کو یہ نام ہرگز نہیں دیا۔" (رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج ۹ نمبر ۳ ص ۳۰ تا ۳۲، ماہ مارچ ۱۹۱۴ء)

"اس لئے ہم اس امت میں صرف ایک ہی نبی کے قائل ہیں۔ آئندہ کا حال پردہ غیب میں ہے..... اس پر بحث کرنا انبیاء کا کام ہے نہ ہمارا۔ پس ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ اس وقت تک اس امت میں کوئی اور شخص نبی نہیں گذرا کیونکہ اس وقت تک نبی کی تعریف کسی اور انسان پر صادق نہیں آتی۔" (حقیقت النبوۃ ص ۱۳۸، مصنفہ میاں محمود احمد قادیان)

"آپ کا چوتھا سوال یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد کوئی اور نبی آئے گا یا آسکتا ہے۔ اگر کوئی نیا نبی مبعوث ہو تو احمدی لوگ اس پر ایمان لائیں گے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ مرزا قادیانی کے بعد نبی آسکتا ہے۔ آئے گا تو اس ایمان لانا احمدیوں کے لئے ضروری ہوگا۔"

(مکتوب میاں محمود احمد خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۲۹ اپریل ۱۹۲۷ء)

ختم نبوت کا انکار

"خاتم النبیین آنے والے نبیوں کے لئے روک نہیں ہے۔ انبیاء عظام حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کے خادموں میں پیدا ہوں گے اور وہ ہمیشہ اسلام کے محافظ اور شائع کرنے والے ہوں گے۔ ان کا کام صرف یہی ہوگا کہ جب اسلام کے چہرہ منور پر اور جسم صفاء پر نفسانیات او تیرگی کے باعث کجرو علماء گرد و غبار ڈال دیں گے تو وہ اس کو صاف کر دیا کریں گے۔"

(اخبار الفضل قادیان کا خاتم النبیین نمبر ۱۵ ج ۱۵ نمبر ۹۶، ۹۷ بابت ۲۲/۲۶ جون ۱۹۲۸ء)

"انہوں نے یہ سمجھ لیا کہ خدا کے خزانے ختم ہو گئے..... ان کا یہ سمجھنا خدا تعالیٰ کی قدر کو ہی نہ سمجھنے کی وجہ سے ہے۔ ورنہ ایک نبی کیا میں تو کہتا ہوں کہ ہزاروں نبی ہوں گے۔"

(انوار خلافت ص ۶۲، مصنفہ محمود احمد)

"اگر میری گردن کے دونوں طرف تلوار بھی رکھ دی جائے اور مجھے کہا جائے کہ تم یہ کہو کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا تو میں اسے ضرور کہوں گا تو جھوٹا ہے۔ کذاب ہے۔ آپ کے بعد نبی آسکتے ہیں اور ضرور آسکتے ہیں۔" (انوار خلافت ص ۶۵، مصنفہ میاں محمود احمد)

"ہمارا یہ بھی یقین ہے کہ اس امت کی اصلاح اور درستی کے لئے ہر ضرورت کے موقع پر اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء بھیجتا رہے گا۔"

(ارشاد میاں محمود احمد، خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۲ نمبر ۱۴۳ ص ۵، مورخہ ۱۲ مئی ۱۹۲۵ء)

ترک نبوت کا معاہدہ

''صاحب انصاف طلب کو یاد رکھنا چاہئے کہ اس عاجز نے کبھی اور کسی وقت بھی حقیقی طور پر نبوت یا رسالت کا دعویٰ نہیں کیا اور غیر حقیقی طور پر کسی لفظ کو استعمال کرنا اور لغت کے عام معنوں کے لحاظ سے اس کو بول چال میں لانا مستلزم کفر نہیں مگر میں اس کو بھی پسند نہیں کرتا کہ اس میں عام مسلمانوں کو دھوکا لگ جانے کا احتمال ہے۔'' (انجام آتھم ص ۲۷، خزائن ج ۱۱ص ۲۷)

''جو مباحثہ لاہور میں مولوی عبدالحکیم صاحب اور مرزا غلام احمد قادیانی کے درمیان چند روز سے بابت مسئلہ دعوئے نبوت مندرجہ کتب مرزا قادیانی کے ہو رہا تھا۔ آج مولوی صاحب کی طرف سے تیسرا پرچہ جواب الجواب کے جواب میں لکھا جا رہا تھا۔ اثنائے تحریر میں مرزا قادیانی کی عبارت مندرجہ ذیل کے بیان کرنے پر جلسہ عام میں فیصلہ ہوگیا جو عبارت درج ذیل ہے۔''

(المرقوم ۳ رفروری ۱۸۹۲ء)

''الحمدللہ والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ خاتم النبیین ''امابعد! تمام مسلمانوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اس عاجز کے رسالہ فتح الاسلام وتوضیح المرام، ازالہ اوہام میں جس قدر ایسے الفاظ موجود ہیں کہ محدث ایک معنی میں نبی ہوتا ہے یا یہ کہ محدثیت جزوی نبوت ہے یا کہ محدثیت نبوت ناقصہ ہے۔ یہ تمام الفاظ حقیقی معنوں پر محمول نہیں ہیں۔ بلکہ صرف سادگی سے ان کے معنوں کی رو سے بیان کئے گئے ہیں۔ ورنہ حاشا وکلا مجھے نبوت حقیقی کا ہرگز دعویٰ نہیں ہے۔ بلکہ جیسا کہ کتاب (ازالہ اوہام ص ۱۳۷) میں لکھ چکا ہوں۔ میرا اس بات پر ایمان ہے کہ ہمارے سیدومولیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ خاتم الانبیاء ہیں۔ سو میں تمام مسلمان بھائیوں کی خدمت میں واضح کرنا چاہتا ہوں کہ اگر وہ ان لفظوں سے ناراض ہیں...... وہ ان الفاظ کو ترمیم شدہ تصور فرما کر بجائے اس کے محدث کا لفظ میری طرف سے سمجھ لیں۔ کیونکہ کسی طرح مجھ کو مسلمانوں میں تفرقہ اور نفاق ڈالنا منظور نہیں ہے۔ جس حالت میں ابتداء سے میری نیت میں جس کو اللہ جل شانہ خوب جانتا ہے۔ اس لفظ نبی سے مراد نبوت حقیقی نہیں ہے۔ بلکہ صرف محدث مراد ہے۔ جس کے معنی آنحضرت ﷺ نے مکلم مراد لئے ہیں۔ تو پھر مجھے اپنے مسلمان بھائیوں کی دل جوئی کے لئے اس لفظ کو دوسرے پیرایہ میں بیان کرنے سے کیا عذر ہوسکتا ہے۔ سو دوسرا پیرایہ یہ ہے کہ بجائے لفظ نبی کے محدث کا لفظ ہر ایک جگہ سمجھ لیں اور اس کو یعنی لفظ نبی کو کاٹا ہوا خیال فرمالیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۱ص ۳۱۲، ۳۱۳)

ختم نبوت کی توہین

''تیرہ سو برس تک نبوت کے لفظ کا اطلاق تو آپ کی نبوت کی عظمت کے پاس سے نہ

کیا اور اس کے بعد اب مدت دراز کے گذرنے سے لوگوں کے چونکہ اعتقاد اس امر پر پختہ ہو گئے تھے کہ آنحضرت ہی خاتم الانبیاء ہیں اور اب اگر کسی دوسرے کا نام نبی رکھا جائے تو اس سے آنحضرت کی شان میں فرق بھی نہیں آتا۔ اس لئے اب نبوت کا لفظ مسیح کے لئے ظاہراً بھی بول دیا۔ آپ کے جانشینوں اور آپ کی امت کے خادموں پر صاف صاف نبی اللہ ہونے کے واسطے دو امور مدنظر رکھنے ضروری تھے۔ اوّل عظمت آنحضرت دوم عظمت اسلام۔ سو آنحضرت کی عظمت کے پاس کی وجہ سے ان لوگوں پر تیرہ سو برس تک نبی کا لفظ نہ بولا گیا تا کہ آپ کی ختم نبوت کی توہین نہ ہو۔ کیونکہ اگر آپ کے بعد ہی آپ کی امت کے خلیفوں یا صلحاء لوگوں پر نبی کا لفظ بولا جانے لگتا۔ جیسے حضرت موسیٰ کے بعد لوگوں پر بولا جاتا رہا۔ تو اس میں آپ کی ختم نبوت کی توہین تھی اور کوئی عظمت نہ تھی۔ سو خدا نے ایسا کیا کہ اپنی حکمت اور لطف سے آپ کے بعد تیرہ سو برس تک اس لفظ کو آپ کی امت سے اٹھا دیا۔ آپ کی نبوت کی عظمت کا حق ادا ہو جائے اور پھر چونکہ اسلام کی عظمت چاہتی تھی کہ اس میں بھی بعض ایسے افراد ہوں جن پر آنحضرت کے بعد لفظ نبی اللہ بولا جائے اور تا پہلے سلسلے سے اس کی مماثلت پوری ہو۔ آخری زمانے میں مسیح موعود کے واسطے آپ کی زبان سے نبی اللہ کا لفظ نکلوا دیا اور اس طرح پر نہایت حکمت اور بلاغت سے دو متضاد باتوں کو پورا کیا۔ موسوی سلسلے کی مماثلت بھی قائم رکھی اور عظمت نبوت آنحضرت بھی قائم رکھی۔“

(اخبار الحکم قادیان مورخہ ۱۷ اپریل ۱۹۰۳ء، منقول از رسالہ ختم نبوت ص۱۰، از فخر الدین ملتانی)

مہر کا معمہ

”جس کامل انسان پر قرآن شریف نازل ہوا اور وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ اس معنوں سے کہ وہ صاحب خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور بجز اس کے کوئی نبی صاحب خاتم نہیں۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے اور اس کی ہمت اور ہمدردی نے امت کو ناقص حالت پر چھوڑنا نہیں چاہا۔“ (گویا مرزا قادیانی نبی نہ مانے جائیں تو امت محمدیہ ناقص اور نبی کریم ﷺ کی ہمت وہمدردی بھی ناقص قرار پائی ہے) (حقیقت الوحی ص۲۷، ۲۸، خزائن ج۲۲ ص۲۹، ۳۰)

”خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مسیح موعود نے فرمایا کہ ”خاتم النبیین“ کے معنی یہ ہیں کہ آپ کی مہر کے بغیر کسی کی نبوت تصدیق نہیں ہو سکتی۔ جب مہر لگ جاتی ہے تو وہ کاغذ سند ہو جاتا ہے اور مصدقہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح آنحضرت کی مہر اور تصدیق جس نبوت پر نہ ہو وہ صحیح نہیں ہے۔“ (ملفوظات احمدیہ حصہ پنجم ص۲۹۰، مرتبہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

ہمارا ایمان کہ ہماری مقدس شریعت کا ایک ایک حکم قیامت تک جاری رہے گا۔ ایک حکم بھی منسوخ نہیں ہوسکتا۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، جہادوغیرہ جمیع حکم انمٹ ہیں۔ مگر مرزا قادیانی چونکہ نبوت کا اعلان کر چکے ہیں۔ اس لئے احکام میں تبدیلی بھی کی۔ بلکہ سارا ڈھانچہ ہی بدل دیا۔ نہ وہ خدا ہے، نہ فرشتہ، نہ وہ زبان۔ ہر ایک چیز بدل کرر کھ دی ہے۔ ملاحظہ فرمایئے:

قرآن کے متعلق

''خداتعالیٰ نے حضرت احمد (مرزا قادیانی) کے بہیئت مجموعی الہامات کو الکتاب المبین فرمایا ہے اور جدا جدا الہامات کو آیات سے موسوم کیا ہے۔ حضرت (مرزا قادیانی) کو یہ الہام متعدد دفعہ ہوا ہے۔ پس آپ کی وحی بھی جدا جدا آیت کہلا سکتی ہے۔ جب کہ خداتعالیٰ نے ان کو ایسا نام دیا ہے اور مجموعہ الہامات کو الکتاب المبین کہہ سکتے ہیں۔ پس جس شخص یا اشخاص کے نزدیک نبی اور رسول کے واسطے کتاب لانا ضروری شرط ہے۔ خواہ وہ کتاب شریعت کاملہ ہو یا کتاب المبشر ات والمنذ رات ہوتو ان کو واضح ہو کہ ان کی اس شرط کو بھی خدا نے پورا کر دیا ہے اور حضرت (مرزا قادیانی) کے مجموعہ الہامات جو مبشرات اور منذرات ہیں۔ الکتاب المبین کے نام سے موسوم کیا ہے۔ پس آپ اس پہلو سے بھی نبی ثابت ہیں۔'' ولو کرہ الکفرون''

(رسالہ احمدی نمبر ۵، ۶، ۷ موسوم النبوۃ فی الہام ص ۴۳، ۴۴، مؤلفہ قاضی محمد یوسف پشاوری، قادیانی)

''اور خدا کا کلام اس قدر مجھ پر نازل ہوا ہے کہ اگر وہ تمام لکھا جائے تو بیس جزو سے کم نہیں ہوگا۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۹۱، خزائن ج ۲۲ ص ۴۰۷)

حدیث کے متعلق

''اور ہم اس کے جواب میں خداتعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اس دعوے کی بنیاد حدیث نہیں۔ بلکہ قرآن اور وحی ہے۔ جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اور میری وحی کے معارض نہیں اور دوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (نزول المسیح ص ۳۰، خزائن ج ۱۹ ص ۱۴۰)

''اور جو شخص حکم ہو کر آیا ہے اس کو اختیار ہے کہ حدیثوں کے ذخیرہ سے جس انبار کو چاہے خدا سے علم پاکر قبول کرلے اور جس ڈھیر کو چاہے خدا سے علم پاکر رد کر دے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۱۰، خزائن ج ۱۷ ص ۵۱)

جہاد کے متعلق

''جہاد یعنی دینی لڑائیوں کی شدت کو خداتعالیٰ آہستہ آہستہ کم کرتا گیا ہے۔ حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے وقت میں اس قدر شدت تھی کہ ایمان لانا بھی قتل سے بچا نہیں سکتا تھا اور شیر خوار بچے بھی قتل کئے جاتے تھے۔ پھر ہمارے نبی ﷺ کے وقت میں بچوں اور بوڑھوں اور عورتوں کا قتل کرنا حرام کیا گیا اور پھر بعض قوموں کے لئے بجائے ایمان کے صرف جزیہ دے کر مواخذہ سے نجات پانا قبول کیا گیا اور پھر مسیح موعود کے وقت قطعاً جہاد کا حکم موقوف کر دیا گیا۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۳)

''آج سے انسانی جہاد جو تلوار سے کیا جاتا تھا۔ خدا کے حکم کے ساتھ بند کیا گیا۔ اب اس کے بعد جو شخص کافر پر تلوار اٹھاتا اور اپنا نام غازی رکھتا ہے۔ وہ اس رسول کریم ﷺ کی نافرمانی کرتا ہے۔ جس نے آج سے تیرہ سو برس پہلے فرما دیا ہے کہ مسیح موعود کے آنے پر تمام تلوار کے جہاد ختم ہو جائیں گے۔ سو اب میرے ظہور کے بعد تلوار کا کوئی جہاد نہیں۔ ہماری طرف سے امان اور صلح کاری کا سفید جھنڈا بلند کیا گیا۔''

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۵)

اب چھوڑ دو جہاد کا دوستو خیال
دیں کے لئے حرام ہے اب جنگ وقتال
اب آ گیا مسیح جو دین کا امام ہے
دین کی تمام جنگوں کا اب اختتام ہے
اب آسماں سے نور خدا کا نزول ہے
اب جنگ اور جہاد کا فتویٰ فضول ہے
دشمن ہے وہ خدا کا جو کرتا ہے اب جہاد
منکر نبی کا ہے جو یہ رکھتا ہے اعتقاد

(مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۹۷، ۲۹۸)

نیا حج

اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمارا وہ جلسہ سالانہ شروع ہونے والا ہے۔ جس کی بنیاد حضرت مسیح موعود نے اللہ تعالیٰ کے ارشاد کے ماتحت رکھی اور جس میں شامل ہونے کی یہاں تک تاکید کی کہ آپ نے فرمایا: ''اس جگہ نفلی حج سے ثواب زیادہ ہے اور غافل رہنے میں نقصان اور خطرہ کیوں کہ سلسلہ آسمانی ہے اور حکم ربانی۔''

(آئینہ کمالات اسلام ص ۳۵۲، خزائن ج ۵ ص ۳۵۲)

نیا کلمہ

''اگر ہم بفرض محال یہ بات مان بھی لیں کہ کلمہ شریف میں نبی کریم کا اسم مبارک اس

لئے رکھا گیا ہے کہ آپ آخری نبی ہیں تو تب بھی کوئی حرج واقع نہیں ہوتا اور ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش آتی کیوں، مسیح موعود نبی کریم سے کوئی الگ چیز نہیں۔ جیسا کہ وہ (مرزا قادیانی) خود فرماتا ہے۔''صار وجودی وجوده نیز من فرق بینی وبین المصطفے فما عرفنی ومارائی ''اور یہ اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا۔ جیسا کہ آیت آخرین منہم سے ظاہر ہے۔ پس مسیح موعود (مرزا قادیانی) خود محمد رسول اللہ ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لئے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ اگر محمد رسول اللہ کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔''

(کلمۃ الفصل ص ۱۵۸، مصنفہ صاحبزادہ بشیر احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کی وحی

''اور میں جیسا کہ قرآن شریف کی آیات پر ایمان رکھتا ہوں۔ ایسا ہی بغیر فرق ایک ذرہ کے خدا کی اس کھلی وحی پر ایمان لاتا ہوں۔ جو مجھے ہوئی۔ جس کی سچائی اس کے متواتر نشانوں سے مجھ پر کھل گئی ہے اور میں بیت اللہ میں کھڑے ہو کر یہ قسم کھا سکتا ہوں کہ وہ پاک وحی جو میرے پر نازل ہوتی ہے اور اسی خدا کا کلام ہے۔ جس نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر اپنا کلام نازل کیا تھا۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص ۶، خزائن ج ۱۸ ص ۲۱۰)

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ ان الہامات پر اسی طرح ایمان لاتا ہوں۔ جیسا کہ قرآن شریف پر خدا کی دوسری کتابوں پر اور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں۔ اسی طرح اس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے۔ خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص ۲۱۱، خزائن ج ۲۲ ص ۲۲۰)

''میں خدا تعالیٰ کے ان تمام الہامات پر جو مجھے ہو رہے ہیں۔ ایسا ہی ایمان رکھتا ہوں جیسے کہ تورات اور انجیل اور قرآن مقدس پر ایمان رکھتا ہوں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۱۵۴)

''مجھے اپنی وحی پر ایسا ہی ایمان ہے جیسا کہ تورات اور انجیل اور قرآن کریم پر۔''

(اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۴)

''ان حوالہ جات سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت مسیح موعود اپنے الہامات کو کلام الٰہی قرار دیتے ہیں اور ان کا مرتبہ بلحاظ کلام الٰہی ہونے کے ایسے ہی ہے جیسا کہ قرآن مجید اور تورات اور انجیل کا۔'' (اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۴، مورخہ ۱۳ جنوری ۱۹۳۵ء، منکرین خلافت کا انجام ص ۴۹)

''حضرت مسیح موعود اپنی وحی جماعت کو سنانے پر مامور ہیں۔ جماعت احمدیہ کو اس وحی

اللہ پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا فرض ہے۔ کیونکہ وحی اللہ اسی غرض کے واسطے سنائی جاتی ہے۔ ورنہ اس کا سنانا اور پہچاننا ہی بے سود اور لغو فعل ہوگا۔ جب کہ اس پر ایمان لانا اور اس پر عمل کرنا مقصود بالذات ہو۔ یہ شان بھی صرف انبیاء ہی کو حاصل ہے کہ ان کی وحی پر ایمان لایا جائے۔ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو ملا۔ پس یہ امر بھی آپ کی (مرزا قادیانی) کی نبوت کی دلیل ہے۔''

(رسالہ احمدی نمبر ۵، ۶، ۷، بابت ۱۹۱۹ء موسومہ النبوۃ فی الالہام ص ۲۸، مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

درود شریف

''پس آیت ''یا ایھا الذین آمنوا صلوا علیه وسلموا تسلیما'' کی رو سے اور ان احادیث کی رو سے جن میں آنحضرت ﷺ پر درود بھیجنے کی تاکید پائی جاتی ہے۔ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) پر درود بھیجنا بھی اسی طرح ضروری ہے۔ جس طرح آنحضرت ﷺ پر بھیجنا ازبس ضروری ہے۔ اس کے لئے کسی مزید دلیل اور ثبوت کی ضرورت نہیں۔ تاہم ذیل میں چند فقرات حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی وحی الٰہی کے بطور نمونہ نقل کئے جاتے ہیں۔ جن میں آپ پر درود بھیجنا آپ کی جماعت کا ایک فرض قرار دیا گیا ہے۔'' (رسالہ درود شریف مصنفہ محمد اسماعیل قادیانی)

''تمہیں اصحاب الصفہ (کی ایک عظیم الشان جماعت) دی جائے گی اور تمہیں کیا معلوم کہ اصحاب الصفہ کس شان کے لوگ ہیں۔ تم ان کی آنکھوں سے بکثرت آنسو بہتے دیکھو گے اور وہ تم پر درود بھیجیں گے۔'' (اربعین نمبر۲ ص۴، خزائن ج۱۷ ص۳۵۰)

''وہ لوگ تم پر درود بھیجیں گے جو (اس جماعت میں) مثیل انبیاء بنی اسرائیل پیدا ہوں گے۔'' (الہام مرزا قادیانی مندرجہ رسالہ درود شریف ص۱۳۷، مؤلفہ محمد اسماعیل قادیانی)

''خدا عرش پر تیری تعریف کرتا ہے۔ ہم تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرے پر درود بھیجتے ہیں۔'' (اربعین نمبر۳ ص۲۴، خزائن ج۱۷ ص۴۱۱)

''سلام علیٰ ابراھیم'' ابراہیم پر السلام (یعنی اس عاجز پر)

(اربعین نمبر۲ ص۹، ۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۵۵، ۳۶۸)

''ان الہامات کے کئی مقامات میں اس خاکسار پر خداتعالیٰ کی طرف سے صلوٰۃ اور سلام ہے۔'' (اربعین نمبر۲ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۸)

نئے فرشتے

ٹیچی ٹیچی۔ (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

خیراتی، شیر علی۔ (تریاق القلوب ص۹۴، خزائن ج۱۵ ص۳۵۱)

نزول جبرائیل

’’جو لوگ نبیوں اور رسولوں پر حضرت جبرائیل علیہ السلام کا وحی لانا ضروری شرط نبوت قرار دیتے ہیں ان کے واسطے یہ امر واضح ہے کہ حضرت (مرزا قادیانی) کے پاس نہ صرف ایک بار جبرائیل آیا۔ بلکہ بار بار رجوع کرتا تھا اور وحی خداوندی لاتا رہا۔ قرآن میں نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی صرف حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے واسطے ثابت ہے۔ ورنہ دوسرے انبیاء کے واسطے جبرائیل کا نزول از روئے قرآن شریف ثابت نہیں۔ اعلیٰ درجہ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا ہے۔ خواہ اس کا کوئی دوسرا فرشتہ کہو یا جبرائیل کہو اور چونکہ حضرت احمد (مرزا قادیانی) بھی نبی اور رسول تھے اور آپ پر اعلیٰ درجہ کی وحی کا یعنی وحی رسالت کا نزول ہوتا رہا ہے۔ لہٰذا آپ کی وحی کے ساتھ فرشتہ ضرور آتا تھا اور خداتعالیٰ نے اس فرشتہ کا نام تک بتادیا ہے کہ وہ فرشتہ جبرائیل ہی ہیں۔‘‘

(نمبر ۵،۶،۷، بابت ۱۹۱۹ء موسومہ نبوت فی الالہام ص۳۰، مؤلفہ قاضی محمد یوسف قادیانی)

’’جاء فی ائل (یعنی ایل۔ایل۔بی۔المؤلف) واداراصبعہ واشار ان وعد اللہ اتی فطوبیٰ لمن وجدورائی ’’یعنی میرے پاس آئیل آیا (اس جگہ آئیل خداتعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے۔ اس لئے کہ بار بار رجوع کرتا ہے) اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا کہ خدا کا وعدہ آ گیا۔ پس مبارک وہ جو اس کو پاوے اور دیکھے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۰۳، خزائن ج۲۲ ص۱۰۶)

نیز (تذکرہ ص۳۹۹) یعنی وحی مقدس مجموعہ الہامات ومکاشفات مرزا قادیانی۔

’’آمد نزد من جبرئیل علیہ السلام وامر برگزید گردش داد انگشت خود را واشارہ کرد۔ خدا ترا از دشمناں نگہ خواہد داشت۔‘‘ (مواہب الرحمن ص۶۳، خزائن ج۱۹ ص۲۸۲)

تناقض کا بیان

’’میں پبلک اور حکام کی اطلاع کے لئے یہ بات واضح کردینا چاہتا ہوں کہ ہم حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو اللہ تعالیٰ کا مقدس نبی جری اللہ فی حلل الانبیاء اور بنی نوع انسان کا نجات دہندہ مانتے ہیں اور تمام وہ عقیدت مندی اور محبت جو کسی ہندو کو حضرت کرشن یا حضرت رام چندر جی سے یا کسی عیسائی کو حضرت مسیح ناصری سے یا کسی یہودی کو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ہوسکتی ہے وہ اپنے پورے کمال کے ساتھ ہم حضرت مسیح موعود کے ساتھ رکھتے ہیں۔‘‘ (چوہدری فتح محمد قادیانی ایم۔اے کی تقریر، بمقام قادیان، بتاریخ ۸؍جولائی ۱۹۳۵ء مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۱۰ ص۳، مورخہ ۱۲؍جولائی ۱۹۳۵ء)

''کسی عقلمند اور صاف دل انسان کے کلام میں ہرگز تناقض نہیں ہوتا۔ ہاں اگر کوئی پاگل یا مجنوں یا ایسا منافق ہو کہ خوشامد کے طور پر ہاں میں ہاں ملا دیتا ہو۔ اس کا کلام بے شک متناقض ہو جاتا ہے۔'' (ست بچن ص۳۰، خزائن ج۱۰ ص۱۴۲)

''ظاہر ہے کہ ایک دل سے دو متناقض باتیں نکل نہیں سکیں۔ کیونکہ ایسے طریق سے یا انسان پاگل کہلاتا ہے یا منافق۔'' (ست بچن ص۳۱، خزائن ج۱۰ ص۱۴۳)

''اس شخص کی حالت ایک مخبوط الحواس انسان کی حالت ہے کہ ایک کھلا کھلا تناقض اپنے کلام میں رکھتا ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ ص۱۹۱)

''جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ ص۲۷۵)

ہندوؤں سے جواز نکاح

''میاں محمود احمد قادیانی نے فرمایا کہ ہندو اہل کتاب ہیں اور سکھ بھی۔ کیونکہ وہ مسلمانوں کا ہی بگڑا ہوا فرقہ ہے۔''

(میاں محمود احمد قادیانی کی ڈائری، مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۰ نمبر۵ ص۵، مورخہ ۱۷؍جولائی ۱۹۲۲ء)

''ہندوستان میں ایسی مشرکات جن سے نکاح ناجائز ہے بہت کم ہیں۔ مجارٹی ایسے لوگوں کی ہے جن کی عورتوں سے نکاح جائز ہے۔ اس لئے مسلمانوں کے لئے اس مسئلہ پر عمل کرنے میں زیادہ دقتیں نہیں۔ سوائے سکھوں اور جینیوں کے عیسائیوں کی عورتوں اور ان لوگوں کی عورتوں سے جو وید پر ایمان رکھتے ہیں۔ (یعنی ہندوؤں کی عورتوں سے) نکاح جائز ہے۔''

(میاں محمود احمد قادیانی کا فتویٰ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج۱۷ نمبر۶۵ ص۸، مورخہ ۱۸؍فروری ۱۹۳۰ء)

جب سب کچھ نیا بن گیا تو مسلمانوں سے کیا تعلق رہا۔ اس لئے کہ نبی کے بدلنے سے امت بدل جاتی ہے۔ کتاب بدلنے سے امت بدل جاتی ہے۔ لہٰذا جیسے پہلے مستقل نبوت کا دعویٰ نہ تھا کہ کہہ دیا کہ میرا منکر کافر نہیں۔ جیسے (تریاق القلوب ص۱۳۰، خزائن ج۱۵ ص۴۳۲) میں فرمایا کہ:

''ابتداء سے میرا یہی مذہب ہے کہ میرے دعویٰ کے انکار کی وجہ سے کوئی شخص کافر نہیں ہوسکتا۔ یہ نکتہ یاد رکھنے کے لائق ہے کہ اپنے دعویٰ کے انکار کرنے والے کو کافر کہنا یہ صرف ان نبیوں کی شان ہے۔ جو خدا تعالیٰ کی طرف سے شریعت اور احکام جدیدہ لاتے ہیں۔ لیکن صاحب شریعت کے ماسوا جس قدر ملہم اور محدث گذرے ہیں وہ کیسی ہی جناب الٰہی میں اعلیٰ شان رکھتے ہوں اور خلعت مکالمہ الٰہیہ سے سرفراز ہوں ان کے انکار سے کوئی کافر نہیں بن جاتا۔''

مگر جب مستقل دعویٰ نبوت کر دیا تو منکروں کا انجام بھی واضح ہے۔ ملاحظہ کیجئے:

’’قادیانی محمودی تمام دنیا کے کلمہ گو مسلمانوں کو جنہوں نے حضرت مسیح موعود کی بیعت نہیں کی کافر اور خارج از دائرہ اسلام سمجھتے ہیں اور اس طرح محمد رسول اللہ ﷺ کے کلمہ کو منسوخ ٹھہراتے ہیں۔ کیونکہ اس کو پڑھ کر اب کوئی اسلام میں داخل نہیں ہوتا اور چالیس کروڑ مسلمانوں کو کافر اور اسلام سے خارج کر کے تیرہ سو برس کی آنحضرت ﷺ اور آپ کے صحابہ اور تمام امت کی محنت کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔‘‘ (جماعت لاہور کا اخبار پیغام صلح لاہور ج ۲۳ نمبر ۲، مورخہ ۵ جنوری ۱۹۳۵ء)

’’قادیانی مسلمانوں کو کافر سمجھتے ہیں۔ لیکن ان کے سامنے اپنے اس عقیدہ کو ظاہر کرنے کے خیال سے ہی ان پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ ان کو اپنے عقیدہ تکفیر کی تائید کے لئے کہیں سے کوئی معقول دلیل نہیں ملتی۔ جب ان پر ان کے مخصوص عقائد کے متعلق کوئی اعتراض کیا جاتا ہے تو وہ جواب نہیں دے سکتے۔ ان کی عملی کیفیت یہ ہے کہ قرآن دانی کے بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں۔ لیکن قرآن کی اشاعت کے لئے ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے۔ لے دے کے ان کے خلیفہ نے ایک تفسیر لکھی جسے عیب کی طرح چھپا رکھا ہے۔ یہ باتیں یقیناً سب کی تذلیل کا باعث ہیں۔‘‘

(قادیانیوں کی لاہوری جماعت کا اخبار پیغام صلح ج ۲۲ نمبر ۶۵ ص ۳، مورخہ ۱۹ را کتوبر ۱۹۳۴ء)

’’تلك كتب ينظر اليها كل مسلم بعين المحبة والمودة وينتفع من معارفها يقبلني ويصدق دعوتي الاذرية البغايا الذين ختم الله علىٰ قلوبهم فهم لا يقبلون ‘‘ان کتابوں کو سب مسلمان محبت کی آنکھ سے دیکھتے ہیں اور ان کے معارف سے فائدہ اٹھاتے ہیں اور میرے دعویٰ کی تصدیق کرتے ہیں۔ مگر بدکار عورتوں کی اولاد نہیں مانتے کہ ان کے دلوں پر اللہ تعالیٰ نے مہر کر دی ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۴۷، خزائن ج ۵ اص ایضاً)

’’واعلم ان كل من هو من ولد الحلال وليس من ذرية البغايا ونسل الدجال فيفعل امرا من امرين ‘‘اور جاننا چاہئے کہ ہر ایک شخص جو ولد الحلال ہے اور خراب عورتوں اور دجال کی نسل میں سے نہیں ہے۔ وہ دو باتوں میں سے ایک بات ضرور اختیار کرے گا۔

(نور الحق حصہ اوّل ص ۱۲۳، خزائن ج ۸ ص ۱۶۳)

علی ہذا مرزا قادیانی ایک دوسرے موقع پر اپنے مخالف مولوی عبدالحق صاحب غزنوی کو عربی میں گالی دے کر خود ہی اس کا اردو ترجمہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ ملاحظہ ہو: ’’رقصت کرقص بغية فى مجالس ‘‘تو نے بدکار عورت کی طرح رقص کیا۔

(حجۃ اللہ عربی ص ۸۷، خزائن ج ۱۲ اص ۲۳۵)

اس کے سوا ملاحظہ ہو:

۱...... ''ویتزوجون البغایا'' و درنکاح خود می آرند زنان بازاری را۔

(لجۃ النور ص۹۲، خزائن ج۱۶ص۴۲۸)

۲...... ''فلا شك ان البغایا قد خربن بلداننا ''پس ہیچ شک نیست کہ زناں فاحشہ ملک مارا خراب کردہ اند۔ (لجۃ النور ص۹۳، خزائن ج۱۶ص۴۲۹)

۳...... ''ان البغایا حزب نجس فی الحقیقة ''زنان فاحشہ در حقیقت پلید اند۔ (لجۃ النور ص۹۵، خزائن ج۱۶ص۴۳۱)

۴...... ''ان النساء داران کن بغایا فیکون رجالها دیوثین دجالین ''اگر در خانہ زناں آن فاسقہ باشند۔پس مردان آن خانہ دیوث و دجال مے باشند۔

(لجۃ النور ص۹۶، خزائن ج۱۶ص۴۳۲)

اذتینی خبثاً فلست بصادق
ان لم تحت بالخزی یا بن بغایا

مرا بخباثت خود ایذادہی پس من صادق نیم اگر تو اے نسل بدکاراں بذات نمیری۔

(انجام آتھم ص۲۸۲، خزائن ج۱۱ص۲۸۲)

''اور جو ہماری فتح کا قائل نہ ہوگا تو سمجھا جائے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار الاسلام ص۳۰، خزائن ج۹ص۳۱)

''یہ جھوٹے ہیں اور کتوں کی طرح جھوٹ کا مردار کھا رہے ہیں۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۲۵، خزائن ج۱۱ص۳۰۹)

''دشمن ہمارے بیانوں کے جنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ ص۱۰، خزائن ج۱۴ص۵۳)

مسلمانوں سے اختلاف

''حضرت مسیح موعود کے منہ سے نکلے ہوئے الفاظ میرے کانوں میں گونج رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا یہ غلط ہے کہ دوسرے لوگوں سے ہمارا اختلاف صرف وفات مسیح یا اور چند مسائل میں ہے۔آپ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی ذات رسول کریم ﷺ، قرآن، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، غرض کہ آپ نے تفصیل سے بتایا کہ ایک ایک چیز میں ہمیں ان سے اختلاف ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۱۹ نمبر۱۳، مورخہ ۳۰؍جولائی ۱۹۳۱ء)

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۸۲،۸۳، خزائن ج۲۱ ص۱۰۸،۱۰۹) میں آپ (یعنی مرزا قادیانی) تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ان ہی دنوں میں آسمان سے ایک فرقہ کی بنیاد ڈالی جائے گی اور خدا اپنے منہ سے اس فرقہ کی حمایت کے لئے ایک قرنا بجائے گا اور اس قرنا کی آواز پر ہر ایک سعید اس فرقہ کی طرف کھنچ آئے گا۔ بجز ان لوگوں کے جو شقی ازلی ہیں جو دوزخ کے بھرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔''

ایسا ہی اشتہار حسین کامی سفیر سلطان روم میں آپ لکھتے ہیں۔ ''خدا نے یہ ہی ارادہ کیا ہے کہ جو مسلمان مجھ سے الگ رہے گا وہ کاٹا جائے گا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ ص۳۱۶)

پھر ایک حضرت مسیح موعود کا الہام ہے جو آپ نے اشتہار (معیار الاخیار مورخہ ۲۲ رمئی ۱۹۰۰ء ص۸) پر درج کیا ہے اور وہ یہ ہے: ''جو شخص تیری پیروی نہیں کرے گا اور تیری بیعت میں داخل نہیں ہوگا اور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اور رسول کی نافرمانی کرنے والا جہنمی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۲۷۵)

''اختصار کے طور پر اتنے حوالے دیئے جاتے ہیں۔ ورنہ حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے بیسیوں جگہ اس مضمون کو ادا کیا ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح اوّل (حکیم نور الدین) کا بھی یہی عقیدہ تھا۔'' چنانچہ جب ایک شخص نے آپ سے سوال کیا کہ حضرت مرزا کے ماننے کے بغیر نجات ہے یا نہیں تو آپ نے فرمایا: ''اگر خدا کا کلام سچ ہے تو مرزا قادیانیء کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔'' (دیکھو اخبار بدر نمبر۲ ج۱۲ ص۲، مورخہ ۱۱ رجولائی ۱۹۱۲ء)

''اب جب کہ یہ مسئلہ بالکل صاف ہے کہ مسیح موعود کے ماننے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی۔ تو کیوں خواہ مخواہ غیر احمدیوں کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔''

(کلمۃ الفصل ص۱۳۹، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

خدا کے ساتھ تعلقات

''انت منی بمنزلۃ ولدی'' تو مجھ سے بمنزلہ میرے فرزند کے ہے۔

(حقیقت الوحی ص۸۶، خزائن ج۲۲ ص۸۹)

''انت منی بمنزلۃ اولادی'' (تذکرہ ص۳۹۹)

''اسمع ولدی'' اے میرے بیٹے سن۔ (البشریٰ ج اوّل ص۴۹)

''یاقمر یا شمس انت منی وانا منک'' اے چاند اے خورشید تو مجھ سے ظاہر ہو اور میں تجھ سے۔ (حقیقت الوحی ص۷۴، خزائن ج۲۲ ص۷۷)

''انت منی وانا منک ظہورک ظہوری'' تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے ہوں۔ تیرا ظہور میرا ظہور ہے۔ (تذکرہ ص۷۰۴)

''انت منی بمنزلة بروزی ''اور تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ظاہر ہو گیا۔ یعنی تیرا ظہور بعینہ میرا ظہور ہو گیا۔ (تذکرہ ص۶۰۴)

''انت من ماء نا وھم من فشل ''تو ہمارے پانی میں سے ہے اور وہ لوگ (بزدلی) سے۔ (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

''یحمدك الله من عرشه ویمشی الیك ''خدا عرش پر سے تیری تعریف کرتا ہے اور تیری طرف چلا آتا ہے۔ (انجام آتھم ص۵۵، خزائن ج۱۱ص ایضاً)

خدا قادیان میں نازل ہوگا۔ (البشریٰ ج اوّل ص۵۶، تذکرہ ص۴۳۷)

''انا نبشرك بغلام مظهر الحق والعلیٰ كان الله نزل من السماء ''ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں۔ جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا۔ گویا خدا ہی آسمان سے اتر آیا۔ (حقیقت الوحی ص۹۵، خزائن ج۲۲ص۹۸)

''میں نے تجھ سے ایک خرید وفروخت کی ہے۔ یعنی ایک چیز میری تھی جس کا تو مالک بنایا گیا اور ایک چیز تیری تھی جس کا میں مالک بن گیا۔ تو بھی اس خرید وفروخت کا اقرار کر اور کہہ دے کہ خدا نے مجھ سے خرید وفروخت کی تو مجھ سے ایسا ہے۔ جیسا کہ اولاد تو مجھ میں سے ہے اور میں تجھ میں سے ہوں۔'' (دافع البلاء ص۸، خزائن ج۱۸ص۲۱۲)

''میرا لوٹا ہوا مال تجھے ملے گا۔ میں تجھے عزت دوں گا اور تیری حفاظت کروں گا۔ یہ ہوگا، یہ ہوگا اور پھر انتقال ہوگا۔ تیرے پر میرے انعام کامل ہیں...... آواہن (خدا تیرے اندر اتر آیا تو مجھ میں اور تمام مخلوقات میں واسطہ ہے)

(کتاب البریہ ص۸۳،۸۴، خزائن ج۱۳ص۱۰۱،۱۰۲، تذکرہ ص۳۱۱)

اللہ تعالیٰ نے دستخط کر دیئے

''۱۰؍جنوری ۱۹۰۶ء ایک رؤیا میں دیکھا کہ بہت سے ہندو آئے ہیں اور ایک کاغذ پیش کیا کہ اس پر دستخط کر دو۔ میں نے کہا میں نہیں کرتا۔ انہوں نے کہا کہ پبلک نے کر دیئے ہیں۔ میں نے کہا میں پبلک نہیں یا پبلک سے باہر ہوں۔ ایک اور بات بھی کہنے کو تھا کہ کیا خدا نے اس پر دستخط کر دیئے ہیں۔ مگر یہ بات نہیں کی تھی کہ بیداری ہوگئی۔''

(مکاشفات ص۴۸، بدر ج۲ نمبر۲، ۱۹۰۶ء)

''ایک میرے مخلص عبداللہ نام پٹواری غوث گڑھ علاقہ ریاست پٹیالہ کے دیکھتے ہوئے اور ان کی نظر کے سامنے یہ نشان الٰہی ظاہر ہوا کہ اوّل مجھ کو کشفی طور پر دکھلایا گیا کہ میں نے

بہت سے احکام قضاء قدر کے اہل دنیا کی نیکی بدی کے متعلق اور نیز اپنے لئے اور اپنے دوستوں کے لئے لکھے ہیں اور پھر تمثیل کے طور پر میں نے خدائے تعالیٰ کو دیکھا اور وہ کاغذ جناب باری کے آگے رکھ دیا کہ وہ اس پر دستخط کر دیں۔ مطلب یہ تھا کہ یہ سب باتیں جن کے ہونے کے لئے میں نے ارادہ کیا ہے ہو جائیں۔ سو خدا تعالیٰ نے سرخی کی سیاہی سے دستخط کر دیئے اور قلم کی نوک پر جو سرخی زیادہ تھی اس کو جھاڑا اور معاً جھاڑنے کے ساتھ ہی اسی سرخی کے قطرے میرے کپڑوں اور عبداللہ کے کپڑوں پر پڑے اور چوں کہ کشفی حالت میں انسان بیداری سے حصہ رکھتا ہے۔ اس لئے مجھے جب کہ ان قطروں سے جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے گرے اطلاع ہوئی۔ ساتھ ہی میں نے بچشم خود ان قطروں کو بھی دیکھا اور میں رقت دل کے ساتھ اس قصے کو میاں عبداللہ کے پاس بیان کر رہا تھا کہ اتنے میں اس نے بھی وہ تربتر قطرے کپڑوں پر پڑے ہوئے دیکھ لئے اور کوئی چیز ایسی ہمارے پاس موجود نہ تھی۔ جس سے اس سرخی کے گرنے کا کوئی احتمال ہوتا اور وہی سرخی تھی جو خدا تعالیٰ نے اپنے قلم سے جھاڑی تھی۔ اب تک بعض کپڑے میاں عبداللہ کے پاس موجود ہیں۔ جن پر وہ بہت سی سرخی پڑی تھی۔"

(تریاق القلوب ص ۳۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۹۷، حقیقت الوحی ص ۲۵۵، خزائن ج ۲۲ ص ۲۶۷)

انگریز فرشتہ

"ایک فرشتہ کو میں نے بیس برس کے نوجوان کی شکل میں دیکھا۔ صورت اس کی مثل انگریزوں کے تھی اور میز کرسی لگائے ہوئے بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ آپ بہت ہی خوبصورت ہیں۔ اس نے کہا کہ ہاں میں درشنی ہوں۔" (تذکرہ ص ۳۰، ۳۱، طبع اول)

الہامات کی زبان

"اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو جس کو وہ سمجھ بھی نہیں سکتا۔ کیوں کہ اس میں تکلیف مالایطاق ہے۔"

(چشمہ معرفت ص ۲۰۹، خزائن ج ۲۳ ص ۲۱۸)

"زیادہ تر تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں۔ جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔"

(نزول المسیح ص ۵۷، خزائن ج ۱۸ ص ۴۳۵)

مخدومی مکرمی اخویم میر عباس علی شاہ صاحب سلمہ!

السلام علیکم ورحمتہ اللہ وبرکاتہ، بعد ہذا چونکہ اس ہفتے میں بعض کلمات انگریزی وغیرہ

الہام ہوئے ہیں اور اگرچہ بعض ان میں سے ایک ہندو لڑکے سے دریافت کئے ہیں۔ مگر قابل اطمینان نہیں اور بعض منجانب اللہ بطور ترجمہ الہام ہوا تھا اور بعض کلمات شاید عبرانی ہیں۔ ان سب کی تحقیق، تنقیح ضرور ہے۔ تابعد تنقیح جیسا کہ مناسب ہو آخیر جزو میں کہ اب تک چھپی نہیں۔ درج کئے جائیں آپ جہاں تک ممکن ہو بہت جلد دریافت کر کے صاف خط میں جو پڑھا جاوے اطلاع بخشیں اور وہ کلمات یہ ہیں۔ پریشن عمر، پراطوس یا پلاطوس۔ یعنی پڑطوس لفظ ہے یا پلاطوس لفظ ہے۔ بباعث سرعت الہام دریافت نہیں ہوا اور عمر عربی لفظ ہے۔ اس جگہ پراطوس اور پریشن کے معنی دریافت کرنے ہیں کہ کیا معنی ہیں اور کس زبان کے یہ لفظ ہیں۔ پھر دو لفظ اور ہیں۔ ہوشعنا نعسا معلوم نہیں کس زبان کے ہیں اور انگریزی یہ ہیں۔ اوّل عربی فقرہ ہے۔ ''یا داؤد عامل بالناس رفقاء واحسانا'' یوسٹ ڈو وہاٹ آئی ٹولڈ یو۔ تم کو وہ کرنا چاہئے جو میں نے فرمایا ہے۔ یہ اردو عبارت بھی الہامی ہے۔ پھر بعد اس کے ایک اور انگریزی الہام ہے اور ترجمہ اس کا الہامی نہیں بلکہ ایک ہندو لڑکے نے بتلایا ہے۔ فقرات کی تاخیر تقدیم کی صحت بھی معلوم نہیں اور بعض الہامات میں فقرات کا تقدم تاخر بھی ہو جاتا ہے۔ اس کو غور سے دیکھ لینا چاہئے اور وہ الہام یہ ہیں۔ ''دو آل من شدبی اینگری بٹ گاڈ از ود یو۔ ہی شل ہلپ یو۔ وارڈس آف گاڈ ناٹ کین ایکس چینج'' اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے۔ لیکن خدا تمہارے ساتھ ہوگا اور تمہاری مدد کرے گا۔ اللہ کے کلام بدل نہیں سکتے۔ پھر اس کے بعد ایک دو اور الہام انگریزی ہیں۔ جن میں سے کچھ تو معلوم ہے اور وہ یہ ہے۔ ''آئی شل ہلپ یو'' مگر بعد اس کے یہ ہے۔ ''یو ہیو ٹو گو امرتسر'' پھر ایک فقرہ ہے۔ جس کے معنی معلوم نہیں۔ اور وہ یہ ہے۔ ''ہی ہل ٹس ان دی ضلع پشاور'' یہ فقرات ہیں ان کو تنقیح سے لکھیں اور یہ براہ مہربانی جلد تر جواب بھیج دیں تا کہ اگر ممکن ہو تو اخیر جزو میں بعض فقرات بہ موضع مناسب درج ہو سکیں۔'' (مکتوبات احمدیہ ج اوّل ص ۶۸، ۶۹)

عجیب الہامات

''اشتہار دہم جولائی ۱۸۸۷ء کی پیش گوئی کا انتظار کریں۔ جس کے ساتھ یہ بھی الہام ہے...... اور تجھ سے پوچھتے ہیں کہ کیا یہ بات سچ ہے کہہ ہاں مجھے اپنے رب کی قسم ہے کہ یہ سچ ہے اور تم اس کو وقوع میں آنے سے روک نہیں سکتے۔ ہم نے خود اس سے تیرا عقد باندھ دیا ہے۔ میری باتوں کو کوئی بدلا نہیں سکتا اور نشان دیکھ کر منہ پھیر لیں گے اور قبول نہیں کریں گے اور کہیں گے کہ یہ کوئی پکا فریب یا پکا جادو ہے۔ ۲۸، ۲۷، ۱۴، ۲، ۲۷، ۲، ۲۶، ۲، ۲۸، ۱، ۲۳، ۱۵، ۱۷، ۱، ۲، ۲۷، ۱۴، ۱۰، ۱، ۱، ۲، ۲۱، ۴۷، ۱۶، ۱۱ ۱۴، ۱، ۱۱، ۱۷، ۱، ۵، ۳۴، ۲۳، ۳۴، ۱۱، ۱۴، ۷، ۲۳، ۱۴، ۱، ۱، ۱۴، ۵، ۲۸، ۷، ۳۴،

۱،۷،۳۴،۱۱،۱۶،۱،۱۴،۷،۱،۱،۷،۵،۱۴،۱۴،۲،۲۸،۱،۷،” والسلام علی من فہم السراء نا واتبع الھدیٰ الناصح المشفق “

(اشتہار مندرجہ تبلیغ رسالت ج دوم ص ۸۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص ۳۰۱)

۱..... ۲۷؍دسمبر ۱۸۹۱ء۔ ۲۱،۲۸،۲۷،۱۴،۳،۲۷،۲،۲۶،۲،۲۸،۱،۲۳،۱۵،۱۱۔

۱،۲،۲۷،۱۴،۱۰،۱،۲۸،۲۷،۴۷،۱۶،۱۱،۳۴،۱۴،۱۱۔

۱۷،۱،۵،۳۴،۲۳،۳۴،۱۱،۱۴،۷،۲۳،۱۴،۱،۱،۱۴،۵،۲۸،۷،۳۴،۱،۷، ۳۴،۱۱،۱۶،

۱،۱۴،۷،۲،۱،۷،۵،۱۴،۱،۱۴،۲،۲۸،۱،۷۔ (البشریٰ ج دوم ص ۱۷، مجموعہ الہامات مرزا قادیانی)

۲..... ۲۸،۲۷،۱۴،۳،۲۷،۲،۲۶،۲،۲۸،۱،۲۳،۱،۱۱۔

۱،۲،۲۷،۱۴،۱۰،۱،۲۸،۲۷،۴۷،۱۶،۱۱،۳۴،۱۴،۱۱۔

۷،۱،۵،۳۴،۲۳،۳۴،۱۱،۱۴،۲۳،۱۴،۱،۱۔

۱۴،۵،۲۸،۷،۳۴،۱،۷،۳۴،۱۱،۱۶،۱،۱۴،۷،۲،۱،۷،۲،۱،۷،۵،۱،۱۴،۱۴،۲،۲۸،

۱،۷ (تبلیغ رسالت ج دوم ص ۸۵، مجموعہ اشتہارات ج۱ ص ۳۰۱)

”ہفتہ مختتمہ ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء میں حالت کشفی میں جب کہ حضور (مرزا قادیانی) کی طبیعت ناساز تھی۔ ایک شیشی دکھائی گئی۔ جس پر لکھا ہوا تھا۔ ”خاکسار پیپرمنٹ“

(تذکرہ ص ۵۲۷، اخبار الحکم قادیان ۲۴؍فروری ۱۹۰۵ء، مکاشفات ص ۳۸)

”۵؍مئی ۱۹۰۶ء رؤیا۔ ایک شخص نے ایک دوائی کولاوائن کی ہے اور اس پر رسیاں لپٹی ہوئی ہیں۔ ظاہر دیکھنے میں تو بوتل ہی نظر آتی ہے۔ مگر جس شخص نے دی وہ یہ کہتا ہے کہ یہ کتاب دیتا ہوں۔“ (مکاشفات ص ۵۲)

”ایک روز کشفی حالت میں ایک بزرگ صاحب کی قبر پر دعائیں مانگ رہا تھا اور وہ بزرگ ہر ایک دعاء پر آمین کہتے جاتے تھے۔ اس وقت خیال ہوا کہ اپنی عمر بھی بڑھالوں تب میں نے دعاء کی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے۔ اس پر اس بزرگ نے آمین نہ کہی۔ تب اس صاحب بزرگ سے بہت کشتم کشتا ہوا۔ تب اس مرد نے کہا مجھے چھوڑ دو میں آمین کہتا ہوں۔ اس پر میں نے اسے چھوڑ دیا اور دعاء مانگی کہ میری عمر پندرہ سال اور بڑھ جائے۔ تب اس بزرگ نے آمین کہی۔“ (لیکن افسوس کہ دعاء قبول نہیں ہوئی۔ پانچ سال کے بعد ۱۹۰۸ء میں مرزا قادیانی فوت ہوگئے۔ شاید بزرگ صاحب نے آمین دل سے نہ کہی ہو۔ للمؤلف)

(مندرجہ اخبار الحکم ۱۷،۲۴؍دسمبر ۱۹۰۳ء، مکاشفات ص ۳۴)

خدا کا نیا نام

''انی انا الصاعقة'' (مرزا قادیانی کا یہ الہام سن کر) مولانا مولوی عبدالکریم صاحب نے فرمایا کہ یہ اللہ کا نیا اسم ہے۔ آج تک کبھی نہیں سنا۔ حضرت اقدس (مرزا قادیانی) نے فرمایا بے شک۔'' (تذکرہ ص ۴۴۷)

پیش گوئیاں

''اس درماندہ انسان (مسیح) کی پیش گوئیاں کیا تھیں۔ صرف یہ ہی کہ زلزلے آئیں گے۔ قحط پڑیں گے۔ لڑائیاں ہوں گی۔ پس ان دلوں پر خدا کی لعنت۔ جنہوں نے ایسی ایسی پیش گوئیاں اس کی خدائی پر دلیل ٹھہرائیں اور ایک مردہ کو اپنا خدا بنالیا۔ کیا ہمیشہ زلزلے نہیں آتے۔ کیا ہمیشہ قحط نہیں پڑتے۔ کیا کہیں نہ کہیں لڑائی کا سلسلہ شروع نہیں رہتا۔ پس اس نادان اسرائیلی نے ان معمولی باتوں کا پیش گوئی کیوں نام رکھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص ۴، خزائن ج ۱۸ ص ۲۸۸)

''میرے پر خدا تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا کہ سخت بارشیں ہوں گی اور گھروں میں ندیاں چلیں گی اور بعد اس کے سخت زلزلے آئیں گے۔ چنانچہ ان بارشوں سے پہلے وہ وحی الٰہی بدر اور الحکم میں شائع کردی گئی تھی۔ چنانچہ ویسا ہی ظہور میں آیا اور کثرت بارشوں سے کئی گاؤں ویران ہوگئے اور وہ پیش گوئی پوری ہوگئی۔ مگر دوسرا حصہ اس کا یعنی سخت زلزلے ابھی ان کی انتظار ہے۔ سو منتظر رہنا چاہئے۔'' (حقیقت الوحی ص ۳۱۴، خزائن ج ۲۲ ص ۳۲۸)

منکوحہ آسمانی

''اللہ تعالیٰ نے مجھ پر وحی نازل کی کہ اس شخص (احمد بیگ) کی بڑی لڑکی کے نکاح کے لئے درخواست کر اور اس سے کہہ دے کہ پہلے وہ تمہیں دامادی میں قبول کرے اور پھر تمہارے نور سے روشنی حاصل کرے اور کہہ دے کہ مجھے اس زمین کے ہبہ کرنے کا حکم مل گیا ہے۔ جس کے تم خواہش مند ہو۔ بلکہ اس کے ساتھ اور زمین بھی دی جائے گی اور دیگر مزید احسانات تم پر کئے جائیں گے۔ بشرطیکہ تم اپنی بڑی لڑکی کا مجھ سے نکاح کردو۔ میرے اور تمہارے درمیاں یہی عہد ہے۔ تم مان لوگے تو میں بھی تسلیم کرلوں گا۔ اگر تم قبول نہ کروگے تو خبردار رہو۔ مجھے خدا نے یہ بتلایا ہے کہ اگر کسی اور شخص سے اس لڑکی کا نکاح ہوگا تو نہ اس لڑکی کے لئے یہ نکاح مبارک ہوگا اور نہ تمہارے لئے ایسی صورت میں تم پر مصائب نازل ہوں گے۔ جن کا نتیجہ موت ہوگا۔ پس تم نکاح کے بعد تین سال کے اندر مرجاؤ گے۔ بلکہ تمہاری موت قریب ہے اور ایسا ہی اس لڑکی کا شوہر بھی اڑھائی سال کے اندر مرجائے گا۔ یہ

حکم اللہ ہے۔ پس جو کرنا ہے کرلو۔ میں نے تم کو نصیحت کر دی ہے۔ پس وہ (مرزا احمد بیگ) تیوری چڑھا کر چلا گیا۔“ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۷۲،۵۷۳، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

”خدا تعالیٰ نے اس عاجز کے مخالف اور منکر رشتہ داروں کے حق میں نشان کے طور پر یہ پیش گوئی ظاہر کی ہے کہ ان میں سے جو ایک شخص احمد بیگ نام ہے۔ اگر وہ اپنی بڑی لڑکی اس عاجز کو نہیں دے گا تو تین برس کے عرصہ بلکہ اس کے قریب فوت ہو جائے گا اور وہ نکاح کرے گا۔ وہ روز نکاح سے اڑھائی برس کے عرصہ میں فوت ہوگا اور آخر وہ عورت اس عاجز کی بیویوں میں داخل ہوگی۔“ (مجموعہ اشتہارات ج ۱ ص ۱۵۸، مورخہ ۲۰ رفروری ۱۸۸۶ء، تبلیغ رسالت ج ۱ ص ۶۱)

”چاہیے تھا کہ ہمارے نادان مخالف (اس پیش گوئی کے) انجام کے منتظر رہتے اور پہلے ہی سے اپنی بدگوہری ظاہر نہ کرتے۔ بھلا جس دن یہ سب باتیں پوری ہو جائیں گی تو کیا اس دن یہ احمق مخالف جیتے ہی رہیں گے اور کیا اس دن یہ تمام لڑنے والے سچائی کی تلوار سے ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہو جائیں گے۔ ان بے وقوفوں کو کہیں بھاگنے کی جگہ نہ رہے گی اور نہایت صفائی سے ناک کٹ جائے گی اور ذلت کے سیاہ داغ ان کے منحوس چہرے کو بندروں اور سوروں کی طرح کر دیں گے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۳، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۷)

”یاد رکھو اس پیش گوئی کی دوسری جزو پوری نہ ہوئی تو میں ایک بد سے بدتر ٹھہروں گا۔ اے احمقو! یہ انسان کا افتراء نہیں نہ یہ کسی خبیث مفتری کا کاروبار ہے۔ یقیناً سمجھو کہ یہ خدا کا سچا وعدہ ہے۔ وہی خدا جس کی باتیں نہیں ٹلتیں۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۵۴، خزائن ج ۱۱ ص ۳۳۸)

”میں (مرزا قادیانی) بار بار کہتا ہوں کہ نفس پیش گوئی داماد احمد بیگ (سلطان محمد) کی تقدیر مبرم (قطعی) ہے۔ اس کی انتظار کرو اور اگر میں جھوٹا ہوں تو یہ پیش گوئی پوری نہیں ہوگی اور میری موت آجائے گی۔ اگر میں سچا ہوں تو خدا تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرے گا۔“

(انجام آتھم ص ۳۱، خزائن ج ۱۱ ص ۳۱)

”اور میں بالآخر دعا کرتا ہوں کہ اے خدائے قادر وعلیم! اگر آتھم کا عذاب مہلک میں گرفتار ہونا اور احمد بیگ کی دختر کلاں کا آخر اس عاجز کے نکاح میں آنا یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے ہیں تو ان کو ایسے طور پر ظاہر فرما جو خلق اللہ پر حجت ہو اور کور باطن حاسدوں کا منہ بند ہو جائے اور اگر یہ پیش گوئیاں تیری طرف سے نہیں ہیں تو مجھے نامرادی اور ذلت کے ساتھ ہلاک کر۔ اگر میں تیری نظر میں مردود اور ملعون اور دجال ہی ہوں۔ جیسا کہ مخالفوں نے سمجھ رکھا ہے۔“

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۱۱۶، مورخہ ۲۷ راکتوبر ۱۸۹۴ء، مندرجہ تبلیغ رسالت ج ۳ ص ۱۸۶)

’’جب یہ پیش گوئی معلوم ہوئی اور ابھی پوری نہیں ہوئی تھی۔ جیسا کہ اب تک ۱۶ر اپریل ۱۸۹۶ء سے پوری نہیں ہوئی تو اس کے بعد اس عاجز (مرزا قادیانی) کو ایک سخت بیماری آئی۔ یہاں تک کہ قریب موت کے نوبت پہنچ گئی۔ بلکہ موت کو سامنے دیکھ کر وصیت بھی کر دی گئی۔ اس وقت گویا یہ پیش گوئی آنکھوں کے سامنے آئی اور یہ معلوم ہو رہا تھا کہ اب آخری دم ہے اور کل جنازہ نکلنے والا ہے۔ تب میں نے اس پیش گوئی کی نسبت خیال کیا کہ شاید اس کے اور معنی ہوں گے۔ جو میں سمجھ نہیں سکا۔ تب اسی حالت میں بھی مجھے الہام ہوا۔ ’’الحق من ربك فلا تكن من الممترين‘‘ یعنی یہ بات تیرے رب کی طرف سے سچ ہے تو کیوں شک کرتا ہے؟ اس وقت مجھ پر یہ بھید کھلا کہ کیوں خدا تعالیٰ نے اپنے رسول کریم کو قرآن میں کہا کہ تو شک مت کر۔ سو میں نے سمجھ لیا کہ درحقیقت یہ آیت ایسے نازک وقت سے خاص ہے۔ جیسے یہ وقت تنگی و نا امیدی کا میرے پر ہے اور میرے دل میں یقین ہو گیا کہ جب نبیوں پر بھی ایسا ہی وقت آ جاتا ہے جو میرے پر آیا تو خدا تعالیٰ تازہ یقین دلانے کے لئے ان کو کہتا ہے کہ تو کیوں شک کرتا ہے اور مصیبت نے تجھے کیوں نا امید کر دیا تو نا امید مت ہو۔‘‘ (ازالہ اوہام ص ۳۹۸، خزائن ج ۳ ص ۳۰۶)

کوئی امید بر نہیں آتی
کوئی صورت نظر نہیں آتی

’’اور یہ امر کہ الہام میں یہ بھی تھا کہ اس عورت (محمدی بیگم) کا نکاح آسمان پہ میرے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ درست ہے مگر جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اس نکاح کے ظہور کے لئے جو آسمان پر پڑھا گیا ہے۔ خدا کی طرف سے ایک شرط بھی تھی۔ جو اس وقت شائع کی گئی تھی اور وہ یہ کہ: ’’ایتها المرأة توبی توبی فان البلاء علىٰ عقبك‘‘ پس جب ان لوگوں نے اس شرط کو پورا کر دیا تو نکاح فسخ ہو گیا۔ یا تاخیر میں پڑ گیا۔ (تاہم فی الحال تاخیر کی امید بہتر ہے۔

بس ہجوم نا امیدی خاک میں مل جائے گی
وہ جو اک لذت ہماری سعی لا حاصل میں ہے)

’’احمد بیگ کے داماد (مرزا سلطان محمد) کا یہ قصور تھا کہ اس نے تخویف کا اشتہار دیکھ کر اس کی پرواہ نہ کی۔ خط پہ خط بھیجے گئے۔ ان سے کچھ نہ ڈرا پیغام بھیج کر سمجھایا گیا۔ کسی نے اس طرف ذرا التفات نہ کی اور احمد بیگ نے ترک تعلق نہ چاہا۔ بلکہ وہ سب گستاخی اور استہزاء میں شریک ہوئے۔ سو یہی قصور تھا کہ پیش گوئی سن کر پھر ناطہ کرنے پر راضی ہو گئے اور شیخ بٹالوی کا یہ کہنا

کہ نکاح کے بعد طلاق کے لئے ان کو فہمائش کی گئی تھی۔ یہ سراسر افتراء ہے۔ بلکہ ابھی تو ان کا ناطہ بھی نہیں ہو چکا تھا۔ جب کہ ان کو حقیقت سے اطلاع دی گئی تھی اور اشتہار کئی برس پہلے شائع ہو چکے تھے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۲ص۹۵، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۳ص۱۲۶)

مسجد اقصیٰ

''سبحان الذی اسراء بعبده لیلاً من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله '' کی آیت کریمہ میں مسجد اقصیٰ سے مراد قادیان کی مسجد ہے۔ جیسے فرمایا اس معراج میں آنحضرت ﷺ مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک سیر فرما ہوئے اور وہ مسجد اقصیٰ یہی ہے جو قادیان میں بجانب مشرق واقع ہے جو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی برکات اور کمالات کی تصویر ہے۔ جو آنحضرت ﷺ کی طرف سے بطور موہبت ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲۰ نمبر۲۲، مورخہ ۲۱ر اگست ۱۹۳۲ء)

''پس اس پہلو کی رو سے جو اسلام نے انتہاء زمانہ تک آنحضرت ﷺ کا سیر کشفی ہے۔ مسجد اقصیٰ سے مراد مسیح موعود کی مسجد ہے۔ جو قادیان میں واقع ہے...... پس کچھ شک نہیں جو قرآن شریف میں قادیان کا ذکر ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔''سبحان الذی اسراء بعبده لیلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۸۹ حاشیہ)

''اور اسی طرح اشارہ کیا ہے۔ اللہ عز اسمہ نے اپنے اس قول میں''سبحان الذی اسراء بعبده ایلا من المسجد الحرام الیٰ المسجد الاقصیٰ الذی بارکنا حوله'' اور مسجد اقصیٰ وہی ہے جس کو بنایا مسیح موعود نے۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۸۹)

''اس مسجد کی تکمیل کے لئے ایک تجویز قرار پائی ہے اور وہ یہ ہے کہ مسجد کی شرقی طرف جیسا کہ احادیث رسول ﷺ کا منشاء ہے۔ ایک نہایت اونچا منارہ بنایا جائے۔''

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۲۸۳، مندرجہ تبلیغ رسالت ج۹ص۲۴، مورخہ ۲۸ر مئی ۱۹۰۰ء)

معجزات

''اور جو میرے لئے نشانات ظاہر ہوئے وہ تین لاکھ سے زیادہ ہیں اور کوئی مہینہ بغیر نشانوں کے نہیں گذرتا۔'' (اخبار البدر قادیان ج۲ نمبر۲۹ص۴، مورخہ ۱۹ر جولائی ۱۹۰۶ء، اخبار الفضل ج۱۹ نمبر۸۸، مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۲ء)

''میری تائید میں اس (خدا) نے وہ نشان ظاہر فرمائے ہیں کہ اگر میں ان کو فرداً فرداً شمار کروں تو میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ تین لاکھ سے بھی زیادہ ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص ۶۷، خزائن ج ۲۲ ص ۷۰)

''تین ہزار معجزات ہمارے نبی ﷺ سے ظہور میں آئے۔''

(تحفہ گولڑویہ ص ۴۰، خزائن ج ۱۷ ص ۱۵۳)

''اور خدا تعالیٰ نے اس بات کے ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں۔ اس قدر نشان دکھلائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی میں تقسیم کئے جائیں تو ان کی بھی ان سے نبوت ثابت ہوسکتی ہے۔ لیکن چونکہ یہ آخری زمانہ تھا اور شیطان کا مع اپنی ذریت کے آخری حملہ تھا۔ اس لئے خدا نے شیطان کو شکست دینے کے لئے ہزار ہا نشان ایک جگہ جمع کر دیئے۔ لیکن پھر بھی جو لوگ انسانوں میں سے شیطان ہیں وہ نہیں مانتے۔'' (چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۲ ص ۳۳۲)

مرزا قادیانی کے نام

کل بستر مرگ پہ لیٹے لیٹے خیال آیا کہ خدائے تعالیٰ کے ۹۹ نام حدیث میں آئے ہیں اور آنحضرت ﷺ کے بھی ۹۹ نام کتابوں میں موجود ہیں۔ اب دیکھنا چاہئے کہ مسیح موعود کے کتنے الہامی نام ہیں جو اللہ تعالیٰ نے آپ کو دیئے ہیں۔ میں نے وہ سب جمع کئے تو ۹۹ ہی بن گئے۔ ان ناموں میں بھی ایک علم ہے۔ اس لئے اسے احباب کے فائدہ کے لئے شائع کیا جاتا ہے۔

(۱) احمد۔ (۲) محمد۔ (۳) مہدی۔ (۴) یٰسین۔ (۵) رسول۔ (۶) مرسل۔ (۷) نبی اللہ۔ (۸) نذیر۔ (۹) مجدد وقت۔ (۱۰) محدث اللہ۔ (۱۱) گورنر جنرل۔ (۱۲) حکم۔ (۱۳) عدل۔ (۱۴) امام۔ (۱۵) امام مبارک۔ (۱۶) غلام احمد۔ (۱۷) مرزا غلام احمد۔ (۱۸) مرزا۔ (۱۹) عیسیٰ۔ (۲۰) مسیح۔ (۲۱) مسیح موعود۔ (۲۲) مسیح اللہ۔ (۲۳) مسیح الزمان۔ (۲۴) الشیخ المسیح۔ (۲۵) مسیح ابن مریم۔ (۲۶) مسیح محمدی۔ (۲۷) روح اللہ۔ (۲۸) مریم۔ (۲۹) ابن مریم۔ (۳۰) آدم۔ (۳۱) نوح۔ (۳۲) ابراہیم۔ (۳۳) اسماعیل۔ (۳۴) یعقوب۔ (۳۵) یوسف۔ (۳۶) موسیٰ۔ (۳۷) ہارون۔ (۳۸) داؤد۔ (۳۹) سلیمان۔ (۴۰) یحییٰ۔ (۴۱) جری اللہ فی حلل الانبیاء۔ (۴۲) عبداللہ۔ (۴۳) عبدالقادر۔ (۴۴) سلطان عبدالقادر۔ (۴۵) عبدالحکیم۔ (۴۶) عبدالرحمٰن۔ (۴۷) عبدالرافع۔ (۴۸) محمد مفلح۔ (۴۹) ذوالقرنین۔ (۵۰) سلمان۔ (۵۱) علی۔ (۵۲) منصور۔ (۵۳) حجۃ اللہ القادر۔ (۵۴) سلطان احمد مختار۔ (۵۵) حب اللہ۔ (۵۶) خلیل

اللہ۔ (۵۷)اسد اللہ۔ (۵۸)شفیع اللہ۔ (۵۹)آریوں کا بادشاہ۔ (۶۰)کرشن۔ (۶۱)رودر گوپال۔ (۶۲)امین الملک جے سنگھ بہادر۔ (۶۳)برہمن اوتار۔ (۶۴)آواہن۔ (۶۵)مبارک۔ (۶۶)سلطان القلم۔ (۶۷)مسرور۔ (۶۸)النجم الثاقب۔ (۶۹)رجی الاسلام۔ (۷۰)حمی الاسلام۔ (۷۱)غالب۔ (۷۲)مبشر۔ (۷۳)خیر الانام۔ (۷۴)اسعد۔ (۷۵)شیر خدا۔ (۷۶) شاہد۔ (۷۷)خلیفۃ اللہ سلطان۔ (۷۸)نور۔ (۷۹)امین۔ (۸۰)رجل من فارس۔ (۸۱)سراج منیر۔ (۸۲)متوکل۔ (۸۳)اشجع الناس۔ (۸۴)ولی۔ (۸۵)قمر۔ (۸۶)شمس۔ (۸۷)اوّل المؤمنین۔ (۸۸)سلامتی کا شہزادہ۔ (۸۹)مقبول۔ (۹۰)مرد سلامت۔ (۹۱)الحق۔ (۹۲)ذوالبرکات۔ (۹۳)البدر۔ (۹۴)حجر اسود۔ (۹۵)مدینۃ العلم۔ (۹۶)طیب۔ (۹۷)مقبول الرحمٰن۔ (۹۸)کلمۃ الازل۔ (۹۹)غازی۔ (بحوالہ قادیانی مذہب ص۲۸۴،۲۸۵)

خدا کے کام

اللہ تعالیٰ نے مرزا قادیانی سے کہا ’’میں نماز پڑھوں گا اور روزہ رکھوں گا۔ جاگتا ہوں اور سوتا ہوں۔‘‘ (تذکرہ ص۴۶۰، البشریٰ ج۲ ص۷۹، مجموعہ الہامات)

’’خدا نے فرمایا میں روزہ بھی رکھوں گا اور افطار بھی کروں گا۔‘‘

(تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۳۲، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۵۹۲)

’’انی مع الاسباب الیک بغتۃ ۰ انی مع الرسول اجیب اخطی واصیب انی مع الرسول محیط ’’میں اسباب کے ساتھ اچانک تیرے پاس آؤں گا۔ خطا کروں گا اور بھلائی کروں گا۔ میں اپنے رسول کے ساتھ محیط ہوں۔‘‘

(البشریٰ ج۲ ص۷۹، تذکرہ ص۴۶۲)

وحدۃ الموجود

’’آنحضرت ﷺ کی امت کا ایک فرد اور واحد وجود ایسا بھی ہوگا۔ جو آپ کی اتباع سے تمام انبیاء کا واحد مظہر اور بروز ہوگا اور جس کے ایک ہی وجود سے سب انبیاء کا جلوہ نما ظاہر ہوگا۔ وہ حسب کلام سے اپنے نطق حقیقت کو بیان فرمائے تو کچھ خلاف نہ ہوگا۔ یعنی:

زندہ شد ہر نبی بہ آمدنم
ہر رسولے نہاں بہ پیراہنم

اور یہ کہ۔

میں کبھی آدم کبھی موسیٰ کبھی یعقوب ہوں
نیز ابراہیم ہوں نسلیں ہیں میری بے شمار

اور یہ کہ۔

منم مسیح زمان ومنم کلیم خدا
من محمد واحمد کہ مجتبیٰ باشد

(اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۸ر فروری ۱۹۳۰ء نمبر ۶۵، ج ۷ اص ۱۱)

''اور تمام نبیوں کے نام میری طرف منسوب کئے ہیں۔ میں آدم ہوں، میں شیث ہوں، میں نوح ہوں، میں ابراہیم ہوں، میں اسحاق ہوں، میں اسماعیل ہوں، میں یعقوب ہوں، میں یوسف ہوں، میں موسیٰ ہوں، میں داؤد ہوں، میں عیسیٰ ہوں اور آنحضرت ﷺ کے نام کا میں مظہر اتم ہوں۔ یعنی ظلی طور پر محمد اور احمد ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۲، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

''کمالات متفرقہ جو تمام انبیاء میں پائے جاتے ہیں وہ سب حضرت رسول کریم ﷺ میں بڑھ کر موجود تھے اور اب وہ سارے کمالات حضرت رسول کریم ﷺ سے ظلی طور پر ہم کو عطاء کئے گئے۔ اس لئے ہمارا نام آدم، ابراہیم، موسیٰ، نوح، داؤد، یوسف، سلیمان، یحییٰ، عیسیٰ وغیرہ ہے۔ پہلے تمام انبیاء ظل تھے۔ نبی کریم ﷺ کی خاص خاص صفات میں اور اب ہم تمام ان صفات میں نبی کریم ﷺ کے ظل ہیں۔''

(اخبار الحکم قادیان اپریل ۱۹۰۲ء، منقول از جماعت مبائعین کے عقائد صحیحہ ص ۴۴)

عدالتی معاہدہ

''اور یاد رہے کہ یہ اشتہار مخالفین کے لئے بھی بطور نوٹس ہے۔ چونکہ ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر صاحب بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے۔ اس لئے حفظ امن کے مقاصد کی تکمیل کے لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے تمام مخالف بھی اس عہد کے کاربند ہوں۔'' (تبلیغ رسالت ج ۶ ص ۱۶۸، مورخہ ۷ار ستمبر ۱۸۹۷ء، مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۴۷۰)

''حضرت مسیح موعود نے اسی مقدمہ میں انذاری پیش گوئیوں کے متعلق جو بیان عدالت میں دیا اس میں صفائی کے ساتھ یہ لکھا کہ:

عدالت میں میری نسبت یہ الزام پیش کیا گیا ہے کہ میرا قدیم سے ہی یہ طریقہ ہے کہ خود بخود کسی کی موت یا ذلت کی پیش گوئیاں کرتا ہوں اور پھر اپنی جماعت کے ذریعہ سے پوشیدہ

طور پر اس کوشش میں لگا رہتا ہوں کہ کسی طرح یہ پیش گوئی پوری ہو جائے اور گویا میں اس قسم کا ڈاکو ہوں یا خونی یا رہزن اور گویا میری جماعت بھی ایک قسم کی اوباش اور خطرناک لوگ ہیں۔ جن کا پیشہ اسی قسم کے جرائم ہیں۔ لیکن میں عدالت میں ظاہر کرتا ہوں کہ یہ الزام سراسر افتراء سے خمیر کیا گیا ہے اور نہایت بری طرح سے میری اور میری معزز جماعت کی ازالہ حیثیت عرفی کی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ہی آپ نے یہ بھی لکھا ہے کہ ایک برس سے کچھ زیادہ عرصہ گذرتا ہے کہ میں نے اس عہد کو شائع کیا ہے کہ میں کسی کی موت وغیرہ کی نسبت ہرگز کوئی پیش گوئی نہ کروں گا۔"

(اخبار صلح پیغام لاہور ج ۳۵ نمبر ۱۹، مورخہ ۲۳ر اپریل ۱۹۴۷ء)

''اقرار نامہ مرزا غلام احمد قادیان صاحب بمقدمہ فوجداری اجلاس مسٹر جے۔ ایم ڈوئی صاحب بہادر ڈپٹی کمشنر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور۔ مرجوعہ ۵ر جنوری ۱۸۹۹ء فیصلہ ۲۵ر فروری ۱۸۹۹ء، نمبر بستہ قادیان نمبر مقدمہ ۱/۲، سرکار دولت مدار بنام مرزا غلام احمد قادیانی ساکن قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور۔ ملزم الزام زیر دفعہ ۱۰۷، مجموعہ ضابطہ فوجداری۔

میں مرزا غلام احمد قادیانی بحضور خداوند تعالیٰ باقرار صالح اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ:

۱...... میں ایسی پیش گوئی شائع کرنے سے پرہیز کروں گا۔ جس کے یہ معنی ہوں یا ایسے معنی خیال کئے جاسکیں کہ کسی شخص کو (یعنی مسلمان ہو خواہ ہندو یا عیسائی وغیرہ) ذلت پہنچے گی یا وہ مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۲...... میں خدا کے پاس ایسی اپیل (فریاد و درخواست) کرنے سے بھی اجتناب کروں گا کہ وہ کسی شخص کو (کہ خواہ مسلمان ہو یا ہندو، عیسائی وغیرہ) ذلیل کرنے سے یا ایسے نشان ظاہر کرنے سے کہ وہ مورد عتاب الٰہی ہے یہ ظاہر کرے کہ مذہبی مباحثہ میں کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔

۳...... میں کسی چیز کو الہام بنا کر شائع کرنے سے مجتنب رہوں گا۔ جس کا یہ منشاء ہو یا جو ایسا منشاء رکھنے کی معقول وجہ رکھتا ہوں کہ فلاں شخص (یعنی مسلمان یا ہندو، عیسائی وغیرہ) ذلت اٹھائے گا یا مورد عتاب الٰہی ہوگا۔

۴...... جہاں تک میرے احاطہ طاقت میں ہے میں تمام اشخاص کو جن پر کچھ میرا اثر یا اختیار ہے ترغیب دوں گا کہ وہ بھی بجائے خود اس طریق پر عمل کریں۔ جس طریق پر کاربند ہونے کا میں نے دفعہ نمبر ۱ تا ۵ میں اقرار کیا ہے۔

مرزا غلام احمد قادیانی بقلم خود   خواجہ کمال الدین بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی

دستخط جے۔ ایم ڈوئی۔ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ۲۴ر فروری ۱۸۹۹ء"

''سواگر مسٹر ڈوئی صاحب (ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ ضلع گورداسپور) کے روبرو میں نے اس بات کا اقرار کیا ہے کہ میں ان کو (مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی) کو کافر نہیں کہوں گا۔ تو واقعی میرا یہی مذہب ہے کہ میں کسی مسلمان کو کافر نہیں جانتا۔''

(تریاق القلوب ص ۱۳۱، خزائن ج ۱۵ ص ۴۳۳)

ملزم نمبر ا: (مرزا قادیانی) اس امر میں مشہور ہے کہ وہ سخت اشتعال دہ تحریرات اپنے مخالفوں کے برخلاف لکھتا ہے۔ ''اگر اس کے اس میلان طبع کو نہ روکا گیا تو غالباً امن عامہ میں نقص پیدا ہوگا۔ ۱۸۹۷ء میں کپتان ڈگلسن صاحب نے ملزم کو ہیچوقسم کی تحریرات سے باز رہنے کے لئے فہمائش کی تھی۔ پھر ۱۸۹۹ء میں مسٹر ڈوئی صاحب مجسٹریٹ نے اس سے اقرار نامہ لیا کہ ہیچوقسم نقص امن والے فعلوں سے باز رہے گا۔'' (روئیداد مذکورہ ص ۱۶۰)

عدالت کا بیان مظہر ہے کہ مرزا قادیانی طبعاً شہدہ وہاں ہونے میں مشہور تھے اور اس سے پہلے دو عدالتیں انہیں روک بھی چکیں ہیں۔ چنانچہ خود مرزا قادیانی راقم ہیں کہ: ''ہم نے صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر کے سامنے یہ عہد کر لیا ہے کہ آئندہ ہم سخت الفاظ سے کام نہ لیں گے۔''

(اشتہار مرزا ۲۰ ردسمبر ۱۸۹۷ء، مندرجہ کتاب البریہ دیباچہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۱۳)

سید المرسلین پر برتری

''آنحضرت ﷺ معلم ہیں اور مسیح موعود ایک شاگرد۔ شاگرد خواہ استاد کے علوم کا وارث پورے طور پر بھی ہو جائے یا بعض صورتوں میں بڑھ بھی جائے۔ مگر استاد بہر حال استاد ہی رہتا ہے اور شاگرد شاگرد ہی۔'' (اخبار الحکم قادیان ۲۸ راپریل ۱۹۰۴ء، منقول از مہدی نمبر ۲، ۳ ص ۴۹)

''مسیح موعود (مرزا قادیانی) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے تمام کمالات کو حاصل کر لیا اور اس قابل ہو گیا کہ ظلی نبی کہلائے۔ پس ظلی نبوت نے مسیح موعود کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا۔ بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص ۱۱۳، مصنفہ بشیر احمد قادیانی)

لہ خسف القمر المنیر وان لی

غسا القمران المشرقان اتنکر

''اس کے یعنی نبی کریم ﷺ کے لئے صرف چاند گرہن کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لئے چاند اور سورج دونوں کے گرہن کا۔ اب تو انکار کرے گا۔''

(اعجاز احمدی ص ۷۱، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸۳)

حضرت مریم علیہا السلام کی توہین

''اور مریم کی وہ شان ہے کہ جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا۔ پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار پر بوجہ حمل کے نکاح کرلیا۔'' (کشتی نوح ص۱۶، خزائن ج۱۹ ص۱۸)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین

''آپ کا خاندان بھی نہایت پاک اور مطہر تھا۔ تین دادیاں اور نانیاں آپ کی زنا کار تھیں اور کئی عورتیں بھی جن کے خون سے آپ کا وجود ظہور پذیر ہوا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

تمام انبیاء پر برتری

انبیاء گرچہ بودند بسے
من بعرفان نہ کمترم زکسے
آنچہ دادست ہر نبی راجام
داد آں جام را مرا بہ تمام
کم نیم زاں ہمہ بروئے یقین
ہر کہ گوید دروغ ہست لعین

(نزول المسیح ص۹۹، خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

موسیٰ وعیسیٰ علیہم السلام پر برتری

''حضرت مسیح موعود کے مرتبہ کی نسبت مولانا محمد احسن صاحب امروہی قادیانی اپنے مکتوب موسومہ میاں محمود احمد قادیانی خلیفہ قادیان میں لکھتے ہیں کہ پہلے انبیاء اولوالعزم میں بھی اس عظمت شان کا کوئی شخص نہیں گذرا۔ حدیث میں تو ہے کہ اگر موسیٰ وعیسیٰ زندہ ہوتے تو آنحضرت ﷺ کے اتباع کے بغیر ان کو چارہ نہ ہوتا۔ مگر میں کہتا ہوں کہ مسیح موعود کے وقت میں بھی عیسیٰ وموسیٰ ہوتے تو مسیح موعود (مرزا قادیانی) کی ضرور اتباع کرنی پڑتی۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۳ نمبر۹۸، مورخہ ۱۸ر مارچ ۱۹۱۶ء)

ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہم کی توہین

''پھر انہوں نے ایک اور بھی ایسا ہی دکھ دینے والا فقرہ بولا کہ ابوبکرؓ وعمرؓ کیا تھے۔ وہ تو حضرت غلام احمد کی جوتیوں کے تسمہ کے کھولنے کے بھی لائق نہیں تھے۔ ان فقروں نے مجھے ایسا

دکھ دیا اور ان کے سنتے ہی مجھے ایسی تکلیف ہوئی کہ میری نظر میں جو توقیر اور عزت اہل بیت مسیح موعود میں سے ہونے کی نسبت تھی وہ سب جاتی رہی۔'' (المہدی ص ۲، ۳، حکیم محمد حسین قادیانی لاہوری)

مرزا کی دعاء

''رب تجل رب تجل اے اللہ تجلی فرما اے اللہ تجلی فرما۔'' (تذکرہ ص ۲۰۸)

باپ سچا ہے یا بیٹا؟

مرزا قادیانی

۱...... ''کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ'' تیری بخششوں نے ہمیں گستاخ کر دیا۔

(براہین احمدیہ ص ۵۵۴، ۵۵۷، خزائن ج ۱ ص ۶۶۲، ۶۶۴)

۲...... ''صاحب نبوت تامہ ہرگز امتی نبی نہیں ہوسکتا اور جو شخص کامل طور پر رسول اللہ کہلاتا ہے۔ اس کا کامل طور پر دوسرے نبی کا مطیع اور امتی ہو جانا نصوص قرآنیہ اور حدیثیہ کی رو سے بکلی ممتنع ہے۔ اللہ جل شانہ فرماتا ہے۔'' وما ارسلنا من رسول الالیطاع باذن اللہ ''یعنی ہر ایک رسول مطاع امام بنانے کے لئے بھیجا جاتا ہے۔ اس غرض سے نہیں بھیجا جاتا کہ کسی دوسرے کا مطیع ہو۔'' (ازالہ اوہام حصہ دوم ص ۵۶۹، خزائن ج ۳ ص ۴۰۷)

۳...... ''انبیاء اس لئے آتے ہیں۔ تاکہ ایک دین سے دوسرے دین میں داخل کریں اور ایک قبلہ سے دوسرا قبلہ مقرر کرادیں اور بعض احکام کو منسوخ کر دیں اور بعض نئے احکام لادیں۔'' (آئینہ کمالات اسلام ص ۳۳۹، خزائن ج ۵ ص ۳۳۹)

۴...... ''میرے پر یہی کھولا گیا ہے کہ حقیقی نبوت کے دروازے بکلی بند ہیں۔ اب نہ کوئی حقیقی معنوں کی رو سے آسکتا ہے اور نہ کوئی قدیم نبی۔ مگر ہمارے ظالم مخالف ختم نبوت کے دروازوں کو پورے طور پر بند نہیں سمجھتے۔'' (سراج المنیر ص ۳، خزائن ج ۱۲ ص ۵)

خلیفہ ثانی

۱...... ''کافر مان ہے وہ شخص جس نے کہا ہے۔'' کرم ہائے تو مارا کرد گستاخ'' کیوں کہ خدا کے فضل انسان کو گستاخ نہیں بنایا کرتے۔ بلکہ اور زیادہ شکر گزار اور فرمانبردار بناتے ہیں۔'' (الفضل ۲۳ رجنوری ۱۹۲۷ء)

۲...... ''بعض نادان کہہ دیا کرتے ہیں کہ نبی کسی دوسرے کا متبع نہیں ہوسکتا اور اس کی دلیل یہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے کہ:'' وما ارسلنا من رسول

الا لیطاع باذن اللّٰہ ''اور اس آیت سے حضرت مسیح موعود کی نبوت کے خلاف استدلال کرتے ہیں۔لیکن یہ سبب بسبب قلت تدبیر ہے۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۵۵)

۳...... ''نادان مسلمانوں کا خیال تھا کہ نبی کے لئے یہ شرط ہے کہ وہ کوئی نئی شریعت لائے یا پہلے احکام میں سے کچھ منسوخ کرے یا بلاواسطہ نبوت پائے۔لیکن اللّٰہ تعالیٰ نے مسیح موعود کے ذریعہ اس غلطی کو دور کردیا۔'' (حقیقت النبوۃ ص۱۳۲)

۴...... ''اور یہی محبت تو ہے جو مجھے مجبور کرتی ہے کہ باب نبوت کے بکلی بند ہونے کے عقیدہ کو جہاں تک ہوسکے باطل کردوں کہ اس میں آنحضرتﷺ کی ہتک ہے۔''

(حقیقت النبوۃ ص۱۸۶)

مسیحیت کا سخت انکار

''اس عاجز نے جو مثیل مسیح ہونے کا دعویٰ کیا ہے۔جس کو کم فہم لوگ مسیح موعود خیال کر بیٹھے ہیں۔میں نے ہرگز دعویٰ نہیں کیا کہ میں مسیح ابن مریم ہوں۔جو شخص یہ الزام مجھ پر لگادے۔وہ مفتری اور کذاب ہے۔میں مثیل مسیح ہوں۔'' (ازالہ ص۱۹۰، خزائن ج۳ ص۱۹۲)

حضرت مہدی وعیسیٰ دو الگ الگ بزرگ

''ایک فرقہ برآں رفتہ اند کہ مہدی آخرالزمان عیسیٰ ابن مریم است وایں روایت بغائت ضعیف است زیرا کہ اکثر احادیث صحیح ومتواتر از حضرت رسالت پناہ وورود یافتہ کہ مہدی از بنی فاطمہ خواہد بود وعیسیٰ بن مریم باو اقتداء کردہ نماز خواہد گزارد وجمیع عارفین صاحب تمکین برین متفق اند۔ (ایام الصلح ص۴۷)

ایک فرقہ کا خیال یہ ہے کہ مہدی آخرالزمان حضرت عیسیٰ بن مریم ہی ہیں۔مگر یہ حدیث بڑی ضعیف ہے۔اس لئے کہ اکثر احادیث صحیح اور متواترہ از حضرت رسالت مآب میں آیا ہے کہ حضرت مہدی بنی فاطمہ میں سے ہوں گے اور عیسیٰ بن مریم ان کی اقتدا میں نماز پڑھیں گے اور تمام عارفین معتقدین اس پر متفق ہیں۔''

مدعی نبوت مسیلمہ کا بھائی ہے

''مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا بھائی ہے۔'' (انجام آتھم ص۲۸، خزائن ج۱۱ ص۲۸)

مکہ اور مدینہ کی توہین

''قادیان تمام بستیوں کی ام (ماں) ہے۔پس جو قادیان سے تعلق نہیں رکھے گا وہ کاٹ جائے گا۔تم ڈرو کہ تم میں سے نہ کوئی کاٹا جائے۔پھر یہ تازہ دودھ کب تک رہے گا۔آخر

ماؤں کا دودھ بھی سوکھ جایا کرتا ہے۔ کیا مکہ اور مدینہ کی چھاتیوں سے یہ دودھ سوکھ گیا کہ نہیں۔"
(حقیقت الرؤیا ص۴۶)

مرزا قادیانی کی قرآنی بشارتیں

"چنانچہ وہ مکالمات الٰہیہ جو براہین احمدیہ میں شائع ہو چکے ہیں۔ ان میں سے ایک یہ وحی اللہ ہے۔" هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علیٰ الدین کله "(براہین احمدیہ ص۴۹۸) اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔ پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے۔" محمد رسول الله والذین معه اشداء علیٰ الکفار رحمآء بینهم "اس وحی اللہ میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی...... اسی طرح براہین احمدیہ میں کئی جگہ رسول کے لفظ سے اس عاجز کو یاد کیا گیا۔" (ایک غلطی کا ازالہ ص۲،۳، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶،۲۰۷، مجموعہ اشتہارات ج۳ ص۴۳۱،۴۳۲، تبلیغ رسالت ج۱۰ ص۱۴)

"قل یآیها الناس انی رسول الله الیکم جمیعا وای رسل من الله"
کہہ (اے غلام احمد) اے تمام لوگو! میں تم سب کی طرف اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول ہو کر آیا ہوں۔
(تذکرہ ص۳۵۲، البشریٰ ج۲ ص۵۶)

"مجھے بتایا گیا تھا کہ تیری خبر قرآن اور حدیث میں موجود ہے اور تو ہی اس آیات کا مصداق ہے۔" هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق ولیظهره علی الدین کله"
(اعجاز احمدی ضمیمہ نزول المسیح ص۷، خزائن ج۱۹ ص۱۱۳)

"وما ارسلناك الا رحمة للعالمین "اور ہم نے دنیا پر رحمت کے لئے تجھے بھیجا ہے۔
(اربعین نمبر۳ ص۲۳، خزائن ج۱۷ ص۴۲۱)

مرزا قادیانی کے بشارتی نام

"صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں بھی جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانی ایل نبی نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل رکھا ہے اور عبرانی میں لفظی معنی میکائیل کے ہیں۔ خدا کی مانند۔"
(اربعین نمبر۳ ص۲۵، خزائن ج۱۷ ص۴۱۳)

"ہے کرشن جی رودر گوپال"
(تذکرہ ص۳۸۱، البشریٰ ج۱ ص۵۶، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی)

''امین الملک جے سنگھ بہادر''

(تذکرہ ص۶۷۲، البشریٰ ج۲ص ۱۱۸، مجموعہ الہامات مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا قادیانی کا مبارک زمانہ

''اے عزیزو تم نے وہ وقت پایا ہے۔ جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے اور اس شخص (مرزا قادیانی) کو تم نے دیکھ لیا۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے پیغمبروں نے بھی خواہش کی تھی۔ اس لئے اب اپنے ایمانوں کو خوب مضبوط کرو اور اپنی راہیں درست کرو۔''

(اربعین نمبر۴، ص۱۳، خزائن ج۱۷ص۴۴۲)

''یہ ایک ایسا مبارک وقت ہے کہ تم میں وہ خدا کا فرستادہ موجود ہے جس کا صدہا سال سے امتیں انتظار کر رہی تھیں اور ہر روز خدا تعالیٰ کی تازہ وحی تازہ بشارتوں سے بھری ہوئی نازل ہو رہی ہے۔'' (مکاشفات کا آخری سرورق، مؤلفہ محمد منظور الٰہی قادیانی لاہوری)

''اور میرے وقت میں فرشتوں اور شیاطین کا آخری جنگ ہے اور خدا اس وقت وہ نشان دکھائے گا جو اس نے کبھی دکھائے نہیں۔ گویا خدا زمین پر خود اتر آئے گا...... یعنی انسانی مظہر کے ذریعہ سے اپنے جلال ظاہر کرے گا اور اپنا چہرہ دکھلائے گا۔''

(حقیقت الوحی ص۱۵۴، خزائن ج۲۲ص ۱۵۸)

قصر مرزائیت میں تزلزل

(یہی نہیں کہ قادیانی جماعت میں اندرونی ابتری پھیل گئی۔ بلکہ چل چلاؤ شروع ہوگیا اور قادیانیت کو بچانا دشوار ہوگیا۔ شدت اضطراب میں پردہ اٹھ گیا۔ ورنہ ایسے راز بہت کم ظاہر ہوتے ہیں۔ بہر حال اس ہلچل کا ایک مختصر خاکہ ملاحظہ ہو) ہمیں نظر یہ آتا ہے کہ ہم دشمن کے عمل سے متاثر ہو رہے ہیں اور اس کی غلطیاں بار بار ہمارے اندر داخل ہو رہی ہیں۔ ہم میں سے جو کمزور لوگ ہیں۔ بسا اوقات وہ ان غلطیوں کا شکار ہو جاتے ہیں اور دشمن کے بداثرات سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ دشمن ہمارے گھروں میں گھس کر ہماری جماعت کے نوجوانوں اور کمزور طبع لوگوں میں نقص پیدا کرتا رہتا ہے اور ہمارا سارا وقت اس اندرونی اصلاح ہی میں صرف ہو سکتا ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج۲۳ نمبر۲۷۹ ص۳،۴، مورخہ ۲؍جون ۱۹۳۶ء)

''غرض عقیدے کی جنگ میں جہاں ہم نے دشمن کو ہر میدان میں شکست دی ورنہ صرف میدانوں میں اس کو شکست دی۔ بلکہ اس کے گھروں پر حملہ آور ہوئے اور ہم نے اسے ایسا لتاڑا ایسا لتاڑا کہ اس میں سر اٹھانے کی بھی تاب نہ رہی۔ دشمن کے ہر گھر میں گھس کر ہم نے اس

کے باطل عقائد کو کچلا اور اسے ایسے شکست دی کہ دشمن کے لئے اس سے زیادہ کھلی اور ذلت کی شکست اور کوئی نہیں ہوسکتی۔ وہاں عمل کے میدان میں ہم دشمنوں میں محصور ہوگئے اور ہمارے لئے ان سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہ رہی۔ ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں آدمی وہ ہم سے نقائص اور عیوب میں مبتلا کرتے چلے جاتے ہیں۔ ہم ایک جگہ سے بھاگتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ دوسری جگہ امن ملے گا مگر وہاں بھی نقص آموجود ہوتا ہے۔ پھر وہاں سے بھاگ کر تیسری طرف جاتے ہیں۔ مگر وہاں بھی دشمن موجود ہوتا ہے۔ تیسری جگہ سے بھاگ کر چوتھی طرف جاتے ہیں تو اس جگہ بھی دشمن ہمارے مقابلہ کے لئے تیار ہوتا ہے۔ گویا جس طرح چاروں طرف جب آگ لگ جاتی ہے تو انسان حیران رہ جاتا ہے اور وہ سمجھ نہیں سکتا کہ وہ کیا کرے۔ یہی اس وقت ہماری حالت ہے۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۳ نمبر ۲۷۹ ص ۵، مورخہ ۲ رجون ۱۹۳۶ء)

فخر الرسل ﷺ پر بہتان

(خاتمہ چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲) پر فرماتے ہیں۔ ''ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا۔ تو آپ ﷺ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خدا تعالیٰ کے نبی گذرے ہیں اور فرمایا: ''کان فی الهند نبی اسود کان اسمه کاهناً'' یعنی ہند میں ایک نبی گذرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن تھا۔ یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں۔'' مندرجہ بالا عبارت مرزا قادیانی نے حدیث نبوی قرار دے کر پیش کی ہے۔ حالانکہ یہ عبارت تمام احادیث قدسیہ میں ڈھونڈے سے نہیں ملتی۔

انگریزی الہامات

I Love you.	میں تم سے محبت کرتا ہوں۔
I am with you.	میں تمہارے ساتھ ہوں۔
Yes I am happy.	ہاں میں خوش ہوں۔
Life is pain.	زندگی دکھ ہے۔
I shall help you.	میں تمہاری مدد کروں گا۔
I can what I will do.	میں کرسکتا ہوں جو چاہوں گا۔
We can what will do.	ہم کرسکتے ہیں جو چاہیں گے۔

''

خدا تمہاری طرف ایک لشکر کے ساتھ چلا آتا ہے۔

God is comining by his army.

وہ دشمن کو ہلاک کرنے کے لئے تمہارے ساتھ ہے۔

He is with you to hill enemy.

وہ دن آتے ہیں کہ خدا تمہاری مدد کرے گا۔

The days shall come God shall help you.

خدائے ذوالجلال۔ **Glory be to the lord.**

آفرنیندہ زمین وآسمان۔ (حقیقت الوحی ص ۳۰۳، خزائن ج ۲۲ ص ۳۱۶)

God maker of earth and heaven.

تمہیں امرتسر جانا پڑے گا۔ (تذکرہ ص ۱۱۷)

You have to go to Amritsar.

وہ ضلع پشاور میں ٹھہرتا ہے۔ (تذکرہ ص ۱۱۷)

He helts in the Zila Peshaw

ایک کلام اور دو لڑکیاں۔ (تذکرہ ص ۵۹۳)

Word and to Girls.

معقول آدمی۔ (تذکرہ ص ۴۸۴)

Though all men should be angry, But God is with you. He shall help you words of God can not Exchange.

بحث حیات عیسیٰ علیہ السلام

جیسے پہلے گذر چکا ہے کہ سب امت اوّل سے لے کر آخر تک اس بات پر متفق ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ آسمان پر اٹھائے گئے اور پھر آخری زمانہ میں تشریف لائیں گے اور ان کی علامات بھی احادیث رسول کے اندر وارد ہیں۔ مگر جب مرزا قادیانی کو مراق نے مرتبہ مسیحیت یا مثلیت پر براجمان کر دیا تو حیات مسیح علیہ السلام کے دلائل کا جواب دینا بھی ضروری تھا۔ ملاحظہ فرمائیے:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ''یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیٰ ومطهرك من الذین کفرو وجاعل الذین اتعبوك فوق الذین کفروالیٰ یوم القیامه (آل عمران:۵۵) ''یعنی اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورا لینے والا ہوں اور اٹھانے والا ہوں اپنی طرف اور پھر کافروں سے پاک کرنے والا ہوں اور آپ کے ماننے والوں کو قیامت تک برتری دوں گا۔ واقعہ یہ تھا کہ آپ کے دشمن یہود آپ کو گرفتار کر کے سزا دلانا چاہتے تھے تو جواباً اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ اے عیسیٰ علیہ السلام یہ گرفتار نہیں کرا سکتے میں تمہیں اپنے قبضہ میں لوں گا اور یہ سولی پر نہیں دے سکتے۔ میں تمہیں اپنے پاس اٹھانے والا ہوں۔

دوسری دلیل: ''وما قتلوه وما صلبوه ولکن شبه لهم وما قتلوه یقینا بل رفعه الله الیه (نساء:۱۵۷،۱۵۸) ''یعنی نہ تو یہود نے قتل کیا اور نہ سولی دے سکے۔ لیکن ان کو شبہ پڑ گیا کہ ہم نے سولی پر چڑھا دیا ہے۔ لیکن قدرت کاملہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اپنے پاس اٹھا لیا۔ ایک دوسرے آدمی پر آپ کا حلیہ طاری کر دیا۔ جسے انہوں نے عیسیٰ ہی سمجھ کر سولی دے دی اور یقیناً انہوں نے قتل نہیں کیا۔ بلکہ اللہ نے اپنی طرف اٹھا لیا۔ سوال تو یہ تھا کہ قتل یعنی سولی دی گئی یا نہیں۔ تیسری بات جو قادیانی کہتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وہاں سے کشمیر آ گئے اور وہیں آپ بیس سال عمر پا کر فوت ہوئے اور ان کی قبر موجود ہے۔ یہ ہرگز کسی کے ذہن میں نہ تھی تو اللہ نے فیصلہ فرما دیا کہ قتل یقیناً نہ ہوا۔ بلکہ کچھ اور ہی ہوا اور وہ ہے۔ رفع الیٰ السماء پھر یہ لوگ کہتے ہیں کہ رفع سے مراد رفع درجات ہے۔ مگر یہ بات بڑی ہی حقیر تر ہے۔ اس لئے یہ رفع درجات تو عام موقعوں کے لئے بھی آتا ہے۔ پھر پیغمبر ذی شان کی کیا فضیلت ہوئی۔ یہ تو سبھی کو ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''یرفع الذین آمنوا ''یعنی اللہ تعالیٰ مومنوں کے درجات بلند کرتا ہے۔ بھلا یہ بات بھی کوئی نامعلوم تھی کہ رفع درجات ہوا کہ نہیں، تو اللہ نے اطلاع دے دی۔ پھر جہاں رفع درجات ہے۔ وہ لفظ الیہ نہیں یہاں وہ بھی ہے۔ معلوم ہوا کہ رفع بجسدہ ہی ہوا ہے۔

تیسری دلیل: ''وان من اهل الکتاب الالیؤمنن به قبل موته (نساء:۱۵۹) ''یعنی سب اہل کتاب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی موت سے پہلے ان پر ایمان لائیں گے۔ اس کے بعد معلوم ہوا کہ وہ ابھی تک فوت نہیں ہوئے۔ کیونکہ سارے اہل کتاب ان پر ابھی ایمان نہیں لائے۔ بلکہ یہ اس وقت ہوگا۔ جب آنحضرت ﷺ دوبارہ دنیا میں تشریف

لائیں گے۔ غرض کہ قرآن اور اسی طرح ستر احادیث میں سے پتہ چلتا ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف لائیں گے۔ اس عقیدہ کو اختیار کرنا نہایت ہی ضروری ہے اور ایمان کا ایک جز ہے۔ آیات قرآنی کے علاوہ بیشمار احادیث ہیں۔ جن میں مرزا قادیانی تحریف کرتے ہیں۔ قرآن میں تو لفظ ''توفی'' سے موت مراد لے کر وفات عیسیٰ کا عقیدہ نکالا اور خود مسیح موعود کا لفظ ہے۔ اس میں تاویل کرتے ہیں۔ اب میں آپ کی خدمت میں تینوں لفظوں کے معنی قرآن وحدیث اور لغت عربی اور خود مرزا قادیانی کے کلام سے پیش کروں گا۔ آگے فیصلہ آپ کے ہاتھ ہے۔ اوّل ایک قانون سنئے جو مرزا قادیانی کا اپنا ہے۔ فرماتے ہیں ''والقسم یدل علیٰ ان الخبر محمول علی الظاھر لا تاویل فیہ ولا استثناء''

(حمامتہ البشریٰ ص ۱۴، خزائن ج ۷ ص ۱۹۲)

یعنی جس بات پر قسم کھائی جائے وہ ظاہر پر محمول ہوتی ہے۔ اس میں کسی قسم کی تاویل اور استثناء کی گنجائش نہیں۔ یہ قانون ذہن میں رکھئے؟ بس فیصلہ قریب ہے۔ حدیث بخاری میں ہے کہ حضورﷺ فرماتے ہیں۔ ''والذی نفسی بیدہ لیوشکن ان ینزل فیکم ابن مریم حکما عدلا فیکسر الصلیب یقتل الخنزیر ویضع الحرب ویفیض المال حتیٰ لا یقبلہ احد حتیٰ تکون السجدۃ الواحدۃ خیرامن الدنیا وما فیھا''
﴿اس ذات کی قسم کہ جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ بے شک قریب ہے کہ تم میں مسیح بن مریم حاکم عادل کی حیثیت سے نازل ہوں گے۔ یعنی شرح محمدی کے مطابق فیصلہ کریں گے اور وہ صلیب کو توڑیں گے۔ خنزیر کو قتل کریں گے۔ جنگ کو ختم کریں گے۔ مال کی اتنی زیادتی کردیں گے کہ کوئی اسے قبول نہ کرے گا۔ یہاں تک کہ ایک سجدہ دنیا ومافیہا سے بہتر ہوگا۔﴾

(البخاری ج ۱ ص ۴۹۰، باب نزول عیسیٰ بن مریم)

اس حدیث میں حضورﷺ نے قسم کھا کر حضرت مسیح کا نزول اور علامات بیان کی ہیں تو اپنے قانون کے لحاظ سے نہ تو مسیح میں تاویل کرو کہ مراد مثیل ہے جو میں ہوں۔ نہ نزول میں اختلاف کرو کہ اس کے معنی آنا ہے۔ بلکہ ذیل کی علامات دیکھ کر فیصلہ کرلو۔ مرزا قادیانی میں ایک بھی نشانی نہیں۔

۱...... ابن مریم (مسیح موعود) عدل وحکومت کے ساتھ آئے گا۔

۲...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) کسر صلیب کرے گا۔ یعنی موجودہ عیسائیت کالعدم ہو جائے گی۔

۳...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) خنزیر کو قتل کرے گا۔ یعنی ہر جانور جو قتل کیا جائے دین حق میں حرام ہے۔ ایسا ہی خنزیر کے قتل سے اس کا کھانا حرام ہو جائے گا۔

۴...... مسیح ابن مریم (مسیح موعود) کے مبارک وقت میں لوگ اس قدر مستغنی اور عابد ہوں گے کہ ایک ایک سجدہ کو ہزاروں دیناروں سے بہتر سمجھیں گے۔

۵...... مسیح ابن مریم جزیہ جو مشرکین سے لیا جاتا ہے معاف کر دیں گے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ قرآن حمید کی وہ آیت جو ابوہریرہؓ نے اس کے استدلال میں پیش کی ہے۔ بتلائی ہے مشرک کوئی باقی ہی نہ رہے گا۔ بلکہ سب کے سب عیسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آئیں گے۔ یعنی دین حنیف کو قبول کر لیں گے۔ پھر جزیہ کیسا۔

۶...... ابن مریم (مسیح موعود) مقام فج الروحا سے احرام باندھیں گے۔

۷...... ابن مریم حج کریں گے۔

۸...... مسیح ابن مریم آسمان سے اتریں گے۔ کیونکہ حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔ زمین پر اتریں گے۔ اس سے صاف ظاہر ہوا کہ وہ اس وقت زمین پر نہیں۔ کیونکہ زمین آسمان کی ضد ہے۔

۹...... مسیح ابن مریم پینتالیس برس زمین پر رہیں گے۔ نکاح کریں گے اور صاحب اولاد ہوں گے۔

۱۰...... مسیح ابن مریم مدینہ منورہ میں فوت ہوں گے۔ کیونکہ اس کی تصدیق نمبر ۱۱ سے ہوتی ہے۔

۱۱...... مسیح ابن مریم میرے مقبرہ میں میرے ساتھ دفن ہوں گے۔

۱۲...... مسیح ابن مریم قیامت کے دن میرے مقبرہ سے میرے ساتھ اٹھیں گے۔ ابوبکرؓ اور عمرؓ کے درمیان ہوں گے۔ ان بارہ اوصاف میں سے ایک بھی مرزا قادیانی کے حق میں نہیں۔

اوّل...... آپ فرماتے ہیں کہ میں (مرزا قادیانی) درویشی وغربت کے لباس میں آیا ہوں۔ فیل

دوم...... کسر صلیب نہیں ہوئی بلکہ نصاریٰ ترقی پر ہیں۔ فیل

سوم...... خنزیر کا کھانا حرام قرار نہیں دیا گیا۔ بلکہ مرزا قادیانی نے تو از حد ارزانی کر دی ہے۔ فیل

چہارم...... لوگ زر درہم کے بھوکے ہیں اور خود ذات شریف کی چندوں میں کٹی۔ فیل

پنجم...... جزیہ معاف نہیں ہوا۔ فیل

ششم...... مقام فج الروحا ایک آنکھ دیکھنا بھی نصیب نہیں ہوا۔ فیل

ہفتم...... آپ کو حج کی سعادت نصیب نہیں ہوئی۔ (حالانکہ حج کے متعلق الہام ہورہا ہے) فیل

ہشتم...... آپ قادیان میں غلام مرتضیٰ کے ہاں پیدا ہوا۔ فیل

نہم...... آپ نے نکاح کی ازحد کوشش کی۔ مگر...... آہ...... ناکامی ونامرادی نصیب ہوئی۔ فیل

دہم...... آپ نے لاہور میں پران توڑے۔ مدینہ منورہ کی زیارت بھی نصیب نہیں ہوئی۔ فیل

یازدہم...... آپ قادیان کی بنجر زمین میں دفن ہوئے وروضہ نبوی میں ابھی تک قبر کی جگہ خالی پڑی ہے۔ فیل

دوازدہم...... مرزا قادیانی قادیان سے اپنی امت کے ساتھ خروج کریں گے نہ کہ روضۂ اطہر سے اٹھیں گے۔ فیل

بڑے بے آبرو ہوکر تیرے کوچہ سے ہم نکلے

مسیح کی علامت قتل خنزیر ہے۔ مگر مرزا قادیانی فرماتے ہیں کہ خاص لندن میں ہزار دوکان خنزیر بیچنے کی موجود ہے اور صرف یہی نہیں بلکہ پچیس ہزار خنزیر لندن سے مفصلات کے لئے بھیجا جاتا ہے۔

۲...... اسلام عام ہوجائے گا۔ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میرے زمانہ میں دنیا کی تمام قومیں ایک مسلم قوم کی شکل بن جائے گی۔ لیکن سب کے سامنے ہے۔ خود فرمایا کہ عیسائیت دن بدن ترقی کر رہی ہے۔ پیغام صلح ۶؍مارچ ۱۹۲۸ء ضلع گورداسپور کی مردم شماری دیکھئے۔ ۱۸۱۹ء میں عیسائی ۲۲۴۰۰، ۱۹۰۱ء میں ۴۴۷۱، ۱۹۱۱ء میں ۲۳۳۶۰، ۱۹۲۱ء میں ۳۲۸۳۲، ۱۹۳۱ء میں ۴۳۲۴۳۔ (ماخوذ از محمدیہ پاکٹ بک صفحہ ۳۵۰، چشمہ معرفت ص ۳۱۲، خزائن ج ۲۳ ص ۳۲۷)

اسی طرح کوئی نشانی نہیں پائی جاتی۔ اس لئے نزول مسیح کے قائل ہیں۔ جیسے پہلے گذر چکا ہے۔ مزید دیکھئے اسلام کی ترقی کے متعلق لکھتے ہیں۔ ’’اگر میں نے اسلام کی حمایت میں وہ کام کر دکھایا۔ جو مسیح موعود کو کرنا چاہئے تو پھر میں سچا ہوں اور اگر کچھ نہ ہوا اور میں مرگیا تو سب گواہ رہیں کہ میں جھوٹا ہوں۔‘‘ (بدر ۱۹؍جولائی ۱۹۰۶ء) مگر ہوا کیا؟

لفظ توفی کا معنی

یہ لفظ وفی، یفی سے بنا ہے۔ جس کا معنی ہے پورا کرنا وعدہ وفا کردیا۔ یعنی پورا کردیا۔ یہ توفی باب تفعل سے ہے۔ جس کے معنی لزوم کے لحاظ سے پورا پورا لینا ہے کیا جاتا ہے۔ ''توفیت المال منه اذ اخذته کله ''یعنی میں نے اپنا مال پورا پورا لے لیا۔''توفیت عدد القوم اذ اعددتهم کلهم ''یعنی میں نے قوم کی پوری پوری گنتی کر لی نہ یہ کہ ساری قوم کو مار دیا۔

(لسان العرب ج۱۵ص۳۵۹)

یہی معنی (المنجد عربی، اردو ص۱۰۹۷، ۱۰۹۸، مفردات ص۵۵۰) اساس البلاغہ وغیرہ نے لکھا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں''واما توفون اجورکم یوم القیامة (آل عمران:۱۸۵)'' یعنی قیامت کے دن تم کو تمہارے اجر پورے پورے دیئے جائیں گے۔ نہ یہ کہ تمہارا اجر مار لیا جائے گا۔ (العیاذ باللہ)

بیشمار آیات اس قسم کی مل جاتی ہیں۔''اللہ یتوفی الانفس ''اللہ تعالیٰ روحوں کو قبض کرتا ہے نہ کہ مارتا ہے۔ روحیں تو نہیں مرتیں۔ یہی معنی (تفسیر کبیر ج۲۶ص۲۸۴، بیضاوی ج۲ ص۲۵۸، جامع البیان ج۲۴ص۹، ابن کثیر ج۷ص۹۱، فتح البیان، والخازن ج۶ ص۶۴) وغیرہ میں ملیں گے۔ ہاں توفی کے مجازی معنی موت کے ہیں حقیقی نہیں۔ (تاج العروس ج۲۰ص۳۰۱) میں ہے۔''معنی المجاز اورکته الوفاة ای الموت والمنیة وتوفی اذا مات ''یعنی موت کا معنی مجازی ہے۔ اسی طرح (اساس البلاغہ ج۲۰ص۲۴۱) میں ہے۔ (مفردات ص۵۵۰) میں بھی ایسا ہی ہے۔ یہ بات مسلمہ ہے کہ حقیقی معنی چھوڑ کر مجازی نہیں لیا جاسکتا۔ جب کہ کوئی قرینہ نہ ہو۔ توفی کا معنی از زبان مرزا قادیانی کتاب (براہین ص۵۲، خزائن ج۱ص۶۲۰) آیت''انی متوفیك ورافعك الیّ ''''کا معنی کرتا ہے۔ میں تجھ کو پوری نعمت دوں گا اور اپنی طرف اٹھاؤں گا'' مرزا قادیانی راقم ہیں یہودیوں نے حضرت مسیح کے لئے قتل وصلیب کا حیلہ سوچا تھا۔ خدا نے مسیح کو وعدہ دیا کہ میں تجھے بچاؤں گا اور تیرا اپنی طرف رفع کروں گا۔

(اربعین نمبر۳ص۸، خزائن ج۱۷ص۳۹۴)

یہ براہین ایسی کتاب ہے کہ مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ میں براہین کے وقت بھی من اللہ رسول تھا۔ (ایام الصلح ص۷۵، خزائن ج۱۶ص۳۰۹) نیز یہ کتاب رسول اللہ ﷺ کے دربار میں پیش ہو کر رجسٹرڈ ہو چکی ہے اور قطب ستارہ کی طرح غیر متزلزل ہے۔ (براہین ص۲۴۸، خزائن ج۱ص۲۷۵) اسی

طرح (تذکرہ ص ۱۱۴) رات کو ایک اور عجیب الہام ہوا اور وہ یہ کہ: ''قل للضيفك انی متوفيك قل لا خيك انی متوفيك '' یہ الہام بھی دو مرتبہ ہوا۔ اس کے معنی بھی دو ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو تیرا مورد فیض یا بھائی ہے۔ اس کو کہہ دے کہ میں تیرے پر اتمام نعمت کروں گا۔ دوسرے معنی یہ ہیں کہ میں وفات دوں گا۔ معلوم نہیں کہ یہ شخص کون ہے۔ اس قسم کے تعلقات کے کم وبیش کئی لوگ ہیں۔ اس عاجز پر اس قسم کے الہامات اور مکاشفات اکثر وارد ہوتے رہتے ہیں۔'' اسی طرح (سراج منیر ص ۲۱، خزائن ج ۱۲ ص ۲۳) میں ہے۔ ''براہین کا وہ الہام یعنی'' یا عیسیٰ انی متوفيك '' جو سترہ برس پہلے شائع ہو چکا ہے۔ اس کے اس وقت خوب معنی کھل چکا۔ یہ الہام حضرت عیسیٰ کو اس وقت بطور تسلی ہوا تھا۔ جب یہود ان کے مصلوب کرنے کے لئے کوشش کر رہے تھے اور اس جگہ بجائے یہود کے ہنود کوشش کر رہے ہیں اور الہام کے یہ معنی ہیں کہ میں تجھے ایسی ذلیل اور لعنتی موتوں سے بچاؤں گا۔ دیکھو اس واقعہ نے عیسیٰ کا نام اس عاجز پر کیسے چسپاں کر دیا ہے۔'' یہ تین حوالے آپ کے سامنے ہیں۔ جن سے معنی توفی خوب کھل گیا۔ جب کہ آخری حوالہ سے معلوم ہوا کہ مرزا آخر تک یہی معنی لیتے رہے اور بھی بہت سے امور آخری حوالہ سے معلوم ہوئے ہیں۔

۲...... روپے پے در پے آ رہے ہیں۔ ہر یک معمہ ہے جسے کوئی ماں کا لال حل نہیں کر سکتا۔ کھانا کب کھاتے۔ نماز کا کیا حساب تھا۔ دیگر ضروریات زندگی غرض صدہا کام ہیں سمجھ میں نہیں (ایک معمہ) ریویو ماہ ستمبر ۱۹۰۲ء میں فرمایا۔ ''اب تک میرے ہاتھ پہ ایک لاکھ کے قریب انسان بدی سے توبہ کر چکا ہے۔ تقریباً تین برس فرمایا کہ میرے ہاتھ پہ چار لاکھ انسان معاصی سے توبہ کر چکے ہیں۔ (تجلیات الٰہیہ ص ۵، خزائن ج ۲۰ ص ۳۹۷، مرقومہ ۱۵؍ مارچ ۱۹۰۶ء) اندازہ لگائیے ہر گھنٹہ ۱۹ آدمی بیعت کرنے والے بنتے ہیں۔ ادھر دن یا رات میں سو مرتبہ پیشاب ہے۔ جو ہر سات منٹ بعد آتا ہے ادھر ۱۹۰۶ء تک تین لاکھ سے زیادہ نشان بھی آ چکے ہیں تو بتلایئے مرزا قادیانی بیعت کیسے لیتے رہے۔ پیشاب کا کیا انتظام تھا۔ پھر الہامات بھی۔

لفظ نزول کا معنی

اس کا حقیقی معنی اوپر سے نیچے اترنے کے ہیں۔ مگر مجازاً آمد کو بھی کہتے ہیں۔ دیکھئے نزول فرود آمدن اور انزال فرود آوردن (صراح) منتہی الارب میں بھی ایسے ہی ہے۔ یعنی نیچے آنا، مفردات میں ہے۔ ''النزول فی الاصل هو الانحطاط من علوه '' یعنی نزول کا حقیقی معنی اوپر سے نیچے آنا ہے۔

لفظ رفع کا معنی

رفع سے مراد امت قادیانیہ رفع روح لیتی ہے اور یہ ان کی بے علمی اور جہالت ہے صراح میں ہے۔''رفع برداشتن وهو خلاف الوضع (ص۲۵۰)''یعنی رفع کا معنی اوپر کو اٹھانا ہے۔ بخلاف وضع کے کہ اس کا معنی نہادن یعنی نیچے رکھنا ہے۔ (مصباح منیر مصری ج۱ ص۱۱۷) میں ہے۔''والرفع فی الاجسام حقیقة فی الحرکة والانتقال وفی المعانی علیٰ مایقضیه المقام''یعنی رفع جسموں میں حقیقت میں حرکت اور انتقال کے لئے ہوتا ہے اور اعراض میں حسب موقع ومقام۔ تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جسم والے تھے۔

لہٰذا: حرکت الی السماء ہی مراد ہوگی۔ جب توفی نزول، رفع کا معنی واضح ہو چکا تو توفی کے لئے مراد موت نہیں اور نزول حقیقی ہے اور رفع بھی حقیقی ہی ہوا تھا۔ حیات مسیح علیہ السلام ہی ساری مرزائیت کے کا لب لباب ہے۔ اس لئے جب ہم نے تمام وجوہ سے حیات عیسیٰ ثابت کر دی اور دربارہ نزول بھی۔ مرزا قادیانی کے لئے کوئی جگہ نہیں رہی اور اس ساری بحث کا دارومدار لفظ توفی ہے۔ وہ بھی بیان ہوگیا۔ اب سنئے کہ حیات مسیح کا عقیدہ ایمانیات میں ہے۔ مگر مرزا کے ہاں یہ عقیدہ کوئی چیز نہیں۔ ملاحظہ ہو:''اوّل تو یہ جاننا چاہئے کہ مسیح کے نزول کا عقیدہ کوئی ایسا عقیدہ نہیں جو ہمارا ایمانیات کی کوئی جزو یا ہمارے دین کے رکنوں میں سے کوئی رکن ہو۔ بلکہ صدہا پیش گوئیاں میں سے ایک پیش گوئی ہے۔ جس کو حقیقت اسلام سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ جس زمانہ تک یہ پیش گوئیاں بیان نہیں کی گئیں تھی۔ اس زمانہ تک اسلام کچھ ناقص نہیں تھا اور جب بیان کی گئی تو اس سے اسلام کچھ کامل نہیں ہوا۔'' (ازالہ اوہام ص۱۴۰، خزائن ج۳ ص۱۷۱)

اعتذار

حضرات میں کوئی ادیب نہیں ہوں۔ محض جذبہ دینی کے پیش نظر چند باتیں پیش کی ہیں۔ تاکہ ہر ایک آدمی پڑھ کر اپنی عاقبت کا فیصلہ کر سکے اور رسالہ مفت تقسیم کیا جارہا ہے۔ تاکہ ہر خاص وعام پڑھ سکے۔ لہٰذا کوئی ادبی غلطی پکڑنے سے کی زحمت گوارا نہ کریں۔ حق شناس معانی کو دیکھتے ہیں نہ کہ الفاظ کو۔

ضمیمہ

میں صرف مسلمان ہوں

(توضیح المرام ص۱۷، خزائن ج۳ ص۵۹) پر فرماتے ہیں کہ:''اگر یہ اعتراض پیش کیا جائے

کہ مسیح کا مثیل بھی نبی چاہئے۔ کیوں کہ مسیح نبی تھا۔ تو اس کا اوّل جواب یہی ہے کہ آنے والے مسیح کے لئے ہمارے سید مولا نے نبوت شرط نہیں فرمائی۔ بلکہ صاف طور پر یہی لکھا ہے کہ وہ ایک مسلمان ہوگا اور عام مسلمان کے موافق شریعت فرقانی کا پابند ہوگا اور اس سے زیادہ کچھ نہیں ظاہر کرے گا۔ میں مسلمان ہوں اور مسلمانوں کا امام ہوں۔''

ایک معمہ

''تیسری پیش گوئی یہ تھی کہ لوگ کثرت سے آئیں گے۔ سو اس کثرت سے آئے کہ اگر ہر روز آمدن اور خاص وقتوں کے مجموں کا اندازہ لگایا جائے تو کئی لاکھ تک اس کی تعداد پہنچتی ہے...... اب تک کئی لاکھ انسان قادیان میں آچکے ہیں اور اگر خطوط بھی اس کے ساتھ شامل کئے جائیں تو شاید اندازہ کروڑ تک پہنچ جائے۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص ۵۷، ۵۸، خزائن ج ۲۱ ص ۷۴، ۷۵)

مرزا قادیانی نے ۱۸۸۰ء سے علمی و مذہبی زندگی کا آغاز کیا۔ جب کہ براہین احمدیہ کا اعلان کیا اور ۱۹۰۸ء میں انتقال ہوا۔ گویا کل ۲۷ سال یہ مشغلہ رہا ظاہر ہے کہ مرزا قادیانی کی تحریک نے بتدریج ترقی شروع کی ابتداء میں چند سال کام ہلکا رہا۔ بعد کو فروغ ہوا۔ تاہم اگر کل ۲۷ سال مساوی مان لئے جائیں تو بھی مرزا قادیانی کے بیان کے مطابق خطوں اور مہمانوں کا روزانہ اوسط بلاناغہ ایک ہزار پڑتا ہے۔ اگر حسب واقعہ سال غیر مساوی مانے جائیں تو آخری سالوں کا روزانہ اوسط کئی ہزار پڑنا چاہئے۔ خوب حساب ہے۔

سب کچھ زندہ ہوا

''حضرت مرزا قادیانی کے ذریعہ اسلام زندہ ہوا۔ قرآن کریم زندہ ہوا۔ محمد ﷺ کا نام زندہ ہوا۔ خدا کی توحید زندہ ہوئی۔ ہر نیکی زندہ ہوئی۔ ہر نبی زندہ ہوا۔ ہر راست باز نے دوبارہ حیات پائی۔ پس حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) کوئی معمولی انسان نہ تھے۔ آپ نے رسولوں اور ان کی تعلیموں کو زندہ کیا ہے۔ پہلے مسیح نے تو بقول غیر احمدی چند ماچھیوں کو زندہ کیا ہے۔ پھر بھی کہتے ہیں اس نے کیا کیا ہے۔ وہ کون سی خوبی اور کون سی صداقت ہے۔ جو کسی نبی میں پائی جاتی ہے۔ مگر حضرت مرزا قادیانی میں نہیں۔''

(اخبار الفضل قادیان ج ۱۱ نمبر ۸۹ ص ۱۰، مورخہ ۱۶ رمئی ۱۹۲۴ء)

قادیانی رنگروٹ

’’جو گورنمنٹ ایسی مہربان ہو اس کی جس قدر بھی فرمانبرداری کی جائے تھوڑی ہے۔ ایک دفعہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر مجھ پر خلافت کا بوجھ نہ ہوتا تو میں مؤذن بنتا۔ اسی طرح میں کہتا ہوں کہ اگر میں خلیفہ نہ ہوتا تو والنٹیر ہو کر جنگ (یورپ) میں چلا جاتا۔‘‘ (انوار خلافت ص ۹۶)

’’لارڈ چمیسفورڈ نے میرے نام اپنی چھٹی میں اس کا ذکر کیا کہ حکومت نے ایک کمیونک شائع کیا ہے کہ آپ کی جماعت نے بہت مدد دی ہے۔ پھر کابل کی لڑائی ہوئی اور اس موقع پر بھی میں نے فوراً حکومت کی مدد کی اپنے چھوٹے بھائی کو فوج میں بھیجا۔ جہاں انہوں نے بغیر تنخواہ کے چھ ماہ کام کیا۔‘‘ (اخبار الفضل ج ۲۲ نمبر ۹۱ ص ۶، مورخہ ۲۹ رجنوری ۱۹۳۵ء)

ابوبکر کے ہم پلہ

’’آج تمہارے لئے ابوبکر و عمر سی فضیلت حاصل کرنے کا موقع ہے اور وہ بہشتی مقام موجود ہے۔ جہاں تم وصیت کر کے اپنے پیارے آقا المسیح الموعود کے قدموں میں دفن ہو سکتے ہو اور چونکہ حدیثوں میں آیا ہے کہ مسیح موعود رسول کریم کی قبر میں دفن ہو گا۔ اس لئے تم اس مقبرہ میں دفن ہو کر خود رسول اکرم کے پہلو میں دفن ہو گے اور تمہارے لئے اس خصوصیت میں ابوبکرؓ کے ہم پلہ ہونے کا موقع ہے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲ نمبر ۹۹ ص ۶، مورخہ ۲ رفروری ۱۹۱۵ء)

معجزہ شق القمر

’’ایک صاحب نے (مرزا قادیانی) سے پوچھا شق القمر کی نسبت حضور کیا فرماتے ہیں۔ فرمایا ہماری رائے میں یہ ہے کہ وہ ایک قسم کا خسوف تھا۔ ہم نے اس کے متعلق اپنی کتاب چشمہ معرفت میں لکھ دیا ہے۔‘‘ (اخبار بدر قادیان ج ۷ نمبر ۱۹، ۲۰ ص ۵، مورخہ ۲۴ رمئی ۱۹۰۸ء)

قرآن میں قادیان کا نام

’’اور یہ بھی مدت سے الہام ہو چکا ہے۔’’انا انزلناہ قریباً من القادیان‘‘ اس جگہ مجھے یاد آیا ہے کہ جس روز وہ الہام مذکورہ بالا جس میں قادیان میں نازل ہونے کا ذکر ہے ہوا تھا۔ اسی روز کشفی طور پر میں نے دیکھا کہ میرے بھائی صاحب مرحوم مرزا غلام قادر میرے قریب بیٹھ کر بآواز بلند قرآن شریف پڑھ رہے ہیں اور پڑھتے پڑھتے انہوں نے ان فقرات کو پڑھا ’’انا انزلنا قریباً من القادیان‘‘ تو میں نے سن کر بہت تعجب کیا کہ قادیان کا نام قرآن شریف میں لکھا ہوا ہے..... تب میں نے دل میں کہا کہ واقعی طور پر قادیان کا نام قرآن شریف میں درج

ہے اور میں نے کہا تین شہروں کا نام قرآن شریف میں اعزاز کے ساتھ لکھا ہوا ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان۔ یہ کشف تھا کہ کئی سال ہوئے مجھے دکھلایا گیا تھا۔‘‘

(ازالہ اوہام ص۷۳، ۷۷، خزائن ج۳ص ۱۳۸، ۱۴۰)

گول مول الہامات

۱...... ’’بابو الٰہی بخش چاہتا ہے کہ تیرا حیض دیکھے یا کسی اور ناپاکی پر اطلاع پائے۔ تجھ میں حیض نہیں بلکہ وہ (حیض) بچہ ہو گیا۔ جو بمنزلہ اطفال اللہ کے ہے۔‘‘

(تتمہ حقیقت الوحی ص۱۴۳، خزائن ج۲۲ص ۵۸۱)

۲...... ’’میرا نام ابن مریم رکھا گیا اور عیسیٰ کی روح مجھ پر نفخ کی گئی اور استعارہ کے رنگ میں حاملہ ٹھہرایا گیا۔ آخر کئی مہینہ کے بعد جو (مدت حمل) دس مہینہ سے زیادہ نہیں۔ مجھے مریم سے عیسیٰ بنایا گیا۔ پس اس طور سے میں ابن مریم ٹھہرا۔‘‘ (کشتی نوح ص۴۷، خزائن ج۱۹ص ۵۰)

۳...... مرزا قادیانی کا ایک مرید قاضی یار محمد اپنے ٹریکٹ نمبر۳۴ موسومہ ’’اسلامی قربانی‘‘ میں لکھتا ہے۔ ’’حضرت مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے ایک موقع پر اپنی حالت یہ ظاہر فرمائی کہ کشف کی حالت آپ پر طاری ہوئی۔ گویا کہ آپ عورت ہیں اور اللہ تعالیٰ نے رجولیت کی طاقت کا اظہار فرمایا۔‘‘

۴...... ’’بستر عیش‘‘ (تذکرہ ص۴۹۹، البشریٰ ج۲ص ۸۸، بحوالہ البدر ج۳ نمبر۱، تاریخ الہام ۵؍دسمبر ۱۹۰۳ء) غالباً منکوحہ آسمانی کے وصال کی امید ہے۔

۵...... ’’جدھر دیکھتا ہوں ادھر تو ہی تو ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۵۰۸) ’’زندگی کے فیشن سے دور جا پڑے ہیں۔‘‘ (۵۰۹) ’’تفسیر عنقریب سنا جاوے گا کہ بہت سے مفسد جو مخالفان اسلام ہیں۔ ان کا خاتمہ ہو جاوے گا۔‘‘ (البشریٰ ص۹۰ ج۲، بحوالہ البدر ج۳ نمبر۱۶، ۱۷ص ۶ کالم۳) تعیین کوئی نہیں کی۔ مطلب یہ کہ جو مخالف مرے گا۔ اسے اس کی لپیٹ میں لیتے جاویں گے۔

۶...... ’’چوہدری رستم علی‘‘ (تذکرہ ص۵۳۲، البشریٰ ج۲ص ۹۴، بحوالہ الحکم ج۹ نمبر۱۲)

۷...... ’’زندگیوں کا خاتمہ‘‘ (تذکرہ ص۵۷۷، البشریٰ ج۲ص ۱۰۳، بدر ج۱ص ۳۶)

کن کن کی زندگیوں کا خاتمہ کب ہوگا کیسے ہوگا۔ کوئی پتہ نہیں۔

۸...... ’’لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے ان کو پکڑا اور شیر خدا نے فتح پائی۔ امین الملک جے سنگھ بہادر۔‘‘ (تذکرہ ص۶۷۲، البشریٰ ج۲ص ۱۱۸، بحوالہ بدر ج۲ نمبر۳۷)

۹...... ’’لاہور میں ایک بے شرم ہے۔‘‘ (تذکرہ ص۷۰۴) تعیین کوئی نہیں۔

۱۰...... ''ایک امتحان ہے بعض اس میں پکڑے جائیں گے۔ بعض چھوڑے جائیں گے۔'' (تذکرہ ص۴۰۷)

۱۱...... ''گورنر جنرل کی پیش گوئیوں کے پورا ہونے کا وقت آ گیا۔''

(تذکرہ ص۳۴۲، البشریٰ ج۲ ص۵۷، حصہ اوّل بحوالہ الحکم ج۳ نمبر۴۰)

۱۲...... بعد۔ ۱۱۔ انشاء اللہ۔ (تذکرہ ص۴۰۱) تشریح تفہیم نہیں ہوئی کہ اس کیا مراد ہے۔ گیارہ دن یا گیارہ ہفتے یا کیا؟ یہی ہندسہ ۱۱ کا دکھایا گیا۔ (ص۶۶ حوالہ بالا)

۱۳...... ''آج سے یہ شرف دکھائیں گے۔''

(تذکرہ ص۴۰۷، البشریٰ ج۲ حصہ اص۶۸، بحوالہ الحکم ج۵ نمبر۱۸)

۱۴...... ''اس کتے کا آخری دم'' فرمایا میں نے کشف میں دیکھا کہ کوئی کتا بیمار ہے۔ میں اسے دوا دینے لگا ہوں تو میری زبان پر یہ جاری ہوا۔ (تذکرہ ص۴۱۷)

۱۵...... ''افسوس صد افسوس'' (تذکرہ ص۴۱۹، البشریٰ ج۲ ص۷۱، بحوالہ الحکم ج۱۷)

۱۶...... ''فیر مین'' (Fair Man) معقول آدمی۔ (تذکرہ ص۴۸۴)

۱۷...... ''فضل الرحمٰن نے دروازہ کھول دیا۔'' (تذکرہ ص۵۰۹)

۱۸...... ''ہم نے وہ جہان چھوڑ دیا۔'' (تذکرہ ص۵۳۳) کوئی روح کہتی ہے۔

(البشریٰ ج۲ ص۹۵، بحوالہ البدر سلسلہ جدید ج۱ نمبر۱)

۱۹...... ''ایک ناپاک روح کی آواز آئی میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔''

(تذکرہ ص۵۳۵)

۲۰...... ''کیا عذاب کا معاملہ درست ہے۔ اگر درست ہے تو کس حد تک۔''

(تذکرہ ص۵۴۸، البشریٰ ج۲ ص۹۷، بحوالہ بدر ج۱ نمبر۶)

۲۱...... ''رؤیا۔ ایک عورت زمین پر بیٹھی ہے۔ جو مخالفانہ رنگ میں ہے۔ میں اس کے برابر گزرا تو آواز آئی۔ ''لعنة الله على الكاذبين'' ساتھ ہی یہ الہام ہوا۔ اس پر آفت پڑی اس پر پڑی۔'' (تذکرہ ص۵۵۵، مکاشفات ص۴۱، البدر ج۱ نمبر۱۰)

۲۲...... ''آتش فشاں۔ مصالح العرب۔ بامراد۔ رد بلا۔'' (تذکرہ ص۵۶۳، مکاشفات بدر ج۱ نمبر۳۲) ایک کاغذ دکھائی دیا اس پر لکھا تھا۔

۲۳...... ''ایک دانہ کس کس نے کھانا۔''

(تذکرہ ص ۵۹۵، البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۷، بدر ج ۷)

۲۴...... ''شر الذین انعمت علیهم'' (تذکرہ ص ۵۵۰)

خدائی کے دعوے

۱...... ''خدا کی مانند۔'' (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

۲...... ''میں نے خواب میں دیکھا کہ میں خدا ہوں۔ میں نے یقین کرلیا کہ میں وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات ص ۵۶۴، خزائن ج ۵ ص ۵۶۴)

۳...... ''یوم یأتی ربك فی ظلل من الغمام ''اس دن بادلوں میں تیرا خدا آئے گا۔ یعنی انسانی مظہر (مرزا قادیانی) کے ذریعہ اپنا جلال ظاہر کرے گا۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۵۴، خزائن ج ۲۲ ص ۱۵۸)

۴...... ''انت منی بمنزلة اولادی ''اے مرزا تو مجھ سے میری اولاد جیسا ہے۔ (اربعین نمبر ۴ ص ۱۹، خزائن ج ۱۷ ص ۴۵۲)

۵...... ''خدا نکلنے کو ہے۔''انت منی بمنزلة بروزی ''تو مجھ سے ایسا ہے جیسا کہ میں ہی ظاہر ہوگیا۔'' (سرورق آخیر ریویو ج ۵ نمبر ۳، مارچ ۱۹۰۶ء)

۶...... ''اعطیت صفة الافناء والاحیاء من رب الفعال مجھے خدا کی سے مارنے اور زندہ کرنے کی صفت دی گئی ہے۔'' (خطبہ الہامیہ ص ۵۵، ۵۶، خزائن ج ۱۶ ص ایضاً)

۷...... ''انت منی بمنزلة توحیدی وتفریدی تو مجھ سے میری توحید کی مانند ہے۔'' (تذکرۃ الشہادتین ص ۳، خزائن ج ۲۰ ص ۵)

۸...... ''انما امرت اذا اردت شیئاً ان تقول له کن فیکون یعنی اے مرزا تیری یہ شان ہے کہ تو جس چیز کو کن کہہ دے وہ فوراً ہو جاتی ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۱۰۵، خزائن ج ۲۲ ص ۱۰۸)

۹...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ خدا نے مجھے الہام کیا کہ: ''تیرے گھر ایک لڑکا پیدا ہوگا۔''کأن الله نزل من السماء ''گویا خدا آسمانوں سے اتر آیا۔''

(تذکرہ ص ۱۳۹، اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء)

''اگر تمام آدمی ناراض ہوں گے۔ مگر خدا تمہارے ساتھ ہے۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ خدا کی باتیں بدل نہیں سکتیں۔'' (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴ ص۵۵۴، خزائن ج۱ ص۶۶۱)

''اس کے بعد دو فقرے انگریزی ہیں۔ جن کے الفاظ کی صحت بباعث سرعت الہام ابھی تک معلوم نہیں اور وہ یہ ہیں۔ ''آئی لو یو۔ آئی شیل گو۔ یو لارج پارٹی اوف اسلام'' چونکہ اس وقت یعنی آج کے دن اس جگہ کوئی انگریزی خواں نہیں اور نہ اس کے پورے معنی کھلے ہیں۔ اس لئے بغیر معنوں کے لکھا ہے۔'' (براہین احمدیہ حاشیہ در حاشیہ نمبر۴ ص۵۵۷، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

افراتفری

حضرت مرزا قادیانی کی دورنگی چال بھی غضب کی تھی۔ ایک طرف انگریزوں کو دجال اور اپنے آپ کو اس کا قاتل قرار دیتے ہیں اور اپنے معیار صداقت میں جہاں تک کہہ گذرے ہیں کہ: ''اگر مجھ سے ہزار کا میھی سرزد ہوں مگر عیسائیت کا ستون بیخ و بن سے نہ اکھاڑ سکوں تو یہ سمجھو کہ میں خدا کی طرف سے نہیں بلکہ جھوٹوں کا جھوٹا ہوں۔'' (رسالہ دعوت قوم ملحق انجام آتھم ص۴۷، خزائن ج۱۱ ص ایضاً) پر فرماتے ہیں کہ: ''دجال اکبر یہی پادری لوگ ہیں اور یہی قرآن و حدیث سے ثابت ہے اور مسیح موعود کا کام ان کو قتل کرنا ہے۔'' (انجام آتھم ص۴۱، خزائن ج۱۱ ص ایضاً)

''مریم کا بیٹا کشلیا کے بیٹے رام چندر سے کچھ زیادت نہیں رکھتا۔''

''حضرت مسیح کے ہاتھ میں سوائے مکر و فریب کے کچھ نہیں تھا۔''

(ضمیمہ انجام آتھم ص۷، خزائن ج۱۱ ص۲۹۱)

(ازالہ اوہام ص۱۳۲، خزائن ج۳ ص۱۶۶) پر فرماتے ہیں کہ: ''خدا ابر رحمت کی طرح ہمارے لئے انگریزی سلطنت کو دور سے لایا اور تلخی اور مرارت جو سکھوں کے عہد میں ہم نے اٹھائی تھی گورنمنٹ برطانیہ کے زیر سایہ آکر ہم بھول گئے اور ہم پر اور ہماری ذریت پر فرض ہو گیا کہ اس مبارک گورنمنٹ برطانیہ کے ہمیشہ شکر گذار رہیں۔''

ستارہ قیصریہ، تریاق القلوب میں تحریر کرتے ہیں۔ خلاصہ ملاحظہ فرمائیں: ''پچاس ہزار سے زیادہ کتابیں اور اشتہارات چھپوا کر میں نے اس ملک اور بلاد اسلامیہ تمام ملکوں میں یہاں تک کہ اسلام کے مقدس شہروں، مکہ، مدینہ، روم و قسطنطنیہ، بلاد شام، مصر، کابل، و افغانستان جہاں تک ممکن تھا شائع کئے۔ تیرے رحم کے سلسلہ نے آسمان پر ایک رحم کا سلسلہ برپا کیا۔ خدا کی نگاہیں اس ملک پر ہیں۔ جس پر تیری نگاہیں ہیں۔'' (ستارہ قیصریہ ص۴، ۸، خزائن ج۱۵ ص۱۱۴، ۱۱۹)

ک: ''میری عمر کا بیشتر حصہ گورنمنٹ برطانیہ کی مدح وستائش میں گذرا اور میں نے ان کی خدمت کے لئے اپنی محبوب امت کو ابدی غلامی کی تعلیم دی اور میں نے یہاں تک کیا کہ غیر ممالک میں لاکھوں ٹریکٹ اور اشتہار وقتاً فوقتاً بھیجے اور اگر ان کی مجموعی حیثیت کا اندازہ کیا جائے تو پچاس الماریاں بھی ان کے لئے ناکافی ہی رہیں گی۔'' (تریاق القلوب ص ۱۵، خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۵)

اصل حقیقت

''افسوس کہ اکثر لوگ ایسے ہیں کہ ابھی شیطان کے پنجہ میں گرفتار ہیں۔ مگر پھر بھی اپنی خوابوں اور الہاموں پر بھروسہ کر کے اپنے ناراست اعتقادوں ناپاک مذہبوں کو ان خوابوں اور الہاموں کے ذریعہ فروغ دینا چاہتے ہیں۔ بلکہ بطور شہادت ایسی خوابوں اور الہاموں کو پیش کرتے ہیں...... اور بعض محض فضولی اور فخر کے طور پر اپنی خوابیں سناتے ہیں اور بعض ایسے بھی ہیں کہ چند خوابیں یا الہام جو ان کے نزدیک سچے ہو گئے ہیں۔ ان کی بناء پر وہ اپنے تئیں اماموں یا پیشواؤں یا رسولوں کے رنگ میں پیش کرتے ہیں۔ یہ وہ خرابیاں ہیں جو اس ملک میں بہت بڑھ گئی ہیں اور ایسے لوگوں میں بجائے دینداری کے بے جا تکبر اور غرور پیدا ہو گیا ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۲، خزائن ج ۲۲ ص ۴)

''ایک اور امر بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض فاسق اور فاجر اور زانی اور ظالم اور غیر متدین اور چور اور حرام خور اور خدا کے احکام کے مخالف چلنے والے بھی ایسے دیکھے گئے ہیں کہ ان کو بھی کبھی کبھی سچی خوابیں آ جاتی ہیں اور یہ میرا ذاتی تجربہ ہے کہ بعض عورتیں جو قوم کی چوہڑی یعنی بھنگن تھیں۔ جن کا پیشہ مردار کھانا اور ارتکاب جرائم کا تھا۔ انہوں نے ہمارے روبرو بعض خوابیں بیان کیں اور وہ سچی نکلیں۔ اس سے بھی عجیب تر یہ کہ بعض زانیہ عورتیں اور قوم کے کنجر جن کا رات دن زنا کاری کام تھا۔ ان کو دیکھا گیا کہ بعض خوابیں انہوں نے بیان کیں اور وہ پوری ہو گئیں اور بعض ایسے ہندوؤں کو بھی دیکھا کہ جو نجاست شرک سے ملوث اور اسلام کے سخت دشمن ہیں۔ بعض خوابیں ان کی جیسا کہ دیکھا تھا ظہور میں آ گئیں۔'' (حقیقت الوحی ص ۲، ۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵)

''مالیخولیا کے بعض مریض بظاہر صحیح الدماغ معلوم ہوتے ہیں۔ مگر جب ان کی طویل اور بے سروپا باتیں سنی جائیں تو حاذق طبیب سمجھ لیتا ہے کہ وہ مالیخولیا میں مبتلا ہیں۔''

(سودائے مرزا ص ۱۳، مصنفہ حکیم محمد علی)

''طرح طرح کے ایسے خیال ان کے دل میں آتے ہیں۔ جن کی کوئی حقیقت نہیں ہوتی۔'' (تحقیقات ڈاکٹر شاہ نواز قادیانی، اسسٹنٹ سرجن مندرجہ رسالہ ریویو قادیان بابت مئی ۱۹۲۷ء)

مسلم ذرا ہوشیار باش

وقت کی ضرورت اور تقاضا

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

مسلم ذرا ہوشیار باش

وقت کا تقاضا اور ضرورت

فطری اور طبعی طور پر ہر ایک انسان میں ایک ایسا جذبہ ہوتا ہے کہ جب اس کی ضروریات یا مفاد پر زد پڑتی ہے، کوئی دوسرا انسان ان کو چھیننے یا پامال کرنے کی کوشش کرتا ہے تو یہ شخص ان کا دفاع کرتا ہے۔ عملاً یا قلباً! یعنی بس چلنے پر عملاً اور بالفعل کوشش کرتا ہے اور نہ چلنے پر دل ہی میں مضطرب تو لازمی ہوتا ہے۔ ورنہ یہ شخص بے حس اور بے غیرت کہلاتا ہے۔ یہ ضروریات اور مفادات مادی ہوں یا غیر مادی یعنی مذہبی یا نظریاتی ہوں۔ بلکہ بسا اوقات اپنے نظریات اور عقائد کے لئے بہ نسبت مادی مفادات کے کہیں زیادہ بڑھ کر یہ شخص جذبہ کا اظہار کر گزرتا ہے۔ چاہے یہ نظریات وعقائد فی نفسہ غلط اور نادرست ہی کیوں نہ ہوں۔ اسی طرح ایک پکا مسلمان اسی اصول کے تحت اپنے نظریات اور عقائد کے تحفظ کے لئے ہمہ قسم کی قربانی دینے کے لئے ہمہ وقت تیار رہتا ہے۔ مثلاً:

۱...... مسلمان کا نظریہ ہے کہ خدا ایک ہی ہے۔ اس کا کوئی شریک وسہیم نہیں۔ یہ اس نظریہ کو دنیا میں پھیلانے اور عام کرنے کے لئے شب وروز محنت اور کوشش کرے گا۔ کفار ومشرکین کے خلاف ہمہ قسم کا جہاد کرے گا اور یہ اس کے دین وایمان کا تقاضا ہے۔

۲...... ایک صحیح مسلمان کا عقیدہ ہے کہ محمد رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ کے سب سے عظیم اور آخری نبی ﷺ ہیں۔ تمام انسانیت کے ہادی اور راہنماء ہیں تو یہ اس نظریہ کی تبلیغ وترویج کے لئے اپنی تمام تر کوششوں اور جذبات کو بروئے کار لا کر دین وآخرت میں سرخرو ہونے کی کوشش کرے گا اور اس کے خلاف کسی بات کو ذرا بھی نہ سنے گا۔ کسی مدعی نبوت کو ہرگز برداشت نہ کرے گا۔ اس کے تمام تر احساسات وجذبات، عقیدت ومحبت آپ کی ذات اقدس کے ساتھ ہی وابستہ ہوں گی۔ وہ شخص اپنے عقیدہ کا اعلان واظہار قول سے کرے گا اور فعل سے بھی اور جدوجہد سے بھی۔

۳...... ایک صحیح مسلمان یقین رکھتا ہے کہ قرآن مجید ہی تمام خیر وبرکات کا حامل ہے۔ تمام کامیابیوں اور سعادتوں کا قرینہ یہی کتاب ہدیٰ ہے۔ اس کے سوا کائنات میں کوئی دوسری کتاب اس کی خانہ پری نہیں کر سکتی۔ اس کے خلاف وہ کسی کتاب کے متعلق یا دوسرے کسی بھی نظریہ کے بارہ میں، دوسری کسی بھی تہذیب وکلچر کے متعلق ہرگز وہ نظریہ اور عقیدہ قائم نہیں کر سکتا۔ بلکہ وہ صحیح عقیدہ کی ترویج کے لئے کوشاں رہے گا۔

۴...... ایک صحیح اور راسخ الاعتقاد مسلمان انبیاء کرام علیہم السلام کے بعد صحابہ عظام

رضوان اللہ علیہم کو ہی تمام بزرگیوں کا حامل قرار دیتا ہے۔ خدا کی توحید، رسول اللہ ﷺ کی اور قرآن مجید کی عظمت وشان کے جاننے پہچاننے اور اس کے تقاضے پورے کرنے والا یہی مقدس گروہ تھا جو کہ انتہائی قابل تعظیم اور معیاری ایمان وعمل کے حامل تھے۔ ان میں سے کسی کی توہین وتحقیر نا قابل برداشت حرکت ہے۔ ان سے کوئی ہمسری کا دعویٰ نہیں کرسکتا۔ چہ جائیکہ برابری یا فضیلت کا مدعی ہو۔ جو شخص ان کے مقام عالی کے خلاف کوئی حرکت کرے گا۔ وہ سزا کا مستوجب ہوگا۔ ان کے اس مقام کا تحفظ ہمارے ایمان اور غیرت کا تقاضا ہوگا۔

۵...... ایک کامل مسلمان کا ایمان ہے کہ ہمارے آقا ومولیٰ محمد رسول اللہ ﷺ کی ازواج مطہراتؓ ایک خاص الخاص عظمت وعفت کی مالک اور انتہائی حساس رفعت ومقام رکھتی ہیں۔ خود اللہ تعالیٰ نے ان کو ''وازواجه امهاتهم (احزاب:٦)'' فرمایا۔ لہٰذا جب ہماری مادی ماؤں کا مقام دین نے انتہائی مقدس قائم فرمایا ہے تو ان روحانی ماؤں کے تقدس وطہارت کا اندازہ کون لگا سکتا ہے۔ لہٰذا ان کا احترام واکرام صحیح مسلمان کے لئے انتہائی حساس مسئلہ ہے۔ ان کی توہین وتحقیر کسی بھی صورت میں نا قابل برداشت ہے۔ ایک حساس اور باغیرت مسلمان کے لئے ان کے تقدس واحترام کا مسئلہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔ جس کے خلاف وہ ذرا سی حرکت بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

۶...... اسی طرح ایک صحیح الاعتقاد اور حساس مسلمان کے لئے اپنے تمام شعائر دینی کا احترام وعقیدت نہایت اہمیت کا حامل ہے۔ جس کی خلاف ورزی وہ اپنے ایمان کے لئے چیلنج سمجھتا ہے اور وہ اپنے تمام تر جذبات واحساسات اور جدوجہد کو اپنے شعائر دینی کی توہین وتحقیر کے خلاف بروئے کار لائے گا۔ یہ مؤمن نہ تو اپنے کلمہ پر کسی کا قبضہ برداشت کرے گا اور نہ اذان پر۔ اسی طرح نہ وہ مسجد پر کسی غیر کا تسلط برداشت کرے گا اور نہ دیگر اسلامی اصطلاحات پر۔ جیسے السلام علیکم، خطبہ، جنازہ، نہ مسلمانوں کے قبرستان میں کسی دوسری کے دخل برداشت کرے گا۔ ویسے بھی مذہب کے شعائر اور خصوصیات کا مسئلہ ہر مذہب میں یہی حیثیت رکھتا ہے اور اس کی مثال کسی کمپنی یا ادارہ کے ٹریڈ مارک کا مسئلہ ہے کہ قانونی طور پر کوئی بھی ادارہ کسی دوسرے ادارے کا ٹریڈ مارک خاص کر منظور شدہ اور رجسٹرڈ ٹریڈ مارک قانونی طور پر استعمال نہیں کرسکتا۔ کیونکہ اس صورت میں اس کی کاروباری ساکھ کو خطرہ ہوگا۔ جعل سازی کا دروازہ کھل جائے گا کہ دوسرا ادارہ ناقص میٹریل کا سامان بنا کر اسے اصل ریٹ پر فروخت کر کے اصل ادارہ کے نقصان کا سبب بنے گا۔ لہٰذا قانونی طور پر اس ادارہ کو اپنا کیس عدالت میں دائر کر کے دوسرے ادارہ کے خلاف ہرجانہ کا حقدار ہوگا۔

اسی طرح کوئی بھی مذہب اپنے شعائر یا خصوصیات کسی دوسرے مذہب والوں کو

استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے گا کہ اس طرح اس کے مذہبی حقوق مجروح ہوتے ہیں۔

مثلاً عیسائیوں کا مذہبی نشان صلیب ہے یا اسم مسیح ہے جو وہ اپنے نام کے ساتھ استعمال کرتے ہیں۔ اب وہ صلیب کا نشان دوسرے مذہب والوں کو اپنے مذہب میں رہتے ہوئے استعمال کرنے کی اجازت نہیں دے سکتے۔ اسی طرح سکھوں کے شعائر کا مسئلہ ہے۔ ہندوؤں یا بدھوں کے شعائر کا مسئلہ ہے کہ اس مذہب والوں کی خصوصیت ہے اور اسی نشان سے اس مذہب کی شناخت ہوگی۔ جن کے استعمال کے تحت اس کی مذہبی شناخت ہوتی ہے۔ اسی طرح اہل اسلام کی خصوصیات ہیں۔ جن سے ایک مسلمان کی شناخت اور پہچان ہوتی ہے۔ کوئی ہندو کبھی اذان نہ دے گا۔ کلمہ نہ پڑھے گا، نہ محمد رسول اللہ ﷺ کو خدا کا سچا اور آخری نبی جانے گا اور نہ قرآن مجید کو اپنائے گا۔ نہ ہی وہ السلام علیکم کا استعمال کرے گا۔ نہ ہی بسم اللہ وغیرہ کا استعمال کرے گا۔ کیونکہ یہ تمام خصوصیات مذہب اسلام کی ہیں۔ نہ ہی وہ مسجد کا لفظ یا مینارہ اور محراب کا استعمال کرے گا۔ کیونکہ یہ مسلمانوں کی خصوصیات اور دینی اصطلاحات ہیں۔

قادیانی اور شعائر اسلام

مندرجہ بالا اصول کے تحت قادیانی جو کہ صراحتاً غیر مسلم ہیں۔ جن کو تمام امت کے فتاویٰ نے اور تمام دنیا کی اعلیٰ عدالتوں نے مکمل تحقیق کے بعد مسلمانوں سے الگ طبقہ قرار دیا ہے اور خود سر ظفر اللہ قادیانی نے کہہ دیا تھا کہ اگر قادیانی غیر مسلم ثابت ہو جائیں تو پھر ان کا مسجد سے کیا تعلق ہے؟ جیسے کوئی ہندو یا سکھ کسی بھی مسجد کا متولی نہیں قرار دیا جا سکتا۔ اسی طرح قادیانی بھی کسی مسجد پر قابض یا لفظ مسجد یا صورت مسجد استعمال نہیں کر سکے گا کہ یہ اہل اسلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ وہی ان شعائر کا اختیار کرنے کے مجاز اور مستحق ہیں۔

پس ہمارا اہل اسلام کا اور قادیانیوں کا یہی جھگڑا ہے کہ وہ باوجود غیر مسلم قرار دیئے جانے کے اسلامی شعائر و اصطلاحات کے استعمال پر بضد ہیں اور مسلمان اس کی اجازت دینے کے کسی صورت میں روادار نہیں۔ بلکہ یہ تو کھلم کھلا مسلمانوں کے حقوق پر دست درازی اور ڈاکہ ہے۔ قادیانیوں کو چاہیے کہ دیگر مذاہب کی طرح وہ بھی اپنی اصطلاحات مرتب کر کے استعمال کریں۔ ہم اہل اسلام سے جھگڑا اور حق تلفی کا ارتکاب نہ کریں۔ پھر ہمارا ان کے ساتھ اس معاملہ میں کوئی تنا[illegible]۔ بات یہاں تک نہیں بلکہ وہ تو کہتے ہیں کہ اصل مسلمان ہی ہم ہیں۔ یہ رواجی اور نام کے [illegible]ن ہیں۔ یعنی وہ ہمارے قدیمی نام پر بھی قابض ہو رہے ہیں۔ حتیٰ کہ مرزا قادیانی نے بھی لکھ دیا کہ: ”خدا نے میرے مخالفوں کو یہودی، عیسائی اور مشرک کہا ہے۔“ (نزول المسیح

ص ۴ حاشیہ،خزائن ج ۱۸ص ۳۸۲) اب بتائیے کہ اس ڈاکہ زنی کو کون برداشت کرے گا؟

جب تمام دنیا کے مفتیان کرام اور اعلیٰ عدالتوں نے اسلام کے اصل نظریات اور قادیانیوں کے عقائد کا بغور جائزہ لے کر فیصلہ کر دیا کہ واقعتاً قرآن وحدیث اور اسلامی لٹریچر کے تحت یہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں۔ اسلام سے ان کا کوئی تعلق نہیں تو یہ ان لوگوں کی محض سینہ زوری ہے کہ ہمارا نام اور ہمارے تمام شعائر مخصوصہ استعمال کر رہے ہیں۔ بخلاف دوسرے کفار کے کہ وہ ہماری کوئی خصوصیت اور خصوصیت کی چیز استعمال نہیں کرتے۔ یہی قادیانیوں اور دوسرے کفار میں فرق ہے۔

مسئلہ کا حل یہ ہے کہ خود اہل اسلام ہی ہوشیار و بیدار ہوں اور اپنے عقائد ونظریات، شعائر واصطلاحات کا کما حقہ تحفظ کریں تو پھر مسئلہ حل ہوگا۔ آج کل تمام دنیا میں حقوق کی جنگ کا میدان کارزار گرم ہے۔ ہر مذہب وملت والے، ہر طبقہ انسانی وغیرہ اپنے اپنے حقوق کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ اسی طرح اگر تمام مسلمان بھی بیدار ہو کر اپنے حقوق کے محفوظ کرنے کی کوشش کریں تو مسئلہ ایک دن میں حل ہو جاتا ہے۔ ہر ایک مسلمان اپنے مذہب اسلام کی تمام خط وخال کو صحیح صحیح جان کر ان کو خود اپنا لیں اور دوسرے کو کسی بھی صورت میں استعمال کرنے کی اجازت نہ دیں۔ جیسے دوسرا کوئی مذہب اپنے مذہب کی خصوصیات کو استعمال کرنے کی اجازت نہیں دیتا تو پھر مسئلہ حل ہے۔

مگر جب قوم میں بے توجہی، بے حسی، بے پروائی اور بے غیرتی عام ہو تو پھر فتاویٰ اور عدالتی فیصلوں سے یہ مسئلہ حل نہیں ہو سکتا۔ بھلا مسائل صرف قائل ہونے سے بھی کبھی حل ہوئے ہیں۔ بلکہ مسائل عامل ہونے اور انہیں اپنانے سے حل ہوتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں بھی اس پہلو پر توجہ دینے اور اپنے تمام تر مسائل زیر عمل لانے، انہیں اپنانے کی ضرورت ہے۔ تمام عالم سے ہمارے مسائل الگ ہیں اور تمام مذاہب سے نمایاں اور فائق تر ہیں۔ لہٰذا ہمیں کسی کو کہنے کی بجائے خود اپنے مسائل کو عملاً دنیائے عالم کے سامنے ان کو فائق تر نمایاں طور پر براہین کی روشنی میں پیش کر کے اپنی فوقیت اور سرفرازی ثابت کرنی چاہئے۔ دشمن سے اپنے حقوق کے تحفظ کی بھیک مانگنا ایک مضحکہ خیز حرکت ہے۔

یا اخوۃ الاسلام! ہم ملت اسلامیہ ہیں۔ اللہ کریم نے ہمیں تمام جہان سے اعلیٰ اور افضل قرار دیا ہے۔ ہمارا منصب اقوام عالم کی قیادت اور رہنمائی ہے نہ کہ ان کی غلامی اور دریوزہ گری۔ لہٰذا ہمیں اپنی اس پوزیشن کو واضح اور اجاگر کر کے اقوام عالم کو ان کی رشد وہدایت، فلاح وبہبود، امن وسکون اور عدل وانصاف فراہم کرنا چاہئے۔ تاکہ اللہ کریم کا منشاء اور مقصد پورا ہو ورنہ ہم خود بھی آخرت میں اپنی ناکامی کے ذمہ دار ہوں گے اور تمام انسانیت کی تباہی اور ناکامی کے بھی۔

یا اخوۃ الاسلام! اپنے منصب کو پہچانو۔ تم آئے کس لئے تھے اور کر کیا رہے ہو؟ یاد رکھو تم لوگ تمام انسانیت کی قیادت کے لئے آئے تھے۔ مگر تم آہستہ آہستہ اپنا آپ گنوا بیٹھے۔ اپنے نفع ونقصان کی تمیز تم سے جاتی رہی۔ اپنے دوست اور دشمن کی پہچان تمہاری نظروں سے اوجھل ہوگئی۔ لہٰذا آج تم بھی انسانیت سے دور اقوام جیسے ہو گئے۔ انانیت، مفاد پرستی اور مادہ پرستی کے چکر میں خوب پھنس گئے۔ اپنے ذاتی نقصان پر تو تم دوسرے مسلمان بھائی کے گلے پڑ جاتے ہو۔ مگر دین کے نقصان پر تم انتہائی بے حس اور غافل ہو جاتے ہو کہ گویا یہ تمہاری ضرورت ہی نہیں۔ حالانکہ اصل ضرورت یہی تھی۔ کوئی توحید کے خلاف کہہ جائے۔ قرآن کے خلاف بڑی سے بڑی حرکت کر جائے۔ مگر تمہارا ضمیر نہیں جاگتا۔ بھلا مسلم ملک پاکستان کی گلیوں میں، نالوں میں، جوہڑوں میں، نہیں نہیں خود گھروں میں، مساجد میں، قرآن کی توہین ہو جائے۔ مگر تمہارا ضمیر مردہ ہی رہتا ہے۔ وہ ذرا بھی حرکت میں نہیں آتا۔ حالانکہ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ ایک واقعہ ہونے پر تمام عالم میں کہرام مچ جاتا۔ صرف مسلم ممالک میں نہیں بلکہ غیر مسلم ممالک میں بھی احتجاج کی گونج پڑ جاتی۔ مجرم کو پتہ چلتا کہ میں نے یہ حرکت کر دی ہے۔ آئندہ ہمیشہ ہمیشہ کے لئے یہ حرکت بند ہو جاتی اور ہمیشہ کے لئے اس طرف سے سکون ہو جاتا۔ توہین رسالت ﷺ کے ارتکاب کا تصور بھی دنیائے عالم میں نہ ہوتا۔ ہر بدبخت کو یقین ہوتا کہ ابھی عاشقان مصطفیٰ ﷺ زندہ اور بیدار ہیں۔ اگر میں نے یہ حرکت کی تو بھی اس کا رد عمل نا قابل برداشت ہو جائے گا۔ مسلمانوں کے غیض وغضب کا مقابلہ اور غیرت وحمیت کا سامنا ناممکن ہوگا۔ یہ سوچتے ہی وہ اپنی حرکت پر کنٹرول کر لیتا۔ مگر افسوس صد افسوس! قوم اس حالت میں ہو چکی ہے کہ مسلمان کہلانے والے بے غیرت وکیل اور جج پوچھتے ہیں کہ بتاؤ مجرم نے جرم کا ارتکاب کس طرح اور کن الفاظ میں کیا تھا؟ حالانکہ اگر اس خبیث وکیل اور جج کے والد کو وہی الفاظ کوئی کہہ دے تو اس کی قوت برداشت بھی ختم ہو جائے۔ مگر وہ اس حقیقت کو نہیں جانتا۔ ہائے افسوس صد افسوس۔ ماحول مسلمانوں کا ہو اور عشق ومحبت کی گونج خوب ہو پھر ایسی حرکات ہوں؟ یہ نا قابل فہم ہے۔ سمجھ سے بالاتر ہے۔ ۱۰۰ سال ہو گئے کہ ابھی تک مسلمان قوم مسئلہ ختم نبوت نہیں سمجھ سکی۔ بڑے بڑے کورس تو کر لئے، انجینئر بن گئے، ڈاکٹر بن گئے، پروفیسر بن گئے، جج اور جسٹس بن گئے، صنعت کار اور سیاست دان تو بن گئے۔ مگر اسے یہ معلوم نہیں کہ ہمارے آقائے نامدار ﷺ کا مقام کیا ہے اور اس کا تقاضا کیا ہے۔ جج صاحب کو توہین عدالت تو خوب یاد ہے۔ پروفیسر کو کلاس کے قواعد اور آداب تو آتے ہیں۔ اگر نہیں معلوم تو مقام مصطفیٰ ﷺ معلوم نہیں۔ ایک صنعت کار کو اپنے نفع ونقصان تو خوب معلوم ہے۔

اس کے لئے وہ تو جان کی بازی لگا دے گا۔ مگر اسے اپنے ایمان کے تقاضے کی کوئی خبر نہیں۔ ایک سیاستدان اور سپیکر کو اپنے انا کے سارے اصول تو یاد ہیں۔ سیاست تو خوب جانتا ہے مگر اسے معلم کائنات ﷺ کے احترام و تقدس کے تقاضے ذہن نشین نہیں۔ اسے قبر و حشر میں کام آنے والے امور کا قطعاً کوئی علم نہیں۔ قبر میں تین سوال اور حشر کے پانچ سوالوں کا کوئی پتہ نہیں۔ موقع آنے پر یہ بے نصیب اور بے نوا انسان ''ھاء ھاء لا ادری '' کے سوا کیا کہے گا؟ مگر یہ افراد اس عالم دنیا سے جیسا اگلے جہاں میں منتقل ہوں گے، پھر حقیقت کی آنکھ کھلے گی۔ اس کو اپنی حقیقی ضروریات کا پتہ چلے گا تو سوال ''ما تقول فی ھذا الرجل '' کے جواب میں کوئی بھی ڈاکٹر کام نہ آئے گا۔ کوئی انجینئرنگ کا ضابطہ مفید نہ ہوگا۔ کوئی سیاسی داؤ پیچ کام نہ آئے گا۔ کوئی عہدہ اور سروس رتی بھر مفید نہ ہوگی۔ وہاں وہ پھر بے بسی کے عالم میں یہ کہنے پر مجبور ہوگا۔ ''ھاء ھاء لا ادری ''تو ہائے میری بدبختی مجھے نہیں معلوم کہ یہ ہستی کون تھی۔ میں تو دنیا میں ان چیزوں سے بالکل بے بہرہ تھا۔ تجھے اپنے ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ کا پتہ تھا۔ کالج کے پرنسپل کا نام پوچھ لو۔ اسمبلی کے سپیکر کا نام پوچھ لو۔ انجینئرنگ کے کسی اعلیٰ فرد کا نام پوچھ لو، عدالت کے چیف جسٹس کا نام پوچھ لو۔ آرمی کے چیف کا نام پوچھ لو۔ سب سے بڑے صنعت کار کا نام پوچھ لو۔ یہ سب کچھ معلوم ہے۔ مگر تجھے معلوم نہیں کہ اس عظیم ہستی کا کیا تعارف ہے؟ تو پھر اس وقت اس بدبخت اور بے نوا انسان کی حالت قابل دید ہوگی۔ مگر تب کوئی تلافی و تدارک کا کوئی موقع نہ ہوگا۔ جب کہ ہم ابھی دور دنیا میں ہی ہیں۔ اس کا تعارف اور اس وقت حاصل ہو سکتا ہے۔

مسلمانو! ہوش کرو، سنبھلو اور توجہ کرو۔ اٹھو کہ ہم موجودہ اعمال و افعال کے لئے نہیں آئے۔ ہم تو اسی سوال کا جواب اس دنیا میں فراہم کرنے کے لئے آئے تھے۔ اسی کو یاد کرو اور تمام انسانیت کو یاد کراؤ تا کہ تم بھی بچ جاؤ اور انسانیت بھی بچ جائے۔ جیسے تم اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ کے لئے سر دھڑ کی بازی لگا دیتے ہو۔ اس سے کہیں بڑھ کر آخرت کی ضروریات کا احساس کرو اور ان کو فراہم کرو۔ اس کے حصول کے لئے ان تھک محنت کرو۔ کوئی شخص تمہارے دین کے شعائر کی طرف میلی نگاہ سے بھی نہ دیکھے۔ اسے پتہ ہو کہ میری آنکھ پھوڑ دی جائے گی۔ کوئی شخص ہمارے قرآن اور صاحب قرآن کے خلاف ادنیٰ سے ادنیٰ حرکت کرنے کی جرأت نہ کر سکے۔ کوئی انسان رحمت عالم ﷺ کے دین کے شعائر کے خلاف زبان کھولنے کی جرأت نہ کر سکے۔ اسے پتہ ہو کہ اگر میں نے مسجد کی توہین کی، اذان کے خلاف کچھ بکا تو میری خیر نہیں۔ کوئی فرد صحابہ کرامؓ اور ازواج مطہراتؓ کے خلاف زبان یا قلم استعمال کرنے سے قبل اس کے ردعمل کا تصور کر

کے جرأت ہی نہ کر سکے۔ اس کے جسم و جان عمل کے تصور ہی سے کانپ اٹھے اور وہ اپنے ارادہ بد سے باز آجائے۔ ہاں ہاں بلکہ تمہارے ذمہ یہ لازمی بات ہے کہ تم ان مقدس شعائر کی عظمت ہی ایسے انداز سے دنیا عالم کے سامنے رکھتے کہ تمام اپنے اور غیر ان کا احترام کرنے والے بن جاتے۔ اپنے دین کے عقائد و اصول عملی طور پر ایسے طور پر ان کو اپنائیں کہ تمام افراد انسانی ہمارے اور ہمارے شعائر کے احترام و تقدس کے قائل ہو جائیں۔ مگر ہم تو خود ان کی حرکات بد میں ان کا تعاون و شمولیت کئے ہوئے ہیں۔ پھر وہ کیسے ان کا احترام کریں گے۔ وہ کیسے ان کا لحاظ کریں گے۔ یہ کبھی نہ ہوگا۔

یا اخوۃ الاسلام! مندرجہ بالا گزارشات سے شاید آپ اصل حقیقت پا چکے ہوں گے کہ تمام عالم ہمارا مخالف اور دشمن ہے۔ ہمارے عظیم دین اور اس کے تقدس کا دشمن ہے۔ وہ تو پہلے بھی اس کے مٹانے پر تلا کھڑا ہے۔ اسے جب ہماری جانب سے سستی اور غفلت کا پتہ چلے گا تو وہ مزید دلیر ہو کر اپنے مشن میں فعال ہو جائے گا۔ لہٰذا اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہم دنیا میں اپنا تشخص اور وجود برقرار رکھیں بلکہ اسے تمام طبقہ ہائے انسانی سے ممتاز اور نمایاں رکھیں۔ تمام اقوام کی قیادت اور رشد و ہدایت فراہم کرنے کے منصب پر سرفراز ہو کر باوقار زندگی گزاریں تو ہمیں اپنے عظیم دین، اعلیٰ اور ممتاز تہذیب و کلچر کو صحیح معنوں میں پہلے اس پر خود کاربند ہونا پڑے گا۔ پھر دنیائے عالم کو اس کی دعوت دینا ہوگی۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی کو ہر شعبہ زندگی میں سب سے عظیم راہنما اور ہادیؐ ثابت کرنا ہوگا۔ جیسے پانچوں وقت مینارہ مسجد سے "اشھد ان محمد رسول اللہ" کی دلنواز آواز گونجتی ہے۔ اسی طرح ہر قلب انسانی میں اس کی رفعت و عظمت محیط ہو جائے اور ہر انسان کے اعضاء و جوارح سے ہی ذات اقدس کے ارشادات و فرمودات کے مطابق ہی حرکت و سکون اختیار کریں۔ ہر زبان آپ ﷺ کی ہی عظمت و تقدس کے گن گائے۔ دنیا میں کوئی مشن، کوئی تحریک، کوئی ادارہ آپ ﷺ کے خلاف متحرک نہ ہوتا، کہ جب ہم اس دنیا کے سفر کو پورا کر کے عالم برزخ میں پہنچیں تو "ما تقول فی ھذا الرجل" کے سنتے ہی ہماری زبان سے بلکہ ہمارے جسم و جان کے روئیں روئیں سے "اشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ" کی ہی آواز نکلے اور اس کے آگے میدان حشر میں ہم نہایت سرخروئی سے آپ ﷺ کے جھنڈے تلے ہی کھڑے ہوں۔ خدا کے عرش کے سائے تلے جگہ ملے۔ آپ ﷺ کے فرمان اقدس "انا فرطکم علی الحوض" کے مطابق ہم قبر سے اٹھتے ہی سیدھے آپ ﷺ کے ہی دامن رحمت سے وابستہ ہو جائیں۔ آپ ﷺ کے حوض کوثر کا پانی نصیب ہو۔ آپ ﷺ کی شفاعت کبریٰ نصیب

ہواور پل صراط کی کٹھن منازل سے بہ سہولت گزر کر آپ ﷺ کی ہی قیادت میں سیدھے جنت الفردوس میں جا پہنچیں۔ یہی ہم سب کا ہدف ہو۔ یہی ہمارا مقصود ہو۔ مولائے کریم، تو ہمارے گناہوں کو معاف فرما کر ہمیں اپنا مقام سمجھنے کی توفیق نصیب فرما اور یہ تمام اعزاز واکرام بھی محض اپنے فضل وکرم سے عطاء فرما۔ ''انك علی كل شئی مقتدر'' اے مولائے کریم تیری توفیق اور رحمت کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔ تو ہی ہماری دستگیری فرما۔ ''انت مولانا نعم المولیٰ ونعم النصیر ۰ آمین وصلی الله تعالیٰ علیٰ خیر خلقه محمد وآله واصحابه وازواجه واهل بیته واتباعه اجمعین وسلم''

جب قوم ثمود کا ایک بدبخت پیغمبر کے مشن کو ناکام کرنے کے لئے اٹھا

یا اخوۃ الاسلام! قرآن کی عظمت وشان کسی بیان ووضاحت کی محتاج نہیں۔ ''آفتاب آمد دلیل آفتاب'' سے بھی نمایاں حقیقت ہے۔ یہ کتاب ہدیٰ اپنے تعارف، اپنی حقانیت، اپنے اثر وتاثیر اور افادیت میں بے مثال ہے۔ دیکھئے کتب سابقہ بھی دنیا کی راہنمائی کے لئے ہی نازل ہوئی تھیں۔ مگر ان کی آمد ابتدائی اور ایک خاص وقت اور خاص حلقہ انسانیت کے لئے تھیں اور یہ کتاب کامل تمام انسانیت کے لئے اور ہمیشہ کے لئے کامل راہنماء ہے اور خدائی ہدایت کا اختتام ہے۔ یہ کتاب ہدیٰ اپنے تعارف میں یکتا اور انوکھی شان رکھتی ہے۔ اپنا مکمل تعارف خود کراتی ہے۔ نام، کام، زمانہ نزول، زبان وغیرہ مکمل تعارف میں خود کفیل ہے۔

قرآن مجید کا دعویٰ ہے ''ذالك الكتاب لا ریب فیه (البقرہ:۲)'' کہ یہ کتاب ہر لحاظ سے ہر قسم کے شک وشبہ سے منزہ ہے۔ پھر اس کی وضاحت وصراحت بار بار کی گئی ہے۔ چنانچہ فرمایا کہ: ''ان كنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فأتوا بسورة من مثله (البقرہ:۲۳)'' اے دنیائے انسانیت اگر تم اس کتاب کے لاریب ہونے اور بے مثال دائمی ہدایت نامہ ہونے میں شک یا تردد کرتے ہو تو اے فصحاً وبلغاً اور زبان آورو! تم سب مل کر کسی جگہ کسی بھی زمانہ میں اس جیسا کلام تو لے آؤ۔ اور یاد رکھو ہمارا چیلنج ہے کہ باوجود پوری جدوجہد کے قیامت تک اس کی مثال اور نظیر پیش کرنے سے قاصر رہو گے۔ پھر اگر واقعی یہ حقیقت ہے تو آؤ پھر اس کی دعوت قبول کر کے سعادت مندی کا انعام حاصل کر لو۔ اپنے آپ کو اس دائمی عذاب کے لئے تیار کر لو۔ جس کا ایندھن لکڑی یا گھاس پھونس نہیں بلکہ پتھر اور انسان ہوں گے۔ ''وقودها الناس والحجارة اعدت للكافرین (البقرہ:۲٤)'' جو کہ اس کے منکروں کے لئے تیار کی گئی ہے۔

آگے فرمایا: ''یسئلونك احق هو'' کہ یہ منکرین قرآن پوچھتے ہیں کہ کیا یہ قرآن

برحق ہے؟ ''قل ای وربی انه لحق (یونس:۵۳) '' آپ فرمادیجئے ہاں مجھے میرے رب کی قسم کہ یہ قرآن برحق ہے۔اس کے الفاظ، معانی، مفاہیم، عقائد ونظریات، اصول وضوابط سب کچھ برحق ہے۔اس کی دعوت قیامت تک چلتی رہے گی اور تم اے منکرو، اس کی پیش رفت روک نہیں سکتے۔اے مخالفین ومعاندین تم اس کی تعلیمات کو ناکام نہیں کر سکتے۔

کفار کا مطالبہ یہ تھا۔''ائت بقرآن غیر هذا او بدله (یونس:۱۵) '' کہ اے قرآن پیش کرنے والے آپ ذرا اس کی تعلیم وتربیت میں نرمی پیدا کر لیجئے یا اس کو کچھ بدل دیجئے۔''قل ما یکون لی ان ابدله من تلقائی نفسی (یونس:۱۵) '' کہ اے منکرین قرآن، تمہارے خیالات درست نہیں ہیں کہ شاید یہ قرآن میرا اپنا مرتب کردہ ہے۔نہیں ہرگز نہیں۔میں بھی عربی ہوں، تم بھی عربی ہو۔میں تمام کائنات سے فصیح ہوں۔لیکن یہ قرآن میرا نہیں بلکہ یہ میرے پروردگار کا کلام ہے۔میرا رب ہی تمام کائنات سے عجیب اور عظیم و بے مثال ہے۔اس کا کلام ہی بے مثال و بے نظیر، اس کی نظیر لانا ناممکن ہے۔اچھا تم سارے عالم کے زبان آور مل کر اور جنات کو بھی ساتھ ملا کر کوشش کر دیکھو کہ اس جیسا کلام بناؤ۔اتنے کھلے چیلنج کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو تمہیں اس کی دعوت کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔

''قل لئن اجتمعت الا نسن والجن علی ان یأتوا بمثل هذا القرآن لا یأتون بمثله ولو کان بعضهم لبعض ظهیرا (بنی اسرائیل:۸۹) '' ﴿ کہہ دو کہ اگر جن وانس اس پر اکٹھے ہو جائیں کہ وہ اس قرآن جیسا کوئی کلام بنالیں تو نہیں بنا سکیں گے۔ چاہے یہ ایک دوسرے کے مددگار بن جائیں۔﴾

دنیائے عالم دائمی چیلنج

اے مکہ کے فصحاء وبلغاء، تمام دنیا کے فصحاء بلغاء تمام کائنات کے عربی ادیبو، اور لغت نویسو، اپنو اور بے گانو، ایمان لانے والو اور منکرو، عقیدت مندو اور معاندین، عیسائیو، ملحدو اور معاندو، انسانو اور جنو! تم سب مل کر جہاں چاہو اور جب چاہو، اس کلام کی دس سورتیں یا ایک ہی سورت بنا لاؤ۔زبانی کہنا کہ اس میں یہ کمی ہوگئی، یہ زیادتی ہوگئی۔یہ ترکیب ایسی چاہئے اور یہ ایسے۔آسان بات ہے مگر اصل صورت یہی ہے کہ تم اس جیسی ایک ہی سورت بنا لاؤ۔مگر دنیا جانتی ہے کہ یہ قرآنی دعویٰ اور چیلنج چودہ سو سال سے چلا آرہا ہے۔مشرکین مکہ نے اپنی ہار مان لی، دنیائے عرب نے اس کے مقابلے میں اپنی خفت اور عاجزی تسلیم کر لی۔بعد کے ملحدین ومنکرین نے اپنی شکست تسلیم کر لی۔اقرب الموارد اور المنجد جیسی ضخیم عربی ڈکشنریاں تو وجود میں آگئیں لیکن قرآن عظیم کی نظیر کا ایک

صفحہ اور ایک سورت پیش کرنے سے سب کے سب عاجز اور قاصر ہو گئے۔ قرآن نے اعلان کر دیا۔

''انه لکتب عزیز لا یاتیه الباطل من بین یدیه ولا من خلفه تنزیل من حکیم حمید (فصلت:۴۱،۴۲)''
یہ نادر نایاب کتاب ہے کہ جس کے ارد گرد بھی باطل بھٹک نہیں سکتا۔ اس میں داخل ہونا تو دور اور ناممکن بات ہے۔ یہ تو حکیم حمید کی طرف سے نازل شدہ ہے۔ یہ تو لکھنے کا بھی محتاج نہیں بلکہ ''هو آیات بینات فی صدور الذین اوتوا العلم (عنکبوت:۴۹)'' یہ تو واضح آیات ہیں جو کہ اہل علم کے سینوں میں محفوظ ہیں۔ بالفرض آج کوئی دشمن قرآن اس کو قرطاس سے ختم کر دے تو لاکھوں کروڑوں سینے اس کے محافظ کھڑے ہو جائیں گے۔ یہ بے مثال کلام رمضان المبارک میں نازل ہوا۔ جو کہ: ''بینات من الهدیٰ والفرقان'' ہے۔ یہ لازوال کلام ہدایت کا صافی سرچشمہ اور منبع ہے اور حق و باطل کے مابین روشن ترین حد فاصل ہے۔ ''یا ایها الناس قد جاء تکم موعظة من ربکم وشفاء لما فی الصدور وهدی ورحمة للمؤمنین قل بفضل الله وبرحمته فلیفرحوا (یونس:۵۹)''

''تبارك الذی انزل الفرقان علی عبده لیکون للعالمین نذیرا (الفرقان:۱)'' ﴿یہ لازوال کتاب بابرکت پروردگار نے اپنے بندہ کامل پر تمام جہان والوں کے لئے نازل فرمائی۔﴾

فرمایا: ''انا انزلناه فی لیلة القدر ۰ وما ادراك ما لیلة القدر ۰ لیلة القدر خیر من الف شهر'' ﴿یعنی ہم نے یہ لازوال و بے مثال کتاب (رمضان المبارک کی مرکزی رات) لیلۃ القدر میں اتاری اور آپ کو کیا معلوم کہ لیلۃ القدر کس قدر عظمت و شان کی حامل ہے۔ یہ تو ایک ہزار مہینہ سے بہتر و افضل ہے۔﴾

گویا ''انا انزلناه'' ضمیر کا مرجع وہی ''شهر رمضان الذی انزل فیه القرآن'' ہے اور لفظ شہر بھی اسی مناسبت سے اختیار کیا گیا ہے۔ ماہ رمضان کی برتری دیگر مہینوں پر مسلم ہے۔ پہلے فرمایا: ''قل ای وربی انه لحق'' کہ یہ قرآن برحق ہے۔ تم اس کی پیش رفت کو روک نہیں سکتے۔ آخر میں منکرین کا انجام بھی واضح کر دیا۔ ''ذالك الکتاب لا ریب فیه'' کا نتیجہ بھی بتلا دیا کہ سورہ نصر اور تبت کو اخیر میں اکٹھا رکھا۔ ایک میں ''ذالك الکتاب'' کا نتیجہ اور دوسری میں اس کے نمایاں مخالف، معاند اور دشمن ابولہب کا ذکر ہے کہ یہ مخالفت کا انجام ہے۔ تو داعی قرآن اور اس کی مخالفت کرنے والوں دونوں کا انجام سامنے بالفعل پیش کر دیا۔ ایک

کا انجام ''اذا جاء نصر اللّٰہ '' اور مخالف و معاند کا ''تبت یدا ابی لھب '' ہوا۔

یا اخوۃ الاسلام! مندرجہ بالا تفصیل کو دیکھئے اور قرآن کی عظمت اور شان کا اندازہ لگائیے۔ اپنے آپ کو جھنجھوڑیے کہ ہم اس عظیم حقیقت کے کہاں تک حقوق ادا کر رہے ہیں اور کہاں تک اس کے تقاضے پورے کر رہے ہیں۔ مزید سنئے! تمام امت کا فیصلہ اور عقیدہ ہے کہ: ''القرآن کلام اللّٰہ غیر مخلوق '' کہ قرآن خدا کا کلام ہے، یہ مخلوق نہیں۔

امام احمد بن حنبلؒ بے پناہ قید و بند کی صعوبتیں برداشت کرتے رہے اور اس عقیدہ کی تصدیق وصحت پر مہر ثبت فرما کر آج تک امت کی آنکھوں کا تارا بنے ہوئے ہیں اور ان کے اس کارنامے کو دیکھ کر ہر شخص کی زبان سے بے ساختہ ان کے حق میں رحمت اللہ علیہ کی پر عظمت دعاء نکلتی ہے اور اسی عظمت کے پیش نظر امت نے اس عقیدہ کو اجماعاً و اتفاقاً حرز جاں بنا کر مستقل طور پر علم کلام میں اور عقائد نامے میں شامل کر لیا۔ انہی قربانیوں کے پیش نظر ان کے شیخ امام شافعیؒ نے اس دوران ان کی قمیص کا دھوون پیا اور فرمایا میں اپنی نجات کے لئے یہ دھوون پی رہا ہوں اور ان کے جنازے کے انوار کو دیکھ کر اس دن بیس ہزار غیر مسلموں نے ایمان قبول کیا تھا۔ ان کے جنازہ پر پرندوں نے سایہ کیا۔

اب سنئے: ''اذ انبعث اشقاھا '' امت میں رخنہ اندازی کرنے والے بڑے بڑے خناس اور دجال آ کر بڑے بڑے چکر چلاتے رہے۔ انہوں نے اپنا کلام بنایا اور ''الفیل ما الفیل وما ادراك ما الفیل له ذنب قصیر وخرطوم طویل '' قسم کے مضحکہ خیز کلام پیش کر کے خفت اٹھائی۔ آج تک کسی نے وہ کام نہیں کیا جو کہ مسیلمہ پنجاب مرزا غلام احمد قادیانی نے کیا کہ اس نے قرآنی آیات کو اپنا الہام قرار دیا یا کچھ الفاظ کا حصہ یا اپنا جملہ ملا کر الہام بنا لیا اور اس سلسلہ الہامات میں اس نے مقامات نبوت پر جی بھر کر ڈاکے ڈالے۔ مثلاً: ''سبحان الذی اسری بعبده لیلا ۰ انا ارسلنا الیکم رسولا کما ارسلنا الیٰ فرعون رسولا ۰ انی متوفیك ورافعك وجاعل الذین اتبعوك فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامة ۰ ثلة من الاولین وثلة من الاخرین '' دیکھئے اس نے انی متوفیک نقل کی مگر اس دجال نے ایک جملہ کم کر کے قرآن میں تحریف کا ارتکاب کیا۔ وہ ہے ''مطھرك من الذین کفروا '' اور پہلی دونوں آیات میں سید دو عالم ﷺ کا مقام ہے۔ اگلی آیت کو بھی ادھورا نقل کیا جو کہ تحریف فی القرآن ہے۔ ''یس والقرآن الحکیم ۰ هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق لیظهره علی الدین کله ۰ لا مبدل لکلمته ۰ هیهات هیهات لما توعدون ۰ وما انت بنعمة ربك بمجنون ۰ انا فتحنا لك مبینا ۰ اذا جاء

نصر الله ''اسی طرح متعدد آیات میں تحریف کر کے انہیں اپنا الہام قرار دیا اور قہر بھی اپنے سر لیا۔
(حقیقت الوحی ص ۱۰۷ تا ۱۰۸، خزائن ج ۲۲ ص ۱۱۰ تا ۱۱۱)

اور ساتھ کچھ ٹوٹے پھوٹے جملے اپنی طرف سے بھی گھسیڑ دیئے۔ مثلاً: ''یحمدك الله ویمشی الیك'' جو کہ فضول قسم کا کلام ہے۔ غرضیکہ ایسی وحی اور الہام کا ملغوبہ بنا کر لوگوں کو الو بناتا تھا۔ یعنی اس نے وہ حرکت کی جو کسی اور دجال نے آج تک نہیں کی۔ یہ ہے اس کی بلاغت جو کہ ہر زبان عربی، اردو، فارسی میں چوں چوں کا مربہ بنا کر رکھ دیا۔ پھر اس نے خدا کے ناموں میں بھی تحریف کی۔ اس نے خدا کا نام یلاش اور صاعقہ بھی بتلایا۔ حالانکہ قرآن وحدیث میں ایسے فضول اور بے معنی کلام کا نام ونشان نہیں ہے اور اس حرکت بد کو الحاد قرار دیا ہے۔

۱...... پھر اس نے دعویٰ کیا کہ قران کی فصاحت کے بعد میری فصاحت کا نمبر۔
(لجۃ النور ص ۱۲۸، خزائن ج ۱۶ ص ۴۴۶)

۲...... پھر کہہ دیا کہ قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔
(حقیقت الوحی ص ۸۴، خزائن ج ۲۲ ص ۸۷)

اس کے بعد علماء امت کو بھی للکارنے لگا کہ مجھ سے عربی نویسی کا مقابلہ کر لو۔ اب آپ توجہ کریں کہ یہ ازلی شقی اپنے دعوؤں میں کیسے کیسے ذلیل وخوار اور کذاب ثابت ہوا ہے۔

سید دو عالم ﷺ نے فرمایا تھا کہ: ''انا افصح العرب'' اور فرمایا: ''اوتیت بجوامع الکلم'' اس خبیث نے اس کے مقابلے میں دعویٰ کر کے اپنی ازلی شقاوت پر مہر لگادی۔ پھر وہ یہ کہہ کر مزید ذلیل ہوگیا کہ قرآن شریف خدا کا کلام اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔ کیونکہ قرآن تو خدا کا کلام ہے وہ تو نبی رحمت ﷺ کی زبان مبارک کے الفاظ بھی نہیں۔ چہ جائیکہ اس ازلی بدبخت کے منہ کی باتیں ہوں۔ اسی لئے اس سلسلہ میں علماء امت کو چیلنج کر کے خود ہی قدم قدم پر ذلیل وخوار ہوا۔ چنانچہ مولانا محمد حسین فیضی نے ایک ۳۲ اشعار کا بے نقط قصیدہ لکھ کر مرزا قادیانی کو پیش کیا کہ لو پڑھ کر ہی سنا دو۔ مگر مرزا قادیانی وہ پڑھ بھی نہ سکا۔ اسی طرح کا اور عربی کلام بھی ہے جو مرزا قادیانی کی تذلیل کے لئے بہت کافی ہے۔ پھر اس نے المنار کو اپنا کلام بھیجا تو اس نے بھی خوب اس کی درگت بنائی۔ اس نے کہا کہ اس شخص کا کلام ''یورث السل والدق سل'' اور دق (ٹی۔بی) کی بیماری کا باعث ہے۔ لہٰذا ماہرین کر اس کا علاج کرنا چاہئے۔ اسی طرح اس نے اپنے دعویٰ کی وجہ سے انتہائی ذلت اٹھائی۔ یہ بھی کہا کہ: ''کلام افصحت من لدن رب کریم''
(حقیقت الوحی ص ۲۲۴، خزائن ج ۲۲، ص ۲۳۵)

اور یہ تو بچے بھی جانتے ہیں کہ کلام مذکر ہے۔اس کا فعل بھی مذکر ہوگا۔مگر اس نے مونث لگا کر اپنی تذلیل کرائی۔کیونکہ یہ ازلی محروم القسمت اور بدبخت انسان ہر موقع پر خوب ذلیل وخوار ہوا۔ اس نے لکھا:''ما قلت كلمة فيه '' دیکھئے کلمہ مؤنث ہے۔مگر اس نے ضمیر مذکر لکھ دی۔حالانکہ فیہا چاہئے تھا۔اسی طرح بندہ نے کچھ عرصہ پیشتر مرزا قادیانی کی عربی دانی پر ایک جاندار بحث کی تھی اور وہ مضمون ہفت روزہ ''ختم نبوت'' میں شائع بھی ہو چکا ہے اور قابل دید ہے۔اس میں اس کی عربی کے نمونے موجود ہیں۔جس سے روز روشن کی طرح واضح ہو جاتا ہے کہ مرزا قادیانی ہر دعویٰ ہر بات اور ہر فعل میں سو فیصد فیل تھا۔فصاحت میں تو تذکیر وتانیث کی تمیز سے بھی عاری ہے۔واحد جمع کے فرق سے محروم۔الغرض مرزا قادیانی ہر طرح شقی اور بدبخت تھا۔اس کی بدبختیاں بے شمار ہیں۔یہ ازلی محروم القسمت انسان قرآن کی توہین اور تحریف کا بھی مرتکب ہوا۔قرآنی نظریات وعقائد مثلاً ختم نبوت، حیات مسیح، عظمت انبیاء وغیرہ کا یہ نہایت کھلا دشمن ہے۔بالخصوص توہین مسیح میں اس نے حد کر دی۔ کون سی شق ہے جس کا یہ منکر نہ ہو۔آپ کی عظمت شان، ولادت بلا پدر، معجزات عظمیہ، عظمت مریم بتول، نیز ہر ایک چیز کا یہ خبیث منکر ہے۔پھر حد یہ کر دی کہ خود مسیح علیہ السلام کا مثیل بھی بن بیٹھا۔ عجیب انسانی ڈھانچہ ہے۔توہین انبیاء کرام علیہم السلام، صحابہ عظام ازواج مطہرات رضی اللہ عنہن۔ غرضیکہ کسی بھی محترم شخصیت کی عظمت وتقدس اس کے قلب وذہن میں بالکل نہیں ہے۔قران وحدیث، ائمہ دین، علماء امت اور عام اہل اسلام کی عظمت کا یہ ازلی شقی کھلا دشمن ہے۔کردار، اخلاق، ظاہر وباطن کا نہایت رذیل اور محروم الخیر ہے۔گویا ایک فیصد بھی انسانیت اس میں نہیں ہے۔بلکہ تمام پیمانوں میں یہ مردود ازلی مقام زیرو سے بھی ڈاؤن ہے۔اللہ کریم تمام انسانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔علم وفکر سے یکسر محروم، عقل وزیرکی سے خالی، کائنات کا نہایت رذیل اور محروم ترین انسانی ڈھانچہ ہے۔تو جیسے قوم ثمود کا وہ بدبخت تھا کہ جس نے صالح علیہ السلام کی اونٹنی کو کونچیں (بوجہ شقاوت) کاٹ کر دائمی عذاب اپنے اور قوم کے سر لیا۔ویسے ہی بلکہ اس سے بھی کہیں بڑھ کر یہ اس زمانہ میں ظاہر ہوا۔جس کو صلیبی دشمن نے کھڑا کیا ہے۔اس کی بدبختی اور شقاوت ومحرومی کا کوئی شخص اندازہ نہیں کر سکتا۔جس نے خدا کے آخری اور برحق دین سے ٹکر لے کر اپنا اور اپنے پیروکاروں کا بیڑا غرق کر دیا ہے۔کائنات میں ایسا کوئی بدبخت ذلیل نہ ہوگا۔اللہ کریم ہمیں مسلمانوں کو ایسے مکاروں، دجالوں اور نوسربازوں سے محض اپنے فضل وکرم سے محفوظ فرمائے اور دین مصطفی ﷺ سے ہی وابستہ رکھے۔قبر وحشر میں ہماری وابستگی سرور انبیاء ﷺ سے ہی قائم رکھے۔آمین! ہر خطیب کا فرض ہے کہ وہ اپنے مقتدیوں کو اس خبیث فتنہ سے آگاہ کرے۔''اللهم احفظنا من فتنة الدجال''

خاتم النبیین لا نبی بعدی

مرزا غلام احمد قادیانی کے

60

شاہکار جھوٹ

حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

بسم اللہ الرحمان الرحیم!

جھوٹ کسی بھی مذہب وملت میں اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔لیکن دین حق میں تو اسے منافی ایمان قرار دیا گیا ہے۔رب العالمین نے فرمایا:''لعنة الله على الكاذبين ''اور رحمتہ اللعالمین نے فرمایا:''والكذب يهلك''کہ جھوٹ ایک ہلاکت خیز بیماری ہے۔

اور تو اور خود تمہارے مخاطب مرزا قادیانی بھی اس کی مذمت میں لکھتے ہیں کہ:

۱...... ''وہ کنجر جو ولد الزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔''

(شحنہ حق ص۶۰،خزائن ج۲ص۳۸۶)

۲...... ''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔''

(اربعین ص۲۴ نمبر۳،خزائن ج۱۷ص۴۰۷،تحفہ گولڑویہ ص۱۳،خزائن ج۱۷ص۵۶)

۳...... ''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۲۰۶،خزائن ج۲۲ص۲۱۵،ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰۵،خزائن ج۱۱ص۳۴۳)

۴...... ''جھوٹ بولنا ام الخبائث ہے۔''

(تبلیغ رسالت ص۲۸ ج۷،مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۱)

۵...... ''خدا کی لعنت ان لوگوں پر جو جھوٹ بولتے ہیں۔جب انسان حیاء کو چھوڑ دیتا ہے تو جو چاہے بکے کون اس کو روکتا ہے۔'' (اعجاز احمدی ص۳،خزائن ج۱۹ص۱۰۹)

۶...... ''میں اس زندگی پر لعنت بھیجتا ہوں جو جھوٹ اور افتراء کے ساتھ ہو۔''

(ضمیمہ گولڑویہ ص۹،خزائن ج۱۷ص۵۰)

فیصلہ: مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:

''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲،خزائن ج۲۳ص۲۳۱)

مرزا قادیانی کے اس اصول سے ہم سو فیصد متفق ہیں۔لہٰذا اب ذیل میں خود مرزا قادیانی کے چند درجن جھوٹ درج کرتے ہیں۔اگر کوئی ان کو سچ ثابت کر دے تو ایک لاکھ روپیہ نقد حاصل کرے۔ورنہ قادیانیت پر صرف تین حرف (ل،عین،ن) بھیج کر دائرہ اسلام میں آجائے۔تاکہ آخرت کی تباہی سے محفوظ ہو جائے۔

اعلان عام: ہراس شخص کوایک لاکھ روپیہ نقد انعام جواس رسالہ میں مذکورہ حوالہ جات کو غلط ثابت کرے گا۔

مؤلف عبداللطیف مسعود خیرخواہ قادیانیت
خادم عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ڈسکہ ضلع سیالکوٹ

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی مدعی مسیحیت و نبوت لکھتے ہیں کہ:

جھوٹ نمبر:۱...... ''ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا تھا کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ص۱۸۸، خزائن ج۲۱ص۳۵۹)

جھوٹ نمبر:۲...... ''چودھویں صدی کے سر پر مسیح موعود کا آنا جس قدر حدیثوں سے قرآن سے اولیاء کے مکاشفات سے بپایہ ثبوت پہنچتا ہے حاجت بیان نہیں۔''

(شہادت القرآن ص۵۹، خزائن ج۶ص۳۶۵)

جھوٹ نمبر:۳...... ''احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔'' (آئینہ کمالات ص۳۴۰، خزائن ج۵ص۳۴۰)

ف...... یہ سب باتیں سو فیصد جھوٹ اور آنحضورﷺ پر بہتان عظیم ہے۔ آپﷺ نے کہیں بھی چودھویں صدی کا لفظ استعمال نہیں فرمایا۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اگر کوئی قادیانی جیالا صرف ایک ہی حدیث (صحیح یا ضعیف) سے چودھویں صدی کا لفظ ثابت کردے تو اسے منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر:۴...... ''خدا کا کلام قرآن شریف گواہی دیتا ہے کہ وہ مر گیا اور اس کی قبر سری نگر کشمیر میں ہے۔'' (حقیقت الوحی ص۱۰۱، خزائن ج۲۲ص۱۰۴)

ف...... یہ بھی بالکل جھوٹ اور قرآن مجید پر بہتان ہے۔ اگر کوئی قادیانی جیالا قرآن مجید سے مسیح کا مرنا اور قبر کا سری نگر کشمیر میں ہونا دکھادے تو اسے مبلغ دس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر:۵...... ''قرآن بضرب دہل فرمارہا ہے کہ عیسیٰ بن مریم (علیہ السلام) رسول اللہ زمین میں دفن کیا گیا۔ آسمان پر ان کے جسم کا نام ونشان نہیں۔''

(تحفہ گولڑویہ ص۴۷، خزائن ج۱۷ص۱۶۵!)

ف...... دیکھئے کتنی خبیث گپ ہے جو قرآن حکیم کے ذمہ لگائی گئی۔ میرا چیلنج ہے کہ اگر کوئی قادیانی جیالا قرآن شریف سے مسیح کا زمین میں دفن ہونا اور آسمان سے نفی دکھادے تو

مبلغ ۱۰ ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کرے۔ ورنہ بصورت دیگر قادیانیت پر صرف تین حرف بھیج کر سچا پکا مسلمان بن جائے۔

جھوٹ نمبر:۶...... ”قرآن شریف...... آخر زمانہ میں بڑے بڑے خوفناک حوادثات عیسیٰ پرستی کی شامت سے ہوں گے...... نیز قرآن شریف میں کھلے کھلے طور پر مسیح موعود کی پیش گوئی ثابت ہوتی ہے۔“ (تتمہ حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۹)

ف...... یہ بات بھی سراسر قرآن مجید پر بہتان ہے کہ کوئی مرزائی مربی اسے قرآن مجید سے دکھا کر ایک ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کرے۔ ورنہ مرزائیت سے تائب ہو کر صحیح العقیدہ مسلمان بن جائے۔

جھوٹ نمبر:۷...... ”کتب سابقہ سے...... صریح طور پر معلوم ہوتا ہے۔ بلکہ نام لے کر بیان کیا گیا ہے کہ یاجوج ماجوج سے مراد یورپ کی عیسائی قومیں ہیں۔“

(چشمہ معرفت ص ۷۵، خزائن ج ۲۳ ص ۸۳)

ف...... کسی بھی سابقہ صحیفہ یا کتاب میں یہ صراحت موجود نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر:۸...... ”قرآن شریف بلکہ توراۃ کے بعض صحیفوں میں بھی یہ خبر موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔“ (کشتی نوح ص ۵، خزائن ج ۱۹ ص ۵)

جھوٹ نمبر:۹...... ”ایک مرتبہ آنحضورﷺ سے دوسرے ملکوں کے انبیاء کی نسبت سوال کیا گیا تو آپؐ نے یہی فرمایا کہ ہر ایک ملک میں خداتعالیٰ کے نبی گزرے ہیں اور فرمایا: ”کان فی الهند نبیا اسود اللون اسمه کاهنا“ یعنی ہندوستان میں بھی ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور نام اس کا کاہن یعنی کنھیا جس کو کرشن کہتے ہیں اور آپ سے پوچھا گیا کہ کیا زبان پارسی میں بھی کبھی خدا نے کلام کیا ہے تو فرمایا کہ ہاں خدا کا کلام زبان پارسی میں بھی اترا ہے۔ جیسا کہ وہ اس زبان میں فرماتا ہے۔ این مشت خاک را گر نہ بخشم چہ کنم!“

(ضمیمہ چشمہ معرفت ص ۱۰، خزائن ج ۲۳ ص ۳۸۲)

ف...... یہ دونوں باتیں سراسر آنحضورﷺ پر محض بہتان ہیں۔ کوئی قادیانی مربی مع مرزا طاہر کسی بھی معتبر کتاب سے ثابت نہیں کر سکتا۔ ”هل من مبارز“

جھوٹ نمبر:۱۰...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ”سو جاننا چاہئے کہ خداتعالیٰ کے علم میں تھا کہ علماء اسلام مہدی کی تکفیر کریں گے اور کفر کے فتوے لکھیں گے۔ چنانچہ یہ پیش گوئی آثار اور احادیث میں موجود ہے۔“ (ضمیمہ انجام آتھم ص ۱۱، خزائن ج ۱۱ ص ۲۹۵)

ف...... یہ خالص بہتان اور افتراء ہے کسی بھی حدیث میں یہ بات مذکور نہیں۔ محض مرزا قادیانی کا من گھڑت جھوٹ ہے۔ دجل وفریب اور سیاہ جھوٹ۔

جھوٹ نمبر:۱۱...... جناب قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ:''سید دو عالم ﷺ نے اپنی زبان مبارک سے آپ نے فرمایا ہے یعنی صدی کا سر اور پھر آپ نے یہ بھی فرمایا کہ صلیب کے غلبہ کے وقت ایک شخص پیدا ہوگا جو صلیب کو توڑے گا۔ ایسے شخص کا نام آنحضرت ﷺ نے مسیح بن مریم رکھا۔'' (ضمیمہ انجام آتھم ص۱، خزائن ج۱۱ ص۲۸۵)

جھوٹ نمبر:۱۲...... ''قرآن شریف میں بلکہ اکثر پہلی کتابوں میں بھی یہ نوشتہ (تحریر) موجود ہے کہ وہ آخری مرسل جو آدم کی صورت پر آئے گا اور مسیح کے نام سے پکارا جائے گا ضرور ہے کہ وہ چھٹے ہزار کے آخر میں پیدا ہو۔ جیسا کہ آدم چھٹے دن کے آخر میں پیدا ہوا۔''
(لیکچر لاہور ص۳۹، خزائن ج۲۰ ص۱۸۵)

ف...... یہ تمام باتیں سراسر بہتان اور جھوٹ ہیں۔ ایک بھی ثابت نہیں۔ ہے کوئی قادیانی جیالا مع مرزا طاہر کہ ان کو صحیح ثابت کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر:۱۳...... ''اللہ تعالیٰ...... نے بشر کے لئے آسمان پر مع جسم جانا حرام کر دیا ہے۔'' (لیکچر لدھیانہ ص۴۹، خزائن ج۲۰ ص۲۹۷)

ف...... یہ بھی محض خدا تعالیٰ پر بہتان اور افتراء ہے۔''فلعنت اللہ علی الکاذبین المفترین والاھاتو برھانکم''

جھوٹ نمبر:۱۴...... مرزا قادیانی اپنے رسالہ ''ایک غلطی کا ازالہ'' کے صفحہ اوّل پر لکھتا ہے کہ:''میری وحی مندرجہ براہین ص۴۹۸ پر''ھو الذی ارسل رسولہ ''اس میں صاف طور پر اس عاجز کو رسول کر کے پکارا گیا ہے۔'' (خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

ف...... یہ قرآنی آیت ہے۔ اگر کوئی مرزائی اس کا مصداق کسی سابقہ تفسیر سے مرزا کو ثابت کر دے تو میں اسے فی الفور دس ہزار روپیہ نقد انعام پیش کر دوں گا۔ ورنہ وہ قادیانیت پر لعنت بھیج کر پکا سچا مسلمان بن جائے۔

جھوٹ نمبر:۱۵...... ''چونکہ خدا تعالیٰ جانتا تھا کہ آخری زمانہ میں اسی امت میں سے مسیح موعود آئے گا اور بعض یہودی صفت مسلمانوں میں سے اس کو کافر قرار دیں گے اور قتل کے در پے ہوں گے اور اس کی سخت توہین وتحقیر کریں گے۔'' (نزول المسیح ص۴۱، خزائن ج۱۸ ص۴۱۹)

ف...... یہ سب افتراء علی اللہ کی بدترین مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کبھی بھی ایسی باتیں ارشاد نہیں فرمائیں۔

جھوٹ نمبر:۱۶...... اللہ نے صاف فرمادیا کہ: ’’عیسیٰ فوت ہوگیا اور آنحضرت ﷺ نے گواہی دے دی کہ میں اس کو مردہ روحوں میں دیکھ آیا ہوں اور صحابہؓ نے اجماع کرلیا کہ سب نبی فوت ہوگئے اور ابن عباسؓ نے بخاری میں توفی کے معنی بھی موت کردیئے۔‘‘

(نزول المسیح ص۳۴ حاشیہ، خزائن ج۱۸ ص۴۱۰)

ف...... یہ امور اربعہ محض جھوٹ اور بہتان ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہیں بھی نہیں فرمایا کہ مات عیسیٰ یا توفی عیسیٰ (بصیغہ ماضی) کہ وہ مرگئے جو کوئی یہ لفظ یعنی مات یا توفی عیسیٰ بن مریم دکھادے اسے فی الفور دس ہزار روپیہ نقد انعام دیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر:۱۷...... مرزا قادیانی کا دعویٰ ہے کہ:

۱...... ’’امام مالک جیسا عالم حدیث وقرآن متقی قائل ہے کہ عیسیٰ فوت ہوگئے۔

۲...... امام ابن حزم جن کی جلالت عظمت شان محتاج بیان نہیں قائل وفات مسیح ہیں۔

۳...... امام بخاری جن کی کتاب بعد کتاب اللہ اصح الکتب ہے وفات مسیح کے قائل ہیں۔

۴...... ایسا ہی فاضل ومحدث ومفسر ابن تیمیہ وابن قیم جو اپنے وقت کے امام ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کے قائل ہیں۔

۵...... ایسا ہی رئیس المتصوفین شیخ ابن عربیؒ صاف اور صریح لفظوں میں وفات کے قائل ہیں۔‘‘

(کتاب البریہ ص۲۰۳ حاشیہ، خزائن ج۱۳ ص۲۲۱)

ف...... یہ تمام دعوے محض جھوٹ اور بہتان کا پلندہ اور دجل وفریب کا مجموعہ ہیں۔ ان میں سے ایک بھی ثابت نہیں ہوسکتا۔ صحیح ثابت کرنے والے کو منہ مانگا انعام دیا جائے گا۔ ہے کوئی قادیانی جیالا یا ٹاؤٹ؟

جھوٹ نمبر:۱۸...... ’’کتب سابقہ اور احادیث نبویہ ﷺ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت یہ انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام ہوگا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے۔‘‘

(ضرورت الامام ص۵، خزائن ج۱۳ ص۴۷۵)

ف...... یہ محض قادیان کے چنڈوخانے کی گپ ہے۔ جسے حقیقت کے ساتھ ذرا بھی واسطہ نہیں۔ ورنہ الہام والی عورتیں اور صاحب نبوت بچوں کے نام پیش کریں۔ ہے کوئی قادیانی جیالا مرزا کی لاج رکھنے والا۔

جھوٹ نمبر:۱۹...... ’’لیکھرام کا قرآن مجید میں ذکر۔‘‘

(سراج منیر ص ۶۷، خزائن ج ۱۲ ص ۶۹)

ف...... قرآن سے نکال کر دکھایئے یا سابقہ کسی تفسیر کا حوالہ ہی پیش کر کے منہ مانگا انعام حاصل کریں۔

جھوٹ نمبر:۲۰...... مرزا قادیانی کہتے ہیں کہ: ’’براہین احمدیہ ص ۵۵۶ پر یہ الہام لکھا ہے ’’یا عیسیٰ انی متوفیك ورافعك الیٰ ‘‘یعنی اے عیسیٰ میں تجھے طبعی وفات دوں گا۔‘‘

(سراج منیر ص ۴۱، خزائن ج ۱۲ ص ۴۳)

ف...... اگر کوئی مرزائی مربی بمع مرزا طاہر براہین احمدیہ میں اسی طرح لکھا دکھا دے تو منہ مانگا انعام پیش کیا جائے گا۔

جھوٹ نمبر:۲۱...... ’’حضرت عیسیٰ ایک مالدار آدمی تھے۔ کم از کم ہزار روپیہ ان کے پاس رہتا تھا۔ جس کا خزانچی یہودا اسکریوطی تھا۔‘‘ (ایام الصلح ص ۱۴۰، خزائن ج ۱۴ ص ۳۸۵)

ف...... یہ محض سیاہ جھوٹ اور ایک الوالعزم نبی کی تحقیر ہے۔ اسے صحیح ثابت کرنے والے کو دس ہزار روپیہ نقد انعام پیش کیا جائے گا۔ ورنہ قادیانیت پر صرف تین حرف بھیج کر اپنی عاقبت سنوار لی جائے۔

جھوٹ نمبر:۲۲...... ’’کسوف وخسوف والی حدیث نہایت صحیح ہے۔‘‘

(ایام الصلح ص ۱۷۱، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۹)

ف...... یہ سب جھوٹ ہے۔ ہے کوئی قادیانی، مع مرزا طاہر جو اس کو بواسطہ محدثین کرام یا بلاواسطہ موافق اصول حدیث کے صحیح ثابت کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر:۲۳...... ’’اب دیکھو کہ آثار صحیحہ سے ثابت ہوگیا کہ مسیح موعود کو نالائق بدبخت پلید طبع مولوی کافر ٹھہرائیں گے اور دجال کہیں گے اور کفر کا فتویٰ ان کی نسبت لکھا جائے گا۔‘‘ (ایام الصلح ص ۱۶۵، خزائن ج ۱۴ ص ۴۱۳)

ف...... یہ سب محض گپ ہے کوئی ثبوت نہیں دیا جاسکتا۔ بلکہ یہ تو ان خرافات کی آڑ میں علمائے امت کو گالیاں دے کر اپنی عاقبت تباہ کی گئی ہے۔ لہٰذا جب یہ بات ثابت نہیں ہوسکتی تو خود مرزا قادیانی ہی اپنے فتوے کی بناء پر نالائق بدبخت اور پلید طبع ثابت ہوگیا۔

جھوٹ نمبر:۲۴...... ’’میری (مرزا) نسبت ہی خدا نے فرمایا ما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم‘‘ (ایام الصلح ص ۱۵۶، خزائن ج ۱۴ ص ۴۰۳)

ف...... فرمائیے اس گپ اور بکواس کو کون تسلیم یا برداشت کرے گا۔ یہ اعلان تو سید دو عالم ﷺ کے بارہ میں ہے۔ جسے ہر مسلمان جانتا ہے۔ کیونکہ آپ ہی رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں۔ نیز مرزا قادیانی کی موجودگی میں تو آزمائش ہی آتی رہی۔ بلکہ اس نے خود اپنے زمانہ میں زلزلوں اور طاعون وغیرہ کی پیش گوئی کر رکھی تھی۔ پھر اب کس منہ سے یہ بات کہہ رہا ہے۔

جھوٹ نمبر:۲۵...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''لیکن ضرور تھا کہ قرآن شریف اور احادیث کی وہ پیش گوئیاں پوری ہوں۔ جن میں لکھا تھا کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔ اس کے قتل کے فتوے دیئے جائیں گے اور اس کی سخت توہین کی جائے گی اور اسے دائرہ اسلام سے خارج اور دین کا تباہ کرنے والا خیال کیا جائے گا۔ سو ان دنوں میں وہ پیش گوئی انہی مولویوں نے اپنے ہاتھوں سے پوری کی۔''

(اربعین ص۱۷ نمبر۳، خزائن ج۱۷ ص۴۰۴)

ف...... یہ بھی محض قادیان کے چنڈو خانے کی نرالی گپ ہے۔ جس کا کوئی سر پیر نہیں۔ نہ قرآن میں کوئی ایسی بات ہے اور نہ ہی احادیث میں ہے۔ کوئی قادیانی جیالا یا ٹاؤٹ مع مرزا طاہر جو ان امور کو قرآن مجید اور حدیث صحیح یا ضعیف سے ثابت کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔ ورنہ مرزائیت پر تین صرف تین حرف (ل،ع،ن) بھیج کر دین حق کو قبول کر لے۔

جھوٹ نمبر:۲۶...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''ایسا ہی جب مولوی غلام دستگیر قصوری نے کتاب تالیف کر کے تمام پنجاب میں مشہور کر دیا تھا کہ میں نے یہ طریق فیصلہ قرار دیا ہے کہ ہم دونوں (مولوی صاحب اور مرزا قادیانی) میں سے جو جھوٹا ہے وہ پہلے مر جائے گا تو کیا اس کو خبر تھی کہ یہی فیصلہ اس کے لئے لعنت کا نشانہ ہو جائے گا اور وہ پہلے مر کر دوسرے ہم مشربوں کا منہ بھی کالا کرے گا اور آئندہ ایسے مقابلات میں ان کے منہ پر مہر لگا دے گا اور بزدل بنا دے گا۔''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰ حاشیہ، خزائن ج۱۷ ص۵۲)

ف...... یہ محض قادیانی گپ ہے۔ کیونکہ نہ تو مولانا غلام دستگیر صاحبؒ نے کوئی اس مضمون کی کتاب لکھی اور نہ ہی وہ مرزا کی اس بڑ کے مصداق بنے۔ یہ سب جھوٹ ہی جھوٹ ہے۔ جو قادیانی کی سرشت اور طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔

جھوٹ نمبر:۲۷...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''قرآن شریف فرماتا ہے کہ یہ دونوں مسیح (اسرائیلی و محمدیؐ) ایک دوسرے کا عین نہیں ہیں۔ کیونکہ خداتعالیٰ قرآن شریف

میں اسلام کے مسیح موعود کو موسوی مسیح کا مثیل ٹھہراتا ہے نہ عین۔ پس محمدی مسیح موعود کو موسوی مسیح کا عین قرار دینا قرآن شریف کی تکذیب ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۶۳، خزائن ج۱۷ص۱۹۲)

ف...... یہ مرزا قادیانی کا فطری جھوٹ ہے ورنہ قرآن مجید میں ایسا کوئی تذکرہ نہیں۔ نہ ہی حدیث یا کسی تفسیر میں کوئی عین غین کا مسئلہ مذکور ہے۔ بلکہ قرآن وحدیث میں صرف ایک ہی مسیح کا ذکر ہے۔

جھوٹ نمبر:۲۸...... سورہ فاتحہ کے متعلق مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:''نماز کے پنج وقت میں یہ دعاء شامل کردی گئی اور یہاں تک تاکید کی گئی کہ اس کے بغیر نماز نہیں ہوسکتی۔ جیسا کہ حدیث لاصلوٰۃ الا بالفاتحہ سے ظاہر ہوتا ہے۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۷۷، خزائن ج۱۷ص۲۱۹)

ف...... یہ اقتباس قادیانی کی حماقت وجہالت کا کھلا نشان ہے۔ کیونکہ یہ الفاظ ہی حدیث کے نہیں بلکہ حسب عادت مرزا قادیانی نے خود ہی گھڑ کر من کذب علی متعمدا کا نتیجہ حاصل کرلیا ہے۔ ویسے سورہ فاتحہ واقعی نماز میں لازمی ہے۔ مگر بحالت اقتداء صرف امام پڑھے گا مقتدی کے ذمے استماع وانصات ہے۔''کما قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم واذ اقرا فانصتوا (مسلم)''اور''من کان لہ امام فقراۃ الامام لہ قرآۃ''لہٰذا آنجہانی کے الفاظ بھی غلط اور مفہوم بھی غیر صحیح۔

جھوٹ نمبر:۲۹...... جناب مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:''اس زمانہ کے بعض نادان کئی دفعہ شکست کھا کر پھر مجھ سے حدیثوں کی رو سے بحث کرنا چاہتے ہیں یا بحث کرانے کے خواہش مند ہوتے ہیں۔'' (ضمیمہ تحفہ گولڑویہ ص۱۰ حاشیہ، خزائن ج۱۷ص۵۱)

ف...... یہ بھی بالکل جھوٹ ہے کہ آنجہانی نے کئی مسلمان علماء کو شکست دی۔ جب کہ حال یہ ہے کہ مباحثہ دہلی خود قادیانیوں کا مطبوعہ ہے۔ اس کو ملاحظہ کر کے صاف معلوم ہوجاتا ہے۔ مرزا قادیانی اس مباحثہ سے ازخود فرار ہوگئے۔ اسی طرح مباحثہ لدھیانہ اور مرزا قادیانی پیر مہر علی گولڑویؒ کے مقابلہ میں آئے ہی نہیں کہ مجھے سرحدی پٹھانوں سے ڈر ہے۔

(مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۵۰)

اور تو اور یہ آتھم کے مقابلہ میں بھی چت ہوا۔ مولانا امرتسریؒ تادم مرگ اس کی چھاتی پر مونگ دلتے رہے۔ آخر نام تو لیا جائے کہ یہ صاحب فلاں جگہ فلاں شخصیت کو واقعی شکست دے آئے۔ آخر بے باکی اور ڈھیٹ پن کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔

جھوٹ نمبر:۳۰...... ''پھر قرآن شریف کے بعد حدیثوں کا مرتبہ ہے۔ سو تقریباً تمام

حدیثیں تصریح کے ساتھ قرآن کریم کے بیان کے موافق ہیں اور ایک بھی ایسی حدیث نہیں جس میں یہ لکھا ہو کہ وہی مسیح ابن مریم اسرائیلی نبی جس کو قرآن شریف مار چکا ہے (بالکل غلط، قرآن میں کہیں ان کی فوتگی مذکور نہیں، کہیں مات عیسیٰ نہیں لکھا) جس پر انجیل نازل ہوئی تھی۔ پھر دنیا میں آئے گا۔ ہاں بار بار یہ لکھا ہے کہ ان اسرائیلی نبیوں کے ہمنام آئیں گے...... ہاں یہ ثابت ہوتا ہے کہ ان کے مثیل آئیں گے اور انہیں کے اسم سے موسوم ہوں گے۔"

(ازالہ اوہام ص ۵۴۴، خزائن ج ۳ ص ۳۹۲، ۳۹۳)

ف...... ملاحظہ فرمایئے جناب قادیانی کس طرح دھڑلے اور بے باکی سے جھوٹ بول رہا ہے۔ ہمارا چیلنج ہے کہ اگر یہ صاحب واقعی مرزا غلام مرتضیٰ کے حلالی فرزند ہیں تو کسی ایک حدیث میں لکھا دکھا دیں کہ صاحب انجیل اسرائیلی مسیح نہیں آئیں گے۔ بلکہ اسرائیلی نبیوں کے ہم نام مثلاً داؤد، سلیمان، یحییٰ، زکریا، سعیاہ یرمیاہ وغیرہ نام والے نبی آئیں گے۔ مریم کے فرزند نہیں آئیں گے۔ ہے کوئی قادیانی ٹاؤٹ یا جیالا جو مرد میدان بن کر اپنے قادیانی کی لاج رکھ سکے؟

جھوٹ نمبر:۳۱...... "امام بخاری نے اس جگہ اپنی صحیح میں ایک لطیف نکتہ کی طرف توجہ دلائی ہے کہ کم از کم سات ہزار مرتبہ توفی کا لفظ آنحضرت ﷺ کے منہ سے بعثت کے بعد آخیر عمر تک نکلا ہے اور ہر یک لفظ توفی کے معنی قبض روح اور موت تھی۔"

(ازالہ اوہام ص ۸۸۸، خزائن ج ۳ ص ۵۸۵)

ف...... امام بخاریؒ نے یہ نکتہ بیان فرمایا ہے اور نہ اس کی طرف توجہ دلائی ہے۔ کوئی ثبوت نہیں مل سکتا اور نہ کوئی بھی قادیانی ٹاؤٹ کوشش کر کے اتنی گنتی پوری کر کے منہ مانگا انعام حاصل کر لے۔

جھوٹ نمبر:۳۲...... "اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بڑا فتنہ عیسیٰ پرستی کا فتنہ ٹھہرایا ہے اور اس کے لئے وعید کے طور پر یہ پیش گوئی کی ہے کہ قریب ہے آسمان وزمین پھٹ جاویں اور اسی زمانہ کی نسبت طاعون اور زلزلوں وغیرہ حوادث کی پیش گوئی بھی کی ہے اور صریح طور پر فرمایا ہے کہ آخر زمانہ میں جب کہ آسمان وزمین میں طرح طرح کے خوفناک حوادث ظاہر ہوں گے۔ وہ عیسیٰ پرستی کی شامت سے ظاہر ہوں گے۔" (ضمیمہ حقیقت الوحی ص ۶۴، خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۸، ۴۹۹)

ف...... یہ قادیانی چنڈوخانے کی بے مثال گپ ہے۔ قرآن مجید میں بزمانہ مسیح طاعون وزلزلہ وغیرہ کی کہیں بھی پیش گوئی اجمالاً یا صراحتاً مذکور نہیں۔

جھوٹ نمبر:۳۳...... قادیانی کذاب لکھتا ہے کہ: "(مکی دور کے متعلق) انہوں نے

دردناک طریقوں سے اکثر مسلمانوں کو ہلاک کیا اور ایک زمانہ دراز تک جو تیرہ برس کی مدت تھی۔ ان کی طرف سے یہی کاروائی رہی اور نہایت بے رحمی کی طرز سے خدا کے وفادار بندے اور نوع انسانی کے فخر ان شریر درندوں کی تلواروں سے ٹکڑے ٹکڑے کیئے گئے اور یتیم بچے اور عاجز اور مسکین عورتیں کوچوں اور گلیوں میں ذبح کیئے گئے...... ان کے خونوں سے کوچے سرخ ہو گئے پر انہوں نے دم نہ مارا۔ وہ قربانیوں کی طرح ذبح کیئے گئے پر انہوں نے آہ نہ کی۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۲)

ف...... ملاحظہ فرمایئے جناب قادیانی کتنی جہالت کا مظاہرہ کررہا ہے۔ اگرچہ مکہ مکرمہ میں اہل اسلام کو بڑی تکالیف کا سامنا کرنا پڑا۔ مگر یہ مذکورہ مناظر پیش نہیں آئے۔ ان کو جسمانی تشدد سے تو سابقہ پڑا۔ مگر یہ نقشہ محض قادیانی شاخسانہ ہے۔ یہ کذاب بلاضرورت کذب بیانی اور بے اصل لاف وگزاف سے بھی پرہیز نہیں کرسکتا۔

جھوٹ نمبر:۳۴...... مرزا قادیانی آیت ''اذن للذین یقاتلون بانهم ظلموا'' کے متعلق لکھتے ہیں کہ: ''یعنی خدا نے ان مظلوم لوگوں کو جو قتل کیئے جاتے ہیں اور ناحق وطن سے نکالے گئے۔ فریاد سن لی اور ان کو مقابلہ کی اجازت دی گئی...... مگر یہ حکم مختص الزمان والوقت تھا۔ ہمیشہ کے لئے نہیں تھا۔ بلکہ اس زمانہ کے متعلق تھا۔ اسلام میں داخل ہونے والے بکریوں اور بھیڑوں کی طرح ذبح کیئے جاتے تھے۔ لیکن افسوس کہ نبوت اور خلافت کے زمانہ کے بعد اس مسئلہ جہاد کے سمجھنے میں جس کی اصل جڑ آیت کریمہ مذکورہ ہے۔ لوگوں نے بڑی بڑی غلطیاں کھائیں اور ناحق مخلوق کو تلوار کے ساتھ ذبح کرنا دینداری کا شعار سمجھا گیا اور عجیب اتفاق ہے کہ عیسائیوں کو تو خالق کے حقوق کی نسبت غلطیاں پڑیں اور مسلمانوں کو مخلوق کے حقوق کی نسبت یعنی عیسائی دین میں تو ایک عاجز انسان کو خدا بنا کر اس قادر وقیوم کی حق تلفی کی گئی...... اور مسلمانوں نے انسانوں پر ناحق تلوار چلانے سے بنی کی نوع حق تلفی کی اور اس کا نام جہاد رکھا۔'' (مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۲۳)

ف...... ملاحظہ فرمایئے قادیانی دجال کیسی الٹی چال چل رہا ہے۔ مسئلہ جہاد پر جو کہ اسلام کی عظمت اور امن عالم کا ضامن ہے۔ کیسا کیچڑ اچھال کر اسے عیسائیوں کے قبیح ترین مسئلہ ابن اللہ کے ساتھ جوڑ رہا ہے۔ جس سے قرآن وحدیث اور امت مسلمہ کی شدید ترین توہین وتحقیر ہورہی ہے۔ مگر اس دجال کو تو صرف انگلش آقاؤں کی دھن سوار ہے۔ اللہ کریم ہر مسلمان کو ایسے شاطر دجالوں سے محفوظ فرمائے۔ اگر یہی بات ہے؟ تو اس کا کیا مطلب کہ مسیح جہاد کو منسوخ کر دے گا۔

جھوٹ نمبر:۳۵...... جناب قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''چاہو تو میری بات کو لکھ رکھو۔ کہ

آج کے بعد مردہ پرستی (مسیح پرستی) روز بروز کم ہوگی۔ یہاں تک کہ نابود ہو جائے۔"

(مجموعہ اشتہارات ج ۲ ص ۳۰۷)

ف...... یہ پیش گوئی بھی اسی طرح کی ایک بھنگی کی بڑ ہے۔ جس طرح مرزا قادیانی کی مکہ و مدینہ کے درمیان ریل جاری ہونے اور خود اس کے وہاں مرنے کی پیش گوئی ہے۔

جھوٹ نمبر:۳۶...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ: "ایک دفعہ میں نے مولانا محمد حسین بٹالوی صاحب کی فرمائش پر یہ سنایا کہ بکر وشیب...... یعنی ایک کنواری اور دوسری بیوہ۔ مطلب یہ کہ خداتعالیٰ میرے نکاح میں دو عورتیں لاوے گا۔ ایک باکرہ دوسری بیوہ۔ تو باکرہ تو آچکی ہے۔ (نصرت جہاں بیگم) دوسری کا انتظار ہے۔" (تریاق القلوب ص ۳۴، خزائن ج ۱۵ ص ۲۰۱)

یہ محض گپ ثابت ہوئی۔ نصرت کے بعد مرزا قادیانی کے نکاح میں کوئی بیوہ عورت تو کیا کوئی مردہ عورت بھی نہیں آئی ہے۔ کوئی قادیانی ٹاؤٹ جو نصرت کے بعد مرزا قادیانی کے نکاح میں آنے والی بیوہ کی نشاندھی کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے ورنہ قادیانیت پر صرف تین حرف بھیج کر سیدھا دائرہ اسلام میں آجائے۔

جھوٹ نمبر:۳۷...... مرزا قادیانی اپنی مدت دعوت کے متعلق لکھتے ہیں کہ: "سواس الہام سے چالیس برس تک دعوت ثابت ہوئی ہے۔ جن میں دس دس کامل گزر گئے۔"

(نشان آسمانی ص ۱۴، خزائن ج ۴ ص ۳۷۴)

ف...... یہ کتاب ۱۸۹۲ء کی طبع شدہ ہے تو اس حساب سے مرزا قادیانی کی دعوت ۱۹۲۲ء تک جانا چاہئے تھی۔ مگر آنجناب ۱۹۰۸ء یعنی ۱۴ سال قبل از میعاد ہی راہی ملک عدم ہو گئے تو معلوم ہوا کہ مرزا قادیانی کا الہام باقاعدہ خود بھی جھوٹا نکلا۔ ویسے مرزا قادیانی کا سارا تانا بانا ہی محض مکر وفریب تھا۔ پھر یہ بھی یاد رہے کہ مرزا قادیانی نے باقاعدہ بیعت ۱۸۸۹ء سے شروع کی تھی تو اس حساب سے ان کی دعوت ۱۹۲۹ء تک جانا چاہئے تھی۔ لیکن بقضائے الٰہی سرکار انگلشیہ کے لاڈلے ۲۱ سال قبل ہی جبری ریٹائرمنٹ کا شکار ہو گئے۔ اپنے کذب وافترائے پر مہر لگا گئے۔ گویا کہ منزل مقصود پر پہنچنے سے قبل راستے میں دم توڑ گئے۔

جھوٹ نمبر:۳۸...... "یہ اشارہ اس حدیث سے ثابت ہے کہ جو کنز العمال میں ہے یعنی یہ کہ عیسیٰ علیہ السلام صلیب سے نجات پا کر ایک سرد ملک کی طرف بھاگ گئے تھے۔ یعنی کشمیر جس کے شہر سری نگر میں ان کی قبر موجود ہے۔"

(اشہار واجب الاظہار ملحق بہ تریاق القلوب ص ۱۰، خزائن ج ۱۵ ص ۵۴۰)

ف...... دنیا جہان میں کوئی ایسی کتاب حدیث نہیں جس میں صلیب سے بھاگ کر کشمیر میں جانے کا تذکرہ ہو یہ تو محض قادیان کے چنڈو خانے کی ایک حیرت انگیز گپ ہے۔ دیکھئے قادیانی کی بے باکی کہ خود ہی لفظ یعنی کا ٹوٹکہ لگا کر کشمیر کے سری نگر میں مسیح کی قبر تیار کر دی۔ ''الا لعنة اللّٰہ علی الکاذبین''

جھوٹ نمبر:۳۹...... مرزا قادیانی جھوٹ کی پریکٹس کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ: ''ملہمین کو کبھی اپنے الہام کے معنی خود اجتہادی طور پر کرنے پڑتے ہیں...... ایسا ہی ایک اور الہام متشابہات میں سے ہے جو ۴۲ / اکتوبر ۱۸۹۹ء کو مجھے ہوا اور وہ یہ ہے کہ قیصرہ ہند کی طرف سے شکریہ اور یہ ایسا لفظ ہے کہ حیرت میں ڈالتا ہے کہ میں تو ایک گوشہ نشین اور ہر ایک قابل پسند خدمت سے عاری اور قبل از مدت اپنے تئیں مردہ سمجھتا ہوں۔ میرا شکریہ کیسا۔''

(ایک الہامی پیش گوئی کا اشہار ملحق بہ تریاق القلوب ص۲، خزائن ج۱۵ ص۵۰۳،۵۰۴)

ف...... ملاحظہ فرمایئے جناب قادیانی کی عیاری اور مکاری! کیسے انجان بن رہے رہیں کہ مجھ جیسے غیر معروف انسان کا شکریہ کیسا؟ حالانکہ دیگر اپنے رسائل میں بار بار مضطرب و بے قرار ہو رہے ہیں کہ ملکہ معظمہ سے میری بے پناہ خدمات کے مقابلہ میں سادہ سا شکریہ کا اظہار بھی نہ ہو سکا اور اسی دھن میں شکریہ کا گھپلا لگا تو غیر معروف اور مردہ بن رہے ہیں۔

باقی رہی گمنامی کی بات تو یہ بھی محض گپ ہے۔ آپ جناب نے تو ۱۸۸۰ء سے ۱۸۸۴ تک براہین کے حوالہ سے سارے جہان میں ادھم مچایا ہوا تھا۔ جس سے آپ کی شہرت آسمان تک پہنچ چکی تھی۔ پھر دعویٰ مجددیت ومحدثیت پھر ۱۸۸۹ میں سلسلہ بیعت کا افتتاح ۱۸۹۱ء میں دعویٰ مسیحیت کی بناء پر آپ شہر شہر اور قریہ قریہ ابلیس کی طرح مشہور ہو چکے تھے۔ غیر معروف اور مردہ کیسے؟

نیز ۹۳ء میں آتھم کے مقابلہ میں مناظرہ کر کے آپ بام شہرت پر پہنچ چکے تھے۔ نیز اس وقت آپ اسی کتاب کے حوالہ سے انگریز کی حمایت میں ''پچاس الماریاں'' کتابیں لکھ کر چار دانگ عالم میں پھیلا چکے تھے۔ (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ ص۱۵)

پھر گمنامی کیسی؟ نیز ستارہ قیصریہ اور تحفہ قیصریہ نامی دو مستقل رسالے لکھ کر ملکہ برطانیہ کی خدمت میں پیش کر چکے تھے۔ کیا اب بھی آپ غیر معروف ہی رہے تھے؟ صاحب اس سے بڑھ کر کذب بیانی اور جھوٹ کی مثال ممکن ہے؟ جس کی جسارت صرف مرزا قادیانی ہی کر سکتے ہیں اور کوئی جرأت نہیں کر سکتا۔

جھوٹ نمبر:۴۰...... بہتان عظیم۔ مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:''قرآن شریف نے صریح لفظوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا بیان فرمادیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے صریح لفظوں میں حضرت عیسیٰ کا ان ارواح میں داخل ہونا بیان فرمادیا ہے۔ جو اس دنیا سے گذر چکے ہیں اور اصحابؓ نے کھلے کھلے اجماع کے ساتھ اس فیصلہ پر اتفاق کرلیا کہ تمام نبی فوت ہوچکے ہیں۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ص۲۰۲، خزائن ج۲۱ ص۳۷۵)

ف...... ناظرین کرام مندرجہ بالا تینوں باتیں محض کذب وافتراء ہیں۔ ان کا حقیقت کے ساتھ رتی بھر تعلق نہیں۔ نہ تو قرآن مجید میں کہیں مات یا توفی عیسیٰ کا لفظ مذکور ہے اور نہ ہی آنحضور ﷺ نے مردہ روحوں میں داخلہ کی صراحت فرمائی اور نہ ہی صحابہؓ کے کسی اجماع میں کہیں وفات عیسوی کا تذکرہ ہے۔ بلکہ اس تمام واقعہ میں ایک دفعہ بھی ذکر مسیح یا ان کی وفات کا کہیں صراحت تو کجا اشارہ بھی نہیں ہے۔ کوئی قادیانی جیالا جو قرآن یا حدیث یا اجماع صحابہ کے ضمن میں کوئی صراحت دکھلا کر مبلغ ۱۰ ہزار روپیہ نقد انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر:۴۱...... ''امام بخاری نے اپنا مذہب یہی ظاہر کیا ہے۔ (یعنی وفات مسیح) کیونکہ وہ اس کی تائید کے لئے ایک اور حدیث ہے۔''

(ضمیمہ براہین احمدیہ ج۵ ص۲۰۶، خزائن ج۲۱ ص۳۷۸)

ف...... یہ محض دجل وفریب ہے۔ امام بخاری نے تو نزول مسیح کا مستقل باب منعقد کیا ہے۔ جس کے تحت حدیث ابوہریرہؓ ''والذی نفسی بیدہ لیو شکن ان ینزل فیکم ابن مریم'' لائے ہیں۔ پھر اور احادیث بھی لائے ہیں۔ بخلاف اس کے انہوں نے وفات مسیح کا کوئی باب منعقد نہیں فرمایا۔ پھر وہ وفات مسیح کے قائل کیسے ہوسکتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ یہ سب قادیانی بڑ ہے۔ جیسے وہ امام مالک کے ذمے یہ نظریہ لگاتے ہیں۔ ایسے ہی یہ اور کئی اکابرین امت کے ذمے بھی ایسے بے سروپا الزامات لگاتے رہتے ہیں۔ ہے کوئی مائی کا لال جو امام بخاری کا اس بارہ میں ان کا کوئی فیصلہ یا صراحت دکھا کر منہ مانگا انعام حاصل کرے؟

جھوٹ نمبر:۴۲...... مرزا قادیانی رقمطراز ہیں کہ:''یہود خود یقیناً یہ اعتقاد نہیں رکھتے تھے کہ انہوں نے عیسیٰ کو قتل کیا ہے۔''

(براہین پنجم ص۲۰۶، خزائن ج۲۱ ص۳۷۸)

ف...... العیاذ باللہ! فرمایئے اس سے بڑھ کر کوئی جھوٹ ہوسکتا ہے۔ کیونکہ خود قرآن نے نظریہ یہود کی صراحت فرمائی ہے۔''وقولھم انا قتلنا المسیح'' کہ ہم نے یقیناً مسیح کو قتل کردیا ہے۔ گویا قرآن مجید یہود کا پختہ عقیدہ نقل کرتا ہے کہ ہم نے مسیح کو یقیناً قتل کردیا

ہے اور مرزا قادیانی اس کی نفی کر کے ''لعنة الله علی الکاذبین'' کا طوق یا پھندہ اپنے گلے میں ڈال رہے ہیں۔ فرمائیے اس سے بڑھ کر کوئی بے باکی کی مثال مل سکتی ہے؟

جھوٹ نمبر:۴۴۳...... حیات موسیٰ کے متعلق قادیانی صاحب لکھتے ہیں کہ: ''بلکہ حضرت موسیٰ کی موت خود مشتبہ معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ ان کی زندگی پر یہ آیت قرآنی گواہ ہے۔ یعنی کہ ''فلا تکن فی مریة من لقائه'' اور ایک حدیث بھی گواہ ہے کہ موسیٰ ہر سال دس ہزار قدوسیوں کے ساتھ خانہ کعبہ کے حج کو آتے ہیں۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۹، خزائن ج۱۷ص۱۰۱)

اسی طرح (نور القرآن ص۵۰ حصہ اوّل، خزائن ج۸ص۶۹) میں حیات موسیٰ کو جزو ایمان قرار دیا ہے۔

ف...... ناظرین کرام! قادیانیوں سے دریافت کیجئے کہ اب تک کس مفسر نے اس آیت کا وہ مفہوم بیان فرمایا ہے جو یہ قادیانی لکھ رہا ہے۔ نیز دس ہزار حاجیوں والی حدیث کی کہیں نشان دہی ممکن ہے؟ یہ تو سب محض کذب وافتراء ہے جو قادیانی کی طبیعت ثانیہ بن چکی تھی۔

ہے کوئی قادیانی جیالا اور ٹاؤٹ جوان مذکورہ امور کو اصلی کتب تفسیر وحدیث سے ثابت کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر:۴۴۴...... مرزا قادیانی ایک جگہ کذب مرکب کا نمونہ یوں پیش کرتے ہیں کہ:

۱...... ''حدیث میں ہے کہ مدعی مہدویت ومسیحیت ونبوت کے لئے کسوف وخسوف ہوگا۔

۲...... محدثین کے فیصلہ کے مطابق میں چودھویں صدی میں آیا۔

۳...... حدیث میں ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔

۴...... حدیث میں لکھا ہے کہ اس وقت سورج پر ایک نشان ظاہر ہوگا۔ چنانچہ وہ اب دوربین سے دیکھا جاسکتا ہے۔

۵...... حدیث میں ہے کہ مسیح موعود اسی امت سے ہوگا۔ (اسرائیلی صاحب انجیل نہیں)

۶...... حدیث میں ہے کہ وہ دمشق سے مشرق کی طرف سے مبعوث ہوگا۔

۷...... اور حدیث میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے وقت اونٹنیاں بیکار ہو جائیں گی۔ جس میں اشارہ ہے کہ اس زمانہ میں مدینہ کی طرف سے مکہ تک ریل کی سواری جاری ہو جائے گی۔'' (ضمیمہ براہین، تمہ یہ ج۵ص۱۱۶، خزائن ج۲۱ص۲۸۱ ملخص)

ف...... یہ تمام امور بالکل غیر ثابت اور حقیقت سے الگ ہیں۔ آنحضرت ﷺ پر خالص بہتان ہیں۔ بالکل آخری نمبر نمایاں ترین ہے۔ جس کو ہر فرد انسانی جھٹلا سکتا ہے کہ اب تک

مکہ و مدینہ کے درمیان ریل کا نام ونشان نہیں ہے۔ ہے کوئی قادیانی ٹاؤٹ جو یہ ثابت کر کے منہ مانگا انعام حاصل کرے۔

جھوٹ نمبر:۴۵...... امام الدجالین کا ایک عظیم شاہکار: ”جناب مرزا قادیانی نے ایک رسالہ اربعین نامہ چالیس حصے لکھنے کا وعدہ کیا تھا۔ جیسا کہ اس کے نام سے ہی ظاہر ہے۔ مگر براہین کے پچاس حصوں کی طرح اس وعدہ پر بھی پورے نہ اتر سکے۔ بلکہ صرف چار حصے لکھنے کے بعد اعلان کر دیا کہ پہلے چھوٹے چھوٹے چالیس رسالے لکھنے کا ارادہ تھا۔ مگر اتفاقاً وہ زیادہ ہی طویل ہو گئے۔ لہٰذا اب ان کو چار پر ختم کر دیا جاتا ہے۔ آئندہ کوئی رسالہ شائع نہ ہوگا۔ جس طرح ہمارے خدا عزوجل نے اوّل پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ پھر تخفیف کر کے بجائے پچاس کے پانچ پر اکتفاء کر دی۔ اسی طرح میں بھی اپنے رب کریم کی سنت پر عمل کرتے ہوئے ناظرین کے لئے تصدیع کر کے نمبر چار کو بجائے چالیس کے قرار دے دیتا ہوں۔ المختصر“

(اربعین ص۱۲ انمبر۴، خزائن ج۱۷ ص۴۴۲)

ف...... ملاحظہ فرمائیں اس ہوشیار وعیار مصنف کی چالاکی کہ کس طرح چالیس سے صرف ۴ پر ٹرخا دیا۔ جیسا کہ پہلے بھی پچاس کا وعدہ کر کے اور قیمت لے کر صرف پانچ حصوں پر ٹرخا دیا۔ اس ذات شریف سے پوچھئے کہ تمہیں کس ابلیس نے مجبور کیا تھا کہ تم لمبے لمبے رسالے لکھ کر وعدہ خلافی کرو۔ پھر اگر ایسا اتفاقاً ہو گیا تو اربعین کا نام ہی تبدیل کر کے دوسرا کوئی نام رکھ لیتے۔ تاکہ جھوٹ کا الزام نہ آتا۔ پھر سب سے بڑھ کر قبیح بات پچاس نمازوں کی مثال دینا ہے جو کہ نہایت غیر معقول اور بد دیانتی ہے۔ حالانکہ اس کی اتباع تو یہ تھی کہ پانچ جلدوں کی رقم لے کر پچاس جلدیں دیتے۔ جس طرح خدا تعالیٰ نے پانچ نمازیں ادا کرنے پر پچاس کا ثواب عطاء فرمانے کا وعدہ فرمایا ہے۔ یہ اتباع معکوس عقل وفکر اور دیانتداری کے سراسر خلاف ہے کہ خواہ مخواہ لوگوں کا مال ہضم کر کے پھر انہی کو الو بنا رہے ہیں۔

جھوٹ نمبر:۴۶...... جناب قادیانی تحریر فرماتے ہیں کہ: ”غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک فاطمی اور میں دونوں مبارک پیوندوں سے مرکب ہوں اور احادیث اور آثار دیکھنے والے خوب جانتے ہیں کہ آنے والے مہدی آخرالزمان کے متعلق یہی لکھا ہے کہ وہ مرکب الوجود ہوگا۔ ایک حصہ بدن کا اسرئیلی اور ایک حصہ محمدی۔“

(تحفہ گولڑویہ ص۱۹، خزائن ج۱۷ ص۱۱۸)

ف...... ایسی ترکیب اور ایسے مرکب مہدی کا احادیث اور آثار میں کہیں نام ونشان نہیں۔ یہ محض قادیانی دجل وفریب کا انوکھا شاہکار اور شاخسانہ ہے۔

جھوٹ نمبر:۴۷...... کذاب اعظم لکھتے ہیں کہ:''اس زمانہ میں خدا نے چاہا کہ جس قدر نیک اور راست باز مقدس نبی گزر چکے ہیں ایک ہی شخص کے وجود میں ان کے نمونے ظاہر کئے جاویں، سو وہ میں ہوں۔'' العیاذ باللہ! (براہین ص۹۰، خزائن ج۲۱ ص۱۱۷، ۱۱۸)

ف...... ملاحظہ فرمائیے کہ قادیانی کس قدر دجل وافتراء کا ارتکاب کر رہا ہے کہ میں جامع صفات مقدسین ہوں۔ جب کہ یہ مقام صرف خاتم الانبیاء ﷺ کا ہے۔ نیز پہلے انبیاء مستقل اور من جانب الٰہی نبی تھے۔ وہ ظلی یا تبع قسم کے نہ تھے۔ نیز ان پر شرائع بھی نازل ہوتی رہیں۔ انہوں نے جہاد وقتال بھی کئے۔ حکمرانیاں کیں، ہر قسم کے کفر وشرک اور گناہ اور برائی کے خلاف عملی طور پر مزاحمت کی۔ مگر ان صاحب میں یہ کوئی بھی بات نہیں ہے تو اس سے بڑھ کر تضاد کذب بیانی اور دجل وفریب کیا ہوسکتا ہے؟ یہ صاحب اپنی نبوت کو ظلی کہتے ہیں۔ غیر تشریعی بھی کہتے ہیں۔ جہاد کے سرے سے منکر ہیں۔ حکومت تو کجا اپنے محلہ کی نمائندگی بھی میسر نہ تھی۔ اپنی برادری کی سربراہی بھی میسر نہ تھی۔ بت پرستی اور شرک اور فسق وفجور کے خلاف بھی جہاد نہیں کیا۔ پھر انبیاء سابقین کا نمونہ اور ترجمان کیسے ہوگئے۔ سچ ہے کہ جو بات بھی کی خدا کی قسم لاجواب کی۔

جھوٹ نمبر:۴۸...... ''اس طرح خداتعالیٰ نے میرا نام ذوالقرنین بھی رکھا۔ کیونکہ خداتعالیٰ کی میرے متعلق یہ وحی مقدس ہے۔'' جری اللّٰہ فی حلل الانبیاء'' جس کے یہ معنے ہیں کہ خدا کا رسول تمام نبیوں کے پیرائیوں میں یہ چاہتی ہے کہ مجھ میں ذوالقرنین کے بھی صفات ہوں۔ کیونکہ سورۃ کہف سے ثابت ہے کہ ذوالقرنین بھی صاحب وحی تھا...... قرآن شریف میں مثالی طور پر میری نسبت پیش گوئی ہے۔ اس امت کا ذوالقرنین میں ہوں اور ذوالقرنین وہ ہوتا ہے جو دو صدیوں کو پالے اور میرے لئے عجیب بات یہ ہے کہ میں نے ہر سنہ کی دو صدیوں کو پایا ہے۔ ہجری، شمسی، بکرمی، وغیرہ اور بعض احادیث میں بھی آیا ہے کہ آنے والے مسیح کی ایک یہ بھی علامت ہے کہ وہ ذوالقرنین ہوگا۔ لہٰذا میں بنص حدیث ذوالقرنین ہوں۔''

(براہین احمدیہ ج۵ ص۹۰، ۹۱، خزائن ج۲۱ ص۱۱۸، ۱۱۹ ملخص)

ف...... یہ تمام مذکورہ امور محض کذب وافتراء اور مکر وفریب کا شاہکار ہیں۔ نہ خدا نے مرزا کا نام ذوالقرنین رکھا اور نہ حدیث میں ایسی کوئی بات ہے اور نہ ہی ذوالقرنین کا یہ مفہوم

ہے۔ بلکہ یہ سب باتیں چنڈوخانے کی گپیں ہیں۔ پھر ذوالقرنین تو صاحب جہاد تھا۔ مرزا وہ نہیں اس نے دنیا کے دونوں کنارے دیکھے۔ سفر کیا مگر مرزا ہندوستان کے کنارے بھی نہ دیکھ سکا۔ پھر اس زمانہ میں دیگر انسان بھی تھے۔ وہ بھی دو صدیوں کو پانے والے تھے۔ وہ ذوالقرنین کیوں نہ بن گئے۔ جناب والا ایسی باتیں تو تھیٹر میں مسخرے کرتے ہیں کوئی معقول انسان نہیں کرتے۔

جھوٹ نمبر:۴۹...... مرزا قادیانی لکھتے ہیں کہ:''یہ بات بالکل غیر معقول ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کوئی ایسا نبی آنے والا ہے کہ جب لوگ نماز کے لئے مساجد کی طرف دوڑیں گے تو وہ کلیسیا کی طرف بھاگے گا۔ جب لوگ قرآن شریف پڑھیں گے تو وہ انجیل کھول بیٹھے گا اور جب لوگ عبادات کے وقت بیت اللہ کی طرف منہ کریں گے تو وہ بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوگا اور شراب پئے گا۔ اور سور کا گوشت کھائے گا (العیاذ باللہ) اور اسلام کے حلال وحرام کی پرواہ نہیں رکھے گا۔ کیا کوئی عقل تجویز کرسکتی ہے کہ اسلام کے لئے یہ مصیبت کا دن بھی باقی ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۲۹، خزائن ج۲۲ ص۳۱)

ف...... ناظرین کرام اکفروزندقہ کی حد ہوگئی۔ حرامزدگی کی انتہاء ہوگئی۔ ایسے بکواسی مردود کی زبان گدی سے کھینچ لی جائے۔ پھر بھی تسلی نہیں ہوتی۔ ایسا ملعون انسان شاید ہی کسی ماں نے جنا ہو۔ اس کذاب سے پوچھئے کہ یہ صفات وحالات کون تسلیم کرتا ہے؟ ہمارے قرآن وسنت کے مطابق تو وہ آکر اسی اسلام کی تبلیغ اور اتباع کریں گے نہ گرجا میں جائیں گے نہ انجیل کی تلاوت، نہ بیت المقدس کو قبلہ بنائیں گے۔ وہ تو خود اس خاتم الانبیاء ﷺ کے متعلق پیش گوئی فرما گئے ہیں۔ پھر وہ کیسے تمہارے مذکورہ اعمال بجالائیں گے۔ پھر ان کی انجیل میں نہ شراب حلال ہے نہ خنزیر تو پھر یہ الزام دینا کہاں کی انسانیت ہے۔ اس خبیث انسانی ڈھانچے نے اس اقتباس میں ایک اولوالعزم نبی معظم علیہ السلام کی زبردست توہین کا ارتکاب کر کے دائمی لعنت خرید لی ہے۔ ہمیشہ کی جہنم کا سودا کرلیا ہے۔ سچ کہا گیا ہے''اذ افاتك الحیاء فافعل ماشئت''

جھوٹ نمبر:۵۰...... جناب قادیانی کہتے ہیں کہ:''جب سن ہجری کی تیرھویں صدی ختم ہوچکی تو خدا نے چودھویں صدی کے سر پر مجھے اپنی طرف سے مامور کر کے بھیجا اور آدم سے لے کر آخر تک جس قدر نبی گزر چکے ہیں سب کے نام میرے نام رکھ دیئے اور سب سے آخری نام میرا عیسیٰ موعود اور احمد اور محمد محمود رکھا اور دونوں ناموں کے ساتھ بار بار مجھے مخاطب کیا۔ ان دونوں ناموں کو دوسرے لفظوں میں مسیح اور مہدی کر کے بیان کیا گیا۔''

(چشمہ معرفت ص۳۱۴، خزائن ج۲۳ ص۳۲۸)

ف...... مذکورہ اقتباس بھی محض کذب وافتراء کا پلندہ ہے۔ دجل وفریب کا طومار ہے۔ کیونکہ نہ تو قرآن وحدیث میں کہیں تیرھویں یا چودھویں صدی کا تذکرہ ہے اور نہ ہی کسی ایسی ''جامع الاسماء'' ہستی کا کہیں اتہ پتہ ملتا ہے۔ کسی بھی کونے کھدرے سے کسی ایسی ذات شریف کی آمد متوقع نہیں ہے۔ نہ ہی اب تک کوئی سابقہ نام کا ہمنام ہوا ہے اور نہ ہی کسی عیسیٰ موعود یا محمد موعود اصطلاح کا کوئی نشان ملتا ہے اور یہ بھی کمال کی بات ہے کہ اتنی جامع الاسماء والصفات ہستی پھر مہدی بن جائے۔ الغرض یہ تمام خرافات محض قادیان کے چنڈو خانے کی گپیں ہیں یا جناب عزازیل کا خصوصی شاہکار ہے۔ جن کا حقیقت سے دور کا بھی واسطہ ممکن نہیں ہے۔

جھوٹ نمبر:۵۱...... جناب قادیانی کہتے ہیں کہ: ''میرے بارے میں شیخ محی الدین ابن العربی نے ایک پیش گوئی کی تھی۔ جو میرے پر پوری ہوگئی اور وہ یہ کہ خاتم الخلفاء جس کا دوسرا نام مسیح موعود ہے ''چینی الاصل'' ہوگا۔ یعنی اس کے خاندان کی اصل جڑ چین ہوگی اور نیز وہ توام پیدا ہوگا۔ ایک لڑکی اس کے ساتھ ہوگی...... ممکن ہے کہ یہ ابن العربی کا کشف ہو یا ان کو کوئی حدیث پہنچی ہو۔ بہر حال یہ میرے پیدا ہونے کے ساتھ پوری ہوگئی اور اب تک اسلام میں میرے سوا کوئی ایسا پیدا نہیں ہوا کہ وہ چینی الاصل بھی ہو اور توام بھی پیدا ہوا ہو اور پھر اس نے خاتم الخلفاء ہونے کا دعویٰ بھی کیا ہو۔'' (چشمہ معرفت ص۳۱۵، خزائن ج۲۳ص۳۳۱)

ف...... جناب قادیانی کی یہ ایک انمول اور بے نظیر مثالی گپ ہے۔ دیکھئے ابن العربی کی وہ پیش گوئی خود مرزا قادیانی کی کتاب (تریاق القلوب ص۱۵۸، خزائن ج۱۵ص۴۸۲) پر مذکور ہے جو کہ مرزا قادیانی کے حالات کے بالکل مخالف ہے۔ اس کے مطابق تو وہ خود پیدا ہی چین میں ہوا ہوگا۔ اس کی زبان بھی چینی ہوگی اور یہ صاحب پنجابی بولنے والے اور چینی کی ابجد سے بھی محض جاہل ہے۔ ان کو ہر زبان میں ''الہام'' ہوا ہے۔ مگر کبھی بھول کر بھی چینی زبان میں ''الہام'' نہیں ہوتا۔ تاکہ ان کی چینی الاصل ہونے پر گواہی ہوسکے۔ لہٰذا اس کو ابن العربی کی پیش گوئی سے کیا واسطہ؟ نیز وہ خلیفہ مسیح موعود ہونے کا مدعی نہ ہوگا اور نہ ہی مدعی مہدویت ونبوت پھر نہ ہی مرزا کے بعد نسل انسانی پر عقر پھیلا ہے۔ بلکہ شرح پیدائش افزوں تر ہے۔ لہٰذا مذکورہ بالا اقتباس محض الحاد وزندقہ کا مظہر ہے۔

جھوٹ نمبر:۵۲...... جناب قادیانی لکھتے ہیں کہ: ''اور خداتعالیٰ نے اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کہ میں اس کی طرف سے ہوں اس قدر نشان دکھائے ہیں کہ اگر وہ ہزار نبی پر

بھی تقسیم کیے جائیں تو ان کی بھی نبوت ثابت ہو سکتی ہے۔'' العیاذ باللہ!

(چشمہ معرفت ص ۳۱۷، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۲)

ف...... العیاذ باللہ! ثم العیاذ باللہ!! ایک طرف ادعائے نبوت کو کفر وارتداد قرار دینا اور دوسری طرف قاسم النبوۃ بننا۔ کمال درجہ کی عیاری ہے۔ پھر سابقہ نبیوں کی نبوت کی گواہی تو خود قرآن نے دی ہے۔ مگر تیری نبوت خود تیری امت (مرزائی) نے بھی تسلیم نہیں کی۔ ان میں سے بھی ایک گروہ سرے سے منکر نبوت ہے اور دوسرا بھی فی زمانہ تیری مہدویت ہی کے عنوان سے دعوت پیش کرتا ہے۔ نیز تیرے معجزات تو وہی گرے پڑے ۱۸۷ ہیں۔ جن کو تو نے حقیت الوحی میں درج کیا ہے۔ ص ۳۸۶، ۳۸۷ بتلایئے معجزات ہزار نبی پر کیسے تقسیم کرو گے اور اس سے کیا ثابت ہوگا۔ پھر کیا ایسے ''لایعنی معجزات'' کسی بھی نبی کے ہوئے ہیں۔ آخر کچھ شرم وحیاء چاہئے۔ الغرض یہ نہ تو معجزات ہیں اور نہ ہی ان کی تقسیم معقول ہے۔ علاوہ ازیں آپ خود کہہ چکا ہے کہ میں نے ایسی کوئی بات ہی نہیں کہی جس میں ادعائے نبوت کا شائبہ بھی ہو۔ اب پہلی تحریرات کے خلاف دعوے کر کے متناقض الکلام ہو کر کیوں پاگل بن رہا ہے؟

جھوٹ نمبر:۵۳...... ''اور خدا نے میرے لئے یہ بھی نشان ٹھہرایا ہے کہ پہلے تمام نبیوں نے مسیح موعود کے ظہور کے لئے جس زمانہ کی خبر دی تھی اور جو تاریخی طور پر مسیح موعود کے ظہور کے لئے مدت مقرر تھی خدا نے ٹھیک ٹھیک مجھے اسی زمانہ میں پیدا کیا۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۱۸، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۳)

ف...... معاذ اللہ! یہ تو بہتان عظیم ہے انبیاء کرام پر، کہ انہوں نے بقید زمانہ مرزا کے ظہور کی خبر دی تھی اور تاریخی حد بندی بھی ہو چکی ہو۔ یہ دونوں باتیں ناقابل اثبات ہیں۔ خدا نے مرزا قادیانی کو کوئی منصب نہیں دیا۔ سوائے دجال وکذاب کے، دعاوی مرزا محض ابلیسی چکر بازی ہے جو انگریز بہادر نے چلوائی تھی۔

جھوٹ نمبر:۵۴...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''میرے مقابل پر جو میرے مخالف مسلمان مجھے گالیاں دیتے ہیں اور مجھے کافر کہتے ہیں یہ بھی میرے لئے ایک نشان ہے۔ کیونکہ انہیں کی کتابوں میں یہ اب تک موجود ہے کہ مہدی معہود جب ظاہر ہوگا تو اس کو لوگ کافر کہیں گے اور اس کو ترک کر دیں گے اور قریب ہوگا کہ علمائے اسلام اس کو قتل کر دیں۔ چنانچہ ایک جگہ مجدد الف ثانی اور ابن العربی نے بھی ایک مقام پر یہی لکھا ہے۔''

(چشمہ معرفت ص ۳۱۹، خزائن ج ۲۳ ص ۳۳۴)

ف...... صاحب بہادر جھوٹ آپ کی طبیعت ثانیہ بن چکی ہے۔آپ کے مقابل صرف مسلمان ہی آپ کی مخالفت یا سب وشتم نہیں کرتے بلکہ دیگر اقوام مثلاً ہندو، آریہ، عیسائی وغیرہ بھی آپ کی خوب خبر لیتے ہیں۔ان کا ذکر کیوں نہیں کرتے۔وہ بھی آپ کے مخالف اور دشمن ہیں۔کیا ان سے کچھ لے کر کھالیا ہے؟ پھر اہل اسلام کی کسی بھی کتاب میں کوئی ایسی حدیث یا اثر مذکور نہیں کہ مسلمان امام مہدی کی تکفیر یا تفسیق کریں گے۔ان سے منحرف ہوکر ان کے قتل کے در پے ہو جائیں گے۔ بلکہ احادیث رسول ﷺ میں بالوضاحت مذکور ہے کہ اہل اسلام باصرار ان کے دست اقدس پر بیعت کر کے ان کی متابعت میں نمازیں ادا کریں گے، جہاد کریں گے۔ان کو اپنا دینی اور دنیوی پیشوا قرار دیں گے۔ہاں یہ ممکن ہے کہ اس وقت کوئی قادیانی باقی رہ جائے تو وہ ضرور اس مہدی برحق کی مخالفت کرے گا۔ نیز مجدد الف ثانی یا ابن عربی نے کہیں بھی ایسا نہیں لکھا۔یہ محض قادیانی چنڈو خانے کی انمول گپ ہے۔صحیح ثابت کرنے والے کو منہ مانگا انعام۔

جھوٹ نمبر:۵۵...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ:''تم نے سن لیا کہ امام مالک، ابن القیم، ابن تیمیہ اور امام بخاری اور دیگر بے شمار فاضل اکابرین امت آئمہ دین حضرت مسیح کی موت کے اقراری ہیں اور پھر اس کے ساتھ ساتھ حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق وہ نزول مسیح کے بھی قائل ہیں۔اس طرح وہ دونوں باتوں (موت ونزول) کے قائل ہیں۔لیکن ان کی تفصیل خدا کے حوالے کرتے ہیں۔پھر ان کے نالائق پیروکار آئے (معاذ اللہ) جنہوں نے بلاعلم ہی اس مسئلہ پر بحث ومجادلہ شروع کر دیا اور خدا کے نیک بندوں کی تکفیر کرنے لگے۔''(یعنی مرزا قادیانی)

(سر الخلافۃ ص۵۰،خزائن ج۸ص ۳۷۷،۳۷۸)

ف...... مذکورہ بالا آئمہ ھدیٰ کا اقرار موت مسیح محض الزام باطل اور بدترین بہتان ہے۔کیونکہ ان تمام اکابر نے بالاتفاق رفع جسمانی کی صراحت فرمائی ہے۔اپنی کتب میں مستقل عنوان اور ابواب منعقد فرما کر اس نظریہ کو مدلل طور پر واضح فرمایا ہے۔چنانچہ مرزا قادیانی بھی ان تمام حقائق کو پہلے تسلیم کرتے تھے۔تمام امت کا اجماع واتفاق اس عقیدہ پر تسلیم کرتے تھے۔جیسے (ازالہ ص۵۵۷،خزائن ج۳ص ۴۰۰،شہادت القرآن ص۲،خزائن ج۶ص ۲۹۸،ملفوظات احمدیہ ج۱۰ص ۳۰۰ اور چشمہ معرفت ص۸۳،خزائن ج۲۳ص ۹۱) اس کے بعد ۱۸۹۱ء میں یہ عقیدہ بدل کر اور لفظ توفی کا مفہوم بدل کر خود ہی دعویٰ مسیحیت کر لیا۔دیکھئے مرزا محمود کی کتاب (حقیقت النبوۃ ص۲۸۶)

جھوٹ نمبر:۵۶...... مجدد الضلالۃ لکھتے ہیں کہ:''حاصل کلام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو

خوب معلوم تھا کہ آخر زمانہ میں عیسائی بہت بگڑیں گے اور دوسرے نمبر پر مسلمان بھی دین سے کافی باغی ہوکر نئی نئی بدعات میں متفرق ہو جائیں گے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان دونوں فتنوں کی اصلاح کے لئے ایک ایسے مرسل کو مبعوث فرمایا جو ایک لحاظ سے عیسیٰ کا ہم نام تھا۔ تاکہ نصاریٰ کی اصلاح کرے اور مسلمانوں کی اصلاح کے لحاظ سے احمد ہے اور آنحضور ﷺ نے جیسے اس کو صفات عیسیٰ سے موصوف قرار دیا ہے۔ اس طرح اپنی ذات اقدس کی صفات سے بھی متصف قرار دیا ہے۔ حتیٰ کہ اس کا نام احمد رکھا تو گویا یہ دونوں نام (عیسیٰ اور احمد) اس کو دونوں امتوں کی اصلاح کے اعتبار سے میسر ہوئے ہیں۔ تو بایں طور پر عیسیٰ موعود احمد ہے اور احمد موعود عیسیٰ ہے۔ اس راز بے مثال کو بھی نظر انداز نہ کرنا۔'' (سرالخلافہ ص۵۱، خزائن ج۸ ص۳۷۸،۳۷۹)

ف...... ناظرین کرام ملاحظہ فرمائیے کہ یہ کتنی انوکھی اور بے مثال خرافات کا پلندہ ہے۔ جن کے مرتب کرنے اور بیان کرنے میں رتی بھر خدا خوفی، شرافت و دیانت اور انسانیت کو ملحوظ نہیں رکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس راز کو کہیں بھی بیان یا وحی نہیں فرمایا۔ نہ ہی ان خرافات کی تائید کلام ختم المرسلین ﷺ سے ممکن ہے نہ سابقہ کتب وصحائف اور نہ ہی آئمہ ھدیٰ اور صوفیاء متکلمین نے ایسی رازدار باتیں ظاہر کی ہیں۔ بلکہ اس اقتباس کی ایک ایک شق مرزا کے مراق وہسٹریا کے کرشمے یا خیراتی شیر علی اور مٹھن لال کے وسوسے ہیں۔ اسی لئے خود مرزا قادیانی نے کہہ دیا کہ یہ راز صرف اور صرف مجھ پر ہی منکشف ہوا ہے۔ دیکھئے (ازالہ اوہام ص۱۵۱، خزائن ج۳ ص۳۹۷) اسی طرح بقول قادیانی حیات ووفات کا مسئلہ بھی صرف اور صرف اسی پر منکشف ہے اور کسی بھی فرد امت پر نہیں ہوا۔ (اتمام الحجۃ ص۲، خزائن ج۸ ص۲۷۵) ودیگر کتب کثیرہ۔

جھوٹ نمبر:۵۷...... مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''مندرجہ بالا فتنہ نصاریٰ اور فتنہ بدعات اہل اسلام بہت مضر اور گمراہی کے باعث تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے اختلاف کو دور کرنے کے لئے حاکم وقاضی بنا کر بھیجا۔ لہٰذا میں ہی وہ امام اور پیشوا ہوں جو کہ مومنین کے لئے محمد مصطفیٰ کے قدم پر اور عیسائیوں کے لئے عیسیٰ کے قدم پر آیا۔''

(سرالخلافہ ص۵۴، خزائن ج۸ ص۳۸۳)

ف...... یہ دونوں دعوے محض ہذیان اور مراق پذیر ہوئے۔ بلکہ وہ مزید گمراہی میں بڑھتے چلے گئے اور نہ ہی مسلم معاشرے باہمی افتراق واختلاف سے سبکدوش ہوئے۔ بلکہ فسق وفجور اور افتراق مزید ترقی پذیر ہے۔ بلکہ خود امتہ مرزائیہ نے سرپرست انگریز کے اصول ''لڑاؤ

اور کام نکالو'' اور واضح طور پر عمل پیرا ہے۔ لہٰذا مرزا قادیانی کے سب دعوے محض چنڈوخانے کی گپ ثابت ہوئے۔ چنانچہ انہوں نے خود اس ناکامی اپنی کا اعتراف بھی کر لیا تھا۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۵۹، خزائن ج ۲۲ ص ۴۹۳)

اس کے برعکس جب حقیقی مسیح تشریف لائیں گے تو بارشاد صادق وامین ﷺ تمام فتنے اور تمام اختلافات اور محاذ آرائیاں ختم ہو کر چار دانگ عالم میں ایمان وتقویٰ واخوت ومحبت ہی کی فضاء قائم ہو جائے گی۔ صرف دین اسلام اور پیغام مصطفی ﷺ ہی آفاق عالم پر سایہ فگن ہوگا۔ نہ کوئی یہودی رہے گا نہ کوئی ہندو اور نہ عیسائی اور نہ ہی کوئی بہائی اور قادیانی نظر آئے گا۔ صرف اور صرف ملت اسلامیہ کا ہی بول بالا ہوگا۔

جھوٹ نمبر: ۵۸...... جناب کذاب اعظم تحریر فرماتے ہیں کہ: ''جب عیسائیوں کی گمراہی حد سے بڑھ گئی اور وہ توہین رسالت میں بے باک ہو گئے تو خدا کا غضب اور غیرت جوش میں آ گئے تو اس نے مجھے فرمایا کہ: ''انی جاعلك عیسیٰ بن مریم وکان اللّٰہ علیٰ کل شئی مقتدرا'' یعنی میں تجھے عیسیٰ ابن مریم بناتا ہوں۔''

(آئینہ کمالات ص ۴۲۶، خزائن ج ۵ ص ایضاً)

ف...... یہ الہام یا اس کا مفہوم دیگر کتب قادیانی میں بھی مذکور ہیں۔ مگر یہ اسباب ومسبب کا رابطہ مشاہدہ کے سراسر خلاف ہے۔ حتیٰ کہ بیت التوحید (خانہ کعبہ) میں تین سو ساٹھ جعلی خداؤں کی پوجا ہو رہی تھی۔ ہندوستان میں ۳۲ کروڑ یعنی انسانی نفری سے بھی زیادہ مصنوعی خداؤں کا لاؤ لشکر پوجا جا رہا تھا۔ مگر اس وقت اللہ تعالیٰ نے خاتم الانبیاء ﷺ کو یہ نہیں فرمایا کہ: ''انی جاعلك ابراهیم خلیلا ۰ انی جاعلك موسیٰ'' کیونکہ یہ مقدسین پہلے توحید الٰہی کے علمبردار اور پرچارک تھے۔ مگر کبھی بھی سابقہ نبی کے نام پر موجودہ نبی کا نام نہیں رکھا گیا۔ بلکہ ہر نبی کا نام الگ تھا۔ تو پھر خدا نے مرزا قادیانی کے متعلق کیوں اپنا ضابطہ بدل دیا۔ جب کہ آنجناب خود کئی مقامات پر ''ولن تجد لسنة اللّٰہ تبدیلا'' کا وعظ بھی سناتے رہتے ہیں۔ لہٰذا معلوم ہوا کہ قدم ودم کا چکر محض قادیان کے چنڈوخانے کی گپ ہے۔ مراق وہسٹریا کا کرشمہ ہے۔ اس کے نمائندہ جناب مٹھن لال اور ٹیچی وغیرہ کرشن قادیانی سے محض دل لگی کر رہے ہیں۔ حقیقت کچھ بھی نہیں۔

جھوٹ نمبر: ۵۹...... مرزا قادیانی رقمطراز ہیں کہ: ''اسم عیسیٰ بعض آثار میں مختلف

معانی میں وارد ہوا ہے اور اکابر علماء کے نزدیک اس میں وسعت ہے اور تجھے بخاری کی حدیث ہی کافی ہے۔ جس کی تشریح وتصریح امام زمخشری نے فرمائی ہے اور وہ حدیث یہ ہے کہ: ''کل بنی آدم مسه الشیطان یوم ولدته امه الا مریم وابنها عیسیٰ ''یعنی ہر بچہ کو بوقت پیدائش شیطان کچوکہ دیتا ہے۔ مگر مریم اور ان کے بیٹے مسیح اس سے محفوظ رہے۔ حالانکہ یہ نص قرآن کے خلاف ہے۔''ان عبادی لیس لك علیهم سلطان ''امام زمخشری لکھتے ہیں کہ عیسیٰ اور ان کی ماں سے مراد ہر پاک باز انسان ہے۔'' (سر الخلافہ ص۵۰، خزائن ج۸ ص۳۷۷)

تبصرہ: اس حوالہ میں مرزا قادیانی نے نہایت بے باکی سے دجل وفریب سے کام لیا ہے۔ کیونکہ نہ تو کسی اثر میں اسم عیسیٰ کے معنی متعدد وارد ہوئے ہیں اور نہ ہی کسی عالم نے اسے کثیر المعنی قرار دیا ہے۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی تمام تر مغز ماری کے بعد صرف ایک ہی علامہ زمخشری ملے۔ مگر ظالم نے ان کو بھی زبردستی اپنی تائیدس میں ذکر کر دیا ہے۔ اس وقت علامہ زمخشری کی تفسیر کشاف میرے سامنے موجود ہے۔ اس میں مرزا قادیانی کا یہ ڈھکوسلہ ہرگز نہیں ہے۔ بلکہ یہ آنجہانی کی روایتی دجالیت اور افتراء ہے۔ جب کہ امام زمخشری یہ فرمارہے ہیں کہ حدیث ''ما من مولود الا الشیطان یمسه ''اس کی صحت خدا کو ہی معلوم ہے۔ (کیونکہ یہ نص قرآن سے متعارض ہے ناقل) بصورت صحت روایت کا معنی یہ ہوگا کہ ہر بچے کے متعلق شیطان اس کے اغوا واضلال کی طمع وتوقع کرتا ہے۔ مگر مریم ومسیح کے متعلق اس نے توقع نہیں رکھی۔ کیونکہ یہ دونوں معصوم تھے اور اس طرح ان کی طرح جو ان کے مقام (عصمت) پر ہوگا۔ جیسا کہ فرمان الٰہی ہے: ''لا غوینهم اجمعین الا عبادك منهم المخلصین ''یعنی ہر پاک باز اور مقبول بارگاہ الٰہی۔ (نبی ورسول) شیطانی اغوا سے محفوظ رہتے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے تفسیر کشاف تحت آیت ''وانی اعیذها بك وذریتها من الشیطن الرجیم''

یہ عبارت اور اس کا مفہوم ہے جو علامہ زمخشری نے ذکر کیا ہے۔ باقی رہا مرزا قادیانی کی نقل کردہ عبارت کہ''فقال الزمخشری ان المراد من عیسیٰ وامه کل له جل تقی کان علی صفتهما وکان من التقین المتورعین ''(خزائن ج۸ ص۳۷۷) محض من گھڑت ہے۔

(نوٹ از مرتب! افسوس جو رسالہ ہمیں میسر آیا اس کا آخری ورق نہ تھا۔ یہاں پر مجبوراً بند کرنا پڑا۔)

خاتم النبیین لا نبی بعدی
مرزائیت کا
الہامی
ہیڈ کوارٹر
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

بسم اللہ الرحمان الرحیم!

مرزائی خدا کی عملی پوزیشن

چونکہ یہ کوئی علیحدہ ہی ہستی ہے۔لہٰذا وہ ''روزہ بھی رکھتا ہے،افطار بھی کرتا ہے۔''

(البشریٰ ج ۲ص ۷۱،تذکرہ ص ۴۲۰،طبع ۳)

''نماز بھی پڑھتا ہے،سوتا بھی ہے اور جاگتا بھی ہے۔ غلطی بھی کرتا ہے اور درستی بھی۔''

(البشریٰ ج ۲ص ۷۹،تذکرہ ص ۴۶۰،۴۶۲)

حتیٰ کہ اس نے مرزا قادیانی کی ''بیعت بھی کررکھی ہے۔''

(البشریٰ ج ۲ص ۷۱،۷۹،تذکرہ طبع ۳ص ۴۲۰)

منشی یا خدا؟

''وہ مرزا قادیانی کی تیار کردہ مسل پر بلاچون وچرا سرخ سیاہی سے دستخط بھی کردیتا ہے۔مگر بد احتیاطی سے قلم جھاڑتے ہوئے مرزا قادیانی کے کپڑوں پر چھینٹے بھی گرادیتا ہے۔ چنانچہ اب وہ قمیض میاں عبداللہ کے پاس ہے۔''

(حقیقت الوحی ص ۲۵۵،خزائن ج ۲۲ص ۲۶۷)

مرزا قادیانی کے خدائی معاملات اور دعویٰ الوہیت

''مرزا قادیانی کو خدا نے کہا کہ اے شمس وقمر تو مجھ سے ہے اور میں تجھ سے۔''

(البشریٰ ج ۲ص ۱۰۴،تذکرہ ص ۵۸۸)

''تو مجھے بمنزلہ میری توحید اور یکتائی کے ہے۔'' (تذکرہ ص ۶۶)

''خدا نکلنے کو ہے۔'' (البشریٰ ج ۲ص ۱۰۹،تذکرہ ص ۶۰۴)

''تو میرے بروز جیسا ہے۔'' (تذکرہ ص ۶۰۴)

''اسمع یا ولدی اے میرے بیٹے سن۔'' (البشریٰ ج ۱ص ۴۹)

''آواہن خدا تیرے اندر اتر آیا۔'' (تذکرہ ص ۳۱۱،طبع ۳)

''خدا قادیان میں نازل ہوگا۔'' (البشریٰ ج ۱ص ۵۶)

''تو ہمارے پانی (نطفہ) سے ہے اور دوسرے لوگ خشکی سے۔'' (تذکرہ ص ۲۰۴)

''آسمان وزمین تیرے ساتھ جیسے میرے ساتھ۔''

(حقیقت الوحی ص ۷۵،خزائن ج ۲۲ص ۷۸،تذکرہ ص ۶۳۲)

مرزا قادیانی نے فرمایا: ''حسب تصریح قرآن، رسول اسی کو کہتے ہیں جس نے احکام وعقائد دین جبرائیل کے ذریعے حاصل کئے ہوں۔'' (ازالہ اوہام ص۵۳۴، خزائن ج۳ ص۳۸۷)

''رسول کی حقیقت وماہیت میں یہ امر واضح ہے کہ وہ دینی علوم کو بذریعہ جبرائیل حاصل کرے۔'' (ازالہ اوہام ص۶۱۴، خزائن ج۳ ص۴۳۲)

جیسی روح ویسے فرشتے۔ مگر یاد رہے کہ مرزا قادیانی کو وحی یلاش اور صاعقہ وغیرہ نامی خدا بھیجا کرتے تھے۔

مسیلمہ کذاب (مرزا قادیانی کا چھوٹا بھائی) کے پاس صرف ایک فرشتہ وحی لاتا تھا۔ جس کا نام ''رجس'' تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ج۶ ص۳۲۷)

مگر ہمارے مرزا قادیانی کے پاس وحی وغیرہ لانے کے لئے کئی دیسی اور ولایتی کارکن فرشتے متعین تھے۔ ذیل میں مرزا قادیانی کے الہامی عملہ کی تفصیل دیکھئے۔

نوٹ! یاد رہے کہ یہ تمام باتیں مرزائی کتب کے حوالہ سے درج ہیں بقید صفحہ۔

مرزائی خدا کے نام

۱...... ''الصاعقہ۔'' (البشریٰ ج۲ ص۷۶، تذکرہ ص۴۴۷)

۲...... ''خدائے یلاش۔'' (تحفہ گولڑویہ ص۶۹، روحانی خزائن ج۱۷ ص۲۰۳)

۳...... ''ربنا عاج۔ ہمارا رب عاجی ہے۔ اس کے معنی ابھی تک معلوم نہیں ہوئے۔'' (براہین ص۵۵۵، خزائن ج۱ ص۶۶۲)

۴...... ''انگریزی خدا۔'' (براہین ص۴۸۰، خزائن ج۱ ص۵۷۱)

۵...... ''آواہن۔ مرزا کے اندر اترنے والا۔'' (کتاب البریہ ص۸۴، خزائن ج۱۳ ص۱۰۲)

مرزائی فرشتے

''ٹیچی ٹیچی۔ وقت پر روپیہ لانے والا۔'' (حقیقت الوحی ص۳۳۲، خزائن ج۲۲ ص۳۴۶)

''مٹھن لال۔'' (تذکرہ ص۵۶۰)

''خیراتی صاحب۔'' (ستارہ قیصریہ ص۹۴، خزائن ج۱۵ ص۳۵۱)

''شیر علی۔'' (ستارہ قیصریہ ص۹۵، خزائن ج۱۵ ص۳۵۲)

''انگریزی فرشتہ۔'' (تذکرہ ص ۶۴)

''ایل۔'' (تذکرہ ص ۴۵۰)

''دونا معلوم فرشتے۔'' (تذکرہ ص ۲۹)

مرزا قادیانی کی بیماریاں

''بدہضمی۔'' (سیرت المہدی ج ۱ ص ۳۸)

''دق۔'' (حیات احمد نمبر اوّل ص ۷۹)

''سل۔'' (سیرت المہدی ج ۱ ص ۴۲)

''ہسٹریا۔'' (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۶)

''غشی۔'' (سیرت المہدی ج ۱ ص ۱۷،۱۸)

''ذیابیطس۔'' (تذکرہ ص ۲۷۱،۲۹۱)

''مراق۔'' (سیرت المہدی ج ۲ ص ۵۵)

''سلسل البول۔'' (تذکرہ ص ۴۶۶،۵۶۵)

''کثرت اسہال۔'' (تذکرہ ص ۴۶۶)

''شدید دردسر۔'' (تذکرہ ص ۶۱۸،۶۹۰)

''سخت قولنج۔'' (تذکرہ ص ۳۲)

''دردناک جلن۔'' (تذکرہ ص ۳۲)

''دردگردہ۔'' (تذکرہ ص ۴۹۴)

''جسم بے کار، قویٰ مضمحل، دل ڈوبنا، مسلوب القویٰ۔'' (تذکرہ ص ۶۱۷)

''حالت مردمی کالعدم۔'' (تذکرہ ص ۱۲۴)

''خارش۔'' (تذکرہ ص ۴۰۶،۸۰۶)

''کھانسی کی تکلیف۔'' (تذکرہ ص ۴۵۶)

''پیشاب کی راہ سے خون۔'' (تذکرہ ص ۵۳۰)

''دماغی کمزوری۔'' (تذکرہ ص ۶۱۸)

''قے ودست، ہیضہ'' (سیرت المہدی ج ۱ ص ۹،۱۱)

''ٹنڈا۔'' (سیرت المہدی ج۱ص ۲۱۷)

''دانت خراب۔'' (سیرت المہدی ج۲ص ۱۲۵)

''داڑھوں کو کیڑا۔'' (سیرت المہدی ج۲ص ۱۲۵)

قرآنی ضابطہ

''وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ''یعنی ہم نے ہر رسول اس کی قومی زبان میں بھیجا ہے۔قول مرزا:''اور یہ بالکل غیر معقول اور بیہودہ امر ہے کہ انسان کی اصل زبان تو کوئی ہو اور الہام اس کو کسی اور زبان میں ہو۔جس کو وہ سمجھ بھی نہ سکتا ہو کہ اس میں تکلیف مالا یطاق ہے۔'' (چشمہ معرفت ص۲۰۹،خزائن ج۲۳ص ۲۱۸)

سابقہ قاعدہ کے مطابق تو وحی پنجابی زبان میں آنی چاہئے تھی۔ کیونکہ مرزا قادیانی پنجابی تھے۔مگر یہاں تو معاملہ ہی الٹ ہے کہ وحی ہر زبان میں آ رہی ہے۔اردو،انگریزی،فارسی، پنجابی،عبرانی،عربی۔تمام زبانیں استعمال کی جارہی ہیں تو نتیجہ یہ نکلا کہ سارا سلسلہ رحمانی نہیں شیطانی ہے۔قرآن میں ہے''ان الشیاطین لیوحون الیٰ اولیاء هم لیجادلوکم '' انعام۱۲۲ کہ شیطان اپنے دوستوں کی طرف وحی کرتے ہیں۔تاکہ وہ تم سے مباحثہ کریں۔تو قابل غور بات یہ ہے کہ جب یہ عملہ ہی خدائی اور سچے دین سے الگ ہے تو پھر ہمیں سچ اور جھوٹ میں پرکھ ہوجانی چاہئے۔اسی لئے مرزا قادیانی بھی حیران ہیں۔فرمایا:''زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں ہوتی۔ جیسے انگریزی،سنسکرت یا عبرانی وغیرہ۔'' (نزول المسیح ص۵۷،خزائن ج۱۸ص ۴۳۵)

باوجود اس تردد آمیز تعجب کے یہ بھی دعویٰ ہے کہ:''مجھے اپنی وحی پر ویسا ہی ایمان ہے جیسا تورات،انجیل اور قرآن کریم پر۔'' (اربعین نمبر۴،ص۱۹،خزائن ج۱۷ص ۴۵۴)

پھر لکھا کہ:''اگر میں (اپنی وحی) میں ایک دم کے لئے بھی شک کروں تو کافر ہو جاؤں۔'' (تجلیات الٰہیہ ص۲۹،خزائن ج۲۰ص ۴۱۲)

(اقراری کفر)(اعجاز احمدی ص۷،خزائن ج۱۹ص ۱۱۳ ملخص) اس میں لکھا ہے کہ خدا کی وحی مجھے ۱۲سال کہتی رہی کہ تو مسیح ہے تو مسیح ہے۔مگر مجھے یقین نہ آیا۔آئینہ کمالات میں دس سال لکھا

ہے۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱، خزائن ج ۵ ص ایضا)

مرزا قادیانی نے فرمایا کہ: ''اگر کوئی کلام مرتبہ یقین سے کم ہو تو وہ شیطانی کلام ہے۔ نہ کہ ربانی۔'' (نزول المسیح ص ۱۰۸، خزائن ج ۱۸ ص ۴۸۶)

''جو الہامات ایسے کمزور اور ضعیف الاثر ہوں۔ جو ملہم پر مشتبہ رہتے ہیں کہ خدا کی طرف سے ہیں یا شیطانی کی طرف سے وہ درحقیقت شیطان کی طرف سے ہوتے ہیں یا شیطان کی امیزش سے۔'' (نزول المسیح ص ۱۱۴، خزائن ج ۱۸ ص ۴۹۲)

اب دیکھئے (براہین ص ۵۵۶، خزائن ج ۱ ص ۶۶۴) میں لکھا ہے۔ ''حو شعنا نعسا ابھی تک اس عاجز پر اس کے معنی نہیں کھلے۔'' تو پھر وحی شیطانی ہوئی یا رحمانی؟ مرزا قادیانی کی وحی میں چونکہ ابہام ہی ابہام ہیں۔ لہٰذا وہ شیطانی ہوئی۔

مرزا قادیانی کی عیاری

سابقہ تمام مدعی نبوت والہام کے کلام نہایت ہی رکیک فضول قسم کے تھے۔ لہٰذا اس دجال نے ایک عجیب چال چلی کہ اکثر وبیشتر قرآنی آیات اپنی وحی میں داخل کرلیں یا پھر ادبی کتب سے مثل مقامات وغیرہ سے سرقہ کیا۔ باقی اس کی خود اپنی اختراع ہے۔ وہ نہایت ہی رکیک نظر آتی ہے اور بھونڈی بھی ہے۔

مرزا قادیانی کی ہسٹری

مرزا غلام احمد ولد مرزا غلام مرتضیٰ ساکن قادیان قریباً ۱۸۴۰ء کو پیدا ہوئے۔ آپ کا بچپن عجیب وغریب حماقتوں کا مرقع تھا۔ دائیں بائیں کی تمیز نہ تھی۔ نوجوانی بھی رنگیلی گزری۔ ۱۵ روپے ماہوار پر کچہری میں چپڑاسی ہوئے۔ مختاری کا امتحان دیا۔ جس میں فیل ہوگئے اور ملازمت ترک کر کے خاندانی مقدمات کی پیروی میں مصروف ہوگئے۔ آپ نے تعلیم تین حضرات سے حاصل کی۔ جن میں ایک غیر مقلد، ایک حنفی اور ایک شیعہ تھا۔ آخر کار روزگار کی تلاش کے لئے عیسائیوں اور آریوں سے مذہبی مباحثے شروع کئے۔ مگر ہر بار منہ کی کھائی۔ بالآخر مولانا محمد حسین بٹالوی کے مشورے سے میدان تالیف میں اترے۔ حتیٰ کہ ۱۸۸۰ء میں اپنے حواریوں اور گھر والوں سے مشورہ کر کے لدھیانہ آکر مسیحیت کا دعویٰ کرنے کا پروگرام بنایا۔ مگر مخالفت کے پیش نظر

ہمت نہ ہوئی۔ تاہم مجددیت کی بیعت شروع کردی گئی۔ اسی دوران میں ایک شخص کریم بخش سے سنا کہ ایک ملنگ گلاب شاہ نامی نے پیش گوئی کی تھی کہ عیسیٰ اب جوان ہوگیا ہے۔ لدھیانے میں آ کر (معاذ اللہ) قرآن کی غلطیاں نکالے گا۔ آخر ایک منصوبہ کے تحت لکھا کہ دو سال میں مریم بنا رہا۔ پھر مجھ میں عیسیٰ کی روح پھونکی گئی تو میں عیسیٰ سے حاملہ ہوگیا۔ دس ماہ حاملہ رہنے کے بعد عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا۔ اسی طرح عیسیٰ ہوگیا۔ پھر ۱۸۹۱ء میں لدھیانہ آ کر دعویٰ کیا کہ عیسیٰ بن مریم فوت ہوگئے ہیں۔ ان کی جگہ ان کا مثیل آنا مراد ہے اور وہ میں ہوں۔ ''اللہ نے عیسیٰ بن مریم والی تمام آیات میری طرف منتقل کردی ہیں۔'' (براہین حصہ پنجم ص ۸۵، خزائن ج ۲۱ ص ۱۱۱)

پھر کہا کہ عیسیٰ چونکہ نبی بھی تھے۔ لہٰذا میں بھی ظلی طور پر نبی ہوں۔ ۱۹۰۱ء میں ظلی، بروزی وغیرہ نبوت کا دعویٰ کردیا کہ میرے الہام میں ''محمد رسول اللّٰہ والذین معہ'' آیت نازل ہوئی ہے۔ اس میں مجھے رسول پکارا گیا ہے۔ لہٰذا میں رسول ہوں۔

(ایک غلطی کا ازالہ ص ۳، خزائن ج ۱۸ ص ۲۰۷)

دوران حمل بابو الٰہی بخش نے مرزا قادیانی سے حیض دیکھنے کا مطالبہ کیا تو فرمایا کہ اب وہ حیض نہیں بلکہ بچہ بن گیا ہے۔ جو اللہ کے بچوں جیسا ہے۔

(تتمہ حقیقت الوحی ص ۱۴۳، خزائن ج ۲۲ ص ۵۸۱)

اور ان کے ایک مرید نے لکھا کہ آپ نے فرمایا تھا کہ ایک دفعہ میں نے کشفاً دیکھا کہ میں عورت ہوں اور اللہ نے مجھ سے رجولیت کا اظہار فرمایا۔ (اسلامی قربانی ص ۱۲)

فرمایا میرا اللہ کے ساتھ ایک خفیہ تعلق بھی ہے۔ پھر بچہ ہونے کا درد شروع ہوا تو مریمیت نے عیسیٰ ہونے کا بچہ دیا۔ (کشتی نوح ص ۴۷، خزائن ج ۱۹ ص ۵۰ ملخص)

دعویٰ نبوت کے دوران فتویٰ تکفیر اور دیگر مباحثات کا خوب بازار گرم رہا۔ جس میں ہر مکتبہ فکر کے علماء نے خوب حصہ لیا۔ جس پر کبھی مرزا سب کو بے نقط سناتے کبھی مباہلہ کا چیلنج کرتے۔ (انجام آتھم ص ۴۵، خزائن ج ۱۱ ص ۴۵)

آ کر تنگ آ کر ۱۵ر اپریل ۱۹۰۷ء میں خود ہی دعاء کی کہ اے اللہ مولوی ثناء اللہ مجھے کذاب و دجال کہتا ہے۔ اگر میں ایسا ہی ہوں تو جھوٹے کو سچے کی زندگی میں نابود کردے۔ جس

کے نتیجہ میں مرزا قادیانی نے ۲۶ رمئی ۱۹۰۸ء بروز منگل بمرض وبائی ہیضہ لاہور میں وفات پائی اور پھر اس مثیل دجال اکبر کو زیر زمین دفن کر دیا گیا۔ قطع دابر القوم الظالمین!

مرزا غلام احمد قادیانی (باران وحی کے نرغہ میں) مثیل دجال اکبر (اسرائیلی)

''آریوں کا بادشاہ۔'' (تتمہ حقیقت الوحی ص ۸۵، خزائن ج ۲۲ ص ۵۲۲)

''برہمن اوتار۔'' (تذکرہ ص ۶۲۰)

''مرزا غلام احمد کی جے۔'' (تذکرہ ص ۷۲۳)

مرزا قادیانی کے دیگر نام

''رودر گوپال۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۴، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۹)

''امین الملک جے سنگھ بہادر۔'' (تذکرہ ص ۶۷۲)

''گورنر جنرل۔'' (تذکرہ ص ۳۴۲)

''کرشن۔'' (لیکچر سیالکوٹ ص ۳۳، خزائن ج ۲۰ ص ۲۲۸)

''کلمتہ الازل۔'' (تذکرہ ص ۳۱۱)

''غازی۔'' (تذکرہ ص ۷۳)

''میکائیل۔'' (اربعین نمبر ۳ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳)

''حجر اسود۔'' (تذکرہ ص ۳۶)

''بیت اللہ۔'' (تذکرہ ص ۳۶)

''کرم خاکی۔'' (براہین ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

''نطفۂ خدا۔'' (تذکرہ ص ۲۰۴)

''سلامتی کا شہزادہ۔'' (تذکرہ ص ۷۹۶)

''نجم الثاقب۔'' (تذکرہ ص ۷۴۳)

''حجتہ اللہ القادر۔'' (تذکرہ ص ۱۱۲)

''تمام نبیوں کا مظہر۔'' (حقیقت الوحی ص ۷۳ حاشیہ، خزائن ج ۲۲ ص ۷۶)

''انسان کی جائے نفرت۔'' (براہین ص ۹۷، خزائن ج ۲۱ ص ۱۲۷)

''سوراخ دار برتن۔'' (کتاب البریہ ص ۸۴، خزائن ج ۱۳ ص ۱۰۲)

کرم خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار

(براہین ص۹۷، خزائن ج۲۱ ص۱۲۷)

مبہم الہامات

''ایسوسی ایشن۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۲، تذکرہ ص۷۲۴)

''بستر عیش۔'' (البشریٰ ج۲ ص۸۸)

''آتش فشاں۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۰، تذکرہ ص۵۶۳)

''جنازہ۔'' (نزول المسیح ص۲۲۵، خزائن ج۱۸ ص۶۰۳)

''دو شہتیر ٹوٹ گئے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۰، تذکرہ ص۵۶۶)

''لائف۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۶، تذکرہ ص۵۹۳)

''رشن الخمر۔'' (البشریٰ ص۹۹)

''ہوشعنا، نعسا۔'' (براہین ص۵۵۶، خزائن ج۱ ص۶۶۴)

''غثم غثم غثم۔'' (تذکرہ ص۳۱۹)

''انت منی بمنزلۃ لا یعلمھا الخلق۔'' (براہین ص۵۶۰ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۸)

''تیرا مجھ سے ایک پوشیدہ تعلق ہے۔'' (براہین ص۵۶۰ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۶۶۸)

I Love You. I shall help you. I can what I will do. This is a enemy. We can what we will do.

''پھر انتہائی شدت سے الہام ہوا۔ جس سے بدن کانپ گیا۔''

(براہین ص۴۸۰، خزائن ج۱ ص۵۷۱، ۵۷۲)

''الرحیل، الرحیل۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۴۱، تذکرہ ص۷۵۵)

''موت قریب۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۶، تذکرہ ص۷۴۰)

''موتا موتی لگ رہی ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵، خزائن ج۲۱ ص۱۵۷)

''ہیضہ کی آمد ہونے والی ہے۔'' (البشریٰ ج۲ص۱۳۲، تذکرہ ص۷۲۵)

''ہر ایک مکان سے خیر دعاء ہے۔'' (کتاب البشریٰ ج۲ص۱۲۳، تذکرہ ص۶۹۳)

''اپنا مکان کشادہ کرلو۔'' (چندہ کی اپیل) کا بہانہ۔ (تذکرہ ص۵۳)

''مینوں کوئی نہیں کہہ سکدا کہ ایسی آئی جس نے ایہہ مصیبت پائی۔''

(البشریٰ ج۲ص۵۵)

''اس کتے کا آخری دم۔'' (البشریٰ ج۲ص۷۰)

''دھکہ۔'' (البشریٰ ج۲ص۹۵، تذکرہ ص۵۳۴)

انگریزی ایجنٹ

''میری دعوت کی مشکلات میں سے وحی اور رسالت اور مسیح موعود کا دعویٰ تھا۔''

(براہین احمدیہ حصہ پنجم ص۵۳، خزائن ج۲۱ص۶۸)

''خدا نے یہ پاک سلسلہ (مرزائیہ) اس گورنمنٹ کے ماتحت برپا کیا۔''

(اشتہار واجب الاظہار ص۳ ملحقہ، خزائن ج۱۵ص۵۲۴ ملخص)

''یہ مرزا تیرے وجود کی برکت سے دنیا میں آیا۔''

(ستارہ قیصریہ ص۹، خزائن ج۱۵ص۱۱۸)

''(ملکۂ برطانیہ سے) تیری ہی پاک نیتوں کی تحریک سے خدا نے مجھے بھیجا۔''

(ستارہ قیصریہ ص۹، خزائن ج۱۵ص۱۲۰)

''تیرے نور نے میرے نور کو کھینچا۔'' (ستارہ قیصریہ ص۶، خزائن ج۱۵ص۱۱۷ ملخص)

''میں اس گورنمنٹ کے لئے ایک تعویذ ہوں۔'' (نور الحق اوّل ص۳۳، خزائن ج۸ص۴۵)

''جہاد کی حرمت اور انگریزی حکومت کی خدمت کے لئے پچاس الماریاں کتابیں لکھیں۔'' (تریاق القلوب ص۱۵، خزائن ج۱۵ص۱۵۵)

''جن کتابوں میں مسیح موعود کی آمد لکھی ہے اس میں صریح تیرے عہد کی طرف اشارے پائے جاتے ہیں۔'' (ستارہ قیصریہ ص۷، خزائن ج۱۵ص۱۱۷)

''اصل بھید یہ ہے کہ جیسے آسمان پر خدا کی طرف سے ایک تیاری ہوتی ہے۔ ویسے ہی

گورنمنٹ کے دل میں خیالات پیدا ہو جاتے ہیں۔" (ستارہ قیصریہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۵ ص ۱۲۴)

"اے قیصرہ وملکہ معظمہ ملکہ ہمارے دل تیرے لئے دعاء کرتے ہیں اور حضرت احدیت میں جھکتے ہیں اور ہماری روحیں تیرے اقبال اور سلامتی کے لئے خدا کے دربار میں سجدہ کرتی ہیں۔" (تحفہ قیصریہ ص ۱۴، خزائن ج ۱۲ ص ۲۶۶)

ملکۂ وکٹوریہ کا نور

"اے ملکہ معظمہ...... تیرے عہد سلطنت کے سوا اور کوئی بھی عہد سلطنت ایسا نہیں ہے۔ جو مسیح موعود کے ظہور کے لئے موزوں ہو۔ سو خدا نے تیرے نورانی عہد میں آسمان سے ایک نور نازل کیا۔ کیونکہ نور نور کو اپنی طرف کھینچتا ہے اور تاریکی تاریکی کو۔"

(ستارۂ قیصرہ ص ۶، خزائن ج ۱۵ ص ۱۱۷)

خوشامد کی انتہاء

انگریز کی غلامی اور اپنی نمک حلالی جتلانے کے لئے اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہیں کہ: "وہ انگریز کی حکومت کو اپنے اولی الامر میں شامل کرلیں اور دل کی سچائی سے خطبۂ جمعہ میں ان کے احسانات کا تذکرہ شامل کرلیں۔" (تبلیغ رسالت ج ۷ ص ۱۹، مجموعہ اشتہارات ج ۳ ص ۲۱)

"اپنے آپ کو انگریز کا خود کاشتہ پودا بیان کیا ہے۔ اپنے تمام مریدوں مع سرکاری ملازمین اور دینی تعلیم والے سب کے متعلق فرمایا کہ یہ ایسی جماعت ہے جو سرکار انگریزی کی نمک پروردہ ہے اور نیک نامی حاصل کردہ ہے۔" (کتاب البریہ ص ۳۳۱، خزائن ج ۱۳ ص ۳۴۹)

"یہ امن جو اس گورنمنٹ انگریزی کے زیر سایہ ہمیں حاصل ہے۔ یہ امن نہ مکہ میں مل سکتا ہے۔ نہ مدینہ میں نہ قسطنطنیہ میں۔" (تریاق القلوب ص ۱۵، روحانی خزائن ج ۱۵ ص ۱۵۶)

اقبالؒ نے ۱۹۳۲ء میں کہا کہ مرزائیت یہودیت کا چربہ ہے۔ مرزائی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ کیا اب بھی ان کے انگریزی ایجنٹ ہونے میں کوئی کسر باقی رہ گئی ہے؟ مگر بے حیائی کا بھی اقرار ہے۔ خود لکھا کہ: "کھلے کھلے سچ کا منکر بے شرم اور بے حیاء ہے۔"

(ست بچن ص ۴۰، خزائن ج ۱۰ ص ۱۶۰)

نوٹ! انگریزی ایجنٹی کے ثبوت کے لئے تحفہ قیصریہ اور ستارۂ قیصرہ دو خصوصی رسالے ہیں۔ باقی کچھ نہ کچھ ہر کتاب میں یہ خرافات موجود ہیں۔

سرکار انگریزی کی انتہائی خوشامد اور کاسہ لیسی اور ساتھ ہی یہ بھی دعویٰ ہے کہ: ''زمین کی سلطنتیں میرے نزدیک نجاست کی مانند ہیں۔'' (کتاب البریہ ص ۳۱۷، خزائن ج ۱۳ ص ۳۳۵)

اب خود مرزا جی نجاست خور ہوئے کہ نہ؟

مرزائی غدار وطن ہیں

ایک موقع پر مرزا بشیر الدین خلیفہ دوم نے اپنا ایک خواب بیان کیا کہ ان کے پاس گاندھی جی آئے ہیں۔ وہ مرزا قادیانی کے ساتھ ایک چارپائی پر لیٹنا چاہتے ہیں۔ (تیاری کر کے لیٹ گئے) ذرا سی دیر کر کے اٹھ بیٹھے۔ اس سے نتیجہ نکالا کہ ہندو مسلم اتحاد ہو جائے گا۔ یہ تقسیم عارضی ہے۔ اللہ سارے ہند کو ایک اسٹیج پر جمع کرنا چاہتا ہے اور سب کے گلے میں احمدیت (مرزائیت) کا جوا ڈالنا چاہتا ہے۔ اسی لئے ہمارا الہامی عقیدہ ہے کہ پاکستان کا وجود عارضی ہے۔ اگر کچھ وقت کے لئے دونوں قومیں جدا رہیں۔ مگر یہ حالت عارضی ہے اور ہمیں کوشش کرنی چاہئے کہ جلد دور ہو جائے۔ بہر حال ہم چاہتے ہیں کہ اکھنڈ ہندوستان بنے۔

(الفضل ۵/اپریل ۱۹۴۷ء)

یہ اور بات ہے کہ ہم ہندوستان کی تقسیم پر رضا مند ہوئے تو خوشی سے نہیں بلکہ مجبوری سے اور پھر کوشش کریں گے کہ متحد ہو جائیں۔ (الفضل ۱۷/مئی ۱۹۴۷ء)

غدار ابن غدار

میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں ایک وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا۔ جن کو دربار میں گورنری کی کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر مسٹر گریفن کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے۔

(اشتہار واجب الاظہار کتاب البریہ ص ۱۳، خزائن ج ۱۳ ص ۴ ملخص)

عوام اور حکومت کے کان کھل جانے چاہئیں اور ان کو سن لینا چاہئے کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں۔ اگر بقائے اسلام اور بقائے ملک کے خواہش مند ہو تو اس ناسور کو نکالنا ہوگا۔ ہر کلیدی اسامی سے برطرف کر کے جبراً ان کو اپنی حیثیت تسلیم کروائی جائے۔ پاکستان میں اصل تخریب کار یہی لوگ ہیں۔ اس لئے ان کا محاسبہ بہت ضروری ہے۔

خاتم النبیین لا نبی بعدی
مرزا قادیانی کے
رنگ برنگے
شیطانی الہامات
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ
۱

بسم اللہ الرحمان الرحیم!

رحمانی اور شیطانی الہامات کے بارہ میں مرزا قادیانی لکھتا ہے: ”اور نیز یاد رہے کہ خدا کے مکالمات ایک خاص برکت اور شوکت اور لذت اپنے اندر رکھتے ہیں اور چونکہ خدا سمیع وعلیم ورحیم ہے۔ اس لئے وہ اپنے متقی اور راست باز اور وفادار بندوں کو ان کے معروضات کا جواب دیتا ہے اور یہ سوال وجواب کئی گھنٹوں تک طول پکڑ سکتے ہیں۔“

(حقیقت الوحی ص۱۳۹، خزائن ج۲۲ ص۱۴۲)

شیطانی الہام کی علامت

”ماسوا اس کے شیطان گنگا ہے۔ اپنی زبان میں فصاحت اور روانگی نہیں رکھتا اور گنگے کی طرح وہ فصیح اور کثیر المقدار باتوں پر قادر نہیں ہوسکتا۔ صرف ایک بدبودار پیرایہ میں فقرہ دو فقرہ دل میں ڈال دیتا ہے۔ اس کو ازل سے یہ توفیق ہی نہیں دی گئی کہ وہ لذیذ اور باشوکت کلام کر سکے...... اور نہ وہ بہت دیر تک چل سکتا ہے۔ گویا جلدی میں تھک جاتا ہے۔“

(حقیقت الوحی ص۱۳۹، ۱۴۰، خزائن ج۲۲ ص۱۴۳، ۱۴۴)

اب اسی معیار پر درج ذیل قادیانی الہامات کو فٹ کر کے حق وباطل کا فیصلہ فرمائیے۔

مرزا قادیانی کے الہام

۱...... ”تین استرے، عطر کی شیشی۔“ (تذکرہ ص۴۷۷)

۲...... ”کچلہ، کونین فولاد۔ یہ ہے دوائے ہمزاد۔“ (تذکرہ ص۷۹۲)

۳...... ”واللہ واللہ سدھا ہویا اولا۔“ (تذکرہ ص۷۴۶)

۴...... ”کشتیاں چلتی ہیں تا ہوں کشتیاں۔“ (تذکرہ ص۶۱۵)

۵...... ”خطرناک۔“ (تذکرہ ص۷۵۲)

۶...... ”ایک الہام جس کے اظہار کی اجازت نہیں۔“ (تذکرہ ص۷۴۱)

۷...... ”تائی آئی، تار آئی۔“ (تذکرہ ص۷۸۱)

۸...... ”تحفۃ الملوک۔“ (تذکرہ ص۶۹۹)

۹...... ”امین الملک جے سنگھ بہادر۔“ (تذکرہ ص۶۷۲)

۱۰...... ”خاکسار پیپر منٹ۔“ (تذکرہ ص۵۲۷)

۱۱...... ”غلام احمد کی جے۔“ (تذکرہ ص۷۲۳)

۱۲...... ”عمارت تو مفت میں تھک گئی۔“ (تذکرہ ص۵۶۳)

۱۳...... ”بجلی کی طرح تیز الہام۔“ (تذکرہ ص۴۶۳)

۱۴...... ”ایک دانہ کس کس نے کھایا۔“ (تذکرہ ص۵۹۵)

۱۵...... ”لائف۔“ (تذکرہ ص۵۹۳)

۱۶...... ''یہوداہ اسکریوتی۔'' (تذکرہ ص۲۹)

۱۷...... ''غثم، غثم، غثم۔ اے ورڈ اینڈ ٹو گرلز۔'' (تذکرہ ص۵۹۳)

۱۸...... ''آئی لو یو۔'' (تذکرہ ص۶۳)

۱۹...... ''موتا موتی لگ رہی ہے۔'' (براہین پنجم ص۵، خزائن ج۲۱ ص۱۵۷)

۲۰...... ''دو شہتیر ٹوٹ گئے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۰، تذکرہ ص۵۶۶)

۲۱...... ''آتش فشاں، مصالح العرب، مسیر العرب۔'' (تذکرہ ص۵۶۳)

۲۲...... ''ایسوسی ایشن۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۲، تذکرہ ص۷۲۳)

۲۳...... ''بامراد، رویلات'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۰، تذکرہ ص۵۶۴،۵۶۳)

۲۴...... ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵، تذکرہ ص۵۹۱)

۲۵...... ''کرنسی نوٹ دیکھو میرے دوستو۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۷، تذکرہ ص۵۹۶)

۲۶...... ''بشیر الدولہ۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۰، تذکرہ ص۵۹۸)

۲۷...... ''عورت کی چال، ایلی ایلی لما سبقتانی۔'' (تذکرہ ص۵۹۷)

۲۸...... ''خدا نکلنے کو ہے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۹، تذکرہ ص۶۰۴)

۲۹...... ''کلیسا کی طاقت کا نسخہ۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۱۴، تذکرہ ص۶۱۵)

۳۰...... ''ہر مکان سے خیر دعاء ہے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۲۳، تذکرہ ص۶۹۳)

۳۱...... ''بشیر الدولہ، عالم کباب، شادی خان، کلمۃ اللہ خان۔'' (تذکرہ ص۶۳۶)

۳۲...... ''مبارک۔'' (البشریٰ ج۲ ص۲۲۲، تذکرہ ص۶۸۳)

۳۳...... ''لائف آف پین۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۲۸، تذکرہ ص۷۱۲)

۳۴...... ''راز کھل گیا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۲۹، تذکرہ ص۷۱۲)

۳۵...... ''بلاء دمشق، سرک سری، ایک اور بلا برپا ہوئی۔'' (تذکرہ ص۷۱۴)

۳۶...... ''پوری ہوگئی۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۰، تذکرہ ص۷۱۷)

۳۷...... ''زلزلہ اس طرف چلا گیا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۰، تذکرہ ص۷۱۵)

۳۸...... ''عبرت بخش سزائیں دی گئیں۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۲، تذکرہ ص۷۲۶)

۳۹...... ''سرنگ۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۴۱، تذکرہ ص۷۵۵)

۴۰...... ''بستر عیش۔'' (البشریٰ ج۲ ص۸۸، تذکرہ ص۴۹۹)

۴۱...... ''شوخ و شنگ لڑکا پیدا ہوگا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۹۱، تذکرہ ص۵۱۳)

۴۲...... ''چوہدری رستم علی۔'' (البشریٰ ج۲ ص۹۴، تذکرہ ص۵۳۲)

۴۳...... ''تازہ نشان، تازہ نشان کا دھکا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۹۵، تذکرہ ص۵۳۴)

مرزا قادیانی کے انجام کے متعلقہ الہام

۱...... ''اصبر سنفرغ لك یا مرزا۔'' (البشریٰ ج۲ ص۸۷، تذکرہ ص۱۳۹)

۲...... ''ہیضہ کی آمدن ہونے والی ہے۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۳۲، تذکرہ ص۷۲۵)

۳...... ''مکن تکیہ بر عمر ناپائیدار۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۴۱، تذکرہ ص ۷۵۶)

۴...... ''زندگیوں کا خاتمہ۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۰۳، تذکرہ ص ۵۷۷)

۵...... ''الرحیل ثم الرحیل۔ موت قریب۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۴۱، تذکرہ ص ۷۵۵)

۶...... ''بہت سے حادثات کے بعد تیرا حادثہ ہوگا۔'' (تذکرہ ص ۵۲۲)

۷...... ''موت دروازہ پر کھڑی ہے۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۹۴، تذکرہ ص ۵۳۲)

۸...... ''لاہور میں ایک بے شرم ہے۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۶، تذکرہ ص ۷۰۴)

۹...... ''ہن اس دالیکھا خدا ناں جا پیا اے۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۸، تذکرہ ص ۷۰۹)

۱۰...... ''شکار مرگ۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۹۴، تذکرہ ص ۵۳۰)

۱۱...... ''اس کتے کا آخری دم ہے۔'' (تذکرہ ص ۴۱۷)

۱۲...... ''بعد ۱۱/ انشاء اللہ۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۶۵، تذکرہ ص ۴۰۱)

۱۳...... ''ایک ناپاک روح کی آواز آئی۔ میں سوتے سوتے جہنم میں پڑ گیا۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۹۵، تذکرہ ص ۵۳۵)

۱۴...... ''پیٹ پھٹ گیا۔'' (تذکرہ ص ۶۷۲)

۱۵...... ''ماتم کدہ۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۴۰، تذکرہ ص ۷۵۲)

۱۶...... ''ایک دم میں رخصت ہوا۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۱۷، تذکرہ ص ۶۶۲)

۱۷...... ''جنازہ۔'' (نزول المسیح ص ۲۲۵، خزائن ج ۱۸ ص ۶۰۳)

۱۸...... ''کمترین کا بیڑا غرق ہوگیا۔'' (البشریٰ ج ۲ ص ۱۲۱، تذکرہ ص ۶۸۳)

۱۹...... ''وقت رسید۔'' (تذکرہ ص ۷۴۶)

ناظرین کرام! مندرجہ بالا بے سروپا اور کٹے پھٹے الہامات کو ملاحظہ فرما کر فیصلہ کیجئے کہ یہ الہامات بقول بالا مرزا قادیانی رحمانی ہیں شیطانی؟

قادیانی کے صدق و کذب کا ایک فیصلہ کن معیار

مرزا قادیانی کا لڑکا مرزا بشیر احمد ایم اے لکھتا ہے کہ: ''آپ منگل کے دن کو بڑا منحوس سمجھتے تھے اور منگل کے دن ہی فوت ہوئے۔'' (سیرت المہدی حصہ اوّل ص ۸، روایت نمبر ۱۱)

نتیجہ: رب رحیم نے اپنے ہر پڑھے اور ان پڑھ بندے پر مرزا قادیانی کا باطل پرست ہونا واضح کرنے کے لئے اس کو منگل کے دن ہی موت دی۔ تا کہ اس کا جھوٹا ہونا سب پر واضح ہو جائے۔

مرزا قادیانی کا چڑی مار الہام

۲۸۔۲۷۔۱۴۔۲۔۲۷۔۲۔۲۶۔۲۔۲۸۔۱۔۲۳۔۱۵۔۱۱

۱۔۲۔۲۷۔۱۴۔۱۰۔۱۔۲۸۔۲۷۔۴۷۔۱۶۔۱۱۔۳۴۔۱۴۔۱۱

۷۔۱۔۵۔۳۴۔۲۳۔۳۴۔۱۱۔۱۴۔۷۔۲۳۔۱۴۔۱۰۔۱

۱۴۔۵۔۲۸۔۷۔۳۴۔۷۔۱۔۳۴۔۱۱۔۱۶۔۱۔۱۴۔۷۔۱۴۔۲۔۱۔۷۔۵۔۱۔۱۴۔۲

۱۴۔۲۔۲۸۔۱۔۷ (خزائن ص ۴۰، ج ۴، آسمانی فیصلہ ص ۳۵۰)

خاتم النبیین لا نبی بعدی
مرزا قادیانی کے
بائیس (۲۲) جھوٹ
حضرت مولانا عبداللطیف مسعودؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم!

جھوٹ کے متعلق مرزا قادیانی کا فتویٰ

لعنت ہے مفتری پر خدا کی کتاب میں
عزت نہیں ہے ذرہ بھی اس کی جناب میں

(براہین احمدیہ ج۵ص۱۱،خزائن ج۲۱ص۲۱)

''وہ کنجر جو ولدالزنا کہلاتے ہیں وہ بھی جھوٹ بولتے ہوئے شرماتے ہیں۔''

(شحنۂ حق ص۶۰،خزائن ج۲ص۳۸۶)

''جھوٹ بولنا مرتد ہونے سے کم نہیں۔'' (اربعین نمبر۳ص۲۴،خزائن ج۱۷ص۴۰۷)

''جھوٹ بولنا اور گوہ کھانا ایک برابر ہے۔''

(حقیقت الوحی ص۲۰۶،خزائن ج۲۲ص۲۱۵،ضمیمہ انجام آتھم ص۳۰۵،خزائن ج۱۱ص۳۴۳)

''جھوٹ ام الخبائث ہے۔'' (تبلیغ رسالت ج۷ص۲۸،مجموعہ اشتہارات ج۳ص۳۱)

فیصلہ: ''جب ایک بات میں کوئی جھوٹا ثابت ہو جائے تو پھر دوسری باتوں میں بھی اس پر اعتبار نہیں رہتا۔'' (چشمہ معرفت ص۲۲۲،خزائن ج۲۳ص۲۳۱)

مرزا قادیانی کے اس اصول سے ہم سو فیصد متفق ہیں۔ مگر اب ذیل میں مرزا قادیانی کے چند جھوٹ درج کئے جاتے ہیں۔ اگر کوئی ان کو سچ ثابت کرے تو ہر حوالہ پر مبلغ ایک سو روپیہ نقد انعام حاصل کرے۔ ورنہ قادیانیت ترک کر کے دائرہ اسلام میں شامل ہو جائے۔

حق وباطل کا آسان فیصلہ

۲۲ہزار روپیہ نقد انعام، جو ان حوالہ جات کو غلط ثابت کرے۔

۱...... ''قرآن شریف بلکہ تورات کے بعض صحیفوں میں بھی موجود ہے کہ مسیح موعود کے وقت طاعون پڑے گی۔'' (کشتی نوح ص۵،خزائن ج۱۹ص۵)

۲...... ''قرآن شریف میں اشارہ ہے کہ مسیح موعود (وہ مسیح جس کے آنے کا وعدہ کیا گیا ہے) حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی طرح چودھویں صدی میں ظاہر ہوگا۔ ایسا ہی احادیث صحیحہ میں آیا ہے کہ وہ مسیح موعود صدی کے سر پر آئے گا اور وہ چودھویں صدی کا مجدد ہوگا۔''

(براہین احمدیہ ج۵ص۱۸۸،خزائن ج۲۱ص۳۵۹)

نوٹ! چودھویں صدی کا لفظ کسی حدیث میں نہیں ہے۔ یہ سراسر جھوٹ ہے۔

۳...... ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام (معاذ اللہ) شراب پیا کرتے تھے۔ کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی بناء پر۔'' (کشتی نوح ص۶۵،خزائن ج۱۹ص۷۱)

۴...... ''صحیح بخاری میں ہے کہ جب امام مہدی آئیں گے تو آسمان سے آواز

آئے گی کہ هذا خلیفة الله المهدیٰ" (شہادت القرآن ص ۴۴، خزائن ج ۶ ص ۳۴۷)

۵...... "احادیث نبویہ میں لکھا ہے کہ مسیح موعود کے ظہور کے وقت انتشار نورانیت اس حد تک ہوگا کہ عورتوں کو بھی الہام شروع ہو جائے گا اور نابالغ بچے نبوت کریں گے اور عوام الناس روح القدس سے بولیں گے۔" (ضرورت الامام ص ۵، خزائن ج ۱۳ ص ۴۷۵)

۶...... "اس سے پہلے صدہا اولیاء نے گواہی دی کہ چودھویں صدی کا مجدد مسیح موعود ہوگا اور احادیث صحیحہ نبویہ پکار پکار کر کہتی ہیں کہ تیرھویں صدی کے بعد ظہور مسیح ہے۔"

(آئینہ کمالات ص ۳۴۰، خزائن ج ۵ ص ۳۴۰)

نوٹ! مسیح موعود اور چودھویں صدی کا لفظ کہیں بھی نہیں۔

۷...... "آثار اور احادیث میں مہدی معہود کی یہی نشانی تھی کہ پہلے اس کو زور شور سے کافر ٹھہرایا جائے گا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۲ ملخص)

۸...... "صحیح بخاری میں صاف لفظوں میں لکھا ہے کہ آنے والا مسیح موعود اسی امت میں سے ہوگا۔" (ضمیمہ انجام آتھم ص ۳۸، خزائن ج ۱۱ ص ۳۲۲)

۹...... "قرآن شریف اور احادیث میں پیش گوئی ہے کہ مسیح موعود جب ظاہر ہوگا تو اسلامی علماء کے ہاتھ سے دکھ اٹھائے گا۔ وہ اس کو کافر قرار دیں گے۔"

(اربعین ص ۱۷ حصہ ۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۰۴)

۱۰...... "اولیاء گذشتہ کے کشوف نے اس بات پر قطعی مہر لگادی کہ وہ چودھویں صدی کے سر پر پیدا ہوگا اور نیز یہ کہ پنجاب میں ہوگا۔" (اربعین ج ۲ ص ۲۳، خزائن ج ۱۷ ص ۳۷۱)

۱۱...... "صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور انجیل اور دانی ایل اور دوسرے نبیوں کی کتابوں میں جہاں میرا ذکر کیا گیا ہے وہاں میری نسبت نبی کا لفظ بولا گیا ہے اور بعض نبیوں کی کتابوں میں میری نسبت بطور استعارہ فرشتہ کا لفظ آ گیا ہے اور دانیال نے اپنی کتاب میں میرا نام میکائیل (خدا کی مانند) رکھا ہے۔" (اربعین ج ۳ ص ۲۵، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۳ حاشیہ)

نوٹ! بالکل غلط ہے۔ ثابت کیجئے۔

۱۲...... "عزیزو! تم نے وہ وقت پایا ہے جس کی بشارت تمام نبیوں نے دی ہے۔ جس کے دیکھنے کے لئے بہت سے نبیوں نے بھی خواہش کی تھی۔"

(اربعین ج ۴ ص ۱۳، خزائن ج ۱۷ ص ۴۴۲)

۱۳...... "حدیث بخاری میں اشارہ ہے کہ: "امامکم منکم" یعنی جب مسیح نازل ہوگا تو تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بکلی ترک کرنا پڑے گا۔"

(اربعین ج ۳ ص ۲۸، خزائن ج ۱۷ ص ۴۱۷)

نوٹ: بالکل غلط ہے۔ اج تک کسی محدث نے یہ معنی نہیں کئے۔

۱۴...... ''آنحضورﷺ نے فرمایا کہ ہندوستان میں ایک نبی گزرا ہے جو سیاہ رنگ تھا اور اس کا نام کنھیا تھا۔ جس کو کرشن کہتے ہیں۔'' (چشمہ معرفت ص۱۰، خزائن ج۲۳ ص۳۸۲)

نوٹ! یہ بھی بالکل جھوٹ ہے۔

۱۵...... ''ہم مکہ میں مریں گے یا مدینہ میں۔'' (البشریٰ ج۲ ص۱۰۵، تذکرہ ص۵۹۱)

نوٹ! یہ بھی جھوٹ نکلا۔ کیونکہ مرزا قادیانی لاہور میں مرے۔

۱۶...... ''ایک میری وحی یہ ہے:''هو الذی ارسل رسوله بالهدیٰ ودین الحق لیظهره علی الدین کله '' (براہین ص۴۹۸) ''اس میں صاف طور پر مجھے رسول پکارا گیا ہے۔'' (ایک غلطی کا ازالہ ص۱، خزائن ج۱۸ ص۲۰۶)

''حالانکہ وہاں اس آیت کو دوبارہ مسیح لکھا ہے۔''

۱۷...... ''قرآن شریف میں تین شہروں کا نام اعزاز کے ساتھ ہے۔ مکہ، مدینہ، قادیان۔'' (ازالہ اوہام ص۷۷ حاشیہ، خزائن ج۳ ص۱۴۰)

۱۸...... ''آنحضرتﷺ سے سوال ہوا کہ قیامت کب آئے گی تو فرمایا کہ آج کی تاریخ سے سو برس تک تمام بنی آدم پر قیامت آجائے گی۔''

(ازالہ اوہام ص۲۵۲، خزائن ج۳ ص۲۲۷)

۱۹...... ''قرآن شریف خدا کی کتاب اور میرے منہ کی باتیں ہیں۔''

(حقیقت الوحی ص۸۴، خزائن ج۲۲ ص۸۷)

۲۰...... ''دیکھو زمین پر ہر روز خدا کے حکم سے ایک ساعت میں کروڑہا انسان مر جاتے ہیں اور کروڑہا اس کے ارادہ سے پیدا ہو جاتے ہیں۔'' (کشتی نوح ص۳۷، خزائن ج۱۹ ص۴۱)

نوٹ! ناقابل تسلیم۔

۲۱...... ''آسمان سے کئی تخت اترے پر تیرا تخت سب سے اوپر بچھایا گیا۔''

(حقیقت الوحی ص۸۹، خزائن ج۲۲ ص۹۲)

۲۲...... ''میں خدا کی راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے نوروں میں سے آخری نور ہوں۔'' (کشتی نوح ص۵۶، خزائن ج۱۹ ص۶۱)

ف...... اس حوالہ میں ختم نبوت کا مکمل انکار ہے۔ دوسرے لفظوں میں خود خاتم الانبیاء بن رہا ہے۔''فلعنة الله علی الکاذبین''

ناظرین کرام! مندرجہ بالا حوالہ جات کی روشنی میں مرزا قادیانی سو فیصد جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں۔ لہٰذا ان کے کسی بھی دعویٰ کے متعلق سوچنا فضول ہے۔ اس بناء پر ہم تمام قادیانیوں کو مرزائیت سے توبہ کرنے اور صحیح اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں۔